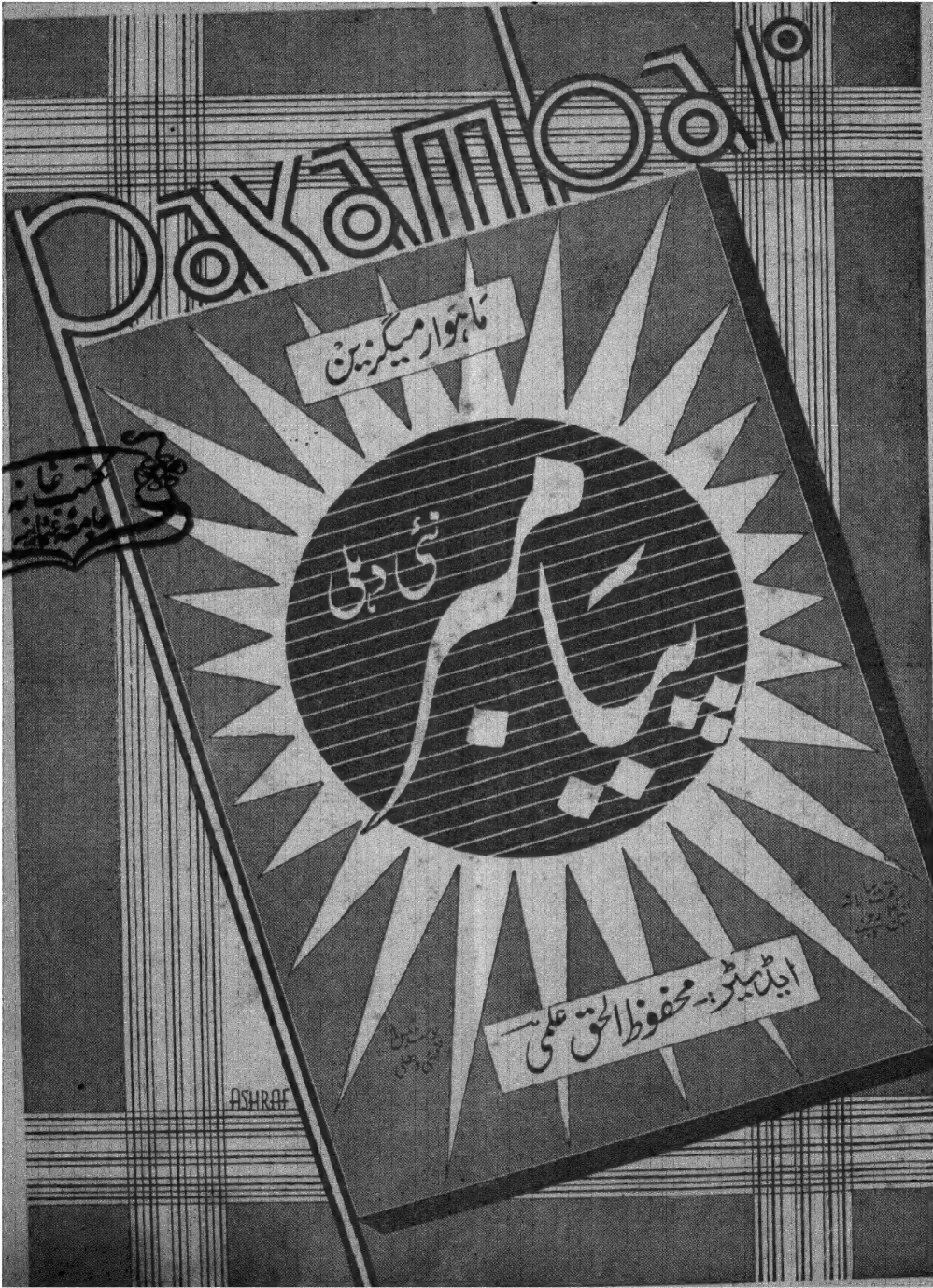


UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224141

UNIVERSAL
LIBRARY



ماہوار میگزین

رسالہ محمدی

ایڈیٹر: محفوظ الحق علی

کتاب خانہ
مکتبہ اسلامیہ

ASHRAF

پیامِ مہنامہ نئی دہلی

۱۹۴۰ء ۱۹ م ۱۹ اے ۱۹ م ۱۹ اے ۱۹ م ۱۹ اے

جلد اول بابت ماہ جولائی ۱۹۴۰ء نمبر اول

سُن او پیامبر

دُنیا میں جا کے سب کو سنا دے تو یہ خبر
اُٹھو کہ ہو جتنی ہے شبِ ہجر کی سحر
کہنا کہ زندگی کا نیا دِن شروع ہے
وہ آفتابِ یومِ تجلی ہے جلوہ گر
نیچر میں ارتقا ہے - ترقی کا زور ہے
کہنا کہ ہے یہ جلوہ ستیوم کا اثر
کیا دیکھتے ہو دور قیامت یہی تو ہے
کہہ دے کہ آشکار ہوا سترِ مستتر
بزمِ وصال بار ہے اور وقت دید ہے
حاضر ہوں سب حضور میں کہہ دے پکار کر
کہتا ہوا "آلکسنت" جو آیا وہ دلربا
ہر سخن شیفہ ہے اُسی کے جمال پر
ستے ہی اس کا نام جو بے ہوش ہو گئے
اس عالمِ تراب میں ایسے ہیں بیشتر
دے کر پیامِ وحدت حق صورتِ بھونکدے
ناموش ہو تمام یہ کثرت کا شور و شر
اہلِ حجابِ بیڑے مقابلِ آنکھیں اگر
آلفت سے تو پکار انہیں شامِ اسحر

سُن او پیامبر
سُن او پیامبر
وقتِ طلوع ہے
سُن او پیامبر
دُنیا میں شور ہے
سُن او پیامبر
ساعتِ ہی تو ہے
سُن او پیامبر
اک تازہ میدان ہے
سُن او پیامبر
سب نے کہا بلی
سُن او پیامبر
مدہوش ہو گئے
سُن او پیامبر
ناظرِ بھونکدے
سُن او پیامبر
پہواہ بھی نہ کر
سُن او پیامبر

قیامت اسی دنیا میں

کے بعد کا انجام اسی دنیا کے اعمال پر موقوف ہے وہ کوئی الگ مستقل چیز نہیں۔ اس دنیا میں جو کچھ انسان اپنے آپ کو بناتا ہے روحانی لحاظ سے تندرست یا مریض بن دیا پست ہوتا ہے۔ یہی حالت اس کے ساتھ جاتی ہے اور مرنے کے بعد وہ راحت یا عذاب پاتا ہے۔

قیامت جس کا ذکر بار بار کلام الہی میں آتا ہے وہ یہیں دنیا میں ہوتی ہے۔ ہر پیغمبر صاحبِ شریعت جب دنیا میں قائم ہو کر ایک نئی قوم برپا کرتا ہے۔ اسی کو کلام الہی میں قیامت کہا گیا ہے۔ قرآن مجید پر جس قدر غور و تدبر کیا جائے گا۔ اسی قدر یہ حقیقت عیاں ہوتی جائیگی۔ انجیل میں بھی یہی حقیقت بیان ہوئی ہے۔ جہاں حضرت یسوع فرماتے ہیں کہ ”قیامت اور زندگی میں ہوں“، مملکت گنتا میں بھی سرسری کرشن نے صاف صاف کہا ہے کہ ”جہنم اور جہاں پرے میں ہوں“ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہذا ملحہ اشتر احشتر لاقم علی قدحی“ حشر برپا کرنے والا ہیں ہوں۔ اپنے قدموں پر لوگوں کا حشر کیا ہوں قرآن مجید میں سورہ حشر میں وضاحت سے فرمایا ہے کہ خدا نے منکرین حق کو اول مشرکین ان کے مشرکوں سے نکال دیا، اس سے صاف ظاہر کر دیا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ایام حشر کے ایام ہیں نیز سورہ نمل کے آخری رکوع میں ایک آیت یوں نازل ہوئی ہے جو بعثت رسول کے

قیامت کے معنی فنا ہو جانا نہیں ہیں۔ برپا ہونا ہیں، اس لئے اس دنیا کی فنا یا تمام کائنات ہستی کے معدوم ہوجانے کا نام قیامت نہیں ہے۔ خدا کی کسی کتاب میں فنا یا عدم ہو جانے کو قیامت نہیں کہا گیا ہے۔ یہ ایک عام غلطی پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ تمام عالم ہستی کے فنا ہونے کو قیامت کہتے ہیں۔ یہ کلام الہی پر غور نہ کر کے نتیجہ ہے کہ فنا سے عالم کو قیامت کہا جاتا ہے۔ قسراں مجید میں بھی کوئی ایک آیت ایسی نہیں ہے جس میں فنا سے عالم کو قیامت کہا گیا ہو۔ سہا سال سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ کوئی آیت ہی دکھا دی جائے جس میں کائنات ہستی کے ٹکڑے فنا ہو جانے کو قیامت کہا گیا ہو۔ لیکن آج تک کوئی صریح آیت ہمارے سامنے اس کے ثبوت میں پیش نہیں کی جا سکی جس قدر آیات اس سلسلہ میں بیان کجائی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی قیامت کے معنی کائنات ہستی کی فنا و ٹکڑے ثابت نہیں۔

قیامت کے لغوی معنی برپا ہونے کے ہیں اور خدا کے کلام میں قیامت کی حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ایک نئی مخلوق آشکار ہو۔ منظرِ قیامت یعنی پیغمبرِ قیامت فرماؤ جس کے ذریعے ایک نئی قوم برپا ہوتی ہے۔ قوموں کا حساب و کتاب ہوتا ہے، وہ اپنے اعمال کی جزا سزا میں ترقی و تنزل پاتی ہیں جو کچھ کیفیت اعمال اور ان کے اثرات لوگوں کی زندگی میں ہوتے ہیں۔ اسی کے مطابق لوگ آخرت میں یعنی مرنے کے بعد سکھ یا دکھ پاتے ہیں۔ مرنے

زمانہ کو یوم القیامہ قرار دیتی ہے
وَأَنَّ تَرْبَاكَ يَبْنِيكُمْ يُنْفِخُكُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

اور بے شک تیرا رب ان لوگوں کو
اندروم قیامت حکم فیصلہ کرے گا
ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف
کرتے تھے۔

یہاں صاف فرماتا ہے کہ خدائے تعالیٰ یوم قیامت میں حکم و فیصلہ کر رہا ہے مگر یہاں مینہ حال استعمال ہوا ہے جس سے ثابت ہوا کہ ظہور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یوم القیامہ ہے اور خدائے تعالیٰ اپنا کام نازل کر کے لوگوں میں فیصلہ کر رہا ہے کیونکہ ہر رسول پر اسی نے کتاب نازل کی جاتی ہے لَحْيَكُمْ بَيْنِ الْأُصْلَافِ تاکہ وہ لوگوں میں فیصلہ کرے۔ رسول کو حکم ہوتا ہے۔ فَأَحْكُم بَيْنَ النَّاسِ۔ يَحَايَا أَلَا اللَّهُ۔ تو لوگوں میں خللی بصیرت کیساتھ حکم و فیصلہ کر یعنی خدا کا حکم و فیصلہ رسول کے ذریعے ہوتا ہے۔ آیت سورہ غل میں اسی بات کو یوں فرماتا ہے کہ بیشک تیرا رب ان لوگوں کے اندروم قیامت میں حکم و فیصلہ کر رہا ہے اُس ترجمہ کی بیچ دیں یہ ہے کہ لَحْيَكُمْ بَيْنِ الْأُصْلَافِ میں لام حال ہے جو معراج کو خاص حال کے لئے کو دیتا ہے ملاحظہ ہو علم القرآن جلد اول صفحہ ۱۸۱ اس قانون علی کے مطابق یہ ترجمہ بالکل درست ہے کہ خدا یوم قیامت میں حکم و فیصلہ کر رہا ہے۔ ظہور رسول اکرم کا زمانہ کو یہاں یوم قیامت قرار دیا ہے۔

ایک اور نص قطعی | سورۃ آل عمران رکوع میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے پیر یوم قیامت تک منکروں پر غالب رہیں گے۔ پھر لوگوں کا رجوع خدا کی طرف ہوگا۔ خدا ان کے اختلافات میں حکم و فیصلہ کرے گا۔ اس طرح کہ جو منکروں میں سے ان کو عذاب شدید دے گا۔ دنیا میں اور آخرت میں اور مومنوں کو ان کے

اعمال کا بدلہ دے گا۔ یہاں توجہ کے قابل یہ بات ہے کہ خدا یوم قیامت میں جب حکم و فیصلہ کرے گا تو اس کے نتیجے میں اس فیصلہ قیامت کے بعد منکروں کو دنیا میں عذاب شدید دے گا۔

معلوم ہوا کہ قیامت دنیا میں ہی ہوگی جس کے فیصلہ کے بعد دنیا میں لوگوں کو عذاب دیا جائے گا۔ اگر دنیا کے نسا ہو جائے کے بعد قیامت ہو اور اس میں فیصلہ ہو تو یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ منکروں کو دنیا میں عذاب دیا جاسکے دنیا تو موجود ہی ہوگی۔ پوری آیت اور اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے محققین خوب غور و تامل سے

ملاحظہ فرمادیں

وَقَالَ اللَّهُ لَلْجَبَلِ
إِنِّي مُتَوَقِّيكَ وَ
رَأَى الْجِبَالَ إِنِّي
مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَجَاعِلُ
الَّذِينَ اسْتَبَعَوْكَ
فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا
إِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَمَرُ
إِنِّي مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ
تَخْتَلِفُونَ فَاَمَّا الَّذِينَ
كَفَرُوا فَاَعْزِزْهُمْ
عَذَابًا شَدِيدًا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَمَأْوَاهُمُ مِنْ نَارٍ
وَمَا لِلَّذِينَ آمَنُوا

جب خدائے کہا کہ اے جہلی میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور منکروں کے الزامات سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو منکروں پر یوم قیامت کے عذاب دینے والا ہوں رجوع میری طرف ہے۔ سو میں تمہارے درمیان حکم و فیصلہ کروں گا۔ ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے تھے فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ منکروں کو سخت عذاب و دل کا۔ دنیا میں اور آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور جو لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہیں خدا

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
ذِي قَبْلِهِمْ يَجْزِيهِمْ
وَاللَّهُ لَا يَجِبُ
الظَّالِمِينَ

انہیں عمل کے بدلے دلیگا۔
اور خدا ظالموں سے محبت
نہیں کرتا

اس آیت میں فرمایا ہے کہ مسیح کے متبعین کو منکرین پر یوم قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پھر تبارِ جبرع میری طرف ہے۔ میں تمہارے درمیان فیصلہ کر دینگا۔ فیصلہ کے نتیجے میں منکروں کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا۔ اب یہ یوم قیامت جس میں خدا فیصلہ کر لیا اور اس کے بعد منکروں کو دنیا میں عذاب دے گا اگر دنیا میں نہیں ہے تو پھر فیصلہ کے بعد دنیا میں عذاب دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ یہ آیت بہت ہی واضح ثبوت پیش کرتی ہے کہ یہ قیامت دنیا میں ہی ہوگی

اس آیت کا ترجمہ جناب مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنے ترجمہ قرآن میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ تمہارے منکر ہیں روز قیامت تک۔ پھر میری طرف ہوگی سب کی دہی سو میں تمہارے درمیان علی فیصلہ کروں گا۔ ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔ تفصیل فیصلہ کی یہ ہے کہ جو لوگ ان اختلاف کر نیوالوں میں کافر تھے سو ان کو سخت سزا دینگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

مقصد یہ ہے کہ فیصلہ قیامت کے نتیجے میں منکروں کو دنیا میں بھی سزا ملے گی۔
یہ صاف اور بٹن ثبوت ہے کہ قیامت دنیا میں ہی ہوگی۔

ورنہ قیامت فنائے عالم ہو تو پھر فیصلہ قیامت کے بعد عذاب ہو گیا ممتنع ہی نہیں۔ یہ آیت قیامت کے اس مفہوم کے لئے جو ہم نے

بیان کیا ہے زبردست دلیل ہے۔

پیغمبر کے ظہور کے وقت خدا فیصلہ کرتا ہے۔ وَ ذَٰلِكَ جَاءَ رَسُوْلَهُمْ قَاضِيًا بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

جب لوگوں کے پاس رسول آتا ہے ان میں سچا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اس فیصلہ کے نتیجے میں خدائی احکام و دین کے منکروں کو دنیا میں بھی منزلِ داد و بار و طاقت کا عذاب لغیب ہو جاتا ہے اور آخرت یعنی مرے کے بعد بھی عذاب ہو جاتا ہے۔

حقیقت کے سیدائوں کو آزادی سے سوچنا چاہئے۔ آبار و اجداد کی تقلید میں مبتلا رہنے سے کبھی حقیقت کے اسرار منکشف نہیں ہوتے۔ جو آزادی فکر سے کام لیتے ہیں آخر کار حق سے فائر ہوتے ہیں :-

بہائی کتابوں کا مطالعہ

جو لوگ عربی فارسی جانتے ہیں انہیں مجموعہ الواح حضرت بہاؤ اللہ کا مطالعہ کرنا چاہئے یہ کتاب شیخ یالوح ابن ذئب اصل اور اردو ترجمہ بھی ملتا ہے۔ طالبان حق اس کا مطالعہ ضرور کریں اگر کتاب مقدس اور تفران مجید کے اسرار کا انکشاف مقصود ہو تو کتاب الیقان، پڑھنا ضروری ہے اصل اور اردو ترجمہ دونوں ملتے ہیں۔ کتاب مفاد ضات عبدالبہا کے مطالعہ سے بڑے بڑے مشکل مسائل حل ہو جائیں گے۔ تاریخ و قیامت امر بہائی معلوم کرنے کے لئے کتاب بہاؤ الدود و عصر جدید ملاحظہ فرمائے۔ یہ کتاب ۳۸ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ کتب ہند جلد پنجم اور جلد ششم۔ بہائی میگزین جلد اول سے جلد پنجم تک بے شمار معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ یہ سب کتابیں نگارین کا تہہ :-

بہائی پبلشنگ کمپنی۔ بہائی ہال دیپ چند روڈ۔ کراچی

گمان و یقین

(راز جناب اسفندیار بختیاری کراچی)۔

خوش تھے۔ یقین کیجئے اس وقت بھی لوگ اپنے باپ دادا کے عقیدوں اور کاموں کو ہی بہتر سمجھتے تھے۔ اور حضرت نوحؑ کو برا کہتے اور تکلیف پہنچاتے تھے۔

گمان نہ کیجئے کہ لوگوں نے یہ سمجھنے کے بعد ہم نے حضرت آدم و نوحؑ کی مخالفت میں غلطی کھائی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو بلاتنا تل قبول کر لیا تھا۔ بلکہ یقین کیجئے کہ پھر بھی لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ سے دہی بڑا سلوک کیا جو حضرت آدم و نوحؑ سے کیا تھا۔

گمان نہ کیجئے کہ مرنے والے حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ہی فرعون تھا۔ بلکہ یقین کیجئے کہ حضرت بہاؤ اللہؑ کے وقت میں بھی ایسے کئی فرعون تھے جنہوں نے امر حق کی مخالفت میں بہت زیادہ کوششیں کیں گمان نہ کیجئے کہ مرنے والے فرعونؑ رسولؑ جہاں ہوا ہے جو حضرت موسیٰؑ کا مخالف تھا بلکہ یقین سے جاننے کہ حضرت بہاؤ اللہؑ کے مخالف فرعون کا بھی وہی انجام ہوا اور ہوگا۔

گمان نہ کیجئے کہ مرنے والے حضرت سحیحؑ کی مخالفت میں ٹھوکر کھا کر اور ہڈے گرنے اور ہلاک ہو گئے بلکہ یقیناً حضرت بہاؤ اللہؑ کی مخالفت کرنے والے بھی ایسی گڑھے میں گر گئے ہیں۔

گمان نہ کیجئے کہ مرنے والے حضرت نذر قشتؑ ہی وہ آسمانی آگ لائے تھے جس نے ایرانیوں کے دلوں اور دھوکوں کو گرم کر دیا تھا بلکہ یقین کیجئے کہ تمام پیغمبر وہ آسمانی آگ لائے تھے جس کے ذریعے دینا میں بہت کما

یہ گمان نہ کیجئے کہ اگر آپ خدا سے غافل ہو گئے ہیں تو خدا بھی آپ سے غافل ہو گیا ہے۔ یقین کیجئے کہ خدا ہر وقت آپ کے خیالات اور اعمال سے باخبر ہے۔

یہ گمان نہ کیجئے کہ آپ خدا سے غافل ہو کر ناشائستہ اعمال کے مرتکب ہو گئے ہیں تو خدا بھی آپ کے گناہ سے غافل ہو کر آپ کو بے سزا چھوڑ دیگا۔ یقین کیجئے کہ ہر روز سزا دیگا۔

ہر عمل اجر سے دہر کر دہ جزائے وارد یہ گمان نہ کیجئے کہ آپ نے جو گناہ دیدہ و دانستہ خدائی عفو و مغفرت کی امید پر کیا ہے آپ اس گناہ سے ضرور بری ہو جائیں گے یقین کیجئے کہ خدائی اور امر و نہی جو پیغمبر وقت کے ذریعے دئے جاتے ہیں ان سے بال برابر بھی تجاوز کرنا قابل مواخذہ ہے۔ اور ان کے متعلق باز پرس ہوگی

یہ گمان نہ کیجئے کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ میں بھی لوگ انسانیت کا دعویٰ کرتے ہوئے حضرت آدمؑ سے بڑے خوش تھے۔ یقین کیجئے کہ لوگ اس وقت حضرت آدمؑ سے بھی خوش نہ تھے۔ بلکہ عللاً انسانیت سے گریزاں تھے۔

ایں کمی بینی خلاف آدم اند

نیمتند آدم غلام آدم اند

گمان نہ کیجئے کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں لوگ اُن سے

قوموں کے دل حرارتِ محبت سے گرم ہو گئے۔

اور کر دے گی۔

لگنا نہ کیجئے کہ جو آگ حضرت بہارِ اللہ کے کلام کے آتشِ دان میں روشن ہے وہ حضرت زرقشت کی آگ سے کم نہیں ہے بلکہ یقین کیجئے کہ حضرت زرقشت کی آگ نے صرف ایران کو روشن کیا تھا اور حضرت بہارِ اللہ کی آگ نے تمام دنیا کو روشن کر دیا جو

لگنا نہ کیجئے کہ جو باتیں اس مضمون میں کہی گئی ہیں وہ اگر آپ کو پسند نہیں تو بالکل بیکار ہیں۔ نہیں بلکہ لکھنے والے کا مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والے اپنے فرائض کو سمجھ سکیں۔ جو کچھ عرض کیا گیا ہے صرف ہمدردی اور محبت سے کہا گیا ہے

ہوائی لڑائی

اُن کا کیا غضب ہو رہا ہے۔ موجودہ لڑائی کی خبریں سن کر بڑی حیرت ہو رہی ہے کہ انسان کس طرح انسان کو فنا کر رہا ہے۔ رات کو جو شہر بڑی شان سے آباد تھا صبح کو ویران و برباد ہو گیا۔ بسنے والے ہلاک ہو گئے۔

اگر ایک صدی پہلے کہا جاتا کہ آئندہ ایسی ہوائی لڑائی ہوگی کہ سپاہی ہوا میں اڑتے ہوئے آسمان پر جنگ کریں گے اور فوجیں آسمان سے زمین پر اتار کر تکی تو یہ سن کر لوگ یقین نہ کرتے۔ مگر آج یہ واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں نہ صرف یہ کہ ہوا میں لڑائی ہوتی ہے اور سپاہی ہتھیاروں کے ذریعے اترا کر زمین پر آتے ہیں بلکہ اس ہوائی لڑائی میں ایسی چیزیں ایجاد ہوئی ہیں جو ہوا میں پھیلا دی جائیں تو تمام ہوا زہر بنی ہو جاتی ہے اور لوگوں کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ لوگ بہوش اور بے حس ہو جاتے ہیں یا بے اختیار روئے گئے ہیں یا بے تماشا ہتھ پتھتے بے دم ہو جاتے ہیں یا ایسا ہوتا ہے کہ زہریلی گیس سے ایک بادل سا بن جاتا ہے اور وہ جب کسی عمارت

پر گرتا ہے تو آگ لگ جاتی ہے اور عمارت جل جاتی ہے۔ تمام آدمی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ہوا سے ایسے بم پھینکے جاتے ہیں جو زمین پر آکر تمام عمارت کو اڑا دیتے ہیں بلکہ جلا کر خاک سیاہ کر ڈالتے ہیں۔ یہ دی بات ہے جو خداوندِ عالم نے کتاب مقدس بائبل میں فرمائی تھی کہ میں آخری زمانہ میں آسمان سے گندھک اور آگ برساؤں گا اور قرآن مجید کی سورہ دخان میں فرمایا تھا کہ ایسا وقت آئے گا کہ جب فضا میں ایک کھلا دھواں چھا جائیگا وہ لوگوں کو گھیر لیگا یہ دردناک دکھ ہوگا۔ موجودہ جنگ کے واقعات نے خدائی پیشگوئیوں کو ہمارے سامنے مجسم کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک زمانہ میں پیشگوئیوں کی تاویلات کج تھیں مگر اب کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ صریح صریح واقعات نمودار ہیں اور پیشگوئیاں نفی طور پر بلاتواہلِ اتفاقات بن کر پوری ہو رہی ہیں۔ چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ جنگ کی نسبت یہ کہنا بجا ہے کہ دائمی دوزخ جھڑک رہی ہے اور نفوسِ انسانی پیشگوئی کی مانند آہیں گر کر فنا ہو رہے ہیں۔

۲۔ ہوائی لڑائی

آہ۔ یہ ہوائی لڑائی کیسی خطرناک اور ہولناک ہے لیکن اس لڑائی کی ماں ایک اور ہوائی لڑائی ہے جو پہلے سے سر زمین پر موجود تھی یعنی ہوا و ہوس کی لڑائی جس کی آگ دلوں میں لگی ہوئی تھی۔ اگر ہوا و ہوس نہ ہوتی تو انسان اس بے دردی سے انسانوں کا خون نہ کرنے۔ ہوا کے معنی نفسانی خواہش بھی ہیں۔ سودا مل نفسانی خواہش ہی وہ خطرناک آگ ہے جس نے قیمتی چیزیں پیدا کر دی ہیں۔ ہوا و ہوس ہی نے غرور اور تعصب کے آتشیں اسلحہ پیدا کر دیے ہیں۔ ہوا و ہوس نے ہی یہ ساری برادری پھیلا رکھی ہے۔ ہوا و ہوس کی آگ سے گرم ہو کر انسان دوسرے انسانوں کو مغلوب کرتا، لوٹتا اور تباہ و برباد کرتا ہے۔ انسان ایسے خطرناک کام بھی کرتا ہے جب نفس ناری اسے بگولہ بنا دیتا ہے وہ دوسروں کو ہلاک کر کے خوش ہوتا ہے وہ دوسروں کو تباہ کر کے غم کرتا ہے۔ دراصل ہوائی لڑائی جو اب پیدا ہوئی ہے وہ اس ہوائی لڑائی یعنی ہوا و ہوس کی جنگ کا ایک نثر اور شرف ہے جو قلوب انسانی سے اندر زہریلی گیس پیدا کر رہی تھی۔

۳۔ ہوائی لڑائی

انوس ہوائی لڑائی یعنی ہوا و ہوس کی جنگ ایسی عالمگیر ہے کہ کوئی قوم کوئی ملک، کوئی سوسائٹی، کوئی انجمن، کوئی مسجد و مندر، کوئی کوچہ و بازار بلکہ کوئی گھر اس نفسانی لڑائی کے زہریلے اثر سے بچا ہوا نہیں ہے۔ ہر جگہ نفسا نفسی کی پکار ہے، ہر شخص اپنے فائدے کے لئے دوسروں کو نقصان پہونچانا اپنا اصولی فرض سمجھتا ہے۔ مگر گھر میں صبح سے شام تک غیبتوں، ہتھکنڈوں اور برے خیالوں کی لہریں مچتی ہیں ایہ لہریں مادی زہریلی گیسوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ وہ زہریلی

گیس اگر جسموں کو ہلاک کرتی ہیں تو یہ زہریلی گیسیں روحوں کو ہلاک کرتی ہیں۔ مادی زہریلی گیسیں اگر ایک خاص وقت میں چھوڑی جاتی ہیں تو برے خیالات کی زہریلی گیسیں ہر وقت جاری رہتی ہیں مادی گیسیں اگر ایک ملک یا ایک شہر پر چھوڑی جاتی ہیں تو یہ روحانی گیسیں ہر ملک اور ہر شہر بلکہ ہر گھر میں برابر پھیلائی جارہی ہیں۔ اور ہر زندہ انسان کا دم گھٹ رہا ہے لیکن جو روحانی مرد ہے اس کے نزدیک کوئی بات نہیں، کیونکہ ان کی حس باطن ہو چکی ہے عجیب بات ہے کہ ان روحانی زہریلی گیسوں کی ہولناکی سے لوگ اکثر غافل ہیں بلکہ با اوقات ان کو انصاف، انتظام و مذہب کے نام سے پھیلا جا رہا ہے۔

۴۔ ہوائی لڑائی

ہوائی باتیں یعنی بے بنیاد باتیں۔ اسی طرح لڑائی جن باتوں پر ہوجاتی ہے وہ نری ہوائی ہیں۔ ملک یا زمین کے لئے لڑائی ہوتی ہے۔ زمین خود انسان کو کھاتا جاتی ہے، غلبہ اور برائی کے لئے لڑائی ہوتی ہے جس کا ایک دن مٹ جانا ضروری ہے۔ غالب ہونے والے یقیناً ایک دن فنا ہو جاتے ہیں اور سب غلبہ خاک میں مل جاتا ہے۔ غرضیکہ لڑائی خواہ بادشاہوں کی ہو۔ خواہ غریبوں کی۔ قوموں کی لڑائی ہو یا انفرادی کی اس کی بنیاد صحت ہوائی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ہاں باہمی محبت ضرور ایک حقیقی چٹان ہے۔ اتحاد و اتفاق ایک زبردست بنیاد ہے۔ اس کے لئے جدوجہد کرنا انسان کا فرض ہے۔ یہی زندگی کی روح اور روح کی زندگی ہے۔

مید محفوظ المظہری ایڈیٹر ہفت روزہ "پیش قدمی" دہلی میں چھپا کر دفتر رسالہ پیا میر۔ نئی دہلی سے شائع کیا۔

تبلیغ و نداء

ٹالے اہل ہیا کہ اپنے پروردگار کے امر کی تبلیغ کرتے رہو۔
خدا نے ہر فرد پر اپنے پیغام کی تبلیغ فرض قرار دی ہے۔ اور
یہ سب اعمال نئے محبوب ترین اور بلند عمل ہے۔

ۛ خدا کی قسم تم اس بڑی خبر کا ذکر کرنے کے لئے پیدا کئے
گئے ہو۔

دیکھو آج ہڑے رہنے کا دن نہیں ہے۔ مبارک ہے وہ
جس نے آفاق علی سے ندا سنی اور بول اٹھا کہ اے میرے
پروردگار رحمن میں حاضر ہوں۔

دیکھو دوس کے لئے جو اس ہوا میں پرواز کرنا چاہتا ہے
یہ ندا پر پرواز ہے اور عالم ہستی والوں کے لئے چراغ ہے
اہل کائنات کے لئے تیرے پروردگار کی فرات رحمت ہے
یہ ندا بیمار دل کے لئے شفا ہے۔ زندہ درگور کے لئے حیات
تازہ ہے۔ مبارک ہے وہ جس نے قبلہ آفاق کی طرف توجہ
ہو کر اس ندا کو دل کے کان سے سنا۔

د کتاب میں مضمون ۱۷

سرور حاصل ہوگا۔ دل میں طاقت پیدا ہوگی۔
تبلیغ یا ندا سب سے بڑی قوت حیات ہے۔ جو دلوں کو توانا اور
روحوں کو تندرست کر دیتی ہے۔ جب آپ دوسروں کو تبلیغ کریں گے
تو آپ روح القدس کی تاثیرات پائیں گے۔ اور روحانی زندگی
میں ترقی کرتے جائیں گے۔

صداقت کی ندا بلند کرنا ان کا سب سے بڑا کام ہے۔ خدا
نے اُسے انسانیت کا مقام اسی لئے عطا فرمایا ہے کہ وہ حق کی نمایندگی
کرے۔ کان اس لئے دئے ہیں کہ وہ آواز حق سمئے۔ زبان اس
لئے دی ہے کہ وہ صدقے حق بلند کرے۔ دل دوماغ اسی لئے بنا ہے
پس کہ انسان حق و حقیقت کو سمجھے اور سمجھائے۔ ان ان کے وجود
کی سب سے بڑی غایت یہی ہے کہ وہ حق شناسی و حق پرستی کے
مقام پر فائز ہو۔

انسان کے درخت و درخت کا پھل۔ محبت۔ صدق و صفا۔ حق کہنا
اور حق سننا ہے۔ جو درخت پھل نہیں لانا دہ کاٹا جاتا ہے اور آگ
میں ڈالا جاتا ہے۔ یہی درجہ ہے کہ جن قوموں نے سچائی کی تبلیغ چھوڑ دی
ہے۔ وہ خشک ہو گئی ہیں ان کی رومیں بھوکی رہ رہ کر مری رہی ہے۔

آزمائے دالے آزما چکے ہیں کہ جب انسان سچے دل سے سچائی کی تبلیغ
میں کوشش کرتا ہے تو اس کی ذاتی اصلاح بھی ہوتی جاتی ہے۔

اگر آپ روح کی غذا چاہتے ہیں تو امر اللہ کی ندا سنئے اور دوسروں
کو سنائے، اس سے روح تازہ اور زندہ ہوگی۔ روحانی کیف و

ہم نے بھی تبلیغ و ندائے حق پہلے کوکب ہند کی بارہ جلدیں شائع کی تھیں۔ پھر بھائی میگزین کی چھ جلدیں بیع و نشر کیں اب پیامبرؐ کی صورت میں اسی مقصدِ عظیم کی خدمت کرینگے امید ہے کہ بہت سے مستعد نفوس فائدہ اٹھائیں گے۔ ہم خلوص نیت سے خدمت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے ثمرات ضرور بڑے ہیما نہ بخودار ہوں گے۔

خدا کے فضل سے ہوا یہ جلوہ گر پیامبر

سنائے گا جہاں کو نئی خبر پیامبر

یہ اک نئی نوید ہے کہ دورہ جدید ہے

بنائے گائے نئے دل و جسگر پیامبر

ہر ایک کو بلائے گا پیامِ حق سنائے گا

ہر ایک سمت جایگا۔ ادھر ادھر پیامبر

نئی ادائے خاص سے، نئی تجلیات سے

دلوں پہ کر دکھائے گا نیا اثر پیامبر



تمام روحانی بیماریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں، ہر ایک روحانی بیماری کا علاج تبلیغ میں مغم ہے بشرطیکہ تبلیغ خلوص نیت سے ہو اچھی باتوں کی بیعت کرتے ہوئے خود بیعت کرنے والے کے دل پر بھی اچھے اثرات پڑتے ہیں

جب انسان سچائی کی تبلیغ میں لگا رہتا ہے تو اس میں بہت ہی صفات کمال پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، شجاعت پیدا ہو جاتی ہے، استقلال پیدا ہو جاتا ہے، عنفاری پیدا ہو جاتی ہے، فہم و ذکاوت ترقی کرتی ہے۔ پاکیزگی خیال پیدا ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ اگر انسان حق و حقیقت کی تبلیغ و ندا پر مستقیم رہے تو بہترین صفات کمال کا مالک بن جاتا ہے، اور اعلیٰ ترین ثمرات زندگی حاصل کرتا ہے!

امراہی کی تبلیغ ذرہ کو آفتاب بناتی ہے ملاحظہ کیجئے پطرس نبیؑ کے دن بھی شمار نہ کر سکتے تھے جب حضرت مسیحؑ پر ایمان لاکر تبلیغ میں مصروف ہوئے اور خلوص دل سے کام لیا تو حضرت مسیحؑ نے پطرس کو اپنی کلیسا کا ننگ بنیا دفرار دیا۔ اور آج بھی دنیا میں پطرس ایک آفتاب عزت و بکرچک رہا ہے۔ بڑے بڑے علماء اور بادشاہوں کو بھی وہ شان و رفعت نصیب نہیں ہوئی جو خدمتِ امرِ حق کی وجہ سے پطرس کو نصیب ہوئی۔ اگر آپ بھی اپنے ذرہ وجود کو آفتاب عالمِ تاب بنادیا دیکھنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ خدا کی آواز پر تریک کھٹے اور ندائے حق بلند کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔

آپ کسی دین و مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں، اخلاص سے کام لیجئے اصولِ دین ایک مشترک حقیقت ہیں۔ اصولِ الہی سب کو سنانے اور سمجھانے۔ لہذا آپ کی زندگی میں مبارک انقلاب پیدا ہوگا۔ اور آپ منزل مقصود کے قریب تر ہوتے جائیں گے

دلوں کی اصلاح انسانی دنیا کی سب سے بڑی ضرورت ہے

ترقی نہ کرے دنیا میں فساد مچا رہیگا۔

اس لئے آج دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ انسان کے دل کو صحیح معنی میں انسان کا دل بنا یا جائے۔ فطرت بیکار تھی ہے کہ جب دماغی ترقی ہوئی ہے تو دل کی ترقی کیوں نہ ہو۔ قدرت جو اب دیتی ہے بیشک بیشک دل کی حرقی ہونی چاہئے اور لازماً جس چیز کی ضرورت ہے قدرت اسے قہراً کرتی ہے۔ دل کی اصلاح و ترقی انسانی دنیا کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کیا اس ضرورت کو قدرت پورا نہ کرے گی۔

دل کی اصلاح و ترقی کا کام بادشاہوں کے بس کا نہیں ہے وہ تو خود محتاج اصلاح ہیں۔ اور نہ یہ کام ظلیفوں اور منطقیوں کا ہے وہ تو خیالات کی اوجھڑ میں لگے ہوئے ہیں ان کے دل خود اصلاح یافتہ نہیں۔ اور یہ کام مولویوں۔ پنڈتوں۔ پادریوں اور دستوروں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ چند ظاہری رسموں میں پابند ہیں اور باہمی منافرت میں گرفتار ہیں:-

دل کی اصلاح و ترقی کا کام صرف خدا کے ہاتھ میں ہے خدا اپنے پیغمبر کو بھیج کر اسے طیب روحانی بناتا ہے اور اس کے ذریعے دلوں کی اصلاح و ترقی کا کام کرتا ہے۔ جو لوگ خدائی تربیت قبول کرتے ہیں ان کے دل درست ہو جاتے ہیں۔ خدا اپنا کلام نازل کرتا ہے اور اس میں شعائش تاثیر رکھ دیتا ہے جو لوگ اس کلام الہی کو توبہ سے سنتے اور قبول کرتے ہیں۔ ان کے دل پاک اور قوی ہو جاتے ہیں:-

دنیا ترقی کر رہی ہے۔ پہلے سے بہت آگے نکل آئی۔ نئے مادی اسباب و آلات نے حالات کو بدل دیا ہے۔ زمین پر چلنے والا انسان آسمان پر پرواز کر رہا ہے۔ گھر بیٹھے بیٹھے مشرق و مغرب کی باتیں سن رہا ہے نئی نئی ایجادات نے عالم کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہے۔ یہ سب کچھ انسان کے دماغی و ذہنی ارتقاء کا ثمر ہے، دماغی ترقی تو اس قدر ہوئی ہے کہ کسی کو انکار نہیں، تو کیا اب دل کی دنیا میں کچھ انقلاب نہ ہونا چاہئے بے شک سائنس اور علوم و فنون نے دماغ انسانی کو بہترین ترقی کے مقام پر پہنچا دیا ہے۔ لیکن دل کا بنا سائنس کا کام نہیں ہے۔ نیچرل طور پر قطعاً ضروری ہے کہ جب نوع انسان کے دماغ نے کافی ترقی کی ہے تو انسان کے دل کو بھی ترقی کرنی چاہئے۔ دماغی ترقی نے ہزاروں آلات ایسے پیدا کر دیے۔ جن سے انسان بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن اگر دل ٹھیک نہیں ہے تو ان آلات کو بربادی و ہلاکت کا ذریعہ بنا لیتا۔ مثلاً ہوائی جہاز کو ہی ایسے جس کے ذریعے انسان تجارتی و معاشرتی تعلقات بڑھا کر دنیا کو فائدہ پہنچا سکتا ہے مگر دل کے خراب ہونے کی وجہ سے اسی ہوائی جہاز کو انسانوں پر آسمان سے زہر پکڑی گیس۔ بم اور آگ برسانے کے لئے استعمال کرتا ہے اور تباہ کاری کا وہ ہولناک منظر پیش کرتا ہے جسکی مثال چشمِ عالم نے ابھی تک نہ دیکھی تھی۔

یہ ساری خرابی صرف اسی لئے ہے کہ دماغ تو ترقی کر گیا لیکن دل نہایت پست حالت میں ہے۔ دل و زندگی و خوشنوازی کے جذبات سے بھرا ہوا ہے اور جب تک دماغ کی ترقی کیا لقمہ دل بھی

پاگئے ان کے دل پاک ہو گئے اب وہ مجتہد الفتن سے برابر ہیں
وہ دن رات کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا سے کجلی کا خاتمہ ہو۔ اور سب
لوگ ایک زندہ اور پاکیزہ دل حاصل کریں انھیں دن رات یہی ذہن
ہے اور دنیا میں کوئی دن ایسا نیا دن نہیں ہوتا جب کہ ہمت سے دل
نئی زندگی و ترقی حاصل نہ کر لیتے ہوں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس
پاک عمل میں شریک ہیں۔

اب ہم تمام انسانی برادری کو مزہ سناتے ہیں کہ رب العلیین نے
اس دور ترقی میں دنوں کے بنانے کا کام بھی بڑی خوبی سے کیا ہے
حضرت بہاء اللہ کو اسی لئے پیچا ہے کہ وہ الہی قوت سے دلوں کو
درست کریں اور انسانی دنیا کا مقصد عظیم حاصل ہو۔ خدا کا شکر ہے
کہ دلوں کے بنانے کا کام خوبی کیلئے ہو رہا ہے۔ ہزاروں لاکھوں
انسان جو تصعب و نفرت میں ڈوبے ہوئے تھے اس دہلک بلا سے نجات

آسمان کی باتیں

آسمان پر چلے گئے تھے۔ رب فضول باتیں ہیں :۔
شاہ صاحب نے یہ باتیں سن کر فرمایا کہ آزادی کا زمانہ ہے جو شخص
جو کچھ چاہتا ہے کہ دنیا ہے نئی نئی باتیں کرنا آج کل عقلندی کا نشان
قرار پایا ہے خواہ وہ باتیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ قرآن وحدیث میں
صاف صاف آسمانوں کا ذکر ہے۔ تمام سلف صالحین مانتے
چلے آئے ہیں گرنے حلفی کے شہدائی ایسی مسلمہ باتوں کا انکار
کرنا بڑی دانائی سمجھتے ہیں۔ ہوشیار رہنا چاہیے ایسے لوگوں کی
باتیں سننے سے عقیدے خراب ہو جاتے ہیں آپ لوگوں کو وہاں سے
جلد اٹھ آنا چاہئے تھا :۔
ان حضرات نے فوراً یہی کہا۔ جی ہاں حضور ہم وہاں سے جلد ہی
اٹھ گئے۔

(۲)

نہیم و سلیم بھی اس مجلس میں موجود تھے اور یہ تمام گفتگو سن رہے تھے
چند منٹ بعد دونوں خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر باہر چلے
گئے دارالمطالعین مبارک کتب بینی میں معروف ہو گئے۔ نہیم نے جس

نہیم و سلیم دونوں نہایت بخیدہ نوجوان ہیں۔ کالج میں
تعلیم پاتے ہیں۔ ان کا گھرانہ مذہبی عالموں کا خاندان ہے، جہاں
اکثر مذہبی مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی۔ نہیم و سلیم بھی ایسی گفتگو میں
دلچسپی لیتے ہیں
ایک دن خاندان کے بزرگ مولینا شاہ رفیع الدین صاحب
اپنی مسند پر تشریف رکھتے تھے۔ چند مقرر حضرات تشریف لائے
اور سلام و ادب کے بعد بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے
سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔

”حضور آج عجیب واقعہ پیش آیا پروفسر حمید الدین صاحب
کے مکان پر ایک صاحب جہان آئے ہوئے ہیں آج مذہبی
گفتگو کے سلسلہ میں انہوں نے فرمایا کہ آسمان جیسا کہ لوگ
سمجھتے ہیں کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ صرف نفا کا نام ہے اور یہ
نیلا نیلا جو نظر آتا ہے فقط حد نظر ہے اور کچھ بھی نہیں پھر یہ
کہنا کہ معراج میں حضرت رسول آسمانوں پر تشریف لے
گئے۔ یا حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں۔ یا حضرت الیاء

بے ثبوت بات نہیں۔

پرو فیسرا! تو آسمان کا کیا ثبوت ہے؟

فیہم۔ یہ جو نیلی نیلی پھیلی ہوئی چیز ہیں اور پر نظر آتی ہے یہی آسمان ہے پرو فیسریہ تو فضا ہے چونکہ ہماری حد نظر ایک حد تک جا کر رہ جاتی ہے وہی حد نظر ہے اسی کو لوگوں نے آسمان کہہ دیا اور پھر یہ بھی فرض کر لیا کہ وہ ٹھوس ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ فضا کیا ٹھوس ہوگی؟ فیہم! یونانی فلاسفہ کہتے ہیں کہ آسمان ایک ٹھوس چیز ہے اور تسے اور نوا آسمان ہیں۔

پرو فیسرا۔ یہ عجیب بات ہے یونانی لوگوں نے صد کاہ میں یہ دیکھ لیا کہ آسمان ہے وہ بھی نیلگوں حد نظر تھی۔ اچھا صد کاہ میں پہلا آسمان دیکھ لیا تو اب بتائے کہ جب آسمان ٹھوس چیز ہے تو پہلے آسمان کے اوپر دوسرا اور تیسرا نوا آسمان تک انھوں نے کیسے دیکھ لیا خود اسی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی فلاسفہ کو خیال بے دلیل ہو فیہم۔ اگر نیلگوں چیز صرت حد نظر ہے تو ہر بانی کر کے یہ بتائے کہ دریا کے پانی میں ہیں اس نیلگوں چیز کا عکس کیوں نظر آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آسمان ایک واقعی چیز ہے جس کا عکس پانی میں نظر آتا ہے۔ صرت ہماری حد نظر نہیں :-

پرو فیسرا۔ عکس نظر آنے کے متعلق عرض ہے کہ فضا میں چونکہ غبار اڑتا رہتا ہے جو دقیقہ بر کی طرح سے اپنا عکس پانی میں ڈالتا ہے کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب فضا میں کیف غبار زیادہ پھیلا ہوتا ہے تو پانی میں مٹیلے رنگ کا عکس پڑتا ہے اور جب کہہ جاتا ہے تو اس کا عکس پانی میں نظر آتا ہے۔

فیہم۔ قرآن مجید میں لفظ سماء اور سموات بار بار آتا ہے اس سے مراد آسمان نہیں تو اود کیسا ہے۔

پرو فیسرا! بے شک سماء اور سموات، قرآن مجید میں بار بار

کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ چند ورق پڑھنے کے بعد سر اٹھایا اور سلیم سے کہا کہ بھائی اتفاق سے اس کتاب میں کچھ تھوڑی سی بحث آسمان کے بارے میں آگئی ہے آج ہی اس پر کچھ تذکرہ مجلس میں ہو رہا تھا اور معلوم ہوا تھا کہ ڈپٹی حمید الدین کے مکان پر ایک صاحب مہمان آئے ہوئے ہیں جو آسمان کے بارے میں بہت کچھ فرماتے ہیں، بہتر ہے کہ پرو فیسرا صاحب کے مکان پر چل کر ان صاحب سے ملاقات کریں اور آسمان کے بارے میں کچھ گفتگو کریں۔ سلیم نے کہا ضرور چلے ایسے مسائل کی تحقیق لازم ہے۔ حضرت قبلہ نے جو کچھ ان لوگوں سے فرمایا وہ بزرگائے بغضیں حضور تھیں لیکن آزاد خیال لوگوں کو ایسی باتوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا وہ تو اس قسم کی باتیں سن کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ اولڈ فیشن ہیں اور بے دلیل باتوں کو ماننا ان کی عادت ہے۔ اور واقعی اگر کسی ایسے ہی شخص سے گفتگو کرنا پڑے تو ہم اسے صرت پڑانے بزرگوں کا حوالہ دیکر مطمئن نہیں کر سکتے۔ اور نہ قرآن و حدیث کا نام لیکر تسلی کر سکتے ہیں وہ تو آزادی سے کہہ دیتا ہے کہ میں ہم کوئی حضرت قبلہ صاحب کے مرید نہیں ہوں ان کی بات بے چون و چرا تسلیم کر کے چپ ہو جائیں۔ قرآن و حدیث کا صرت نام لینا ہی نہیں مروجہ نہیں کر سکتا۔ ہم بھی قرآن و حدیث کو سمجھ سکتے ہیں

(مس)

ڈپٹی حمید الدین صاحب کا مکان چھبے خاں فیہم و سلیم اس مقرر مہمان پرو فیسرا سے گفتگو کر رہے ہیں۔ مہمان پرو فیسرا نے کہا آسمان کے متعلق میرا تو یہی خیال ہے کہ یہ صرت حد نظر ہے اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ٹھوس یا دلدار چیز ہے۔ یہ بات کسی کلام الہی سے ثابت نہیں ہوتی مادہ عقل و تحقیقات سے یہ بات باطل ثبوت کو پہنچتی ہے۔ بے ثبوت بات کو مان لینا اسی زبردست غلطی ہے! فیہم! جینک بے ثبوت بات کو مان لینا غلطی ہے مگر آسمان کا وجود تو

ہونا لازم آتا ہے جو قطعاً اور یقیناً غلط ہے۔

حضرت عیسیٰ کا آسمان پر ہونا ایسا ہی ہے جیسے اور مسیحیوں کا آسمان میں ہونا حضرت عیسیٰ نے انجیل میں صاف فیصلہ فرمایا ہے کہ آسمان پر کوئی نہیں جاسکتا۔ بجز اس کے جو آسمان سے آیا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اس ذہنی آسمان سے نہیں آئے تھے جو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے بلکہ زمین پر رہتے ہوئے وہ اپنے متعلق یہ فرمایا کرتے تھے کہ اب بھی ابن آدم آسمان میں ہے۔

یہ باتیں نہایت قابل غور ہیں۔ آئندہ کمی وقت یہ بھی عرض کروں گا کہ کلام الہی جس سماں اور سلوات سے کیا حقیقت مقصود ہے۔ چونکہ یہ ایک گہرا اور زبردست مسئلہ ہے اس لئے ذرا تفصیل کی ضرورت ہوگی۔

معاصرین کرام کی خدمت میں

رسالہ پیامبر خدا دل منیر اور حاضر خدمت ہے۔ امید ہے کہ معاصرین کرام کثادہ دلی سے اس پر روبرو فرمائیں گے اور تبادلوں اپنے پرچے بھی ارسال فرمائیں گے۔ کوئی معاصر اگر پیامبر میں سے کوئی مضمون نقل کرنا چاہے تو جاری طرہ سے بخوشی اجازت ہے اگر کسی مضمون پر تنقید کجائے تو ہم فرارح دلی سے سنیں گے۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو مزید تبادلہ انکار بھی کریں گے۔

جس پرچے میں ریویو۔ یا تنقید ہو وہ ضرور دفتر پیامبر میں بھیجا جائے ہم بھی وقتاً فوقتاً مسحور رسالوں پر نقد و نظر کرتے رہیں گے آپ دیکھیں گے کہ ہمارا یکس قدر خوشگوار ثابت ہو گا جو محبت و مسرت ہی کا موجب بنے گا۔

رسالہ پیامبر۔ پوسٹ بکس ۱۹۱

نئی دہلی۔

آتے ہیں لیکن غور طلب بات کہ اس سے مراد آسمان اس مفہوم میں کہ وہ کوئی ٹھوس چیز ہے کس طرح ثابت ہے؟

نبیم!۔ اگر یہ نہیں تو اور کیا ہے؟
بروفیسر "گل مائلک" فرماتا ہے:

عربی زبان میں ہر اونچی چیز کو سما کہتے ہیں حتیٰ کہ جو تے کے اوپر والے حصے کو۔ "سما النحل" کہتے ہیں یعنی جو تے کا آسمان اور تلے کو ارض النحل کہتے ہیں یعنی جو تے کی زمین۔ اس لحاظ سے قرآن مجید میں سما بہت سی اونچی چیزوں پر اطلاق ہوا ہے مثلاً بادل کو سما کہا ہے "تَوَلَّى مِنَ السَّمَاءِ مَاءً" بادل سے خدا نے پانی اتارا۔ ظاہر ہے کہ بادل سے ہی پانی برستا ہے۔ اسی طرح "سماوات" کا اطلاق ان بلند گروں پر ہوا ہے جو فضا میں موجود ہیں اور وہ بے شمار ہیں اسی طرح اور بھی اطلاقات ہیں۔

نبیم! یہ جو لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے کیا یہ درست نہیں!

بروفیسر جب آسمان زمین کی طرح کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ صرف خالی فضا ہے تو فضا میں کسی کا اٹھنا یا جانا اور رہنا بے معنی ہے اور کسی کلام الہی میں ایسا لکھا بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے نبیم!۔ قرآن مجید میں "جَلَّ سِرْفَحَهُ" اللہ علیہ۔ خدا نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھایا۔ اور تغیروں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ جو تے آسمان پر ہیں۔

بروفیسر:۔ تو کیا خدا آسمان پر بیٹھا ہے۔ اگر ایسا مانا جائے تو خدا کا مجسم اور محدود ہونا لازم آتا ہے جو بالکل صریح غلط اور ناقابل تسلیم ہے۔ کیونکہ اگر خدا کہیں آسمان یا عرش پر بیٹھا ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ وہ محدود و مجسم ہے اور جو محدود و مجسم ہے وہ مرکب ہے اور جو مرکب ہے وہ حادث ہے۔ اس عقیدہ سے خدا کا حادث

روحانیت و مادیت

روحانی آدمی! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ انسان دنیا میں خواہ کتنا ہی عیش و آرام کھائے پیئے میں کامیاب ہو۔ لیکن اس کی روح۔ بیداری۔ نیکو کاری۔ ہمدردی وغیرہ اعلیٰ صفات سے خالی ہو تو ایسا شخص صرف ایک خزل ہے۔ یا یوں کہتے کہ ایک جسم بے جان ہے۔ روحانیت کے بغیر انسان صحیح معنی میں انسان نہیں۔

مادی شخص:- میرے خیال میں یہ سب باتیں فضول ہیں سکھانا پینا آرام و عزت سے رہنا میں ہی حاصل زندگی ہے روحانیت ایک لفظ بے معنی ہے۔ آج کل دیکھتے کیے کسی نئی ایجادات ہو رہی ہیں۔ جو انسان کی آسائش کا وہ سامان فراہم کرتی ہیں۔ جسے پہلے بڑے بڑے بادشاہوں نے بھی نہ دیکھا تھا۔

روحانی! ایجادات جو انسان کی ہمدردی اور ہمدردی میں کام آ رہی ہیں وہ بہت مبارک ہیں جو چیزیں انسان کی صفات انانیت کو زندہ و پائندہ بناتی ہیں وہ روحانی امور کی فاعلت نہیں بلکہ مددگار ہیں، ہاں جو چیزیں انسان کی انانیت کو ضائع کر دیں وہ روحانی زندگی کی دشمن ہیں۔ ملاحظہ کیجئے سائنس کی وہ ایجادات جو عالم انسانی کو ہلاک و تباہ کرنے کے لئے جاری کی گئی ہیں کس قدر خطرناک ہیں۔

مادی! اور یہ آپ کے روحانی لوگ جو مسجدوں۔ مندروں۔ گرجوں اور مدرسوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دن رات باہمی کفر بازی میں لگے ہوئے ہیں ذرا دیر سی بات پر بائیس کاٹ کافر سی لٹکا کر لوگوں میں پھوٹ ڈالتے رہتے ہیں۔ کیا یہ ہلاکت و بربادی نہیں پھیلاتے؟

روحانی! لغات کی نظر میں یہ لوگ بھی روحانی نہیں مروحانیت

کے جھوٹے دعویدار ہیں

مادی۔ پھر روحانی لوگ کون ہیں؟

روحانی:- وہ جو پاک دل رکھتے ہیں نزع انسان کی خدمت ہمدردی

میں مصروف ہیں۔ خدا کے امر پر عامل ہیں

مادی:- خوب کمناؤ خوب کھاؤ۔ اس سے بڑھ کر اور کچھ روحانیت

نہیں:-

روحانی:- خوب کمنا اور خوب کھانا بڑی بات نہیں ہے۔ مگر خوب

کمنے اور خوب کھانے میں اگر انسان اس بات کی پرواہ نہ کرے

کہ کس طریقہ سے کمنا رہا ہے۔ جائز ہے یا ناجائز تو ایسا کمنا اور کھانا

آگ ہے:-

مادی:- ایک انسان محنت کرنا ہے اور کھاتا ہے۔ اس میں کیا

اعتراض ہے۔

روحانی:- صحیح عمل پر تو کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں کھائے کمنے

میں اگر دوسروں کو سستا یا جائے اور ناجائز طور پر پیہ پیدا کیا جائے

تو یہ جبر ہے۔ مثلاً تجارت میں کم تول کر دینا۔ خراب چیز دینا۔ دام زیادہ

لے لینا۔ ملازمت میں رشوت لینا یا اور کسی طرح سے کسی کا مال لے

لینا۔ یہ کھانا کمنا انسان کے لئے روحانی موت کا ذریعہ ہے!

مادی پوچھنا یہ تو اپنی اپنی ہوشیاری ہے

روحانی:- دراصل یہ ہوشیاری نہیں عیاری ہے جو انسان

کے لئے نہایت قابل شرم ہے۔

مادی۔ شرم کچھ اور مرتے رہئے دینا تو ایک میدان جنگ ہے

جو اپنی چالاکی سے باغی لے گیا وہ جیت گیا۔

روحانی:- ایسے ہی خیالات کو ہم مادہ پرستی کہتے ہیں اور جب تک دلوں میں ایسے خیالات ہیں دنیا میں امن و امان نہیں ہو سکتا۔
مادی:- آپ دیکھتے نہیں کس زور کی جنگ چورہی ہے اور کبھی قوت سے لوگ اپنے آپ کو غالب اور دوسروں کو مغلوب کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

روحانی:- کیا یہ غلبہ جو ظلم و جور سے کیا جاتا ہے کوئی حقیقت رکھتا ہے ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے بادشاہ اور ان کی فوجیں جس زمین کے ٹکڑے کے لئے بے شمار انسانوں کو خاک میں ملائی ہیں وہی زمین غلبہ حاصل کرنے والوں کو بھی کھا جاتی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ہزاروں لاکھوں بادشاہ ہوئے اور دوسروں کو ہلاک کر کے خود بھی ہلاک ہو گئے۔
مادی:- یہ تو زندگی کی جدوجہد ہے۔

روحانی:- زندگی تو محبت و اتحاد میں ہے۔ قہر و غارت۔ دغا و فریب۔ ہلاکتیں ہیں۔ مادہ پرست لوگ اسی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ زندگی کی جدوجہد کے نام سے ہلاکت برپا کرنا کیا خوشاک کام ہے یا ہی تو غضب ہے کہ دنیا میں انصاف کے نام سے ظلم۔ محبت کے نام سے فریب۔ مذہب کے نام سے بیدینی۔ تجارت کے نام سے لوٹ مار ہو رہی ہے۔ روحانی لوگ سمجھاتے ہیں تو کوئی نہیں سمجھتا۔

مادی:- ایسی روحانی باتوں کو اگر سنا جائے تو بھوکا مرنا پڑتا ہے۔
روحانی:- یہ غلط ہے ایمانداری سے کام کر کے انسان بہترین زندگی گزار سکتا ہے جو سوداگر ایمانداری میں مشہور و مستحکم ہو جاتے ہیں وہ بڑی خوبی سے اپنے کاروبار میں کامیاب ہوتے ہیں۔
مادی:- کوئی ایسا ہوتا ہوگا۔

روحانی:- اچھا اگر بہت سے لوگ یا سب لوگ ایمانداری سے کام کرنے والے ہو جائیں تو کیسا ہے؟

مادی:- اگر ہو جائیں تو اچھا ہی ہے۔

روحانی:- جب ایماندارانہ پاک زندگی اچھی ہے تو اس سے سب پر جدوجہد کرنی چاہئے۔ اور جب ہمارا ضمیر ایمانداری کی زندگی کو اپنے سمجھتا ہے تو معلوم ہوا کہ ایمانداری کی خواہش ہمارے لئے نچرل اور فطری خواہش ہے۔ نچرل اور فطری امور کو قائم کرنے سے ہی دنیا میں بھی راحت میر ہو سکتی ہے۔ ورنہ ایذا رسانی۔ قتل و غارت ہی کا بازار گرم رہے گا۔

مادی:- صاحب بات یہ ہے کہ تنازع بقا کا مسئلہ بالکل درست ہے یعنی اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے دوسروں کو ہضم کرنا چاہیے بڑی بھیلیاں دریا میں چھوٹی بھیلیاں کو کھا جاتی ہیں

روحانی:- مادہ پرست لوگوں کا یہ بھی ایک دعوہ ہے۔ اپنی زندگی کے لئے دوسروں کو نقصان پہونچانا یہ پست فطرتی ہے۔ ہزاروں پرند اور جانور ایسے ہیں جو اپنے بچوں اور اپنے جنس کے جانوروں کے لئے سخت سے سخت قربانی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی جان بھی دیدیتے ہیں۔ تو ان کو ذرا ادنیٰ نظر کر کے بلند صفات کی چیزوں کو بھی فہمنا چاہئے۔ ہمیشہ پست چیزوں کی پیروی اور پست خیالات کی تقلید ہی مادہ پرست بناتی ہے۔ انسان کا مقام بہت بلند ہے۔ محبت ایشا رقبائی، اتحاد۔ نیکی۔ صداقت۔ شجاعت وغیرہ اس کی اصلی صفات ہیں۔ انھیں اختیار کرنا انسان کی شان امتیاز ہے :-

کتاب حکیم رہبر

محرم خباب ڈاکٹر فضل الدین ریزی مقيم مصر نے یہ کتاب نہایت محنت سے ترتیب دی ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی، تین زبانوں کی لغت ہے۔ ٹائپ نہایت خوش خط ہے۔ قیمت فی جلد تین روپے آٹھ آنے تین روپے۔ اسفندیار بختیاری۔ کارنر مادمس۔ پریڈی روڈ کیمپ کراچی

مزدور اور سرمایہ ار کا مکالمہ

مزدور

مغسل ہوں تنگ دست ہوں اور فاقہ مست ہوں
سرمایہ دار قوم کے ہاتھوں سے پست ہوں

سرمایہ دار

افسوس کچھ نہیں ہے۔ یہ قسمت کی بات ہے
تقدیر سے لڑائی۔ نری دایات ہے

مزدور

قسمت نہیں۔ میں تیر جفا کا شکار ہوں
تم ظالموں کے ظلم سے میں بے قرار ہوں

سرمایہ دار

تیرے لفییب نے تجھے لاجار کر دیا
میں کیا کروں۔ خدا نے تجھے خوار کر دیا

مزدور

تو نے خدا کے نام سے دھوکہ دیا مجھے
ادمال دزر کے زدر سے لپسا کیا مجھے

سرمایہ دار

میری طرح جو عیش میسر نہیں تجھے
اس پر بھی اعتقادِ مقدر نہیں تجھے

مزدور

تقدیر کا بہانہ بنا کر نہ کر ستم
کھا جائے گا۔ تجھے یہ تیرا پرشر ستم

سرمایہ دار

تو غفلتوں میں عمر کو برباد کر چکا
میرا نہیں تصور کہ تو آپ مر چکا

مزدور

تو نے دبا دبا کے مجھے چور کر دیا
مجبور کر دیا مجھے رنجور کر دیا

سرمایہ دار

مزدور! جھوٹ موٹ بُرائی نہ کر مری
میں نے تو ایک پائی بھی رکھی نہیں تری

مزدور

کافی ہے میرے ساتھ تری ایک ہی بڑی
معتول میرے کام کی اجرت کبھی نہ دی

سرمایہ دار

میری طرف سے تجھ پر ذرا بھی ستم نہیں
اجرت جو تیرے کام کی دیتا ہوں کم نہیں

مزدور

دقت آگیا ہے۔ میرا امتہار ابو فیصلہ
الضاف اور حق سے ہمارا ابو فیصلہ

کیا ہونے والا ہے؟

جہنم بھڑک رہی ہے۔ وہ وہ آلاتِ جہنم پیدا کئے گئے ہیں جو آج تک دیم و گمان میں بھی نہ آئے تھے۔

ہزار ہا بلند قومی منافرت پھیلانے میں دن رات مصروف ہیں۔ علماء دین ایک دوسرے کو گمراہ بنانے میں لگے ہوئے ہیں اصلاحِ اخلاق کی فکر کسی کو نہیں ہے۔ نئی بود بگوتی جاری ہے حالاتِ روزمرہ خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ گھر گھر پیچ چپا ہے کہ اب کیا کیا جائے اور کیونکر سدھار ہو! اگر حالت اسی طرح بگوتی گئی تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب ہو گا۔ ایک طرف حکومتوں میں جنگ و بیکار ہے۔ تو دوسری طرف لاکھوں تعلیم یافتہ بیکاری میں بھوکے مر رہے ہیں۔ گویا اُپر روزانہ کروڑوں روپیہ بھم۔ گولے اور آتشیں تیھاروں پر خرچ کر کے ہزاروں لاکھوں جانیں فنا کر دی جاتی ہیں تو ادھر بیکاری۔ ناداری۔ لاپھاری میں بے شمار جاں تباہ ہو رہی ہیں۔ اُن کیسا افسوسناک منظر ہے۔ کیسا خوفناک حال ہے۔ الہی کیا ہونیوالا ہے

جنگ ہے۔ بھوک ہے۔ پریشانی ہے اور پھر تعصب بھی زوروں پر ہے۔ ایک قوم دوسری قوم کو تہرکی نظر سے دیکھتی ہے۔ محبت اٹھ گئی۔ الفت گم ہو گئی۔ حمیت جاہلانہ شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔

سرمایہ دار دولت کے نشے میں مست ہیں۔ مزدور

عالمِ غیب سے نذر حق بہاؤ اللہ کی شکل میں جلوہ گر ہوا ہے خدا کے امر کی آواز بلند ہے۔ تمام جہان میں قدرت کے کرشمے نمودار ہیں۔ نئی تخلیقات سے عالمِ ارواح و قلوب میں رشقی پھیل رہی ہے۔ مخفی اسرار ظاہر ہو رہے ہیں۔ محبت و روحانیت کی افواج پاکینہ و لوں کی بسیوں کو فوج کر رہی ہیں۔ ایک طرف نئی زندگی کی لہریں اٹھ رہی ہیں تو دوسری طرف انسانی دنیا میں اضطراب و انقلاب برپا ہے۔ سیاسی پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں اقتصادِ دنیا تباہیاں اُڑ رہی ہیں۔ بڑی بڑی قوموں کے تمدنِ محکمہ میں ہیں۔

دنیا میں ہر جگہ خود غرضی۔ بیوفائی۔ جفاکاری کا دور دورہ ہو گیا اور عیساں شکاری عام ہے۔ جنگ نے اہل عالم کے دلوں میں خون و خطر ڈال دیا ہے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ نہ معلوم کیا ہونیوالا ہے؟۔ دہریت اور بے دینی کی زہریلی ہوا چل رہی ہے مشرق حیران ہے۔ مغرب پریشان ہے۔ جنوب و شمال گریاں و نالاں۔ الہی کیا ہونیوالا ہے۔

دین کی مخالفت میں منظم پروپیگنڈا جاری ہے۔ دین کے ماننے والے شل ہو رہے ہیں۔ بڑے بڑے دینداروں کی اولاد دین سے نہ صرف بے خبر بلکہ متنفر ہو رہی ہے۔ دین کے نام سے ہر آلے رسم و رواج کی پوجا ہو رہی ہے۔ حقیقت دین کا سمجھنا بہت سے لوگوں کے لئے دشوار ہو گیا ہے۔ روائی کی

۱۷۔ عالم انقلاب میں مبتلا ہے اور اس کا انقلاب روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ دنیا کا رخ غفلت و لاندہی کی طرف ہے۔ اور یہ بات سخت ہوتی جا رہی ہے اور بڑھتی جا رہی ہے اس قدر کہ ابھی اس کا ذکر مناسب نہیں اور عرصہ تک اسی طرح دن گزاریں گے اور جب وقت پورا ہو جائیگا تو یکذرت وہ چیز ظاہر ہوگی جس سے تمام جہان کے جوڑ بند لڑاٹھیں گے۔ تب منہلے بند ہوں گے اور بیلیں ادنیٰ ٹہنیوں پر نعرہ سرانی کر لگیں۔

(حضرت بہاؤ الدین)

بیشک قدرت کے لگا لے ہوئے باغ عالم میں محبت و وحدت کے پھل آئیں گے۔ فسادات و دور ہوں گے۔ اتحاد و نسل انسانی کا دور دورہ ہوگا۔ یہ جنگ و فساد و تعصب گناہ نابالغی کی حرکات ہیں۔ عالم انسانی بالغ ہو کر ان حرکات سے شرمندہ ہوگا۔ اور پھر وحدت و اتحاد کے نظام پر قدم چلائے گا۔ سب پیغمبروں نے یہ ہی خبر دی ہے۔ فطرت کی بھی یہی آرزو ہے کہ نوع انسانی ایک ہو کر زندگی بسر کرے۔ لڑائی اور جھگڑے آخر تمھارا کھجور کر دیں گے کہ ان کی سیل ملاپ سے رہنمائی پسند کر لیا۔

ہر رات کے بعد دن ہوتا ہے اور ہر تخریب کے بعد تعمیر ہے۔ لہذا امن و سلامتی کا دور آئیگا۔ مبارک ہو جو اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

اطلاعات

دفتر پیامبر سے خط و کتابت کا پتہ صرن یہ ہے
"پوسٹ بکس ۱۹۱ نئی دہلی"

فائقہ مستی میں بہت اور بے بس ہیں۔ تنگ آکر مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہتھال کرتے ہیں۔ شور مچاتے ہیں۔ کاروبار خراب ہو جاتے ہیں۔ تجارتی دنیا سرپیٹ رہی ہے جہاں جائے نقصان کا۔ دنا ہے۔

غرضیکہ چھوٹے بڑے سب الجھن میں ہیں۔ حکومتوں کی عقلیں چکر کھا رہی ہیں۔ انسانی دنیا کی بیماری و حسرت بانی روزافزون ہو رہی ہے۔

۱۸۔ یہ تاریکیاں دور نہ ہوں گی اور یہ پرانی بیماریاں ختم نہ ہوں گی۔

بلکہ روز بروز بڑھتی جائیں گی اور حالت بد سے بدتر ہو جائیں گی بلقان سکھ چین نہ پائیکا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو جائیگا۔ جنگ عظیم میں شکست خوردہ طاقتیں آرام سے نہ بیٹھیں گی۔ وہ کوشش کریں گی کہ جس طرح ممکن ہو لڑائی کی آگ دوبارہ بھڑک اٹھے۔ نئی پبلک تقریبات اپنی تمام قوتوں کو اپنے مقاصد کے لئے خرچ کر لگیں۔ حرکت شمالی بہت اہمیت حاصل کر لگی۔ اور اپنا اثر پیدا کر لگیں۔ مستقبل میں ایک بڑی سخت لڑائی یقیناً واقع ہوگی۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔

جنگ عظیم کے بعد جس دوسری بڑی خطرناک لڑائی کی خبر فقرات مذکور میں دی گئی تھی، وہ آج دنیا کی آنکھوں کے سامنے بے نقاب ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تمام خرابیاں پہلی جنگ عظیم کا ثمر ہیں جس کے غالب و مغلوب آج تک متاستف ہیں۔ یہ خرابیاں لاندہی کی تبلیغ کا نتیجہ ہیں۔ یہ خرابیاں قومی، مذہبی، وطنی، سیاسی نقصانات کا پھل ہیں۔ یہ خرابیاں وحدت عالم انسانی کو بھول جانے کی وجہ سے ہیں۔ یہ خرابیاں دین حقیقی کو چھوڑ دینے کے باعث ہیں۔

خدمتِ خلق

انسان فطرتاً محتاج امداد ہے!

یہ ماننا کہ جنگل کا سادہ و سہل کی سردی اور نمی کی ٹوہیں جلاہے کے پڑے کا محتاج نہیں۔ یہ تسلیم ہے کہ وہ اداک ہی سے پانی پی لیتا ہے۔ اسے بورین کلاس یا کبار کے جام سفالی کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ہمیشہ گردن یا کبار کا محتاج نہیں ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ وہ پیرے کا تنور جنگل کی گھاس پتی اور پھلوں سے بھر لیتا ہے اسے حلوا بوری کی ضرورت نہیں۔ اس لئے وہ کسان کا حامند ہونا پسند نہیں کرتا۔

مگر یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ جب جنگل کے سادہ پر چمک یا سیفہ۔ طاعون یا بخار وغیرہ موزی امراض حملہ کر کے لے بکس دے بس بنا دیتے ہیں۔ تو جنگل کے سادہ کی دلی تمنا یقیناً پہی ہوتی ہے۔ کہ "کاش اسوقت کوئی انسان ہوتا۔ جو میرے سوکھے حلق میں پانی پھینکا تا۔ اور میری دھمی جان کو آرام پہنچاتا" یہ کاش کوئی انسان موجود ہوتا جو میرے پیشاب، پاخانے اور تے کو جن کی بدبو سے میرا مرغ پھٹا جاتا ہے، یہاں سے اٹھ کر دور پھینک دیتا۔

"کاش کوئی انسان موجود ہوتا۔ جو میرے گندے اور بدبو کا جسم کو دھو ڈالتا۔

الغرض یہ واقعات ثابت کرتے ہیں۔ کہ انسان گوشت نشینی کی زندگی میں بھی دوسروں کی خدمت اور امداد کا محتاج ہے یا بہ الفاظ دیگر یوں کہئے کہ ہر انسان خواہ وہ بستی میں ہو۔ یا

جنگل میں وہ فطرتاً ایک دوسرے کی امداد کا طلبگار ہے پس معلوم ہوا کہ انسانیت کا جوہر یہی ہے۔ کہ انسان ہر حال میں ایک دوسرے کی مدد کرے۔

امداد کے فطری تقاضے میں سب پہلا حق دار ہمارا اپنا جسم ہے۔ اگر ہم اپنے جسم کی امداد نہیں کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہم دوسروں کی امداد نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً ہم اپنے دانتوں کو اگر صبح شام صاف نہیں کرتے

امداد کا پہلا حق دار

تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دانتوں پر میل جمیگا۔ منہ بدبو دار ہوگا۔ دانتوں میں کیڑے پیدا ہو جائیں گے۔ پیپ پیدا ہو جائیگا۔ درد دھیکھاٹیں بیہوش کر دیں گی۔ سوڑے بھوئیں گے۔ منہ سوج جائیگا۔ زہر نکلا ستم دیکھنا پڑیگا۔ دانت منہ سے گیا۔ خدا کی نعمت سے محروم ہوئے دانت جیسی مفت کی دولت جو دنیا کے سارے خزانوں کے عوض بھی نہیں مل سکتی۔ وہ ہمیشہ کے لئے کھوئی گئی۔

لاحظہ کیجئے! تو اپنی امداد آپ نہ کرنے کا کتنا نقصان ہوا ہے۔ خدا کی بیش بہا نعمت سے محروم ہوئے۔ اور بیمار ہو کر دوسروں کی خدمت کے فرائض کی ادائیگی بھی نہ کر سکے پس یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ امداد کے فطری تقاضے کے سلسلے میں امداد کا سب سے پہلا حق دار ہمارا اپنا جسم ہے۔ کیونکہ یہ وہ مشین ہے جس کا کوئی کل پرزہ دنیا میں کسی قیمت پر بھی نہیں مہیا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ذیل کے آسان اور سادہ عمل کو اپنی زندگی کا عملی اور ضروری حصہ قرار دیں۔

صحت افزاء عملی زندگی

۱۔ ہم روزانہ ایک مرتبہ غسل کریں۔ اور اپنے جسم کو صاف
نولیہ سے خشک کریں۔

۲۔ کھانا کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئیں اور اپنے ناخنوں
کو صاف رکھیں۔

۳۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد اپنے ہاتھوں اور منہ کو
صاف پانی سے اچھی طرح صاف کریں۔

۴۔ روزانہ کھلے میدان میں کھلیں اور ہمیشہ ناک کے راستے
سانس لیں

۵۔ تازہ پھل اور ترکاری خوب کھائیں اور اچھی طرح جیہا کر
کھائیں۔

۶۔ تازہ دودھ پئیں کیونکہ یہ مکمل خوراک ہے۔

۷۔ سوتے وقت کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیں۔ سوتے

وقت مچھروانی کا استعمال کریں۔ تاکہ مچھر نہ کاٹ سکیں۔ منہ
ڈھانپ کر کبھی نہ سوئیں۔ رات بھر میں نو دس گھنٹہ تک سئیں

۸۔ رفع حاجت کے لئے وقت کی پابندی کریں۔

۹۔ ہمیشہ صاف پانی پیئیں۔ کھانا کھانے کے درمیان پانی
کبھی نہ پیئیں۔ کھانا کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے یا کھانا کھانے

سے ایک گھنٹہ بعد پانی پیئیں۔

۱۰۔ جس وقت کھڑے ہوں یا بیٹھیں اپنے بدن کو ہمیشہ سیدھا
رکھیں۔

۱۱۔ فرش پر نہ تھکیں کیونکہ اس سے بیماری پھیلتی ہے۔

۱۲۔ کھانسی زکام کے بیمار سے بچیں۔ کھانسنے جھینکے کے لئے
کمرے سے باہر چلے جائیں۔

۱۳۔ ہر پانچ سال کے بعد ٹیکہ کرائیں۔ اور اس وقت بھی جبکہ
چھچک کی بیماری ہمارے ارد گرد پھیلی ہوئی ہو۔

۱۴۔ ہر ہفتے ایک دفعہ اپنا وزن کرائیں اور سال میں دو دفعہ
اپنا قد ناپیں۔ اور ان کا ریکارڈ رکھیں۔

یہ روزانہ عملی زندگی اپنے جسم کی امداد یا حفاظت کرنا ہے۔ جو
بچے سے لیکر بوڑھے تک ضروری ہے۔ اپنے جسم کی عملی امداد
ہمیں دوسروں کی امداد یا حفاظت کے لئے مستعد بنا دیتی

امداد کا دوسرا حق دار

پس جب ہر انسان اوپر کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق
زندگی بسر کرے گا تو یقیناً تندرست اور توانا رہے گا۔ اور اپنے
فرائض کو ادا کر سکے گا۔ اب ہر انسان کو چاہئے کہ وہ امیر یا
غریب۔ دینی یا بیدینی۔ گورے یا کالے کی تفریق کو بالائے
طاق رکھتے ہوئے سب انسانوں کو اپنے جسم کا ایک حصہ
سمجھے۔ کیونکہ جس طرح جسم کا ہر ایک عضو ایک دوسرے کی
امداد کا محتاج ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہر انسان فطرتاً ایک
دوسرے کی امداد کا محتاج ہے۔

دعوت الی الخیر

پس تمام جہان کے انسانوں کو ہمیں تعلیم دینی چاہئے۔ کہ وہ
۱۔ مذہبی۔ قومی۔ جنسی۔ لسانی۔ لونی۔ وطنی۔ ملکی۔ سیاسی
تغصب اور نفرت کو چھوڑ دیں اور روح محبت سے معمور ہوں
۲۔ ہمیں ملوثی ہوئی دنیا کو صلح کی تعلیم دینی چاہئے۔ امن و امان
اور روح و دیکھان سے زندگی بسر کرنا تعلیم کرنی چاہئے۔
۳۔ ہمیں بیماروں کو آرام پہنچانا چاہئے۔ مصیبت زدوں کا

کی ضرورت نہیں؟

پس اگر ہر انسان کو فطرتی طور پر ان قوانین کا پابند رہنا اور دوسروں سے پابندی کرنا ضروری ہے۔ تو آج ہی سے اس سادہ پروگرام کو اپنی زندگی کا عمل اور ضروری حصہ قرار دو تاکہ آرام پاؤ۔
نقطہ۔

ایم۔ اے صدیقی

کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔ غریبوں کے لئے مالی قربانی کرنی چاہئے۔
رہ، ہمیں صحت اور صفائی کی پابندی کرنی اور کرانی چاہئے۔ اس حد تک کہ ہمارا چہرہ تازہ نظر آئے اور ہمارے لباس پر کوئی داغ اور دھبہ نہ ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نسل انسانی کو بصورت، تندرست۔ امن دوست۔ نیک اور پاکیزہ سیرت ہو جائیگی۔
کیونکہ ظاہر کا باطن پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

اے آدم کے بیٹو! کیا تم مغرب میں ان قوانین کی ضرورت محسوس نہیں کرتے؟ یا مشرق میں جہتیں اس سادہ اور علی زندگی

فارسی کتابیں

جو بہائی ہال بوری بندر بمبئی سے ملتی ہیں

قیمت روپیہ	نام کتاب	قیمت روپیہ	نام کتاب
۰ - ۸ - ۰۰	۱) تاریخ امر بہائی	۲ - ۸	۱) مفاد و منافع حضرت عبدالبہاء
۳ - ۰ - ۰۰	۲) تاریخ شہداء و امیرزاد	۴ - ۰ - ۰۰	۲) مکاتیب حضرت عبدالبہاء جلد دوم
۱ - ۲ - ۰۰	۳) کتاب ابن ذب	۲ - ۸	۳) مکاتیب حضرت عبدالبہاء جلد دوم
۱ - ۸ - ۰۰	۴) خطابات حضرت عبدالبہاء	۴ - ۰ - ۰۰	۴) کواکب الدریہ جلد اول و دوم
۱ - ۰ - ۰۰	۵) ہفت وادی و چہار وادی	۱ - ۰ - ۰۰	۵) مناظرات الدینہ
۰ - ۸ - ۰۰	۶) شرح آیات مورخہ	۰ - ۸ - ۰۰	۶) جواب پروفیسر المانی
۱ - ۰ - ۰۰	۷) دیوان نعیم اصفہانی	۱ - ۰ - ۰۰	۷) ثنوی زرنندی
۱ - ۰ - ۰۰	۸) دیوان خازن بخاری	۱ - ۰ - ۰۰	۸) ترجمہ اشراقات دیگرہ عربی
۵ - ۰ - ۰۰	۹) سفرنامہ بلک آٹا مار جلد اول و دوم		۹) رسالہ مدنیہ

بہائی ہال - کرشنا بلڈنگ - بوری بندر - بمبئی -

عورت مذہب کی نظر میں

یہ مضمون بہائی بال بھیجی کے ایک جلسہ میں مختصر مس قمر امیر اے تادری نے پڑھ کر سنایا۔

کے بغیر بالکل ناممکن ہے۔

مذہب کی ضرورت پر مذکورہ بالا خیالات کے اظہار کے بعد میں اپنے نفس مضمون کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ میرا موضوع عورت اور اسکا وجود مذہب کی نظر میں یہ ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مذہب عالم کی روشنی میں عورت کے وجود کو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

ابتداءً عالم سے یہ سنت الہی ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنے کلام سے وقتاً فوقتاً مشرف کیا ہے اور اس وقت تک جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں سب نے اپنے اپنے رنگ میں عورت کے متعلق کم و بیش احکام جاری کئے ہیں۔ ان مذاہب عالم کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ کس کس مذہب نے عورت کو کیا کیا درجے عطا کئے اگر ہم "ہندومت کی موجودہ تعلیم کو جو زمانہ حال میں ہمیں میسر آ سکتی ہے۔ غور سے دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ عورت کو مرد کا بالکل تابع بنا دیا گیا ہے۔ اور عورت کی فطری آزادی سلب کر لی گئی ہے۔ اور اس کو جائیداد وغیرہ منقولہ کی صورت میں مرد کی ملکیت قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ہم دیکھنے میں کہ جنوبی ہماراج کے قانون کے مطابق کوئی عورت خاوند کے مرنے کے بعد عقد ثانی کرنے کی مستحق نہیں۔۔

اس کے بعد جب ہم عیسائی مذہب کی تعلیم کو بہ نظر غائر دیکھیں تو وہاں بھی عورت کی پوزیشن مرد کی نسبت بہت کمتر نظر آتی ہے

مذہب انسانی زندگی کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔

جیسے جسم کے لئے روح۔ بلکہ میرے ناقص خیال میں مذہب کے بغیر زندگی بھی ناقص ہے۔ جس طرح روح سے جسم میں زندگی کا قیام احساس، عقل، اور ہوش و حواس قائم رہتے ہیں اور روح نکلتے ہی یہ ساری قوتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ جس طرح مادی زندگی کا انحصار روح پر ہے۔ اسی طرح روحانی زندگی مذہب سے وابستہ ہے مذہب روح میں پاک، دل میں روحانیت، اخلاق میں بلندی معاملات میں صفائی، خیالات میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے انسان جب مذہب سے روگرداں ہوئے لگتا ہے کہ رفتہ رفتہ اس کے اخلاق پست، روح تاریک، دل سیاہ، خیالات گناہ آلود ہو جاتے ہیں اور اسکی لاندھنویت گھن کی طرح اس کی روحانی زندگی کو تباہ کرنے لگتی ہے۔

آج کل چاروں طرف اس مسئلہ پر زور دیا جا رہا ہے کہ زمانہ حال میں مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس انکار سے کیا مقصد ہے؟ کیا منکرین مذہب مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ ترک مذہب کر کے وہ زندہ بچی رہ سکتے ہیں؟

مذہب انسان کے لئے ایسا ہی ضروری ملکہ لازمی ہے جیسے دیگر لوازمات زندگی۔ اگر زندہ رہنا ضروری ہے تو پھر مذہب بھی بقضا ضروری ہے کیونکہ مادی زندگی کی اصلاح، تعلیم و تربیت اور استاد و معلم کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ مگر روحانی زندگی کی اصلاح مذہب

اب میں اپنی ان بہنوں سے جو حضرت بہاء اللہ کی پیروی میں تھیں اور
ابیل کرتی ہوں کہ وہ اس تعلیم کو وسیع سے وسیع تر بنانے کی کوشش
کریں اور اپنی ان بہنوں کی خبر گیری کریں جو مذہب کی آڑ میں ہند
مخالف اور تحریک مشق بنی ہوئی ہیں مجھے امید ہے کہ میری اس
فصلانہ اپیل کا اثر ان بہنوں پر جو اس وقت جلسہ میں موجود ہیں
خاطر خواہ ہوگا۔ اور وہ اپنے اپنے طور پر عمل کے لئے کامزن
ہوں گی۔ اگرچہ آپ سب نہیں جناب طاہرہ کے غلبہ اثر ان
کارناموں سے ناواقف نہیں۔ تاہم انشاء عرض کردہ گی کہ ہم
سب ہمیں اپنے اوقات فرصت میں حضرت طاہرہ کی عین حال
زندگی پر چند لمحات صرف کرتی رہیں اور اپنے اندر ان کی کئی کئی لکھ
سمائی، بلند بینی، جاں نثاری اور پاکیزگی پیدا کرنے کی کوشش
کریں تاکہ دنیا پر روشن ہو جائے کہ عورت جب کبھی میدانِ عمل
میں آتی ہے تو کسی مرد سے پیچھے نہیں رہتی۔ بلکہ اس سے کہیں بالاتر
ہو جاتی ہے

اتنا عرض کرنے کے بعد میں اپنے اس طولانی مضمون کو ختم
کرتی ہوں اور جناب صدر کی متفکر ہوں کہ مجھے ان خیالات
کے اظہار کا موقعہ دیا گیا۔

آلہ۔ قمر۔ امیں لے۔ قادری

خریداروں کی خدمت میں

رسالہ پیامبر کی سالانہ قیمت تین روپے ہے۔ جو
صاحبانِ خریدار بننا چاہتے ہیں وہ مبلغ تین روپے کا
مخفی آرڈر اس پتہ پر ارسال فرمائیں۔

جناب مسعود یار پنجتاری۔ خزینہ دار ملی۔

کارز ہاؤس۔ پریڈی رڈ۔ کیمپ۔ کراچی۔

جیسا کہ موجودہ کھیل مقدس میں عورت کو گناہ کا سرچشمہ قرار دیا
گیا ہے۔ اور مرد کو وہ فضیلت دی گئی ہے جسکو عقل سلیم ہرگز گوارہ
نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اور مذاہب عالم بھی ہیں جن میں عورت
کا درجہ نہایت ہست رکھا گیا ہے۔ البتہ اسلام نے اپنے زمانے
کے مطابق ان سب مذاہب کے مقابلے میں عورت کو بہت کچھ
حقوق عطا کئے۔ مرد عورت کے مساوات کا اظہار کرنے کے لئے
مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا لباس قرار دیا گیا جس سے یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ مرد عورت کا درجہ بالکل مساوی ہے۔ عورت کی
سماجی زندگی کے دہے کی فوقیت ظاہر کر کے کیلئے شارع اسلام
نے اپنے مقدس الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری
ماؤں کے قدموں میں ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ارشاد کیا کہ
یقین میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ چھا ہے،
جس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عورت کا درجہ کس قدر بلند
ہونا چاہئے تھا۔ مگر انسان کی بدبختی ہے کہ اس نے اس مقدس
تعلیم سے رد گردانی کی اور مطلق خلائق بنا۔

اس پر آشوب زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے حق
میں یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ مرد عورت کا درجہ مساوی ہے۔ اور کسی
صورت سے مرد کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ اس امر کا دعویٰ ہو کہ عورت
اس کی قطع بنائی گئی ہے یا اس کو مرد کی ملکیت قرار دیا گیا ہو۔ یا یہ
کہ عورت مرد کے مقابلے میں گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

مبارک ہے وہ جتنی جس نے ہماری صنعت کے حق میں مساوات
کی آواز بلند کی اور عورت کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنی خودداری
کو مرد کے ہاتھوں تباہ نہ ہونے دے بلکہ اس کے مقابلے میں اپنے
وجود کے قیام و بقا کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے۔ یہ ذات
گواہی حضرت بہاء اللہ ہیں۔

امریکہ میں تبلیغ

رہتے ہیں کہ مبلغین میں سے ہر ایک یہ آرزو کرتا ہے کہ کاش میں دس آدمی ہوتا۔ کارلیفورنیا میں سنرمضیہ کا ریڈیو ممبر تبلیغ میں مختلف کلب اور کلیساؤں میں بارہ بچہ دے۔ مقام اور جائے اور دستورہ میں بھی مسز موصوفہ نے نڈائے امرالمد بلندی۔

سنرمضیہ کو مرکز دینے نے شہر نکرویل میں ایک جلسہ خواتین کے اندر اس امر پر کہ دین بہائی میں عورت کے حقوق کیا ہیں ایک مفصل لیکچر دیا اور حضرت ترقی العین طاہرہ کے موثر حالات بیان کئے۔ اس طرح مقام مینا میں جاکسو ٹیل اور ٹلائٹا میں مفصل لیکچر دئے پھر لیکچر کے بعد مفصل سوال و جواب ہوتے تھے۔ امریکہ کی بہائی جمعیوں میں ہر ہفتہ مختلف قسم کی مجالس ہوتی ہیں۔ مقام منہانان میں محققین کے لئے ہفتہ میں دس مجلسیں کیجاتی ہیں

مقام باربادوس عنقریب مبلغین بہائی کا ایک زبردست مرکز ہو جائیگا۔ فلپائن میں بھی نہایت عمدگی سے سلسلہ تبلیغ جاری ہے اور ٹھٹائن میں بھی روح بہائی فحوی سے کام کر رہی ہے۔

سنرمضیہ اور سنرکورا اور لیور شہر پائامیں ایک بین المللی کانگریس میں پہنچیں اور امرالمد کی تبلیغ کی۔

امریکہ کی بہائی پبلنگ کمیٹی بھی نہایت منظم ہے ہر سال متعدد بہترین کتابیں شائع کرتی ہے جو اپنی نوعیت میں نہایت بے مثل ہوتی ہیں ولڈ آڈر ماہوار میگزین بھی امریکہ نیو یارک سے نہایت خوبی سے شائع ہو رہا ہے۔

امریکہ میں مختلف ایسے مقامات پر جہاں پہلے کوئی بہائی موجود نہ تھا۔ بہت سے بہائی احباب اقامت پذیر ہو رہے ہیں حال ہی میں ولادو۔ ایلینڈ و الاسکا وغیرہ میں چند احباب منظم ہوئے ہیں اور تبلیغی مراکز قائم کر دئے ہیں

امریکہ میں بہائیوں کی مشہور عالم عبادت گاہ مشرقی لاڈاکا کی تعمیر اب قریب الاختتام ہے۔ اسکا ڈول بہت سی غائش گاہوں میں رکھا جاتا ہے، جبکہ ہزار ہا آدمی جرے شوق سے دیکھنے آتے ہیں خاص طور پر نیویارک اور کناس میلوالی ورنو لندن میں غائشوں کے موقعوں پر اس کے لئے نہایت اہتمام کیا گیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس کے دیکھنے سے ماہرین تعمیرات حیرت و مسرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

پوسٹن میں وہاں کی محفل روحانی کے زیر اہتمام دس ہزار کے قریب بہائی کتابیں اور پمفلٹ متعدد لائبریریوں میں رکھے گئے۔

ساہا ہے گزشتہ کی طرح اس سال بھی امریکہ میں بہت سی نئی محافل اور بہائی جمعیتیں قائم ہو گئی ہیں۔ ٹلائٹا اور آواما میں ایک ہسپانوی زبان جاننے والے مبلغ کے ذریعہ نہایت نتیجہ خیز تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ سنرمضیہ میں مقام ولینٹا میں تین ماہ تک پبلک لیکچر دتی رہی اور ایک مذہبی دس کی کلاس لگاتی رہی۔ یہاں کام کر کے وائے مبلغین کے گرد اسقدر محققین جمع ہوئے

قسمتِ فارسی

یکی از الواح مبارکہ حضرت عبداللہ

هو اللہ

ای استجای الہی از آثارِ فضل و الطاف الہی و خصائصِ بل اعظم دلائلِ ظہورِ آیاتِ قدرتِ نامتناہی
جمعِ طیورِ مختلف الاجناس و متنوع الانواع و الالوان بر معینِ حیوان است ہر طیرے را آشیان در شاخے بود
ہر مرغے را لاندہ در کاخے چون این عینِ تنہیم و ما معین عذب فرات و شیرین بود جمعِ مرغان از اطرافِ جہا
در حوالیش جمع شدند طیکے از حلیتہ غلیل جلیل و طیکے از ریاضِ اسرائیل طیکے از گلستانِ مسج و
طیکے از بوستانِ حبیب مرغے از چمنستانِ زردشتِ عظیم و طیکے از گلزارِ حضرتِ امیر جمع بر این معین
جمع شدند و ازین چشمہ شیرین نوشیدند و در ظلِ سدرۃ مننتہ ماویٰ گزیدند و در سایہ شجرۃ طوبیٰ لاندہ و آشیانہ
نمودند ملاحظہ فرمائید کہ این چہ قدرتِ معنویہ است کہ جمعِ این شاہپاہ الوان مختلف را گرفتہ و در این
خیم یک رنگ الہی غوطہ داد کُل لوہا لون واحد شدہ و آن لباسہای رنگارنگ رنگ بر رنگی گرفتہ
مَرزَع شرقی در آشیانہ غرب منزل نمود و طیرِ غربی در لاندہ شرق ماویٰ نمود نصیری را با اسرائیلی
جمع نمودہ این چہ سلطنتِ کلیہ است و این چہ نفوذ و قوتِ لامہوتیہ الہی الہی بما جمعت
ہذا الطیور فی حدیقتہ تَقْدِیسُکَ و ریاضِ توحیدک ثبت افتد امہم
علی صراطک و اجعلہم ثابتین علی عہدک و میشاقک القدیم یا رب العلمین
حتی لا یتزلزلوا من ازیاح الافتنان و الامتحان - اِنَّک انت الکریم -

بیاناتِ مبارکہ حضرت ولی امر اللہ ارواحنا فداہ

شارعین جمع ادیان و شرائع الہیہ را کہ از ازمٹہ بسیار قدیم متوالیاً ہر یک با قوتے بیشتر در ادوار مختلف کہ حاکمی از سیر تکامل عالم انسانی ورشد بجانب بلوغ بودہ پر تو انوار و بہای ظہور کئی بعالم مبذول میداشتند ازین نظر ممکن است بتظہورات مقداتی الہی تعبیر نمود کہ از برای ظہور یوم کئی و ملیک ایام کہ بسیط غیرا در آن روز باید بثمر آید و شجرہ انسانیت نوا کہ مطلوب مبارک در راہ باد نمودہ و نفوس منتظر می نماندہ۔

این حقیقت مسلم کہ مستغنی از بحث و بیان و غیر قابل انکار است نباید چوچہ نظر باختلاف داعیہ ایکہ یا ادوار سابقہ الہیہ دارد و سبب انحراف مقصود و سوء تعبیر تعالیم منزکہ در بیانات حضرت بہار اللہ بیانی کہ در جمیع احوال موافق بر وحدت صرفہ جمیع انبیای الہی اعلم از انبیای قبل و بعد و همچنین خود حضرت بہار اللہ است اگرچہ رسالت انبیای الہی قبل از حضرت بہار اللہ را میتوان بآن نظر ملاحظہ نمود و آن ہیکل قدسیہ را ظہورات مقداتی الہیہ دانست و ہر چند درجہ عظمت شرائع الہیہ کہ ہر یک از انبیای سلط بر آن مبعوث گشتند در نتیجہ این تکامل لازم بودہ است مختلف و متفاوت باشد ولی اساس کلی و وحدت اصلی و یکسانی مقصود و منظور جمیع انبیای الہی ہر یک گاہ و در تحت ہیچ عنوان نباید محل سوء تفہیم و یا انکار گردد۔

جمیع انبیای الہی را باید در یک رضوان ساکن و در یک ہوا طیار و بر یک بساط جالس و بر یک کلام ناطق و بر یک امر آمر دانست و ہر انچہ عظمت ظہور الہی را کہ درین مرحلہ اعلیٰ از تکامل حیات بشر بعالم انسانی عطاشدہ بتائیم باز باید صل فوق اساس لن تیغیر محوہ صلی عقائد امین بسانی باشد تفاوت انوار و اشراق تجلیاتیکہ از قبل این مظاہر الہی بعالم مبذول گشتہ نباید محل بر مزیت ذاتی و فضیلت صفات و بجای شخصی، ہیچیک ازین مظاہر الہی بردگیری گردد بلکہ این فرق و امتیاز را باید منجسہ ترقی ظرفیت استعداد روز افزون روحانی کہ نوع بشر در سیر تکامل خویش بجای رشد و بلوغ پیوستہ از خود ابراز میداشتہ دانست۔

فقط کسانے میتوانند با ہمیت کلمات حضرت بہار اللہ کہ اشارہ بحجبال و عظمت این یوم موعودہ و امتداد عصر بہائی فرمودہ پس برند کہ امر آنحضرت را کمال و اعلیٰ رتبہ چنین محکم بدلیج و حیات اجتماعی عالم انسان مانند۔ میفرماید (ترجمہ) "الیوم ملیک ایام است روزیست کہ محبوب کہ در تمامی اعصار بہ مقصود و آرزوی عالم تعبیر و اخبار گشتہ ظاہر شدہ۔" و همچنین میفرماید (ترجمہ) "کتب مقدسہ ادوار سالقہ در ہنیت این یوم اعظم الہی بہ تسبیح و تحمیل عظیم مشغولند طوبیٰ از برای نفسیکہ این یوم را دید و شان و

مقام آزاد یافت، و در مقام دیگر میفرماید (ترجمہ) واضح است کہ ہر قرن کہ کجی از مظاہر الہیہ در آن زلیستہ اند از جانب خداوند مقرر ہووہ و ممکن است از یک نظر بہ یوم و عمر الہی تمیز شود ولی الیوم بے شبہ و نظیر است و باید آنرا متناہی از ایام سابقہ دانست عنوان قائم البتین ترجمہ کنی و مقام بلند خود را ظاہر فرمود و دورہ نبوت حقیقتہ منقصی گشت و حال حقیقت سہ مدیہ ظاہر شدہ و علم قدرت برافراشتہ است و اینک بے ستر و حجاب جلال و بہای ظہور خویش را بعالم مبذول میفرماید و بامبیان صریح و قطعی میفرماید (ترجمہ) جمیع ادوار سابعہ باعلیٰ درجہ و نہایت کمال خویش رسیدہ اند انچہ درین ظہور واضح اعلیٰ ظاہر گشتہ در واقع سلف سابقہ نداشتہ است و دردن آستیہ ہم مثل و شبہ آنرا مشاہدہ نخواہد نمود۔

و همچنین بیان موثق حضرت عبدالبہار را کہ بالجہنی اکید است ادو بی نظیر دورہ بہائی را تا سید فرمودہ اند باید بخاطر آورد میفرماید (ترجمہ) "قرنہا بلکہ عہدہا بے حد و شمار باید گنزد و تا شش حقیقت مجدد باشد اشراق و منطقہ قلب الاسد بدخشد و یا آنکہ جلوہ و شکوہ ربیعی بار دیگر پدید آرد و نفوس مقدسہ در قرون ماضیہ فقط بقصور و یاد این کور کہ جمال مبارک تہاں فرمودند راضی و شغوف بودند نفوس مقدسیکہ آرزو میکردند برای یک لحظہ عظمت و جلال این ایام را درک کنند۔ و در مقام دیگر بامبیانی صریح تر میفرماید (ترجمہ) راجع بمظاہر کہ بعد فی ظلیل من الغمام

مبعوث گردند براسی بدان کہ از حیث کسب فیوضات و منبع الہام و ظل جمال قدم بہتند و نسبت باقتضای زمانیکہ در آن زمان ظہور مینمایند ہر یک از ایشان لفعیل مایشاء است۔ این کور (اشارہ بظہور) حضرت بہار اللہ میفرماید (ترجمہ) با شعۃ تابان شش حقیقت کہ در اعلیٰ نقطہ اشراق باشد اشراق و حرارت و جلال ساطع گشتہ منور است" (صفحہ ۳-۸)

اگرچہ بچکومات مربوطہ خویش صدیق اند و نسبت بانچہ در سالیس و فہام و سعادت ایشان تاثیر نماید۔ علاقہ مند و بسیار مشتاقند در ہر امر یکہ سبب پیشرفت مصالح مفیدہ بہائیان باشد شرکت نمایند ولی در عین حال امری کہ پیروان حضرت بہار اللہ بان متمسک اند باعتبار کمال بہائیان آئینی است کہ خداوند آن را مافوق انقلاب و اختلافات و رقابتہای عرصہ سیاسی قرار دادہ بہائیان معتقدند کہ آئین شان اساساً غیر سیاسی و مافوق افکار و لوایای ملی است بکلی منزہ از اجزای و بالمرہ میراث ہرگونہ جاہ طلبی و اعمال مقاصد و باغراض ملی است۔ در چنین آئین تقسیمات حزبی یا طبقاتی راہ ندارد بلکہ این امر بدون پردہ پوشی و ابہام ہرگونہ مصالح خصوصی را اعم از آنکہ شخصی یا ملی و یا ملی باشد تابع مصالح عالیہ عالم انسانیت قرار میدہد و موثق و معتقد است کہ مصالح جزو و ضمن مصالح کل بہتر و نیکوتر محفوظ خواهد ماند و ممکن نیست با جزاء مرکب یک بیکل فوائدی مفیدہ و پایدار اعطا نمود و صورتیکہ مصالح عمومیہ خود بسبیل مراعات نشود و محل توجہ و اعتنا قرار نگیرد۔

شہادت تشریف دہشمند دریا کے امیر بانی

(بقلم پروفیسر جاوید اکسford)

نقل و کتاب زندگی و حیات دلیرانہ "صفحہ ۳۰۵

مجلد ایران و پارسیان تالیف جی۔ ک۔ زریں فلق و در تحت سرپرستی مجمع الفائق ایرانیان بمبئی در ۱۲۵۷ طبع شد (نثر ادبی ایران شماره ۲)

تہذیبات سیاسیہ کہ پوسیدہ صوفیہ لعل آمد منتخبہ در اصلاح افکار و تہذیب نسل نہ بخشید و لے در قرن اخیر کہ دورہ آخر حیات ایران را نشان میداد احیای بن کشور و انتہای آن از نظر ادبی و دینی ظاہر گشت مراسم تہذیب کہ قرنہا است در ایران ہمہ سال معمول بودہ عبارتہ از جلسہ عزاداری و ہم محترم کہ در آن روز حسین بن علی آخرین فاضلیات در کربلا کشید مومنوع پیش نمائی عمومی شد و زمینہ از برای نظم اشعار و مرثیہ بدشت داد کہ از نظر فاداری شایان ایران ہنر و سخن را فی شعراء و ارباب فنون است۔ در ہمیں اوقات دیانت بانی تقسیم باصلاح و تجدید دیانت گرفت مملکتی کہ قرنہا و کارآرادہ بار نمودہ هجوم غلبہ اجانب واقع شدہ بود و در تہذیب فاسد و تباہ گردیدہ و در زیر بار و فشار دیانت آئینہ باغراض و تفرقات فقط بظلم و جفا حرکت و در نتیجہ فلسفہ ای مرموز کہ فعالیت افخاص را خنثی مینمود و نہالی مقاصد اہل را ازین برسیا خداجت حق نشاط و فعالیت از دست ظلم

پروفیسر جاوید اکسford رئیس دارالفنون بالیول کہ مترجم کتاب افلاطون است دسین امر خض و غور نمود و بطورے مجذوب گشت کہ اظہار نمود "نہضت بانی (دیہائی) متضمن و عود آئینہ بشر و سعادت و نجات عالم انسان است" و کتر جی استلین کار پتر از قول پروفیسر ادوارد کیرد کہ بانشین پروفیسر جاوید رئیس دارالفنون بالیول است نقل میکند او (یعنی پروفیسر جاوید) میگفت دیانت بانی (نظر باینکہ امر بانی در اوقات باین اسم خواندہ میشد) بہترین نہضت دینی است کہ از بدو طلوع بحیثیت ساحل ظہور نمودہ "خود پروفیسر کار پتر شمرہ راجع بہ نہضت بانی در کتاب اخیر خود موسوم بہ مقالہ ادیان (کامپریور لیجنز) درج نمودہ و سوال میکند آیا ایران در بحبوحہ مذلت و بدختیہای خویش ولادت بشرع مقدسی ندادہ کہ غیر سراسر جہان را احاطہ خواہد نمود۔

بقلم پروفیسر جمیز دار مستتر

اقتباس از قسمت منابع جمیلہ کتاب ایران، روس مسائل تاریخی و ادبی "ترجمہ جی۔ ک۔ زریں فلق کہ در قسمت اول

بنابرین این وظیفہ ماکہ بمثال الہی خلق شدہ ایم آنست کہ ہموارہ در نظر آدریم کافہ بشر بمثال الہی آفریدہ شدہ اند۔ و تہامی وجود و ہستی و توانایی ما مرمون این عرفان است۔ پیوستہ بجانب آن مثال نزدیک و در ظل محبت و بہای الہی و تائید جمال مبارک بہ ہم توانان خویش از برای وصول بان مقام بلند اعلیٰ خدمت کنیم این فرصت مہم بہت سہادی است و مسئولیت عظیمی از برای ما محبت میکند کہ احدی را بجال فراموشی در قصر بھیجی یا کافہ بہجت و سرور خارج قلعہ عکا در سواحل سورہ چند ماہ قبل شخصی بزرگوار از اعظم ایرانیان و مقدسین سانی صعو فرمود کہ آتش حضرت بہار اللہ است یعنی بہار و جلال الہی، زمین نہضت بزرگ و عظیمی کہ از اسلام ایران برخاستہ کتاب متعین عہد جدید را کلام اللہ میداند و حضرت مسیح را نجات دہندہ نوع انسان جمیع قبائل و ملل عالم را ملت واحدہ و افراد بشر را برادر و محنتیک فاندان می شمارد۔ سہ سال قبل یکی از فضلاء کامیجہ در محضر مبارکش و فرمود نمود و حضرت بہار اللہ بیاناتی با و فرمودند کہ از نظر علم و لطافت و اساسات مانند کلمات حضرت مسیح بسیار شیرین و لطیف است و مادر پایان کلام آن بیانات مبارکہ را تکمیل کنیم:-

• آیا اگر جمیع ملل عالم در ظل یک دین متحد و مجتمع گردند

و انسانہ بشر چون برادر ہر پرورشوند روابط محبت و یگانگی بین نوع انسانی استحکام یابد و اختلافات مذہبی و تباری نژادی محو و زائل شود چہ عیبی و چہ ضرری دارد..... بل ہمیں قسم خواہد شد جنگہای بے مروت و زاعمالی منقضی شود و صلح اعظم حتمی یابد..... آیا شما

ایک در پنجاہ و پنج سال اخیر سماعی فوق العادہ و سبے نظیر در سہیل احیای خویش و ایجاد افکار برمند و پرشتا برود داد و دانت با بی عاری از عقائد و مہمہ و نقصبات است و مبادی مہوز و مستعاران از تصوف و معتقدات اہل حقہ (تیرہ ہای قدیمی علی الہی) کہ بغیر منات الہی و تجلیات محلی قائلند سرچشمہ گرفتہ تعلیم اخلاقی در این دیانت الفت الہی جدید در روش و آداب ایجاد نمود و دارای عادات و اخلاق غربی است حکم دول ملہارت را کہ بزرگترین ملع و اعظم سنی است کہ اسلام را از مسیحیت جدا نمودہ و مہمہ و تصد زوجات را کہ منبع اصلی خرابی و فساد نسل در مشرق زمین است منہ کرده باصلاح خانواده و تشکیل عالمہ علاقہ ای مخصوص برآزمیدارد مقام رجال را در جامعہ بلند نمودہ و دین حال سار را ہم سطح رجال قرار میدہد این دیانت در ظرف مدت قلیل کمتر از پنج سال از کیموئی مملکت لبوئی گزشتہ انتشار یافت و سراسر ایران را فرا گرفت تا آنکہ در ۱۸۳۲ء دریل خونین دمار شہدار خویش شستہ شد و اینک کمال آرمش و وقار بشر افکار و اشاعت آثار خویش مشمول ایران اگر بنا باشد وقتہ احیا و تجدید نسل گردد و لغتینا در ظل این دیانت جدید و تعلیم آن خواہد بود۔

(بقلم دکتر ہانزی انجی حبسوب۔ دکتر البیات)

قتل از کتاب "پارلیمان بین المللی ادیان" جلد دوم سیزدہمین جلسہ تحت عنوان انتقادات و بیان طرق تبلیغات مبشرین صفحہ ۱۱۲۲ در آکسپوزیشن سن ۱۸۹۳ء کلمبیا و شیکاگو تالیف جون ہانزی باروک کشیش۔ دکتر در البیات (شکرت نشریات پارلمانی شیکاگو ۱۸۹۳ء)

در ممالک اروپا محتاج بهمین نیستید و آیامی
نیست که حضرت مسیح خبر داده با وجود این مشاهده
میشود ملوک و زمامداران ممالک شما کنوز
ثروت و خزائن را در عرض آنکه در سبیل آسایش
و سعادت نوع انسان الفساق کنند بجهل
آزادی و خودسرانه در راه اضمحلال و هلاکت اهل
عالم صرف نمایند نزاع و جدال و سفک مار
باید منتهی شود و جمیع بشر یک خانواده گردند -
..... لیس الفخر لمن یحب الوطن بل یحب الخلق

بعثتم لورد کرزن

(نقل از جلد اول کتاب ایران مکتوفه ۴۹۶-۵۰۴ که در سال ۱۲۵۰ هجری قمری
حد اقل احصایه بابیان ایران نیم ملیون است و نگارنده از
قرار مذاکراتی که با نفوس مطلع و بصیر نموده معتقد است جمیع نفوس
بابیان در این اقلیم نزدیک بیک ملیون باشد تابعین این دین است
در بین جمیع طبقات مردم از دوزار و درباریان تا سپهرومهران
وجود دارد و دامنه اقدام ایشان بپیشین ارباب غلام و ملایک
اسلام نیز تجاوزه نموده چنانچه مومنین اولیه این دین است جمعی کثیری
از اسادات و حجاج و روحانیون لعب باره اعزازی نفوی بوده اند که
چرب میل نفس و تامل باعمال ثواب و دینی یا اقتصانی شغل علاته
واقعی مخصوص بمعتقدات اسلام داشته و تابعین این دین است
پیوسته در تبلیغ نفوس سبیل مبدول میدارند اخیراً
موفقیت بزرگ نصیب بابیان گشته و بر خصمی دیگر فاتح آمدند
عده کثیری از یهودیان شهرهای ایران در ملک مومنین این دین است
دارد گشته و بقرائت سموع در طی ستم گذشته (سال ۱۸۹۱)

۵۰ نفر از کلیسای طهران و ۱۰۰ نفر از همدان ۵۰ تن از کاشان
و ۷۵ از کلیسای گلپایگان باین دیانت اقبال کرده اند
..... و نفر از اذنیان این دیانت موسوم به حاجی میرزا حسن حاجی
میرزا حسین که از طرف بابیان بی سلطان الشهدا و محبوب الشهدا
ملقب شدند مرقده ساده و بی آرایششان در قبرستان
زمار تگاه نفوس است و بسایر دموع از مظلومیت شهیدی
اصفهان از عیون جاری میگردد این وقایع که گاه
باقامت ناساز خود عرض اندام مینماید ثابت میکند هنوز ایران
از خواب غفلت بر نخواسته و از قید مذلت و خواری بجات
نیافته است و انسان را در مقابل سخنان چرذلات و گزافات
آنان که از دینیت ایران دم میزنند دچار شک تردید مینماید
همترین مسد که بسبب معان نفوذ و خوال گذشته این دیانت
چنانچه نگارنده متذکر شد جلب توجه و وقت نفوس را مینماید
مذاکاری فوق العاده و عبادت و اخلاص واقعی است که این
دیانت در تابعین خود تعلیم و تلقین نموده نگارنده معتقد است فقط
در یک مورد کی از بابیان در تحت فشار و تهدید از دیانت بلی
احتر از حبست بار دیگر باز بعقیده خود پیوست و پس از دو سال
شهید گشت صفحات خرمین تاریخ این امر با داستانهای شیش
بے نظیر از شهامت و استقامت اتباع خود منور و درخشان
گشته و پیران این دیانت اگر چه بسیاری بر حسب ظاهر عامی
و از کمالات ظاهره بے بهره هستند مگر الگ و در سبیل دیانت
خویش مرگ را هر آن استقبال مینمایند آتش سوزان ستم فیلد
نوع شکنجه که در قرن شانزدهم نسبت بکشیهای سخی در شهر ستم فیلد
انگلیستان بجا شد و چند صد تن از کشتیانش را در آن آتش سوزاندند
هرگز بآن اندازه همت و شهامت که پیران این دیانت بآن

سبوت گشتند و قلوب نیا فروخت و این قدر شگفت و عذاب
 له ظالمین طهران ایجا و اختراع نمودند تولید نکرد امنیت که نمیتوان
 سول و عقائد دینی را که چنین روح جاننازی و فداکاری بر نظر
 در سپردن خود ایجا کرده ناچار گرفت نظر بوقائع و محاربات
 که در سنین اولیه بین بابیان و حکومت بوقوع پیوست
 سو قدسے کہ بحیات شاہ ابراز شد بغلط تعبیر گشت کہ این
 دیانت نہ ہفت سیاسی بودہ و دارای روح معنہ جوئی است
 در صورتیکہ از مطالع آثار و نوشتہ جات حضرت باب و
 بالشیہای حضرتش بخوبی ثابت میشود کہ این اہتام بکلی
 بے اساس و موجبے برای اتہابا ابداً در دست نیست ...
 اہتام فساد اخلاق افزائی دیگر و نمودنای بزرگ از نوع بلندی
 مخالفین این دیانت است کہ ظاہر بواسطہ حریت بیشتر می کہ

حضرت باب بنسوان عطا فرمودہ اند و نظر بسفاد اخلاق عمومی
 در نظر شریان نامطبوع میاید ایجا شدہ اگر این پات
 بر این پنج و بہمن پایہ از موفقیت پیشرفت نماید بلا درنگ وقتی
 اسلام را از صفحہ ایران محو خواہد نمود از ایجا کہ نزدی
 جدید و سپایان تازہ این دیانت از بہترین سر باز ستانہ
 وارد و ہای کہ بر آن دست یافتہ اختیار شدہ است شکی نیست
 کہ عاقبت شاید فتح و ظفر را در آغوش خواہد گرفت
 زندگانی پاک و شقت بار حضرت باب و شہادت خجیع آن
 حضرت در شادت و جاننازی پیر و ان دلدادہ اش کہ در قائل
 معاصر اسلام بے مثل و نظیر است انظار بسیاری از نفوس
 جلب و متوجہ خواہد نمود
 (بابت دعوہ)

آرزو

دردا کہ در دمندم و در مانم آرزوست
 دارم امید آنکہ بر افسردیم شبے
 منعم مکن زد گہمت ای پادشاہ حسن
 ہشیار در گریز زمستان باد کج نوش
 شد تشنہ نیم شب زمی دوشم ساقیا
 گر چہ گدای بے سرو پایم بکوسے عشق
 مرا ت دل بشویم از زنجیر غیر دوست
 جانم بہ تنگ آمد زین جسم ناتوان
 سیرم ز علم و فضل و کمالات شہرایا
 اخیار کیا خوش کہ فرمودی گنج فضل

چشان مست و زلف پریشانم آرزوست
 روشن ز جلوئے رحمت ایوانم آرزوست
 افکنده سر چہ گوی بمیدانم آرزوست
 یارب چہ حالت است کہ متانم آرزوست
 یحفظہ ز چاہ زنجیر نام آرزوست
 لیکن خیال دیدن سطح نام آرزوست
 تا بنگرم در آن رنج جانانم آرزوست
 پرواز زین قفس بجلستانم آرزوست
 طیر و وحوش و دشت و بیابانم آرزوست
 کز دیو و دلو لم وان نام آرزوست

حضرت بهار الشریعہ ذکرہ میفرماید

اشرب صکوش السیر در
من قدح بیان مطلع الظهورکانوشن
یاکان گلشن

ترجمہ

بنوش آب مسترت از جام
گفتہ ہائے سرچشمہ ظہور

و ناظرین محترمہ شیرین خانم فوجدار و جناب خیا علی بت و پروفیسر سزا
بودند انتظام این مکتب و اعلان آن بواسطہ روزنامہ ہوا و اعلان دینی نیز از
طرح مصل مقدس روحانی پوز بود محلی لود سپیکر "آواز رساں" ہم دلاظر
ہال ترتیب دادہ بودند و طالبین صبح ماہرین ہم ندای امر اللہ و تلقایم پاک
را بخوش خود می شنیدند و راپورت آن مکتب در روزنامہ ہای متعدد با سرجو
طبع و نشر گردید۔

روز ۲۹ بہ نسبت نیم عید سعید رمضان عوم احتیاجی شہر یونہ کار ہائی
تفصیل نمودہ و گلشن کانوشن بایاران و ہمانان شریک و ہمیشہ گشتند۔
از عہدہ کہ صبح تو استند در ساعت ہشت حاضر گردند مکی ہم گردند شد کہ
انشاء اللہ در محلہ کانوشن طبع خواہد شد عصر آن روز بہ نسبت مجلس عید نمودہ
مجلس کانوشن منعقد شد و بایان گلشن سر و شوق بودند جناب سیمین بیگم آقا سے
موبد زادہ نیز بصوبہ مصل مقدس روحانی علی وقت را غنیمت خاستہ در این
فرز بواسطہ مصل مقدس روحانی فی عقد ازدواج فیما بین جناب شاہ بہرام
موبد زادہ و رضوانہ خانم صمیمہ سیمین بیگم نیز بستند و ابواب فرح و انبساط بر
روی طرفین کشودند و در شہر پریل اعضاء جدیدہ لا انتخاب مصل مقدس روحانی
یکار ہای لازمہ دیناچی خود قائم و در انجام وظافت روحانی خود مشاوریہ و دارو
آغاز نمودند عصر آن روز مجلس لطیف و دلنشین آئندوی در ہال وسیع نشین ستر شہ
و جناب سید محفوظ الرحمن علی و آقای عباس علی بت داد و بمن دادند۔

نمائندگان کانوشن و شکستہ گلہای این گلشن پس از انجام وظافت ہر یک با
مراحت ماہرین زادہ را در این مورد عانیہ شروع بجنابت موکول نمودہ از تالیفات
فیئبہ را بدیلمید و ادریم کل کامران گردند۔ (خدا را دان رانی، مفید و عیشی)

از تالیفات خداوند بزرگ تعالیٰ دوازدهمین کانوشن بہائیان ہندو
در پونہ منعقد و با حسن وجہ صورت گرفت نمایندگان از اطراف ہندو
مجمعہ از تاریخ ۲۷ ماہ اپریل مراسم جشن کانوشن بتلاوت مناجات شتاج
گردید نخست موجب پروگرامیک قبل از طوط مصل مقدس روحانی علی سہ
قبل پیشانیاد شدہ بود مگرانی بسبب اتدس حضرت علی عزیز امر اللہ معوض
و اما سر قما و طلب نمایندہ دیدہ و بد شروع مشاوریہ و تبادل اکرا در پیشرفت امر
تبیین و تشریح امر اللہ و قطعات وسیعہ ہندو را و حکیم انتظام اداری جامعہ الہا
گردید صبح و عصر ساعت چند در این نگار پرآثار اوقات شیرین تر از شہد
انجمنی بسر بردیم چون مقصود سے جز نشر نغمات اللہ و اتحاد و اتفاق
جامعہ نہاشتیم کہ دوائی امروزہ جہان است مصل مقدس روحانی دوستان پونہ
و حقیقت از حسن پذیرائی و انتظام امور داخلی و بیخ فروگذار نفرمودہ بودند لیکن
نمائندگان کانوشن و کسانیکہ از اطراف آمدہ بودند در نشین ہتل کہ مال کمتر از
دوستان خالص مخلص پونہ و یادگار ہستی روان حسرو بلان است بود جمعیت
باندانہ شدہ بود کہ ہتل باین ہرجی باوجودیکہ در این سہ روز کانوشن بیخ
مسافر بیرونی را قبول نمیکردند باز ہم ہائی گئی نبود و صاحب ہتل سارا حباب
پونہ مددک ان گلشنیان را در منزل خانہ ہای خود جای دادہ بودند۔

روز دوم کانوشن ۲۸ اپریل مگرانی مبارک حضرت علی امر اللہ و جواب
مگرانی کانوشن و مصل فلوب اہل سیکرہ راستہ اتشانی زائد الوصفت بگشتہ
کہ در مشاوریہ و مذاکرہ اسماہ پر روزی مشاہدہ می نمودند عصر ۲۸ بعد از غروب
مجلسہ لطیف عمومی در گولہ ہال منعقد صدر جلسہ جناب نارین رار شعلی مکمل

ماہنامہ پیامِ نئی دہلی

شمارہ دوم

اگست ۱۹۴۰ء

جلد اول

اِسْمِ اعْظَم

خوشیاں مناؤ	فرے لگاؤ	دُنیا میں جاؤ	سب کو بلاؤ
سب کو سناؤ	اللہ ابھی	سب کو سکھاؤ	اللہ ابھی
جان جہاں ہے	راز نہاں ہے	روح رواں ہے	نورِ عمیاں ہے
آوازِ جاں ہے	اللہ ابھی	وردِ زبان ہے	اللہ ابھی
پیغامِ اُلفت	رمزِ اخوت	آوازِ رحمت	تکبیرِ وحدت
جانِ محبت	اللہ ابھی	شانِ تحیت	اللہ ابھی
سلطانِ حق ہے	فرمانِ حق ہے	ایمانِ حق ہے	عرفانِ حق ہے
برہانِ حق ہے	اللہ ابھی	اعلانِ حق ہے	اللہ ابھی
صدقِ مجسم	قولِ مسلم	اظہارِ اقوم	وردِ معظّم
لفظِ مکرم	اللہ ابھی	ہے اسمِ اعظم	اللہ ابھی
خوش دل رہو تم	عارفِ بنو تم	ہمت کرو تم	آگے بڑھو تم
پڑھتے رہو تم	اللہ ابھی	سب سے کہو تم	اللہ ابھی

تبلیغ و نصرت

کریں۔ یہ عہدِ خدا نے سب نبیوں سے لیا ہے اور نبیوں کے ذریعے ان کی امتوں کا بھی یہی فرض ہوا کہ وہ رسالتِ الہی کے ہر ایک ظہور کو قبول کر کے اسکی نصرت و تبلیغ میں جان و دل سے جدوجہد کریں اسی لئے فرماتا ہے کہ مومنو! تم بہترین جماعت ہو جو ان لوگوں کی بھلائی کے لئے ظاہر کئے گئے ہو تاکہ تم بھلائی کا حکم دو۔ اور برائی سے روکو یعنی اچائی اور بھلائی کی تبلیغ کرتے رہو اور لوگوں کو بری باتوں سے بچاتے رہو!

اس سے ثابت ہوا کہ ہر زندہ امت کی زندگی تبلیغِ حق میں ہے جس سے دنیا امن و سلامتی۔ یہودی و ترقی حاصل کرتی ہے اور فساد۔ خرابی۔ بربادی سے بچتی ہے۔ اگر کوئی قوم تبلیغِ حق سے غافل ہو جاتی ہے تو صامت الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ وہ مشکل ہو جاتی ہے۔ بیکار چیر کی مانند بے قدر و قیمت رہ جاتی ہے اپنے وجود کی غرض و غایت کھو بیٹھتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حقیقتہً فنا ہو جاتی ہے۔

فرض تبلیغ

دورِ حاضر میں خداوندِ عالم نے حضرت ہبّاؤ اللہ کو مبعوث فرمایا ہے اور اپنے تازہ کلامِ پاک میں جو احکام و سننے ہیں ان میں سے تبلیغ کا حکم قطعی بھی ہے۔ کتابِ مبین میں نازل ہوا ہے فَذَكِّرْ بِاللّٰهِ لِكُلِّ نَفْسٍ تَبْلِيغُ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔

خداوندِ عالم جب دنیا کو گمراہی میں مبتلا دیکھتا ہے تو اپنی ہر بانی سے ہدایت و رہنمائی کرتا ہے سب سے اول خود اپنے بندوں کو تبلیغِ شریعت کرتا ہے۔ بندوں میں سب سے پیشتر ایک وجود کو مخصوص کرتا ہے اور اسے اپنے کلام سے تبلیغ فرماتا ہوا حکم دیتا ہے کہ اٹھ اور میری مخلوق کو میرا پیغام پہنچا!

پس مگر وقت اٹھتا ہے اور تبلیغِ حق کے علم بلند کر دیتا ہے اور سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے خدا کے بندو! اٹھو۔ خدا کا حکم آگیا۔ خدا کے دین کو قبول کرو اور کمرِ محبت باندھ کر خدا کے امر کی تبلیغ میں مصروف ہو جاؤ یہی تمہارا سب سے بڑا فرض ہے یہی عمل تبلیغ تمہیں تمام دنیا میں سر بلند کر دیگا۔ تبلیغ تمہارے لئے زندگی کا جامِ کوثر ہے تبلیغ ابدی عزت کا تاج ہے۔ تبلیغ قومی ارتقا کیلئے پنشنہ شاہراہ ہے تبلیغ تمہارے سارے نظامِ ملت کا مرکزِ حیات ہے۔ اسی میں دو حق جہان کی کامیابی مضمر ہے۔

مبتاق تبلیغ

خدا نے سب نبیوں سے عہد و ميثاق لیا ہے کہ جب انہیں کتاب و حکمت دی جائے اور پھر کوئی رسول آئے جو ان کا مُصَدِّق ہو تو ان کا فرض ہے کہ اس رسول پر ایمان لائیں اور اس کی نصرت و امداد کریں۔ یعنی اسے قبول کر کے اس کے دین کی تبلیغ و اشاعت

اِنَّا كُنَّا قَادِرِينَ ہم تمہارے ساتھ ہیں یقیناً ہم قادر ہیں

(کتاب اللہ ص ۱۸) نیز فرمایا ہے

وَنَزَّلْنَا مِنْ آتَمِ الْآبِیْ ہم اور ہم اپنے افق ابھی سے ہمیں دیکھ

وَنَنْصُتُ مَنْ قَامَ عَلَى نَصْرِهِ رے ہیں اور جو کوئی ہمارے امر کی مدد

أَمْرٍ یَجْتَوِيهِ عَنِ الْمَلَائِکَہِ تبلیغ کیلئے کھڑا ہوگا تو ہمارے اعلیٰ کے

الْأَعْلٰی اَوْ عَنِ الْمَلَائِکَہِ لشکروں سے اور مقرب فرشتوں کی

الْمُقَرَّبِیْنَ (کتاب اللہ ص ۱۸) جماعت کے ذریعے ہم اسکی مدد کریں گے

ہر حالت میں تبلیغ فرض قطعی اور ضروری ہے

قَوْمًا اَعْلٰی حِزْمَةٍ الْاَمْرِ امر حق کی خدمت پر تمام حالات

فِي كُلِّ الْاَحْوَالِ اِسْتَعَاذَہ میں قائم رہو۔ سلسلے جہانوں پر

یُوْتِیْدُكُمْ سُلْطٰنِیَّتِ چھائی ہوئی قوت سے خدا تمہاری

كَانَ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ حَیْطًا تائید و مدد فرمائیگا۔ (اللہ ص ۱۸)

تبلیغ و استقامت

باید اہل بہاؤ کو از اسباب اہل بہاؤ و جوقیوم اسام میں سرخ نشانی

سفیئہ تمرا و در قیوم اسما و نوزادے کہلاتے ہیں انھیں ایسی

باستقامت ظاہر شوند کہ لائق استقامت سے ظاہر ہونا چاہئے

این امر اعظم دیوم مبارک است جو اس عظیم شان امر دیوم

امروز روز خدمت و استقامت مبارک کے لائق ہو۔ آج خدمت

است و کتاب اقتدار ص ۲۱ و استقامت کا دن ہے۔

اعلم از کل امور استقامت سب کاموں سے بڑھکر استقامت

و اتفاق بر کلمہ جامعہ البیہ است اور خدائی کلمہ جامعہ پر اتحاد و

اتفاق ہے اقتدار ص ۲۱

باید بشارتے مستقیم باشند کہ اس طرح سے مستقیم رہنا چاہئے

نفات آں مفطرین و تفریقین کہ اس کے اثرات مفطر پر اور

کتاب اقتدار میں فرمایا ہے اِنَّا اَمَرْنَا الْاَمَلٰی بِالْمَبْلِغِ۔

ہم نے سب کو تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ نیز فرمایا حکم تبلیغ اسامیہ

مفصوص کل نازل یعنی کل ہاں مامورند اعلیٰ تبلیغ کا حکم آسمان امر

سے سب کے لئے نازل ہوا ہے۔ یعنی بلا استثناء سب کے

سب تبلیغ کرنے کے لئے مامور ہیں۔

بگو ایوم یوم امضا ست۔ کہند آج کان لگا کر سنئے

شعبہ پندہ علم را باسم کا دن ہے مظلوم کی نداد سنو۔

حق ناقص با سید و بطراز کوش حق کے نام سے بولتے ہو ذکر

مرتین و بانوار جیش مستیز حق کی زینت سے آراستہ

این است مفتاح قلوب و صفا رہو اسکی محبت کے انوار سے

وجود و الذی فی غفلت عتیا جگمگاتے رہو۔ یہ ہے دلوں کے

جرہی من اصبیح الازاکہ کھولنے والی کچی اور یہ ہے وجود

اِسْتَعَاذَہ فی غفلتہ مبین۔ کو چمکا دیئے والی صقیل اور جو

شخص خدائی ارادہ کی انگلی کو

جاری شدہ حکم سے غافل رہا وہ

ایک کھلی ہوئی غفلت میں مبتلا ہو

تبلیغ جاذبِ تائب ہے

يَا اَهْلَ الْاَرْضِ اِذَا عَمِلْتُمْ جال اے اہل ارض جب میرے جمال

سَمَسْتُمْ جِئَالِي وَ سَمَرْتُمْ کا آفتاب غروب ہو جائے اور یہی

سَمَا حَنِيكِي لَا تَضْمُرُوا سیکل کا آسمان پوشیدہ ہو جائے

قَوْمًا اَعْلٰی نَصْرَةٍ اَمْرٍ تُوْتَمُ فطرب نہو جانا۔ میرے امر

وَارْتِقَاعِ كَلِمَةٍ کی نصرت و تبلیغ کے لئے اور میرے

بَيْنَ الْعَالَمِينَ۔ اِنَّا حکم کو تمام جہانوں میں بلند کرنے

مَعَكُمْ فِي كُلِّ الْاَحْوَالِ کیلئے کھڑے ہو جانا تمام حالات میں

راستقیم نہامید

(اقتدار ص ۲۳)

بایستید ہر امر اللہ بشارتینک
ہر مفسطربے مستقیم شود ہر عظم
رمبکی بکرت آید

اقتدار ص ۲۶

اگر استقامت نہاشد نفس
ذاکر موت و غدا ہر بود

مجموعہ الواح ص ۲۵

مترزل لوگوں کو بھی مستقیم بنا

دیں

اللہ کے حکم پر اس شان سے
قائم ہو جاؤ کہ ہر مفسطربے مستقیم
بنجائے اور ہر بوسیدہ ہڈی متحرک
ہو جائے

اگر استقامت نہ ہوگی توانم
و تبلیغ کی باتیں اثر نہ کریں گی

نفسہا و تبلیغ آمزند

اقتدار ص ۱۶

أَنْصَرُّكُمْ مَا لَكَ الْبَرِيَّةُ
بِالْأَعْمَالِ الْخَيْرَةِ ثُمَّ يَجْعَلُكَ
وَالسَّيِّئِينَ كَذَلِكَ أَمْزَجْتُمْ
فِي الْكُفْرِ الْأَوَّاحِ مِنْ لَدُنِّي
الْوَحْمَنِ إِنَّكَ كَانْتَ عَلَىٰ مَا
أَقُولُ عَدْلِيًّا (اندلس ص ۲۸)

لانا چاہئے۔ اچھے اعمال اور روحانی

اخلاق تو خود ہی تبلیغ امر ہیں:-

اچھے اعمال پر حکمت و بیان سے
مالک جہان کی مدد کرو۔ خدا کے
رحمن کی طرف سے اکثر الواح میں
تہیں ایسا ہی حکم ہوا ہے۔

یقیناً خدا میری باتوں کو خوب
جانتا ہے۔

تبلیغ بحکمت و بیان

ہم سب کو پروردگار رحمن کے

امر کے بارے میں حکمت بیان

کی وصیت و نصیحت کرتے ہیں

جیسا کہ ہم انہیں پہلے بھی بت

کر چکے ہیں۔ یقیناً خدا ناصح امین

ہے

بات یہی ہے کہ جس طرح ہاتھ

اور دوسرے آلات سے مکان

غیر کئے جاتے ہیں اسی طرح

زبان کے ذریعے دل غیر کئے

جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی جانب

سے ہر چیز کے لئے ایک ذریعہ

مقرر کیا ہے اسکو مضبوط تمام لو

اور خدا کے حکم وغیر پر ہر دوسرے

رکھو:-

إِنَّا نُوَصِّيُ الْكُلَّ بِالْحِكْمَةِ

وَالسَّيِّئِينَ فِي أَمْرِ تَجْمَعُ الْفِرَقِينَ

كَمَا وَصَّيْنَا هَهُمَ مِنْ قَبْلُ -

إِنَّهُ لَكُمُ الْمُنَاصِحُ الْأَمِينُ

راقتدار ص ۲۸

اقتدار ص ۲۸

إِنَّمَا نَعْمُرُ الْقُلُوبَ بِاللِّسَانِ

كَمَا نَعْمُرُ الْبُيُوتَ بِالْبِنَانِ

وَالْمَنَابِإِ أَخِي - قَدْ نَدَرْنَا

لِكُلِّ شَيْءٍ سَبِيلًا مَنْ عِنْدَنَا

تَمَّكَوْا بِهِ وَتَوَكَّلُوا

عَلَى الْحَكِيمِ الْخَبِيرِ

(اندلس ص ۳۱)

.. ..

.. ..

تبلیغ باعمال اخلاق

دیکے اذ الواح نازل یا حو بل اللہ

لے خدائی جامعہ! اپنے میں ہی

مشغول نہ رہو۔ تمام عالم کی اصلاح

اور قوموں کی شائستگی کی فکر میں ہو

عالم کی اصلاح پاک و پاکیزہ اعمال

اور اچھے پسندیدہ اخلاق سے

ہوتی ہے۔ دین کے یار دیار

اعمال اور اس کے مددگار اخلاق ہیں:-

اجائے ابی کو حکمت و بیان کے

ذریعے اس عظیم الشان کام کے

لئے قدم بڑھانا چاہئے۔ کسی کو

اتوال سے کسی کو افحال اعمال

سے کسی کو اخلاق سے تبلیغ کرنی

چاہئے اور بارگاہ اہدیت کی جانب

بجود مشغول نہاشید۔ در فکر

اصلاح عالم و تہذیب اُمم

باشید۔ اصلاح عالم از اعمال

طیبہ طاہرہ و اخلاق را فیضیہ

بودہ ناصر امر اعمال است و

معیش اخلاق -

مجموعہ الواح مبارکہ ص ۲۸

باید آجائے ابی حکمت بیان

برائیں امر عظیم اقدام کنند یعنی

را باقوال و بعضے را بافعال و

اعمال و بعضے را باخلاق تبلیغ

نمائند و نظر اہدیہ کشائند

اعمال حسنہ و اخلاق روحانیہ

نیمہ امراہی عظیم است جمیع
حساب عالم را فرا گرفته و خواہد
رفت۔ روزہ روز شہادت
ہزار لوح گواہ شہادت بر نصرت
مرتبام نمایند و مجنود بیان بہ
تخیر اندکہ قلوب اہل عالم
شغول شود۔

مجموعہ الواح ۲۸۶

امراہی کا نیم عظیم الشان ہر وہ دنیا
کی تمام قوموں پر چھا گیا ہے اور
چھا جائیگا۔ آج ہتھارادن ہے
اور ہزار لوح ہتھاری گواہ۔ امر کی
مدد تبلیغ پر قائم ہو جاؤ بیان کے
لشکروں کے ذریعہ اہل عالم
کے دلوں کو متحر کرے میں مصروف
ہو جاؤ۔

آج خدائی دوستوں کو نصرت
امریں شغول رہنا چاہئے۔ اور
خدمت تبلیغ ہے اور وہ بھی حکمت و
بیان سے سب اسے مضبوط تھا
رہیں۔

امروں پر باید اولیاء بخندست امر
شغول باشند و خدمت
تبلیغ است و ان ہم حکمت
بیان کل باں متمسک باشند
کتاب فردوس ص ۵۸

شرائط تبلیغین

بزر شرائط تبلیغین بنیاد کتاب
ز آفاق سموات الواح الہی
سالم و لائح و مشرق
کتاب اقتدار ص ۷۷

شرائط تبلیغین کا سورج آفتاب
کی مانند الواح الہی کے آسمانوں
سے بلند و نمودار اور روشن
ہے۔

قُلْ اَحْلَمْنَا اَمْرًا اَنْكَلُ
بِالتَّبْلِيغِ وَاَنْزَلْنَا فِي شَرَاِطِ
لِتَبْلِيغِ مَا يَنْصِفُ بِهَا
كُلُّ نَبِيٍّ عَلٰی فَضْلِ هٰذَا
الْقَلْبُ وَرُوِيَ عَنْهُ وِعَاطَا
مَوَاهِبِهِ وَاَطَاعَتِهِ۔

يَسْبَعِي لِيَكُنْ لِنَفْسِ اَرَادَ
اَنْ يَتَوَحَّجَ اِلٰى اَرْكَمِي الرَّحْمٰنِ
اَنْ يَطْلُوَ طَاهِرًا وَبَاطِنًا
عَنْ كُلِّ مَا مَحَىٰ فِي كِتَابِ
اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَفِي اَقْوَلِ
الْقَدَمِ يَتَمَسَّكَ وَكَيْفَ
بِمَا اَنْزَلَهُ الرَّحْمٰنُ فِي
الْفُرْقَانِ بِقَوْلِهِ قُلِ اللّٰهُ
شَمَّ ذَرَعَهُ فِي خَوْضِهِ
يَكْعَبُونَ ذَرِيَّتِي مَا سَوَى
اللّٰهِ كَقَبْضَتِهِ مِنَ الثَّرَابِ
كَذٰلِكَ اَشْرَقَ نُوْرُ الْاَمْرِ
مِنْ اَنْبِيَا سَمَاوِ اَمْرٍ
الْمُقْتَسِرِ بِالْحَزَنِ اَلْوَقَابِ
وَفِي قَدَمِ اٰخِرِ يَتَوَحَّجُ
بِكَلْبِهِ اِلَى الْوَجْهِ وَبِلِسَانِ
الشَّهَادَةِ الْحَقِيقَةِ مُقْبِلًا
اِلَى الْبَيْتِ الْاَعْظَمِ يَقُوْمُ
وَيَقُوْلُ تَرَكْتُ مِلَّةَ
قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
كَافِرُونَ۔

اِذَا مَا صَنَعْتَ نَفْسًا
بِالْمَقَامَيْنِ وَالْاُمُوْنِ

سے گواہی دیتا ہے ہر اس شخص کو
جو افاق علی کی طرف متوجہ ہونا چاہتا
ہے واجب ہے کہ اپنے ظاہر باطن
کو ان تمام چیزوں سے پاک صاف
کرے جو خدا نے رب العالین کی کتاب
میں ممنوع میں اور پہلے قدم پر ہی
اسے اس بات کو مضبوط تقاضا کر
عمل کرنا چاہئے جو خدا نے رحم
نے قرآن میں یوں فرمائی ہے کہ
کہدے اللہ پیرائیں انکی اور پیر
بن میں کھیتا چھوڑ دے اور تبلیغ
کو چاہئے کہ وہ تمام ماسوی اللہ کو
ایک مشت خاک سمجھے۔ اس طرح
انجام میں خدا سے مقتدر و عزیز
و باپ کے آسمان سے امر کا اور
جکا ہے

اور دوسرے قدم پر تبلیغ جہنم
جلوہ جمال حق کی طرف متوجہ ہو اور
بیت اعظم کی طرف رخ کر کے اپنے
اندرون و حقیقت کی زبان سے
یوں کہے کہ میں نے ان لوگوں کی
ملت کو چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان
نہیں لاتے اور وہ آخرت کے
منکر ہیں۔

هَآكَ اَنْتَ مَرْفُوعٌ
مِنْ اَهْلِ الْبَهَائِمِ مِنَ
الْقَلَمِ الْاَعْلَى فِي الصَّحِيفَةِ
الْحَسَنَةِ -

طوبی از برای نفعیک امام کبرئ
الہی قیام نمود و عمل نمود با پنچ
از امر حقیقی و مشرق وحی الہی
در این عین نازل شد
افتد ار خدا

در مقامی این کلمات عالیات
نازل میسبخی لَمِنْ اَرَادَ
اَنْ يُبَلِّغَ اَمْرَ مَوْلَاهُ
اَنْ يُزَيِّنَ رَأْسَهُ بِاَكْلِلٍ
اَلْاَفْطَاحِ وَهَدْيِكَ لِه
بِعِلِّ اِلِ التَّقْوَى

وَفِي مَقَامِ اٰخِرِ
يَسْبُحُ بِكُلِّ مَبْعُغٍ اَنْ يَدْعُ
مَاعِنَهُ كَمَا مَاعِنَهُ الْقَوْمُ
نَاظِرًا اِلَى مَاعِنَةِ اللّٰهِ
الْمُهَيِّمِينَ اَلْقِيَوْمَ (افندار ما)

جب کوئی ان دونوں مقاموں
اور دونوں باتوں سے فائز ہو جا
تو وہ قلم اعلیٰ سے سرخ محض کے اند
اہل بہاؤ میں مرقوم ہے۔

مبارکباد اس کیلئے جو کلمہ الہی کے
روبرو دکھڑا ہوا اور جو کچھ حاکم حقیقی
اور مشرق وحی الہی کی طرف سے
ابھی نازل ہوا ہے اس پر عمل پیرا
ہو۔

ایک مقام پر یہ بلند کلمات نازل
ہوئے ہیں جو اپنے مولیٰ کے امر کی
تبلیغ کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے
کہ اپنے سر کو انقطاع کے تاج سے
آراستہ کرے اور اپنے بدن کو
تقویٰ کے لباس سے سجائے۔

ایک اور مقام پر ہے۔ ہر مبلغ
کو لازم ہے کہ وہ اپنے خیالات کو
اور لوگوں کی باتوں کو چھوڑ دے
اس چیز کی طرف نظر رکھے جو خدا کے
غالب و قیوم کے پاس ہے

مبلغ کو صاف گواہ دینے کی زبان ہونا چاہئے

اَلْجَنَّةِ اَنْ يَدْعُ مَاعِنَهُ الْقَوْمُ
نَاظِرًا اِلَى مَاعِنَةِ اللّٰهِ
الْمُهَيِّمِينَ اَلْقِيَوْمَ (افندار ما)

يَعْلَمُكَ قَلَمُ التَّقْدِيرِ مِنْ
لَدُنْكَ مُفْتَتِحُ رَقَدَتِي ه
قَدْ كَتَبَ اللّٰهُ لِكُلِّ نَفْسٍ
مُسَبِّحًا اَمْرًا - وَالَّذِي اَرَادَ
مَنْ اَمْرًا بِهِ يَسْبُحُ لَكَ اَنْ
يَتَصَفَّ بِالْغَضَائِبِ الْحَسَنَةِ
اَدْرَا لَمْ يَسْبُحْ النَّاسُ
لِتَسْجُدْ بِقَوْلِهِ مُلَوِّبٌ
الْمُعْتَدِلِينَ شَمِنْ ذَرْنِ ذَلِكَ
اَلَا نُوْثِرُ بَشْرًا حَسْرَةً فِي
اَلْقِدَاحِ الْعَبَادِ كَذَلِكَ لِيَعْلَمَ
اللّٰهُ اَنَّكَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
کتاب میں ملے

کی طرف سے تپیں قلم تقدیری طرح
تعلیم دے رہا ہے۔ (زمین ۳۴)
خدا نے ہر شخص پر اپنے امر کی تبلیغ
فرض قرار دی ہے جو شخص ماموریت
تبلیغ کو ادا کرنا چاہتا ہے اسے لازم
ہے کہ اولاً آپ اچھی صفات سے
منصف ہو پھر لوگوں کو تبلیغ کرے
تاکہ اسکی باتوں کے اثر سے متوجہ
ہو نیوالوں کے دل کچھ چلے آئیں
اور اس کے لیے تبلیغ کا بیان بندوں
کے دلوں میں اثر نہ کر دے اس طرح
خدا تمہیں تعلیم دیتا ہے یقیناً وہ غفور
رحیم ہے۔

تبلیغ بلا جہاد و نزاع

جدال و نزاع اور مار پیٹ اور
اس قسم کی سب باتوں سے جن
سے دل غمزہ ہوں تمہیں کتاب
میں منع کیا گیا۔

کہدے ہم نے تبلیغ بیان کے
ذریعے مقرر کی ہے خبردار کسی
سے جھگڑا نہ کرنا اور جو کوئی شخص
اپنے خدا کے لئے تبلیغ کرنا چاہتا
ہے روح القدس اسکی تائید
مدد کرتا ہے اور اسکو وہ اہام کرتا

قَدْ مُنِعْنَاهُ فِي الْكِتَابِ عَنْ
الْجِدَالِ وَالنِّزَاعِ وَالضَّرَبِ
اَشْلَاهَا عَمَّا عَزَمْتَ بِهِ الْاَمْنَةُ
وَالْعُقُوبُ - اَقْدَسُ
قُلْ اِنَّا نَدْعُوْا اِلَى التَّبْلِیْغِ بِالْبَيِّنَاتِ
اِنَّا كُنَّا اَنْ نَعْبَادَ لَوْ اَحَدًا
وَالَّذِي اَرَادَ التَّبْلِیْغُ حَالِصًا
يُوجِبُ دَعْوَةَ يَوْمِيَّةٍ كَدَعْوَةِ اللّٰهِ
وَيُكَلِّمُهُ مَا يَسْتَنْبِطُ مِنْهُ صَدْرُ الْعَالَمِ
وَكَيْفَ صَدْرُ الْمُرِيدِيْنَ

<p>لو کسی گالی اور لعنت سے آلودہ نہ کرو۔ جو کچھ تم اپنے پاس رکھتے ہو دکھاؤ اگر قبول ہو جائے تو مقصد حاصل ہے ورنہ پیچھے ہٹنا بیکار ہے۔</p>	<p>احد سے میلانید۔ اپنے را کہ دلائد بنائید۔ اگر قبول افتاد مقصود حاصل و لا تترعن باطل دس و لا بنفسہ مقبیلین ۱۱ ۱۲ اللہ</p>	<p>ہے جس سے تمام جہان کا سینہ روشن ہو جائے تو ارا و مندوں کے سینے کیسے روشن نہ ہوں گے اے اہل بہاؤ دلوں کی بیٹیوں کو حکمت دیان کی تلواروں سے منہر کرتے رہو۔ یقیناً وہ لوگ جو اپنی خواہش نفسانی کے باعث جھگڑتے ہیں وہ نمایاں ہر دے میں گرفتار ہیں۔</p>	<p>يَا أَهْلَ الْبَهَاءِ سَبِّحُوا مَدَامَ الْقُلُوبِ لَسِيَّوِي الْحِكْمَةِ وَالْبَيِّنَاتِ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ بِأَهْوَاءِ أَنْفُسِهِمْ أَدْلَسَتْ فِي حِجَابٍ مَبِينٍ قُلْ سَيُفْهِمُ الْحِكْمَةُ أَهْلًا مِنَ الصَّيْفِ وَاحِدًا مِنْ سَيِّدِ الْخُدُودِ لَوْ كُنْتُمْ مِنَ الْعَارِفِينَ (کتاب بین ص ۷۸)</p>
<p>تم اسکی حالت پر چھوڑ دو اور عدائے مہین دتیم کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ہم کسی کے لئے بے کاسب بھی نہ بنو۔ فساد و نزاع کی تو گنجائش ہی کہاں ہے؟</p>	<p>المہمین ۱۲ القیوم سبب حزن مشوید ساحبہ رسد بفا د نزاع</p>	<p>کہدے حکمت کی تلوار موسم گرام سے بھی زیادہ گرم ہے اور لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ کاش تم عارفوں میں سے ہو جاؤ۔</p>	<p>کتاب بین ص ۷۹</p>
<p>اے اہل بہاؤ و تقطاع کے بازوؤں سے اپنے پروردگار رحمن کی ہول سے محبت میں پرواز کرو۔ پھر جو لوح محفوظ میں نازل کیا گیا ہے اس کے ذریعے خدا کی لغت کرو۔ خبر واد کسی بندے سے جھگڑا نہ کرنا۔ خدا کی خوشبو اور اس کا بیان لیکر ظاہر ہو اعلیں دونوں چیزوں سے تمام لوگ متوجہ ہوں گے جو لوگ آج غفلت میں پڑے ہیں وہ اپنی خواہش نفسانی کے نشے میں مبتلا ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔</p>	<p>ر یَا أَهْلَ الْبَهَاءِ طَبِئْرُوا لِقَوْلِهِمُ الرِّقَاطِ فِي هَوَاهُمْ مُحِبَّةً رَبِّكُمْ الرَّحْمَنُ شَعْرَ الصَّوْدَةِ بِمَا بَزَلْ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ - اِيَّاكُمْ اَنْ تَجَادِلُوا مَعَ اَحَدٍ مِّنَ الْعِبَادِ اِنْ اَظْهَرُوا بِعَرَفِ اللَّهِ وَبَيَانِهِ جَبَانًا يَتَوَجَّهَ كُلُّ الْوُجُوهِ دَائًا اَلَّذِينَ عَقَلُوا الْيَوْمَ وَلَيْتَ فِي سَكْرَةِ الْهَرَى وَهْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ۵</p>	<p>ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ خدا کی مدد و ان کاموں سے کہے جن سے بندوں میں خدا کا امر مبد ہو کتاب میں جدا علی حرام کر گیا ہے۔ ام الکتاب اپنے اعلیٰ مقام میں اسکی شہادت دے رہی ہے۔</p>	<p>يَسْبِيحُ لِكُلِّ نَفْسٍ اَنْ يَصْرِفَ اللَّهُ بِمَا يَشَاءُ تَفْعَلُ بِهِ اَمَّا كَبَيْنَ الْعِبَادِ مَدَّ حُرِّمَ فِي الْكِتَابِ حُكْمًا لِّدَعَالِي يَنْهَدُ بِذَلِكَ اَمَّ الْكِتَابِ فِي اَعْلَى الْمَقَامِ - فردوس ص ۸۱</p>
<p>اے اہل بہاؤ تم محبت کے مطالعہ شغقت بودہ و بشید چشم را ازا پنچ لافن نیت باز و ایدر ان رابب لحن</p>	<p>سورۃ التعلیم</p>	<p>اے اہل بہاؤ تم محبت کے چلنے کی جگہ اور شغقت کے طلوع کے مقام ہو۔ نامناسب کاموں سے آنکھ کرود کے رہو۔ اپنی زبان</p>	<p>اے اہل بہاؤ شما مشارق محبت و مطالعہ شغقت بودہ و بشید چشم را ازا پنچ لافن نیت باز و ایدر ان رابب لحن</p>

مبلغ کے اعمال اقوال کتاب الہی کے مطابق ہوں

اے اہل ہپاوت تقویٰ مظلوم واقع
شدہ کہ چربے انصاف ہائے
عالم ازاں گزشتہ اند۔ د
بغش و متک حبستہ اند۔
امروز بایکل رتقدیس و
تشریز حق را لغرت نمایند
نفوذ و تاثیر کلمہ از تقویٰ و
انقطاع کلمہ است۔
بعضی از عباد باقوال
کفایت می نمایند صدق
اقوال باعمال منوط و مشروط
از عمل انسان رتبہ و
مقامش معلوم می شود
اقوال ہم باید مطابق لہما
خرج من قلم امراد
اللہ فی الالواح باشد
بر حسب ظاہر ظاہر۔
فردوس ص ۳۱

مبلغ کو سیاسی معاملہ میں گفتگو کرنی چاہئے

اے اجلے حق از مغازہ فیقوت
نفس دہوی لفضائے مقدر
احدیہ لثنا بید و در حد لفظ
اے اجلے حق انصاف حق
کے رنگ مقام سے نکل کر احیہ
کی پاک نفاؤں میں جلد جلد رکھو

تقدیس و تشریز مادی گیرید
تا از نفعات اعمالیہ کل
بر تہ لباطی عز احدیہ
توجہ نمایند۔ ابد اور
امور دنیا و مافیہا
روسا و ظاہرہ آں تکلم
جائز نہ۔ حق جل و عشر
ملکیت ظاہرہ را بملوک
عنایت فرمودہ بر احدیہ
جائز نہ کہ ارتکاب
نماید۔ امر سے راکہ
مخالفت رائے دوسرے
ملکیت باشد و اپنے از
برائے خود خواستہ
مدائن قلوب عباد و بودہ
اجائے حق ایوم بمنزلہ
مضایح اند۔ انشاء اللہ
باید کل بقوت اسم اعظم
ان ابواب را بکشاید
این ست لغرت حق
کہ در جمیع زبرد الواح
از قلم فائق اصباح
جاری شدہ
اقتدار ص ۳۲۳

اور پاک و پاکیزگی کے گلشن میں
آرام گاہ بناؤ تاکہ اعمال کے
خوش گیارہ رخسے تمام جہان
دریائے احدیہ کے شاندار کنارے
کی طرف رخ کرے۔ دنیا اور اسکے
متعلق معاملات اور دنیا کے ظاہر
حاکموں کی نسبت بات چیت جائز
ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے ظاہری
حکومت بادشاہوں کو عنایت
فرمائی ہے کسی کو ابیہ کام کرنا جائز نہیں
جو حکام ملک کی رائے مخالفت ہو
خدا جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے
وہ بندوں کے دلوں کی
بستیاں ہیں
اجلے حق آج کھلیاں
ہیں۔ انشاء اللہ سب
اجاب اسم اعظم کی قوت
سے دلوں کے دروازے
کھول دیں گے
یہ ہے وہ خدا کی لغرت
و تبلیغ جس کا ذکر تمام زبرد
الواح میں صبح نمودار کرنے
والے خدا کے قلم سے
یوچکا ہے

فردوسِ عرفان

اودلیک زبان ہو کر کہہ رہی ہیں خدائے واحد ہی ہمارا محبوب ہے اس کے سوا کوئی محبوب نہیں وہی سب پر غالب و مگر اس ہے وہی عزت و قدرت کا مالک ہے ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی خدائے قادر نے حضرت سید علی محمد باب کو اپنا حکم و مکر دنیا میں بھیجا ہم حکم الہی پر عمل کرتے ہیں کتاب "بیان" واجب التسلیم ہے بیشک حضرت باب تمام رسولوں کے مشہد ہند شاہ ہیں اور انکی کتاب اُمّ الکتاب ہے۔ جو لوگ اہل معرفت ہیں وہ اس راز کو خوب سمجھتے ہیں۔

یہ بلیں فردوس جو بلند شاخوں پر نغمہ سرا رہے یعنی ظہور حق بہاؤ اللہ! اپنی روح میں آزاد ہے خوش ہے اگرچہ سر زمین کے ظالموں نے اُسے قید خانے میں بند کر رکھا ہے لیکن نصیحت و تبلیغ کے کام میں سرشار ہے پوری آزادی روح کیساتھ اپنی صدا بلند کرنے میں مصروف ہے جو لوگ نااہل ہیں وہ اسکی نصیحتوں سے منہ پھیر لیتے ہیں جو لوگ حق پرست ہیں وہ خدا کی جانب چلتے ہیں

پھر بلیں قدس کی صدا سنو اور سب لوگوں کو سنناؤ کہ اے لوگو! اب جو کلام الہی نازل ہو رہا ہے اگر تم اس کی آیتوں سے منکر ہو رہے ہو تو بتاؤ کہ آیات الہی کو ترک کر کے تم خدا کو کس دلیل سے قبول کرتے ہو۔ اے جھوٹے لوگو! وہ بات تو ہمارے سامنے پیش کر دو جس کے ذریعے تم خدا پر ایمان رکھتے ہو اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری اور سب

آبا باغ فردوس ہے رنگارنگ پھول کھلے ہوتے ہیں غنیمت ہو کہ رہی ہے۔ بلند درخت بقا کی اونچی شاخ پر بلیں خوش الحان چہک رہی ہے یہ کیا گارہی ہے؟

کہتی ہے کہ وہ محبوب جس کے سب مشتاق تھے بہت قریب آگیا ہے۔ چلے چلو۔ بڑھے چلو۔ دید کا وقت ہے۔ جان و دل کے مالک کا دربار عام ہونیوالا ہے۔ جلد جلد قدم بڑھاؤ۔ باریابی کا موقع ہے۔ آج وہ پیارا آقا اپنے سب چاکروں سے باتیں کرینگا سب کو اپنا جلوہ شان جمال دکھائینگا۔ سب مشتاقوں کے دل باغ باغ ہو جائیں گے۔ آؤ آؤ کیسی سبھ گھڑی ہے۔ کیسا پیارا سماں ہے۔ نورانی منظر کاروشن راستہ آراستہ ہے۔ بزم قدسی نور کی کرنوں سے گلگاہ رہی ہے یہی تو وہ جلوہ کاہ ہے جسکی دھوم دھام کا انتظام بڑی شان سے ہو رہا تھا۔ جس کے شوق میں پاک رویں سرشار تھیں جس کی خوش خبری سب منورہ رساں آج تک دیتے آئے ہیں۔ سب کتابیں اسی محبت بھرے ذکر سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ وہ چل ہے جو روشنی کا مرکز ہے عظمت اس کے سامنے معدوم ہو جاتی ہے۔ ہر ایک علم و حکمت کا جوہر اسی سے نمودار ہوتا ہے یہ روح اور حقیقت کا وہ لازوال شجر ہے مثال ہے جو باغبان کائنات کی نگرانی میں قدرت و عظمت کے پھولوں سے لدا ہوا ہے

اس بارگاہ کے سامنے اس تجلی کی روشنی میں درخت رحمت کے سایہ تلے بے شمار پاک رویں حاضر ہیں ایک دل

کی جان ہے۔ یہ لوگ آباں کو چھو کر کوئی ایسی بات پیش ہی نہیں کر سکیں گے۔ اگر یہ سب مل کر کوشش کریں تب بھی ایسی بات بتانے پر ہرگز قادر نہیں ہوں گے۔

اے بچے دوستو! جب ظہور حق ظاہری صورت میں نہیں سامنے نہ ہوتا بھی سچائی پر گڑے رہو اور غلامی کے غفل کو ایک لمحہ کیلئے بھی فراموش نہ کرو ظہور حق کے واقعات، اخلاق، مصائب و حالات یاد رکھو اور کچھ تکالیف تہ و بند اور عبادتی کی غفلت میں غفلت آئیں ان میں ظہور حق کے مکمل دھڑلے کو دیکھو اور سچائی کے لئے دکھ اٹھانے کو خوشی سے تیار رہو۔ صداقت اور محبت حق پر ایسے معنوط و مستقیم ہو کہ اگر تیرے غلوں سے تمہیں کچھ نہ ملے بھی کر دیا جائے تو بھی تمہارے دل سے حق کی محبت نہ نکلتی۔ ہر ملحد و لہست بلکہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے بسنے والے بھی اگر تمہیں محبت حق سے روکیں تو بھی تم اس سچی محبت سے ایک قدم کچھ نہ ہٹو۔ ہم میں وہ حرارت محبت ہو کہ اس محبت سے روکنے والے ہم میں ایک شعلہ آتش محسوس کریں اور حق کے پرستاروں کے حق میں بھاری ہستی کو ٹھٹھکانا ثابت ہو۔ ہم ہرگز ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو شک و اضطراب کی خار و ابرجائزوں میں الجھ کر حیرت کے جنگل میں بھٹک رہے ہیں۔

دوستو! اگر تمہیں محبت حق میں قربانی دینے کا موقع پیش آئے تو جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا۔ اگر راہ محبت میں رنج و غم حملہ کریں اور خونِ سلال گھیر لیں تو شکستہ دل نہ ہونا۔ محبوب حقیقی کے نام کی دھڑلے و ذلت و رسوائی پہنچے تو مضطرب نہ ہونا خداوند عالم پر بھروسہ رکھنا وہی مہربان پورا مہربان ہے

آہ! دنیا کے لوگوں کی کیا بری حالت ہے؟ وہم و تعلید کے تاریک راستوں میں گھوڑ کر کھاسے ہیں دیکھنے والی آنکھیں نہیں

دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے محبوب کا جلوہ دیکھیں۔ سننے والے کان نہیں وہ کیسے غذائی لٹھے سوسکیں۔ سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ دنیا والوں کی ایسی عافیت ہے کہ دلوں پر وہم چھائے ہوئے ہیں بلکہ ایسا معنوم ہوتا ہے کہ ان کے دل ان کے پہلو میں باقی نہیں رہتے۔ لوگوں کے وہم ایک سنگین دیوار بن کر انھیں راہ حق سے روک رہے ہیں۔

اے سچید اسے حق! یہ یقینی بات ہے کہ تمام غذائی پیغمبر ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہیں۔ جو شخص ایک پیغمبر کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے وہ ظہور کی شناخت کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتا اس کی حق باتیں نہیں سمجھتا۔ اسی سلسلے وہ آج بھی ظہور حق کو نہیں پہچانتا اور سچ یہ ہے کہ جو آج ظہور حق کو نہیں پہچانتا وہ اپنی بصیرت کے ساتھ کسی ایک پیغمبر کو بھی نہیں مانتا جو آج ظہور حق سے منہ پھیرتا ہے اس نے تمام ظہورات حق سے منہ پھیر لیا ہے آج اس جہال سے بے پروائی کرنے والا تمام پیغمبروں سے بے رخی کر چکا ہے اور وہ خداوند عالم کے روپ و اپنا کبر و غور دکھا رہا ہے

اب صداقت کے پرستار اور رحمت کے طلبگار بارگاہِ خداوندی میں یوں التجا کریں کہ

اے ہمارے معبود۔ اے ہمارے مولیٰ! ہم تجھے تیری محبت کے شہیدوں کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنی راہ محبت میں تیرا قرار و خدا کا رجا ہم تیری عنایت کے سمندر کی جانب آ رہے ہیں۔ ہمیں ناامید نہ کر تیری رحمت کا دروازہ تمام آسمان و زمین والوں کے لئے کھلا ہوا ہے پس مجرم نہ رکھو۔ اپنی پاک بارگاہ میں عزت کی جگہ عطا فرما۔ اپنی عظمت کے نیچے سے ہمیں اطمینان سے بٹھا۔ لمے ہمراہ آقا، اپنے فضل کے قلم سے ہمارے حق میں وہ حکم لکھ دے جس سے ہمیں تیرے قرب کا مقام حاصل ہو۔ ہماری آن خطاؤں پر اپنی قدرت سے

قلم نسخہ پھیر دے جو تیری حضوری کے راستہ میں حائل ہیں بھاری
مکڑیاں دور کر دے تو قادر ہے تو مالک و مختار ہے۔

اے خداوند تو ناگرسے ہوؤں کو اٹھالے۔ سوتے ہوؤں کو شفقت
دہر باقی کے ہاتھ سے جگا دے۔ غافلوں کو نڈا کرے حق

سنا دے تاکہ سب تیری طرف متوجہ ہوں۔ اپنے فضل کی
نئی بہار سے سب کو نوزائیدہ کر دے
آمین آمین

اخباری برادری

آوازِ لہو آوازِ لہو دہلی۔ البیان امرتسر۔ المائدہ لاہور۔
البشری جیفا۔ ۱۸) حدیث امرتسر۔ سنگ المراء۔
در لہ آردور امریکہ

ماہوار رسالہ آوازِ لہو دہلی جناب راہِ نظام احمد خاں صاحب کی
کی ادارت میں شائع ہوتا ہے حقوق لہو کا زبردست حامی ہے مضامین
اچھے ہوتے ہیں لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے ترقی پسند فرائض اسے ضرور
فرید فرمائیں۔ نمونہ منبر صاحب آوازِ لہو لال کوں دہلی جو مکتبہ
۲) البیان امرتسر امرتسر مسلمہ کا تبلیغی صحیفہ ہے اس لفظ بیاں
کہ دین اسلام کا مدار صرف قرآن مجید ہے مضامین و دھجے یہ ہیں
حدیثوں کا انکار کیا جاتا ہے۔ جہاں تک قرآن مجید کی مرکزیت کا سوال
ہے البیان کے مضامین لوگوں کے لئے ایک تنبیہ کا کام دیتے ہیں۔
مذہبی تحقیقات سے دلچسپی رکھنے والے مسلمانوں کے لئے البیان کا
مطالعہ میدار کن ثابت ہوگا۔

۳) المائدہ لاہور جناب ایم کے خاں کی ادارت میں شائع ہوتا ہے
اور ہم بنائیت و ثلوق کیساتھ لکھتے ہیں کہ جناب خان بہت ہی محنت
سے اسے ترتیب دیتے ہیں وہ سبھی جماعت کی ایک قابل قدر خدمت
کر رہے ہیں المائدہ میں سبھی ذوق لکھنے بہترین مواد و پتہ نامی قیمت بھی
صرف پندرہ سالانہ۔ دفتر المائدہ ہیلن روڈ لاہور سے نمونہ منگا لے۔

۴) ماہوار رسالہ البشری جماعت احمدیہ جیفا میں لکھی شائع کرتی ہے
البشری عربی زبان میں ہے احمدی خیالات کی تبلیغ و اشاعت اس کا مقصد ہے
نمونہ اخبار اسلامی محمد شریف احمدی مدیر البشری جیفا سہ منگائے۔
۵) الموروث امرتسر ۴ سال سے متواتر اسلام اور جماعت احمدیہ
کی خدمت کر رہا ہے جناب مولانا شہداء اللہ مولوی فاضل مدرسہ سولہ ہیں
یہ ادارہ اپنے مفاد کے لیے پوری کوشش کر رہا ہے۔ اس میں بہائی دین پڑھی
مضامین مضامین ہوتے ہیں جماعت احمدیہ میں شائع نہیں کیا جاتا
چاہئے۔ مسلمان تحریکات پانچوں دین۔ مذہب و فرائض امرتسر منگائے۔
۶) ماہوار رسالہ سنگ المراء دہلی میں ایک ماہوار رسالہ ہے جو کہتا ہے
کہ سرت ایک ضروری و چاہی ہو پندوں میں ایک روحانی مبداری کی
کوشش کر رہا ہے کبھی بہائی دین پڑھی عمدہ مضامین شائع کرتا ہے
گورشتہ دونوں مکتبہ البشری آف بمبئی کے چند اچھے مضامین دین
بہائی کے متعلق نکل چکے ہیں۔ ہندی داں حضرات کو ضرور منگائے
۷) جیلڈ آردور ایک ماہوار بہائی میگزین ہے جسے بہائی پبلشنگ کمپنی
نیویارک امریکہ سے شائع کرتی ہے ایک بہترین رسالہ ہے اچھے
اچھے اہل قلم مضامین لکھتے ہیں بہائی دین کے متعلق معلومات حاصل کرنے
لے شائقین ضرور اس کا مطالعہ کریں۔ منگائے کا پتہ:-
میشنل سپریسز الیمیلی بہائیان ہندوستان پوسٹ بکس ۱۹۱ نئی دہلی

چند سوالات کے جوابات

(سید ابوالجاس رضوی جارجی)

سوال - قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ بَشَرٌ دِينِ خَدَا كَ نَزْدِيك سَلَامِ حَرْ

دوسری جگہ یوں فرمایا

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ فَبُغْيُ اسْلَام كَ عِلَادَہ كُوفِ اور

حَرَمَاتُ مَنْ يُغَيِّبُ حَنَدُ دِينَ اُخْتِيار كَر لِيكَا تَواسكَاہ دِينَ

قبول نہ کیا جائیگا

جب خدا کے نزدیک اسلام کے علاوہ دوسرا دین مقبول نہیں

تو قرآن کے بعد دوسری شریعت کا آنا کیونکر ممکن ہے اور کتنی عداہ سے یہاں شریعت کو جمعیت تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

جواب :- اسلام کے معنی ہیں یہ گردن نہادوں بطاعت یعنی احکام

الہی کی اطاعت کرنا۔ آپ نے اسلام کو صرف قرآنی احکام میں کیوں

محدود کر دیا کیا شریعت عیسوی احکام الہی سے خارج ہے کیا موسیٰ پر

احکام الہی نازل نہ ہوئے تھے۔ کیا حضرت ابراہیم کو خدائی احکام

عطا نہ ہوئے تھے کیا آدم و نوح کو شریعت نہ دی گئی تھی احکام

الہی ہمیشہ نازل ہوتے رہے ان احکام پر عمل کرنے اور انکی اطاعت

کرنے کو اسلام کہتے ہیں۔ جس زمانہ میں جس رسول پر احکام الہی

نازل ہوئے ان پر عمل کرنے کو اسلام اور عمل کرنے والوں کو مسلم کہا

گیا ہے۔ اگر ہم دوح دابراہیم موسیٰ مسیح و حضرت محمد اور ان میں سے

ہر ایک نازل شدہ احکام کے ماننے دے مسلم تھے چنانچہ خدا

فرماتا ہے اِنْدَقَالَ لَكَ رَبُّہٗ اَسْلَمْتُمْ قَالَ اَسْلَمْتُ

لِرَبِّ الْعَالَمِينَ جب ابراہیم سے اس کے خدا نے کہا کہ اطاعت

کو تو ابراہیم نے کہا کہ میں رب العالمین کی اطاعت کرتا ہوں

حضرت ابراہیم واسمعیل دعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَا اِرْجِعْنَا

مُسْلِمِينَ لَكَ دَمِنْ حُرَرِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

(ترجمہ) اے خدا ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار

اور ہماری نسل کے لوگوں کو اپنا مطیع بنا۔

قرآن مجید میں بے شمار آیات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام

پیغمبروں نے احکام الہی کی اطاعت کا اقرار کیا ہے اور ان

تمام پیغمبروں کے ذریعے سے صرف اسلام یعنی اطاعت احکام

الہی ہی کا پیغام لوگوں کو دیا گیا ہے۔ جب گذشتہ انبیاء و رسول

اور انکی امت کے لوگ بھی مسلم تھے اور ایک دین اسلام تھا تو

سوال ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا عمل اپنی اپنی شریعتوں پر تھا یا

شریعت قرآن پر۔ اگر اپنی اپنی شریعتوں پر عمل تھا تو لفظ اسلام

صرف شریعت قرآن میں محدود نہیں بلکہ تمام گذشتہ امتوں کا

دین بھی اسلام اور ان کا نام بھی مسلمان تھا چنانچہ واضح طور پر

قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ هُوَسَمَاءُ كُمْ الْمُسْلِمِينَ

مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ هٰذَا۔ اَس نے پہلے ہی بتھارا

نام مسلم رکھا تھا اور اب بھی۔

اور اگر ان سب امتوں کا عمل شریعت قرآن پر تھا تو یہ امتات

کے خلاف ہے۔ ابراہیم کی شریعت کے احکام شریعت نوح سے

مختلف تھے موسیٰ و مسیح کی شریعتوں کے احکام احکام قرآن سے

جداتھے۔ جس معلوم ہوا کہ اسلام احکام الہی کی اطاعت کو کہتے

ہیں خواہ وہ احکام ابراہیم پر نازل ہوں یا موسیٰ پر مسح پر نازل ہوں یا حضرت محمد پر حضرت زرتشت پر نازل ہوں یا حضرت بہاؤ اللہ پر۔ اس لئے آپ کی پیش کی ہوئی آیات جدید شریعت کے نزول کو مانع نہیں اور بہائی شریعت کا درست صحیح ہونا قاعدہ کے اندر ہے۔

سوال۔ اَلَيْسَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو اچھا دین قرار دیا۔

جب دین کامل اور نعمت تمام ہو گئی اور اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیدیا گیا تو پھر کسی اور شریعت کی کیا ضرورت باقی رہی کیا کامل دین کے بعد دوسری شریعت کا انا تحقیق حاصل نہیں؟ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن سے پہلے کی شریعتیں کامل نہ تھیں صرف قرآن نے کامل دین کا اعلان کیا۔

جواب:- میں اس خیال سے متفق نہیں کہ پہلی شریعتیں کامل نہ تھیں اگر انکو کامل قانون نہیں دیا گیا تو پھر ان سے مواخذہ کیا اور سزا دینا کیا معنی؟ اکثر مسلمان پہلی شریعتوں کو ناقص کہتے ہیں اور دنیا خیال نہیں کرتے کہ اب الیک وہ کس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں کیا خدا کا دیا ہوا قانون ناقص ہو سکتا ہے کیا اس ذات مقدس سے ایسا صریح ظلم علم میں آ سکتا ہے کہ وہ کسی آیت کو ناقص قانون دے اور کسی کو کامل ہرگز نہیں۔ خدا نے ہر زمانہ کے لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق دین کامل ہی عطا فرمایا تاہم شریعتیں کامل تھیں۔ ہر امت کا دین کامل تھا چنانچہ فرمایا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ اَنۡزَلْنٰهُ نِعْمَتًا عَلَیۡكَ وَ عَلٰی اٰلِ یٰۤعْقُوۡبَہٗ كَمَاۤ اَنۡزَلْنٰہَا عَلٰی اٰدَمَ ؕ وَ عَلٰی نُوۡحٍ ؕ وَ عَلٰی اِبْرٰہِیۡمَ ؕ وَ عَلٰی اِسۡحٰقَ ؕ (سورہ بقرہ)

اور اسی طرح وہ تجھ پر اور اولاد یعقوب پر اپنی نعمت تمام کرے گا جس طرح تیرے آباؤ اجداد ابراہیم واسحق پر نعمت تمام کی تھی دین کا کامل ہونا اور نعمت کا تمام ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے ابھی آپ نے اس آیت میں پڑھا کہ مسلمانوں سے پہلے اولاد یعقوب پر اور اس سے بھی پہلے ابراہیم واسحق پر نعمت تمام ہو چکی ہے۔ جب قرآن سے پہلے اولاد یعقوب اور ابراہیم واسحق کو کامل دین دیدیا گیا اور نعمت تمام کر دی گئی تو پھر قرآن کا انا تحقیق حاصل کیوں نہیں ہو۔ پس اکمال دین اور اتمام نعمت سے یہ مطلب نہیں کہ اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی اور جو کچھ دینا تھا وہ قرآن کے ذریعے سے دیا جا چکا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے نگے لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق کامل دین دیا تھا اسی طرح اے مسلمانو! تمہاری ضرورت کے لائق نعمتیں آج کامل دین دیدیا گیا ہے۔ خود ضمیر خطاب دشمن بتا رہی ہے کہ صرف مسلمانوں سے خطاب کیا جا رہا ہے کہ نعمتیں جس چیز کی ضرورت تھی وہ میں آج تم کو سب دے چکا اور تمہارے لئے میں نے یہی دین قرار دیا کہ ان احکام الہی کی اطاعت کرو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ آئندہ جو نعمتیں آئیں گی ان کے لئے بھی آج کے دئے ہوئے احکام کافی و کامل ہیں۔ پس اکمال دین اور اتمام نعمت کے الفاظ سے بہائی شریعت کی حیثیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

سوال (اَلَا نَحِبُّكَ اَوَّلَیِّا بِسِ الْاِنۡجِیْلِ كِتَابِ مُبِیۡنِہٖ وَ فِیۡہِ تَفۡصِیۡلُ كُلِّ شَیْءٍ۔

قرآن میں ہر خشک و تر چیز کا بیان ہے اور اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے

جس کتاب میں ہر خشک و تر چیز کا بیان ہو اور جس میں کل شئی کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہو ایسی جاس کتاب کے ہونے

بھینس لیکن قرآن تمام عالم کے لئے نازل ہوا ہے جب قرآن تمام دنیا کی ضروریات کے لئے کافی ہے تو پھر بہائی شریعت کی کیا ضرورت ہے۔

جواب میں آپ کے اس خیال سے بھی متفق نہیں کہ گذشتہ شریعتیں صرف ایک قوم کے لئے مخصوص تھیں۔ ہم انجیل متی باب ۱۸-۲۰ میں حضرت مسیح کی یہ ہدایت پڑھتے ہیں کہ، جاؤ اور تمام قوموں کو شاگرد بناؤ اور انکو باپ بیٹا اور روح القدس کے نام پر مقیمہ دو۔ جب شریعت انجیل تمام قوموں کے لئے نازل ہو چکی تھی تو پھر قرآن کی کیا ضرورت تھی اگر شریعت قرآن کو تمام قوموں کے لئے تسلیم کر بھی لیا جاؤ تو بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ دوسری شریعت نازل نہ ہوگی خدا کا کلام جب بھی نازل ہوتا ہے تمام دنیا ہی کیلئے نازل ہوتا ہے اگر کسی کسی کلام میں قوم کی تخصیص نظر آتی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مخاطب دل دی قوم ہوتی ہے جس میں رسول پیدا ہوتا ہے چنانچہ سورہ الغام میں فرمایا ہے۔

وَاَوْحٰی اِلَیْہِ ہٰذَا الْفُرْقَانُ الَّذِیْ رَکَّبَہٗ وَ مَکَّیْہِ -

یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تم کو ڈراؤں اور اس کو جس تک یہ پہنچے۔

پس خدا کا کلام جہاں تک بھی وہ پہنچ جائے وہاں تک کے لوگوں کے لئے کافی ہے لیکن تمام لوگوں کے لئے کافی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ہر سبب شریعت کا دروازہ بالکل بند ہے چنانچہ آپ نے انجیل کی آیت ملاحظہ فرمائی کہ انجیل تمام قوموں کیلئے تھی لیکن بھی قرآن نازل ہوا اس لئے کہ لوگوں کی ضروریات تبدیل ہو چکی تھیں۔ اسی طرح قرآن تمام لوگوں کیلئے تھا لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ ضروریات کیلئے ضرورت قرآن کافی نہیں موجودہ مشکلات کا حل صرف بہائی شریعت پیش کرتی ہے۔

ہوئے کسی دوسری شریعت کی کیا ضرورت پیش آئی انصاف لازم ہے جواب سورہ اعراف کے حسب ذیل الفاظ پر غور فرمائے۔

وَكُنَّا لَكَ فِی الْاَنْوَاجِ مَرَجٌ حَصِیْلٌ شَیْءٌ مِّنْ مَّوْعِظَةٍ وَ تَنْفِیْلًا لِّیَكْفَلَ شَیْءٌ - اور ہم نے موسیٰ کی

الواح میں ہر چیز کی نفیعت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی۔ دوسری جگہ یوں فرمایا۔

ثُمَّ اٰتٰیْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ کُلِّیًّا بَیِّنٰتٍ عَلٰی الْاَنْوَاجِ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّیَكْفَلَ شَیْءٌ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو نیک عمل کرنے والوں کے لئے کامل تھی اور ہر چیز کی تفصیل تھی

اگر کسی کتاب میں ہر خشک ذرہ کا بیان ہونا اور ہر چیز کی تفصیل کل ہونا دوسری کتاب اور جدید شریعت کے نازل ہونے کو ماننے والے تو کتاب

توریت جس کے متعلق خود آپ کی کتاب کا اعتراف ہے کہ وہ کامل و تمام تھی اور اس میں کل شئی کی تفصیل تھی اس کے بعد قرآن کا نازل ہونا تفصیل حاصل کیوں نہیں ہے اور توریت جیسی جامع کتاب

کے ہوتے ہوئے شریعت قرآن کے نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی جس طرح توریت میں ہر چیز کی تفصیل کے باوجود شریعت قرآن کی

ضرورت پیش آئی اسی طرح قرآن میں ہر چیز کی تفصیل کے باوجود ضرورت بہائی کی ضرورت پیش آگئی۔ آپ بھی انصاف کریں۔

حقیقت وہی ہے جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ توریت میں تمام ان چیزوں کی تفصیل موجود تھی جن کی بنی اسرائیل کو ضرورت تھی

اسی طرح قرآن میں ان تمام چیزوں کو تفصیل کیساتھ بیان کر دیا گیا ہے جنکی امت محمدیہ کو ضرورت تھی بعینہ آج شریعت بہائی میں ان

تمام قوانین کو تفصیل کیساتھ بیان کر دیا ہے جن کی آج متحمل اقوام عالم کو ضرورت ہے

سوال :- گذشتہ شریعتیں صرف ایک قوم کے لئے نازل ہوئی

اہل عالم سے خطاب

از قلم مارسیا سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن

ماخوذ از رڈ آرڈر مارچ ۱۹۴۳ء سترجہ پر وینس پر تہم سنگہ ایم لے

ادو لیسریں نو بدین جمع ہوتی رہتی ہیں اور انکا ذمہ دار کلیسا ہوتا ہے اور ان باتوں کا کلام الہی سے جو بغیر کے ذریعہ ہم تک آتا ہے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اقتضائے وقت سے فروعات میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے اور جب کہ اس کے کلام حقیقت کو واضح کرے فروعات کی وجہ سے ایک حجاب بنکر دشمنی اور غنا کا باعث ہو جاتا ہے۔

مذہبی تعصب بھی عجب چیز ہے۔ بھلا اگر ایک شخص کی آنکھ کی تپلی کا رنگ نیلا ہو اور دوسرے کی آنکھ کا رنگ بھورا اس پر کیا جھگڑا اور کیوں نفرت؟ خدا کی مخلوق کس قدر گوناگوں ہے آخراں اختلافات کی بنا پر نفرت کس لئے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ عالم ان کی حقیقت میں واحد ہے۔

ایک عالمگیر مذہب کی آمد ضرورت پر ہم کچھ کہہ چکے ہیں اگر مذہب عالم متحد ہو جائیں تو مختلف اقوام کا متحد ہونا بھی ممکن ہے کیونکہ آخر روحانی حقیقت پر ہی ایسا اتحاد ہو سکتا ہے۔ ضرورت کا احساس بھی ہے اور ایک عالمگیر مذہب بھی موجود ہے مگر اتحاد قائم نہیں ہوتا۔ یہ کیوں۔ وجہ ظاہر ہے۔ ہر مذہب اسی جرم کا مرتکب ہے جس جرم کا اپنے سے پہلے مذہب کو مجرم ٹھہراتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ بس اب خدا کے ہاتھ بندھ گئے۔ اور ہر مذہب جب کوئی نیا مذہب آتا ہے تو یہی کہتا سنائی دیتا ہے کہ بس اب دین کامل ہے حالانکہ ہر مذہب میں ایک موعود کے آنے کی خبر بھی دی گئی ہے۔ مثلاً موسیٰ کے آنے

دنیا کے طالب علم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ مذاہب عالم بنیادی اصولوں میں تو یکساں روحانی حقیقت کے بالکل متفق ہوں مگر نظائر ان میں اختلاف ہو اور صرف اختلاف ہی نہ ہو بلکہ اس قدر متناظر ہو کہ انسان کی عقل حیران ہوتی ہے

یہ تو وہی پرانی دینیانوی بات ہوتی کہ ہم رنگ اور لباس سے اس بات کا فیصلہ کریں کہ شخص انسان ہے یا غیر انسان ایسا کرنا تو عقل سے بالکل بعید ہے اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ ہم مطابقت کی بجائے اختلاف کو ایک معیار قرار دیتے ہیں

عجب بات تو یہ ہے کہ ہر بڑا دین اس بات کا دعویٰ کر رہے کہ وہ ایک عالمگیر دین ہو گا اور موجودہ جنگ بھی اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ تو میں ایک دوسرے کی مدد کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتیں پھر صلح و امن کس طرح قائم ہو؟ جہاں مذہبی منافرت ہوگی وہاں بھلا قوموں اور زمینوں میں کس طرح دوستی ہو سکتی ہے؟

اصلی مقصد اتحاد قائم کرنا ہے۔ سب انبیاء وحدت عالم انسانی پر ہی زور دیتے رہے ہیں وہ مذہب ہی کیا ہو جو اس کام کو سدا انجام نہیں دے سکتا؟ گویا مذہب اپنے مقصد میں ناکام رہا اور اختلافات بڑھتی ہی گئے اگر ہم سب ملکوں کی متبرک کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان میں کیا پائیں گے؟ سب میں الصاف، دیانت داری، محبت اور کلام الہی کی اطاعت پر زور دیا گیا ہے۔ اصلی دین تو یہی ہے۔ رسم و رواج، احادیث

حضرت بہار اللہ کا ادعائے وحی والہام و ماموریت چالیس سال تک

۱۲۶۹ھ سے ۱۳۰۹ھ تک

ذیل میں حضرت بہار اللہ عزائمہ کا ادعائے وحی والہام و ماموریت من عند اللہ دکھایا گیا ہے جو ان لوگوں پر قطعی اور آخری حجت ہے جو اس امر کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص ۳۳ سال تک اپنا ادعا وحی والہام اور ماموریت من عند اللہ لوگوں میں شائع کرتا رہے اور ہلاک نہ ہو۔ اس کے صادق ہونے میں کمی قسم کا شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ایسے مدعی پر ایمان لانا ہر دیندار کا فرض ہے۔

دعویٰ کا پہلا سال مقالہ سیلخ کا مصنف اپنے رسالہ میں بعنوان ”بنداد میں حضرت بہار اللہ کا دعوہ اور ادعا“ لکھتا ہے :-

”جس وقت حضرت بہار اللہ بنداد میں پہنچے تو ماہ محرم کا چاند دکھائی دیا اور ۱۲۶۹ھ شروع ہوا۔ اور وہ زمانہ آگیا جس کی تعبیر حضرت باب نے اپنی کتابوں میں ”سہ بعد صبح“ کے ساتھ کی تھی۔ اور ہمیں اپنی حقیقت حال اور اسرار کے ظاہر ہونے کا وعدہ فرمایا تھا۔ قرار داد مذکور کے موافق یہ سرسبزہ راز ملک اور غیر ملک میں ہر جگہ کھل گیا“ ۵۶

(۲) آقا میرزا حسین ابن اسم اللہ المہدی اپنی کتاب میں حضرت بہار اللہ کے ادعائے دلچنداد کے متعلق لکھتے ہیں :-

”شظوہ علی طلعت ربہ الامام از مبارک مشرق دارالسلام از قضا اول جمادی یوم خمس سال فمین وراثتین و طایچوس (۵۶ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ مطابق ۳۴ فروری ۱۸۵۳ء)

ملاحظہ ہو رسالہ سہائی میگزین دہلی بابت ماہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۳۸ء (۳۳) شش الاح مطبوعہ آگرہ ۱۲۶۹ھ پر حضرت بہار اللہ فرماتے ہیں :-

”جن دنوں ہم عراق (بغداد) میں وارد ہوئے تھے ان دنوں خدائی دین کی مثل بکھی ہوئی تھی۔ وحی کی کھپتی ہوئیں بندھتیں۔ اور اکثر اشخاص پڑ مرده بلکہ مرده دکھائی دیتے تھے۔ اس لئے دوبارہ صور بھونکا گیا اور یہ مبارک کلام زبانِ عظمت سے جاری ہوا

فخنا فی الصود مرۃً آخری۔ یعنی ہم نے دوبارہ صور بھونکا۔ ہم نے وحی اور الہام کی خوشبودار ہواؤں سے جہان کو زندہ کیا“

(۴) نوح ابن ذئب اردو ترجمہ کتاب الشیخ کے ص ۱۶ پر حضرت بہار اللہ فرماتے ہیں :-

”جب مظلوم جیل سے باہر آیا تو حکم حضرت بادشاہ حرمہ اللہ تعالیٰ ایران اور حکومت ہندوس کے آدمی کے ہمراہ ہم نے عراق عز (بغداد) کا رُخ کیا۔ اور وہاں پہنچنے پر خدائی مدد اور فضل و رحمت ربانی سے آیات موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہوتیں اور ہر طرف بھیجی گئیں“

(۵) نوح ابن ذئب ص ۹۶ پر حضرت بہار اللہ فرماتے ہیں :-

”۳۸ھ میں ظہورِ اعظم ارادۃ الہی کے مشرق سے نمودار روشن اور آشکار ہوا۔ اس بات کا سوائے شک کرنے والے غافلوں کے اللہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔“

نوٹ۔ سندہ بانی ۱۲۹۹ ہجری کے مطابق ہے۔ کیونکہ سندہ بانی ۱۲۹۹ ہجری یعنی حضرت باب جن ذکرہ کے دعوائے ہدایت سے شروع ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت بہاء اللہ نے ۵ جمادی الاول ۱۲۹۹ سالہ مطابق ۱۳ فروری ۱۸۸۲ء کو دارالسلام بغداد میں اپنے دعویٰ کا اظہار فرمایا کہ وہی انہی نے مجھے تفسیر صوفیائی قرار دیا ہے۔

(۱) ایک احمدی گجراتی محقق لکھتے ہیں۔

” بہاء اللہ جن نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۹۹ء میں کیا وہ ۱۲۹۹ء تک زندہ رہا۔ اور آخر دم تک اس دعویٰ پر قائم رہا۔ اور اپنے تئیں مہدی روح الی بنا رہا۔ (اخبار الکلم قادیان ۲۴ اکتوبر ۱۲۹۹ء ص ۱۰۰)

(۲) جناب مدیر مجلۃ الفیض امرتسر لکھتے ہیں۔

” بہر حال مرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ ۲ محرم ۱۲۹۹ء میں پیدا ہوا۔ اور ۵ جمادی الاول ۱۲۹۹ء میں مدعی بنا۔ “ (الفیض امرتسر فروری ۱۲۹۹ء ص ۲۵)

دعویٰ کا آخری سال ۱۲۹۹ء مطابق ۲۹ مئی ۱۸۸۲ء کو حضرت بہاء اللہ نے اپنے محل قصر بنی واقع عکا ملک شام میں صعود فرمایا۔ اور اس چالیس سالہ مدت میں اپنے وحی و الہام کو برابر شائع فرماتے رہے۔ چنانچہ کتاب اقدس اور کتاب سیمین مسئلہ ہی کی شائع شدہ ہیں۔ جو آپ کی زندگی میں ہی شائع ہوئیں۔ چنانچہ کتاب اقدس ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔

” وَنَبَّأَنِي أَنَّمَا قَبِلَ الْإِنَّمَاءُ
أَلَمْ يَسْتَبْطِئْ كَاهِلِيَّةً أَنَّهُ كَذَّابٌ
مُفْتَرٍ فَسَمِعْتُ اللَّهَ بَانَ يُؤَيِّدُهُ
عَلَى التَّوْحِيدِ إِنَّ تَابَ إِنَّهُ هُوَ
التَّوَابُ وَإِنْ أَصْرَ عَلَى مَا قَالِ

جو شخص ہزار سال سے پہلے کسی امر کا مدعی ہو وہ جھوٹا مفتری ہے ہم خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ایسے بتائی کو رجوع و توبہ کی توفیق دے۔ بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا ہے

مِيعَتٍ عَلَيْهِ مِنَ الْوَحْيِ
إِنَّهُ سَمِعَهُ بِالْعَقَابِ - مَنْ
يَا وَلِي هَذِهِ الْآيَةُ الْوَيْفِيَّةُ
بِغَيْرِ مَا نَزَلَ فِي الظَّاهِرِ إِنَّهُ
تَحْوِيْلٌ مِّنْ دَوْحِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ
الَّتِي سَبَقَتْ الْعَالَمِينَ خَالِدًا
وَلَا تَسْبَعُوا مَا عِنْدَكُمْ
مِنَ الْأَهْلَامِ - رَتَّبُوا مَا
يَأْمُرُكُمْ بِهِ رَبُّكُمْ الْغَزِيَّةُ
سَوَوْفَ يَرْتَبِعُ التَّعَاثُفُ مِنْ
أَخْصَرِ الْبُلْدَانِ اجْتَنِبُوا
يَا قَوْمِ وَلَا تَتَّبِعُوا أَكْلَ فَاجِحٍ
لَسْتُمْ هَذَا مَا أَخْبَرْنَاكُمْ
بِهِ إِذْ كُنَّا فِي الْبَرَاءَةِ
فِي أَرْضِ الْبَيْتِ وَفِي هَذَا
الْمَنْظَرِ الْمَلْبُورِ

مختصر یہ کہ حضرت بہاء اللہ عزا کر کے ۱۲۹۹ء میں بغداد میں اپنے ناموس اللہ ہونے کا دعویٰ کیا جس کا بغداد۔ اڈیا نوبل عکا۔ میں مسئلہ تک برابر چالیس برس لوگوں میں اعلان ہوتا رہا۔

پس حضرت بہاء اللہ کے ادعائے وحی و الہام و ناموس اللہ پر ایمان نہ لانے والے مسات صاف بیان کریں کہ کیا کوئی ایسی جہت دنیامیں ہوئی ہے جس نے چالیس سال تک لگا تار لوگوں کے سامنے اپنے ادعائے وحی و الہام اور ناموسیت میں خدا اللہ کو پیش کیا ہو اور ایک شریعت خدا کے نام پر دنیا میں پیش کی ہو اور اس شریعت کو من عند اللہ کہہ کر دنیا کے سچے بھروسہ جو ان، عالم، جبال، امیر، غریب، مزارع، عورتیں ایمان لاسے ہوں۔ اگر کوئی

ایمان لائے ہیں۔

(۲) وَأَصْدَقَ مَا نَزَّلَ آيَاتُكَ مِنْ كِتَابٍ اللَّهُ وَصَّافًا لِقَابِهِ (استقامت)
اور میں تمام کتب پر صحائف الہی کی تصدیق کرتا ہوں جو تم سے پاس ہیں۔

ایمان باللہ والرسول پھر اسی لوح میں فرمایا :-

وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَسْتَ كَهَذَا بِاللَّهِ بَعْدَ إِذْ شَهِدْتَ سُبْحًا
بِأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالَّذِينَ
بَنَعَهُمْ صَافًى وَأَرْسَلَهُمْ
بِالْهُدَى أُولَئِكَ مَقَاهِرُ
أَسْمَائِهِمْ أَنَحْنُ وَمَقَالِعُ
صِفَاتِهِ الْعُلْيَا وَكَمَا بَطِ
وَحِيمٌ فِي مَكْلُوتِ الْأَرْشَادِ
وَبِهِمْ تَمَّتْ حُجَّةُ اللَّهِ
عَلَى مَا سَوَّاهُ وَنُصِبَتْ رَأْيَةُ
التَّوْحِيدِ وَظَهَرَتْ رَأْيَةُ الْبَرْتِ
فَبِهِمْ أَخَذَ كُلُّ نَفْسٍ إِلَى
زِي الْعَرْشِ سَبِيلَهُ فَشَهِدَ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَمْ يَرَلْ
كَانَ وَكَفَّكَ لَكُمْ مَعَهُ مِنْ شَيْءٍ
وَلَا يُزَالُ يَكُونُ مِمَّنْ مَا كُنَّا
أَعَالَى الرَّحْمَنِ مِنْ أَنْ يَرْتَفِعَ
إِلَى إِذْ رَأَى كَيْفَهُ أَفْشَرَهُ
أَهْلُ الْعَرْشِ فَإِنْ أَوْصَعِدَ
إِلَى مَعْرِفَةِ ذَاتِهِ إِذْ رَأَى
مَنْ فِي الْأَصْوَافِ

اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے
خدا کا انکار کیا۔ حالانکہ میرے تمام اعضاء
اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خدا کے ہوا
کوئی معبود نہیں اور مجھ سے اس نے سچا دین
دیکر مخلوق کی ہدایت کیلئے بھیجا ہی اس کے
اسما حسن کے سچے نمبر ہیں۔ انھیں کے فیصلے
اس کی اعلیٰ صفات کا ظہور ہوا۔ اور وہی
اس عالم میں اس کی وحی کے نزول کا مہلک
انھیں کے ذریعے مخلوق پر خدا کی محبت
پوری ہوئی۔ توحید کا جھنڈا اکھڑا ہوا۔
تجزیہ کی نشانی ظاہر ہوئی۔ انھیں کے ذریعہ
ہر شخص نے مالک عرش کی طرف پہنچنے کا
راستہ پایا۔ ہم گمراہی دیتے ہیں کہ یحییٰ
خدا کے کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمیشہ سے
ہے اور ہمیشہ رہیگا وہ اس وقت بھی موجود
جس کے ساتھ کوئی شئی نہ تھی اور جس طرح
تھا اسی طرح رہیگا۔ وہ خدا سے جڑن اس
بات کو بالاتر ہے کہ اہل عرفان کے قلوب
اس کی کنز کا ادراک کر سکیں یا دنیا کے
لوگوں کا فہم و ادراک اس کی ذات کی عمرت
کے بلند مقام تک پہنچ سکے۔

کبھی کوئی ایسا واقعہ ہو ہے تو تنقید کی طرح اس مذہبی کی شائع شدہ
تحریروں سے اس کا ادعا ہے وحی و الہام و شریعت و ماموریت من عند اللہ
پیش کیا جائے۔ سب طرح قیل میں ہم نے حضرت بہار اللہ بل ذکرہ الاعظم کی
شائع شدہ تحریروں سے پیش کیا ہے اور ساتھ ہی اس جماعت کے وجود کا
پتہ دیا جائے جو ان تحریرات کو من عند اللہ سمجھتی اور اس کی تبلیغ کرتی ہو۔
حضرت بہار اللہ کا دعویٰ وحی و الہام اور ماموریت ان کی شائع
شدہ تحریروں سے ثابت شدہ مد سے ثابت ہر تفصیلات ذیل بطور شے
نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں :-

ایمان باللہ
حضرت بہار اللہ عرۃ النہ لوح سلطان ناصر الدین
شاہ قاجار مشمولہ بہ رسالہ مقالہ سیاح میں
فرماتے ہیں :-

يَا مَلِكِ الْأَرْضِ اسْمِعْ
نِدَاءَ هَذَا الْمَمْلُوكِ اِنِّي
عَبْدُكَ اَمَنْتُ بِاللَّهِ وَآيَاتِهِ
وَقَدْ دَيْتُ بِنَفْسِي فِي سَبِيلِهِ
۱۰۵
۱۰۶

اے شاہ ایران ! اس غلام الہی
کی آواز سن۔ یقیناً میں وہ بندہ
ہوں جو اللہ اور اس کی آیات پر
ایمان لایا اور اپنی جان اس کی
راہ میں قربان کی۔

اسی لوح سلطان صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے :-

ایمان باللہ
وَالْکِتَابِ
وَأَنَّ نَفْسَ كَ طَاقَاتِ مَوْدُودَةِ شَهَادَاتِ مِيدَنْدِ
كَ دین عبد لغیر حکم اللہ فی الکتاب کلم منودہ و
بایں آیت مبارکہ ذکر قولہ تَعَالٰی هَلْ يَتَّقُونَ مَتَا لَا أَنْ اَمَنَّا
بِاللَّهِ وَمَا آمَنَزَلْ اِلَيْنَا وَمَا آمَنَزَلْ مِنْ قَبْلِ رَجْعِ جَنِّ مَحْضُونِ
مجموعہ طاقات کی ہے وہ گواہی دیتے ہیں کہ اس بندے نے اس حکم کے
سوا جو اللہ نے کتاب میں دیا کبھی کوئی دوسری بات زبان سے نہیں نکالی
اس تہ بہ تہ کی یاد دہانی کو آواز قَوْلِ تَعَالٰی کیا تم نے ہم سے معصن اس لئے تیر
باندہ ہے کہ ہم خدا پر اور اس حکم پر جو ہم پر اور ہم سے پہلے نازل ہوا

هُوَ الْمَعْدُودُ عَنْ عُرْشَانِ وَه اس سے پاک ہر کہ اس کی ذات
حَدُودِهِ وَالْمَنْزُوعُ عَنْ اِدْرَاكِ كے سوا کوئی اس کی معرفت اور کہنے
مَا مَيْلُهُ اِنَّهُ كَانَتْ فِي اَكْلِ کارا رک کر کے بیٹیک وہ اپنی
الْاَزْوَاجِ عَنِ الْعَالَمِينَ غَفِيَاہ ازیت میں تمام جہان سے
میں ۱۱۱ بے پردہ ہے

ادعائے ماموریت

اس ایمان باللہ ایمان بالکتاب اور ایمان بالرسول کی کھلی ہوئی شہادت
کے بعد حضرت بہاء اللہ عزاۃ اللہ کا ادعائے ماموریت ملاحظہ ہو رہی
روح سلطان میں فرماتے ہیں ۔

(۱) يَا مَلَايِكَ الْأَرْضِ اسْمِعُوا لِي اِس غلام الہی کی
هَذَا اَمْرُكَ لِي عِبْدُ اواز سن۔ یقیناً میں وہ بندہ ہوں
اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِاَيَاتِهِ وَقَدْ اَمَنْتُ بِاللّٰهِ
بِنَفْسِي فِي مَبْعِيهِ نِيْهُد اور اپنی جان اس کی راہ میں قربان
يَدُ لَكَ مَا اَنَا مِنْهُ مِنَ الْمَلَايِكَةِ کی۔ اس بات کی گواہ وہ بلائیں میں
الَّتِي مَاحَمَلَهَا اَحَدٌ مِنَ الْعِبَادِ میں جن میں مستلما ہوں۔ وہ بلائیں
وَكَاثِرِي الْعِلْمِ عَلَى مَا اَقُولُ میرے سوا کسی بندے پر نہیں ہیں
شَهِيدَا هَا مَادَعَوْتُ النَّاسَ جو بات میں کہتا ہوں اس پر میرا
اَلَا اِلٰى اللّٰهِ رَبِّكَ وَرَبِّ الْعَالَمِينَ پروردگار جس کو ہر ایک بات کا علم ہے
(۱۱۱) عکسہ ہے۔ میں نے تم لوگوں کو سوائے اس

خدا کے جو تیرا اور تمام جہان کا پروردگار ہے اور کسی کی طرف نہیں بلایا
(۲) پھر ای روح سلطان کے خلاف پرکھا ہے ۔

يَا سُلْطَانِ اِنِّي كُنْتُ كَاَحَدٍ لے بادشاہ میں بھی خدا تعالیٰ کے
مِنَ الْعِبَادِ رَاقِدًا عَلٰى اَمْلِهَادِ معمولی بندوں کی طرح اس کا ایک
مَوْتٌ عَلٰى سَائِلِ السُّبْحَانِ بندہ تھا اور راحت کے بستر پر

وَعَنْتِيْ عَلِمُوا مَا كَانَ ہرام سے سوا ہر اشیا کا ہر ایک ذلک
لَيْسَ هَذَا اِنْ عِنْدِيْ بَلْ نِسیم لکھتے ہو پر ہر گزری اور جو کچھ
مِنْ لَدُنِّيْ عَزِيزٌ عَلَيْهِمْ وَاَمْرِيْ اہلکے آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا
بِالْمَنْدُوبِ بَيْنِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ اس کا میں نے بھی علم دیا۔ یہ بات میرا
يَدُ لَكَ دَرَكٌ عَلَى مَا دَرَسْتُ طوت کو نہیں ہے بلکہ اسی غالباً خبر
بِهِ عِيُونُ الْعَارِفِينَ طوت کی خبر ہے جس نے بھی علم دیا ہے کہ کیا
دنیا میں اس کے نام کی شادی کروں۔ اس ملک کی کیا آوری میں ہو وہ وہ مستبصر
جیلینی ہیں کہ نہیں دیکھ کر حق نگاہ لوگوں کی آنکھیں نہ سبائی ہیں۔

(۳) اس سے آگے فرمایا :-

هَذِهِ دَرَكٌ حَقٌّ كُنْتُهَا اَنْبَاخِ یہ میرا (وجود) ایک پتا ہے جو کہ
مَشِيَّةُ رَبِّكَ الْغَزِيْرِ الْحَمِيدِ اس پروردگار نے حرکت دی ہے جو
هَلْ لَهَا اسْتِقْرَارٌ عِنْدَ حُجُوبِ سب پر غالب اور ہر طرح قابل توفیق ہے
اَنْبَاخِ عَاصِفَاتِ (اَوْ مَا لَكَ کیا تیز و تند ہواؤں کے مجموعوں کے
الْاَسْمَاءُ وَالصِّفَاتِ بَلْ كُنْتُ لَهَا سائے ایک پتا بھی نہیں سکتا ہے نہیں
كَيْفَ تَرْتَبِكُ لَيْسَ لِلْعَدَمِ رَجُوعٌ امارت و صفات کے مالک کی قسم ہرگز
تَلْقَاءُ الْعَدَمِ قَدْ جَاءَ اَمْرُكَ الْبَرُّ نہیں۔ بلکہ وہ ہوا میں ہر طرح اور
وَأَنْظُرْ بِذَنبِكَ بَيْنَ الْعَالَمِينَ ہر طرح جا پہنچی اسے اُڑا سکتے
اِنِّي لَمَّا كُنْتُ اَكَا كَالْمَلِيَّتِ تَلْقَاءُ پھر بھی قدیم کے سائے فانی چیز کا
اَمْرُكَ قَلْبِيْ يَدُ ارَادَةِ رَبِّكَ وجود نہیں۔ اسی کا حکم آیا جو کسی طرح
الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مل نہیں سکتا اور اسی نے مجھے جہاں کی
اَحَدًا اَنْ يَتَكَلَّمَ مِّنْ تَلْقَاءُ میں اپنے ذکر کے ساتھ گواہ کیا۔ میں اس کے
نَفْسِهِ بِمَا يَعْتَرِضُ عَلَيْهِ حکم کے آگے بے اختیار ہوں۔ تیرا پروردگار
الْعِبَادِ مِنْ كُلِّ وَجْهِ وَتُرْفِيْ جو نہایت ہر مان۔ رحم والا ہے اسی
لَا اَدْرِيْ عَلَمُ الْعَالَمِ اَمَّا الْقَادِرُ کے ارادے کے ماتم نے مجھے جو بحر
اَلَا مَنْ كَانَتْ مَوْجِدًا مَّتَّ جاپا پھر دیا کہ کسی شخص کو جزا ت ہو سکتی ہو

لَدُنَّ مُّقْتَدِرٍ قَدِيرٍ
(باب الحیات ۱۱۲)

کر دہ اپنی طرف سے ایسی باتیں
زبان سے نکالے جس کو سنتے ہی
خدا کے تمام اعلیٰ اور ادنیٰ بندے اس پر اعتراض کی بوجھا کر گئیں
متم ہے اس ذات پاک کی جس نے قلم کو عالم قدم میں سراسر رکھا ہے یہی
باتیں جو اس شخص کے جو خدائے قادر و مقتدر کی طرف سے مؤید ہو اور کوئی
اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔

ملاحظہ کیجیے: کس شان اور تختی سے مؤکد القیم اپنی ماموریت
کا اعلان فرمایا ہے اور اعلان بھی کس کے سامنے؟ ایک علیل اللہ سلطان
کے سامنے۔ یہ الفاظ اسی لوح کے ہیں جس کے کلام الہی ہونے کی شہاد
حضرت جبار اللہ کے قاصد میرزا بدیع نے اپنے خون سے دی ہے۔ یعنی
جب یہ لوح میرزا بدیع نے بے خوف و ہراس انتہائی جرأت اور وقار
کے ساتھ حضرت سلطان ناصر الدین شاہ قاجار کی خدمت میں پیش کی۔ تو
علمائے حضرت بدیع کے قتل کا فتویٰ صادر کیا۔ یہاں تک کہ تہایت بیزار
اور سفاکاد طریق پر ان کو قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل اسی کتاب
باب الحیات میں موجود ہے۔

۱۱۳ پر ایک مناجات کے الفاظ ہیں
وَأَنْتَ تَعْلَمُ يَا إِلَهِي يَا قُدُّوسُ
اَرَدْتُ فِي أَمْرِكَ أَمْرًا دَعَا
عَمْرًا فَكَلِمَتِي إِكْرَامًا وَقَدْ أَرَدْتُ
بِهِ رِضَاكَ وَإِظْهَارَ عَمَلِي
بِهِ بِسَطَانِكَ تَرَانِي يَا إِلَهِي
مُتَعَبِّرًا فِي أَرْضِكَ إِنِّي أَخَذْتُ
مَا أَمَرْتَنِي بِهِ لَعَلَّ مَنْ عَلَى
خَلْقِكَ وَأَنْتَ أَتَرَكُ مَا أَمَرْتُ
بِهِ مِنْ عِنْدِكَ أَكُونُ مُسْتَوْفًا

لِسَيِّطِ قَهْرِكَ وَلَعَلَّيْهِ أَعْنُ
رَبِّكَ قُرْبِكَ لَأَوْعِزَّ بِكَ
أَقْبَلْتُ إِلَى رِضَاكَ وَأَعْنُ
عَمَّا تَهْوَى أَنْفُسُ عِبَادِكَ
وَقَبِلْتُ مَا عِنْدَكَ وَتَرَكْتُ
مَا بَعْدَكَ فِي عَنِّ مَكَامِينَ
قُرْبِكَ وَمَعَارِجِ عِرْكَ وَ
عِرَّتِكَ يَحْبُكَ لَا أَجْزِعُ
مِنْ مَتْعَةٍ وَفِي رِضَاكَ لَا
أَفْزِعُ مِنْ سَلَايَا الْأَرْضِ
كُلِّهَا لَيْسَ هَذَا إِلَّا
بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَنُصْرِكَ
وَعِنَايَتِكَ مِنْ غَيْرِ اسْتَحْقَاقٍ
بِذَلِكَ ۵

پس میں اور ان چیزوں کو چھوڑا جو مجھے مقاماتِ قرب اور بلند مراتب و کسب
متم ہے تیری عزت کی کہ میری محنت میں کمی بات سے نہیں گھبرانا اتیری
رضامیں دنیا کی کمی بار سے نہیں ڈرنا۔ مجھ کو یہ بات تیری ہی مدد و قوت اور

نفل و عنایت سے حاصل ہے ورنہ دراصل میں اس کا متحمل نہیں ہوں۔

۱۱۴ پر ایک عالم سے یوں خطاب ہے:-
اِنْصَبْ يَا عَبْدَ هَٰذَا اللَّهِ
هُوَ الْفَاعِلُ عَلَى مَا يَشَاءُ أَوْ
مَا يَسُوَاهُ تَبَيَّنَ وَلَا تَكُنْ
مِنَ الصَّامِتِينَ لَوْ تَقُولُ مَا
مَا انْصَبْتُ فِي الْأَمْرِ شَيْئًا
بِذَلِكَ كُلُّ الذَّرَاتِ وَعَلَى رِجْأِهَا

۱۱۵ پر ایک عالم سے یوں خطاب ہے:-
اِنْصَبْ يَا عَبْدَ هَٰذَا اللَّهِ
هُوَ الْفَاعِلُ عَلَى مَا يَشَاءُ أَوْ
مَا يَسُوَاهُ تَبَيَّنَ وَلَا تَكُنْ
مِنَ الصَّامِتِينَ لَوْ تَقُولُ مَا
مَا انْصَبْتُ فِي الْأَمْرِ شَيْئًا
بِذَلِكَ كُلُّ الذَّرَاتِ وَعَلَى رِجْأِهَا

ذَٰلِكَ الْمَثَلُمُ الصَّادِقُ الْكَايَنُ
وَلَوْ قَوْلُ رَّبِّهِ هُوَ الْمُخْتَارُ قَدْ
أُظْهِرَ فِي الْبَاقِي وَارْتَضِيَ وَ
الْقَطْعُ بِالْآيَاتِ الَّتِي فَرَغَ
عَنْهَا مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
إِلَّا مَنْ أَخَذَتْ لَهْفَاتُ الْوَحْيِ
مِنْ كَذَبٍ ذَٰلِكَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

اس بات کے شاہد ہیں اور ملازمین
تیرا پروردگار کام فرمائے والا صادق
امین خود گواہ ہے اور اگر تیرا قول یہ
ہے کہ بیشک وہی مہتر ہے تو اسی
مختر مطلق نے مجھ پر حق طور پر ظاہر
فرمایا اور بھیجی اور اسی آیات کے ساتھ
مجھ کو کیا جس سے تمام آسمانوں اور زمینوں

والے گہرا لٹھے۔ سو اس کے جسے تیرے پروردگار غفور الرحیم کی بارگاہ سے وحی
کے جھوٹوں نے سرشار کر دیا ہے

متذکرہ صدر ہر دو خواججات کو انجور ملا خطہ کیجئے۔ قیس کھا کھا کر
مختر مطلق کے سامنے والوں کے سامنے اپنے آپ کو صحت اور صحت
مختر مطلق ہی کا بھیجا ہوا بتا رہے ہیں اور مختر مطلق کے آیات نازل
کرنے اور ان کے ذریعے گویا ہونے کا اذکار۔ انتہائی تہذیبی کے
ساتھ پیش کیا ہے۔

دہ، پھر ہی لوح میں کتاب مذکور کے ۲۳۳ پر اپنا وحی الہی سے بیدار
ہونا، وحی الی اللہ ہونا نہایت زور دار الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرمایا
تَاللّٰهِ قَدْ كُنْتُ رَاقِدًا هَرَبْتَنِيْ
لَفَحَاتُ الْوَحْيِ وَكُنْتُ هَاهُنَا
الْقَطْعُ ذَٰلِكَ الْمُفْتِدُ الْقَوْدُ
لَوْ لَا أَمْرُهُ مَا أَظْهَرْتُ نَفْسِيْ
قَدْ أَحَاطَتْ مَشِيدَتُهُ
مَشِيَّتِيْ وَاقَامَتِيْ عَلَى أَمْرٍ
بِهِ وَرَدَّ عَلَى سَهْلٍ أَمْ لَمْ يَكُنْ
أَقْرَأَ مَا تَرْتَاةَ لَمْ يَكُنْ لَوْ
يُتَوَقَّنُ بَأَنَ الْمُسْلُوكِ

خدا کی قسم میں سویا ہوا تھا۔ وحی کے
نفحات نے مجھے بیدار کیا۔ یہ قلم و شمشیر
نصایر پروردگار نے مجھے گویا
اگر اس کا حکم نہ ہوتا، میں اپنے آپ کو
ظاہر نہ کرتا۔ بیشک اس کی مشیت
نے میری مشیت کو گھیر لیا اور مجھ پر ایسے
امر پر کھڑا کیا جس کے سبب مجھ پر کھڑا
کے تیرے۔ ہم نے جو متوک کئے
نازل کیا ہے اسے پڑھ تاکہ تجھے یقین

يُنْطَلِقُ بِمَا أَمَرُ مِنْ كَذَبٍ
عَلَيْهِمْ خَيْرٌ وَتَشْهَدُ بَأَنَّهُ
مَا مَنَعَهُ الْبَلَاءُ عَنْ ذِكْرِهِ
مَا لَكَ إِلَّا مَسْأَلَةٌ فِي السَّجْنِ
دَعَا أَلْكَ إِلَى اللَّهِ وَمَا حَقَّقَهُ
مِطْوَعُ الظَّالِمِينَ - اسْتَسْتَعِ
مَا يَنْدَرِيكَ بِهِ مَطْلَعُ الْآيَاتِ
مِنْ كَذَبٍ عَنِ خَيْكِيمِ ه

کہ یہ ملوک وہی باقی کرتا ہے کہ
علیم و خیر کی بارگاہ سے حکم ہو رہا ہے
تو آگاہ ہو جائے کہ بیشک بار ایسے
الکب سمار کے ذکر سے دروک مکی۔
قید خانے میں بیٹھ کر سب کو خدا کی جانب
بٹایا اور ظالموں کی سطوت اٹے باطل
خوفزدہ ذکر کی سن کر باغ و عزیز و حکیم
مطلع آیات تجھے نافرما رہا ہے

ای لوح میں کتاب مذکور کے ۲۳۳ پر حضرت مسیح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا
تَشْهَدُ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ
عَلَى قَتْلِهِ أَعْلَمَهُ عِلْمًا الْعَصَمِ
وَأَمَّنْ بِهِ مَنِ اضْطَرَّ الْحَوْتَ
كَذَلِكَ يَنْبَغُكَ مَنْ أَرَادَ
اللَّهُ بِأَمْرٍ أَمْرًا مُسْتَعِ
رَتِ الْعَالَمِ مَنْ عَرَفَ الْخُلُومَ
وَقَارَبَا نَوَارَ الْوَجْهِ وَكَانَ
مِنَ الْمُقْبِلِينَ - لَا تَكُنْ
مِنَ الَّذِينَ قَالُوا اللَّهُ دُبُّكَ
فَلَمَّا أَرْسَلَ مَطْلَعُ أَمْرِهِ
بِالْبَرِّ هَاكَ كَفَرُوا بِالرَّحْمَنِ
وَأَحْسَمُوا عَلَى قَتْلِهِ كَذَلِكَ
يَنْصَحُكَ قَلَمُ الْأَمْرِ لَعْدٍ
أَرَدَّ جَعَلَهُ اللَّهُ غَنِيًّا عَنِ
الْعَالَمِينَ

میں نے اپنے مہتر کو قتل کیا
اور مطلع امر کے قتل پر مجبور ہوئے
میں نے اپنے مطلع امر کو قتل کیا
اور مطلع امر کے قتل پر مجبور ہوئے

کتاب اقتدار صفحہ ۵۴ پر لکھا ہوا :-

فَذَلَّلْنِي لِلَّهِ وَأَرْسَلَنِي
إِلَيْكَ بِآيَاتِ نَبِيَّاتٍ
وَأَصْدَقَ مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ
مِنْ كُتُبِ اللَّهِ وَصَحَافِهِ
وَمَا تُزِيلُ فِي الْبَنَاتِ
وَقَدْ شَهِدَ لِنَفْسِي
دَبْكُكُمْ الْعَزِيزُ الْمُنَانُ -

(ترجمہ) مجھے خدا نے مبعوث فرمایا
اور کھلی کھلی آیات دیکر تمہاری
طرف بھیجا ہے۔ میں تمام کتب
صحفِ الہی اور بیان کی تصدیق
کرتا ہوں اور تمہارا غائب مومن
پروردگار میری گواہی دے
رہا ہے ؟

ملاحظہ کیجئے کس صراحت اور وضاحت سے اپنا مبعوث
من عند اللہ اور مرسل من اللہ ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے اور جو کتب
مقدسہ کا اپنے آپ کو مصدق کہا ہے۔

(۸) الواح مبارکہ حضرت بہاء اللہ ص ۶۵ پر لکھا ہے :-

هَذَا الْيَوْمَ فِيهِ أُنِّي مُنْتَرِفٌ
الْوَحْيُ بِآيَاتِ نَبِيَّاتٍ
عَنْ أَحْصَاهَا الْخُصُوفُ
سُر ۲-۱ أَظَنَّتْ بِاللَّهِ
يَنْحَطُّ شَأْنُ الْأَمْرِ كَأَنَّ الَّذِي
جَعَلَهُ اللَّهُ مُهَيِّطَ الْوَحْيِ
إِنَّ أَنْتَ مِنَ الَّذِينَ هُمْ
يُحَقِّقُونَ ۵ سُر ۹۲

یہ وہ دن ہے جس میں مشرقی وحی
ایسی آیات نبیات کے ساتھ آگیا
جس کے اندازے سے حساب الے
عاجز آگئے۔ کیا تو نے یہ بیان
کیا کہ شہادتِ شانِ امر گھٹ سکتی ہے؟
نہیں! یہی قسم جس کو خدا نے مہیط وحی
بنایا (پہر گز نہیں) اگر تو سمجھے والوں
میں کو ہے (تو سمجھ گیا)

ملاحظہ کیجئے کس زور اور تھدی سے اپنے آپ کو مشرقی وحی الہی بتایا
ہے اور مشرقی وحی بھی وہ جسے خدا نے مہیط وحی قرار دیا۔

(۹) ادعویٰ محبوب کے مشد پر ایک مناجات کے الفاظ ہیں :-

يَا لَيْتَ يَا إِلَهِي وَجَدْتُ أَدْنَا
وَأَمِيَّةً وَقُلُوبًا مَطْمَئِنَةً وَ
يَا إِلَهِي كَأَنَّ فِي مِثْقَالِ كَنْ
اور ایک دل اور پاکیزہ جانیں

الْأَنْفُسَ تَرَكِيَّةً وَصُدُورًا
مُنِيرَةً وَالْأَبْصَارَ حَادِيَةً
وَالْقَلْبَ عَلَيْهِمْ مِمَّا أَطْلَعَنِي
بِحُجُودِكَ وَعَلِمَتْنِي بِفَضْلِكَ
وَالطَّافِكَ وَأَنْتَ يَا إِلَهِي
أَيَقْلَتْنِي بِحُجُودِكَ وَأَقَمْتَنِي
عَلَى مَقَامِ نَفْسِكَ وَالطَّفَقَتْنِي
بِشَنَائِكَ وَأَمَرْتَنِي بِخَيْرِ الْأَعْمَالِ

اور روشن سینے اور تیز نظریں پاتا۔
اور جو کچھ تو نے مجھے اپنی بخشش سے
الہام کیا اور اپنے فضل الطاف سے
کھلایا، اُن پر القادر تار۔ یا الہی تو نے
مجھے اپنے خود کو کرم سے میدار کیا اور اپنا
قائم مقام بنایا۔ اور اپنی تعلیم میں
مجر کو اپنی بخشی اور تمام پرے پاک کر دی
کے لئے نیکو امور فرمایا۔

یہ مناجات میں خدا سے الہام ہونے اور اس سے کیجئے اور
اپنے نامور من عند اللہ ہونے کا صاف اعتراف ہے۔

کیفیت نزول وحی

لوح بن ذنب اردو ترجمہ کے مشد پر کیفیت وحی کا یوں ذکر ہے۔

راویوں میں سے ایک رات عالم رویا میں بہت ہی بے پروا
شأنِ دیا۔ اَنَا نَفَّضْتُ بِكَ وَقَلَمُكَ الرَّخَمَ عَنْ
وَرْدٍ عَلَيْكَ وَلَا تَخَفُ أَنَّكَ مِنَ الْأَمِينِينَ. سُبُو
يَبْعَثُ اللَّهُ كُنُوزَ الْأَرْضِ وَهُمْ رِجَالٌ يَتَعَمَّقُونَ
بِكَ وَيَسْمَعُونَكَ الَّذِي بِهِ أَحْيَا اللَّهُ أَهْلَكَ الْعَالَمِينَ

(ترجمہ) بہتر ہے اور تیرے قلم کے ذریعہ تیری مدد کریں گے۔ جو کچھ مصیبت تو پر پڑتی ہے
اس سے غلین ہو اور خوف ذکرِ یقیناً تجھے امن ملیگا۔ عنقریب خدا زمین کے
خزانے برپا کرے گا۔ اور وہ لوگ ہیں جو تیرے ذریعے اور تیرے اس نام کے
ذریعے تیری مدد کریں گے جس سے خدا نے عارفوں کے دلوں کو زندہ کر دیا ہے

(۱۲) الواح مبارکہ صفحہ ۴۹ پر سنہرے لکھا ہے :-

إِنَّا الْأَحْيَاءُ أَنْ تَذْكُرَ أَزِيدُ
عَمَّا ذَكَرْنَا هَذَا كَمَا مَا أَلْقَى الرَّحْمَنُ
جو کچھ میرے ذکر کیا ہے اس سے زیادہ ذکر کرنا ہم
پسند نہیں کرتے اور ہم اس چیز کا ذکر

عَلَىٰ قَلْبِي أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
الْعَالِمُ الْمُفْتَدِرُ الْمُهَيِّمُ
الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ

(۳) الواح مبارکہ صفحہ ۵۰ پر ارشاد ہوتا ہے

وَالَّذِیْ قَلَّمَا بِأَمَّا فَخَرَاتَا
کَتَبَ الْقَوْمَ وَمَا أَطْلَعَنَا
عِنْدَهُمْ مِنَ الْعُلُومِ کَلَّمَا
أَرَدْنَا أَنْ نُنْذِرَکَ بَيِّنَاتٍ
الْعُلَمَاءُ وَالْحُكَمَاءُ یُظْهِرُ مَا
ظَهَرَ فِي الْعَالَمِ وَمَا فِي الْکَلْبِ
وَالشَّیْءِ فِي لَوْحِ أَمَامَ وَجْهِ رَبِّکَ
نُورِیْ وَنُکَلِّبُ إِنَّهُ أَحَاطَ
عِلْمُهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
هَذَا لَوْحٌ رَقِمْ فِیْهِ مِنَ الْعِلْمِ
الْمُکْتَوْنَ عِلْمٌ مَا کَانَ وَمَا یُکُونُ
وَلَمْ یُکُنْ لَهُ مَتَرَجِمٌ إِلَّا
لِسَانُ الْبَدِیْعِ اِنْ قَلْبِی
مِنْ حَیثُ هُوَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ
مُتَجَدِّدًا عَنْ إِبْرَارَاتِ الْعُلَمَاءِ
وَبَيِّنَاتِ الْحُكَمَاءِ إِنَّهُ لَیُحْکِی
إِلَّا عَنِ اللَّهِ وَخَدَاکَ یَشْهَدُ
بِذَلِكَ لِسَانُ الْعَظَمَةِ حَیْ
هَذَا اَلْکِتَابُ الْمُبِیْنُ ه

کرتے ہیں جو روح نے میرے دل پر
ڈال کر، کوئی معبود نہیں مگر وہی عالم
مقتدر، مہین، عزیز، حمید :

اور تو جانتا ہے کہ ہم نے لوگوں کی کتابیں
نہیں پڑھیں اور ہم ان کے علوم سے
واقف نہیں۔ مگر جب بھی ہم علماء و حکماء
کے بیانات ذکر کرنا چاہتے ہیں تو جو کچھ
دنیا میں ظاہر ہو چکا اور جو کچھ کتب الواح
میں ہے تیرے مرنے کے روبرو ایک
صاف لوح میں ظاہر ہوتا ہے جسے
ہم دیکھتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ یقیناً اس کا
علم تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے
یہ ایک لوح ہے جس میں قلم کونوں نے
گذاشتہ اور آئندہ کا علم لکھ دیا ہے
اور جس کا سوا سے میری زبان بدیع
کے اور کوئی مترجم نہیں۔ میرے دل کو
خدا نے اس شان و مشیت میں غلبہ کے
اشارات اور حکماء کے بیانات و حقائق
رکھا ہے۔ یہ صحتِ خدا کی حکمت سے
حکایت کرتا ہے۔ اس بات کی گواہی اس
کتابِ مبین میں غفلت کی زبان
دے رہی ہے۔

(۴) الواح مبارکہ صفحہ ۱۹۵ پر مطلوبہ مصرع میں لکھا ہے :-

کہہ دے کیا قلم اپنے جی میں خیال کرتے ہو کہ

هَذَا الَّذِیْ یُنْقِطُ عَنِ الْهَوَىٰ
لَا فَوْحًا لَهُ اِلَّا الْجَنِّ بَلْ کَانَ
وَأَقْدَابًا لِّمَنْظَرِ الْأَعْلَىٰ وَیُنْقِطُ بِمَا
لَقِقَ نَوْحَ الْأَعْظَمِ فِي صُدْرِهِ
الْمُکَرَّمِ دَرِ الْأَصْفِ تَاللهِ الْحَقُّ عَلَا
سَدِّدَ الْأَمْرِ فِي حَبِیْرَةِ الْقَصْفِ
وَعَرَّجَهُ قُوَى الرُّوحِ فِي مَلْکُوْتِ
الْأَسْفِ وَیُنْقِطُ بِالْحَقِّ فِي کُلِّ
حَبِیْرٍ یَّمَانِطُ لِسَانَ الْأَمْرِ فِي
مَهَادِقِ الْأَخْفَا ه

یہ نوحان (سپہا سالار) اپنے ہوا و ہوس
کی نوحا ہے۔ اسی کے جمال و روشن کی تتم
اسی نہیں۔ بلکہ وہ مستقرِ اعلیٰ کے ساتھ
کھڑا ہے اور وہی کچھ کہہ رہا ہے جو
روحِ اظم نے اس کے پاک صاف کشتن
سینے میں کلام کیا۔ خدا کی قسم، اسے
شدید الامر نے تعلیم دی ہے حیرت انگیز
میں۔ اور قوی الزمر نے اسے ملکوت کی
میں وفان دیا ہے اور ہر دم حق و راستی
کی لکھائی دی کچھ ہوا و ہوس و ہوا و ہوس
لسان الامر نے کلام فرمایا۔

(۵) اوعیہ محبوبہ ۱۹۶ پر فرمایا :-

أَتَىٰ قَرِیْ حَبِیْرٍ الْوَحْیَ یُخَرِّکُ
قَلْبِیْ وَتَرْجَعُشْ أَرْکَاخِیْ
.. ..

دہرہ، اسے پردہ دار، اتو دیکھتا ہے
کردی کے وقت میرا قلم جلتا ہے اور
میرے اعضا مرتلش ہوتے ہیں۔

اس ارتعاشِ معین الوہی کی کیفیت کتاب الشیخ میں یوں بیان ہوئی ہے فرمایا :-
”ارض طاک کے قید خانہ میں تھڑے کے ایام میں بریلوں کی
تخلیق اور بدبودار ہواؤں کے باعث نیند بہت ہی کم
آتی تو ایسا عسوس ہوتا تھا کہ سر کے اوپر سے کوئی چیز سینے
پر گر رہی ہے۔ جیسے کوئی بڑی نہر بلند پہاڑ کی اونچی چوٹی کی
زمین پر گر رہی ہو۔ اور اسی سبب سے تمام اعضا سے
آگ کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور اس وقت زبان وہ
کچھ ڈھمکتی جیسے سننے کی کسی کو تاب و طاقت نہیں۔“

اردو ترجمہ کتاب الشیخ موسوم بہ لوح ابنِ ذؤب صفحہ ۱۶، سطر ۱۰ تا ۱۱



قسمت فارسی

اشراق نیر آفاق

(انتقائات کلمات از کتاب مستطاب اقتدار)

این مظلوم بهمت تمام درسیالی و ایام بعد از ورود عراق باذن حضرت سلطان بهذیب نفوس و تطهیر افئده و قلوب برخواست و از فضل و عنایت حق جل جلاله نزع و فساد و جدال را منع نمود منافع عظیمی فی الکتاب و عباد را باهمال طیبه و اخلاق مرضیه امر نمودیم قریب چهل سندی شود که در هیچ محل نازح ثبت نشده بلکه بکوشش نصایح الهی و حکمت ربانی علی افت در مقدور سکون و خاموشی پذیرفت (صفحه ۹۰۸)

اگر بعضی عباد از مدیهوی و قلب شان از انقباض فارغ و طاهر شود مشاهده نمایند انچه را که الیوم از ان محرومند (صفحه ۹۰۸)

بعضی از سائیلین که در مجالس وارد میشوند و مقصودشان اطلاع بر احکام الهی است و بر نهی محض استنار و القای شبه و قلوب بعضی از ذلک معهم سمیع و بری و هو السميع البصیر این خلق را دیده و میشناسی انکشی لطیفین ذباب مشغول و از تغذات حمامات فردوس اعلی ممنوع و محروم (صفحه ۹۱۱)

اگر این امر اعظم را انکار نماید چه امری لائق قرار است و یا قابل اثبات - بگو این اثبات را محو اخذ نماید

این قیام مقدس از جلوس و قعود بود و هست (صفحه ۹۱۱)
تو شاید و عالم گواه که این مظلوم بعد از اشراق نیر آفاق از انقیاد عراق بدو قاصد حقیقی و یک معنوی دریایی و ایام اهل ایران را با نیت عنایت مقصود عالمیان دعوت نمود آن دو پیک آمده و خامه بود - در جمیع احیان کوشش از قلم جاری و تسلیل بیان باراده امام و جوه ظاهر و مقصودی جز اصلاح عالم و تهذیب نفوس اعم نبود (صفحه ۹۱۱)

امروز بجز تواج و شمس مشرق و نور ساطع هر نفسی با قبال و محذرت او لیاقاز گشت او از اهل بهار در قیوم اسما از قلم اعلی مذکور و مرقوم (صفحه ۹۱۱)

از مطلع امر ظاهر نمی شود مگر انچه سبب علو و سمو و محبت و الفت اتحاد عباد است ان الله هو (امر الحکیم رحمت) این ظهور ظهور رحمت کبری و عنایت عظمی است چنانکه حکم جاهد از کتاب محو نموده و منع کردن و مبعاشرت با جمیع ادیان بروح و رحیمان امر نموده - (صفحه ۹۱۱)

شہادتِ شترقین و دشمنان در بابِ امرِ بہائی

نقل از کتاب گلیم (سال ۱۹۳۲ء) - بقلم سر فرانسسیس یانگ ہر ہند

و جاذبہ شخصیتِ خویش توانست اینگونه نفوس را از غنی و فقیر، عالم و جاهل، با میان خود در متابعتِ تعلیمِ خویش مبعوث نماید بطوریکہ جانِ ہدایتِ گمگلو و رصاصہ کنندہ و بلاد رنگ و محاکمہ بقرابانجامہ فلاشتاقتند و یا عرصہٴ هجومِ اعدا گشتہ تا بنیغ و ازادہ جسمشان قطعہ قطعہ گردد و یا بدرا آدیمینہ شوند و خند گردند و یا آنکھ با تیر کما صدشان مشکب گردند و جسمشان در جلو توپ و گلولہ قرار دادہ شود و ہنوز جسمِ غیرتِ از طبقاتِ تہمازہ در ایران و ترکیہ و مصر فوج فوج بسوی دیا تشش بشتابند و پیرویِ اطاعتش را گردن نہند - یقیناً حیاتِ گراہنہایش از دقاتع بسیار مہمتہ در قرونِ اخیرہ است کہ شایانِ تحقیق و مطالعہ بسیار میباشند و خوش نجاتانہ این تحقیق و مطالعہ را گو مینوی فرانسوی Gobineau و پرنسور ای۔ جی۔ ہردن جمع و لتقیب نمودہ اند و اینک ما میتوانیم بہرہوتِ روس مسائل را بانظرہٴ علمی تحقیق و مطالعہ نمایم -

باین نحو حضرت باب فقط درس سی سالگی یعنی در ششہ دورہٴ سالتِ خویش پیاپی رسانید نسبت بہ تعاقبیتِ امر و صدق گفتار شری کہ اذعان نمود من عند اللہ مبعوث گشتہ طسہٴ زہ شہادت و جان بازی حضرتش اتوی دلس و برکان و در قبال این داعیہ کہ از برای نجات و اصلاحِ عالم ظاہر شدہ باشعیتِ جان جان خود نثار فرمود جاذبہٴ حضرتش در نفوس بنگواہی صد بل ہزاران نفوس کہ لغتہ جان برکت نہادند جمعی واضح و بربالے قاطع است -

مضنوع و محویتِ حضرتش چنان بود کہ خود را فقط از تہمہ

داستانِ حضرت باب موسم بہ میرزا علی محمد داستان شہادت و شجاعت روحانی و بی نظیر است کہ در تاریخ سواہاوا Sambhava نیز سالیقہ داشتہ روحانیاتی کہ روح حضرتش را با آتش عشق و محبت برافروخت جو الے با عدم نفوذ و مقامِ چنانی و فاقدہٴ فضاک و کمالاتِ صوری کہ فقط در پرتو بصیرت و قوہٴ معنوی توانست درون و معانیِ اشیاء را کشف و حقیقتِ ہللیہ را مشاہدہ نماید و لب و باغری را رخ و ایمانے بلند بہ بصیرتِ خویش متک جستہ امر خود بہ عالم و عالمان عرصہ داشت چنانکہ نفوسِ بادل و جان بلبش اقبال نمودہ حضرتش را رجوع بسج دانستند و در متابعتِ او امر و احکامش انواعِ عن و بلایا و حتی مرگ را استقبال نمودند - ظہیرش در تاریخ بشریت از دقاتع بسیار بزرگ و در شانِ بشاہیر بود و سواہاوا آرزوی وصول و میل با یتقام داداشتہ و نیازمند بودہ است ہر اثر اقدامِ این نابغہٴ عظیم مٹی کند و داستانِ حیرت انگیز حضرت باب را مرثیق و مستور زندگیِ خویش قرار دہد - اعراض و ہمبست فوق العادہ حضرت باب قابلِ انکار نیست زیرا حضرتش مداین سبیل جان خویش نثار فرمود و مٹا در پیام حضرت باب حقیقی موجود است کہ سببِ اطمینانِ قلوب و انتخابِ ارواح گشتہ ہزاران نفوس بشہد فلاشتاقتند و اینک ملیوہا را ہ بندی و عبودیتش پیشِ محرمست -

اگر جواسلے فقط در طی شش سال رسالت بواسطہ پاکیزت

در عالم بود و نازہ عشق و محبت حقیقی نسبت بحضرت باب مقصد
اعلایش در طلعتِ اہلبی و سائرین شعلہ در محبتی کہ بزمِ مودتین
و قانعِ کائنات چشمِ اہلبی تا کنون شہش را ندیدہ و قلبِ اقربا
نظیرش را مشاہدہ نمودہ است اگر جمیع اعضاءِ عالم بہ اقلام و بحبار
بہ مرکب و زمین و آسمان بطوار کاغذ تبدیل شود و جمیع بوصف و
بیانِ انیقام پر خیزند از عہدہ شرح و تبیینِ این عشقِ ریختہ
این عشق و علاقہ دینی هنوز وجود داشت و از برای پیشرفت امر کافی
بود حضرت بہار اللہ ہستی و اموال بہت راجع دادند از آشنائے پونہ
گذشتند و از وطن مآلوت منعی و سرگون گشتند حتی در فنی و دنیا
بزندانی و گیر بستلہ و از معاشرت با ناسِ ممنوع شدند معذالک مرح
در وجودِ مبارکشان حیات داشت بلکہ در اثر شدائد و اظالمات کہ
پیوستہ تحمل می فرمودند بر تملک و صفای این روح میافزود۔

حضرت بہار اللہ با حق ارادہ و کمال عقل و دہی از خویش را
کہ امروزہ بدین انتہائی معروف گشتہ اول در زمیں و دنون
بعنداد و بعد از سخن عکار در سودیہ بلند فرمود و روز ہمزبان را
نقد ویت کرد تا آنکہ بکمال سکون و وقار در عالم انتشار یافت۔
و امروزہ در اردپا و امرکیا و همچنین ہندستان و مصر نفوذ نمودہ۔
و بقایای جسم حضرت باب کہ سالہا در نہایت مراقبت سر حفظ
و نگہداری شدہ بود اکنون در مقام اعلیٰ در جیل کرل کرناٹکا و
زارین از جمیع اقطار عالم است قرار داد۔

نقل از روزنامہ کرشنجی کا مان دلت مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۱۳ء
در تحت عنوان حضرت عبداللہ بہار و اسکندر

حضرت عبداللہ بہار در ۳۱ دسامبر در حضور عہدہ ای کشیک کہ بسید
ملاقہ شد با شمع بیاناتشان بودند و کلیہ منچستر در اسکندریہ و نون

و نقطہ ای ازان کتابِ عظیم و شنبہ ازان بکرناٹکای دلعینی
شخص بزرگواری کہ در پس پردہ عزت است و تمامی اسرار و
معضلات را میان خود فرمودہ خواندہ حقیقتہ ازین ظہور اثرات
عظیمہ ظاہر شد امرش روز بروز وسیع شد و بزرگی و عنایت بآزد
و هنوز مستقبل عظیم و روشنان در پیش دارد۔

در اثنا شش سال رسالت کہ چہار سہ با سارت گذشت
تہای ایران را بکلم و اسرار خود مملو فرمود و پس از ختم حیات و شہادت
دامتہ تعویذ این امر بہ ترکیہ و مصر و ہندومتی اروپا و امریکا کشید
و امروزہ عدد تابعین این دیانت بلیونہا نفوس بالغ است و
در بین عموم روحی کا در کما کجفتہ پیوند بردن نفوذ فوق العادہ این روح
ممکن نیست در تہای بشر و انسانی تاثیر نہ نماید۔

چندین سال است من بطورِ دینانت بہائی و پیشرفت آن
ملاقہ منشد شدہ ام۔ اساس و منشای این امر متسلط بگذشتہ است و
بایستہ نیز با نظر بسیار صائب و وسیع نظر دارد پیامش و عدت
عالم انسانی است و بکمال ہمت و شاط بیروانش از برای پیشرفت
صلح و سعادت و فلاح ائم کار میکنند دست حق پناہ شان و کاسایی
و موفقیت نصیب شان باد۔

(نقل از کتاب اسرار و موزجدید) (سال ۱۳۴۵ و صفحہ ۱۴۲)

شہادت حضرت باب در ۹ ثویہ ۱۸۵۰ یعنی سی و یکسال پس
از انقضای ولادت شریفشان واقع شد جمیع مضری حضرت باب ازین
جہان رخت بر بست و نور روح حضرتش بچنان دفع و جاوید ماند
حسین در اثنا ی مجاہدہ مقتول شد و قدوس با حالت اسارت
شدید گشت ولی حضرت بہار اللہ حیات داشتند من نظیرہ اللہ

منقحات امریہ

(ترجمہ از جلیلہ جاتیان نیو سکاٹلہ اور دھرم لکھنؤ نروری مٹو)

مطالعہ کنندگان باید بخوبی بدہین واضحہ را در نشر معنویاتی کہ میں ایم ادراک نموده باشند در حدود ماہ نومبر ذکر شد کہ عبارت دلہ آدور عنوان مزونی شدہ حتی قبل از طبع کتاب ستر دزمی بہ نیو دلہ اور در این عنوان یک محل عمومی برای تعین را دیو بود و با نیکو لفظہای ہندوگان ملکوت و عال کینسہ را میخواندند کہ کم کم ہیبت این عبارت از میان رفت ولی نقیض برای اکثر خلق عالم بیش از پیش مطلوب و پسندیدہ آمد۔

اچہ از نقشہ را برای وضیعت متقی حیات بدیدہ امر دوزہ در عالم موجود محقق و بشیر است مگر چون امتنک و متشبت بشر و حضرت بہار اللہ ہستم و انتشار تعالیم دوعانہ کہ علت تائیس چنین نظای است ملامت خواہیم نمود و در دفع حمایت نفوس کہ خودشان باعث السداد طریق ہدایت شدہ اند میگوئیم۔

منظور نظر و عدت عالم وصفات حیات روحانیت۔ ہیچ نفی نمیکنند کہ مقصود از کلمہ روحانی چیز بہم مستور است روحانی چیز لیست خلق بروج انسانی وصفات و اخلاق منوی کہ انسان را از حیوان تمیز دہد و اورا نزدیکتر ان شکل نماید کہ مصور شدہ تمام اخلاق حسنہ وصفات مرضیہ از عالم روحانیت کہ در الباطن ہیبت جامعہ بشری را منظم مینماید مدون این جائزہ و اخلاق و رفتار مدوحہ منظر الہی است مسیح الہی است کہ در ہر عصری الارادہ حق و شریعت ملکوتی را بحسب استعداد خلق زمان ظاہر میفرماید۔ خلق امر دوزہ نقشہ این سبیل معرفت و ہدایت شدہ و آردا در نمودر حضرت بہار اللہ خواہنایا

ترجمہ تقریر کنفرانس جوانان بہائی

حضرت عبدالبہار میفرماید۔ ای حواریون حضرت بہار اللہ روحی لکم الصناد

نمودند ترجمہ ایرانی زبان آئی خویش اتقای خطا بہمنہ نمود و میرزا احمد بہار ترجمہ میکند انلین کارپنٹر ESTLIN CARPENTER رئیس دار الفنون دایست جلسہ را بعبہ داشت و مناطق بزرگوار را باہن تو معرفتی نمود کہ مختار نیل باہن افتخار و سعادت عظیم را کہ زیارت حضرت عبدالبہار است مرمون محبت دوست روحانی خود و کتور چان DR. CHEYNE میباشد کہ ذوق العادہ مجذوب تعالیم بہائی گشتہ این امر در اواسط قرون اخیر از آفت ایران بوسط طالع جوانی بمی اہل اسلام کہ خود را بہ باب موسوم فرمود یعنی باب فیوضات کہ در وقت اقبال بحضرتش نفوس بفرمان الہی و حقیقت کلیہ فائز خواہند شد طالع نمود۔ حضرت باب در دستہ شریعہ باشا فہ تعالیم خویش فرمود طہارت اخلاق و نفوذ و تاثیر رفتار و گفتار نشان بطورے بود کہ بہت مصلحتی عجیب در نفوس پیدا کرد و اگر چہ ادویای امور حضرتش را شنبہ و غلاب فراوان دادند مسجون و اسیر ساختند و بالاخرہ بسال ۱۸۵۰ شربت شہادت نوشا ندند و لا اشر روز بردہ بست در شد و دامند نفوذ و اقتدارش دست یافت آیات و نوشته ہا بت میثا حضرت باب در جمیع افتخار و شرف شد نفوذ از قاتلش بہرہ و نصیب بردند تا آنکہ این امر بہندستان و اروپا و ممالک متحدہ امریکہ سرایت کرد۔ دیانت بہائی فرقہ جدیدی تائیس نمودہ بل سامی است جمیع فرقہ و ادیان را با روح محبت و یکجائی واقعی التئام دہد مرحوم و کتور جاوت DR. JOWELL بمن انبار میداشت کہ طورے تعالیم و فتا حضرت باب ادما شیفتہ و مجذوب نمودہ کہ معتقد است بدایت باہی۔ نظر کیا کہ این امر در آنوقت باہم باہی معروف بود۔ پس از میلاد حضرت مسیح بزرگترین نہضت دینی است کہ در عالم طالع نفوی و مہنہای عظمت و جلال خویش خواہد رسید۔

بغضات اکمالی مطلق نفوس را با ہمت از گردنہ و با عزیمت تمام و قویہ کامل و
القطع و تنزیہ از شتون فانیہ و نمویہ امر اللہ را منتشر سازند۔
خاصاً حضرت بہار اللہ سیراید سے اہل بہا با جمیع خلق عالم با دوستی
و اکنیت معاشرت نمایند۔ اگر نزد شاہ کلہ یا جوہریت کہ دیکھان اذان محرم
بکمال شفقت و مہربانی الت کنند۔ اگر مقبول افتاد مقصود حاصل والا
اورا با و آگدازید و در بارہ اودعا نمایند۔ لسان شفقت قضا قلوب
است و مادہ روح۔ طراز سمانیت برای نکات و مرشد و دیکشت
بصیرت است۔

سادوسا چون این پیام مکتوبی را یاران امریکہ با خود بجاہات دیگر
بہرند و در تمام قطعات سسہ عالم اروپا و آسیا و آفریقا و اوسترالیائی
اقطی مدود جزایر با سینیک این امر منتشر شود آذوقہت جامد امر خود را
مستقر بر عرض سلطنت ابدی ملاحظہ کنند (از مژگان لعل مدفن معانی خفا)

اشعار امری در ظہور بہائی

اڑ طبع بغضات علی اکبر حاکف اذا حبا کئے بندہ دلنگلہ

مست عشقت منہا کے عذر از تیر کند	دل زلف دادہ حق سینه بشیر کند
حاجت تیغ کشیدن نبود جہدی را	تیغ نقش ہمد روی سوزہ تسخیر کند
ہمچو یوب لبسبر است و چو یعقوب ابر	در بلا شیفنگان کلم بہ تعبیر کند
ان طوائف کہ ز تفسیر نبی دانند	گو سیا تیکہ باز آمدہ تفسیر کند
معجزاتش چو کلیم است میس غمش	ہمچو احمد نبی اوہام سرازیر کند
علما تیکہ ز سوند و دجاہیل القوم	لال گرداند و کرد و کردہ تفسیر کند
ہر کشد شیفقہ و آشفقہ ان زلف خوش	چارہ دگر تو مپندار کہ زنجیر کند
بوی ایمان ز سر زلف تی آورده صبا	زان سبب زلف این کہ زنجیر کند

با لقت از جام ہم نیت خمارت تا حشر

کہ دل دودیدہ و ہم عقل تو تنویر کند

ملاحظہ نماید حضرت بہار اللہ چہ الالبے بر وجہ شامش ساختہ بہشتیہ
چہ مقام و تہیہ عالی را برای شاہ خواستہ چہ عظیم است عنایات الطاہر
کہ شامل حال شما شدہ انتہا زات کاملہ شما نمود محقق نیاند و محتاج کن
بروز ظہور نمودہ از اعلیٰ بجد با چشم خود خواهید دید کہ چگونه ہر یک چون
سکوب لایع فضا ئے آن ملکوت را روشن و درخشان نماید و اولاد ہایت ملکوتی
و خدو مات حیات ابدی آن سرزمین را احاطہ کند

در لوحی از آواہ نازل میفرمایند ہر خیر را برای لوسیکہ از ضرر
اجتناب نمایند و بحسب وقت نشیبت جویند کہ کتاب خود مقدم فرمودیم
انہ حول المعنی العیانی

ترتیب مذاکرات۔ اولاً اہل غیبت مفضل روحانی قی، دعات
خدا ت عسکہ کہ باہر حکومت عالم بر رعایای خود تکلیف شدہ نوعی
از وفا پوری بکجاست خویش است کہ بہائیان باید از قبول نمایند
دلی یاران الہی میخواستند بواسطہ مفضل قی خود طلب اشتیانت از خویشی
باش کہ مستند وجدانیت از حکومت خود کہ مترتب بمقتوی ہیئت دینی
صلح پروانہ است بنمایند و خواہش خدا قی دیگر در دستہای غیر از محل
نمائند ایضاً اہل غیبت مفضل قی روحانی۔ مقصد اصلی از مدارس تابلستانی
بہائی چہ در شرق و چہ در غرب اینست کہ یاران خود را آشنا بمحقق اسرار
اداری امر نمایند تا بتوانند کاملاً بر اصول امر اللہ قیام کنند۔

فما ش حضرت شوقی آفندی سیراید حوادث و وقوعات تاریخیہ
ابدیہ حیرت بخش الہی را برای ظہور عدالت و شفقت کبری السیخ مظلومین
ہموارہ بیاد و خاطر آریہ و در تاسیس وحدت فروع انسانی و حب طایفہ او
در حق اعضائے عالمہ در این سبیل و عدم رہایتندی از معاشرین با
ارادہ او و مستہزین بقوامین او و نفوسیکہ مقادوست تعلیم اسایہ یا بر
تفصیل احکام او قیام کردند فکر کنید

والعیا حضرت بہار اللہ سیراید نفوسیکہ بہ تبلیغ امر قیام نمایند باید

عواطف قلبی میں مارتا روت

(اردی بہشت ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء)

پس از ۱۵ دقیقہ التوسل با بیست سولمان مواجه با یک جمعیت
دست فزونی گشتہ و فریاد ہای اللہ ابھی و یا ہسلا ابھی از ہر طرف
گوش میرسد قبل از آنکہ ملاقات خانم امریکائی را با این جمعیت بیان نمایم
لازمست بجا نندگان محترم این مجسمہ کہ جمع گشتہ و این عملی کہ دامن جمع
شدہ اند معرفی کنیم۔ این جمع نہادہ ہزاران بہائی فارسیہ کہ قبل مطلع
شدہ اند این خانم امریکائی فرستہ و گمانہ نفس دعوہ بقار حضرت علی اکبر
و جلال پیام محبت و ہر پردہ آن سولائے ہر بان است حال با استقبال
اداکمہ و با بے صبری تمام علم خاندان پیامہای روحانی را استماع نمایند
این عمل کہ در آن محبت شدہ اند در دہ فرسخی شہر شیراز ادا آمینہ قدیمیہ ایران
و در قدیم الایام محل جلال و عظمت و فرما فرامی جمشید پادشاہ بزرگ ایران
بودہ حال بواسطہ طول زمان از صورت اصلی افتادہ فقط ستونہای
بلندان نمودہ عظمت قدیم نیاکان ما است۔ چون محبت جمشید دامن آید
در این بنا استوار یافتہ ہنوز ہم بخرو بہ آن راحت جمشید مینامند۔
اشخاصی کہ از تفصیل تاریخ این بنا بہ مسعود بخوبی میدانند کہ از زمانی
با این طرقتش کلی خاموش گشتہ و لغتہ و لغتہ دیگر اذان گوش میرسد تا آنکہ
این طر خوش الحان الہی سرمد بلبلین و سلفات (خانم امریکائی) و اور این محل
گشتہ با الحان ملکوتی خوش کشور مقدس ایران را تجید نمود و لغتہ بدلی از
نود اطراف تقدیس این خاک پاک سرود بلند و ولولہ رستمیں صراحت
و حکام بیان آن طر قدسی سورہ جمشید را بکرت آدودہ گویا سرازیر
برداشتہ چنین میگفت ایران ایران۔ روزگار ہی بود کہ ابرش داشتہ
خاموش شد و اختر بزرگواریت در نید پوش در زمانی نام دشانی از تو
نبود و آوازہ و سرور شہر یادداشت خاموش گشتہ بود بپایان میرفت کہ

مدائح لطیف اردی بہشتی فضا را مملو نمودہ و در طول نمایانی کہ از دو طرف
مراقب ہر عاطفہ شدہ یک التوسل با کمال تاتی را ہ میباید گویا الہامات قلبیہ
بشو قرآن میرساند کہ داد و داد مقامات مقدسی را طے میکند و باید نسبت آن
مقامات بجلالت و وقار است حرکت کردہ از سرعت پیر التوسل خود را
نماید ہرچہ التوسل بشیر تر یک تر میشود و ضربان قلب ساخن میشدہ تر
گشتہ گویا ہر میداند و غریب دلبر آمل را در آغوش نرفته و استان مقدس
کہ قبلہ گاو ملا علی است خواہند بوسید عواطف شدہ بتر از ہم عواطف خانم
امریکائی حضرت میں مارتا روت است کہ از اقصای بلاد امریک حرکت نمود
پس از ملیاتیانیوہیای کبیر و راہبہای مست طولانی رنگ از موازہ فرسخی
مدائح لطیف خاک مقصود را استقام نمودہ و چون سبل خوش الحانی اردی
خوش کل از چند فرسخی مست شود با لغات ملیح خود زیاد تر دل ہر دانش
از جا میکند۔ و این اثنا از دور گردی بلند است و پس از رفع شدن گرد
سر صورت چند سوار پیدا است کہ با سرعت غریبہ و با توسل مینامند
و جملہ انہا از برای آنست کہ ہرچہ زود تر پیام محبت ہزاران بہائی صادق
متوطن کجہ مقصود را با این خانم امریکائی و ہم دانش بلان نمایند۔ پس از چند
دقیقہ سولمان اطراف التوسل را عاطفہ نمودہ تبادل اشواقات قلبیہ کردہ
سپس دو مست شدہ یک مست کہ حامل خبر وصول خانم بودند ممانتا بدو
فرسخی مراجعت نمودہ و مست دیگر در جلو التوسل در حالیکہ التوسل در سر
حرکت ہوشنول اسپ دلیا شدہ۔

اسپ و دوانہای بی نفیر شجاعتمہای غارق العادہ ہر تماشا کنندہ را
بحیرت انداختہ و ہرچہ مینور کہ این سولان بکلی از خود بی خبر و از ہر شکستہ
فاسبی کہ در راہ ابراز محبت قلبیہ خود متحمل میشوند پاک نموانند داشت

از شنیده شد کلاه خود را چند قدم با همان پر تاب نموده با صدای کف
فرا داد و فرمود — یا بھاد (لا بھے) — یا بھاد (لا بھے)
پس فریاد ہائے شغف او و دغیبہ صدای کف از دین حمیت
قطع شد و خود او نیز بواسطہ تہام حمیت (انظر حرکت)

بیت متقبیلین و دار دین پس از رخ فغلی و صرغ چاہے و نہایتی
حرکت بشہر سوار شدند از تخت جمشید تا شہر اتومبیلہا ثانی حرکت میکردند
چکہ ہر دقیقہ و ساعت مواجہ با یک جمعہ از متقبیلین تازہ میشدند کہ از
شہر آمدہ بودند و خانم نیز مقدار زیادی عکسہا و حضرت عبداللہ را دیکف
داشت کہ در راہ و نیز راہ تقسیم مینمود رفتہ رفتہ اتومبیلہا را و میپویند
تا آنکہ منظرہ شہر شیراز نمودار شد — بہ چہ منظرہ زیبائی و چہ شہر فغلی جوی
دست طبیعت مہذب اعلیٰ را چنان محل و ریاحین و مراع و سبز باغات
شجر مزین نمودہ کہ کس فردوس اعلیٰ را از دور و بار دین شہر اراۂ دم
گو یا کتبیلان خوش الحان مانند حافظ و سعدی کہ در اینجا از دیر زمانی
بیکہ سرسرائی مشغول بودند از رائحہ لطیفی کہ از خاک وطن حضرت اعلیٰ
بمشان رسیدہ مست شدہ و این ہمہ اشعار زیبا سرودہ اند —

خوشا تفریح نود روز خاصہ در شیراز

کہ بہ کند دل مرد مسافر از وطنش

حق با آن ادیب دانشمند بودہ چہ کہ شیراز موطن مولای عالم
خوبست نظر قاری بہ جست ہم را از منظرہ زیبای شہر شیراز برگردانند یک
چندے بواسطہ لطیفہ خانم حکومتی مطبوعت سازمان باغات شجر انبیہ
و ملامت شیراز چون غسوب آستان محبوب این خانم است — رفتہ رفتہ
آتش مشتوق دودی او را شعلہ نور نمودہ و گاہی با دیزش چند منظرہ اشک بہر آنکہ
میرساند کہ ناصبہ اندازہ بزیارت بیت مبارک علاء مہند است و چہ گویند
خطر است ہر چہ در دوز روی و دلش را بجا کہ آن آستان مقدس نور
و مسطر نماید — پس از چند دقیقہ خانم با ہمراش بمنزل آقایان دہقان کہ

ہمت از صغیر روزگار محو شود و ذکر شکانت از دفتر جہان پاک گردد —
و لے لے خاک مقدس بودے کہ در خود جواہر گرانبھائے پروردے
رفتہ رفتہ سر پوش از دوسے جواہر گرانبھایت برداشتہ شد شہر اتومبیلی
بلاد امریک رسید لغوی را برانگیخت کہ از برای زیارت این خاک با ذوق
تمام غایم ایران شود — ای فارس تو کہ مہم مرا در آغوش کشیدی دہنوز
خرا بہ محبت مرا برای نشاء عظمت و جلال من بچہ دشتی فخر کن کہ تو بارگاہ
سلطنت حقیقی استقراریافت و قعر مشیہ الہی مرتفع شد نہ ہرگز نامست مو
نشود و صیت بزرگواریت سر تا سر جہان را احاطہ نماید — عجاری و صنایع
مستغرق ذر دست زمین صافین من مدتی سیاحان و دانشندان غرب را
بہلالت محل تحت سلطنت من کشید ولی بارگاہ سلطنت حقیقی را کہ بہ قدرت
الہی دین خاک مرتفع نموز رفتہ رفتہ ملک و ملالین عالم را بوسیدن این
خاک پاک خوابد کشاید — باش با صبح دولت بدہ

کس ہنوز از خارج محرابست

باری خانم ملکوتی از ملاقات بیت متقبیلین سرور بیت متقبیلین از زیارت
مخوفند جمعی از ذوق ایکہ عظمت امر باین پایہ رسیدہ گرہ میکنند و جمع دیگر
سراپہ چشیدہ تا آنکہ روح خلوص و الفطاری کہ این عین دغائم امر بکافی ملوہ
میکند بہتر بینند و این اثنار چو بانی از دور پیدا شدہ مکہ خود را و آگاہ
جمیت تاش جہان را پیش و پس نمودہ بزرگ یک خانم رسید و ہر چہ زود تر
و ستہای شمار لہار با دستہای زہد و شرف خود نشد و در وقتیکہ دست خانم
در دوش بود با آنکہ ہجم سواد نہ داشت و ہر از پریشانی حنت با زبان چو بانی
دلیر جمیت لطیف غزائی نمودہ مبنی بر اینکہ در ایام جوانی او ہمیشہ مورد لطف
ساز چو پان بودہ و بچہ ایکہ بانی است رنگ در دوش او گذشتہ شمار میداند
حال آن چو پانان خوبست سر از قبر برد آوردن فراموشی سلطان حقیقی را
تخت عظمت و جلالتش در تخت جمشید شادہ نمایند —

بارے پس از آنکہ چند مجلہ سادہ کہ خاکی از لطافت قلب چو بانی بود

THE BOMBAY BAHAI YOUTH GROUP

97-98 B.E.--1940-41 A.D.



SITTING LEFT TO RIGHT :—Miss Meherangiz Bomnu, Mrs. Navera Khavari, Mr. Faridoon Aidun, Dr. K. M. Irani, Mrs. Homai Jehangiz

STANDING LEFT TO RIGHT :—Mr. J. Sheshberadaran, Mr. Behram B. Irani, Mr. Rostem M. Naimi, Mr. K. M. Akhtar Khavari

کہ از متوالین درجہ اول شیراز و خانوادہ فوق العادہ روحانی و باطنی
ہستند دارد میشود ہر حجت و سائل پیرانی مشارالہا باجہانیت وقت و مکان
تہنیک شد و اطلاق شخصی و باطنی و سہلای گرا بہاد بہترین اثاثیہ با مزین شد
ولی گر یہ بجام بہت ہی داد کہ لا اقل ازین مہر و سائل اسائن کہ از برای او فرما
شدہ استفادہ نماید۔ آن شب غالباً اشک از چشمانش جاری بود و انتظار
صبح را میکشید کہ ارتحاج نمودہ و البتہ بوسی آستان مقدس فائدہ شود۔

شعبہ ۹ ہرادی بہشت ساعت ہشت رسید۔ خانم و ہمراہان اہل ابراہ
تشریف بیت عالم باہر اہل گشتند کہ کوچ ہادی تنگ دیو باہمی بلند
زمینہا سے نامور غابریں را بھیرت میا نہاخت کہ چلود ازین سرزمین شغی
موتل شد کہ اقصی جادو عالم بلا بھیرت آورد۔ بار الہا غیا باہای دین
امریکا از برای این خانم تنگ بود۔ حال چگونہ کہ چہلے تنگ میلا دگہ و بھوش
را باجہانیت سرور پیسید۔ +

البشارات

(ذائقہ ہریان زائر شرقی بہمن)

... برہمہ خلق جہاں ہادی و مہر آمد	... البشارات بجہاں پیک پیسید آمد
... چون بیتائی بگزمین نام پیسید آمد	... روح امکان مہر را تازگی از نو بخشید
... امر حق است کہ از مشرق منور آمد	... تجہ مقصود پیسید ز پیام حق است
... این زمان حکم خداوند مقتدر آمد	... داد عرفان کہ مہر برگ و برگ دارید
... برہمہ فرد بشر منور من مکتور آمد	... بی تفسیر ہمہ کہ شید یہ تحقیق خدا
... خلعت از جانب حق ہر دو برابر آمد	... پنج فرستہ نمود بین زن و مرد امروز
... بگذر از رنگ کہ این رنگ مکتور آمد	... نمود سرخ و سیاہ و نبود زرد و سفید
... از چہ افریک تو گوی ز تو کمتر آمد	... کثرہ از من مہر ملک خدا۔ مسکن خلق
... ہمہ تصدیق نمایند کہ بدتر آمد	... تربیت گر نبود جنس بشر حیوان است
... زانکہ آئندہ نسل تو ز مادر آمد	... تربیت برہمہ فرخ است خصوصاً بر زن
... زانکہ منور دہ محل واحد داور آمد	... ہر جانانے بشر ہیگل واحد گردند
... اندین دور کہ آن مصلح اکبر آمد	... جنگ را ترک نہاید و صلح آمیزید
... بدگو سید کہ از بد مہر دم شہر آمد	... خیر آفاق بچو سید کہ آن خیر شاست
... بخدا مشرق و مغرب چو برادر آمد	... گر تقایم بہا را ہمگی گوش کنید
... بچو دلدار کہ در پیش دلبر آمد	... ہمہ چون عاشق و معشوق ہم آغوش شوید
... حال اصلاح نماید کہ مہر آمد	... ساہا جنگ نمودید چہ دیدید ہل
... محتشم الفت بعثانید کہ خوشتر آمد	... کینہ و بغض و حسد را زمین و بیج کنید
... رہمگی بندہ یک خالق اکبر آمد	... ہمہ اعتقاد الہی چہ ذکر و چہ اناشا
... غصن مست از بہا شغی و یاد آمد	... مزا شرا فکیر بہا کن کہ در این دور جدید

ماہنامہ ک

جون ۱۹۴۱ء

مُنَاجَاتِ فَتْحِ مَحَلِّ مُقَدَّسِ رُوحَانِ

[illegible]

اتحاد مذہب عالم

یگانگت پر گہری نظر ڈال رہے ہیں۔ رو وکد سے دل بیزار ہوتے جا رہے ہیں۔ اتحاد کی باتیں زیادہ پسند آتی ہیں سچ تو یہی ہے کہ حق ہمیشہ ایک ہی ہے جسے طرح طرح سے بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر قوم اور ہر زمانہ اسے اپنے فطرت کے مطابق اخذ کر سکے۔ اصل حقیقت پر نظر رکھنی چاہئے تاکہ انسان وحدت حق سے غافل ہو کر رنگ کثرت سے متحیر نہ ہو جائے۔

جب تک انسان ذہنی اعتبار سے مقام جنین میں ہوتا ہے تو کچھ اس نے اپنی جماعت میں سنا اور سیکھا ہوتا ہے اسی کو سب سے بہتر اور برتر سمجھتا ہے۔ اگر کسی اچھے خیال کے متعلق دوسروں سے کوئی بات سنتا ہے تو اسے ناگوار ہوتی ہے۔ وہ اپنے خیال کو ہی اعلیٰ اور دوسرے کے خیال کو ادنیٰ ثابت کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور جب انسان درجہ بلوغ فہم کو پہنچتا ہے تو ہر اچھی بات سن کر خوش ہوتا ہے خواہ کسی کے منہ سے نئے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ حقیقت ایک عالمگیر روشنی ہے۔ جہاں بھی ظاہر ہو قابل عزت ہے۔ پہلے وہ دوسرے مذاہب کی خوبیوں سے بھی خوش نہیں ہوتا تھا۔ اب جبکہ فہم بچت ہوئی اور حقیقت کی دست پر نظر پہنچ گئی تو وہ دیکھتا ہے کہ حق و حقیقت عالمگیر چیز ہے۔ اگر میرے مذہب میں بھی وہی بات بیان ہوئی ہے جو دوسرے مذہب میں ہے تو یہ خوشی کی بات ہے کہ

اس نئے زمانے میں نئے نئے علوم نمودار ہو رہے ہیں عجیب عجیب ایجادیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ وہ انکشافات رونما ہو رہے ہیں جن سے دنیا بدل ہی ہے۔ مشرق و مغرب متصل ہو گئے ہیں۔ گھر بیٹھے انسان دنیا بھر کی باتیں سن لیتا ہے اور سارے جہان سے گفتگو کر سکتا ہے۔ جب مادی پہلو سے انسان کی سماعت و بصارت تمام جہان پر محیط ہو گئی ہے تو روحانی پہلو سے بھی ضرور شنوائی اور بصیرت کا ارتقا نمودار ہونا چاہئے۔ پناہ داتعہ یہی ہے کہ انسان کا دل و دماغ پہلے زمانوں کے مقابلہ میں آج بہت بلند و روشن ہو گیا ہے۔ علم و عرفان میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیا ہے۔ حکمت و صنعت میں کماں پیدا کر دیا ہے۔ دینی، دنیاوی و جسمانی، روحانی ہر پہلو سے انسان پہلے کی بر نسبت آگے بڑھا ہوا ہے۔

مذہبی دنیا میں دین بہائی نے ایک نیا اور عظیم الشان پروگرام پیش کیا ہے جو تمام گزشتہ ادیان کی تعلیمات کا جوہر اور ثمرہ برتر ہے۔

آج یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے کہ تمام ادیان عالم ایک ہی دین ہیں۔ سب کی اصلیت ایک ہے۔ سب اپنی حقیقت میں ایک ہیں۔ سب اپنے مقاصد میں ایک ہیں اتحاد و مذاہب کا علم روز بروز مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ لوگ دوسرے مذاہب و اعتراضات کرنے کی بجائے مذاہب کی باہمی

اور اگر صحیح جوابات لکھتے ہیں تو سب کے جوابات ایک ہی ہوتے ہیں۔ ای طرح مذاہب کا سچا مطالعہ کرنے والے لوگ اتحاد مذاہب کے قائل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔
تفرقے سب قوم اور ملت کے پٹنے والے ہیں
ساری دنیا کی بھلائی ایک ہو جانے میں ہے

نقد و نظر

البيان :- امت مسلمہ نہ رکھ سکا اور محمد - نقد اور حدیث کو دین سے خارج قرار دیکر صرف قرآن مجید کو کافی سمجھتا ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۸۱ء کو پیر محمد جبرائیل دہلوی کے نام سے شائع کیا گیا ہے ۱۸۷ صفحات ہیں مضامین عمدہ ہیں۔ جناب مولانا سید سلیمان ندوی - جناب مولانا محمد الماجد دریا بادی - جناب مولانا محمد ادریس صاحب ندوی - جناب ڈاکٹر تاثیر رام سے پتی - ایچ - ڈی - جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امت سرسری - جناب مولانا محمد نظیر صاحب لغانی، جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی - ایم - ل - جناب محمد حنین عرشکی کے مقالات بہترین ہیں، بعض مقالات کا بوجھ اچھا نہیں ہے۔ بعض استدلالات کمزور ہیں۔ غالب پہلو کے لحاظ سے البیان کا یہ خاص مہر اپنے موضوع پر قابل قدر کتاب ہے

قیمت ایک روپیہ ہے۔ دفتر البیان امرت سرسری مل سکتا ہے :-

تحریک بہائی پر تبصرہ

اس نام سے مولوی ابوالاعطاء صاحب مبلغ قادیان نے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں غلط بیانی، بدکاری اور اداہم و افتراء سے کام لیا گیا ہے۔ اس بہائی کے مقابلہ میں بالکل دوسری روئے اختیار کیا ہے جو متعصب یہودی سخت کے مقابلہ میں اور متعصب مذہبن اسلام اسلام کے مقابلہ میں اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت بہاء اللہ پر دوسری تحریک کا افتراء کیا گیا ہے جس کا جواب ہم بار بار دے چکے ہیں مگر اہل قادیان خدا و تعصب سے باز نہیں آتے۔ تاریخ بہائی کو اس قدر مخ کر کے بیان کیا گیا ہے کہ اس کی امید بجز ایک متعصب شخص کے کسی سے نہیں ہو سکتی۔

قیمت ایک روپیہ ہے۔

سید محفوظ الحق علی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر سید برقی پریس ملیان پٹی
میں چھپوا کر دفتر پابیر چالی گنج - کٹیری گیٹ دہلی سے شائع کیا۔

حقیقت کی روشنی اپنی قدرت ہر جگہ دکھا رہی ہے۔
اس زمانے میں ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ یہ نہ دیکھو
کہ مذاہب میں اختلافات کیا کیا ہیں بلکہ یہ تلاش کرے کہ
تمام مذاہب میں متفقہ باتیں کون کون سی ہیں۔ اگر یہ مطالعہ
مکمل جاری رہے تو معلوم ہو جائے گا کہ سب مذاہب
اصل میں متحد ہیں۔

انسان کو چاہئے کہ وہ کسی مذہب کے نفرت نہ رکھے۔
سب مذاہب کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کرے اور آزادی
سے غور و فکر میں مصروف رہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام
جھگڑے نفرت سے غائب ہو جائیں گے۔ اور سب مذاہب میں
وحدت نظر آئے گی۔ دل مطمئن ہو جائے گا۔ روح خوش ہوگی
یقیناً کا نور چمکے گا۔ انسان اپنے اندر ایک بڑی قوت قلب
محسوس کرے گا۔ نفرت کے کانٹے دل کی کیاری میں کر
دور ہو جائیں گے۔ محبت و اُلفت کے پھول کھلیں گے۔ زندگی
خوشگوار معلوم ہونے لگیگی۔

سارا جھگڑا، ہتھی اور کھٹی کا ہے۔ یہ نہ کہو کہ ہمارا
مذہب ہی سچا ہے بلکہ یہ کہو کہ ہمارا مذہب بھی سچا ہے۔
سچائی کی روشنی سب میں ہے۔ جب تک کہتے رہو گے کہ
ہم ہی ٹھیک ہیں تب تک لڑائی رہیگی۔ جب کہ دو گے یہ بھی
ٹھیک ہے۔ لڑائی ختم ہو جائے گی۔ سچائی کے دائرہ کو
اس قدر تنگ نہ کرو کہ ہمیں تم اکیلے رہ جاؤ۔ سچائی وسیع
مقام ہے کہ سب ہمیں ساسکتے ہیں۔ جس قدر حقیقت پر
سچا غور کرنے والے ہیں وہ سب ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں
جیسے امتحانی سوالات کو حل کرنے والے طالب علم جتنے غلط
جوابات لکھتے ہیں، ایک دوسرے سے جدا جدا ہوتے ہیں

اعلانِ قیامتِ کبریٰ

سو برس ہوئے کو آئے جب سے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ پیغمبروں نے جس قیامت کے آنے کی خبر دی تھی وہ آج بھی ہے "اليوم الموعود" - "الساعة" - "يوم القيامة" "حل الله يوم البعث" - "يوم الفصل" "اليوم الآخر" "يوم التلاق" جس موعودہ زمانے کے نام میں وہ آگیا ہے۔ حضرت باب اور حضرت بہار اللہ نے اس حقیقت کا اعلان فرمایا اور ان کے متعلق تمام معانی بیان فرما دیئے۔ حضرت رسول اللہ نے قرآن مجید میں اس قیامت کے متعلق پیشگوئی کو حد کمال تک پہنچا دیا تھا۔ حضرت باب اور حضرت بہار اللہ کے ظہور نے وعدہ اور خبر کو واقعہ بنا دیا۔ اب اہل نظر قیامت کی تمام نشانگوئیوں کو واقعات کی شکل میں نمودار دیکھتے ہیں۔

یہ امر قدرت کے عجائبات میں سے ہے کہ دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک زبردست عقیدہ قیامت کو مسلمان اس قدر بھول گئے کہ اس کا سچا مفہوم بھی ذہن میں نہ رہا بلکہ ایک خیالی مبہوم دماغوں پر بھجوا گیا۔ قرآن مجید کی آیاتِ نبیات کچھ کہتی ہیں اور مسلمان کچھ سمجھ رہے ہیں۔ تعجب پر تعجب یہ ہے کہ قیامت کی حقیقت کو نہ صرف عام مسلمان ہی بھول گئے بلکہ علماء اسلام بھی حقیقتِ قیامت سے بے علم ہو گئے۔ اور نہ صرف چند علماء بلکہ جس دن سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی آج تک تمام علماء اہل سنت اس غلط فہمی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ قرآن مجید جو کچھ قیامت کی حقیقت بتا رہا ہے وہ علماء کے حاشیہ خیال میں کجا باقی نہیں رہی علماء

محض تقلید اور عدم تدبیر کے باعث کائناتِ ہستی کے نشا ہو جانے کو قیامت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کے ایک لفظ سے بھی یہ ثابت نہیں۔ ہم اس امر پر بار بار روشنی ڈال چکے ہیں اور آج تک کوئی عالم ایسا نہ نکلا جو فتنائے کائنات کو قیامت نہایت کر سکتا۔ کسی عالم نے قرآن مجید سے آج تک ایک ایسی آیت اس انداز کے ثبوت میں پیش نہیں کی جس سے مبرہن ہو جائے کہ قرآن مجید میں فتنائے کائنات کو قیامت کہا ہے۔ جو بعض آیات ہمارے سامنے پیش کی گئیں ہم نے ان سب کا مدلل جواب دے دیا۔ جس کے بعد ابھی تک کوئی آیت پیش نہیں کی گئی جو ثابت کرتی کہ فتنائے کائنات کا نام قیامت ہے۔ ہم نے لغت کے لحاظ سے بھی واضح کر دیا ہے کہ قیامت تو قیام و بقا کو کہتے ہیں۔ گرنے اور مٹنے کا نام قیامت ہو ہی نہیں سکتا۔

علمائے اُمت میں سے وہ اُمتِ ہدٰی بھی ہیں جو قیامت کے حقیقی مفہوم کے لئے بعض اشارات فرما گئے ہیں۔ مگر قرآنِ اولیٰ کے بعد جب قیامت سے مراد فتنائے کائنات قرار دی گئی تو یہ غلط فہمی اس قدر عالمگیر ہو گئی کہ تمام علمائے خلف اس میں مبتلا ہو گئے۔ اور آج تک ابی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ جو عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا اسے اسلامی عقیدہ قرار دے رہے ہیں اور جو حقیقت قرآن سے ثابت ہوتی ہے اس کا انکار کر رہے ہیں۔ یہ جہیزِ ذہنی تاریکی اور ہولناک دینی غلط فہمی نہایت حسرت و افسوس کے قابل ہے اور ایسی عالمگیر فراموشی و بے لہی میں نظر آتا

زمانہ ہے جبکہ اُسے خدا کا حکم نہ ملا تھا۔ سچا پیغمبر تو سرِ مو اپنے مقام سے اُٹھے نہیں چل سکتا۔ اُس کا تو یہی قول ہوتا ہے
 اگر ایک سرِ مو سے برتر پر م
 فروغِ تجلی بسوزد پر م

اب رہے جھوٹے مدعیانِ نبوت و رسالت۔ تو ان میں سے بھی کئی کو یہ کہنے کی مجال نہ ہوتی کہ قیامت کبریٰ کا زمانہ آگیا ہے۔ کیونکہ جھوٹا مدعی تو اندھا ہوتا ہے۔ اُسے عالمِ حقیقت کی کیا خبر۔ اس لئے ممکن ہی نہ تھا کہ جس امر کا اعلان قبل از وقت کوئی سچا پیغمبر نہیں کر سکتا تھا کوئی جھوٹا کر سکتا کاؤبِ مدعی تو اندھا اور مردہ ہوتا ہے۔ اُس کی دسترس مقائقِ الہیہ تک نہیں پہنچتی۔

دنیا کی تاریخ میں جس طرح یہ واقعہ ہے کہ سچے پیغمبر قیامت کبریٰ کے آنے کی خبر دیتے رہے ہیں ویسے یہ بھی قطعی ہے کہ مرنے والے حضرت باب اور حضرت بہار اللہ نے اپنے ظہور میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ قیامت کبریٰ آگئی ہے۔ دُنیا نے پہلی بار یہ آواز اُبی دور میں سنی ہے اللہ ہی آخری بار ہے۔ کیونکہ قیامت کبریٰ جس کا وعدہ تھا ظاہر ہو چکی ہے اور اس کا اعلان ہو چکا۔ اب کیا باقی رہا۔ اب یہ دو چیل رہا ہے۔

بہر حال ہم تمام مصلحتی گرام کو مدعویت دیتے ہیں کہ وحی حقیقت قیامت پر غور فرمائیں۔ مرنے پر تقید پر نالغ نہ ہیں ہم نے آج تک بیانی میگزین اور پیامبر میں قیامت کے متعلق جو مقالات لکھے ہیں انہیں ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کلم و غفران کی نئی دُنیا کس طرح آراستہ ہو رہی ہے۔

کائنات کے فنا ہوجانے کا نام قیامت نہیں ہے اور لوگ مکر قبروں میں نہیں چسے رہتے نہ کوئی ایسا دن آئے گا جب

ایسے ظہورِ نبوت کی ضرورت پیدا ہوئی جو حجاباتِ اولام کو اٹھا کر چہرہ حقیقت کو بے نقاب کر دے۔ مگر ظاہر ہے کہ اس قدر عالمِ غیبی کا پردہ اٹھا کوئی معمولی کام نہیں یہ کام مرنے والے عالم میں ماسدِ پائے والا مصلح و نامور ہی کر سکتا ہے۔ اسی بات کو قرآن مجید میں یوں ظاہر فرمایا ہے کہ:-

اَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَائِدًا وَلَكُنَّ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَاشِفَةً
 قیامت قریب آگئی ہے خدا کے سوا کوئی اُس کے چہرے سے نقاب نہیں اٹھا سکتا؛

حضرت باب اور حضرت بہار اللہ کی حقانیت پر یہی امر ایک شاہِ ناظم ہے کہ انھوں نے خدا کے حکم سے قیامت کی نقاب کشائی فرمائی اور وحییت جو سب کی نظر سے پوشیدہ ہوگئی تھی ظاہر و آشکار فرمادی۔ اس نئے زمانہ میں یقیناً یہ ایک زبردست علمی معجزہ ہے جو حضرت باب اور حضرت بہار اللہ کے خدائی علم کا شاہکار نشان ہے۔

اس معجزہ کا دوسرا عجیب پہلو یہ ہے کہ موعودہ قیامت کبریٰ کی نہ صرف حقیقت حضرت باب اور حضرت بہار اللہ نے ظاہر فرمائی بلکہ یہی دعوہ مقدس میں جھوٹوں نے یہ اعلان فرمایا کہ ہمارے ظہور سے قیامت کبریٰ نمودار ہوگئی ہے۔ دُنیا کی ابتدا سے آج تک یہ نہیں ہوا کہ کسی مدعی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ قیامت کبریٰ کا دست یہی ہے جس میں ہم ظاہر ہوئے ہیں۔ کسی سچے مدعی نے تو اس لئے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ امر الہی کے بغیر کچھ دعویٰ نہیں کرتا اور خداوندِ عالم نے کسی کو حکم نہ دیا تھا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ میرا ظہور اور میرا زمانہ قیامت کبریٰ ہے۔ بلکہ ہر سچے پیغمبر نے یہی اعلان فرمایا کہ قیامت کبریٰ کا زمانہ اُن کے والا ہے کوئی سچا پیغمبر نہ کہہ سکتا تھا کہ میرا زمانہ قیامت کبریٰ کا

سمجھے۔ یہ عالمانہ گفتگو نہیں ہے۔ ایسی باتوں سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہر مطلب پر علمی دلائل آپ جس قدر زیادت اور جتنے زیادہ تحریر فرما سکیں ہمارے لئے باعث مسرت ہو اور اس سے تمام لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور جناب کا شکر یہ ادا کریں گے۔

ناظرین کرام! پیامبر اور اہلحدیث کے درمیان جو علمی مذاکرہ قیامت کے متعلق ہو رہا تھا اس کے متعلق خود جناب مولانا شارائت صاحب مدیر اہلحدیث نے ۳۴ مارچ ۱۹۴۱ء کے اہلحدیث ایک اپنے نامہ نمبر ۱۱ کا مضمون شائع فرمایا ہے جسے آپ کی اطلاع کے لئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

قیامت کی حقیقت

اور بہائی عقیدہ

(از قلم جناب ابو محمد حسین صاحب عابری از بیلی)

گذشتہ آیام میں جناب محترم مدیر اہلحدیث مدظلہ نے رسالہ بہائی اور پیامبر کے جواب میں مسئلہ قیامت کے متعلق لکھنا شروع کیا تھا۔ میں جو مذہبی مضامین پڑھنے کا شائق ہوں طوفان کے دلائل کو بغور دیکھ رہا تھا۔ لیکن مدیر محترم نے کچھ دلوں سے باطل خاموشی ہی اختیار کر لی۔ اور مسئلہ زیر بحث ادھر ادھر سا رہ گیا۔

کئی سال ہوئے ایک بہائی نے رسالہ بہائی مسیحین میں ہی اسی مسئلہ قیامت کے متعلق ایک سوال کیا تھا۔ جس میں علامہ دیوبند بریلی اور منگلیر نیر مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ مرزا محمود احمد غلیفہ قادیان اور محترم مدیر صاحب اہلحدیث کو

لوگ زمین کی قبروں سے نکال کر زندہ کئے جائیں گے۔ اور یہاں شری میں خدا کے تخت کے سامنے لائے جائیں گے اور وہ خدا کو اس طرح دکھیں گے جیسے کسی مادی چیز کو دیکھتے ہیں۔ یہ باتیں فلاسٹ قرآن اور خلافِ علم و عرفان ہیں۔ ہم ان کے متعلق بارہا لکھ چکے ہیں۔ مگر کرام ہماری تحریرات ملاحظہ فرما کر کھلے دل سے تنقید فرماتیں۔ ہم ہر تنقید کو نہایت آزادی اور خوشی سے پڑھیں گے۔

یاد رہے کہ ہم عالمانہ بحث کو پسند کریں گے۔ یہ عامیہ باتیں کہ سب لوگ ایسا مانتے ہیں یا تفسیروں میں ایسا لکھا ہے۔ یا ہمارے بزرگوں کا یہ عقیدہ تھا ہمارے لئے قابل التفات نہیں۔ ہم بحث و برہان چاہتے ہیں جو کلام الہی سے پیش کی جائے۔ اگر کلام الہی میں کوئی ایسی آیت ہو جس کی ثابت ہو جائے کہ فنا کے حالات کا نام قیامت ہی تو پیش فرمائیے ہم نہایت ممنون ہونگے۔ پھر جو کچھ ہم عرض کریں گے اسے بھی غور سے سنئے گا۔

اس وقت تک جناب مولوی فاضل "نثار اللہ صاحب" مدیر اہلحدیث امرتسر نے ہمارے مقالات قیامت، اہلحدیث میں نقل فرما کر جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ ہم نے بھی جواب ابواب میں اپنے دلائل پیامبر میں شائع کئے ہیں۔ ہمارے آخری مقالے کے بعد جناب موصوت نے ابھی تک کچھ نہیں لکھا۔ ہم منتظر ہیں۔ بہتر ہو کہ جوابات شروع کی جائے اسے آخری حد تک پہنچا دیا جائے۔

فاضل مدیر اہلحدیث کی خدمت عالی میں یہ بھی گذشتہ ہے کہ نفس مطلب کی تحقیق کا رنگ محض عالمانہ ہونا چاہئے یہ کہنا کہ بہائی تحریف کر رہے ہیں یا یہ کہ وہ قرآن کو نہیں

اپنے عقائد کو ان کے مقابل صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ انھات سے دیکھتے تو یہ بات کس قدر اسوئناک ہے۔

الغرض لے دیکر حضرت مولانا مدبر اہلحدیث مدظلہ کی ذات گرامی پر بھروسہ تھا۔ بقول شخصے

ہم مریضوں کی ہے تمھیں یہ نگاہ

تم مسیحا بنو حنرا کے لئے

چنانچہ آپ نے جواب دیا اور بحث میں وقتاً فوقتاً حصہ لینے لگے۔ لیکن آخر کار ناہل چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ پادمبر بابت فروری ۱۹۴۱ء باس الفاظ ایک مضمون لیونان قیامت نامی

دنیا میں نکلا جس کی پہلی سطور درج ذیل ہیں :-

”ہم نے مختلف دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ

فنائے عالم کا نام قیامت نہیں ہے نہ اس کثرہ

کے فنا کے بعد قیامت ہے۔ بلکہ قیامت ہی دنیا

میں ہوتی ہے۔ ہر صاحب شریعت پزیر کی آمد سے

گزشتہ امت کا حساب و کتاب لیا جاتا ہے۔

انھیں جزا سزا، ترقی و تہاکت ملتی ہے۔ ایک نئی

امت برپا ہوتی ہے۔ عالم انسانی کا ایک نیا قیام

ہوتا ہے۔ قیامت کی حقیقت یہی ہے۔ کائنات حق

کے فنا ہونے اور معدوم ہو جانے کا نام قیامت

نہیں ہے۔“ (صفء)

سچ بات یہ ہے کہ اب تک کی بحث کا تو یہی نتیجہ صحیح ہے جو پادمبر نے لکھا ہے۔ آئندہ خدا بہتر فرماتا ہے کہ کب وہ آیات قرآن مجید سے پیش ہوگی جو اہل اسلام کے شفقہ عقیدہ قیامت کو ثابت کرتی ہوگی۔

میں ابن سطور کے ذریعے سے حضرت مولانا صاحب مدظلہ کے

مخاطب کیا گیا تھا۔ میرے نزدیک دیوبندی علماء ہوں یا بریلوی اور مولوی جی۔ اس مسئلہ قیامت کے متعلق کچھ ستر نہیں لکھ سکتے کیونکہ ان کو ان مناظرات سے دلچسپی نہیں ہے۔ البتہ امیر جماعت احمدیہ لاہور اور خلیفہ صاحب قادیان کو ضرور دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب پر دیوبند کر سکتے ہیں۔ سینئر قرآن دان میں بھی اپنے آپ کو باقی فرقہ اسلام سے اعلیٰ پایے پر خیال کرتے ہیں۔ لیکن بدتمیزی سے ان کے راستے میں ایک بہت بڑا پتھر خال ہے جسے ہٹا دینا ان کی طاقت سے باہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب بدتمیزی سمجھتے ہیں خود اپنی کتاب میں قیامت کی آیات کو اپنے اور اپنے زمانے پر چسپاں کیا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ کسی خوف سے یہ بھی فرما گئے ہیں کہ قیامت کی آیات دونوں طرف کام میں لائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں :-

”وَنُفِخُ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اٰخَرٰی فَاِذَا هُمْ

قِيٰاَمٌ يَّنظُرُوْنَ۔ یہ آیتیں ذوالوجہ ہیں۔ قیامت سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور اس عالم سے بھی“ (شہادۃ القرآن ص ۱۶۷)

ظاہر ہے کہ جب ان کے پیروم رشد نے اس اہم مسئلہ میں دو کشتیوں میں پاؤں رکھا ہوا ہے تو مزید پیچا پے کیا کر

سکتے ہیں اور ان کا ذاتی ظلم یہاں کس کام آسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی اور لاہوری اصحاب اہل بیار سے اصولی بحث نہیں

کر سکتے۔ میں یہ الفاظ اعلیٰ وجہ البصیرت کہہ رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر نبیارت احمد، مولوی عمر الدین، مولوی اللہ دتا

مولوی فضل الدین وغیرہم نے وقتاً فوقتاً کیا لکھا ہے اور کیا لکھتے رہتے ہیں۔ مگر وہ بیادیت پادمبر میں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن مولانا

اپنے الہام سے شکست کیلئے تو جب مسئلہ قیامت کی
بیانیت کے عقیدے کے مطابق اشاعت ہو جائے گی اور
علمائے کرام مسکت جواب نہ دے سکیں گے تو اہل اسلام کا
کیا حال ہو گا۔ حالانکہ یہ مسئلہ قیامت مسلمانوں کا جزو ایمان ہے
اور قرآن مجید میں تو میرا بار تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ
اسی کا بیان ہوا ہے

نیز یہ کہ اس کا انکشاف بھی بیانیہ پیشواؤں نے کیا
باقی سب تقاضا سیر اس کے خلاف ہیں پ

علامہ و دیگر محقق علماء کی خدمت میں گزارش کرنا ہوں کہ وہ
قیامت کے متعلق بیانیہ عقیدہ معلوم کرنے کے بعد اسلامی عقیدہ کو
قرآن مجید سے ضرور ثابت کرنے کی کوشش فرمادیں۔ کیونکہ تقلید
کسی بات کو ماننا تو درست نہیں ہے۔ ایمان کی بنیاد تحقیق پر
ہونا چاہئے۔

علامہ اس کے یہ بات بھی سوچئے کی ہے کہ جب مرزا صاحب
قادیانی جیسے شخص کے پیچھے ہندوستان اور پنجاب کے ہزاروں
مسلمان محض مسئلہ وفات مسیح کی وجہ سے لگ گئے۔ حالانکہ حیات
و عمارت مسیح نہ تو جزو ایمان تھا اور نہ ہی مرزا صاحب نے اسے

علمائے کرام سے چند سوالات

جو گذشتہ پیچروں نے دی ہے۔ جو کچھ آپ کو خدا نے کہا ہے
یہی سب کچھ پہلے پیچروں سے بھی کہا تھا۔ گذشتہ پیچروں کی
تعلیم اور آپ کی تعلیم ایک ہی ہے۔ آپ کی تعلیم کوئی غلط نہیں۔
اب سوال یہ ہے کہ دین محمدی وہی دین قدیم ہے جو
گذشتہ پیچروں نے سکھایا ہے تو پھر آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ
لَكَ دِينَكَ کے یہ معنی کہ آج دین کامل ہوا ہے کیونکہ درست
ہو سکتے ہیں؟ اگر پہلے دین ناقص تھے تو یہ کہنا درست نہیں ہوگا
کہ جو کچھ پہلے پیچروں کو تسلیم دی گئی تھی وہی آپ کو دی جا رہی
ہے۔ اور اگر دونوں تعلیمات ایک ہی ہیں تو ایک ناقص اور ایک
کامل کیسے ہوگی؟

آنکھوں سوال قرآن مجید میں خدا تعالیٰ گذشتہ

یہ جو کہا جاتا ہے کہ دین اسلام مکمل ہے۔ اب اس کے
بعد کسی نئی تعلیم کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ میں نے اس کے
متعلق پیر میر سی مسئلہ میں علمائے کرام سے چند سوالات
کئے تھے۔ اسی سلسلہ میں چند اور سوالات بھی عرض کرتا ہوں اور
امید وار ہوں کہ علمائے کرام ضرور جواب باصواب سے ممنون فرما کر
پہلے ہی سوال پیش کر چکا ہوں آپ آگے چلتا ہوں۔

ساتواں سوال قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

مَا يَتَقَالِ لَذَلِكَ إِلَّا مَا فَكَّرَ قَبْلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ۔

اے محمد! آپ کو وہی کہا جا رہا ہے جو پہلے رسولوں سے کہا
جا چکا ہے۔ مقصد یہ کہ آپ جو تعلیم دنیا کو دے رہے ہیں وہی ہے

رسولوں اور نبیوں کا ذکر فرما کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے اُولَئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰى اِهْمًا لِّلّٰهِ فِیْہُمْ اٰحْمًا فَعَدَا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت دی سو آپ اُن کی ہدایت کی اقتداء کیجئے۔

اگر رسول کریم کی لائی ہوئی ہدایت پہلے رسولوں اور نبیوں سے اس معنی میں کامل ہے کہ پہلے رسولوں کی ہدایت اُنکو مقابلہ میں ناقص ہے تو آیت مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ خدا نے کامل کو ناقص کی اقتدار کا حکم دیا ہے جو مقول نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس نکتہ کو نہایت خوبی سے حل کرنا چاہئے۔

نواس سوال اُمتِ موسیٰ میں بہت سے فرقے ہو گئے اختلافات نے نور کیا۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اٰمَنَّا بِمُوسٰی الْکِتٰبِ فَاَخْتَلَفْتْ ذِیْہِ۔ ہم نے موئی کو کتاب دی۔ اس میں اختلاف کر لیا گیا۔ ایک کتاب کے ماننے والوں میں تفرقے ہو گئے۔ بہت سے گروہ بن گئے۔ ہر گروہ کتاب کا مطلب اپنے خیال کے مطابق بیان کرنے لگا ایسی حالت کا ذکر فرما کر خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَبَدَّلْکَ نَاجِحِ اس لئے اے رسول! آپ دعوت حق دیجئے۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ ایک کتاب شریعت رکھنے والی اُمت میں اختلاف ہو جانے پر خدا نے تمام شریعت پیغمبر کو بھیج دی۔ تو اب جبکہ مسلمانوں میں یہودیوں سے زیادہ اختلاف برپا ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کیوں جدید صاحبِ شریعت پیغمبر نہ بھیج دے۔

کہا جاتا ہے کہ تورات میں تخریص ہو گئی تھی اور اصل تورات باقی نہ رہی تھی۔ مگر قرآن شریعتِ حرتِ بخت و دیسا ہی

موجود ہے جیسا نازل ہوا تھا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ تو ادبی شرم کی بات ہے کہ یہودیوں میں تو تورات کی تخریص کی وجہ سے اختلاف ہو گئے تھے۔ مگر مسلمانوں میں اصل کتابِ علیہ موجود ہوتے ہوئے یہودیوں سے زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی دستاویزِ کرم خوردہ ہو جائے یا جگہ جگہ سے بھٹ بٹنے لے یا کہ اچھے طرح بڑھانے جاسکے اور اُس کی عبارت صحتِ کتبہ میں نہ آئے تو اس میں اختلاف رائے ہو جائے گا کوئی زالی بات نہیں۔ لیکن عجیب تو یہ ہے کہ دستاویزِ سنہری ادبِ جلی حروف میں بحالتِ اصل موجود ہو مگر اُس کے چھیننے والوں میں اس کے مطلب کی نسبت خراب شدہ دستاویز سے بھی زیادہ اختلاف پایا جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ صرف یہ بات کہ دستاویزِ اصلی اور نقل ہے کیا مفید ہو سکتی ہے سبے شک دینی اسلام مکمل ہے۔ قرآن مجید محفوظ ہے مگر اُمت میں اس قدر عظیم اختلاف ہے جو گذشتہ اُمتوں کے اختلافات کو کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہے۔ اب اُمت کا متحد ہونا محال نظر آتا ہے۔ پس واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے حرتِ کتب و محالیت کا خیال کیا فائدہ پہنچا جاسکتا ہے؟

دوسرا سوال تورات کے متعلق بھی خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے تَمَّا مَا عَلٰی الَّذِیْ اٰحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّحُكْمِ شَیْءٍ کہ تورات کامل اور ہر چیز کی تفصیل تھی۔

ظاہر ہے کہ جیسے ہر چیز کی تفصیل ہو گئی تھی کوئی کامل کہتے ہیں۔ اسی لئے بائبل مقدس میں لکھا ہے کہ خدا کی تورات کامل ہے۔ اب سوال یہ کہ تورات کامل و مکمل اور ہر چیز کی تفصیل تھی پھر بھی اسکے بعد خدا نے اور کتاب و شریعت بھیجی تو قرآن شریعت کے بعد کیوں نہیں بھیج سکتا۔ اگر یہودی الحادِ قرآن میں حق بجانب نہیں تو مسلمان یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلے کہ نہ قرآن حق بجانب ہو سکتے ہیں؟ (محقق)

جنگ کے بعد انسانِ علم

جھنڈے لہرا دیئے ہیں۔

اب وہی لوگ اخلاقیات و فساد کرتے ہیں جو درِ صِغیرِ دلی کی صحیح تعلیمات سے بے خبر یا ننگر ہیں یا غفل میں غافل ہیں۔ حالانکہ سب انسانوں کو اتحاد و اتفاق کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ مگر وہ اپنی فطرتِ اصلہ سے دور ہو کر لڑائی جھگڑے کی دوزخ میں جھستے چلے جا رہے ہیں دنیا میں انقلابِ عظیم ہو رہا ہے۔ خوف و ہراس چھایا ہوا ہے۔ جنگ فنا کا جھل بجارہی ہے۔ ہر روز تباہی و بربادی کی خبریں آ رہی ہیں۔

اگر انسان خدا اور پیغمبروں کی ہدایت کو قبول کرتے تو یہ طاقت نصیب نہ ہوتی۔ آپس میں مسلح و صفائی ہوتی۔ محبت و مسرت کر لیں کر زندگی بسر کرتے۔

مالکِ فطرت نے سب افراد و اقوام کو ایک ہی دھرتی کی شاخیں اور پتے بنایا ہے۔ لیکن کس قدر افسوس ہے کہ اقوامِ عالم کے اعمال بد اور فیضِ رحمت کی بادرکسوم نے نوب انسان کے تدار و رحمت کو بھٹس دیا ہے۔ اس کے پتے فساد کی آندھیوں سے جھرجھوک رہے ہیں۔ اس کی شاخیں خشک ہو رہی ہیں۔ بلکہ ایک شاخ دوسری شاخ کو کاٹ رہی ہے۔

چاہئے تھا کہ سب ایک ہوتے۔ سب امن و امان سے رہتے ہم سب کے ہاتھوں میں محبت کا جھنڈا اور مسرت کا پھر پڑا ہوتا۔ مگر اس وقت تو انسان کا آفتابِ ظلم و ظم کی بدلیوں میں چھپ گیا ہے اور آفتابِ عالم تاریک ہو رہا ہے۔ ہر شخص کی جگہیں چمک رہی ہیں

انسان جو اہرات کی کان ہے۔ کمالات کے قیمتی موتی نہیں موجود ہیں۔ وہ موتی تربیت کے ذریعے چلا پاتے ہیں۔

جو ہر انسانی کو چلا دینے والے روحانی موتی ہوتے ہیں۔ جو ہر ایک نقطہ سے بے شمار صفت بن جاتے ہیں ویسے ہی روحانی تربیت حاصل کرنے پر انسان سے بے شمار کمالات ظاہر ہوتے ہیں۔ جو فیضانِ حیات آدمیوں پر اپنے اثرات نمایاں کرتے ہیں۔

انسان ایک ظہیم علم ہے۔ پیغمبر ہی لئے آئے ہیں کہ انسان کے معنی کمالات کو عالمِ ظہور میں نمودار کریں۔ آج تک یہی ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی یہی ہوتا رہے گا۔ نوب انسان کو معراجِ کمال زیادہ سے زیادہ حاصل ہوگا۔

اسمان قدرت و مازل شدہ کتابوں کو شیخِ بصیرت کو دیکھئے سب کا مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے کمالاتِ ہستی میں ارتقا حاصل کرنا چاہئے یہاں تک کہ تمام عالمِ انسانی وحدت کا جلوہ گاہ بن جائے اور سارا جہان ایمان و امان کا گہوارہ نظر آئے۔

اس وقت تک جو کچھ یہودی و اصلاح دنیا میں ہوئی ہے وہ پیغمبروں اور روحانی مربیوں کے ذریعے ہوئی ہے۔ اگر پیغمبروں کی تاثیرات و تعلیمات نہ ہوتیں تو دنیا اب بھی صرقت و حشت کدہ ہوتی یہاں بربادی کے سوا کچھ نظر نہ آتا۔ روحانی مربیوں کے فیض کی دنیا گلزارِ امن بن گئی ہے۔ انھوں نے لوگوں کو مسرت و مسامحہ کا مونس سے بچایا۔ اور امن و سلامتی کا راستہ دکھایا ہے۔ پیغمبروں نے نظمِ عالم کا پاک خیر بلند کر دیا ہے۔ قوموں کے درمیان عرفان اور دوستی کے

دور ہے۔ سب کو متحد ہو کر رہنا چاہیے۔ جو بات محبت و اتحاد کے خلاف ہو اسے بالکل ترک کر دینا چاہیے۔ تمام نوع انسان کو ایک دل ہو کر کام کرنا چاہیے۔ تمام بادشاہوں کو آپس میں مل کر دنیا کا انتظام کرنا چاہیے

جب اس پیغام کو اہل عالم قبول کر کے عمل کر گئے یہ جتنی دنیا فردوس بریں ہو جائے گی اور یقیناً بات پر کہ خواہ جنگ فساد کی کتنی ہی آندھیاں آئیں آخر کار صلح و سلامتی کا وقت آکر رہیگا۔

مصیبت و مصیبت کے بادل گرج رہے ہیں۔ اس بلا سے ہر درمان کا علاج صرف یہی ہے کہ دنیا اس فرمان پر عمل کرے جو کج خدا نے حضرت بہاء اللہ کے ذریعے تمام اہل جہان کو دیا ہے جس حکم سے کہ ہر قسم کا تعصب چھوڑ دو۔ مذہب اور وطن کے نام سے چھوٹ نہ ڈالو مسادات، اخوت، وحدت کے اصول کو مضبوط نظام لو۔ دلوں کو پاک کرو اور سب کی بھلائی چاہو۔ خود غرضی، فرقہ پرستی اور نفس پروری سے دست بردار ہو جاؤ۔ یہ زمانہ نئی ترقیات کا زمانہ ہے نئی تجلیات کا

بہائی بچوں کا سبق

کتاب الہی لے کر آئے ہیں۔ ہر کتاب کے لئے ایک زمانہ مقرر ہوتا ہے۔ ہر زمانے میں خدا کی کتاب سے ہی تمام دنیا کے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

”دین“ ان باتوں کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے سچا دین سے پیغمبر سب کو بتاتے ہیں۔ سچا دین ہی دنیا میں سب لوگوں کو اچھا بناتا ہے۔ دین کو چھوڑ کر آدمی جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

سچا دین ایک ہی ہے۔ سب پیغمبروں نے وہی سکھایا ہے۔ جو سب آدمیوں کو نیک بناتا ہے۔ خرابیوں کو دور کرتا ہے۔ دنیا میں اچھائی اور بھلائی پھیلاتا ہے۔ سچے دین میں کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔ سب اچھی باتیں ہوتی ہیں۔ سچا دین ایک ہی ہے جو دنیا میں طرح طرح سے آیا ہے۔ ملکوں کی زبانیں مختلف ہونے کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ کا حکم لانے والے پیغمبر ہوتے ہیں۔ پیغمبر لوگوں کو اچھی اچھی

باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے بچاتے ہیں۔ جو لوگ پیغمبروں کی باتیں مانتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں وہ خدا کے پیارے بندے ہوتے ہیں۔

پیغمبر آج تک آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے اور نئی شریعت بھی لاتے رہیں گے۔

پیغمبر خدا کی کتاب لاتے ہیں۔ اس خدا کی کتاب کتاب میں خدا کے حکم ہوتے ہیں جو لوگ ان حکموں کو قبول کرتے ہیں وہ نمن کہلاتے ہیں اور اچھے آدمی بن جاتے ہیں۔ خدا کی کتاب سب کتابوں سے اچھی ہوتی ہے۔ کوئی آدمی ایسی کتاب نہیں بنا سکتا۔ اس زمانے میں حضرت بہاء اللہ بھی

یہاں تک کہ انھیں مار ڈالتے تھے۔ کبھی ماں باپ اور بچہ کو بھی ساتھ ہی مار ڈالتے تھے۔ مگر آپ پر ایمان لانے والے مرنے سے بھی نہیں ڈرتے تھے۔ خوش خوشی شہید ہو جاتے تھے۔

حضرت باب کو بھی برے لوگوں نے شہید کر دیا۔ مگر حضرت باب کا دین پھیلتا چلا گیا۔

حضرت باب کے بعد جب ۱۹ برس ہوئے تو حضرت بہار اللہ نے سب کے سامنے اعلان کر دیا کہ جس ظہور کی خبر سب پیغمبروں نے اور حضرت باب نے دی تھی وہ میرا ظہور ہے۔ اس بات سے پھر ایک بڑی ہل چل پیدا ہو گئی اور جس کا سب کو انتظار تھا وہ بڑا ظہور ہو گیا۔ پاک روحوں کی دنیا میں یہ گیت سنائی دینے لگا۔

عالم غیب سے آ رہی ہے صدا آج نور خدا جلوہ گر ہو گیا
دمدم جا بجا کہہ رہی ہے صبا مرجا مرجا یا بہا یا بہا
ہل فردوس خوشیاں منانے لگے آسمان دیز گیت گانے لگے
جگہ حورو ملائک نے مل کر کہا مرجا مرجا یا بہا یا بہا
باز رصنواں میں مبل چپکنے لگی سائے عالم میں خوشبو پھینکنے لگی
مکشش دہر میں کیا نیا گل کھلا مرجا مرجا یا بہا یا بہا
جس کے سب منتظر تھے نبی ادنیٰ کھل گئی اُس کی آمد سے دل کی کلی
ماشتوں کا دلی مدعا مل گیا مرجا مرجا یا بہا یا بہا

حضرت بہار اللہ نے جو جو باتیں سکھائی ہیں اُن میں سے تھوڑی سی باتیں یہ ہیں۔

پہلی بات

خدائے فرمایا ہے کہ بندوں کو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے

دین کی باتیں بھی مختلف زبانوں میں بیان ہوتی ہیں۔ مگر سب کی حقیقت ایک ہی ہے۔ جیسے سورج کو عربی میں شمس کہتے ہیں۔ فارسی میں خورشید کہتے ہیں۔ انگریزی میں سن کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سورج یہ کہتے ہیں۔ نام کئی ہوئے مگر سورج تو ایک ہی چیز ہے۔

جب سے دنیا ہے تب سے خدا کی نئی شریعت آتی رہی ہے۔ آئندہ بھی جب خدا کی مرضی ہوگی نئی شریعت آئے گی۔ کوئی آدمی خدا کی طرح شریعت نہیں بنا سکتا۔ ہر شریعت اپنے وقت کے لئے پوری اور کامل ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں حضرت بہار اللہ جو شریعت لائے ہیں وہ سب آدمیوں کے لئے کامیابی کا راستہ ہے۔ سب قوموں کو اسی شریعت پر چلنا چاہئے۔ یہی خدا کا حکم ہے۔ اسی میں سب کی بھلائی ہے۔

آج تک جتنے نبی آتے رہے وہ قیامتِ کبریٰ یہ خبر دیتے رہے کہ ایک نیا زمانہ آنے والا ہے جسے قیامتِ کبریٰ کا وقت کہتے ہیں۔

سب پیغمبروں نے بتایا تھا کہ اُس وقت حضرت بہار اللہ ظاہر ہوں گے۔ پہلے حضرت باب آئیں گے اور کہیں گے کہ اب حضرت بہار اللہ جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ سب لوگوں کو چاہئے کہ دل و جان سے تیار ہو جائیں کہ جس وقت حضرت بہار اللہ ظاہر ہوں فوراً سب لوگ قہل کر لیں۔

حضرت باب نے ایران میں سب کو تیار کر دیا۔ لوگ دن رات انتظار کرتے تھے۔ حضرت باب کو جو لوگ مان لیتے تھے انھیں دوسرے لوگ بڑی تکلیف دیتے تھے۔

درس احلاق

قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْقَتْلَ الْزَّانِمَ الْعِيبَةَ وَالْإِفْتِرَاءَ

استاد - عزیزو! خداوند عالم فرماتا ہے کہ قتل، زنا، اور غیبت و افتراء قطعاً حرام ہیں۔ ان سے بچنا ہر آدمی کا فرض ہے۔ تمام دنیا کے لوگ بھی متفق ہیں کہ یہ برے کام انسان کو تباہ کر دیتے ہیں۔ جو لوگ دینی اعتبار سے ان باتوں پر نظر نہیں ڈالتے وہ بھی مانتے ہیں کہ یقیناً قتل و زنا غیبت و افتراء نہایت بُرے کام ہیں۔ سوسائٹی میں ان باتوں سے ہلاکت کے جراثیم پھیلے ہیں۔

شاگرد - نسبت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟
استاد - کسی شخص کی پس پشت اس کے وہ عیوب یا گناہ بیان کرنا جو واقعی طور پر اس میں ہوں غیبت ہے۔

شاگرد - اچھا تو کسی شخص میں جو عیوب یا گناہ ہیں اس کو بھی بیان کرنا حرام ہے؟

استاد - جی ہاں۔ ذاتی تسلیم یہی ہے کہ لوگوں کے عیوب و گناہ جو واقعی طور پر حق میں معلوم ہوں وہ بھی کسی دوسرے کے سامنے ظاہر نہ کرو۔

شاگرد - اس طرح تو سوسائٹی میں گناہوں کی روک تھام مشکل ہو جائے گی۔ جب کسی کے گناہ کا ذکر بھی کر دیا جائے گا تو خود اس کی اصلاح کیسے ہوگی۔ اور سوسائٹی کو اس کے بُرے اثر سے کیسے بچایا جائے گا؟

استاد - کسی کے عیوب و گناہ جو واقعی قانون شہادت و عدالت کے

کہ وہ خدا کے پیغمبر کو پہچان لیں۔ جو کوئی پیغمبر کو پہچان لیتا ہے وہ ساری بھلائی پالیتا ہے۔

دوسری بات

ایمان اور عمل دونوں ساتھ ہیں۔ خدا کے سب بندھنوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

تیسری بات

خدا کے سب پیغمبر ایک ہیں۔ سب دین ایک ہیں۔

چوتھی بات

سب آدمی ایک ذات ہیں۔ مرد عورت کا درجہ برابر ہے

پانچویں بات

ساری دنیا ہمارا دیس ہے اور ہم سب ایک ہیں۔

چھٹی بات

ہر لڑکے اور ہر لڑکی کو پڑھانا اور لکھانا چاہیے۔

ساتویں بات

علم اور عقل کے خلاف کوئی بات قبول نہ کرنی چاہیے۔

آٹھویں بات

سب آدمیوں کو کھانا کپڑا اور گھر اچھا ملنا چاہیے۔ ہر ایک آدمی کو کام کرنا چاہیے۔ کوئی آدمی بھیک نہ مانگے۔ اپنا بھول کے لئے ہر جگہ ایک گھر بنا دیا جائے۔

نویں بات

ساری دنیا میں ایک زبان اور ایک ہی طرح کی لکھائی ہونی چاہئے۔
ان باتوں کے سوا اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن پر عمل کر کے سب لوگ ترقی کر سکتے ہیں۔ دین سبائی اس زمانہ میں خدا کا بنایا ہوا یہ حالات ہے۔
والسلام

بالکل ٹھنڈی پڑ جائے گی۔

غیبت کرنے والا اپنے منہ کی سانس سے اپنی بد بطنی کا زہر پلا اثر دوسروں تک پہنچاتا ہے اور اس طرح سوسائٹی میں زہر ناک ہوا چلنے لگتی ہے۔

لوگوں کے عیوب کا ذکر و افشاء دوسرے کمزور لوگوں کے لئے ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔ کمزور لوگ خیال کرتے ہیں کہ جب فلاں فلاں اشخاص میں یہ خرابیاں ہیں تو ہم میں جو خرابیاں ہیں وہ کوئی عجیب چیز نہیں ہیں۔ اور اگر ہم خرابیاں کر رہے ہیں تو دوسرے بھی کر رہے ہیں۔ اگر لوگوں نے ہماری خرابیوں پر گرفت کی تو ہم ان کی خرابیوں پر ان کی گرفت کرینگے۔ اس طرح کمزور لوگ غلط رویہ اختیار کرنے میں اپنے لئے سہولت و ہمدستی تلاش کر لیتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔

شاگرد۔ بعض لوگوں کو جب غیبت کے متعلق تنبیہ کی جاتی ہے تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے جو بات کہی ہے وہ بالکل سچی بات ہے۔ اس لئے یہ غیبت نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔ غیبت تو جب ہوتی کہ ہم کوئی غلط بات کہتے۔

استاد۔ یہ ایک غلط فہمی ہے کہ جھوٹی بات کو غیبت کہتے ہیں نہیں۔ بلکہ غیبت اسی بات کا نام ہے کہ کسی کی ایک سچی بات جو عیبِ غناہ ہے ظاہر کی جائے۔ اگر کوئی خراب بات کسی کے متعلق کہی جائے اور وہ سچ نہ ہوئے تو افترار کہتے ہیں۔ افترار اپنی جگہ ایک بڑا گناہ ہے۔ غیبت تو اسی بات کا نام ہے کہ کسی کا واقعی عیب کسی کے سامنے ظاہر کیا جائے۔ اور یہ قتلِ زنا اور افترار کی طرح حرام قلمی ہے۔ کسی کی غیبت کرنے والا خدا کا باغی ہے۔ انسانیت کا عجم ہے۔ سوسائٹی کا دشمن ہے۔

شاگرد۔ کیا غیبت میں کوئی باطنی اثر ہے جو انسان کو

ثبات ہوں ان کا ذکر صرف ذمہ دار مصلح یا حاکم کے سامنے ہو سکتا ہے تاکہ اصلاح کی جائے اور سوسائٹی کو گناہگار کے بد اثرات سے بچایا جاسکے۔ یہ بھی اصلاح کی نیت سے اور پورے ثبوت کے ساتھ ہونا چاہئے ورنہ ہرگز اجازت نہیں کہ بے ثبوت باتیں کسی کے متعلق بیان کی جائیں۔ عدالت بھی کافی اور صحیح ثبوت کے بغیر کوئی بات قبول نہیں کر سکتی۔ جو لوگ عدالت کے لئے مامور ہیں وہی کسی کے متعلق ایسی باتیں سن سکتے ہیں اور جو گناہی ماموریت نہیں رکھتے انھیں کوئی حق نہیں کہ کسی کے عیب کو خطا کو سنیں۔ اگر وہ کان لگا کر سنیں گے تو وہ خود ایک بڑے گناہ کے مرتکب اور خدا کی عدالت میں قابلِ مواخذہ ہونگے۔

شاگرد۔ معلوم ہوا کہ کسی آدمی کی غلطیوں کا ذکر پورے ثبوت کے ساتھ مامورینِ عدالت و اصلاح کے رو برو کیا جاسکتا ہے۔ **استاد۔** جی ہاں۔ آپ نے درست سمجھا۔

شاگرد۔ کسی گناہ کار کو بدنام کرنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ سوسائٹی اس کے برے اثرات سے محفوظ رہے گی۔

استاد۔ یہی تو خدائی تعلیم ہے کہ عدالت و اصلاح کے مامورین کے سوا کسی کے رو برو کسی کی کوئی خطا ذکر نہ کی جائے۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ جھوٹے الزام لگانے والوں کی روک تھام ہو سکے ورنہ ہر ایک جھوٹا الزام لگانے والا دلیر ہو جائے گا۔ اور جس کے سامنے چاہے گا اور جس کی نسبت چاہے گا اور جو کچھ چاہے گا بیان کر دے گا۔ اس طرح سوسائٹی میں ایسی جڑ بڑ پیدا ہوگی جو سوسائٹی کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دے گی۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ غیبت کرنے والا جب غیبت کرتا ہے اس وقت اس کا دل محبت سے خالی ہوتا ہے اور جب بار بار دل کو محبت سے خالی کیا جائے گا تو آخر ایک دلی محبت

میں مبتلا ہو جاتے گا۔ اسی طرح ایک غیبت کرنے والا اپنے مرده
بھائی کا گوشت کھا کر اپنے آپ کو نہر کا لود بنالیتا ہے۔ یہ نہر کا حرکار
ہلاک کر کے چھوڑتا ہے۔
شاگرد۔ مذکورہ فضل سے محو غیبت سے طعمی نفرت ہے
استاد۔ خدا کا شکر کہنے کر آپ سلیم الفطرت ہیں۔

نقصان پہنچاتا ہے؛
استاد۔ ہر گناہ نہر ہے۔ غیبت بھی ستم قاتل ہے۔ فطرت
کا بنانے والا خداوند عالم فرماتا ہے کہ کسی کی غیبت کرنا ایسا ہے
جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا۔ اب ظاہر ہے کہ مرده
کا گوشت کھانا کس قدر خطرناک ہے۔ کھانے والا طرح طرح کی بیماریاں

حکیم فر فریوس اشراقی کا خط اپنی بیوی کے نام

ماہنامہ سپہام حق لاہور، اپریل ۱۹۳۲ء میں جناب پروفیسر دوست سلیم نے حکیم فر فریوس اشراقی کا ایک تاریخی خط
اپنی رفیقہ حیات کے نام ”شائع کیا ہے۔ فر فریوس نے سن ۱۲۸۷ء میں ایک سفر سے اپنی بیوی مارسیا کو یہ خط لکھا تھا جو چوتھی صدی سے
اٹھارھویں صدی تک دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا۔ شہداء میں ایمر و کشین لائبریری واقع شہر میلان (اطالیہ) میں سٹر کارڈ میں لکھی
کو یہ خط دستیاب ہوا۔ جو انہوں نے شائع کر دیا۔ ہم اس خط کے بعض اقتباسات قدر دانوں کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔“

ذات سرا پا خیر ہے اس لئے جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے اسے
لازم ہے کہ بدی سے بچے، اجتناب کرے۔“
عقل سے یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے کہ ہر شئی میں خدا کا جلوہ
پایا جاتا ہے۔ لیکن عقلمند لوگ اپنے دل کو خاص اُئی کا تسکین بناتے
ہیں۔ وہ اس کے سوا کسی اور کو اندر نہیں آنے دیتے۔“
”یاد رکھو۔ خدا کسی ناپاک روح سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا
خدا سراسر پاک ہے۔ وہ صرف پاکیزہ روح کو پسند کرتا ہے۔“
”قول افضل میں مطابقت ہونی چاہئے۔ پنج بول کر ناکامی
سے دوچار ہونا جھوٹ بول کر کامیابی حاصل کرنے سے بدرجہا بہتر
ہے۔ کیونکہ جو شخص جھوٹ بول کر کامیابی حاصل کرتا ہے وہ دراصل اپنی
روح کو ناکام بنا دیتا ہے اور اپنی سیرت کو تباہ کر دیتا ہے۔ دراصل
وہ گھائے میں ہے۔“

”میری پہلی مخلصانہ نصیحت یہ ہے کہ فلسفہ کا مطالعہ برابر جاری
رکھو کیونکہ وہ روح کی غذا ہے۔“
عیش و عشرت کی دندگی اور بھوکاری میں بعد الشرفین
ہے جو شخص بھائی لذتوں کا گردیدہ ہے وہ کبھی نیک نہیں بن
سکتا جس طرح پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے کے لئے بہت شقت
درکار ہے اسی طرح نیکی کے بلند مرتبہ کو حاصل کرنے کے لئے سخت
جد و جہد کی ضرورت ہے۔“
”دن رات اس کو شش میں لگی رہو کہ تمہارا طرز حیات
تمہارے عقائد کے مطابق ہو۔ اگر عقیدہ اور عمل میں مطابقت نہ ہو
تو یہ عقیدہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ اُس کی کوئی قدر و قیمت
ہے۔ بدی کیا ہے؟ روح کا امر احسن میں مبتلا ہو جانا۔ اور
ہر بدی انسان کے لئے موجب ذلت ہے۔ اب چونکہ خدا کی

”بہت سے لوگ بیوقوفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ دولت ہے۔ اس لئے وہ دولت جمع کرنے میں بہمک ہوجاتے ہیں حالانکہ دولت کی بدولت خواہشات کم نہیں ہوتیں بلکہ بڑھتی رہتی ہیں۔ کاش! ہم اس بھتہ سے واقف ہوسکوں کہ قناعت سب سے بڑی دولت ہے۔“

”مجموعہ کچھ بھولوں کی سیخ کی تمنائیں اپنے دل کو مبتلائے رنج مت کرنا۔ پاکیزہ زندگی بسر کے چٹائی پر سونا، ناپاک زندگی بسر کے تخت شہابی پر بیٹھنے سے کہیں بہتر ہے۔ یاد رکھو جن کے پاس دولت کے انبار ہیں ان کے دل و دماغ کو مطلق سکون نصیب نہیں ہے۔“

”دجسمانی احتیاج ایک فطری امر ہے۔ اگر تمھارا جسم تم سے کھانا طلب کرتا ہے تو یہ بالکل قدرتی بات ہے۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ تم اپنی ساری زندگی جسمانی تقاضوں کے پورا کرنے میں صرف کردو۔“

”تمھارا یہ جسم مقصود حیات نہیں ہے بلکہ تمھاری روح کیلئے بمنزلہ لباس ہے۔ اسی چیز تو روح ہے۔ اس کی تزئین کی طرف اپنی پوری توجہ صرف کردو۔ لیکن سب سے کم لوگ اس حقیقت کا احساس کر سکتے ہیں۔“

”پس تم جسم کی طرف زیادہ توجہ مت کرو بلکہ اس امر پر بھی زیادہ توجہ مت کرو کہ تم عورت ہو یا مرد؟ عورت ہو تو کیا۔ مرد ہو تو کیا؟ حقیقی شے تو روح ہے جو نہ عورت ہے نہ مرد۔ اور میں نے تجھے عورت سمجھ کر اپنی رفیقہ حیات نہیں بنایا۔ بلکہ انسان سمجھ کر۔ مجھے تم سے اس لئے رغبت نہیں کہ تم عورت ہو۔ بلکہ اہل کرم پاکیزہ خواہو۔ انسانیت کا خیال دل سے نکال دو۔ انسانیت کو اپنا سلح نظر بناؤ۔“

سفر تبلیغ

جناب ڈاکٹر ابراہیم، اے صدیقی، اراکھی سے ملنے کے لئے کشمیر تشریف لے گئے۔ یہ مضمون ان کی تحریر ہے۔ پابال گروہ حضرات ایک مذہبی کانفرنس میں ملے ہیں۔

”جو شخص راستہ سباز اور مستقیم نہیں وہ خدا کے احکام کی تعمیل نہیں کر سکتا خواہ وہ عہد میں باکر قرآنی اور عبادت کتنی ہی کیوں نہ پیش کرے۔“

”اگر تم خدا کی نظر میں محبوب بننا چاہتی ہو تو کوئی کلمہ زبان کر ایسا نہ نکالو۔ کوئی فعل ایسا مت کرو جو اس کی مرضی کے خلاف ہو۔“

”یاد رکھو۔ خدا صرف نیکوں کو اپنا محبوب بناتا ہے اور صرف انھیں کو نصرت عطا کرتا ہے۔ بدکار کی روح خدا سے متنفر ہوتی ہے اور وہ کبھی اس کا تقرب حاصل نہیں کر سکتی۔“

”خدا کو کسی کا قول پسند نہیں وہ صرف عمل کو دیکھتا ہے اور یہی چیز اس کی رگاہ میں مقبول ہو سکتی ہے۔“

”جو شخص عبادت کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے نہ کہ خدا کیلئے۔ جو شخص عبادت کرتا ہے کہ خدا میری تعلیم و تکریم کا محتاج ہے وہ دراصل اپنے آپ کو خدا سے بھی بڑا قرار دیتا ہے۔ دن رات اس کو شش میں لگی رہو کہ خدا کی ذات کی معرفت حاصل ہو جائے کیونکہ یہی زندگی کا مقصد ہے۔“

”تھیں تو انہیں مثالہ کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اولاً قانون الہی۔ ثانیاً قانون فطرت۔ ثالثاً قانون انسانی۔ اور تم پر ہر قانون انہیں کی اطاعت فرض ہے۔“

”کوئی شخص قانون الہی کا علم حاصل نہیں کر سکتا جب تک پہلے قانون فطرت پر آمکا نہ ہو جائے۔ اور جو شخص قوانین فطرت کی پابندی کرتا ہے وہ انسانی قانون سے کبھی خوفزدہ نہیں ہو سکتا۔“

”حرص اور طمع ان لوگوں میں پائی جاتی ہے جن کی روح اور طبیعت غیر تربیت یافتہ ہوتی ہے۔ جو ضبط نفس کی صفت کی محروم ہوتے ہیں۔ اور چونکہ حرص کبھی روحانیت میں ترقی نہیں کر سکتا۔“

”اس لئے تم ضبط نفس پر خاص توجہ مبذول کرو تاکہ یہ بنیاد ہی بنیاد تمھارے اندر پیدا ہو۔“

حضرت سید کاظم رشتی کی ماموریت

(گزشتہ سے پیوستہ)

کی حفاظت میں دیدی گئیں۔ اور اُسے یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تک ان کے چھاپنے کا وقت نہ آئے انھیں محفوظ رکھے۔ اب تک نہیں معلوم کہ وہ تفسیر یہ کیا ہوئیں۔

ان تفسیروں کے بارے میں ایک دن حضرت بابا نے مجھ سے پوچھا۔ ”آپ کون سی تفسیر پسند کرتے ہیں۔ یہ تفسیر جو میں نے اب کی ہے یا اس القصص سورۃ یوسف کی تفسیر جو میں نے پہلے کی تھی؟“ آپ کے خیال میں کون سی تفسیر اعلیٰ ہے؟ میں نے جواب دیا۔ ”مگر تو اس القصص زیادہ پیاری اور پُر نفوذ دکھائی دیتی ہے۔ میری اس کہنے پر آپ مسکرا دیئے اور فرمایا۔ ”ابھی آپ اس پھیلے تفسیر کی سلاست اور معانی سے واقف نہیں ہوئے جو حقائق اس میں دوایت کئے گئے ہیں وہ طالب حق کو مطلوب تک پہنچانے کیلئے زیادہ فوری اور مؤثر ہو گئے۔“

شیخ طبرسی کے واقعہ عظیم تک میں آپ کے ساتھ ہی رہا۔ جب آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے سبیا بھتیوں کو اس عہد جانے ادا اپنے ممتاز و بہادر شاگرد حضرت قدوس کی ہر طرح مدد کرنے کی ہدایت کی۔ ایک دن مجھے سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر میں اس جبل شہیدہ قلعہ چہر قہ میں قید نہ ہوتا تو اپنے پیارے قدوس کی تحفا جاکر مدد کرنا کچھ فرض ہوتا۔ مگر اس لڑائی میں شریک ہونا آپ کے لئے نہیں۔ آپ کربلا تشریف لیا میں اور اس مقدس شہر میں رہیں۔ کیونکہ آپ کے لئے یہ مقدس ہے کہ آپ مسیح موعود کے حسین چہرے کو دیکھیں۔ جب آپ کی نظریں نورانی چہرے پر

آئیں نے آپ کے بارے میں لوگوں سے پوچھنا شروع کیا اور مجھے پتہ لگا کہ آپ شیراز کے رہنے والے ہیں اور سوداگری آپ کا پیشہ ہے۔ طار کی جامعہ کو آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ مجھے یہ بھی پتہ لگا کہ آپ اور آپ کے چچا اور ششہ دار سب حضرت شیخ احمد اور عزت سید کاظم کے سچے مامق اور عقیدہ مند ہیں۔ اس جوان نے میرے دل کو آگ لگا دی۔ اس نظام و مملکت کی بلو بچے سے قرار کئے چھٹے تھی۔ میری اور اس کی روح میں ایک روحانی آمیزش ہو گیا۔ پس جب میں نے سنا کہ شیراز سے ایک جوان نے بابا ہونے کا اعلان کیا ہے تو فوراً میرے دل میں خیال گزرا کہ وہ ہونو یہی وہی جوان ہے جسے میں نے کربلا میں دیکھا تھا اور جہ میرے دل کا تھما اور میری آرزو کی انتہا ہے۔

میں کربلا سے شیراز گیا۔ مگر مجھے پتہ لگا کہ آپ حج کے لئے مکہ مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے واپس تشریف لانے پر اگرچہ میرے راستے میں بہت سی رکاوٹیں تھیں مگر میں آپ کے نزدیک ہی رہا۔ پھر جب آپ آذربائیجان کے قلعہ ماہ کو میں قید تھے تو میں وہ آیات کھنڈے میں شمول رہا جو آپ اپنے کاتبی کھوایا کرتے تھے۔ اس قلعہ میں اپنی قید کے نو ماہ تک متواتر ہر شام نماز کے بعد آپ قرآن کے ایک جز یا پارے کی تفسیر فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح ہر بیٹے کے آخ میں اس پاک کتاب کی ایک تفسیر مکمل ہو جاتی تھی۔ ماہ کو میں قید کے دوران میں سارے قرآن کی تفسیر فرمائی آپ نے نازل فرمائیں۔ یہ تفسیریں جبرین میں ایک شخص سید ابوالفضل

آپ کی گھری ہوئی سیاہ زلفوں کی خوبصورتی نے میرے دل پر ایک نہ مٹنے والا اثر کیا۔ میں اس وقت بڑھا اوٹھیںٹ ہو چکا تھا آپ نہایت پیار سے میری طرف بڑھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر غفلت و محبت کی آگاہی سے فرمایا:-

”میں نے آج ہی یہ ارادہ کیا ہے کہ آپ کو ساری کر بلا میں باہمی مشہور کروں۔“

میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے بیٹھے آپ مجھ سے باتیں کرتے رہے اور سارے بازار سے گزرتے ہوئے آپ میرے ساتھ لے لے کر نہیں آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! آپ کر بلا میں رہے اور آپ اپنے اپنی آنکھوں سے موعود حسین کے چہرہ کو دیکھ لیا۔ آپ کو یہ سن کر مجھ سے منہ حضرت باب کا وعدہ یاد آگیا۔ اس وقت یہ خیال کر کے کراچیا یہ وعدہ کسی دور کے مستقبل زمانہ کے متعلق ہے۔ میں نے کسی کو بیان نہ کیا تھا۔ آپ کے ان الفاظ نے مجھ پر بلی کا سا اثر کیا۔ میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ انہی وقت اپنی ساری روح اور ساری قوت کے ساتھ بدن بے خبر اور غافل لوگوں کے سامنے موعود حسین کی آمد کا اعلان کروں۔ مگر آپ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اپنے احساسات کو دباؤں اور اپنے جذبات کو ظاہر نہ ہوں۔ آپ نے اہستہ سے میرے کان میں فرمایا:- ”ابھی نہیں مقررہ وقت آ رہا ہے۔ یہ ابھی نہیں آیا۔ خاطر جمع رکھیں اور صبر سے انتظار کریں! اُس وقت سے میرے تمام تفکرات اور رنج و غم دور ہو گئے اور میری روح دائمی خوشی سے سرور ہو گئی۔ ان ایام میں میں اتنا غریب تھا کہ مجھے کھانے کو بھی کئی کئی دن نہ ملتا تھا۔ مگر اب میں اپنے آپ کو اتنا امیر محسوس کر رہا تھا کہ وہ جو تمکب کو ملا تھا اس کے سامنے ساری دنیا کے خزانے بیچ معلوم ہوتے تھے۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔ بیشک وہ نقصان دکریم ہے۔“

پر پڑے تو مجھ بھی باید کریں اور میری اس محبت بھری وفاداری کا بیان اس سے کریں۔ پھر نہایت جوش سے بھر کر آپ نے فرمایا:- ”یاد رکھیں کہ میں نے ایک بہت بڑا کام آپ کے سپرد کیا ہے خبردار۔ سب ادا آپ کا دل کمزوری ظاہر کرے یا آپ اس جلال کو بھول جائیں جو میں نے آپ کو دیا ہے۔“

”اس کے کچھ عرصہ بعد میں کر بلا چلا گیا۔ اللہ آپ کے حکم کے مطابق اس شہر میں رہے نگار۔ اس خوف سے کہ کبھی اس مقام زیارت میں میرا دیر تک رہنا شک پیدا کرے میں نے خادی کر لی۔ اور کتابت کر کے گذرہ کئے لگا۔ میں ان نصیحتوں کا کیا بیان کروں جو ان لوگوں نے مجھ پر وارد کیں جو اپنے آپ کو شیخی کہتے ہیں اور حضرت احمد کے پیرو ہونے کا دم بھرتے ہیں مگر حضرت باب کو نہیں پہچان سکے۔ اپنے جوان مولیٰ کی نصیحتوں کا خیال کر کے میں نے اس توہین و تکذیب کو نہایت صبر سے برداشت کیا۔ دو سال تک میں اس شہر میں رہا۔ اس عرصہ میں یہ جوان اپنے اس زمینی قید خانے سے آزاد کر دیا گیا اور اپنے شہادت کے ذریعہ اس ظلم و ستم سے چھوٹ گیا جو آپ کی حیات زمینی کے آخری ایام میں آپ پر کیا گیا تھا۔“

حضرت باب کی شہادت کے بائیس دن کم سولہ فروری ۱۹۰۱ء کے بعد ۱۲۷۶ھ عرفی یعنی ذی الحجہ کے نویں دن (۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء) میں حضرت امام حسین کے روضہ مبارک کے اندونئی صحن کے دروازہ سے گذر رہا تھا کہ میں نے حضرت مبارک اللہ کو پہلی دفعہ دیکھا جو کچھ اس چہرہ مبارک کو دیکھنے سے مجھ پر اثر ہوا وہ زبان سے ادا نہیں ہو سکتا کوئی قسم اس پیارے چہرے کے خط و خال کے جمال کا نقشہ نہیں کھینچ سکتی۔ آپ کی دل میں اتر جانے والی نظر نے آپ کے ظلمتہ چہرہ نے۔ آپ کی پر جلال وضع نے، آپ کے دل آویز تبسم اور

وارد کئے۔ مگر خدا کی مرضی یہ تھی کہ آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ خدا نے ان کو محمدؐ نے آپ کی مخالفت کی بڑا کہا اور آپ کے خلاف سازشوں کی طرح کیا میٹ کر دیا۔
(ماہی) (ترجمہ ساس علی پٹ)

مذہبِ عالم

یہ کتاب جناب پروفیسر پریم سنگھ ایم اے نے افلاک میں شائع کی ہے۔ اسلام، دین موسوی، دین مسیحی، ہندو دھرم، جین دھرم، بدھ دھرم، دین بھائی ذمیرہ مذہبِ عالم پر تاریخی حیثیت کی روشنی ڈالی ہے۔ بیانِ مہابت سادہ اور عام فہم ہے۔ مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے شائقینِ پڑھ کر خوش ہونگے۔ لکھائی چھپائی کا نڈ بہتر ہے۔

قیمت فی جلد بارہ آنے

ملنے کا پتہ: جناب پروفیسر پریم سنگھ ایم اے ۹۳ ٹپل روڈ لاہور

ہم اے ربی اور ان کی تعلیم
کتاب مذہبِ عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر پریم سنگھ ایم اے نے حال ہی میں شائع کی ہے جس میں جلد بیانِ عالم کی مختصر تاریخ اور انکی مفصل تعلیمات بیان کیں ہیں۔ یہ تعلیمات ثابت کرتی ہیں کہ تمام مذاہب دراصل ایک ہیں۔ اتحادِ مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کیلئے بہترین کتاب ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کا ایک ایک نسخہ ہر گھر کے اندر ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھپائی کا نڈ عمدہ قیمت ۱۲ روپے۔
پروفیسر پریم سنگھ ایم اے ۹۳ ٹپل روڈ لاہور

سید حسن دہلوی کا یہ مزدی بیان لکھنے کے بعد اب میں پھر اپنے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ میں سید کاظم کی اس گرمی کا بیان کر رہا تھا جس کے ساتھ آپ ان پر دلوں کے دور کرنے میں کوشاں تھے جو آپ کے زمانہ کے لوگوں اور موعود و مہرِ الہی کی پہچان کے درمیان عامل تھے۔ اپنی کتابوں میں شرحِ قصیدہ اور شرحِ خطبہ کے دیباچہ میں آپ کنایہ سہارا اللہ کے تہدک نام کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اپنے آخری رسالہ میں آپ ذکر اللہ الاعظم کا بیان کرتے ہوئے آپ حضرت باب کے نام کی طرف کھلے لفظوں میں اشارہ کرتے ہیں۔ ہمیں آپ لکھتے ہیں "اس بزرگ ذکر (یاد دلانے والے) کو۔ خدا کی اس زبردست آواز کو مخاطب کر کے میں کہتا ہوں۔ میں لوگوں سے ڈرتا ہوں مبارک وہ آپ کو گزند پہنچائیں۔ میں اپنے آپ کو ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میں آپ کو گزند پہنچاؤں۔ میں آپ کو ڈرتا ہوں میں آپ کے اختیار کے خیال سے کانپتا ہوں۔ میں اس زمانہ سے ڈرتا ہوں کہ میں آپ آئیٹھ۔ اگر میں آپ کو قیامت تک اپنی آنکھ کی بجلی کی طرح سے رکھوں تب بھی میں آپ کے لئے اپنی دوا کا کاپور اثبات دے سکوں گا۔"

شریروں کے انھوں حضرت سید کاظم نے کیا تکلیفیں سہیں کون ہی امانت تھی جو ان پلید لوگوں نے آپ پر وارنڈ کی! سالہا سال تک آپ میرے پرداشت کرتے رہے اور شجاعتِ عقل کے ساتھ ہر توہمیا۔ بہتان اور رد و اعتراض کو سہا جو ان لوگوں نے آپ پر

۱۔ اے۔ ایم۔ کوکاس کا کتاب (ایسے سر لاشیغ عزیز) کے حصہ دوم کے حصہ باب میں حضرت سید کاظم کی ۱۳۵ کنہوں کی فہرست دی ہوئی ہے۔ ان میں سے پرکٹا جس خاص ذکر کے قائل ہیں (۱) شرحِ خطبہ طہید (۲) شرحِ قصیدہ۔ (۳) فقیرِ اہلِ اہلِ اہلِ اہل (۴) در اسرارِ شہادۃ (۵) علمِ مہبت۔ (۶) ذیلِ اکتوبر۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ۳۰۰ سے زیادہ کتابیں لکھیں (مقتدرستار انگریزی نوٹ ای ۵۳۳)

اس جنگ کے بعد آنے والی دنیا

خدائی منصوبہ

سٹرمی ایچ۔ ایم۔ ہنٹا کے قلم سے

تقریباً آتے تھے۔ دنیا کے لوگ ایک دوسرے سے الگ تھلگ اپنے اپنے ملک میں رہتے تھے اور انہیں ان اختلافات کی کوئی خبر بھی نہ تھی۔

ساتیس کی اختراعات جب ان لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آئیں تو حالات بالکل بدل گئے۔ مختلف لوگوں میں محبت اور نفرت دونوں قسم کے جذبات رونما ہوئے۔

اتحادِ عالمِ علاوہ ساتیس کی ایجادات کے تہوار اور بشارتِ محبت اور برابری۔ جنگ اور معاہدوں کے ذریعہ جی میں لایا گیا۔ اس طرح اتحادِ عالم کی رفتار جوں جوں بڑھتی گئی، دنیا دیا سلاخیوں کا کبس بنی گئی۔ جسے جنگ کی آگ میں دھکیلنے کیلئے صرف ایک پیٹھاری کی ضرورت تھی۔ جس قدر بڑے بڑے فساد اور انقلابات ہوئے اور شہر تباہ کئے گئے، آتنا ہی انسانوں پر حیثیت واضح ہوتی تھی کہ وہ سب ایک ہی جم اور ایک ہی جان ہیں۔

چند ہی دن قبل جب فرانس نازیوں کی میٹا کے آگے چاروں شانے پٹ کر گیا تو دنیا خوف سے کانپ اٹھی۔ گویا اس کا ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا گیا ہے۔ یہ بات اب زبردستی

نہا بعد نسلِ انسان خود اپنی کارگزاروں سے بے خبر رہا ہے، لیکن اس وقت سے جب کہ تاریخ کے ورق پھیل چکے ہیں، پہنچ رہے تھے تو انسان کو معلوم ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں کو اس زمین کو فحش کر کے اسے متحد بنانے کا عظیم الشان کام کرنا رہا ہے۔

پندرہویں صدی میں کولمبس نے جہازوں کے ایک مختصر بیڑہ کے ساتھ براعظم امریکا کا کھوج نکالا اور اسے فتح کرنا شروع کیا۔ دنیا آہستہ آہستہ ایک ہوتی چلی جا رہی ہے۔ انیسویں صدی میں وحدتِ عالم کی رفتار تیز ہو گئی۔ ساتیس میدان میں آئی اور اپنے ساتھ بجلی۔ ریل۔ ٹیلیفون۔ ریڈیو اور تابعداری کے تاروں کو ساتھ لائی۔ جن سے زمین کی طنابیں ایسی کچھ گئیں کہ ساری زمین ایک ملک ہو کر رہ گئی۔

جوں جوں اتحاد کی رفتار تیز ہوئی گئی توں توں زبانِ مذہب، رسم و رواج اور حقوق کے اختلافات نمایاں ہوتے گئے جب لوگ ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے تھے۔ آمد و رفت اور میل جول کے مواقع کم ہوتے تھے تو یہ اختلافات اتنے نمایاں

کے اثر سے تو رومی اور بہت گہرے ہو گئے ہیں۔ دوسری یہ کہ یہ تمام گول زمین، ایک قطعہ، ایک برادری اور ایک جماعت بن گئی ہے اور تمام دنیا کے لوگ بہت آسانی سے ایک بن سکتے ہیں۔ ان کے لئے موجودہ زمانہ میں آرزو بھی بننا بہت آسان ہے۔ حالانکہ ایک صدی پہلے انگلستان جیسے چھوٹے ملک میں بھی یہ بات ممکن تھی۔

ایرچ۔ جی۔ ویلز سے قریباً ۵۰ برس پہلے مشرق کے ایک بزرگ حضرت بہاء اللہ نے جو دین بپائی کے بانی ہیں دنیا کے خوفناک معاصی کو پہلے سے دیکھ لیا تھا۔ آپ کے کام مبارک سے آپ کی پُر قوت پیشگوئی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ آپ نے فقط موجودہ جنگ کے مستقبل ہی پیشگوئی کی ہے بلکہ ان تمام افات کو ترتیب وار بیان فرمایا ہے جو آخر کار دنیا میں عالمگیر امن کے قیام پر منتج ہونگے۔

آپ فرماتے ہیں کہ انسانی قوت تنہا دنیا کی حالت کو درست نہیں کر سکتی۔ انوارِ روح کا انسانی فعل کے افوار کے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے اور محبت و اتفاق کی فضا میں دنیا کی آئندہ حکومت جو ساری دنیا پر راج کرے مکی تکمیل کو پہنچانی چاہئے۔ اس حکومت کو بہر اقتدار لانے کا عمل بعض ادارات کے قیام پر مشتمل ہو جائے گا۔ طاقتور ہوں کہ ہر ایک مقامی حکومت کے اندر اسی قائم رکھ سکیں اور دنیا بھر کی حکومت کے حکم کو قوموں کے مغز میں کے موقع پر نافذ کر سکیں۔

ایہ ادارات میں سے پہلی ادارہ گل دنیا کی پارلیمنٹ ہے جس کے ممبر ہر ایک ملک کے لوگ انتخاب کیا کر گئے۔ دوسرا ادارہ ایک عدالت عالیہ ہے جس کا فیصلہ تمام بین الاقوامی ممالک میں تعلی ہو کر اسے ملے گا۔ یہ ادارہ ایک ضابطہ قوانین بین الاقوامی

کی طرح ظاہر ہو گئی ہے کہ سائنس اور اتحادِ عالم کی ترقی کے ساتھ یہ واحد حقِ مملکت اور غیر متنازعہ مملکتی نظام میں امن اور آرام کے ساتھ اس راستہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ یہ تکرارِ ارضی جو آب ایک واحد وجود بن گیا ہے فقط ایک ہی مقصد کے تحت ترقی کر سکتا ہے۔ منفرد و گروہوں پر حکومت کرنے کے دنیائی طریقے اب قابلِ عمل نہیں رہے۔ کیونکہ انفرادیت اب معدوم ہو چکی ہے۔ انسان جتنا پڑائے دنیا لات اور طریقوں سے مستمک رہیگا اتنی ہی مصائب اور جنگ کی لعنت اس پر اترتی رہے گی اور جس قدر جنگ زیادہ دیر کی رہے گی اتنی قدر اپنے نتیجوں میں مالاکیا بڑھتی۔

دنیا اس وقت بین الاقوامی زندگی کے دو متنازعہ مقامات کے سبب موت و حیات کی جنگ میں پڑی ہوئی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے اہل علم و قلم انسانوں کے لئے بہترین انتظام کے مسئلہ پر خوب غور کرنے کے بعد ایک متفقہ نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ جیسا کہ ماورچا کی کتاب ”تدبیرِ عالم“ کلیرنس سٹریٹ کی کتاب ”آب اتحاد کی باری ہے“ سر رچرڈ آکینڈن کی کتاب ”مغصہ کیمف“ اور بہت سی دوسری کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ایرچ۔ جی۔ ویلز بیان فرماتے ہیں یا تو ہمیں ساری دنیا میں امن پھیلا کر دنیا بھر کو ایک حکومت، ایک مقصد، ایک مسئلہ، ایک پولیس، ایک زبان اور ایک برادری بنانی پڑے گی مگر اس سے کہ یہ کام کیسا ہی مشکل کیوں نہ ہو یا ہمیں اس بات کے لئے تیار نہ ہونا چاہئے کہ غریبی آواز ہمیشہ ہمارے کانوں میں پڑے۔ غریبی ہمیں ہمارے گھروں میں پڑی۔ غریب کا خیر ہمیشہ ہماری گردنوں پر رہے اور ہمیشہ موت کے خوف میں زندگی گزاریں۔ ہم اس وقت دو باتوں سے دو بدو ہیں۔ ایک بڑی اور ایک چھوٹی۔ پہلی تو یہ ہے کہ جنگ

ایسا بنائے گا میں سے تمام قوموں کے تعلقات کی دیکھ بھال ہوگی
مصلحتوں لگانے کے حقوق کی توضیح کرے گا۔ معمولات نکالے گا۔ اسلحہ
کی حد بندی کرے گا۔ حدود مالک کو نئے سرے سے قائم کرے گا
مسائلات میں ایک نئے طریقے سے مالک و مزدور کے فقیوں کا
فیصلہ کیا کرے گا۔ دنیا بھر میں ایک سنگہ جاری کرے دنیا کی مالی
حالت کو مضبوط بنائے گا۔ ایک دنیا بھر کی زبان کے توسط سے
مالگیر سرشتہ تعلیم قائم کرے گا اور عورت و مرد دونوں کو مساوی
حقوق دے گا۔

ایک باختیار بین الاقوامی محکمہ اس عدالت عالیہ کے
فیصلوں کو جاری کرنے کے لئے قائم ہوگا۔

ان ادارات کے اختیارات کا دارومدار ایک مالگیر برادری
کی بنیاد پر قائم ہوگا۔ یہ مالگیر برادری مختلف اقوام سے مل کر بنی
اور اس میں قومی تنگدلی کا نام و نشان بھی نہ ہوگا اور یہی برادری
آہستہ آہستہ کل دنیا کے لوگوں میں وحدت و اتحاد کی جڑیں مضبوط
کر کے انھیں دنیا بھر کی حکومت کے وفادار شہری بنا دے گی۔

نور انسان فراخ دلی سے کام لے گی اور ایک ترقی پاتی ہوئی
سوسائٹی کے بدلے ہوئے حالات کو جذب کرتی جائے گی۔
دنیا میں زندگی کا ایک نیا طریقہ اختیار کرے گی۔ علم ہر جگہ
عوالم میں تازہ جوش و خروش پیدا ہوگا۔ اقتصاد تعلقات میں
امن اور سب سے بڑھ کر انسان اطمینان قلب کے ساتھ ایک ایسی دنیا
میں رہیں گے جس میں امن و امان۔ راحت و اطمینان کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

اس سے کہی کہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ نقشہ جو ہم نے اوپر کھینچنے کی
کوشش کی ہے موجودہ ادارات کو خراب کر دینا۔ نہیں یہ نیا
دین قدیم معاشرتی انتظام کو نئے سرے سے قائم کرے گا۔ یہ لازمی
وفا و دیلوں کو برپا کرے گا۔ اور نہ جائز اطمینان سے برسر پر غاش

ہوگا۔ اس کا مقصد نہ تو قلوب انسانی میں جائزہ اور ادنیٰ ترین
حب الوطن کے جوش کو بجھانا ہے اور نہ قومی آزادی کے سلسلہ
کو آڑا مانا ہے جو حد سے بڑی ہوئی مرکزیت کی برائیوں سے
بچنے کے لئے از حد لازمی ہے۔ یہ آج و ہوا۔ تاریخ۔ زبان۔
روایت۔ خیال اور عادت کے اختلافات کو جو دنیا کے لوگوں کو
لیک دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں مٹانے اور دبانے کی کوشش
نہیں کرتا۔ اس کا مقصد تو دنیا کے لوگوں کو ایک وسیع ترین محبت
کی طرف بلانا ہے اور دنیا کے لوگوں کو ایسے شوق کی طرف لپکانا
ہے جو فیہ انسان نے آج تک محسوس نہیں کیا۔ اس کا تقاضا تو
حیرت اتنا ہے کہ ہم قومی خواہشات و مفاد کو دنیا کے اتحاد پر
جو اخذ ضروری ہے قربان کر دیں۔ دنیا میں اس وقت قومی نظریات
سیاسی طوفان بے تیزی۔ معاشرتی زندگی میں وسیع فرق۔ اور
فرق دارانہ لڑائیاں سب اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اس دنیا
میں اقوام عالم کی ایک ایسی نمائندگی حکومت قائم ہو جائے جو
ہماری تہذیب اور ہمارے تمدن کو برادری سے بچا سکے۔

اس زمانہ کی مشکلات کا صرف ایک قابل عمل حل ہے۔ اور وہ
ہم نے مختصراً اوپر بیان کیا ہے۔ اس کے متعلق اگر مزید وضاحت
حاصل کرنی ہو تو اہل سائر کے مختلف ادارات کو حاصل ہو سکتی ہے
ساتیس کے بحثیات اور موجودہ صنعت نے بین الاقوامی امداد ہائی
کی بنیادیں قائم کر دی ہیں۔ اب یہ انسان کا فرض ہے کہ ان بنیادوں
پر ایک ایسی عمارت تعمیر کرے جو ساری نوع انسان کی پناہ گاہ ہو۔
ایک ایسا نیا انتظام عالم قائم ہوگا جس میں مشرق و مغرب۔ ہومن و
کافر۔ امیر و غریب۔ سیاہ و سفید کا فرق نہیں ہوگا۔ اس کا مقولہ
وحدت عالم انسانی اور اس کا علم مالگیر امن ہوگا۔ اور اس کی گیند
شہری زمانہ جو ہمیں مذکور بادشاہت اس دنیا میں قائم ہو جائیگی۔

کائناتِ محبت

محبت اقوامِ عالم کے بہترین تمدن کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔
محبت ہر راستہ باز کے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے۔
محبت وہ پوشیدہ اسرارِ ظاہر کر دیتی ہے جو کائنات
میں مخفی ہیں۔

محبت انسانوں کو اعلیٰ ترین مقاماتِ قرب و لقاء میں
پہنچاتی ہے۔

محبت وہ سفینہٴ نجات ہے جو انسان کو ہلاکت سے بچاتا ہے۔
محبت وہ آسمانی پانی ہے جس کی تمام موجودات کی زندگی البتہ ہے۔
محبت تمام نقائص سے پاک کر دیتی ہے۔

محبت نہ ہو تو انسان کیرے کوڑوں کی زیادہ وقت نہیں بھگتا۔
محبت نہ ہو تو انسان ہلاکت و رسالت میں ڈوب جاتا ہے۔
محبت نہ ہو تو جنگ و فساد کی آگ قوموں اور ملکوں کو محکم
کر ڈالتی ہے۔

محبت نہ ہو تو خوف و خطر چاروں طرف سے حملہ آور ہوتے ہیں۔
محبت نہ ہو تو انسان مایوس اور پشیمردہ ہو جاتا ہے۔

محبت نہ ہو تو دین بھی ایک لفظ بے معنی رہ جاتا ہے۔
محبت نہ ہو تو انسان کی زندگی بے روح ہوتی ہے۔

محبت نقدِ جنت ہے جو انسان کو اسی دنیا میں ملتی ہے۔
محبت وہ قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہ ہوگی۔ وہ ازلی

ابدی قانون ہے +

محبت آکشیس کا نام ہے جو زندہ وجودوں کے درمیان
میل ملاپ پیدا کرتی ہے۔
محبت ایک نیچرل قوت ہے جو ہر جاندار میں پائی جاتی
ہے۔

محبت ایک ایسا قانون ہے جو ذراتِ عالم کو باہم
ملائے رکھتا ہے۔

محبت ستاروں اور سیاروں کے درمیان ایک عالمگیر
مقناطیس ہے۔

محبت وہ شریعت ہے جو عالم وجود کے تمام باشندوں
کا مشترکہ دین ہے۔

محبت عالم غیب میں خالق و مخلوق کے درمیان رشتہ ہے۔
محبت خدا اور بندے کے درمیان کلامِ وحی کا موجب ہے

محبت تمام کائنات کے وجود و ظہور کا جو ہر تالیاں ہے
محبت ہر پیغمبر اور ہر دین کی جلوہ گری کا محرکِ اعظم ہے

محبت انسانیت و روحانیت کی تکمیل کا مرکز و مدار ہے
محبت روحِ القدس کی جو ارجحِ انسانی کو ابدی زندگی دیتا ہے

محبت خدا کے اسمِ الرحمن کی عظیم الشان تجلی ظہوری ہے۔
محبت تمام روحانی و جسمانی دنیاؤں میں لکھنِ مسرت کی لوح ہے

محبت سچ و غم خیزتِ مسرت کی اندھیروں میں برقی فانوس ہے
محبت دینی و دنیاوی ترقیات کا روشن ذریعہ ہے۔

محافل اور احباب کی خدمت میں ایک ضروری گزارش

تمام محافل روحانی ہندو براہ سے خاص طور پر درخواست ہے کہ وہ اس امر پر پوری توجہ فرمائیں عوام اجا کو بھی اس بات سے مطلع کر کے اُن سے جوابات لیکر ادارہ پیامبر کو لکھیں۔ نہایت باعث تشکرات انان ہوگا (خادم امر اللہ محفوظ الحق علی مدیر پیامبر قردول باغ حق دہلی)

کدام کیلی؟

از مقالات اس منہ پیامبر پیش از ہر لپند فرمودید؟ و چرا؟

خوب نبود؟ چرا؟

کدام یکے از مقالات نہ لپندید۔ مرقوم فرمائید

بفرمائید

اگر مدیر مجلہ پیامبر بودید۔ البتہ نقشہ بہتری طرح فرمودید۔ بصیحت مدیرہ اعلام فرمائید۔ مشتاق اند۔

اس چہینے

پیامبر میں کون معنون آپ کو سب سے کم لپند آیا اور کیوں؟

مشورہ دیجئے

اگر آپ پیامبر کے ایڈیٹر ہوتے تو احمی میں کیا کیا بہترین تبدیلیاں کرتے؟

فرمائے

اس چہینے کے پیامبر میں آپ کون معنون سب سے زیادہ لپند کرتے ہیں اور کیوں؟

ہندوستان میں امر بہائی کے متعلق نشر و اشاعت کیلئے کوکب ہند، بہائی میگزین، اور پیامبر جاری کئے گئے جن میں ہر قسم کے بہترین مضامین کے ذخائر ہیں، الواح کے تراجم ہیں تاریخی واقعات اور دینی علمی مباحث پر زبردست مقالات ہیں یہ ذخیرے آئندہ نسلوں کے بھی بہت کام آئیں گے بہت سے احباب نے تمام فائل باقاعدہ جلدیں بنوا کر محفوظ رکھتے ہیں جو ایک چھوٹی الماری کو پر کرتے ہیں

ہم تمام احباب کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے ان ذخائر کی جلدیں ابھی تک نہ بنوائی ہوں وہ اب اپنے اپنے فائل مکمل کر کے جلدیں بنوالیں۔ زیادہ وقت گزر رہا ہے کہ کوکب ہند اور بہائی میگزین کے پرچے بنے دشوار ہو جائیں گے۔

اس وقت ہم یہ انتظام کر رہے ہیں کہ جو احباب کوکب ہند اور بہائی میگزین کے متفرق پرچے طلب کریں گے انہیں مطلوبہ پرچے نہیں کر دیں گے۔

جو احباب کوکب ہند اور بہائی میگزین مکمل فائل یا متفرق پرچے رکھتے ہوں اور انہیں فروخت کرنا پسند نہ ہیں اطلاع دیں جو احباب کوکب ہند اور بہائی میگزین اور پیامبر کے مکمل فائل یا متفرق پرچے خریدنا چاہیں وہ بھی ہیں مطلع فرمائیں تاکہ ان کے لئے انتظام کیا جاسکے۔

یہ ایک ضروری کام ہے تمام احباب کرام کو اس طرٹ توجہ کرنی چاہئے۔

قسمت فارسی

مقام انسان و انسان ننگانی

بقیه از شماره قبل

و نقطه اولی و حضرت عبد البہار روح الوجود ہستم الف بار در
فحاشی شان انسان و غفلت و رخصت مقام او و مقامی ستودہ
و دہ او و وقایع نگشودہ از آثار و از کار او نازل و صادر شدہ
بیش از حد احصاء و احاطہ عباد است و نقل و بیانش
در این مقام بخصوص خارج از حیطہ اقتدار این ضعیف
بایداد۔ نیست کہ ناچار بذکر چند کلمہ مبارکہ از کلمات نور
اکتفا میشود و کشف اسرار باولوالافکار و اگر از سر گیرد
دیگر تا خواہش بہت از بحر معانی چہ بس و آن آرد و در
روضہ مبارکہ قلب چہ دانہ بے علم و حکمتی انبات شود
و علی اللہ فلیتوکل المتوکلون۔

آری حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ در مقام الوہیت
و ربوبیت مظاہر ظہور باین بیان علیاناطق " بعدی اتی
انا الانسان لادی المظلوم اعظم است از آنچه ادراک نمودہ اند
و درین کلمہ اشارہ باعرض مختصر زمین است کہ بیانات الوہیت
و ربوبیت ظہور حق ایراد کردہ اند و لسان قدم میفرماید کہ گفتم
اتی انا اللہ سرمایہ افتخار عرفا و کاملین بودہ نزد حق دلزد
فخر و مقامی نہ بلکہ اتی انا الانسان اعظم و انجم مرتبہ
عالم امکان بودہ و بہت۔

و دیگر در کلمات مکتوبہ این کلمہ مبارکہ موجود " یا بانی الہا
کُنت فی قدم ذاتی و از لایہ کینونی عرفت بحق

و همچنین میفرماید و عَلَّمَ اَدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
یعنی تعلیم فرمودیم آدم جمیع اسماء حسی و کلمات علیا و حقیقت
این اشارات بآنچه در آئین مذکورہ تورات از پیش گذشت مطابق
ہست در حدیث بہت " الانسان ستمی و انسانیہ " و نیز
قلوب اطمن عرش الرحمن " و همچنین مذکور است کہ
حق تبارک و تعالیٰ فرمود " عبدی اطعنی حتی اجعلک
مشئئ لما اقول لشيئ کُن فیکون و انت تقول لشيئ
کُن فیکون "

و عند لیب بستان تجرید حضرت علی ابن ابی طالب
علی التحیۃ و الشفاء و ضمن اشعار و مقام انسان را چنین
ستودہ و بدین تنہا بگشود کہ میفرماید :
استزعمتک جرم صغیر و فیک الطوی العالم الکبر
وانت الکتاب المبین الذی باحرفہ یتظہر المضمہ
و این بود خلاصہ و اشارہ ای بچہاہر مخزونہ در او عمیقہ حر و ذات
و کلمات نورانیہ و چند نمندای ادعوات و رقابت ہونیہ دیگر از
کتب معتبرہ۔

و اما آنچه در این بحر غنیم و قرین غلیم و دور جدید
رب مجید کہ آیام بہار روحانی و طلوع انوار آئین مقدس بہائی
و کشف حقائق و معانی و استخراج جوامع مدان انسانی است
در کتب لایحصری و زبہ الابرار فی تنہی از کلام گہر بار جمال ابی

فِيكَ خَلَقْتَكَ وَالْعَيْتُ عَلَيْكَ مِثَالِي وَاطْهَرْتُ
لَكَ جَمَانِي؟

و در کلمه فارسیه میفرماید: ای دوست من! تو
شمس سارِ قدس می خود را بکسوف دنیا میالاسی.
حجاب غفلت را خرق کن تا بی پرده و حجاب او غلبت
سحاب بدر آئی و هیچ موجودات را بخلعت هستی بیارائی.
و در کلمه اشعری باین بیان اعلیٰ ناطق است:

"یا باین الوجود صُنْعُكَ بآیادی القُوَّة وَ خَلَقْتَكَ
بأنا مل القدرة وَ ادْعَتْ فِیكَ جَوْهَرُ نورِی فاستغنی
به عن کل شیءٍ لِأَن صُنْعَ کَاملٌ وَ حکْمی نافذٌ لَا تَشْکُ
فیه وَ لَا تَکُن فیه مُرَبِّیًّا -

در لوح مقصود موجوده انسان ظلم علم است.
و در کلمه نصیحیه در لوح احمد پایی مسطور است: ای بندگان
اگر در بدایت وجود و ظلم که در نفس شما اولیه گذارده ام مطلع
شوید البته از جمیع جهات منقطع شده بمعرفت نفس خود که نفس
معرفت من است پی برید و از دوزخ من خود را مستغنی بینید
و طعام عنایت و مقام مکرم را در خود بحیثیم ظاهر و باطن
چون شمس مشرقه از انجم ابهت ظاهر و مشهود بینید این مقام
امنع اقدس را بمشتمیات ظنون و هوا و افکیات و هم و غمی
هلاک نگذارید مثل شما مثل طیری است که باجنه منیع در
کمال روح و ریحان در هواهای خوش سبحان با نهایت
اطمینان طیسیران نماید و بعد بحاجان دانه باب و گل ارض
میل نماید و بحر ص تمام خود را بآب و شراب بیالاید و بعد که
اراده صعود نماید خود را عاجز و مقهور مشاهده نماید چه که
اجنحه آلوده باب و گل قادر بر طیسیران نبوده و نخواهد بود

و در این وقت آن طایر بر سما و عالمیه خود را ساکن ارض نماید
بیند. حال ای عباد پر باری خود را بطین غفلت و ظنون
در تراب غل و بغضا میالانید تا او طیران در آسمانهای
قدس و عرفان محروم و متنوع نمانید.

مرکز میناق ابهی حضرت عبدالهه روح الوجود و شراب
عمت بته العنار و در طی بیانی میفرماید:

"انسان مطلع الفجر است یعنی بدایت روز وحدت و
هدایت است و انتهائیل کثرت و ضلالت و مرآت
منطبعه از جمیع اسامیه متضاد متضاده است و منیع ظهور
کل صفات الوسیه و ربوبیه است زیرا عالم انسانی
عالم کلمات تامات است این است که میفرماید خلق الله
آدم علی صورتی ای علی هیئته اسمائیه و صفاتیه.

و حال اگر چه کلمات در یاتی چند بر حسب ظاهر مذکور آمد
و از نوای قدسیه نموده چند مذاق جان را شیرین نموده و از
مواید بدیهه لقمه ای چند نصیب گردید و لکن عنقریب چون
در سما بدین امر الله ستارگان عنایت بفرمان و اجازت
منیع و لایب تابان شوند و از افق اقیان سر بر زنند و
مشاعل باقیه علمه اسرار پر تو انوار از مصابح هدایت منتشر
فرمایند البته بتلاوت و قرأت آیات اکتفا ننویس بمعصود
و حقیقت متوجه شوند و گرد و شمع هر کلمه پروانه دار آفت در دور
زنند و پر باری او بآتش عشق بسوزانند که معانی مالا نهایی
کشت نمایند و وقایع و رقائق بی اندازه ظاهر فرمایند و بنود
چه نکته ای جدید که خواهند بسجند و چه انوار حقیقه که از
اشجار معانی نفعیه خواهند چید و چه لایق در هر ره که در
اصداق قلوب خواهند پرورید و از آنجمله در این میدان

یعنی عرفان نفس انسانی که عین عرفان نفس رحمان است و من عرفت نفسه فقد عرف ربه شاهد این بیان -
چه چو لاینها خواهند نمود و چه بسیار اداسرا کنون عواقب انیت
که مکشوف خواهند ساخت گویا مشا به میشود که الفاظ و
کلمات بدلیع خلق خواهند نمود و معانی بدلیع در لغات هویه
خواهند سرود و ساقی حدیث کاس منیر تشبیه را که لازال
جام جهان ثمار عالم بالا بوده و هست از شرابهای صافی
نورانی و مکاشفات بدلیع علیه لبریز خواهد نمود و حینئذ
یشربون المخلصون من کاس کان منزاجها کافور
الحکمة والبیان و هتیکشاکن شرب دلیع الیه
من تید الطاف ربه الرحمن طوبی للفاضلین -

و شاید در آن آیام که علم علوم بدلیع افزاشته
گردد و انوار اہمیت صدر ممتزده را منور سازد و امتزاجی
که از بیان مسیح آسمانی و کلام صریح قرآنی در الواح حضرت حانی
حاصل گشته که میفرماید در اہمیت کلمه بود و کلمه نزد خدا بود
و کلمه خدا بود و آیہ مبارکہ "قُلِ الشُّرُوحُ مِنْ أَعْرَاجِیْ"
متعارفان سماء عرفان را باین بیان بشنول سازد که انسان
نوح عالم کون است و کلمه خدا نوح انسان -

و نیز چون تأویل بدلیع بگردد "اذل ما خلق الله العقل"
را در آثار فارسیہ اہمیت ملاحظہ نمایند خدا در مہند که انسان
حقیقت باقی است و الای بیکل نامحدود و در روح بے نہایت
بیکشش خرد و در وحش عشق است -

و خلاصہ چون عقلی نامہ اہمیت را در عالم شہود و کمال
جلال استجلا شہود بسینند فریاد برآرند که انسان لایہای است
که اگر زنجیر عشق گرددش را خم نمی سادست بیکس بندگی او را

پی نبرده و تا ابد حد تصورش می نمود -

بمچنین شہا از زند و داستانها روایت کنند و گویند
انسانیت در خست است که در هر عصر یکی بار آورد و ازین
کلمات اعصار در هر دور یکی میوه شود و در دل آن میوه یک
ہستہ بیش نباشد اما ہمیشہ سہ پوستہ جو انداز اذنی دارد
و پوست انداز این سہ راح و امر و خلق نامند -

و چون کلام مبارک منبع را بنظر آوردند که میفرماید "حق
از برای ظهور جوہر معانی انصاف انسانی آمده" باین نکته متوجہ
گردند که انسان محزون اسرار است آنقدر مرموز که خودش
نیز برای درک اسرار خویش باید آنها را در عالم طبیعت لایہای
بصورت اشیا و موجودات خارجہ مطالعہ کند و ملاحظہ و
مشاہدہ نماید و چہ قدر عظیم و لطیف است این سر زندگی -

و چون سہرکاشفات و مفسرین معانی را ندانند
مکشوف گردانند که انسان جوہر مجزویت است که اہمیت ترین
نقاط اعلیٰ درجات سیر نموده شخصیت خویش را یکسان نخواہد
و خلاصہ هر گز دہی بتری بی برد و ہر قوی بر اند و مساوی
شود و عاقبت اثبات نمایند کہ انسان ارتعاشی است کہ ستر
از مبدأ الہی اذلی سرچشمہ گرفته و مایہ حرکت را بدنیہ انتقال
میدہد و عالم امکان را پایندہ نگاہ میدارد و کانون منطقی
وجود است و سرچشمہ سچی کائنات (لولاک لما خلقت الافلاک)
و چہ پرستشاکہ بیان آید و چہ بیکہ تا کہ بنجیدہ شود چنانکہ ستر
تجربانہ سوال کنند و گویند - اگر خاصیت منع و کیفیت نود الحان
در نفس انسان بذاتہ موجود نبود آیا تموجات ہوار اصدائی می بود
و یا اگر خاطرہ نور در طور قلب بنفسہ مشتعل و آیا حرکات
اثیریہ را روشنی موجود و در این ہشام قومی سر برآرند کہ

ترجمه کتاب بهاء الله و عصر جدید

دلغات اردوئی - ہندی - سیندی و بنگالی
در شش بوکستال موجود و قیمت آن مانند تسبیح طلبدی
یک روپے است و اصل کتاب کہ در لغت انگلیسی و از
چاپ امریک است - قیمت دور روپے است
توسط شش لجن نشر لغات اللہ کارنر لموس
پریڈی روڈ کمپ کراچی - طلب نمایند

تقوم بدیع

خاطر احتیاجیکہ تقوم جدید شش بیانی را حسریڈی
نموده اند بیک استتباہ کہ بواسطہ کاتب مطبع لعل آمدہ
متوجہ میبرد.

صعود حضرات بھاء اللہ

۱۳ سیزده شهر القدره غلط

و باید

سیزده شهر العظمه صحیح باشد

کلمات متوجاتند کہ در خارج لفظی مجازی و در انسان وجود
حقیقی دارند - و اما آنانکہ با عشق حق آمیخته اند و جز بکلمت اللہ
بیچ نیامونند پرچہ برافرازند و این کلمات دریات را جلوہ گر
سازند کہ حق سبحانہ و تعالی فرمودہ "دُنیا نمانی است" حقیقتہ
و مبنی است بصورت ہی آراستہ دل باو مبنید و از پروردگار
خود تمسکید و مباحثید از غفلت کنندگان - برستی میگویم کہ
بس دنیا مثل سرائی است کہ بصورت آب نماید و صاحبان
عطش و طلبش جہد بلخ نمایند و چون بدرشد بربہرہ و
نصیب مانند و یا صورت مشوئیکہ از جان و روح واری مانده
و عاشق چون بدو رسد لاسمین و انغنی مشاہدہ نماید و جز لقب
زیاد و محسرت حاصل نیابد

آرے در آرزو ہست کہ علماء و دانایان این بحثہ بدلیہ
باوقی معانی تشریح خواهند نمود و اثبات خواهند فرمود کہ مغز انسان
میل تلافی امواج مادی و امواج نفسانی است و در آنجا ہر نوع
مادی موجب تحریک و ایجاد توجہی مشاہدہ خود و در نفس میگرد
و توجہات نفسانی جذب مغناطیس معنوی نمودہ یعنی محاسن در
انوار روحانی شوند و لباس ابدیت پوشند و در این میان
اثرات حقیقی مشاہدہ آن ارتعاشات مجازی اولی ہر جہای
گذازند و جلوہ گر سازند و در این حین آشکار گردد کہ
ہر نفسی کہ بین ارتعاشات العکاسی و متعلق نفسانی است
عینا بین انسان و مشیت الہی است -

(بقیت دارد)

عبد القدر

دُرِ نایاب

قرۃ العین وستی اشعارِ ذیل را سرود

کہ نیکو او علمای ایران "ملا علی گنی" درصور ناصر الدین شاہ انکار فصاحت و بلاغت قرۃ العین را
نمودہ میگفت اشعار و غزلیات قرۃ العین اکتسابی و از گفتہ دیگرانست نہ از طبع و فطرت و خوش
لہذا ناصر الدین شاہ قرۃ العین را از زندان بایوان خواست و حکم نمود کہ اشعار بنماست آن
مجلس بگوید اینست کہ در این شعر اشاره می کند
معتب است و شیخ و من صحبت عشق دریغ
باچہ کنم مجاہدان پختہ کی و منام دو
معتب اشاره بشاہ است و شیخ ملا علی گنی —

خال بکنج لب یکی طرۃ مشک فام دو	وای بحال مرغ دل دانه یکے و دام دو
و از رُخ و زلفت الحاقم روزین است همچو شب	وای بحال زار من روزیکے و شام دو
معتب است و شیخ و من صحبت عشق در میان	باچہ کنم مجاہدان پختہ یکے و منام دو
گشتہ تیغ ابرویت گشتہ ہزار ہمچو من	بستہ چشم جادویت میم یکے و لام دو
گاہ بخوان سگ درت گاہ کیسہ چاکرت	فرق بمن نمی کند بندہ یکے و نام دو

توضیح

از قارئین محترم استدعا میشود از نقل و بیع اشعار فوق خود داری ننمایند و در هیچ یک از
نشریات ہندوستان طبع نکنند تا تاریخ و غزلیات حضرت طاہرہ کہ دبیران مشغول جمع آوردن آن
ہستند تمام ہا بدست آید

(مُدیر)

شهادت شرفین و دانشمندان مبارز امریکائی

از مازار یک رئیس جمہور سابق چکوسلوواک

بکار خویش ادامه دهید و نشر این تعالیم نوع پرورانه بکشید و منتشر نشوید که سبایسون عالم را اصلاح کنند - سبایسون بر تنہائی قادر بر استقرار صلح و سلام نیستند ولی ہم است کہ امر دزدہ رجال عالم و مصادراہ امور شروع نمودہ اند در اطراف این تعالیم صلح آمیز بحث کنند این تعالیم را بہ رجال سیاسی کلیہ دارالفنونہا و سایر مدارس اہل علم و همچنین در اطراف آن لواحق و مقالک بنویسید زیرا سبب قیام نفوس صلح بین المللی تحقق خواہد یافت (دفعہ مصاحبہ با یکی از جریہ نگاران بیانی آمریکا در پام ۱۹۳۰ء)

بقلم آرشد شمس امن اطریش

آرشد شمس امن اطریش کہ قبل از ازدواج ہمیشان والا حضرت شاہزادہ خانم ایلیمانی رومانی بودہ در ضمن ملاقاتی با ما تا سال ۱۹۰۰ در ۱۹ ژوئن ۱۹۳۳ء مدوین اطرافی بنیمضون از برای دوج جلد فاس کتاب عالم بیانی مرقوم نمود "من بہر عنایت بیانی را دوست دارم زیرا سبب الفت و الیام تمام ادیان است و مروجہ ایتلیم کہ علم و دین ہر دو از خدا است و توحید حقیقی صلح و سلام میآید."

بقلم وکتر ہربرت آدمس جیمونز متون امریکائی

من در سہ میز خود نشستہ از پیام حضرت عبدالہامدا راج

با اصلاح نوع بشر و تسدیل اوضاع اجتماعی نگاہ داشتہ و مکرراً مطالعہ نمودہ ام - بطور کلی انسان بیانات مستغایم شود کہ تہنار اہ اصلاح عالم منوط و مربوط بہ است این تعالیم است و اگر ما این دستور را بکار بندیم حقیقتہ دارای نفی کامل و بدیع خواہیم شد -

(ترجمہ) "اخلاق و طبائع نفوس باید تفسیر کنند داروی جسدید و علاج تازہ از برای حل مسائل بشر اختیار شود و افکار و اعمال تغییر یافتہ نتائج اصلاح عالم گردد -" این سہ جلد حقیقتہ تمام اصلاحات سعادت جامعہ را در بردارد - (انتقال از رسالہ ششمی مدفعہ ۱۸ س ۱۹۳۳ء)

والا حضرت شاہزادہ خانم اولگای یوگوسلاوی

والا حضرت شاہزادہ خانم اولگہ خانم والا حضرت شاہزادہ ریچنت پول یوگوسلاوی کہ دختر والا حضرت شاہزادہ نیگلای یونان و دختر عموی اعلی حضرت کینک جوج دوم پادشاہ یونان اسف بی اندازہ بدیانت و معارف علاقمند میباشند - نوع دوستی و محبت فوق العادہ والا حضرت شان نسبت بہ ہم در ضمن چند کتاب و مجلہ انگلیسی و همچنین در مطبوعات بالکان بخوبی جالبی تبیین شدہ -

این شاہزادہ خانم نیک اختر در شانزدہم ژانویہ ۱۹۳۷ء در ویلای ولہ برای خویش درل نوپ سی دورہ دیگر آد جنین نہارداشت "من تعالیم بیانی ما از برای معارف دنیا و اصلاح عالم دوست دارم و بہر عنایت بیانی و

نماید. مادی این بیان شخصی از اهل مشرق زمین است که ما
غریبان تنگتر و خود بین و اهل شک و ازیاب را این حقیقت
متوجه داشته اینک ذیبت ملاحظه کنیم در آلمانیا میستوی و اقیانوس
که بواسطه اصول فاشیسم در تحت فشار و تهدیدات قرار گرفته
و با نظر به رویه دیکتاتوری سیاسی بحال فلج مبتلا گشته است متوجه
تغییر آنچه لوگست فولر سولین از قول هرگ انگلیسی نقل کرده که
در برمانی و هندوستان مشاهده نمود جماعتی از بودائیسان و سکین و سیخی
پرو چون برادر هر پرورد باز و بازوی یکدیگر داده در کمال انس و
الفت باهم مشی می نمودند و این سبب تعجب و تحیر فوق العاده
نفوس بود که تا کنون تفسیر آن مشاهده نشده

بقلم آرثور مهندرسن

(نقل از رساله ای مورخه ۲۶ ثانویه ۱۹۳۵)

من جزوه معروف به "تعلیم جدید عالم" اثر خامه حضرت شوقی
افندی را زیارت نموده ام در این توفیق بابیان بسیار فصیح و دلچسپ
اصول عقایدی که همواره نسبت به نصرت بهائی شنیده ام مرقوم
گشته اینک با کمال میل صمیمیت کامل خویش را نسبت به احساساتی
که در سبیل وحدت عالم انسانی ابراز میشود و در تسالیم بهائی مملود
تقدیم میدارم.

بقلم پرفسور دکتر ویلسنی

امروزه اوضاع تغییر کرده است و عوامل کنونی سد موانع و مشکلاتی را
که سبب تفوت مل از یکدیگر شده در هم شکسته. عالم محتاج به
استعداد از قوه است علیم و دوقانی که سبب وحدت انسان و محبت
جامعه ارتباط بشر باشد و من متقدم که دبانت بهائی دارای چنین

جمیعت جوانان می که در هر دو پروگرامشان الفت و اتحاد
اجایل است در نظر من بسیار محبوب میباشد بدین الفت
و اتحاد یکپس نی تواند جوئی و سترت زلیت کند. اگر چه والا حضرت
خودشان شاهزاده خانم اند ولی همواره این اصل فهم را تائید
می کنند که هر کس باید با کمال سعی کار خویش انجام دهد از بیانات
والا حضرت است که "هر یک شما برای منظور معینی با این عالم آمده اید
و طبایع بشری بسیار مستعد و نابل است از خدا و دین غفلت نموده
و فراموش کنند که حق جل جلاله در همه حال حاضر است من اند
صمیم قلب نهانیت موفقت را از برای نهضت بهائی در سبیل ابرازی
مقاصد و نواهای عالیه اش سال و آند و مند."

بقلم اوچن رگلایس

(نقل از کتاب کوسوشتا پولیس طبع ۱۹۳۵ صفحه ۱۰۸-۱۰۹)

در این صفحات تا کنون شسته از دبانت بهائی ذکر شد بدین آنکه
تعالیم این امر و پروگرام علی آن تبیین گردد. تعلیم امر بهائی و دیگر
دینی این آخرین موافق با منظور حقیقی و مقصود واقعی علم اجتماع است
و باید با امعان نظر و فکر روشن و باز در این تسالیم وقت کنیم. سوسین
این امر دین و علم را که سابقا در آیدان معارض یکدیگر بوده اند یا بصیرت
مسنوی باهم دفع داده و بسیاری از نفوس بشر را قوه تحمل و بردباری
و نظر خویش چینی در امور مجرب شده اند حضرت عبدالهجهاد در سال ۱۹۱۲
در دانشگتن فرمودند :-

(ترجمه) عالم انسانیت تا حال در مرحله صبارت بود. اکنون قدم
بعالم بلوغ گذارده -

کیست که در میخوده این سه خصومت و وبال و لنبض و غناد
قی و اجتماعی که عالم بشریت را در گرفته تواند کم برتری جامعه انسانیت

میوه‌گاه جامعه بشریت باین اندازه گرفتار من و کلام دینی
و شایسته اختلافات مذکوره نمی‌باشد.

ایک نوع انسان در حال تکامل عظیم خویش حاضر و مستعد است
پسایم جانفروای حضرت بهارالله را که منادی موانعت و التیام است
تبدیل نماید این تعالیم ما را از روش تدریس تفرقه و اختلافات کثیرین
جدید توافق و اتصالات دلائل یتزاید چند آنکه وظیف این تعالیم
استوار و قابلیت خواسیم یانست احوال روحانی متصاعده عالم بالا
و جهان پنهان را که نافذ در جمیع کائنات و محیط بر حدود و نفوذ عالم
انسان است جذب نماید.

هر جنب و ستیزی که با تأملات و احوای خویش می‌کنیم حقیقت
پرده ای از دستگاه نامزدون خود که جهان مری ما را از عالم نامری
جدا می‌سازد برداشته و دستگاه خود را حاضر و مینا نموده ایم باطل
امواج عالم نامری که مخالفت با تعالیم عالم خلقت است تطبیق بیکم
در عالم ایجاد آنچه از طبیعت مستقیماً به ما میرسد نیکوست و
موافق و مطلوب و ما را شایسته چنانکه آهنگ موزون می‌باشد
را در جمیع احوال مراعات نمایم و بوسیله دستگاهی قادر بر ذمه
آهنگ خوش روح و نواد همان توانای جانفروا در کافیه موجودات
برآریم و در راه وصول بمعارج ترقی و کمال و اوج عالم انسانیت
خویش را بهتر از آورده و رابط بین ماضی و استقبال قرار دهیم.
دائیم حضرت بهارالله که ظهور کمال الهی در عصر حاضر بشری
است و با همان قوه معنوی و روحی قدسی که در حضرت مسیح جلوه نموده
ظهور کرده است اساس دینیت و طاعت که باز موافق با بشریت
حضرت مسیح است مناسب با مجموع و تکامل کنونی عالم و در
حقیقت

قوه و اثر است و باین درجه از موفقیت نائل خواهد شد و تا آنجا
که از تعالیم حضرت بهارالله التسلع دارم در این عقیده ثابت
و حصول این موفقیت را محتمل و یقین میدانم در بین بشر صلح
وجود داشته و حضرت بهارالله ناجی و صلح قرن بیستم اند - هر چیز
باید اساس و مکرر ای پیروی شود و اخوت بین المللی بین ابناء انسان محکم
و استوار گردد و قول باید بخود اعتماد نمود و بعد بسازین - و راه وصول این
تقصود و تربیت روحانی داخلی است که تحقیق آن فقط در ظل دیانت جهانی
ممکن است.

من هنوز بعقیده چهار سال قبل هستم که نهضت جهانی بهترین اساس
و پایه غیر خدای و محبت بین المللی است و حضرت بهارالله خالق و موجد
رابطه ابدی بین شرق و غرب هستند تعالیم جهانی دیانت زنده
فلسفه پانیده است

من دیانت مسیحی را توهمی نمی‌کنم زیرا در اروپا و طاعت همه
در سبیل تربیت نفوس انجام داده است ولی در شریعت مسیح نفساً
بسیاری از اصول تعلیمی و اوامع وجود دارد دیانت بود از
قرن ششم قبل از میلادی برای هند بسیار نافع بود و تعالیم حضرت
مسیح از برای عالم مفید بوده است ولی از آنجا که در عقول و افهام بشر
ترقی حاصل شده نباید فیوضات و هدایت الهی متوقف گردد و نیست
که دیانت جهانی دنیا که سیر ترقی و تکامل او باین الهیه است.

بقلم شاعران خانم ماری انتوانست در برگه‌ی او
در این زمان که بنظر می‌آید عالم انسانیت از خواب عمیق برخیزد
و بصرف طبع فهمیده یا اجبار خود را برای زندگی در عالم روحانی
آماده یتزاید نوع انسان بدلائل و راهنمای علم و کمال و صد و تحری
و طلب الهادیت فیسبیه و جهان عامری است.

سببِ دل

جلد دوم جولائی ۱۹۴۱ء نمبر ہفتم

اِلهی اِلهی

لے میرے خدا! اے میرے خدا!
 سراجِ امرت را بدھن حکمت برافروختی از آریاح مختلفہ حفظ شرما
 تو نے اپنے امر کے چراغ کو حکمت کے تیل سے روشن کیا۔ اُسے مختلف ہواؤں سے بچا۔
 سراج از تو زُحراج از تو اسباب آسمان و زمین در قبضہ قدرت تو
 چراغ تیرا ہے۔ فائوس تیرا ہے۔ آسمان و زمین کے اسباب سب تیرے قبضہ قدرت
 اُمرا را عدل عنایت فرما و علماء را انصاف توئی ان مقتدر کی بھرکت قلم
 میں ہیں۔ امیروں کو عدل عنایت فرما اور عالموں کو انصاف عطا فرما۔ تو ہی وہ صاحب اقتدار ہے کہ تو نے
 امر مہرمت را نصرت فرمودی و اولیاء را راہ نمودی توئی مالک قدرت
 ظلم کی حرکت سے اپنے ظلمی امر کی تائید و نصرت فرمائی ہے اور اپنے دوستوں کو راہ دکھائی ہے۔ تو ہی ہے
 و ملک اقتدار الا الہ الا انت العزیز الختارہ
 قدرت کا مالک اور اقتدار کا بادشاہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو غالب و مختار ہے۔

(اُمینہ محبوب)

حقیقتِ دین

دنیا میں جس قدر علوم فنون موجود ہیں ان سب میں علمِ دین سب سے زیادہ بلند مقام رکھتا ہے۔ اور علمِ دین میں سب سے اہم اور اعلیٰ چیز یہ ہے کہ دین کی حقیقت معلوم کی جائے۔ کیونکہ اگر ہمیں دین کی حقیقت معلوم نہ ہو تو ہم اسکو متعلقات تک ہی کیا بحث کر سکتے ہیں اور خود اس کے بارے میں کیا کچھ سکھ سکتے ہیں؟ جب تک ایک چیز کی حقیقت معلوم نہ ہو ہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

دین کے لفظی معنی زبانِ عرب میں معاملہ یعنی باہمی سلوک ہیں۔ عربی میں یہ فقرہ مشہور ہے ”کَمَا تَدِينُ تَدَانُ“ (تم جیسا معاملہ کرو گے ویسا ہی معاملہ تم سے کیا جائے گا) ”قَدْ تَنَاهَتْكُمْ مَّا التَّو“ ہم نے ان سے دلیا ہی معاملہ کیا جیسے انہوں نے ہم سے کیا تھا۔ دین سے مراد اطاعت اور جزا بھی ہے۔ اسی لئے خدا کے احکام کی اطاعت کو دین کہتے ہیں۔ یہ تو لکھوی محافض سے دین کے معنی ہیں۔

اب آئیے ہم دین کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں خداوندِ عالم اپنے کسی مقدس پیغمبر کے ذریعے جو احکام منبذ کو دیتا ہے ان پر عمل کرنا دین ہے۔ یعنی خدا کا معاملہ خلق سے اور خلق کا معاملہ خدا سے۔ خدا کی طرف سے یہ معاملہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی خلق کو اپنے احکام کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے خلق کا معاملہ خدا سے یہ ہوتا ہے کہ خلق احکامِ الہی پر عمل پیرا ہوتی ہے یا نافرمانی کرتی ہے۔ پھر خدا اور خلق کے درمیان یہ معاملہ

ہوتا ہے کہ جو بندہ احکامِ الہی کو پورا کرتا ہے خدا اس کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔ جو بندہ احکامِ الہی کی نافرمانی کرتا ہے خدا اس سے یہ معاملہ کرتا ہے کہ اسے سزا دیتا ہے

یہ معاملہ ایک قدسی عمل ہے جو پورے لڑم کے ساتھ جاری ہے۔ فطرت میں خداوندِ عالم نے تاثیرِ اشیاء کا قانون رکھا ہے۔ زیرِ کلمے سے آدمی مر جاتا ہے۔ صحبت افزا غذا اس کھانے سے تندرست ہوتا ہے۔ راحت و آرام کے اسباب سے خوش ہوتا ہے۔ تکلیف اور زحمت کے اثر سے عز و نطم ہوتا ہے۔ جیسے خدا کا یہ قانون عالمگیر ہے ویسے ہی فطرتِ انسانی کے دوسرے پہلو کا قانون ہے جو انسان کی روحانیت یعنی دل و دماغ کی نورانیت، عادات و اخلاق کی نیک تربیت سے متعلق ہے۔ فطرتِ انسانی کی ایسی تربیت جس سے وہ بہترین انسان بن کر تمام لوگوں سے اچھا معاملہ کرتا ہے۔

جس طرح چیزوں اور بوٹیوں میں تاثیرات ہیں اسی طرح نیک و بد اعمال میں تاثیرات ہیں۔ ہر ایک عمل اولِ عامل پر اثر کرتا ہے۔ پھر دوسرے لوگوں پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ اچھے عمل کے اچھے اثرات اور برے عمل کے برے اثرات ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کا ادب و احترام کیا اور شیریں زبانی کی بات چیت کی تو پہلے خود ایسا کرنے والے کا دل مسرت محسوس کرتا ہے۔ پھر جس سے یہ معاملہ کیا گیا اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے پھر تمام حاضرین اور متعلقین اس سے اچھا اثر لیتے ہیں۔

کا ایک پہاڑ سمجھتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ پیغمبروں کی باتوں میں کوئی مبالغہ یا بناوٹ نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ عقائدِ مشیائہ سے واقف نہیں وہ یقین نہیں کرتے۔ پیغمبر کہتے ہیں کہ جیسے سڑے ہوئے مردار کا گوشت کھانے سے انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے ویسے ہی غیبت کرنے سے انسان کی روحانی صحت یعنی دل کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ ہر گناہ ایک زہر ہے۔ جو انسان کو سموم کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس قسم کی باتیں سن کر اہل حجاب کہتے ہیں کہ یہ باتیں سب فضول ہیں۔ دیکھو فلاں آدمی اتنے اتنے گناہ کرتا ہے پھر بھی اسے کوئی ہلاکت نصیب نہیں ہوئی۔ اس اعتراض میں بھی بڑا قصہ بد فہمی کا ہے۔ یعنی پیغمبر نے کہا کہ بُرے عمل سے انسان ہلاک ہوتا ہے اور ہلاکت کو اس کا مقصد انسان کی حقیقتِ انسانیت کا ضائع ہونا ہے۔ جسے معترض نے فوراً کھدیا کہ فلاں آدمی نے بڑے بڑے گناہ کئے مگر اس کا کچھ بھی نہ بولا۔ بات یہی ہے کہ پیغمبر حقیقتِ انسانیت کے بننے اور بڑھنے کا ذکر کرتے ہیں۔ لوگ اس امر کو سمجھنے کی بجائے صرف ظاہری برادری ہی کو مد نظر رکھتے ہیں مگر دل کی آنکھیں کھل جائیں تو ہر گناہ کا رنگناہ کے وقت ہی چمک پڑے اور جس طرح سانپ کے ڈسنے اور بچھو کے ڈنک مارنے سے انسان فوراً جلا اٹھتا ہے اسی طرح گناہ کے خیال سے ہی جلا اٹھے۔ اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو گناہ گار اس قدر گھبرا سکے کہ روئے اندر سر پٹھنے لگے بلکہ بسا اوقات پہاڑوں اور جنگلوں کو بھاگ جائے۔ انسان ظاہری اثرات کے سامنے پرتو مجبور ہے۔ مگر باطنی اثرات کا احساس بہت کم آدمیوں کو ہوتا ہے۔ قانونی قدرت کے مطابق ہر باطنی اثر کا منتخب ظاہر میں بھی ملتا ہے۔ لیکن جو شخص ایسے اعمال کے سلسلہ کو پوری توجہ سے دیکھتا رہے اور اعمال کے نتائج پر

ای طرح اگر کوئی شخص کسی کی بے عزتی کرے اور محنت کا مٹی سے پیش آئے تو سب سے اول ایسا کرنے والے کے دل پر غمِ فحشہ کی لہر چلتی ہے۔ پھر جس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا گیا اسے ملکیت ہوتی ہے۔ پھر تمام دیکھنے والوں اور تعلق رکھنے والوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھے اور بُرے اعمال کے اثرات لازمی چیز ہیں۔

تو بشرِ اعمال کا یہ پہلو تو ایک عام مشہور و محسوس چیز ہے ہم ذرا اور گہری نگاہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ نظر ہے جو تمام چیزوں کی تعلیمات میں ہمیشہ قائم رکھی گئی ہے پیغمبر جو روحانی پہلو کو ضرورتِ انسانی کے علوم و اسرار کے ماہر اور امراضِ روحانی کے طبیب و معالج ہوتے ہیں، انھوں نے دنیا کو بار بار یہ سکھایا ہے کہ جیسے ہم کے لئے جانِ اہل چیز ہے جس سے ہم قائم ہے ویسے ہی روحِ انسان کی جانِ توبہ ایمان ہے۔ ایمان جانِ نفع ہے میں یہ پورا مضمون ایسا کہ انسان تمام احکامِ الہی پر عمل ہے۔ اور ساری مخلوق سے اچھا معاملہ کرتا ہے جس سے انسان کی ذاتی تکمیل ہوتی ہے اور وہ بلند درجاتِ انسانیت حاصل کر لیتا ہے جو انسان کی زندگی کا ثمر اور مقصد ہیں۔ یہ ثمر و مقصد دینی کے ذریعے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

عملِ ذاتِ خود ایک اثر رکھتا ہے وہ عامل کو زندگی اور بہتری عطا کرتا ہے یا صحت و ہلاکت میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو جسے خدائی قانون یا دین جن کہنا چاہے۔ مگر اکثر لوگ اس بات کو مبالغہ یا استعاضہ قرار دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اثرِ اعمال کوئی یقینی بات نہیں۔ جس شخص کے ظن میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اثرِ اعمال کوئی یقینی چیز نہیں وہ بگلی میں دلیر ہوتا ہے۔ پیغمبروں کی باتوں کو صرف بیوقوفوں کے ڈیلنے

اس لڑائی کا انجام کیا ہوگا؟

مختلف حکومتوں کی لڑائی بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ ایک جہتم ہے جو بھرک رہا ہے۔ روزانہ بے شمار نقصانات ہو رہے ہیں تباہی و ہلاکت کا دور ہے جو جی طرح فنا کا چکر چلا رہا ہے۔ جنگ دنیا کی آنکھ نے ایسی تباہ کاری کبھی نہ دیکھی تھی۔

لوگ پوچھتے ہیں کیا اس حالت کو بھی بدتر حالت نہ بنے والی ہے؟ ہاں واقعی بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ ایسی کہ دنیا گھبرا اُٹھے گی۔ دنیا بھر کے رہنے والے ہر قہر مینٹے، کپکپاتے روئیں گے اور کہیں گے کیا کریں؟ کہاں جائیں؟ کوئی ملک نہ بچے گا۔ کوئی قوم نہ بچے گی۔ سب دکھ پائیے اور حیران ہو جاہیں گے۔ زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے۔

یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ دنیا والوں نے قانونِ قدرت کو توڑ دیا۔ قدرت نے اُن کی قوت کو توڑ دیا۔ لوگوں نے دین کو چھوڑ دیا۔ خدا نے انھیں بیابانِ ہلاکت میں چھوڑ دیا۔ خدا نے کہا ضلع اور بہت سے رہو۔ لوگوں نے دشمنی اور عداوت پر کمر باندھی۔ دستِ قدرت نے اُن کے دلوں کی آگ کو آتشیز گولوں کی شکل میں انھیں پرہرسا دیا۔ خدا نے فرمایا لڑائی اور منسلو سے الگ رہو۔ لوگوں نے زور شور سے لڑائی شروع کر دی۔ اب نافرمانی کی سزا مل کر رہے گی۔

ابھی کی خبرِ سیدیاہ بنی کی معرفت خدا نے یوں ہی مٹی کے مینا آخری زمانے میں تم پر آسمان سے آگ اور گندھک برسلاؤ گا۔ اور دھوئیں کے ستونِ یمنی دی آتشیں گولے

غور کرتا رہے تو یہ بھید کھل جاتے ہیں۔

پیغمبروں نے یہ حقائق لوگوں کو خوب سمجھائے بلکہ اپنی باطنی بصیرت کا اثر لوگوں پر ڈال کر انھیں مشاہدہ کرا دیا کہ گناہ زہر ہے۔ گناہ بیماری ہے۔ گناہ تباہ کاری ہے۔ گناہ موت و ہلاکت ہے۔ اور نیکی زندگی ہے۔ نیکی صحت و طاقت ہے۔ نیکی آزادی و راست ہے۔ جیسے غذاؤں کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔ ویسے ہی نیکی، بدی کا اثر ہوتا ہے۔ یہ اثر جو خوبی اور خوشی پیدا کرتا ہے وہ عمل کی جہتی جدا ہوتی ہے اور جو خرابی اور پریشانی لاتا ہے وہ بُرے عمل کی سزا ہوتی ہے۔

خدا کا یہ معاملہ منظم اور منسل عالمِ خلق میں جاری و ساری ہے۔ اسی حقیقت کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے پیغمبر آتے ہیں۔ اور وحی و الہام الہی اس حقیقت کو واضح اور مؤثر طریق پر بیان کرتا ہے جس سے لوگ اصلاح اعمال کرتے ہیں۔

بہر حال دین کیا ہے؟ — ایک قانون جس سے انسان کی ہستی اور زندگی وابستہ ہے۔ دین ایک عظیم ہے جو انسان کو صحیح راہ عمل بتاتا ہے۔ دینِ خدا کی بادشاہت کا نام ہے جہاں ہر ایک کو جس کے کام کا پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔ دین کیا ہے؟ ایک کاشتکاری ہے۔ اچھے دانے بکر اچھے پھل، بُرے دانے بکر بُرے پھل ملتے ہیں۔ دین ایک تجارت ہے جس میں ایماندار نفع اٹھاتے ہیں اور بے ایمان ٹھکانے میں رہتے ہیں۔

دین ایک زندہ طاقت ہے جس کے مظاہر ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ دین کے قالب بدلے رہتے ہیں مگر روح انہی ابدی اور واحد ہے۔



مذہبِ کافرئیں، پال گھر

امدنی اور کم جون کو پال گھر علاقہ قسبی میں ایک مذہبی کافرئیں منعقد ہوئی مقامی مخزنین نے بھی نہایت دلچسپی سے حصہ لیا یہ کافرئیں بہائی احباب کی کے انتظام سے ہوئی تھی ہندو، بودھ، زرتشتی، پارسی، مسیحی، مسلمان اور بہائی سب محترم نمایندوں نے محفلِ تقریریں فرمائیں۔ نہایت تنبیہ کی سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا کسی نے کسی دوسرے کے مذہب پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ سامعین میں بھی ہر قوم کے افراد تھے سب نے نہایت سکون و اطمینان سے تمام لکچر سنے۔ دوسرے بہائی بچوں نے ایک ڈرامہ کیا جس میں دکھایا گیا کہ تمام مذاہب کے لوگ آپس میں بات چیت کر کے حقیقت پر غور کرتے ہیں۔ اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حقیقت ایک ہے۔ اور بہائی پیغام سب کے لئے اتحاد کا مرکز ہے۔ اس لئے وہ سب آپس میں مل جل کر متحد ہو جاتے ہیں پھر صلح و اتحاد کا نغمہ گایا جاتا ہے۔

کافرئیں کے اول و آخر مناجات پڑھی جاتی تھی کافرئیں خوشی اور مسرت کے ساتھ شروع اور ختم ہوئی۔

اس کافرئیں کے لئے ہونیاات باہر سے موصول ہوئے ان میں ہمانا کا مذہبی گورنر صاحب بہادری، مسٹر جی۔ آر۔ جی۔ لپش آئی۔ بی۔ مسٹر وکیل پریذیڈنٹ نیشنل بہائی ایسوسی ایشن کے پیغامات، تائب و توفیق اور اظہار مسرت سے متعلق بہت قابل قدر تھے۔

مدیر پیامبر اس کافرئیں سے فارغ ہو کر دو روز کے لئے بیٹے گئے جہاں برادرانِ رضائی کی ملاقات سے نہایت خوشی حاصل ہوئی، پال گھر میں تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ اچھے نتائج کی امید کی جاتی ہے۔

اور طرح طرح کی زہریلی گیس جو پہلے دنیا نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اذابِ موجودہ لڑائی میں وہ سب موجود ہو کر ہلاکت پھیلا رہی ہیں۔

قانونِ قدرت ہو کہ بیج سے ہی پھل بن جاتا ہے۔ نافرانی ایک بیج ہے جس کا پھل عذاب کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے۔ خدا نے صنم و محبت سے رہنے کے لئے انسان کو پیدا کیا۔ انسان نافرانی کر کے جنگ و فساد کرنے لگا۔ اب یہی جنگ و فساد انسان کے لئے عذابِ الیم بن کر اسے فنا کر دے گا۔

یاد رہے کہ قدرت کی طرف سے عذاب بھی ایک تنبیہ ہے جسے پا کر انسان ہوشیار ہو جائے تو نہایت ہی اچھا ہو گا۔ اس جنگ کے عذاب سے دنیا ہوشیار ہو کر سنبھل جائے اور ہر قسم کے فساد و تعصب کو چھوڑ دے اور خدا کا ہاتھ ان کے اتحاد و محبت کی زندگی اختیار کرے۔ مگر دنیا اس تاویزِ الٰہی سے بھی ہوشیار نہ ہوئی تو انجامِ بہت دردناک ہو گا۔

حضرت مسیح کے فرمائے کے بموجب موجودہ جنگِ ہلاکت ایک قدرتی کارروائی ہے۔ جیسا کہ جب فصل پک جاتی ہے تو کسان درختی لے کر کھیت کاٹ ڈالتا ہے اور وہیں چلاتا ہے۔ والے جمع کر کے رکھ لیتا ہے اور بھوسا جلا دیتا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ آخری وقت میں ایسا ہی ہو گا۔ سو یہ وہی وقت ہے جس کی خبر حضرت مسیح نے دی تھی۔ دستِ قدرت کی دھاتی بڑے نور سے چل رہی ہے۔ لیکن کیا اس کارروائی کا نتیجہ نوعِ انسان کی بربادی ہے؟ نہیں جہز نہیں! اس کے بعد صلح و سلامتی کا وقت یقیناً آئے گا۔ جس کی خبر بھی پاک کتاب میں آئی ہے

سز زمین چہار دین

(ترجمہ مقالہ حضرت روحیہ خاتم)

کچ ہفتہ کا دن ہے جس وقت ہم مسجد سلیمان کی شکستہ دیوار کے سامنے کھڑے ہیں اور یہودیوں کے اس معبد کی دیرینی و شکستہ حالی اور ان کی قومی تباہی و بربادی، ذلت و بیچارگی کو حیرت و استعجاب کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ جرمی ٹیلپور و ہمدان کے یہودیوں کی بھی بالکل یہی حالت ہے۔ ایک بوڑھی کھوٹ مورت اس شکستہ دیوار کے برابر پتھر پر ملہ پتھر پھیر رہی ہے اور ہاتھ پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو جو جمتی ہے۔ دوسری عربی ناز و قطار رو رہی ہیں۔ یہودی مرد بھی اس دیوارِ ناپاک پر ناصبیہ فرسا ہیں اور یہودی علماء دعا خوانی کے وقت نہایت شوق کے ساتھ دائیں بائیں کو جھکتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھ ملا کر ایک خاص جذبے کے ساتھ بھیج لیتے ہیں۔

یہ حالت دیکھ کر ہماری نگاہوں میں ان کی گند شستہ شان و شوکت کی تصویر پھر جاتی ہے۔ چند پرانے ٹائپ کے لوگ بھی موجود ہیں جن کو دیکھ کر قدیمی شہرِ بابل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ غرض کوئی شخص اگر یہاں آکر دیکھے تو اس کو معلوم ہوگا کہ یہودیوں کا گند شستہ مثالی تمدن و عروج۔ شریعتِ موسویہ کی ضیاء انسانی اور قدیمی جاہ و جلال اس وقت دیوارِ گریہ کے قریب ایک مجسم مصیبت کی شکل میں موجود ہے۔

اس روح فرسا منظر کو دیکھ کر قدسی طور پر انسان

کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس مصیبت زدہ قوم کی اس ذلت و رسوائی اور ہلاکت و بربادی کا اصل سبب کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہودی جاہ و جلال کے آسمان پر ذلت و ادبار کی گھٹائیں چھا جانے کے بعد سے اب تک کئی پیغمبرِ مبعوث ہو چکے جنہوں نے اپنی روشن تعلیمات کو تمام عالمِ انسانی کو منور کیا۔ ان پیغمبروں میں سے ایک حضرت مسیح تھے جن کی آمد کی خبر انبیائے بنی اسرائیل بار بار دے چکے تھے۔ آج کے دوسرے سال قبل ان کا ظہور ہوا۔ مسیح کون تھے؟ انبیائے بنی اسرائیل کے بیانات کے مطابق وہ بادشاہ یہود تھے۔ لیکن جس وقت ان کا ظہور ہوا تو نوڑا یہودی غلام چلا اٹھے کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر ہے۔ خیر یہ تاریخ کا ایک تلخ ترین واقعہ تھا جو گذر گیا۔ مسیح سے چھ سو سال بعد حضرت محمد کا ظہور ہوا۔ مجبور نے خدا کی طرف سے یہودیوں کو پیغام دیا لیکن یہودیوں نے آپ کا پیغام ان سے انکار کر دیا۔ اگلے سال ۶۳۳ء ایک اور آسمانی شاد کا ظہور ہوا۔ یعنی حضرت بلبل تھے ایک تہہ پھر یہودیوں کو متوجہ کیا۔ لیکن یہودی آپ بھی متاثر نہ ہوئے۔ ۱۹ سال بعد حضرت بہار اللہ نے نہایت الہی بلند فرائی لیکن یہ قوم ابھی تک اپنی گم شدہ عظمت پر ماتم کر رہی ہے اور شب و روز دور کر دے مائیں بختی ہے کہ خدا یا مسیح کو بھیج دے۔ اس حالت کو

نے تین موم بتیاں ہیں بہت زیادہ قیمت میں دیں۔ اس کے بعد ہم نے ارٹوڈوکس یونان - کیتھولک اور قسطنطین کے گرجا گھر دل کو دکھیا۔ اس کے بعد اس زیارت گاہ میں گئے جہاں تین دن تک حضرت مسیح دفن رہے۔

قیامت مسیح کی عید کے زمانہ میں عیسائی لوگ اس گرجا کی دیوار کے دوسو داخل سے آگک پھینکتے ہیں اور بہت سے لوگ اس کو شش میں کہ یہ عمل پہلے نبی سے صادر ہو جائے اپنی جان تک کھو بیٹھے ہیں۔ اس تمام عمارت میں کسی جگہ بے فائدہ لٹا شی ہے تو کہیں جواہر نجاری اور طلا کاری ہے۔ ایک پادری گنجی نے بتیے جارا ہے۔ ایک کیتھولک راہب بھی گزر رہا ہے۔ یونانی پادری ہنسی ٹھٹھا کر رہے ہیں اور بطور استہزاء ہیں دیکھ رہے ہیں۔ اس گرجا کے پہلے حصہ کی بنیاد قسطنطین بادشاہ کی جس کے زمانہ میں دین سچی کو فروغ حاصل ہوا ماں سے رکھی ہے۔ ہم نے اسی زمانہ کی بے شمار پتھر کی صلیبیں دیکھیں جو قبروں پر نصب ہیں یہ منظر ہمیں کچھ فراموش نہ ہوگا۔ ہم نے یہاں چاروں طرف ایک اور آخری نگاہ ڈالی۔ ماں ہی وہ جگہ ہے جہاں اس مظلوم نے انسانوں کو باہمی الفت و محبت کا سبق دیتے ہوئے اپنی جان نثار کر دی۔ لیکن انہوں نے کہ یہی مقام ہے جہاں اب عیسائیوں کے باہمی اختلاف کی وجہ سے حکومت فلسطین کو مداخلت کرنی پڑی اور وہ عیسائیوں کو باہمی خونریزی سے محفوظ رکھنے کے لئے انتظامات کر رہی ہے حضرت مسیح کے ظہور سے اب تک دو ہزار سال گزرنے چکے ہیں۔ اس عرصہ میں کئی انقلابات باطل پاش پاش ہو چکی ہیں۔ سچی فرشتے اب عیسائی کو قتل گاہ مسیح پر قائم کی گئی ہے ایک ایک بالشت دین پر چھڑکتے ہیں یہودیوں پر تو الزام ہے کہ انہوں نے مسیح کا انکار کر دیا۔ اس کے باوجود ابھی تک مسجد سلیمان کی دیوار کے نیچے جیکب مسیح کے ظہور

دیکھ کر انسان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ گویا یہ قوم آج سے چار ہزار برس پہلے کی دنیا میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ یعنی دین جو جوہر حیات ہے چار مرتبہ دنیاوی انسان کو منور کرنے کے لئے تازہ کیا گیا۔ لیکن غافل قوم آج سے چار ہزار سال پہلے کے زائد کو چاہتی ہے۔

غرض ہم دیوار گریہ کے قریب کھڑے ہوئے۔ ان خیالات میں غرق تھے کہ یہودی علماء نے ہم کو علیحدہ ایک طرف کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ناز کے لئے اندر جاتے وقت ان کا دامن ہمارے کپڑوں سے مس ہو کر کہیں نجس نہ ہو جائے۔ ان کے چہروں سے بے انتہا تعصب چمکتا تھا۔ جس کو دیکھ کر ہمارا خیال ہوا کہ آج کی دنیا میں اس تعصب کیسے کہیں جگہ نہیں۔ آج نہیں تو نخل اس کا خاتمہ ضرور ہو کر رہیگا۔ یہاں سے ہم روانہ ہو گئے۔ اشارے راہ میں ارادہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح کے مزار مقدس پر بھی جانا چاہیے۔ چنانچہ ہم اس کلیسا میں پہنچے جس میں مزار مسیح ہے۔ ہم ایک تاریک کمرہ میں داخل ہوئے جہاں ایک پتھر پر حضرت مسیح کا جسم رکھا ہوا تھا اور یسوع آپ کے جسم مبارک کو غسل دے رہے تھے۔ اس کمرہ میں آٹھ چراغ آدھیاں تھے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ان میں چار چراغ ارٹوڈوکس عیسائیوں کے ہیں اور دو چراغ کیتھولک عیسائیوں کے ایک ارمنوں کا اور ایک قبطیوں کا ہے۔

ہمیں لوگ اس مقام پر لے گئے جس کا نام کاسہر ہے۔ یہاں مریم عذرا کا مجسمہ رکھا ہے جو کروڑوں پونڈ کے جواہرات آراستہ ہے۔ دوسری طرف ایک بہت بڑا سوراخ ہے جس میں صلیب لٹک رہی ہے جس کو دیکھ کر وہ تمام مصائب یاد آجاتے ہیں جو حضرت مسیح پر گذرے۔ یہاں سے وہ پسی کے وقت ایک پادری

طرح اپنے موعود کو طرح طرح کی اذیت دے کر شہید کر دیا۔ موعودِ اسلام نے مذاہنہ کی کہ میں وہ قائم موعود ہوں جس کا نام تم ایک ہزار سال سے اپنی دعاؤں میں لینے تھے اور اس کے مشابہہ جمال کے منظر تھے اور جس کے جلد ظاہر ہونے کے تم دل سے منتفی تھے۔

اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سید علی محمد باب کو شہید کر دیا اور موعودِ انہم حضرت سید احمد کو چار مرتبہ قید و بند اور جلا وطنی کے مصائب میں مبتلا کیا یہاں تک کہ اس قید خانہ میں رکھا جو خورلیا اور قاتلوں کے لئے مخصوص تھا۔

ان حالات میں کوئی تعجب نہیں اگر تاریکی شب نے مسجدِ عمر کے منظر کو بھیانک بنا رکھا ہے۔ عقرب اس کبر کو انکار اور ظلم کی تاریکی اپنے دامن میں چھپالے گی۔

ہم انتہائی حیرت و تعجب کے عالم میں بیت المقدس سے روانہ ہوئے۔ حیرت و تعجب ان قوموں کے ظاہری و باطنی اختلافات پر۔ جو اہرات سے مرصع تختوں، دنیا طلب یہودی عاملوں پر۔

آہ! کہاں گیا وہ وقتِ عظمت و صداقت جبکہ موسیٰ جیسا نبی صحرائے طور میں احکامِ عشرہ الہی اس قوم کو سنا رہا تھا۔ آہ! کہاں ہے وہ مسیح بے خانہاں جس نے دنیاوی عیش و راحت پر لات مار کر اس قوم کو آسمانِ ترقی تک پہنچا دیا تھا۔

آہ! کہاں تھی اس مقدس چرواہے کی عدالت و ہمدردی جس کے ذریعے خدا نے قرآن مجید نازل کیا تھا اور وحی عربوں کو کلماتِ ظاہری و معنوی کی تعلیم دی اور انتہائی عزت و شوکت کا مالک بنایا۔ مسجدِ عمر کو دیکھنے کے بعد ہم اس شہر سے جو روحانیت سے محیر غالی ہے اور جس کے اندہ خود غرضی اور تعصب کا شور بلند ہے نہایت شوق کے ساتھ ساحلِ دریائی طرف روانہ ہوئے تاکہ

کچلے گریہ و زاری کر سکتے ہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج عیسائی بھی اپنے دینی لغات اور مذہبی تعصب کے ذریعہ مسیح کی تحقیر کر رہے ہیں قتل گاہِ مسیح کی زیارت سے فارغ ہو کر ہم مسجدِ عمر کو دیکھنے گئے راستہ میں پولیس نے روکا اور سوال کیا کیا ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ چونکہ ہم یہودی ہیں اس لئے یقیناً ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس پولیس نے ہم سے ایک ڈالر جرمانہ لئے بغیر جو گفار کے لئے متعین ہے منزلِ مقصود کی طرف ہماری رہنمائی کی۔

چاروں طرف ستانا چھایا ہوا تھا۔ فضا پر سکون تھی۔ نیچے چٹکوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ یہاں گھڑے ہو کر محسوس ہوتا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان اب تک آئینِ اسلام سے فوتِ روحانی حاصل کر سکتا ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ اسی مسجد کے قریب یہودی اپنے معبد کی شکستہ دیوار کو بوسہ دیتے اور روتے ہیں۔ ایسا وہ کیوں کرتے ہیں۔ ان کے روتے کی آخر کیا وجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پیشینگوئی کے مطابق آوارہ اور پریشان پھر رہے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ مسیح قوموں کیلئے علم بلند کرے گا اور اسرائیل کے پرانندہ لوگوں کو اطرافِ عالم سے اکٹھا کرے گا۔ اس پیشینگوئی کی انھوں نے قدر نہ کی۔ حضرت مسیح کو صلیب دی۔ ان کے اعمال کا نتیجہ اب ان کی پرانندگی اور پریشانی کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔

مسجدِ عمر کے اطراف میں بھی میں بھی منظر دکھائی دیتا ہے لیکن کم۔ ہم نے سوچا کہ مسلمان تو دنیا دار ہیں۔ پھر ان سے کیا فطرتِ سوز ہوئی جو پریشان حال نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان اور یہودیوں کی ذلت و رسوائی پرانندگی و پریشانی کا سبب متحد ہے۔ حضرت رسولؐ نے اپنے یومِ ظہور میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم اپنے موعود پر ایمان لانا۔ لیکن انہوں نے اہل اسلام نے بھی یہودیوں کی

ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

آپ کو خوب معلوم ہے کہ تمام انبیاء سبیل امر اللہ میں مختلف لباس میں جلوہ گر ہوئے۔ اگر آپ مہری نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سب ایک ہی باغ میں ساکن ہیں۔ ایک ہی ہوا میں اڑتے ہیں اور ایک ہی بساط پر بیٹھے ہیں اور ایک ہی بات کہتے ہیں اور ایک ہی حکم دیتے ہیں۔ یہ ہے اتحاد ان جواہر وجود کا اندامی غیر محدد اور غیر محدود آفتابوں کا۔

اس مقام پر ہمارے ناظرین کو غلط فہمی نہ ہونی چاہئے ہم نے بیت المقدس کے متعلق جن احساسات و جذبات کا اظہار کیا ہے اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان قوموں کی جگہ کوئی کریں۔ یا ان کی مقدس تعلیمات پر اعتراض کریں۔ اس قسم کی دست اندازی کرنا ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ہر قوم کے حقوق کا احترام کرنا ہر فردِ مہمانی کا اولین فرض ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جس شخص کی نگاہوں میں جدید آسمانی تعلیمات نے زندگی کی روح دوڑا دی ہو اور جس نے تاریخ انسان کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا ہو اور جس کی روح زیادہ سے زیادہ گہرائی کی طرف جاری ہو اس کے دل میں ایسے احساسات کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

خدا کا اعتقاد منطقی طور پر ہمیں خدا اور مخلوق کا باہمی تعلق و ارتباط سمجھا دیتا ہے اور خدا کی مخلوقات و کائنات کا اگر وسیع مطالعہ کیا جائے تو اس کی زبردست قدرت، نامحدود صفات اور اس کے نامحدود فیوضات کا اظہار ہو جاتا ہے۔ ہم تمام چیزوں میں صفاتِ الہیہ کی نشانیاں دیکھتے ہیں۔ بڑی سے بڑی مخلوق کے لئے کہ ایک چھوٹے سے ذرہ تک پہ اگر ہم گہری نگاہ ڈالیں تو ان تمام چیزوں میں ہم کو صفاتِ الہی آشکارا ہو دیا نظر آتی ہیں۔

مرکز مہمانی تک پہنچ جائیں۔ تھوڑی دیر میں ہم کو کھل کے قریب پہنچ گئے۔ کوہِ کحل پر جانے کے لئے بہت سے طبقات طبقہ طبقہ لئے کرنے پڑے یہاں تک کہ ایک صاف و سادہ اور خوبصورت باغ کے اندام ایک پاکیزہ عمارت نظر آئی۔ یہ حضرت باب کا مقبرہ ہے۔ جس کے سامنے ہم خود ہی دیر بھرے۔ سامنے بیچ جینا ہے۔ پہاڑوں پر مشفق شریک نے ارغوانی رنگ پھیر رکھا ہے۔ عجیب قیامت کا منظر ہے۔

ایرانی باغبان نے سکھاتے ہوئے ہمیں سلام کیا۔ یہ وہ مقام ہے کہ نہ صرف مہمانی بلکہ مختلف قوموں کے لوگ ہر رنگ اور ہر نسل کے لوگ یہاں آکر انتہائی مسرت کے ساتھ زیارت کرتے ہیں۔ ہم ایک کمرہ میں داخل ہوئے اور لالہ و گل سے معمور ایک آستانہ کی تعلیم کے لئے جھک گئے۔

نہایت لطیف و نرجس اور سادہ قبر ہے جس کے اندر حضرت باب کا جسدِ اطہر آرام کر رہا ہے۔ یہاں نہ کوئی مجسمہ ہے نہ کوئی تصویر۔ نہ رسوم کی ادائیگی ہے نہ کوئی پادری عالم ہے۔ بغرض آواز ہے کہ اپنے حسبِ منشاء اس حرم مقدس میں جو حرمِ پیغمبر ہے دُعا و مناجات کرے۔ اس مقدس مقام کی پرکیت ہوا بیتینا تڑپتے ہوئے دلوں کو تسکین بخشتی ہے۔ ایسی تسکین جو صرف ایمانِ کامل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سکون، یہ راحت و آرام یہاں کے فہم ذرہ میں موجود ہے حتیٰ کہ اس بار، اس پہاڑ اور دامن کوہ تک سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام کی روحانیت کو کسی دینی پیشا یا بے روح رسم و رواج نے نہیں چھینا ہے نہ دنیاوی علاقے نے اس کو آلودہ کیا ہے یہاں وہ حقیقت نظر آتی ہے کہ بیت المقدس میں جس کی جگہ مجاز نے لے لی ہے۔ یہاں حضرت مہمان اللہ کے بیانِ مبارک کی تصدیق

وہ اہل بیت کے زیر سایہ اپنا حقیقی درجہ حاصل کرنے کی سعی میں مصروف ہے۔ اس خدا کی ہدایت کے ماتحت جس نے اپنے بندوں کے عہد و پیمان کیا ہے کہ وہ ان کی تربیت کے لئے پیغمبر بھیجتا رہے گا۔ اہل بیت نے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے ذریعہ یہ علم حاصل کیا ہے کہ آغاز تاریخ سے اب تک قانون نشو و نما کے ماتحت عالم انسانی کی ترقی کا ایک کامل اور متعین نقشہ اپنا کام کرتا چلا آتا ہے جس طرح تخم ریزی کے بعد بیج نشو و نما پاتا ہے اور ایک زبردست درخت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس میں پھول پتے اور پھل آتے ہیں۔ اسی طرح اہل بہار کے اعتقاد میں انسانی ہیئت اجتماعی بھی غیر اختیاری ترتیب کے ساتھ رفتہ رفتہ نشو و نما پاتی چلی آ رہی ہے یعنی ابتداء میں انسان کی زندگی کی حالت یہ بھی کہ اس کی طبیعت و طبیعت صرف اپنے فائدہ تک محدود تھی، آہستہ آہستہ یہ طبیعت اپنے قبیلہ اور اہل وطن تک پہنچتی جہاں تک کہ شہروں کی بنیاد پڑی۔ شہر مکملوں سے تبدیل ہوئے اور دائرۃ اتفاق و اتحاد وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اس اصول کی بنا پر رفتہ رفتہ آج کے اب دنیا سے انسان اتحاد و اتفاق کی طرف آخری قدم اٹھائے اور وہ یہ کہ تمام روئے زمین ایک وطن بن جائے۔ تمام اقوام ایک قوم بن جائیں۔

جس طرح ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوم و روحانی کے ذریعہ گذشتہ اقوام کی رہنمائی کی اور ایسا اقتدار اُٹھایا جو صرف قوم و روحانی کے ذریعے ہی ظاہر کیا جاسکتا ہے اور صرف روحانی قوت ہی روحانی زندگی کی نشو و نما کر سکتی ہے اور انسانوں کو انتہائی درجہ عزت عطا کر سکتی ہے۔ اس طرح تاریخی تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ آج حقیقت دین کی کامل ترین تجلید جو درسی ہے تاکہ موجودہ وقت کے مطابق قانون وضع کیا جائے جس کے ذریعے انسانوں میں ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں اور روحانی طاقت کے

کیا خلاق عالم کی نسبت یہ گمان زیبا ہے کہ ایک طرف تو وہ مرتب و منظم کائنات کی بنیاد اُلے اور دوسری طرف کائنات سے ایسا فیض روحانی روک لے۔ کیا یہ بات ممکن ہے کہ ہم یہ تسلیم کر لیں کہ خدا اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہو کہ خدا نے دنیا کی اس عظیم الشان تاریخ میں صرف ایک مرتبہ اپنا رسول بھیجا۔ ایسا خیال خلاف عقل ہے۔ ہر روز آفتاب نکلتا ہے۔ مین پر ہر سال جہاڑتی ہے۔ پس کیا ہمارے لئے یہ زیبا ہے کہ ہم خالقِ فطرت کو صرف ایک ہی مرتبہ مرقبہ مرقبہ روحانی اس دنیا میں بھیجنے کے لئے مجبور کھیں۔ معلوم نہیں کس کتاب آسمانی میں یہ لکھا ہے کہ ہمارے ربانی صرف ایک مرتبہ ایک ہی پیغمبر کے ذریعہ دنیا میں آتی ہے اور اس کے بعد اب تک فیض خداوندی بند رہے گا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے گذشتہ پیغمبر کی تصدیق کی ہے اور آئندہ کی اشارت دی ہے۔ انسان کی عقل کمزور ہے۔ اس لئے اس کے اعتقادات کی دنیا بھی محدود ہے۔ ہر قوم آج یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ اس کا دین تاریخ کا ایک بڑا نعل واقعہ ہے اور اس کا پیغمبر آخری پیغمبر آئی ہے۔

اہل بہاء کے نزدیک تاریخ کیا چیز ہے، ایک بربود متحرک نمائش ہے جہاں انسان روح کی کوشش سے خدا کی طرف جارہا ہے تاکہ وہ ارضی حدود سے بالاتر ہو کر ان پوشیدہ حقائق کا چہرہ لگائے جو عالم فطرت میں بلکہ خود انسان میں محفی رکھے گئے ہیں۔

اہل بیت کا عقیدہ ہے کہ یہ نوع انسان جو مختلف قوموں اور نسلوں میں پھیلی ہوئی ہے فطری اسباب کا نتیجہ ہے۔ وہ اس لائق انسانوں کی طبیعت کو صرف ایک ہی مخلوق سمجھتے ہیں۔ جو خدا کی محبت

وسیلہ سے انسان اپنے حقیقی مقصد کے حصول پر قادر ہو جائے وہ مقصد کیا ہے؟ صلح کبیر اور عالمگیر نظام۔

عالمِ ہستی کی ہر چیز کے لئے تخلیق لازمی امر ہے اور یہ ایک ایسا قانون ہے جس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ جملہ اہل مذاہب کا یہ اعتقاد کہ فقط ایک ہی مذہب حق اور دوسرے مذاہب باطل ہیں اور اس کے علاوہ مذہبی تعصبات۔ رسم و رواج مذہبی۔ تقلید یہ تمام چیزیں غلاست ہیں اس امر کی کہ اب ان جملہ مذاہب کا دورہ حیات اختتام پذیر ہے۔

ہاں البتہ فضائل و کمالات کو تعلق رکھنے والی چیزیں کبھی زوال پذیر نہیں ہونگی۔ پیغمبرانِ الہی ہمیشہ آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ خدا کا دین ایک ہی ہے اور وہ ابدی ہے۔ لیکن چونکہ دینی قوانین مخلوق کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی جلی غرض مفقود ہوتی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قوانین علیٰ طور پر منسوخ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر اپنے زمانہ ظہور کے مطابق قوانین لاتا ہے اور سابق قوانین کو جن کا نفاذ ضروری نہیں، منسوخ کر دیتا ہے۔

اہلِ بہار کا عقیدہ ہے کہ عالمِ انسانی کی مثال ایک بیمار کی سی ہے اور پیغمبر مثلِ طبیب۔ نکل بیمار کو ایک مرض لاحق تھا تو آج دوسرا۔ ایک کامل طبیب کی فضیلت اور سچائی ہی میں ہے کہ مرلین کا علاج مرلین کے مطابق کرے۔ تاکہ مرلین شفا یاب ہو۔ انسان خطا کار ہے۔ اور منظرِ الہی معصوم۔ انسان محدود ہے اور خالق انسان غیر محدود۔ خدا کا پیغام لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ پیغام تدریجی طور پر ان میں سرایت کرنا چاہتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان طرح طرح کے علوم و صنائع حاصل کرتا ہے اور ایک جدید تمدن کی بنیاد پڑتی ہے۔ جس طرح ہر قوم میں توحید نامیہ ہر ملت پھیل جاتی ہے

تاکہ نباتات کو تمام سال ہر ابھر رکھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح یا حضرت محمد اور دوسرے پیغمبروں کا ظہور ہوا۔ جن لوگوں نے ان کے پیغام کو قبول کیا وہ اپنی تہذیب اخلاقی اپنی ترقی اور اپنی کامیابی کا نمونہ قائم کر گئے۔ لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ لوگ ہمیشہ تقلید میں مبتلا ہوتے رہے۔ علمائے مذاہب غنائے انسانی کو مکدر کرتے رہے۔ حضرت مسیح کو صلیب دینے والے علماء ہی تھے۔ حضرت باب کے قتل کا فتویٰ دینے والے مذہبی پیشوا ہی تھے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ غلبہ شخص نے آزادی کے ساتھ ان حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور وہ اپنے تعصبات و اداہام کو خیر باد کہہ چکا ہے وہ بیت المقدس سے حیفاء اور عکرا جاسے کے لئے فخرِ تاج محمد ہے۔ اب آپ حضرت عبداللہ کے مسب ذیل دلوں کی نگہ کشات ملاحظہ فرمائیے۔

یہ زمانہ حذا و نذر عزیز کا زمانہ ہے۔ عنقریب دنیا بہشت میں بن جائے گی۔ یہ دن عالمِ بشر کے اتحاد کا دن ہے۔ تمام قوموں کے ایک ہو جانے کا دن ہے۔ ہر امر عمومی یعنی جو چیز تمام عالمِ انسانی سے تعلق رکھتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور ہر امر خصوصی جو عام انسانوں سے تعلق نہیں رکھتا وہ محدود ہے۔

پس تعجب کی بات نہیں ہے اگر ایسا شخص ادہام و خیالات سے آزاد ہو کر اصل حقیقت سے مستحک ہو۔ ایسا شخص جس وقت مجوسی میں حضرت بہاء اللہ کے روضہ مبارک میں داخل ہوتا ہے اس روضہ مبارک کی تحریک قوت اس کا اعلا کر لیتی ہے اور وہ یہ گواہی دینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ یہی ہے وہ مرتبہ عالمِ انسانی جس نے تمام انسانوں کو غفلت میں جاسے کی دعوت دی ہے اور اس سہری زمانے کے لئے ایک کامل نقش تیار کر دیا ہے۔ یہ مقام پرکھ کر ہر انسان یہ بات محسوس کرتا ہے۔ حذا و نذر عزیز کا

کس قدر ہر تعلق ہے اور اس کے دل میں حضرت موسیٰ اور حضرت
سج اور حضرت محمد کی ہے اتنا محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ خیال
کرتے گستا ہے کہ یہ حضرات بھی شفقہ طور پر ایک زبان ہو کر عالم
سے حضرت پھار شدہ کا یہ کلام دہرا ہے میں کہ :-

پادری کو آگاہ کر دے کہ اب وہ ناقوس نہ بجائے۔ خدائے
برحق کی قسم۔ اس سیم اعظم کی صورت میں عظیم الشان ناقوس ظہور فرما
ہوا ہے اور خدا کے الامجد عالم سے جبروت بقا میں تیرے
پورہ کار بزرگ و بزرگے ارادہ کی اٹھلیاں اُسے بجا رہی ہیں
ای طرح بلر دگر تیرے پورہ کار کی بڑی نشانیاں نازل ہوئی ہیں

دشمنوں کے ساتھ میں ہو کر وہ مالک و منتار آپہنچا ہے تاکہ
وہ اپنے نام الرحمن کی خوشبوؤں سے عالم ہستی کو زندہ کرے
اور تمام جہان ایک ہوا جائے اور سب لوگ اس طوائف امت پر آئیں
ہو جائیں جو آسمان سے اتار آگیا ہے۔ خبردار! تم خدا کے نعمت نازل
کرنے پر اس کی ناشکری نہ کرنا۔ یہ تمہارے لئے تمنا ہے پاس کی
ہر چیز سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ تو مٹ جائے گی اور جو خدا کے پاس
ہے وہ سدا رہے گی۔ تم اگر گوشِ فطرت کی چیز دیکھ کر طرف متوجہ ہو تو
یقیناً اس لوگ کے عظیم الشان بزرگی کا مالک قدیم آپہنچے اور ہر چیز
اپنے پروردگار کی حمد میں سج خاں ہے۔ (ترجمہ ابوالعزیز فرید جوی)

میں کی تھی

آخر ملت حقہ ایم فہنت صاحبہ از حسنہ لڈا خرد ۱۲۸۵ سالہ تاج سنہ ۱۹۴۱ عیسوی

مستحقہ بہ زینت و تہنہ ۱۳۱۵ سنہ

سر پر نگار کھی تھی اور عینک لگایا کرتے تھے۔ ان کی ناک تیلی اور
ریش سیاہ تھی۔ اور وہ نہایت سختی سے کلام الہی اور اس کی
تفسیریں دماغوں میں ٹھون کرتے تھے۔

میری والدہ اور ہمارے خاندان کے لوگ اس بات کا
فخر کیا کرتے تھے کہ ہم دینیات میں بڑی ترقی کر رہی ہوں۔ اگرچہ
میں نظریہ ایک محدود دائرہ کے اندر مقید تھا۔ اکثر عجیب میں کسی اہم
مشکل مسئلہ پر سوچنے لگتی تو ایک پرند کی طرح چار دیواری کے
اندھ مار کر رہ جاتی۔

ہمارے خاندان غریب ہو گیا اور ہم روس سے امریکہ پہنچے

جس میں تین برس کی تھی تو میری والدہ نے جو نہایت
ہی پاکہ ناز اور روحانی تھیں ایک عبرانی دینی مدرسے میں پڑھنے گئے
نئے بھیج دیا۔ عمو ما لوگ ننھے بچوں کو ایسے مدرسوں میں نہیں بھیجتے
میں پہلوئی لڑکی تھی اور میری والدہ ایک قدیم مذہب پسند خاندان
سے تھی اور چاہتی تھی کہ میں بھی اپنے بزرگوں کی طرح دیندار بنوں۔
میرے والد تو ان باتوں کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے۔

ہمارے مدرسے میں بہت سے لڑکے سیکھ رہے تھے۔
اور صرف میں ایک لڑکی تھی۔ ہم اپنے استاد (ربی) کے میز کے
ارد گرد جمع ہو جایا کرتے تھے۔ استاد جی نے ایک چھوٹی سی ٹوپی

پڑانا شروع کر دی۔ یہ مجھے بڑا دوسرہ معلوم ہوا میں تو پکی یہودی تھی۔
انجیل کو بھلا کیسے پڑھتی اور اشتراکی تو مذہب سے دور بھاگتے ہیں!
مگر میں مجبور تھی۔ اپنے پروفیسر کا کہنا کیسے رد کرتی مجھے شاگرد بننے
کی حیثیت میں فرانزوری لازم ہے چنانچہ انجیل مجھے بڑی اچھی لگی۔
اگر یہ عیسائیت ہے تو میں نے دل میں کہا کہ میں تو پہلے سے ہی
عیسائی ہوں۔

مجھے اس کتاب میں روح کے لئے غلام لگی میری روح تازہ
ہو گئی۔ گویا مجھے انسان کا مل ل گیا اور وہ کون ہوتا۔ ایک طبیعی کا لڑکا
(حضرت مسیح) جو انثار اور انکساری کا نمونہ تھا! اس کی غریب پوری
اور رحمانیت نے میرے آئندہ دل کو تسکین دی اور میں نے اسکی
آواز کو سنا وہ فرماتا ہے۔

”مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں
مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے بلکہ سن
جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو کام چھانی
کی راہ دکھائے گا۔“

یہ وعدہ میرے کانوں میں گونجتا رہتا تھا اور میں منتظر تھی ہی
میں جانتی تھی کہ میں اس سچائی کی روح پر پورا عقیدہ کر سکوں گی۔
چنانچہ پروفیسر ایک سال کے لئے چلا گیا۔ اس کی غیر حاضری
میں مجھے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کا پتہ چل گیا۔ مجھے ان میں اور جو
کچھ میں نے حضرت مسیح کی تعلیمات میں دیکھا تھا بڑی مطابقت معلوم
ہوئی۔ مجھے یہ حقیقت بھی کہ سب مذہبوں کے بنیادی اصول دراصل
ایک ہی ہیں۔ میں نے زرتشتی مذہب، ہندو مذہب اور اسلام کا مطالعہ
شروع کر دیا۔ اور مجھے وحدت ادیان کا ماحول سمجھ میں آ گیا۔ مگر مجھے
اس بات کا احساس نہ ہوا۔ کہ بہائی تعلیمات میں اس وعدہ کی
ایجابی صغر ہے جس کی طرف اشلہ انجیل کی مذکورہ بالا آیت میں

دلائل کا ماحول اور تھا اور ہر ملک اور ملت کے لوگ وہاں موجود تھے۔ اور
مادیت کا دور دورہ تھا جس کا رخنوں میں مجھے کام کرنا پڑتا تھا۔ دلائل
ہر قسم کے لوگ ایسے ماحول میں کام کیا کرتے تھے اور سب مغرت اور
افلاس کے پوچھ کے پیچھے دب رہے تھے۔ انسان کی روح تو باطل دم
نمود ہو کر رہ جاتی ہے اور اسے اٹھنا تو ملتا ہی نہیں۔ آخر میں کیا کرتی
اور کدھر جاتی؟

جو ماحول میں پیچھے چھوڑا تھی اس میں اب کیسے سانس
لیتی؟ اور موجودہ ماحول میرا نوس ہوتا۔ اتنے میں مجھے اشتراکیوں سے
واسطہ پڑا۔ مجھے ابد معلوم ہوا جیسے مجھے ریگستان میں سبزہ زار مل گیا
ہو۔ میں سچی کہ میری مشکلات کا حل مل گیا۔ میں اس تحریک میں بے تحاشہ
کو بڑھی۔ اور بڑی سرگرمی اور جوش سے کام کرتی رہی۔ مجھے امید
ہو گئی کہ اب ہم ایک ایسی نئی دنیا میں بود و باش کریں گے جہاں
سب کو حسب استطاعت کام ملے گا۔ اور لوگ آرام کی زندگی بسر کریں گے
جب میرا جوش ذرا ٹھنڈا ہو گیا اور میں سوچنے لگی تو مجھے
خیال آیا کہ جو نظامِ عرفانیت پر کھڑا کیا جا ہیگا وہ میرا کیسے ہو سکتا
ہے اور اسکی بنیاد پر ایک نئی دنیا کیسے بن سکیگی؟ تب میں ایک انسان
کا مل کی تلاش میں نکلی جس میں سب صفات یعنی سچائی، دیانت داری
ایشیاء اور رحمانیت پائی جاتی ہوں۔ یعنی جس پر انسان پورا جھوس کر سکے
میری تلاش نے نتیجہ ثابت ہوئی اور میں بڑی دل شکستہ اور مایوس
ہو گئی تب میں نے خیال کیا کہ فلسفہ کا مطالعہ شروع کر دو۔ شاید کچھ
تسکین قلب ہو۔ اور میرا مطلب حل ہو جائے۔ پروفیسر کو مل میں صاحب
ایک بڑے اچھے فلسفہ داں تھے۔ میں ان سے ملی۔ وہ سمجھ گئے کہ میں
بیچارہ ہوں اور فلسفہ کا مطالعہ میری بیماری کا علاج نہیں بلکہ مجھے نفعانی
دوا کی ضرورت ہے چنانچہ انہوں نے مجھے منظر اطوار و افلاکوں اور دیگر
فلسفہ کا مطالعہ سکھایا مگر ساتھ ہی ساتھ ”نیا ہند نامہ“ (انجیل) بھی

کیا گیا ہے۔

چنانچہ پروفیسر صاحب ایک سال بعد واپس تشریف لے آئے۔ پھر فلسفہ سکھانے میں مشغول ہو گئے۔ ایک شام جیب میں ان کا انتظار کر رہی تھی اور وہ آئے میں استراحت کے لئے پلنگ پر لیٹ گئی۔ مجھے حضرت عبداللہؑ کے چند کلمات یاد آ گئے۔ آپ حضرت بہاء اللہؑ کے بیانات کے مفسر ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ خدا ایک لایدرک اور لامتناہی غیبی طاقت ہے جو ہر وقت اپنے مظاہر کی معرفت عالم انسانی پر اپنی شخصیت ظاہر کرتا ہے اور انسان کو ایک اعلیٰ مقام کی طرف لے جاتا ہے۔

تب مجھے معلوم ہوا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ارتقاء کا قانون جاری ہے۔ اس لحاظ سے مذہب جو انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے وہ بھی اسی قانون کے تحت میں کام کرتا ہے جس طرح انسان عالم طبیعت میں بڑی بڑی مصلوبات اور ایجادات کرتا رہتا ہے اور قدرت کے مخفی اسرار کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ عین اسی طرح سے مرنے والے انسانی بھی بنی نوع انسان کے استعداد اور زمانے کے اقتضا کے مطابق خدا کی صفات کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ اس خیال نے میرا نظریہ فراع کر دیا اور چشمِ زند میں مجھے یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ جو کتاب مجھے پروفیسر صاحب نے دی تھی اپنی انجیل وہ عمومی کتاب تھی۔ بلکہ خدا کا اہام تھا۔ اور سچ صرف کامل انسان ہی نہ تھا بلکہ خدا کا سرشار بھی تھا۔ تب مجھے پہلی دفعہ

اس بات کا احساس ہوا کہ مذہب یعنی دین کی اصلی ماہیت کیا ہے یہ وہی خدائی نظام تھا جس کی طرف حضرت عبداللہؑ نے میری توجہ دلائی تھی۔ تب میری سمجھ میں آیا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ بھی حضرت مسیحؑ کی طرح مظاہر الہی تھے۔ اسی طرح سے حضرت زرتشتؑ جہانمادہؑ اور حضرت محمدؑ بھی اہل عالم کے لئے عرفان الہی کے حامل ہو گئے ہیں اور ان کے توسط سے تمدن اور تہذیب ارتقاء کے اعلیٰ مقام تک پہنچا ہے۔ پھر مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ سچائی کی روح جس کی طرف انجیل مقدس کا اشارہ ہے حضرت بہاء اللہؑ ہیں۔ اور وہ کامل سچائی حضرت بہاء اللہؑ میں ظاہر ہوئی ہے جو اس زمانہ کے موعودِ کل ادیان ہیں۔

فلسفہ میں جو سیکھ ہی تھی وہ انسانی دماغ کی اختراع اور سیکر دماغ کے لئے تسلی بخش تھا کہ مجھے تو قلب کی سکین در کا تسلی فلسفہ دلیل اور منطق پر قائم کیا جاتا ہے اور فلسفہ دانوں کا نقطہ خیال ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ تب میں سمجھی کہ مذہب ہی ہم اے تمدن کی پہلی اسس ہے۔ مگر مذہب مراد چند عقاید ہی نہیں بلکہ وہ پیغامِ سرمدی ہے جس کا منبع اور سرچشمہ مظاہر الہی ہیں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ پروفیسر کولین (مروم) نے مجھے انجیل پڑھائی اور میرے استاد (ربی) نے مجھے پرانا عہد نامہ (توریت) سکھایا۔ انہوں نے میرے اندر رحمانیت کا بیج بویا۔ مگر حضرت عبداللہؑ نے مجھے پروردگارِ تقدس کا راز کھولا۔ اور وہ بیج اب درخت بن کر حدائقِ رضوان میں پھیل رہا ہے۔

اس جہیز نے پیامبر میں کون سا مضمون آپ کو سب سے کم پسند آیا اور کیوں؟

مشورہ دیجئے۔ اگر آپ پیامبر کے ایڈیٹر ہوتے تو اس میں کیا کیا بہترین تبدیلیاں کرتے؟

فرمائیے اس جہیز کے پیامبر میں آپ کون سا مضمون سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور کیوں؟

اسرار قیامت

تب تک یہ بات کہ لوگ دوبارہ قبروں سے اٹھیں گے اور میدانِ محشر میں آئیں گے ہرگز قابلِ التفات نہیں۔ عقیدے کی بنیاد یہی ہے کہ ایک دن تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور اس فنا کا نام قیامت ہے۔ اب لازم ہے کہ قرآن مجید سے تمام کائنات کا ایک دن فنا ہونا ثابت کیا جائے اور دکھایا جائے کہ اسی فنا سے کُل کو قرآن مجید قیامت کہتا ہے۔ اگر یہ بات قرآن مجید سے ثابت نہیں تو تمام مہارت جو قیامت کو فنا سے کُل قرار دے کر بنائی جائے گی سب کی سب کچھ ہوگی سے حُشَّتِ اَوَّل چوں نہد ہمار کج
تاثرِ یامی رود دیوار کج

جو آیات قیامت کے دن فنا سے کُل کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں ہم ان پر اپنے معنایں کو کب ہندوستانی سیکڑین میں لٹوٹی ڈال چکے ہیں۔ اس وقت بھی ایک مختصر نظر ڈالتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ میں آیاتِ قیامت کے دن فنا سے کُل کا خیال بنایا گیا ان سے یہ مدعا ہرگز ثابت نہیں۔

(۱)

قیامت کے دن فنا سے کُل کے ثبوت میں ایک آیت عام طور پر یہ پیش کی جاتی ہے کُلّ مَنْ عَلَیْہَا فَاةٌ دَیْبُفْ وَجْہُ دَبْ خَدِ الْجَلَلِ وَالْاَصْدَامِ (رحمن) اس آیت کی قیامت کے دن فنا سے کُل ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اول اس لئے کہ اس آیت میں بالکل نہیں فرمایا کہ یہ ناس جس کا یہاں ذکر ہے قیامت کے دن ہوگی۔ پھر کسی کو کیا حق ہے کہ محض اپنے خیال و عقیدے کی بنا پر

ہر دلی خود قابلِ اسرارِ محبت را

دُرُفیت بہر دریا۔ ذریت بہر کالے

مسئلہ قیامت دین کے اہم ترین مسائل میں سے ہے مگر افسوس کہ جس قدر یہ مسئلہ اہم ہے اسی قدر اس کے متعلق عام فہم پھیل ہوئی ہے۔ ہم نے بکثرت معنایں قیامت کے متعلق لکھے ہیں جن میں اس غلط فہمی کو دلائل سے رد کیا ہے اور بتایا ہے کہ عالمِ هستی کی فنا سے کُل کا نام قیامت نہیں ہے۔ خود لفظ قیامت اس مفہوم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قیامت کے معنی قیام ہیں نہ گرنا یا فنا ہونا۔

قرآن مجید میں ایک جگہ بھی قیامت کو فنا سے عالم نہیں کہا گیا۔ علامے کرام سے ہم بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ قرآن مجید سے ایسی آیت پیش فرمائیں جس میں فنا سے عالم کو قیامت کہا گیا ہو یا یہ ذکر ہو کہ قیامت کے دن تمام ماسوی اللہ فنا و معدوم ہو جائے گا مگر ابھی تک کوئی ایسی آیت پیش نہیں کی گئی۔ اور ہم یقیناً کہتے ہیں کہ ہرگز ایسی آیت پیش نہیں کی جا سکے گی۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی اس مفہوم کی نہیں ہے۔

بحثِ قیامت میں سب کو اول بنیادی چیز یہی کہ فنا و عالم کو قیامت ثابت کیا جائے اور مخصوص کلام سے دکھادیا جائے کہ قیامت کے دن تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔ جب تک یہ بنیاد مضبوط نہ ہو اس پر معنی طارت بنائی جائے گی بے بنیاد ہوگی۔ جب تک یہی ثابت نہیں کہ قیامت کے دن کُل کائنات فنا ہو جائے گی اور سب لوگ مر جائے گا

قیامت دراصل ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ فنائی عالم سے لے کر مشرعات کے واقعات کو اہل اسلام کی اصطلاح میں قیامت کہا جاتا ہے جو حقیقت دو معنوں میں منقسم ہے۔ پہلے معنی میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے معنی میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہوگا۔ (المحدثین، ص ۳۸۱)

اصولی طور پر اول یہی چیز قابل توجہ ہے کہ کیا قیامت کے پہلے معنوں میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی؟ اسی بنیاد پر سارے عقیدے کا دائرہ رہے۔ اگر یہی بات ثابت نہ ہو تو قیامت کا وہ عقیدہ جو لوگوں میں رائج ہے غلط تسلیم کیا جائیگا۔ اس لئے ہم دوبارہ تمام علماء سے یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید سے ثابت کر دیں کہ قیامت کے پہلے معنوں میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔

مردوں کا قبروں سے جی اٹھنا

کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے جی اٹھیں گے۔ اور میدانِ مشر کی طرف چلیں گے۔

اس کے متعلق بنیادی بات تو یہی ہے کہ اول فنائی عالم اور اس کا م قیامت قرآن مجید سے ثابت کیا جائے۔ پھر یہ بھی ثابت کیا جائے کہ ہر کسب لوگ قبروں میں پڑے رہتے ہیں۔ کیا تمام جہان کا یہ مشاہدہ نہیں کہ مردے قبروں میں فاک ہو جاتے ہیں اور خاک کہاں کہاں چلی جاتی ہے۔ جب معلوم ہو کہ مردے قبروں میں مردے دھڑ نہیں رہتے تو پھر قبروں سے ان کا نکلا کیا معنی رکھتا ہے؟ پھر یہ بھی قابل غور بات ہے کہ جب قیامت کے پہلے معنوں میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی؟ تو تمام قبریں بھی فنا ہو جائیں گی کیونکہ جب ساری زمین ہی معدوم ہو گئی تو پھر قبریں کہاں رہیں۔

اسے یوم قیامت میں فنائی مکی قرار دے۔ دوم اس لئے کہ مدعا تو یہ تھا کہ قیامت کے دن فنائی مکی یعنی تمام کائنات ہی کی فناء ثابت کی جائے۔ اور اس آیت میں لفظ مکت ہے جو صرت ذوی العقول کے حق میں استعمال ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ معلوم ہوا کہ لوگ فنا ہونگے۔ حالانکہ دعویٰ اور مذہب یہ تھا کہ کل کائنات ہی فنا ہوگی یہ مذہب اس آیت کی تفسیر نہ ہو سکا۔ تیسرے یہ کہ آیت میں یہ تو نہیں فرمایا کہ ایک خاص دن میں سب لوگ فنا ہونگے۔ "فنائی" اسم فاعل امتزازی معنی میں استعمال ہوا ہے کہ وہی زمین کے تمام لوگ فنا نہ ہوں گے۔ اب بھی معرض فنا اور حقیقت فنا میں ہیں اور ظاہر ہے کہ لوگ ہر دو نمبر کے مرکان فنا ہونے ہی رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ فنا و موت روئے زمین پر مسلسل جاری ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ ایک وقت میں سب لوگ مر جائیں گے اور ہی کا نام قیامت ہے۔ سراسر غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

(۳)

ای طرح آیت نکل شئی حالک الا وجہہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک مخصوص دن تمام کائنات یکدم فنا ہو جائے گی کیونکہ اول تو اس آیت میں ہی قیامت کا لفظ نہیں ہے۔ دوم وہی عام بات بیان ہوتی ہے کہ ہر چیز معرض فنا میں ہے اور فنا ہوتی رہتی ہے وجہ دہ یعنی خدا کی توجہ یا مشیت و قدرت فنا نہیں ہوتی۔ لاریب استیبار کے چنے مجب کرنے کا سلسلہ قدرت کی طرف سے جاری ہے اور یہ ایک قدرتی عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور اب بھی اپنا اثر دکھا رہا ہے کسی مخصوص دن سے خاص نہیں کیا گیا ہے۔

اخبار المحدثین امرتسر سمجھ قیامت پر پیامبر کے تعالٰی نقل کر کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں انگریزہ المحدثین نے لکھا کہ :-

اس صورت میں مردوں کا قبروں سے بھی انشائاً ایک بے باہر بات نہیں ہو سکتی ہے؛ جب زمین ہی نثار ہو گئی تو قبریں کہاں ہو گئی ہوں؟ جب قبریں ہی مٹ گئیں تو قبروں میں سے مردے کیونکر نکلتے؟ کیا وہ بار بار قبریں بنائی جائیں گی؟ اور ان میں از سر نو نئے ڈالے جائیں گے اور پھر نکالے جائیں گے؟

ایسی سوچو بات کسی دین کو کیا تعلق ہے اور خدا کے کلام سے ایسی باتیں کہاں ثابت ہوتی ہیں؟

یہ بھی سوچنا چاہئے کہ جیسے حیات زندگی کو کہتے ہیں ویسے ہی موت زوالی حیات کو کہتے ہیں۔ ملام ہو جائے گا ملام موت نہیں ہے۔ جو غیر معدوم ہے اسے مردہ نہیں کہہ سکتے۔ مردہ قالب بے روح کا نام ہے، نہ کہ اس چیز کا جس کا نہیم ہے نہ روح۔ اسی لئے وہ ہم مردہ کہلاتا ہے ہمیں روح نہ رہی ہو۔ اس روح کو تو مردہ نہیں کہتے جو موجود ہے مگر اس کا تعلق بدن سے منقطع ہو گیا ہے۔ وہ بدن تو زندہ ہے۔ جب بدن سے تعلق تھا تو بھی زندہ تھی اور بدن سے تعلق منقطع ہو جانے پر بھی زندہ ہے۔ بلکہ روح کے تعلق کی بنا پر یہ جسم کو بھی زندہ کہا جاتا ہے۔

بدن بہر حال زندہ ہے۔ جسم بے روح مردہ ہے اور یہ جسم بھی اس وقت تک مردہ کہلا سکتا ہے جب تک اس کی ہئیت زندگی کے ایام کی سی ہے مگر اس میں روح نہیں۔ جب یہ جسم ذرے ذرے ہو کر ہو اس اذ جانے کا تو پھر مردہ بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ جسم باطل معدوم ہو گیا۔ نتیجہ یہ کہ مردہ جسم بے بدن کو کہتے ہیں۔ مٹی معدوم کو مردہ نہیں کہتے۔

جبکہ یہ عقیدہ ہے کہ نخل کا ثبات قیامت میں پہلے فنا ہو گا معدوم ہو جائے گی تو پھر یہ بات کیونکہ درست ہو سکتی ہے کہ مردے ہی اٹھیں گے۔ مردے تو فنا اور معدوم ہو چکے ہوں گے۔ یوں کہنا

چاہئے کہ تم مر جاؤ گے۔ قیامت کے دن فنا اور معدوم ہو جاؤ گے پھر خدا تمہیں ملام سے وجود میں لائے گا۔ مگر ایسا نہیں کہ آیا۔ یہی کہہ گیا ہے کہ مردے زندہ کئے جائیں گے۔ جس سے لازم آئے کہ قابل بے روح موجود نہیں گئے جن میں روح ڈالی جائے گی۔ اس کی بھی واضح ہو گیا کہ فنا کئے گئے کا اعتقاد درست نہیں۔

چونکہ قرآن مجید کی بعض آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے ثابت کیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے اٹھیں گے، پھر ہم ان آیات پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔

اخبار اہل حدیث امر کرنے پر جواب پایہ سبز کی مسئلہ قیامت میں قبروں سے مردوں کے جی اٹھنے کی نسبت سب ذیل آیات سے ترجمہ کھی ہیں (۱) اِذَا الْقُبُورُ سُئِلَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قُلِعَتْ وَ اَخْرَجَتْ (پت۔ ۷) جب اہل قبور اٹھائے جائیں گے ہر نفس اپنے اگلے پھلے اعمال کو جان لے گا۔ (۲) یَوْمَ يُخْرِجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاھَمَّ جِرَادًا مُنْتَشِرًا مَهْلَعِينَ اِلَى النَّزَاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا یَوْمُ عَلَسٍ (پت۔ ۷) جس دن لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو کثرت تعداد کی وجہ سے پھیل ہوئی مگروں کی طرح نظر آئیں گے پکارنے والے کی طرف دوڑے پھلے جائیں گے۔ کاٹھریں گے دن تو بڑا سخت رہی۔ (۳) وَ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَاذْهَبَ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلَى دُھَمَیْکَ یَسْلُوْنَ (پت۔ ۷) جب قرآن میں چھوٹا نکالے گا تو لوگ نوازاہنے پر دوڑا کر کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔ ان بیوقوف آیات کے علاوہ اندہ بہت سی آیات ان میں میں بعض مرتب ہیں کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے زندہ نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ ایسی بات ہے کہ کسی طرح اس کی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (۱) اہل حدیث ۳۳ ص ۱۱۱ (۲) اگر یہ آیات مذکورہ بالا اس مدعا کیلئے

ان آیات پر غور

کردی جاتے تھے اور جو کچھ ان میں ہے اُسے اکٹھا کر دیا جائے گا۔
”يقال لبعضنا لبعض اذا قلنا نحبك نحبك اسفلتة
اعلا“ (کمالین حاشیہ جلاسلین)

عربی میں محاورہ ہے ”بعضنا لبعض“ جب تو نے جوئی کے
پچلے معصکے اوپر کر دیا، اسی لئے اس آیت کا ترجمہ مولوی محمد اشرف علی
صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن میں یوں کیا ہے کہ جب قرص
اکھاڑ دی جائیگی ”یوترجمہ لغت اور آیت کے لحاظ سے بالکل صحیح
ہے۔ اس آیت کی نص صریح یہ کہتی ہے کہ ایک وقت ایسا آگیا جب
قریب بکثرت اکھاڑ دی جائیں گی۔ سو موجودہ زمانے میں تمدن و تہذیب
کی روز افزوں ترقی کے باعث بکثرت قرص اور زائد اکھاڑ دی جاتی
ہیں۔ ان کی جتنی انٹ پلٹ کر دی جاتی ہے۔ ان کے اندر جو کچھ ہڈیاں
وغیرہ ملتی ہیں وہ بحال کر کھینک دی جاتی ہیں۔ خدا کی یہ پیش گوئی
حرف بحرف ظاہری اور صریح مادی طور پر بھی پوری ہو رہی ہے لہ
ہم سب آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

یہی بات کہ علمت لفسک ما قدمت و آخرت۔
سو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تمدن و ترقی کا دور آج کا تو لوگ اپنی
گزشتہ اور آئندہ کارروائیوں کا علم حاصل کر گئے۔ لفظ لفسک کا
ترجمہ یہاں محض لفسک کے معنی میں لینا کسی قاعدے سے مزور نہیں
ہے۔ صرف خیالی و اعتقادی بات ہے جو بغیر دلیل کے نجات نہیں ہے
دوسری آیت پر غور

پھر کس طرح اس آیت کو اس دعا کے لئے نص صریح کہہ سکتے ہیں
کہ قیامت کے دن مڑے قبروں سے نکلے۔ الداع سے مراد
داعی الہی یعنی پیغمبر ہے۔ آیت مذکورہ کی صریح عبارت کہتی ہے
کہ جس دن داعی الہی آجوں کو پکارے گا ایک ایسی چیز کی طرف

قبروں سے زندہ نکل کھڑے ہونگے تو بتایا جائے کہ ان آیات میں
صریح طور پر لفظ یوم القیامہ کہاں ہے جس سے آپ نے ان آیات کو
قیامت کے روز مردوں کے قبروں سے اٹھ کھڑے ہونے کیلئے
نص صریح قرار دیا ہے؟ اگر فرمائیے کہ دوسری آیات میں صریح لفظ
یوم القیامہ وارد ہے۔ اس لئے یہاں بھی وہی مراد ہے تو بھی یہی بات
یہی کہ خود ان آیات میں تو صریح لفظ یوم القیامہ نہیں ہے۔ اس لئے ان
آیات کو قیامت کے روز مردوں کے قبروں سے اٹھ کھڑے ہونے
کیلئے نص صریح نہیں کہہ سکتے۔ باقی رہیں وہ دوسری آیات جن سے
آپ کو یہ بات منصوص طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ابھی قابل غور ہیں
کہیں ان میں بھی کوئی غلط فہمی نہ ہوئی ہو۔ ہر حال جہاں تک مذکور بالا
آیات کا معاملہ ہے ان میں تو صریح لفظ یوم القیامہ وارد نہیں ہے
پھر ان آیات کو روز قیامت کے لئے نص صریح کیونکر کہہ سکتے ہیں؟
پہلی آیت پر غور

درست ہیں۔ آیت اِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ کے معنی المحدث نے یہ
کئے ہیں کہ ”جب اہل قبور اٹھائے جائیں گے“ قابل غور بات یہ ہے
کہ کیا یہ ترجمہ الفاظ کے مطابق ہے؟ ہر شخص کہہ گا کہ ہرگز
نہیں۔ ہمیں قبور کا ترجمہ اہل قبور کیا گیا ہے۔ محض اس وجہ سے
کہ اپنے عقیدہ کے مطابق مفہوم پیدا کرنا تھا۔ اس لئے قبور کا
ترجمہ اہل قبور کر دیا۔ ”بُعْثِرَتْ“ کے معنی کئے ہیں اٹھائے یا کھڑے
ذباہ عرب اس معنی کی تائید نہیں کرتی۔ بُعْثِرَتْ کے معنی کھنڈ ہیں
کچھ تریشور اُچی فرقہ، وَقَلَّبَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ (فہرست المعانی)
اُسے جدا جدا کیا اور انٹ پلٹ کیا۔

آیت اِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ کے معنی مفروات رائے ہیں
کے ہیں قلب تراجا و اشیر ما فیہا، قبروں کی جتنی انٹ پلٹ

ہے۔ جسے اپنے خیال سے ننانے عالم کے بعد مردوں کے جی اٹھنے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ اس آیت کو بھی ننانے عالم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس ننانے کے بعد قروں سے مردوں کے جی اٹھنے کا ذکر ہے۔ چونکہ عقیدہ یہ بنالیا گیا ہے کہ ننانے عالم اور اس کے بعد مردوں کا اٹھنا قیامت ہی اس لئے تمام آیات کو اسی ایک خیالی دائرے میں گھمایا جاتا ہے۔ حالانکہ قیامت کا یہ منہم ہی قرآن مجید سے ثابت نہیں۔

قیامت کی حقیقت ہم اپنے مفصل مقالات میں ثابت کر چکے ہیں کہ خدا نے قیامت کی جانب سے ایک صاحب امر پیغمبر قیام کرتا ہے اور اس کے ذریعے انسان نئی زندگی میں رہا ہوتا ہے اور ہر پیغمبر کا ظہور قیامت ہی۔ اسی سلسلہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مبارک بھی قیامت تھا جو کہ انفسود فرما کرتے تھے ان احوال میں مشر برپا کرنے والا ہوں۔ سورہ یسین کی آیت وَنُفِثَ فِي الصُّورِ مِی نَفْسَ مُحَمَّدٍ کا ذکر ہے۔ الفاظ و عبارات کو دیکھئے اور سابق و سابق پر نظر ڈالئے اور ملاحظہ کیجئے کہ کس خوبی سے خدا تعالیٰ نے اس نئی محمدیہ کا بیان فرمایا ہے جس کا اثر دلوں پر غالب ہونا جلا باری تھا۔

بیٹے قوم سنیں حق کی آمد اور ان کے موسیٰ اور منکروں کا ذکر کر کے فرمانے کہ ان کا نعت الا صیغۃ واحدة یہ دعوت حق ہیں ایک پکار بھئی۔ فاذا هم خامدون تب یہ پکار سن کر وہ لوگ جمود و غم میں پھیر کر رہ گئے۔ یحسبوا علی العباد ما یتھم اس آیت پر ان کا جواب یہ ہے کہ ان کے بنوں پر انہوں کو ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر یہ لوگ ضرور اسے سنیں ہی اڑاتے ہیں۔

اولد بروکمہ اھلکنا قبلہم من القرون اعلم الیھم لا یتھم یہ لوگ نہیں کہتے کہ ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہم برباد کر چکے ہیں وہ تباہ شدہ قومیں ان بعد کی امتوں کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے ہیں

دعوت و پکار جس سے لوگ بااثر شنا ہو گئے رہنا پھر اب لوگ دینِ جدید کی دعوت اور اعلان قیامت کی اپنے جی میں ہیں اور ان کی عقلیں اور انکھیں حیرت زدہ ہیں (بائیں ہر لوگ اپنے بستی کے گروہوں سے بکثرت نکلتے جیکہ وہ داعی الہی کی جانب لپکتے۔ اور اس حقیقت کا انکار کرنے والے کھینکے کہ بڑا خواب زمانہ آ گیا ہے اور ہم لوگ نہایت تنگ حالت میں ہیں۔ چنانچہ یہ واقعات رونما ہوئی مئی کر آجکل وہ مردہ اور بوسیدہ قومیں جو ہزاروں سال سے قبر بستی میں پڑی ہوئی تھیں جیسے اچھوت اقوام۔ وہ بھی تو بستی سے نکل رہی ہیں۔ نئے زمانے کی لپل سے متاثر ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کر رہی ہیں۔ کیا قرآن مجید کی یہ پیشگوئی دور حاضر میں واقعہ نہیں بن رہی ہے۔ یخنجون من الاجداث پر اھرا کر کہ اس سے مراد وہی قریں ہیں جس میں مردے دفن کئے جاتے ہیں ایک بجا اصرار ہے۔ قرآن کے محاورات کو سمجھنے والے کو سانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ خدا نے امت محمدیہ کے بارے میں بھی فرمایا ہے کنت علی شفا حفرة من النار فالتقدکم منها ثم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچے خدا نے تھیں اس میں سے نکال لیا۔ فرماتا ہے کنت خیر امتی اخرجت للناس امت وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے اس معنی میں آج بھی لوگ گروہوں سے نکل رہے ہیں اور یخنجون من الاجداث کا نظارہ واقعات عالم پر نظر کرنے والوں کے سامنے آشکار ہے۔ یہ وہ معنی ہیں جو آیت مبارکہ کے الفاظ سے صاف صاف ظاہر ہیں۔ پھر کسی مذہب معنی کی طرف جانے کی گنجائش نہیں ہے۔

تیسری آیت پر غور | تیسری آیت جو الحمد للہ نے پیش کی ہے وہ سورہ یسین کی آیت وَنُفِثَ فِي الصُّورِ

یعنی اس ظہور کی بشارت سچ پیغمبروں نے دی جو اب واقعات کی شکل میں نمودار ہے۔

ان کا نت الا صحفۃ { یہ دعوت ایک پکار ہی تھی۔ تو یہ
واحدة فاذا اھم { لوگ سب کے سب ہمارے سامنے
جمعۃ لداینا محضون { حاضر و موجود ہیں۔

فالیوم (انقلد نفسک) { سوائے کسی نفس پر ظلم نہ ہوگا اور
شیث ولا یخترکون الا { تمہارے اعمال کا ہی مژرہ تمہیں
الا ما حکنتم تعلمون { ملے گا۔

ان اصحاب الجنة الیوم { (اہل جنت امین) آج اپنے شغل لایان
فی شغل فاکھون { (عمل ملاح) میں خوش و خرم ہیں۔

مختصر یہ کہ سورہ یسین کی آیت لقیح فی العنود میں لقیح محمدیہ کا بیان ہے اور اس کا ظاہری علمی ثبوت یہ ہے کہ ان اہل بیت میں حسین ماضی استعمال ہوتے ہیں اور کوئی رخصا دیر بھی ان پر داخل نہیں کہ ماضی کو اپنی جگہ سے ہٹا کر مضارع کے معنی کر دیئے جائیں۔ پھر لفظ الیوم وارد ہے جس کے معنی ہیں آج یعنی موجودہ زمانہ میں یہ کام نازل ہو رہا ہے جو وقت ظہور محمدی ہے۔

اس پر اور بھی کئی پہلوؤں سے گفتگو ہو سکتی ہے مگر ہم فی الحال اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

سورہ یسین کی مذکورہ آیت میں یہ جو فرمایا کہ آج کسی نفس پر ظلم نہ ہوگا یہ وہی بات ہے جو دوسری جگہ یوں بیان کی ہے کہ ہر امت کے لئے رسول ہے۔ جب ان کا رسول آتا ہے ان لوگوں میں لقیح سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا (یونس ۴) ظہور محمدی کے وقت فیصلہ من ہوئے کا اعلان سورہ جاثیہ میں بھی اس طرح کیا گیا ہے کہ

”ہم ہی اس راہ کو کتاب۔ حکم۔ نبوت عطا کر چکے ہیں اور نہیں

کسی نئی تحریک کو قبول نہیں کرتی ہیں۔ اپنی پرائی برادی میں ہی ایک ہینٹا اور گن ہیں اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر اور ماخوذ ہیں۔

اس کے آگے چل کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تبلیغ لوگوں کو بگایا ہے کہ ہوشیار رہو جیسے پہلی قوموں کا بیڑا غرق ہو چکا تھا راہی اسی طرح بیڑہ غرق نہ ہو جائے۔ اس حالت میں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ البتہ رحمت پروردگار سے امید رکھنی چاہئے۔ اس پر یہ لوگ سوال کرتے ہیں و یقولون یحییٰ ہذا الوعد ان کنتم صدقین کہتے ہیں کہ یہ وعدہ برآدی جو ہمیں دیا جا رہا ہے کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو ہمیں بتاؤ۔ اس کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے ما یفلحون الا صحفۃ واحدة و ہم یخفون کہ یہ منکر و غافل لوگ بس ایک ایسی جنت آواز کے شغور ہیں جو انہیں اگر کچھ ملے (جیسا کہ جو جو تم میث کے انتظار کرنے والوں کا خیال ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ کشمکش میں مبتلا ہیں اور اہل حق سے جھگڑ رہے ہیں فلا یستطیعون توصیۃ

ولا ینالوا اھلھم یرجعون۔ سو اب یہ لوگ اس حالت میں نہ تو حق باتوں کی نصیحت کر سکتے ہیں نہ اپنے لوگوں کی طرف کچھ توجہ کرتے ہیں۔ حق سے غافل اور اصلاح قوم سے دور پڑ چکے ہیں۔

و یفخ فی العنود فاذا اھم { حالانکہ صور چو نک دیگیا ہے
مین الاجد اث الی دھم { اب لوگ اپنے غمروحوں سے
ینسلون ہ { نکلے ہوئے اپنے مرنے کی طرف بڑھ رہے ہیں

اس پھل سے متاثر ہو کر
قالوا یو یلسنا من لعننا { انھوں نے کہا ہائے اے یہ میرے
من معرفتنا { ہماری خواہجہوں (آرامگاہوں) کی گھنوا۔

خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے
ھذا ما وعد الرحمن { یہ واقعہ وہی جس کا خدا نے وعدہ
دھصدق المکرسلون { دیا اور پیغمبروں نے سچ بیان کیا۔

مومنوں کے حق میں خوبی اور رحمت کا فیصلہ اور منکروں کے حق میں مزاہی و ہر باؤ کا فیصلہ صادر فرماتا ہے اور یہ ان کے گزشتہ دعوہ موجودہ اعمال کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ مومن رضائے الہی میں مقام پاتے ہیں جو حقیقی جنت ہے اور ہر جنت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور منکرین حق غضب الہی میں جاتے ہیں جو حقیقت جہنم ہے اور ہر جہنم اسی سے نمودار ہوتی ہے۔

یوم البعث

اسی ۱۳ مئی کے اہم حدیث میں جناب فاضل مدبر الحمدیث نے ایک اور آیت لکھ کر یہ بتایا ہے کہ قیامت کا نام یوم البعث بھی ہے لیکن انھوں نے پوری آیت اور اس کا مطلب نہیں لکھا۔ ہم ذیل میں پوری آیت لکھ کر اس کا مطلب بھی بیان کرتے ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:-

”اے محمد! تو مردوں کو اپنا پیغام نہیں سنا سکتا اور نہ ہیروں کو اپنی دعوت پہنچ سنا سکتا ہے جبکہ یہ مردے اور بہرے سنہ پھر کر چلے جاتے ہیں اور نہ تو زندہوں کو ان کی خدمات کی مثال کر راہ دکھا سکتا ہے۔ تو اپنی لوگوں کو پیغام حق سنا سکتا ہے جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور حق کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ خدا ہی جس نے تھیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا۔ پھر کمزوری کے بعد قوت دی اور پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ عظیم کل اور ہر چیز کا ٹھیک اندازہ کرنے والا ہے پھر فرماتا ہے:-

وَيَوْمَ نَقُومُ السَّاعَةَ يُقِيمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَلِكَ كَانُوا فِيْ ذِكْرٍ ۝ اور میں دن الساعۃ بربا ہوگی مجرم لوگ کھینچے

ہم نے پاکیزہ نعمتیں بخشی تھیں اور اہل جہان پر انھیں برتری دی تھی۔ اور امر کی قیامت بھی عنایت فرمائیں۔ تو انھوں نے اس دقت تک اختلاف نہ کیا جب تک کہ ان میں علم سرکشی نہ کرنا کیا یعنی جب تک علماء مجرور نہ گئے۔ جب علماء سیود بدعل اور جھگڑا لہو کر آپس میں اختلاف نہ گئے تو جو دیول میں بھی اختلافات پھیل گئے۔ یقیناً تیرا رب بنی اسرائیل کے مابین یوم قیامت (ظہور محمدی) میں فیصلہ کر رہا ہے ان باتوں کا جن میں وہ لوگ اختلاف کر رہے تھے۔ اسی بات کو صاف صاف حکم طور پر صیغہ حال بنا کر یوں فرمایا ہے:-

اَلْمَاجِلُ السَّبْتُ عَلٰی اَیِّہِمْ سَبْتُ اَہْنٰی لَوُکُوں کے لئے مقرر اختلافوا فیہ وَاَنْ رَبَّکَ سب گیا تھا جن لوگوں نے اسے لیجھکے بنیہم یوم القیمۃ اختلاف کر لیا ہے اور یقیناً تیرا فیما کانوا فیہ یختلفون پروردگار اب روز قیامت میں ان کے اختلافات کا فیصلہ کر رہا ہے (غل ۷)

اس آیت میں صریح طور پر لیجھک میں لام حال سے خداوند عالم نے مضمون اور قطعی اظہار فرمادیا کہ اب موجودہ زمانہ ظہور محمدی یوم قیامت ہے جس میں خدا تعالیٰ اختلافات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ جناب فاضل مدبر الحمدیث اقرار فرماتے ہیں کہ لیجھک میں لام حال ہے جو مضارع کو فاعل حال کے معنی میں کر دیتا ہے۔

پس یہ آیت قطعی طور پر دلالت کر رہی ہے کہ زمانہ ظہور محمدی یوم قیامت ہے اور خدا اس میں فیصلہ حق کر رہا ہے۔

یہ بات کہ جہاں جہاں قیامت کا ذکر ہے وہاں ساتھ ساتھ بنی آدم کے نیک و بد اعمال کا فیصلہ اور اس کا نتیجہ جنت و دوزخ بھی مذکور ہے۔ ”سو یاد رہے کہ رسول کے آنے پر لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ

کہ ہم تو ایک گھڑی سے زیادہ نہیں بھرے یعنی ہماری قومی عمر بہت جلد ختم ہوگئی، اسی طرح کی باتوں سے وہ جگر میں ڈالے جلتے ہوئے یہ تو قیامت یعنی ظہور موعود کے وقت منکروں کا ذکر تھا۔ اس کے ساتھ ہی اب ظہور موعود حق پر ایمان لائے فالوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

وقال الذین اوتوا العلم { اور وہ لوگ جنہیں علم و ایمان والہ ایمان لے کر آئے ہیں }
والایمان لقد لبستم فی { عطا کیا گیا کیونکہ اے دوگو! تم کتاب اللہ الیوم البعث کتاب اللہ میں روزِ بعثت تک پہنچاؤم البعث و لکنتم { بھرے ہوئے سو یہ ہے روزِ بعثت صحتکم لا تعلمون ہر دم } لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

اس آیت مبارک میں صاف صاف فرمایا ہے کہ علم و ایمان والے کیونکہ کہ۔ یومِ بعثت ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یومِ بعثت کا اقرار و عرفان ایک عملی و ایمانی زاد ہے جسے علم حق رکھنے والے مومن ہی پا سکیں گے، باقی لوگ اس حقیقت کی شناخت نہ کر سکیں گے۔ اگر قیامت کا میدان ایسا ہو کہ وہاں نوع انسان کے تمام افراد قبروں سے دھڑا دھڑھٹکیں اور اولین و آخرین کا ہجوم ہوگا۔ تو وہاں کیا صرف علم و ایمان والے ہی اس کا مشاہدہ کر سکیں گے؟ اور ایسی قوموں کو کچھ نظر نہ آئیگا؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ یہ شہودِ یومِ قیامت علمِ ربانی اور اسرارِ ایمانی کا ایک اہم واقعہ ہے جسے خدا کی طرف سے علم و ایمان پانے والے پیشِ یقین سے مشاہدہ کرتے ہیں اور اسرارِ حقیقت کی بیگانہ دلوں کے اُسے محسوس بھی نہیں کر سکتے۔

اب ہم یہی گفتگو کر رہے ہیں کہ یہی زمانہ یومِ البعث ہے جس میں ہم بھی ہیں اور بہت سے لوگ اس کا انکار کر رہے ہیں۔

اس آیت مبارک میں لفظ "لبستم" نہایت قابلِ غور ہے لغت میں لکھا ہے "لبث بالمكان اقام بہ ملازمہ لہ" (نہایت) لبت کے معنی ہیں کسی جگہ مسلسل بٹھنا۔ آیت میں فرمانا ہے

لقد لبستم فی کتاب اللہ الیوم البعث تم کتاب اللہ میں یومِ بعثت تک بٹھے رہے۔ کتاب میں بٹھنے کا مطلب واضح ہے کہ تم کتاب خدا (قرآن) کے دائرہ عمل میں اس وقت تک رہے جب تک یومِ بعثت یعنی ظہور موعود حق کا زمانہ نہ آیا۔ اور اب

یومِ بعثت ہی نیا دور شروع ہے۔ اگر کتاب اللہ میں بٹھے رہنے سے یہ مطلب لیا جائے کہ خدا کے ثبوت کردہ حکم کے مطابق تم لوگ یومِ بعثت تک بٹھے رہے تو بھی ایک نہایت اہم تفصیل یہاں موجود ہے کہ تم لوگ یومِ بعثت تک بٹھے رہے۔ کہاں

بٹھے رہے؟ اگر کہیں دنیا میں بٹھے رہے تو بھی قطعی طور پر معلوم ہوا کہ لوگ دنیا میں اُس وقت تک رہیں گے جب تک یومِ

آئے اور یومِ بعثت بخالی عام فتنائے عالم کے بعد آئے گا۔ تو یومِ بعثت تک دنیا میں بٹھے رہنا کیونکر ممکن ہے جبکہ یومِ

سے طویل عرصہ قبل دنیا و مافیہا بجلی فٹا ہو جائے گی۔ اس صورت میں لوگ یومِ بعثت تک دنیا میں نہیں بٹھ سکتے۔ یا پھر یہی ماننا پڑے گا

کہ فتنائے عالم کے بعد یومِ بعثت کا خیال غلط ہے اور یومِ بعثت سے مراد نازل من اللہ کی بعثت ہی جو موعودِ قرآن ہے۔ اگر کہا جائے

کہ بٹھے رہنے سے مراد یہاں کسی بزرگ یا قبر میں بٹھے رہنا ہے تو بھی صریح نصِ آیت کی بنا پر ماننا پڑے گا کہ لوگ بزرگ یا

قبر میں یومِ بعثت تک بٹھے رہیں گے تو اس سے بھی یہ بات قطعاً غلط ٹھہری کہ لغتِ ادل کے وقت سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔

بہر حال یومِ بعثت تک لوگوں کا بٹھنا ایک قطعی اور مخصوص امر ہے۔ اس کا انکار محال ہے۔ پس یومِ بعثت کی پہلے فنا کی گئی کا عقیدہ

اس نظر قطعی نے بالکل رد و باطل کر دیا۔ ہم طوائفِ کرام سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہمارے کشاف و استدلال پر غور و تدبر فرمائیں۔ ہم بھی ان کی علمی دلائل شوق کی نشانی

بہائی بچوں کا سبق

اور پاکیزگی رکھیں۔ کھنے پڑھنے میں خوب ہی لگائیں سکول میں ہمیشہ پاس ہوں۔ مناجات یاد کریں اور بہت اچھی آواز سے پڑھا کریں۔

خدا نے ماں باپ کو حکم دیا ہے کہ سب بچوں کو اچھی طرح لکھائیں پڑھائیں۔ بچوں کو حکم دیا ہے کہ ماں باپ کی خدمت کریں خدا نے روکے اور لوہی دونوں کو برابر کا حق دیا ہے۔ نئے زلفے کے بچے دنیا کو نیا کر دیں گے۔ اب تو بجلی کی روشنی کا زمانہ ہے بچوں کو بھی بجلی کی طرح تیزی سے کام کرنا چاہئے اور نئی روشنی سے روشن ہونا چاہئے جو علم و عقل کی اور خدا کے نئے دین کی روشنی ہے۔ خدا نے آدمیوں کو آجکل ریل اور ہوائی جہاز بنانا بتا دیا ہے۔ اب ہر ملک کا آدمی دوسرے ملک کے آگے پہنچ سکتا ہے اور سب دنیا کے لوگ مل کر ترقی کر سکتے ہیں اب خدا نے تار۔ ٹیلی فون۔ ریڈیو دیدیا ہے۔ جن سے ہم لوگ ساری دنیا والوں سے بات چیت کر سکتے ہیں اور اپنے خیالات سے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

اب ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ ہم کیسے اچھے زمانے میں ہیں۔ جو چیزیں آجکل ہر بچے کو معلوم ہیں وہ پہلے بڑے بڑے لوگوں کو بھی معلوم نہ تھیں۔ آجکل جو چیزیں ہر غریب آدمی کو مل رہی ہیں پہلے وہ امیروں اور بادشاہوں کو بھی میسر نہ تھیں۔ علم اس قدر پھیلتا جاتا ہے کہ پہلے اس کا دسواں حصہ ہی نہ تھا۔ کھنے پڑھنے کے سامان ایسے عمدہ عمدہ پیدا

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس نئے زمانے میں پیدا کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جس کے آنے کی خبر سب پیغمبروں نے دی تھی۔ سب تو میں اس کا انتظار کر رہے تھے یہ حضرت بہاء اللہ کا زمانہ ہے۔ دنیا بدل رہی ہے دین بھی نئی صورت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اب سب لوگوں کو ایک ہو جانا چاہئے۔ لہوائی جھگڑے کی ہر ایک بات چھوڑ دینی چاہئے۔

اس زمانے کے بچے خوب ترقی کریں گے۔ سب لکھنا پڑھنا سیکھیں گے۔ ہنر اور دستکاری میں کمال حاصل کریں گے۔ سب مل کر خوش رہیں گے۔ خدا حکم دیتا ہے کہ سب آپس میں محبت رکھو۔ سب ایک دوسرے کی مدد کرو۔ جب تم اچھے آدمی بنو گے تو میں بہت پیار کروں گا۔ میں تمہیں بڑا اور اچھا آدمی بنانا چاہتا ہوں۔ میں ان بچوں کو انعام دوں گا جو میری باتیں مان لیں گے سلور ان بڑھوں کو چھوٹا بنا دوں گا جو میرا کہنا نہ مانیں گے۔ میں خراب آدمیوں سے ناراض ہوں اچھے آدمیوں سے خوش ہوں۔

اب ہم بچوں کو ایسا کام کرنا چاہئے جس سے سب لوگ سمجھ لیں کہ یہ تو بہائی بچے ہیں۔ کیسے اچھے ہیں۔ بچپن سے ہی اچھائی اور بھلائی سیکھنی چاہئے۔ سب دنیا کے بچوں کو ہم اپنا بھائی سمجھیں۔ سب کو محبت کریں۔ سب کی بھلائی چاہیں کسی کا دل نہ دکھائیں۔ ادب کریں۔ ہمیشہ سچ بولیں۔ صفائی

ہو گئے ہیں جو پڑائے دانے کے ٹوکوں کو خواب میں دکھائی
نہ دیتے تھے۔

اب ترقی کے دن ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان دنوں کی
قد رکریں۔ خوشی خوشی قدم آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

تعلیم و تربیت

جو بے تربیت، وہ اک عاجز ہے لئے زندگی میں سراسر ضرر ہے
جسے علم کی روشنی ہو نہ حاصل وہ دنیا کے حالات کے بے خبر ہے
مستزہ نہیں اس کو عزت و راحت جو بے علم ہے اور جو بے ہنر ہے
جو بے علم ہے وہ سراسر بلب ہے جو بے تربیت ہے سراپا خطر ہے
جہالت جہنم ہے اور علم جنت یہی بات کہی ہے اور معتبر ہے
ہمیں اس سے امید و راحت ہو کہ اگر کرے تربیت آدمی پر شر سے
جو بے تربیت آدمی ہوں سکھے جہنم کی محبت ہے وہ کوئی گھر ہے

جہاں میں نیا دور ہے روشنی کا
جو دیکھو تو دنیا میں وقت سحر ہے

مذہب عالم

یہ کتاب مذہب پر نفیر پوچھتے ہوئے ہے۔ اس نے حال ہی میں
شائع کی ہے۔ اسلام، دین موسیٰ، دین سچا، ہندو دھرم، ہمیں دھرم
بہ دھرم، دین بیکار و غیرہ قدیم و جدید مذہب عالم پر تاریخی
حیثیت سے روشنی ڈالی ہے۔ بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے
مختلف مذہب کی سلومات ماحل کرنے کے لئے شائقین پڑھ کر خوش
ہونگے کھائی چھائی کاغذ عمدہ قیمت فی جلد بارہ آنہ
لے کا پتہ مذہب پر نفیر پوچھتے ہوئے ایم اے ۳۹ ٹپس روڈ لاہور

ترتیب فائل کی تحریک

گذشتہ پرچے میں تحریک کی کئی جگہ کہ اجاب کوکب ہند پرچہ
اور پیامبر کے فائل مرتب کر کے جلدیں بندھو ایس۔ جی پرچوں
کی ضرورت ہو ہمیں مطلع فرمائیں۔ اور جو صاحب اپنے پرچے فروخت
کرنا چاہیں وہ بھی اطلاع دیں۔ بعض اجاب کی طرف کرچوں
کی طلبی کے لئے درخواستیں آتی ہیں۔ مندرجہ ذیل پرچے مطلوب ہیں
کوکب ہند جلد ششم نمبر ششم۔ کوکب ہند جلد ہفتم نمبر ۲ و ۳
ونمبر ۵ و ۶۔ کوکب ہند جلد دہم نمبر ۷، ۸ و ۹ کوکب ہند جلد
یازدہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵۔

بیکالی میگزین کے حسب ذیل پرچے مطلوب ہیں جلد اول نمبر ۹
۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد دوم نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ جلد سوم نمبر ۱

جلد چہارم نمبر ۳ جلد ششم نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲
جو حضرات اپنے پرچے فائل فروخت کرنا چاہیں وہ بھی دفتر کو اطلاع
دیں۔ کوکب ہند جلد اول دوم سوم۔ چہارم پنجم ششم ہفتم۔ اور ہفتم
کی ضرورت ہے (خادم بنجر رسالہ پیامبر قبول باغ فتح علی)

ہمارے مرقی اور ان کی تعلیم

کتاب مذہب عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پر نفیر پوچھتے ہوئے
ایم اے نے حال ہی میں شائع کی ہے یہی جلد بیان مذہب عالم
کی مختصر تاریخ اور انکی مفصل تعلیمات بیان کرتی ہیں۔ یہ تعلیمات ثابت کرتی
ہیں کہ تمام مذہب دراصل ایک ہیں۔ اتحاد مذہب کی سلومات
ماصل کرنے کیلئے بہترین کتاب ہے۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے
کھائی چھائی کاغذ بہترین۔ قیمت ۱۲ روپے
ہت پر نفیر پوچھتے ہوئے ایم اے ۳۹ ٹپس روڈ لاہور

قسمت فارسی

شہادتِ شہرِ شوقینِ دانشمندانِ بانیِ امرِ بہائی

بہائیان مقتصدند کہ ایٹان فجرِ یومِ جدیدِ عیسیٰ
روزگار بہتر روزِ حقیقت و عدالت آزادی و بزرگیِ صلحِ اعظم و
اخوتِ بین المللی را کہ در آن روز ہر کس برای خیرِ عموم و عموم
برای خیرِ ہر کس کاری کنند ہی بینند۔

بہتلم پروفیسر بر بنک

من قلباً با نہضتِ بہائی کہ چندین سال است مرا مجذب
نمودہ موافقتم۔ دینِ صلح دینی است کہ ہمارہ بابالایق
بشر بودہ و بشر بسیار بآن نیاز مند است امرِ بہائی ازین حیث
حقیقتاً ہر سائر ادیان تفوق داشتہ و بیشتر دارای جنبہِ صلح و
صفا است۔

بہتلم پروفیسر یون لوگوچی

من بسیار وصف حضرت عبداللہاء را شنیدہ ام یعنی
حضرت عبداللہاء را صاحب افکارِ مجازی و لبت میدانند
ولی من حضرتش را مصدر افکارِ حقیقی میدانم زیرا بیحد و
صحیح نظر و دجاء موجودیت مگر آنکہ اصول حقیقی آنرا آئید
نمودہ و بیحد چیز واضح تر و روشن تر از بیانات حضرت عبداللہاء
راجح بحقیقت نیست۔ کلمات حضرت عبداللہاء مانند شعاعِ آفتاب
روشن و سادہ است و بہان اندازہ جہانگیر و عالمتاب.....

بقلم دیوید استار جون ٹریسابق در الفنون استا نفور
حضرت عبداللہاء یقیناً شرق و غرب را متحد خواہد نمود زیرا حضرتش
راہ عرفانی و مستعار را نیز عملاً و با قہماق ثابت و استوار طی میفرماید۔

بہتلم پروفیسر لوگدان پوپو ویچ

در پیام آسانی دینِ بہائی و تعالیم آن بکجور حسِ خوش بینی لطیف
وجود دارد باید نسبت بہر چیز در جمیع احیان خوش بین بود
حتی اگر ظواہر اشیا و وقایع ہم برخلاف آن نگرند بہائیان
نفوس ہستند امیدوار و مطمئن زیرا تعالیمِ بہائی دارای توحہ است
کہ نوع انسان را آرامش بخشد۔ صلح و سلام عطا نماید و بروحانیت
عظیم فائز گرداند۔

بہتلم ویلیام سولزار حا کہم سابق

در موقیہ کہ احزاب تجزیر و عقائد و مخاصمت با ادیان متخولند
نہضتِ بہائی بہ سرعت پیشرفت ینماید و با کمال شتاب بہ ترقی
و نمو است این نہضت نہضتِ امیدواری و تقدیم است
نہضتِ بین المللی است کہ مقدّم گشتہ اشعہ ساطعہ افکار
و مدنیّتِ خویش را در سراسر گیتی منتشر نماید تا نفوس از ہر قید
آباد شدہ و خوف و ہراس از روی زمین زائل گردد۔

و من تصور نمی کنم امروز در عالم وجود مرتبی اعظم از حضرت
عبدالبہار موجود باشد۔

بہتلم پر فوسور رکوند فرہنگ پی پر

این نوشتہ جات (مقصود از آثار بہائی) حاکی از طبع بسیار موثر و
معان و بصیرتے معنوی در روحانی است۔ بہامیت و کمال آن
مرا مانند سایر نفوس مفتون و مجذوب ساخته و در آن قوہ اے
خارق العادہ قادر بر خرقی جہات انکار و ایما و بصیرتے تازہ
در سبیل ہم حقیقت و در کب معنی حیات یافتہ ام۔

بہتلم انجہ لامورگان

یک دلیل کہ من با کمال شغف و اشتیاق زبان بدمج صوب
دیانت بہائی کشودہ و خود را نسبت بہ پیروان این امر این قدر
نزدیک و حیجانہ میدانم آنست کہ در این ظهور محبہ آمیزہ روحانی
از ہمای انبای ممت زودہ بشر در دست است و نقطہ اتکاء و
امدادت غیبی و در سبیل آسایش نفوس از مصدر و منبع حیات موصول۔
باہر یک از پیروان این دیانت کہ تاکنون ملاقات نمودہ ام
چنان مجذوب گشتہ کہ وی را شاہد حسی از جلال و شکوہ و قلب
این عالم یافتہ ام بہائیان ہر یک دارای روحی پرستور و مملو از
بودگی و شکوہ اند و چنان از منبع فیوضات سرشار گشتہ کہ
بر تمام جوانب اطراف بل بعالم انسانی اخلاصہ معنوی سینمایند
و در این اوان سبب رحمت عالمیان اند و با ابرار عشق و محبت
با فردا نوع انسان غیورہ جہانیان۔

بہتلم آر ثور مور

میل کہ مل کہ ہنوز جاذب عقول و حامل رموز و اسرار و ادیان الہیہ
ست

پر شہر حیفا مسلط و مالش و سکون مطلوبی در آن حکم فرماست
در تملک آن طوائف در روز در وقتہ خویش سکنی دارند۔ و در دامنه کوه
کئی آلمانہا است کہ بواسطہ شادی مستلکات و شگفتی مرتفع بہائیان
ایران در جانب کوه منتهی میشود در اینجا دفن حضرت باب و
حضرت عبدالبہار است کہ باغبی ہای بسیار بعلی قرار گرفتہ و زیارت گاہ
برین علی است۔ در آیم کہ شنبہ و تعطیل اہالی حیفا و تابعین ادیان
مختلفہ از برای تفریح و تزیینت باین محل کہ از اماگہ عظام مقدس
پنیںبر جوان شیراز است میروند این ہمیر جوان تقریباً یکماہ قبل
بشر را بوحدت و یگانگی و دلاست فرمود۔ حقانیت جمیع ادیان عظیمہ را
تقدیم نمود و تسادی رجال و نساء و ظہور اولین حکمہ کتب الی میں اللہ را
انجبار کرد۔

بہتلم پر فوسور و کتر جان ریچا

بہائیان ایران در دیانت خویش ثابت و مستقیمند ولی این تملک
ایمان ناشی از نادانی و جہالت نیست اخلاق مجلی و ذاتی ایرانیان تنگی
ثور را بزرگ و سبالند آمیز و نظرتشان جلوه میدہد و بہائیان ایران
تقریباً رفتار کساری کہ از طرف حکمداران اسلام نسبت بایشان شدہ
اندکی متاثر و اندکین اند ہمچیز در اخلاق و رفتارشان حاکی از
تربیت و نفوذ تعلیم امر بہائی است فوق العادہ از برای سعادت
بنا نوع حاضر و دبیل جان بازی و جالفتانی با کمال شغف و سرور و
و چالاک اند۔ و خلعت اداری و مشاغل خویش را با کمال صداقت و
درستکاری انجام میدہند۔ مدتها پیش موضوع حریت نسوان را در
شرق حل نمود۔ اطفا نشان بکمال وقت تعلیم و تربیت میشوند یعنی
اوقات بہائیان را با تمام عدم و تن پستی ملاست میکنند البتہ
ازین لحاظ کہ پیروی مذہب شیعی از خصائص ایرانیان گشتہ
دیانت بہائی ہرگز متعلق بہ چنین رویہ ای نخواہد نمود و لے

بایند شریعت میسر هیچگاه امر بهائی محبت وطن مالوت آبار و اجلا
را منعی نمی کند آیا ادبائیان بقدر کفایت وطن پرست
نیستند ؟ بنظر نگارنده و بر حسب تجارب که تاکنون بدست
آورده بهائیان در این موضوع از طرف برادران مسلمانان
بی حق و ناروا مواخذه و تنقید میشوند ترهائی متعادی مذہب
تشیع یکسوز آفتاداتی نمی در نتیجه نقل و تواتر ایجاد نموده که
دیانت بی المللی بهائی با این ادوا رحمت معاوضه نموده
با وجود آنکه عده بهائیان بسیار زیاد نیست مذلک غیرت و
نشاط فوق العاده و منسوب به سرشاری که در جامعه بهائیان ایران
حکمران است نفق کبی نفوس را بخوبی جبران نموده جامعه بهائی
در سراسر جهان بطور موفق بر تہذیب و تربیت اخلاق خواهد شد
که منبسط با بر دایان و محصور اعدای کنونی امر بهائی گردد.

نظریات که از برای نگارنده در غرب نسبت باین آئین
تحصیل شده بود در ایران خور زمینی کاملاً ناسازگار دید امر بهائی
بلا شک در راه تہذیب و تربیت نفوس بسیار نفیس و گرانمایست
آیا نفوس که اینہہ اخلاق و اطوار و ملکات فاضلہ شان در نگارند
تاثیر نموده و مجاہدہ ایشان را مدوح و گرامی می شمارم مکن بوده بدین
این تعلیم یا این حدیث از تفصیل اخلاقی و کمال نائل گردند و حاشا
بلکہ این تاثیر از پر تو تعلیم بود و تشنگ پیر و ان این آئین است
کہ در وطن امر بهائی حیات جلید یافتہ اند.

بہتلم لے۔ ایل۔ ایم۔ نیکل

من نمی دانم چگونه از شما تشکر کنم و بجز زبان و صفت شکر
سرور بی پایان کہ قلب و روان مرا بہتر از آفریده شرح دہم. ازین
منظہ محبت حضرت باب باید اعتراف نمود بل حضرتش را نیز

باید محبوب و گرامی داشت ہمیشہ عظیم کہ در گوشہ ای
از سر زمین ایران متولد شد. بدون هیچ گونه وسائل تمس و دیگر قضا
در برابر عالم مقادیرت صفوت اعدا فرمودہ با قوہ ملکوتی و کمال
فطری دینانی جہانگیر و مطابق عقل تا سبب نمود ہر چند حضرت
بہاء اللہ جانشین حضرت اند ولی من آنرو مندم طلعت اعلیٰ را
بیزرگی عظمت بستانید و حضرتش را محبوب و گرامی شمارند زیرا
حضرت باب نشانہ جان و سفک دم الطہر خویش بنیاتی متین نہاد
و اصلاحی اساسی و نوین ایجاد کرد آیا ممکن است نظری از برای حضرت
باب تصور نمود باری اکنون با روی شاد و نفس مطمئن حاضر چشم
از جہان بر بندم شکر الطاف حضرت شوقی آفندی را کہ توفیق شد
ہمکاری تعلیم رفع فرمودند و بہ بزرگواری عظمت مقام حضرت باب
آقا سید علی محمد را تسخیر و بدست نمود.

ایک با اندازہ سرور خوشنودم کہ میخواہم دستہای شما و شیر ذمہ
خطوط روی پاکت را نگاشته بوسم زیرا این پاکت مایل پیام حضرت
شوقی است و حضرت نام عزیز من از شما مندم از ہمیم طلب منون.

بہتلم ادوار دیش رئیس جمہور

من از بہ مسافرت خود بہ لندن در ماہ ژوئہ ۱۱۱۱ ع کہ برای
اشترک در اولین کنگرہ اسپ دوائی با نقض و غرضت نمودم و
ندای امر بهائی و خلاصہ تعلیم صلح آمیزش لبسم رسید. حال
آزاد دینان بہائی را با علاقت مغرور تخی نمودم در ایام حرب و بعد از
تعلیم بہائی ہموارہ مورد سلاطین بود این تعلیم کی از قوای روحانیہ است
کہ خصوصاً در این ادوان نہایت لزوم را دارد و در طریق مبارکہ بر طبقہ
قوای ماوی صرت شود و قبل از ہر چیز از اہل انزات بنفید دوائی بگذارد
تعلیم بہائی با کمال کبر از ادوات بزرگ فتح و فیروزی روح است و کافل
سعادت و بچار جامعہ باشد (مستند)

روح مبارک حضرت عبدالبهاء هو الله

ای سرور همیشه ندان آنچه لبت لم مشکین نکاشتی خواندیم و آستان یزدان زبان ستایش کشادیم که بر تو خوشید آسمانی چنان درخشید که دلهای یاران سپیده امید و میوه مژده رسید که ای یاران دیرین بوشید و بخروشید و بخوبید و بشنودید که یزدان سرا پرده پیشینیان را بر افراخت و چرخم فارسیان را بلند نمود و اختر ایرانین روشن کرد و خزان گذشته دوی بسر آمد با د بهار رسید و گلشن مشکبار دمید تا اسیران سرور کردند و بی نوائان بهر هر بی سر و سامان سر و سامان چو دلازد ایوان کیوان گردد و کلبه دودمان دیرین بهر شربت برین شود و آسشیان مرغان اندوگمین گلگشت و گلشن - پس باید بهادش این بخشش خداوند آفرینش کوشش نمود تا همه یاران در سایه سرا پرده یزدان در آیند و بزرگوار ی جهان آسمان روح نماید تا روی زمین آسینه چرخ برین گردد و جهان پستی بر تو جهان بالا گیرد ای یزدان پاک این بنده دیرین را اندوگمین خواه شادمانی آسمانی بخشش و قریزدانی ده - ستاره روشن نما و گل گلشن کن سرور آستان نما و فخر جهان بالا بر سر نه - رویش را بدین نشان و گوهرش را بهینشان جانش را مشکبار کن و دلش را گلزار نما تا بوی خوبی خوشش جان پرور گردد - و بر تو رویش افزون از ماه و اختر توئی مهربان و توئی بخشنده -

ای یار دیرین پریش چنان نموده بودی - پریش غمت این بود که چرا آئین پهنی بران دگرگون گردد و رویش دشواران مانند بوقلمون - مهتر اسرائیلیان را رویشی بود و اختر عیسویان را تابیشتی و سرور تازیان را فرمایشی و مهر سپهر بالا را آئین و خوشی، گفتار و کردار و آئین و روش و فرمایش هر یک دگرگون بود - این چه رازی است نهان و پنهان زیرا باید فرمایش یزدان بر یک روش باشد تا بخشش آسمانی رزق بخشاید - انتهی -

بدان که جهان و آنچه در دست هر دم دگرگون گردد و در هر نفس تغییر و تبدیلی جوید زیرا تغییر و تبدیلی و انتقال از لوازم ذاتیه امکان است و عدم تغییر و تبدیلی از مفاد حق و وجوب لهذا اگر عالم کون را حال بر یک منوال بود لوازم ضروریه اش نیز یکسان میگشت چون تغییر و تبدیلی مقرر و ثابت را باطل ضروریه اش را نیز انتقال و تحول واجب مثل عالم امکان مثل شکل انسان است که در طبیعت واحد مداوم نه بلکه از طبیعت دیگر و از مراتب مجزای دیگر انتقال نماید و عوارض مختلف گردد و امراض متنوع شود لهذا پزشک دانا و حکیم حاذق درمان را تغییر دهد و طالع را تبدیل نماید پدیدة مبنا ملاحظه کنید انسان در جسم مادر خون خوار است و در همه و گهواره شیر خوار و چون نشو و نما نماید بر خون

نفس پروردگار نشینند و از ہر گونہ طعام تناول نمایند و این طفولیت را حکم و دم شیر خواری را رزق و سن بلوغ را اقصائے وجودی را وقت و قدرے و ضعف و پیری را ستور و رفاوتے۔ در ہر درجہ انسان را اقصائے وجود و روش را درمانے و همچنین موسم صیفت را اقصائے فصل و خزان را خصوصیت و موسم دی را برودتے و وقت بہار را موسم معطرے و شمیم معنبرے۔ حکمت کلیہ اقتضای این می نماید کہ بتغییر احوال بتغییر احکام حاصل گردد و بتبدیل امر صغیر بتغییر علاج خود و بزرگداشت سبیل انسان را در ہر مرضی و دوائی و در ہر دوی درمانی نماید و این تغیر و تبدل عین حکمت است زیرا مقصد اصلی صحت و عافیت است و چون علاج را بتغییر دہد نادان گوید این دلیل بر نادانی حکیم است اگر داری اول موافقت بود چرا بتغییر داد و اگر ناموافق بود چرا در آغاز تجویز کرد و لے رجوع رانا اذعان نماید و بر وجدان بیفزاید۔

و این را بدان کہ آئین یزدانی بر دو قسم است۔ شے تعلق بعالَم اکبر کل دارد و قسم دیگر تعلق بجهان جان و دل۔ اساس آئین روحانی لم بتغیر و لم تبدل است از کافرا و مجاہد تا یوم میعاد تا ابد لا باد بر یک منوال بودہ و بہت و آسان فضائل عالم انسانی است و آئین حقیقی دائمی سردی یزدانی و روش و فرمایش ابدی خداوند آفرینش است قسمی آئین تعلق بحکم دارد و آن بمقتضای ہر زمانے و ہر موسمے و ہر درجہ فی اذن تبدیل و تغیر یابد و در این کو عظیم و دور جدید تفارقات احکام جہانی اکثر بہت العدل راجع چہ کہ این کو را امتداد عظیم است و این دور را فصاحت و وسعت و استمرار سردی ابدی و چون تبدل و تغیر از خصائص امکان و لزوم ذاتی این جہان است لهذا احکام جزئیہ جہانی با مقتضای وقت و حال تعین و ترتیب خواہد یافت۔

اما اساس آئین یزدان را تغیر و تبدل نبودہ و نیست مثلاً فصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ و روش پاکان و کردار برنگواران و رفتار نیکوکاران از لوازم آئین یزدان است این ایدہا بتغییر ننمودہ و نخواہد نمود اما احکام جہانی البتہ با مقتضای زمان در ہر گورے و دورے تغیری نماید شہا بصر الفضاٹ ملاحظہ نمایند در این عہد و عصر کہ جہان جہانی تازہ گشتہ و جسم امکان لطافت و ملاحتے بی اندازہ یافت کہ آیا ممکن است کہ احکام و آئین پیشینیان تہامہ مجری گردد لا والله۔ و از این گذشتہ اگر در ظہور نظر ہر مقدس آئین تازہ تاسیس نگردد جہان تجدد نشود و سبیل عالم در تمیص تازہ جلوه نماید پرسش دوم۔ سوال از این نموده بودید کہ ہر پیغمبرے را از کتب و صحائف پیغمبران پیشین اطلاع لازم است یا نہ۔ اگر لازم است چرا پیغمبران پسین از کتب و مشوران پیشین خبر نہ داشتند۔

جواب پرسش ثانی۔ بدان کہ پیغمبران را از کتب و صحف مقصود معانی است نہ الفاظ۔ مراد حقیقت است نہ مجاز۔ جوہر است نہ صورت۔ جوہر است نہ صدف۔ آن حقیقت کلیہ کہ بر پیغمبران است یکی است و آن دستور العمل کل ہذا فی الحقیقہ ہر پیغمبرے بر اسرار جمیع پیغمبران مطلق و لولبطا ہر کتاب اورا اندیدہ و سخن اورا شنیدہ و آئین جہانی اورا نسخیدہ زیرا روش و سلوک و اسرار و دقائق و انہی روحانی کل یکی است۔

بپریش سوم۔ درخصوص تجبیر و تفسیر نفوس متصاعدہ الی اللہ سوال نموده بودید کہ در کتب سماویہ مختلف نازل کہ نام یک بہتر است و کدام یک درست تر و صحیح تر است؟ بین چنان نامہائیں پیشین است و چون بدیدہ بینا نظر فرمائید ملاحظہ می کنید کہ چندیہ است۔ و اما سوالی چہاں کہ ارواح بعد از صعود از اجسام در چہ مقامی قرار خواہند یافت؟ بدان کہ روح از حقائق مجرورہ است۔ و حقیقت مجرورہ مقدس از زمان و مکان است۔ زیرا زمان و مکان از لوازم حقائق جسمانیہ و متجزیہ است و حقیقت مجرورہ را چہ زمانی و چہ مکانی؟ جسم و جسمانی نیست تا از برای او مکانی تعیین کنیم۔ لامکان است نہ امکان۔ جان است نہ تن۔ لطیفہ الہیہ است نہ کثیفہ جسمانیہ۔ نور است نہ ظلمت۔ جلوت است نہ جہد۔ از عالم بزدن است نہ کبیان۔ مکانش مقدس از ممکنہ و مقاشش منترہ از مقامات۔ بلند است نہ مرتفع۔ متعالی است نہ منمنخ۔ کانیج عظمتش را یوں کہ یوں زندان است۔ و قصر مشید متعایش را چرخ برین اشل زمین۔ و اما جسد کالی است از برای روح۔ زیرا مرکب و متحرک و مکتب و مسمی و مسموع است نہ جسد گنہگار و مستحکام و خوشنوی و بخوبی منہض از جان و روان است نہ تن ناتوان۔ لہذا ہچنانکہ غلاب و عقاب و سرور و اندوہ و حزن و طرب از احساسات روح است کذلک یادش صواب و عقاب و جزا و عذاب کہ از نتائج اعمال حاصل راجع بروح است نہ جسد و بیچ کشمیرے بچہتر کشتن بچہ گناہی مواخذہ نہ نکرد و بیچ تیرے بہبت زخم اسیری معاقبہ نشود چہ کہ آلتست نہ فاعل۔ محکوم است نہ حاکم۔ مقہور است نہ قاہر۔ والہبہار فلیک۔

ع ع

روح بہائی

ای روح بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای جسم بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای نور بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای چشم بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای حب بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای قلب بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای بانگ بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای گوش بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای حمد بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای سخن بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای تاج بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای راس بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای عون بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای فتر بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو
ای فیض بہائی	سجدہ بتو	سجدہ بتو	ای دست بہائی	مژدہ بتو	مژدہ بتو

ای راو بہائی سجدہ بتو سجدہ بتو
ای پای بہائی مژدہ بتو مژدہ بتو

لطق جناب بختیاری

دُری رہبر لائی سکول جموں کشمیر تاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۱ء در تحت صدارت پنڈت پندی اس کیل

هو اللہ

از مناجات ذیل آغاز نموند :-

ای خداوند عیش شده کوکب بخشایش بر جهان آفرینش درخشیده و دریای احسانت تواج بر
کائنات گشته ابر رحمت در فینان است و نار محبت در فرمان باغبان احدیت در خیابانهای دلہا
بطراحی گہای معارف پرداخته و طراوت و لطافت بے نہایت یافته نسیم حدیث و حدانیت جهان را زین
نموده و پر تو آفتاب موهبت قلوب و دستان را منور فرموده جام صہبای محبت عاشقان را سرست کرد
و آہنگ بدیع ملکوت ذرات کائنات را بکینش و حرکت آورده از هر کمی صوت پھیل و بکیر بلند است
و از هر کران آہنگ تسبیح و تقدیس مرتفع از هر گوشه شور و دلولہ و در هر سبیل نعرہ پُر اندیش و در هر حلقہ
طیور ملکوت و دلف و آواز و در هر گشتی نبیل تو حدیث بچشمایک منوی دساز آفاق در اہتر است و اقطار
بصیت و آواز دساز و ذرات وجود در اوج موهبت در پرواز این جمع پریشان را در انجمن عنایت
مجمع فرما و این گروہ بی سر و سامان را در پناہ موهبت ملجا و اوی بخش - این خطہ رتشد را سیراب فرما - و این
سراب فرقت را بشراب وصلت تبدیل نما - در فغان بی برگ را پر نعل و شکوفہ نما و مینوایان ناتوان زاد و تو شہ
دہ بال و پر شکستگان را بال و پرے عطا کن افتادگان را دستگیر شو و سچا رگان را مجیر و ظہیر طفلان شیر خوار
از نڈی عنایت شیردہ و کودکان بیزبان را در مہد موهبت بسپر و نفوس را از نفس و ہوی مقدس کن و
صدر را بنور خدای منشرح نما - دلہا را از ہر آلالشی پاک و مطہر کن جانہا را بجنشایش ظن عظیم گلشن اسرار فرما -
ای پروردگار گشت گاریم ترحم نما ای بزرگوار ستم گاریم عفو و مغفرت کن در ہر داسے گرنہاریم کزادی نبش
و در حبس و زندانیم مطلق العنان کن این ظلمات قلوب را بنور خدای تبدیل فرما و این شہوات نفوس را بربح
تقی مبدل کن تا در ہای با نفوذ ای القطار پرواز نمایم و بیاد روی و خویت دساز گردیم - توئی معتد در
و توانا و توئی شنوا و بینا و

ع ع

سر نشین ارجمند شنوندگان گرامی - جناب سر نشین را آغاز بیان کردند خلق امر و مہمنا و چہلان خصوصاً ہر کمال فطہای مدہی میشود



پایہ حلال

جلد دوم ستمبر ۱۹۴۱ء نمبر ۹

مناجات

اے الہی اولیائے خود را حفظ فرما۔ توئی آن کریمیکہ عفوت عالم را بھاطہ نمون
اے الہی اپنے دوستوں کو اپنی حفاظت میں رکھ۔ تو ہی ہے وہ کریم کہ تیرے درگزر سے تمام جہان کو نیکر لیا ہے
بر عبادت رحم فرما و تائب نما بر اعمال و اخلاق و اقوالیکہ لائق ایام توسست۔ بیک کلمہ علیا
اپنے بندوں پر رحم کر اور ان اعمال و اخلاق اور ان باتوں کی توفیق دے جو تیرے ایام کے لائق ہیں۔ ایک ہی بندے سے تیری بخشش
بجز بخشش مہواج و بیک اشراق نیز امر آفتاب جود و غفران ظاہر و مہویدا ہم بندگان تو اند و
کا کندر موجدن ہے اور تیرے امر کے آفتاب کی ایک ہی چمک سے عنایت و مسافہ کا آفتاب ظاہر و مہویدا ہوا۔ سب تیرے بند ہیں اور
بائید کرمت زندہ اند دست قدرت از جیب قوت برآر و این نفوس در گل ماندہ
تیری کرمت مانی کی امید پر زندہ ہیں۔ اپنی قدرت کا ہاتھ قوت کی جیب سے باہر نکال اور ان مٹی میں پڑے ہوئے گولہ
را نجات دے توئی مالک ارادہ و سلطان جود۔ لا الہ الا انت الغریز الوھاب
کو نجات دے۔ تو ہی ہے ارادہ کا مالک اور بخشش کا بادشاہ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو سب پر غالب اور پرتیاض ہے

یوم موعود آگیا!

انقلابِ عالم کے متعلق حضرت ولی امر اللہ کا بیان

عزیز دوستو! اس انقلابِ عظیم کی زبردست تاثرات کو سوائے ان کے جو حضرت بہاء اللہ اور حضرت باب پر ایمان لے آئے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اہل بہاء خوب جانتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا ہے اور اس کی انتہا کیا ہوگی۔ اگرچہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی صحت کہاں تک ہوگی۔ مگر وہ اس کی ابتدا کو صاف طور سے پہچانتے ہیں اس کی بہت کو خوب جانتے ہیں۔ اس کی پراسرار روشوں کو بلا خوف و کھیر رہے ہیں۔ صدق دل سے اس کی شدت کی کمی کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ نہایت دانائی سے اس کے غضب کو دھماکارے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور صاف نظر سے اس بیم و امید کی نکلیں کے منتظر ہیں جن کا اس سے پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔

وہ لوگ جو حضرت بہاء اللہ کو لسان اللہ اور مظہر اللہ تسلیم کرتے ہیں جانتے ہیں کہ یہ قہر الہی مکافاتِ عمل بھی ہے اور تہنیتِ نفوس بھی اور ایک اعلیٰ و مقدس فعلِ خداوندی بھی۔ یہ خدا کی طرف سے عذاب بھی ہے اور تمام نوعِ انسان کو پاک کرنے کا عمل بھی۔ اس کے شعلے نوعِ انسان کی خود سری اور اس کے تہذیب کو مڑا دے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اجزاء کو ایک مانگیرہ قابلِ تقسیم قوم میں اکٹھا کرے گا۔ ان فیصلہ کن سالوں میں جو عصرِ بہائی کی پہلی صدی گزرے گا اشارہ اور نئی صدی سے شروع ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس کی

دنیا اس وقت ایک ایسے طوفان کی لپیٹ میں ہے جس کی شدت بے نظیر۔ راستہ نامعلوم۔ فوری اثرات تباہ کن۔ مگر جس کے آخری نتائج ایسے شاندار ہیں کہ کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے ہونگے۔ اس کی تخریبی قوت و دستِ رفتار میں بے دھڑک بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس کی پاک کرنے والی قوت اگرچہ دکھائی نہیں دے رہی مگر دن و رات چوکنی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ نوعِ انسان اس کی غارتگر قوت کے پنجوں میں پھنسی ہوئی اس کے ناقابلِ مدافعت جوش و غضب کے واقعات سے مار کھا رہا ہے یہ نہ تو اس کے آغاز کو دیکھ سکتی ہے نہ اس کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتی ہے اور نہ اس کے نتائج کو سمجھ سکتی ہے۔ حیران پریشان درد سے کراہتی ہوئی ملاحیہ اور مجبور یہ خدا کے اس زبردست طوفان کو تک رہی ہے کہ یکس طرح کڑھ ارض کے دور ترین و پتھرین قلعہات کو ملیا میٹ کر رہا ہے۔ اس کی بنیادوں کو ہلا رہا ہے۔ اس کے توازن کو پرانہ کر رہا ہے۔ اس کی اقوام کو مجبوراً جلا کر رہا ہے اس کے لوگوں کے گھروں کو بجا کر رہا ہے۔ اس کے شہروں کو غارت کر رہا ہے۔ اس کے بادشاہوں کو ویر کر رہا ہے۔ اس کی پناہ گاہوں کو توڑ کر رہا ہے۔ اس کے اداروں کو جڑ سے اکھیڑ رہا ہے۔ اس کی مدنی کو تہہ بن رہا ہے اور اس کے ساکنین کی ادوار کو مروج کر رہا ہے۔

سے قاصر رہے تو وہ تجھیں شدت کی سختی کے ساتھ
کپڑا لگیا اور تیرے پر طرٹ سے درد انگیز مصیبتوں کو عطا
کر کے دیجیہ۔ آہ! وہ قہر الہی کی ساحت و شدید
ہے جس سے تمہارا خدا تجھیں سزا دے گا۔“

دوسری جگہ آپ اس دنیا کا جو اس وقت تاریکی میں لپٹی ہوئی ہے
شاذ و مستقبل کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے الفاظ میں زور دے کر
فرماتے ہیں۔

”دنیا اس وقت حمل کی حالت میں ہے وہ دن
قریب آ رہا ہے جب یہ اپنے شریف ترین پل
پیدا کریگی جب اس میں سے بلند ترین درخت پھوٹ کر
بڑھیں گے۔ نہایت خوبصورت شکونے پیدا ہوں گے
جو اعلیٰ درجہ کی آسانی برکات ہوگی۔“

”وہ وقت قریب آ رہا ہے جب ہر ایک پر آشوبہ
چیز اپنا بوجھ اتار کر پھینک دیگی۔ تعریف ہو اس خدا
کی جس نے ایسے فضل کا وعدہ فرمایا جو ظاہر و
پوشیدہ تمام چیزوں پر محیط ہے۔“

نوع انسان کے سنہری زمانہ کی پیشین گوئی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں
”یہ بڑے ظلم و ستم خدا کے عدلِ عظیم کی آمد کا بہتہ
دے رہے ہیں۔“

یہ عدلِ عظیم ہی حقیقت وہ مدلل ہے جس پر صلح اکبر کی بنیاد رکھی جائیگی
اور صلح اکبر جس عظیم نشانِ تمدن کو لائے گی جو ساری دنیا کا تمدن ہوگا
اور جو ابد الابد تک اس کے نام سے زندہ و پائیدہ رہیگا جو اسمِ عظیم کا
الک ہے۔

پیارے دوستو! قریب! اکیس سو سال ہو گئے کہ حضرت بہاؤ اللہ
دنیا میں ظاہر ہوئے۔ آپ اس ظہور کی شان میں خود فرماتے ہیں

تقدیرات کے مطابق جو نوع انسان کا حکم اور نجات دہندہ ہے
نوع انسان ایک ہی وقت میں اپنے اعمالِ گزشتہ کا حساب دینے کیلئے
اور اپنی آئندہ کی ماموریت کے لئے بٹائی جا رہی ہے اور پاک بنائی جا
رہی ہے۔ نہ تو یہ اپنے گزشتہ اعمال کی ذمہ داریوں سے بچ سکتی ہے
اور نہ آئندہ کی ماموریت سے پہلو ہٹ کر سکتی ہے۔ خدا جو عظیم جنبیرِ عادل
و رحیم و قادر و حکیم ہے۔ اس اعلیٰ امر الہی کے زمانہ میں ہمتزد و خود سہ
انسان کے ارتکابِ فعل و ترک فعل کے گناہوں کو بلا سزا نہ چھوڑیگا
نہ وہ اس بات پر راضی ہو گا کہ اپنے بچوں کو ان کے حال پر چھوڑے
اور انھیں ان کے تمدنی اور رحمت کو حاصل ہونے والے ارتقاء کی
آخری اور سرت بخش منزل سے محروم کرے کیونکہ یہ ان کا لارعی حق
اور صحیح مال ہے۔

ایک جگہ تو حضرت بہاؤ اللہ خود نوع انسان کو تنبیہ کرتے
ہوئے فرماتے ہیں۔

”لے لوگو! قہر الہی کے آئیم کی توقع میں بیدار ہو جاؤ
کیونکہ وہ معبودِ زمانہ اب آ گیا ہے۔“

”اُس چیز کو چھوڑ کر جو تمہارے پاس ہے اور اُس
چیز کو کپڑو جو انسانوں کی گردنوں کو ٹھکائیے والا
خدا لایا ہے۔ اسی لوگو! کچے یقین سے جان لو کہ
جو تم نے کیا ہے اگر تم نے اس سے رنج نہ پھیرا تو
قہر الہی تجھیں چاروں طرف سے آگھیر لیگا اور تم
ایسی باتیں دیکھو گے جو ان تمام باتوں سے زیادہ
دردناک ہوں گی جو آج تک تم نے دیکھی ہیں۔“

پھر فرمایا ہے۔

”لے لوگو! ہم نے تمہارے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے
اگر اس وقت مقررہ پر تم خدا کی طرف رجوع کر لے

فرض میں قاصر نہیں رہے اور نہ ہم اس بات کے پیش کرنے میں قاصر رہے ہیں جو قدرت اور تعریف کے مالک خدا نے ہمیں پہچانے کیلئے دی تھی۔ اگر لوگ میری باتوں پر عمل کرتے تو یہ زمین ایک دوسری زمین بن جاتی۔“

ہم اپنے آپ سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ دنیا نے جو آپ کے لپے فکر و توجہ کا مورد تھی اور جس کے لئے آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ اس نے آپ کا کیسے استقبال کیا۔ اور آپ کی دعوت پر آپ کو کیا جواب ملا؟

اس امر کے مولد میں اس امر کی کوخیز نشی کا استقبال ایک ایسے شور و غوغا کے ساتھ کیا گیا کہ اسلام کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ جس ملک میں یہ نور پیدا ہوا اس کے باشندے اپنے جہل مرکب میں مشہور تھے۔ ان کی مذہبی دیوانگی۔ ان کی دشمنانہ بے رحمی۔ ان کے گہرے تعصبات شہرہ آفاق تھے۔ علمائے دین کا ملک کے عوام پر زبردست تسلط تھا۔ ظلم و ستم اور ایذا رسانی کا دور شروع ہوا۔ جس سے ایک ایسی حرارت بھڑک اٹھی جس کی تصدیق لارڈ کرزن نے بھی کی ہے کہ وہ اس آگ کو بھی بڑھ گئی جو سمٹھ نیلڈ میں شعلہ انگیز ہوئی تھی اور اس امر کے میں ہزار سے زیادہ شیدائی اس پر قربان ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے نئے ایمان کو چند روہ عزت اور فانی زندگی کے نطفے کے بدلے پیچھے سے انکار کر دیا۔

جسمانی دُکھ اور تکالیف ان مظلوموں کو دیئے گئے۔ ان پر بادشاہ کشی۔ باطنیت۔ خداری۔ لاندہبی۔ بد اخلاقی۔ فرقہ پرستی۔ کفر۔ سیاسی فرقہ داری وغیرہ ناصح الزام لگائے گئے۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک بات جہالتوں کے دینی اصول کے خلاف اور

”یہ ظہور ایسا ظہور ہے کہ گذشتہ ظہورات اسے مقررہ جگہ کے سوا پوری طرح نہیں پہچان سکے“

خدا نے پورے سو سال تک انسانوں کو نہلت دی کہ وہ اس عرصہ میں ایسے غلیظ ظہور کے مالک پر ایمان لائیں۔ اس کے امر کی حمایت کریں۔ اس کی ثنا و تعریف کریں اور اس کے لئے جتنے نظام کو دنیا میں قائم کریں۔

سوجھ بوجھ میں جو بیش بہا نصائح و ہر دست توہین بے نظیر اصول۔ پرجوش مواعظ۔ تکتہ ز تنبیہات۔ حیرت انگیز پیشہ نگوشتیاں۔ رنچ و دھج پرور منا جاتیں اور اہم بیانات و تشریحات کے خزانے ہیں۔ اس خدائی پیغام لانے والے نے اس ماموریت کو جو خدا نے اس کو سونپی ہے ایسی وضاحت کر بیان فرمایا ہے کہ پہلے کسی پیغمبر نے بیان نہیں فرمایا۔ دنیا کے شہنشاہوں۔ بادشاہوں۔ ستہزادوں۔ فرمانرواؤں۔ حاکموں۔ حکومتوں۔ علماء و عوام مشرق کے ہوں یا مغرب کے اور عام اس سے کہ سبھی ہوں۔ یہودی ہوں۔ مسلمان ہوں یا زرتشتی۔ آپ نے قریباً پچاس سال تک نہایت اندوہ انگیز حالات میں عرفان و دانائی کے یہ بیش بہا موتی جو آپ کے بے نظیر بیانات کے سمندر میں پوشیدہ تھے انہیں پیش کئے۔ دولت و شہرت کو ترک کر کے قید و جلا وطنی قبول فرما کر۔ سب و شتم اور غربت سہہ کر۔ جسمانی اہانت اور بے حمانہ صدمات برداشت کر کے آپ نے جو اس دنیا میں خدا کے نائب تھے اپنے آپ کو جگہ جگہ اور دیں بدیں جلا وطن ہونے دیا۔ حتیٰ کہ بحین عظم میں آپ نے اپنے شہید فرزند کو تمام نوح انسان کے اتحاد اور اس کی نجات کے لئے قربان کر دیا۔ آپ خود تصدیق فرماتے ہیں:-

”بلا شک و شبہ ہم انسانوں کو نصیحت کرنے کے

اور روز بروز اُس غارتگری اور قتل عام میں ڈوبتے جا رہے ہیں جو دنیا کو نجات دلانے والے کی طرف غفلت کرنے اور اُس پر ظلم و ستم ڈھانے کے سبب لوگوں پر وارد ہوا ہے۔ وہ دین جس پر ابھی تک ظلم و ستم ڈھانے جا رہے ہیں نوخیزگی کی حالت میں آگے بڑھ رہا ہے۔ ایک صدی بھر کی مخالفت و ممانعت کی تاریکی سے بلند ہو رہا ہے اور خدا کے قہر و غضب کے واقعات سے دوچار ہو کر شکست خوردہ و فرسودہ تمدن کے کھنڈرات پر اپنی عمارت تیار کر رہا ہے۔ ایک دنیا جو روحانیت سے عاری۔ اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ۔ سیاسی طور پر بچی ہوئی اور نفاق زدہ۔ معاشرتی زندگی میں متقلب و متروک۔ اقتصادی حالات میں مفلوج۔ خدا کی لالچی کے نیچے بیچ و تاب کھاتی ہوئی۔ لہو لہان ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ ایک دین جس کی نذر بہت کم سنی گئی جس کے دعادی رد کئے گئے جس کی تنبیہات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دی گئیں جس کے ماننے والے مولیٰ گام کی طرح کاٹ کھینک دیئے گئے۔ جس کے مقاصد و اغراض کا مذاق اڑا گیا۔ پادشاہانِ دنیا نے جس کی دعوت کی پرواہ نہ کی۔ جس کے پیشرو نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جس کے بانی کے سر پر مصائب اور تکالیف کا طوفان ٹوٹا رہا جس کا اول سینی حقیقی عمر بھر دکھوں اور سخت مصیبتوں کو دوچار رہا۔ ایک دنیا جس کی وضع گریباں کی ہے جس میں دین اور خوفِ خدا کا چراغ مغل ہو چکا ہے جس میں دھارتی اور چنگھاڑتی ہوئی قوم پرستی و نسل پرستی کی قوتوں نے خود خدا کی جگہ لے لی ہے جو بیداری کا اولین نتیجہ ہے۔ قوم پرستی اور نسل پرستی کا یہ دیو خمدی سے اپنا سر بلند کئے اپنی کریمہ النظر شکل سے گھور رہا ہے جس میں بادشاہت کا رعب و باغاک میں مل گیا ہے اور وہ جن کے سُرناج سے مرنے ہوئے تھے اپنے اپنے تخت سے دھکیل کر نیچے پھینک دیئے گئے ہیں۔ جس میں اہل

قوموں۔ پارٹیوں۔ گروہوں۔ اور انسانی خیال کے بہت ہی زیادہ بڑے ہوئے فرقوں میں سے کن لوگوں نے یہ ضروری جاننا کہ اپنی ننگا ہیں اس امر کے بخلتے ہوئے سورج پر لگائیں۔ اس کے پھلتے پھولنے نظام پر غور کریں۔ اس کے پوشیدہ ترقی و رفتار کو سوچیں۔ اس کے اہم پیمانہ کی تشخیص و قدر کریں؛ اس کی نوخیز قوت کو تسلیم کریں؛ اس کی صحت و انفرادی حقیقت کو قبول کریں اور اس کے ازلی وابدی حقائق کو مشہور کریں؛

دانا یا ن عالم یا برائے نام اہل عقل و دانش کوئی صحیح طور پر دعویٰ کر سکتا ہے..... کہ اُس نے صحیح طور پر غور و فکر کے ساتھ اس کی کتاب میں پڑھی ہیں اور نہایت نندہ کی کے ساتھ حق کو قصے کہانیوں سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ہے یا اس کے امر کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جو کرنا چاہئے تھا۔ من و علم کے وہ اصلی منتسب کہاں ہیں جنہوں نے ماسوا چند ایک کے اس امر کی تہنیت یا محی غفلت میں کبھی ایک انگلی بھی اٹھائی ہو یا کوئی لفظ بھی اپنے منہ سے نکالا ہو جس نے دنیا کو ایسے میں بہا فائدے والا مال کیا ہے۔ اس امر کے لئے جس نے اتنی طویل مدت تک منہ لٹا کر بدست کئے۔ اور بدترین دکھ اور مصائب سہے اور جو اپنے اندر اس شکست خوردہ مٹکی باری دنیا کے لئے خوش آئند خوش گوار و عذہ رکھتا ہے.....

ایک سو برس گزرنے کے بعد بین الاقوامی تحارب اور امریکیائی کی تاریخ کے آغاز کو دیکھتے ہوئے ہمیں کیا دکھائی دیتا؟ ایک جہان جس میں جنگجو یا نہ نظام کی باہم آدین کشش سے دکھ اور مصیبت کی گھٹائیں چارہ ہیں۔ قومیں اور لوگ کذب و دروغ کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ دن بدن اُس خدا سے جو تنہا ان کی تقدیرات کا مالک ہے دور ہوتے جا رہے ہیں

مکر رہا ہے جو دنیا کو خلاصی دینے والا ہے اور جو بلا شک و شبہ
گندہ شستہ یا مذکورہ بالا تمدن کی جگہ لینے والا ہے جس کی انتظامیہ
عادت میں وہ تمدن پل رہا ہے جس کی مثال آج تک دنیا نے نہیں
دیکھی اور جو ساری دنیا پر چھا جانے والا ہے۔

پہلا تو لپٹیا جا رہا ہے اور ظلم - خونریزی و بربادی میں
ہلاک ہو رہا ہے۔ دوسرا - انصاف - اتحاد - صلح و صلاح کے ایسے
منظر پیدا کر رہا ہے جو کبھی پہلے دیکھے اور نہ کبھی سنے ہیں۔

پہلا اپنا زور لگا کر اب کھپ کر رہ گیا ہے۔ اس کا دروغ
اور اس کی بے اثری ظاہر ہو چکی ہیں۔ اس کا دفت ہمیشہ کے لئے پورا
ہو چکا ہے اور یہ جلد جلد اپنی موت کی طرف بڑھ رہا ہے۔

دوسرا شہ زور اور مغلوب نہ ہونے والا اپنی زنجیروں
کو توڑ کر دودھ پینک رہا ہے اور دنیا پر یہ ثابت کر رہا ہے کہ فقط
وہ ہی ایک ایسی پناہ ہے جس میں نصیب زدہ نوریع انسان آلاش
سے پاک ہو کر وہ کچھ حاصل کر سکتی ہے جس کے لئے وہ منصفہ شہود پر لائی
گئی ہے۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں :-

”بہت جلد موجودہ ترتیب و تمدن لپٹ

لیا جائے گا اور اس کی جگہ ایک نیا تمدن

پھیلا یا جائے گا۔“

(باقی)

مترجم - عباس علی بٹ

(ازدور لکڑاؤڈ امریکہ جلد نمبر ۳ جون ۱۹۴۱ء)



علمائے دین جن کی قوت کا ڈنکا چار دانگ عالم اسلام میں بجتا تھا،
اور عیسائی علمائے دین جو ان سے کچھ ہی کم قوی تھے اب اہانت و
رسوائی کے بھنور میں دم توڑ رہے ہیں۔ جس میں تعصب و رشوت نانی
بکھری ہوئی ہے۔ اجتماعِ عام کا خون چوس رہی ہیں۔

ایک دین جس کے اوارات جو آنے والی دنیا کے جلال و
عزت کے حامل ہیں کس مہر کی حالت میں پڑا ہے بلکہ بعض جگہ
تو اس کو پامال کرنے اور جڑے اکھاڑ کر پھینک دیے کی کوششیں
کی گئی ہیں جس کے بڑھتے ہوئے نظام پرست و استہوار ہو رہا ہے
بلکہ لوگ اسے ایک حد تک دبانے اور بیکار کر دینے پر تلے ہوئے
ہیں۔ اس دین کی بلند ہوتی ہوئی تنظیم عالم جو اکیلی اس برباد ہونی
تہذیب کو بچانے کی ضامن ہے، اُسے پروائی کا شکار بلکہ مقابلہ کٹر
لگا رہی گئی ہے۔ جس کی پہلی عبادت گاہ کو ظالموں نے ضبط کر کے
کسی اور کام میں لگا لیا ہے اور جس کا گھر جو ایک عبادت گدار
جہان کا مرکز کشش و قبلہ ہے، ایسی سخت بے انصافی سے جس کی گواہ
دنیا کی اعلیٰ ترین عدالت بھی ہے اس کے دشمنوں کے ہاتھوں میں سپرد
کر دیا گیا ہے جنہوں نے اس کی بے مروتی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں مٹی
ہم ایک ایسے زمانہ میں رہ رہے ہیں جس کا اگر صحیح اندازہ
لگایا جائے تو معلوم ہو کہ اس میں دوستخاد و غیر معمولی نظارے دکھائی
دے رہے ہیں۔

ایک تو ایسے بوسیدہ - ضعیف - کچھتے - بے دین تمدن کی موت
کی جگہ انیاں ہیں جس نے باوجودیکہ اسی سو سال تک نئے ظہورِ الہی
کی آیات - نشانیاں اور علامات دکھی ہیں پھر بھی بڑی مبذ کے ساتھ
اس خدائی طوفان سے بھیجے ہوئے دین کے اصول اور تعالیم کو ختم یا
کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

دوسرا - ایک ایسے نظام و تمدن کے دروازہ کا اعلان

یَوْمَ مَشْهُودٍ

جناب مدیر صاحب اہلحدیث متوجہ ہوں!

ذیل کا مکتوب پیامبرؐ کے لئے موصول ہوا ہے۔ جناب فاضل حدیث سے ایک قابل غور سوال کیا گیا ہے جس کا جواب جناب موصوف کو دینا چاہئے۔ اس مکتوب میں پیامبرؐ کے معنوں اسرار قیامت پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ جس سے ہم نہایت خوش ہیں یقیناً تنقیدات کی ضرورت ہے ہر عقائد روشن سے روشن تر ہو جائیں۔ پیامبرؐ میں بد ابراہان کیا چکا ہے کہ تمام مفکرین آزادی سے ہمارے مقالات پر جرح و تنقید کر سکتے ہیں۔ ہم ہر علمی بات پر بڑی مسرت سے غور و توجہ کریں گے۔ اس اشاعت میں موصول شدہ مکتوب درج کرتے ہیں تاکہ مفسدین آزادی سے غور کریں۔ اپنے جوابات آئندہ اشاعت میں پیش خدمت کریں گے۔ (مدیر)

مسند ایک خاص اور اصولی مسئلہ ہے جس پر ایمان اور یقین رکھنا باعث نجات ہے۔ اور ایسا مسئلہ جو مدار نجات ہو اس کا مفہوم واضح ہتھتین، غیر مشکوک طور پر صاف ہونا چاہئے۔ تو تمام مسلمان عالم ہوں یا غیر عالم دم بخود ہو جاتے ہیں۔

گلشن میں کہیں بجے دمساز نہیں آتی

اندر رے سناٹا آواز نہیں آتی

جس وقت جناب مولانا ثناء اللہ صاحب مدیر جدیدہ اہلحدیث نے اس موضوع پر قلم اٹھایا تو میں بہت مسرت ہوئی کہ مولانا مشہور مناظر، پختہ کار اہل قلم اور ہر دور ملت بیضا ہیں۔ وہ ضرور بیانی دلائل کا فیصلہ کن جواب دیں گے۔ لیکن اس وقت تک کی مجھ بجٹوں کو متواتر اور سلسلہ وار مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے ہے کہ ہماری تمام مسرت خاک میں مل گئی اور مولانا کے جوابات سے بیانی صاحبان تو درکنار خود راقم الحروف اور اس کے احباب بھی

رسالہ کو کب ہند اور بیانی میگزین دپیامبر میں اب تک نکتا کے متعلق اس کثرت کے ساتھ مضامین شائع ہو چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو شمار کرنے بیٹھے تو بلاشبہ کافی عرصہ درکار ہوگا۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جناب مدیر پیامبر نے اس مضمون کا کوئی پہلو نشہ نہیں چھوڑا ہے۔ جناب مدیر پیامبر نے علماء اسلام کو بار بار چیلنج دیا کہ وہ قیامت کا مفہوم فنانے کائنات ثابت کریں لیکن آج تک مختلف اسلامی فرقوں کے علماء کا اس چیلنج کے مقابلہ میں ساکت و خاموش رہنا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ اس موضوع پر بہانیوں سے گفتگو کرنے کی طاقت اپنے اندر نہیں پاتے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقے جب آپس میں ایک دوسرے کو خانہ جنگی کے لئے بُلاتے ہیں تو ہر فرقہ کے علماء رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آجاتے ہیں۔ لیکن میں حیرت اور انتہائی تعجب ہے کہ جس وقت بیانی لوگ مسلمان علماء سے کہتے ہیں کہ قیامت کا

الذین سعدوا ففی
الجنة خلدين فیہا
ما دامت السموات
والارض الا ما شاء ربک
عطاء غیر محبذ و ذرہ
ارادہ کا مالک ہے۔ اور بخت لوگ
بھی جنت میں داخل ہو کر آسمان زمین
کے رہنے تک پہنچے ہوں۔ بلکہ کہ خدا
کو کچھ اور منظور ہو۔ یہ بخشش
اختتام پذیر نہ ہوگی۔

(سورہ ہود کوٹا ۸)

۱۲

۱۲

۱۲

ہم نے اس آیت پر بے حد غور کیا مگر کسی طرح مطلب نہ مل سکا
اسی لئے کہ جناب مولانا ثناء اللہ صاحب اس آیت کا مفصل
طور پر مطلب بیان فرما کر شکر یہ کا موقع دیجئے لیکن طلب کیا
فرمانے وقت حسب ذیل سوالات پیش نظر رہیں۔

۱۔ خدا فرماتا ہے کہ قیامت کے دن دو گروہ ہونگے (۱) بد (۲) نیک
نیک بد لوگوں کا گروہ دوزخ میں اس وقت تک رہے گا
جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں۔ بوجہ عقیدہ اہل اسلام
آسمان و زمین صرف یوم قیامت تک ہی قائم ہیں۔ اس کے
بعد فنا ہو جائیں گے۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ بد لوگ یوم قیامت
تک دوزخ میں رہیں گے اور اگر خدا نے چاہا تو یوم قیامت
پہلے وہ دوزخ سے نکل بھی آئیں گے۔ حالانکہ بدکاروں کا یوم
قیامت سے پہلے دوزخ سے نکل آنا بوجہ عقیدہ اہل اسلام
بالکل باطل ہے۔ اسی صورت میں آیت کے صحیح معنی کیا ہو سکتے۔
(۲) اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ بدکار لوگ یوم قیامت
تک برزخ میں رہیں گے اور چلائے رہیں گے۔ اس کے بعد خدا
نے چاہا تو برزخ سے باہر بھی آجائیں گے تو برزخ کا مشہور
مفہوم تسلیم کر لینے کے باوجود مطلب غلط ہو گا۔ کیونکہ یہاں
برزخ کا بیان نہیں فرمایا جا رہا ہے بلکہ یوم مشہود یعنی
روز قیامت میں بد بختوں کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے

جن کو مولانا سے بحیثیت مجدد اسلام ہونے کے بھی خاصی
عقیدت ہے مطمئن نہ ہو سکے۔ جب مولانا نے موصوف ہی
کم از کم ایک فنائے کائنات کے عقیدہ کو ثابت کرنے میں
ناکام رہے ہیں تو دیگر علمائے کرام سے کچھ زیادہ توقع نہیں
رہی ہے۔ اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اس وقت راقم الحروف اور اس کے احباب کے پیش نظر
سورہ ہود کی ایک آیت ہے۔ معلوم نہیں کہ جناب مدیر پیامبر
اس مضمون پر اپنے کسی رسالہ میں روشنی ڈال چکے ہیں یا نہیں۔
لیکن قبل اس کے کہ ہم مدیر صاحب پیامبر سے اس آیت کا مطلب
 واضح کرنے کی درخواست کریں ہم چاہتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ
صاحب امرتسری اس آیت پر مفصل روشنی ڈالیں۔ آیت
یہ ہے۔

ذلک یومٌ مجموعٌ لہ
الناس و ذلک یومٌ
مشہود۔ و ما نوحکہ
الا لاجل معدودہ
یوم یأت لا تکلم نفس
الا باذنہ فممنہم
شقی و سعید فاما
الذین شقوا ففی النار
لہم فیہا عذابٌ و شقیق
خالدين فیہا ما دامت
السموات والارض الا
ما شاء ربک ان ربک
فعالٌ کما یرید و اما

یہ وہ دن ہے جس میں لوگ جمع
ہونگے اور یہی وہ دن ہوگی
محو ہادی جاتی رہی ہے۔ یوں
جسے ہم نے خاص وقت تک کیلئے
روک رکھا، جب آجائے گا تو کوئی
شخص خدا کی اجازت بغیر کلام نہ
کر سکیگا۔ ان میں سے کچھ لوگ
شقی اور کچھ نیک بخت ہونگے۔ جنت
لوگ آگ میں ڈالے جائیں گے
جس میں وہ فریاد کرتے ہونگے
اور جن میں وہ آسمان زمین
کے رہنے تک رہیں گے۔ بلکہ کہ
خدا کچھ اور چاہے کیونکہ وہ اپنے

نکال دیا جائے گا۔ کیونکہ نکلنے کی کوئی نہ کوئی علت ہونی چاہیے۔
۸۔ چہ فرمایا کہ عطاءً غیر مجبذ و ذی یعنی نیک کردار لوگوں کا
حببت میں جانا ایک ناقابلِ احتساب بخشش ہوگی۔ حالانکہ
ابھی فرما چکا ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو مبت میں نہ بھی رہینگے
اور رہینگے بھی تو زمین و آسمان کے قائم رہنے تک۔ غرض یہ
تمام بیان اگر ظاہری مطلب پر انحصار رکھا جائے تو متضاد
اقوال سے لبریز اور معاذ اللہ ایک چیستان سے زیادہ
نظر نہیں آتا۔ امید ہے کہ جناب مولانا ستی بخش جواب
دے کر ممنون فرمائینگے۔

جناب مدبر صاحب پیامبر کی خدمت میں گزارش کر
کہ پیامبر بابت ماہ جولائی ۱۹۴۱ء نظر سے گزرا۔ اور اسرا قیامت
والا مضمون خوب غور سے پڑھا۔ لیکن اس میں اب بھی ایک بات
ایسی نظر آتی ہے جس سے یہ مسد صاف نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق
میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجاہد مقصود نہیں صرف تنجوعے حق
منظور ہے۔ آپ نے آیت قرآنی **كُلُّ مَنْ عَلِيْهِ فَاَن**
وَيُفِيْهِ وَجْهٌ ذَبْلٌ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے متعلق
تین باتیں لکھی ہیں۔

(۱) یہ کہ اس آیت میں کہاں ہے کہ قیامت کے دن یہ فنا ہوگی
(۲) یہ کہ اس میں خصوصی فنا کا ذکر ہے نہ کہ عمومی فنا کا جیسا کہ لفظ
صوت سے ظاہر ہے۔

(۳) یہ کہ لفظ **فَاَن** اسم فاعل یعنی استمرار استعمال ہوا ہے۔
پہلی بات کے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر اس آیت میں
لفظ قیامت موجود نہیں ہے تو اس پر اصرار بیجا معلوم ہوتا
ہے اس لئے کہ دوسرے مقامات پر قیامت کا لفظ بھی ذکر کر دیا
گیا ہے۔ پس یوم قیامت کی مختلف کیفیتوں کا اظہار مختلف

۳۔ یہ فرمانا کہ بدکار لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور
فوراً ہی یہ فرمانا کہ (آسمان و زمین کے قائم رہنے تک)
ان دونوں باتوں میں تضاد ہے۔ یا تو یہ فرمایا ہوتا کہ ہمیشہ
رہیں گے۔ کبھی نہ کھینکے یا ہمیشہ رہنے کا لفظ نہ ہوتا اور محض
یہ فرمایا ہوتا کہ زمین و آسمان کے قیام تک رہیں گے۔ کلام الہی
میں دو متضاد باتوں کا ہونا ناممکن ہے۔ اس کی تصریح فرمائیے۔
۴۔ جب بدکار لوگ خدا کی مرضی سے دوزخ سے نکل آئیں گے
تو فرمایے جنتی اور دوزخی لوگوں میں فرق ہی کیا رہیگا۔ دونوں
برابر ہو گئے۔ خواہ سزا کے بعد ہی یہی۔ لہذا آئیے کہیں نہ
کھائیں پس اور مرے آؤ اُمیں۔ اس لئے کہ بالآخر جنت
قول ہی جائے گی۔ زند کے زند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔
۵۔ نیک کردار لوگ بھی زمین و آسمان کے قائم رہنے تک جنت
میں رہیں گے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ قیامت سے پہلے پہلے یعنی زمین
و آسمان کے فنا ہونے سے پہلے بدکار دوزخ میں اور نیک کردار
جنت میں کیونکر رہیں گے۔ یہ آسمان و زمین کے قیام تک کے
الفاظ کا مطلب خاص طور سے ارشاد ہوا۔ دوسرے مسلمانوں کا
عقیدہ تو یہ ہے کہ جنتی لوگ بغیر کسی قید اور شرط کے ہمیشہ
جنت میں رہیں گے۔ اور کسی وقت ان کا نکل آنا متصور نہیں ہے۔
۶۔ اگر یہاں بھی جنت کو مراد برزخی آرام و راحت لیا جائے تو وہی
مشکل پیش ہے۔ یعنی یہ بیان یوم الحساب اور یوم قیامت
کا ہے۔ برزخ کا نہیں ہے۔

۷۔ سبک بڑی شکل یہ ہے کہ فوراً ہی فرمایا اگر خدا چاہیگا تو یہ لوگ
جنت کی کال بھی دیئے جائیں گے۔ چونکہ فرمایا ہے کہ اگلا مسئلہ
ذہب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی لوگ جنت میں بھی کچھ
ایسی حرکتیں کر بیٹھیں گے جس کے نتیجے میں ان کو جنت سے

طریقوں سے مختلف الفاظ سے کر دیا گیا ہے مطلب ایک ہی مخصوص دن سے ہے۔

مثلاً فرمایا کہ اس دن لوگ بیہوش ہو جائیں گے یا مثلاً اس دن لوگ گھبرا جائیں گے یا مثلاً صورت بھونک دیا جائے گا یا مثلاً تمام لوگ فنا ہو جائیں گے۔ یہ تمام ایک ہی دن کی مختلف کیفیتیں ہیں۔ یعنی اس ایک دن گھبراہٹ ہوگی۔ بیہوشی طاری ہوگی۔ لوگ مر جائیں گے۔ تمام ایک ہی دن کے متعلق بتایا ہے۔ اگر کسی قبہ قیامت کا لفظ نہیں ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ یہ قیامت کے متعلق نہیں ہے۔ اس طرح تو کہا جاسکتا ہے کہ نظم فی الصور سے قیامت مراد نہیں۔ کیونکہ اس میں قیامت کا لفظ تو آیا نہیں۔ پس لفظ قیامت کی موجودگی پر اصرار ہمارے خیال میں بھٹک نہیں ہے۔

(۲) اگرچہ ذوی العقول کی فنا کا ذکر ہے (جو آپ کو تسلیم ہے حالاً متعدد وجہ انکار بھی ہے) لیکن اس مخصوص فنا سے عمومی فنا بھی ثابت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان ہی فنا ہو گیا تو دوسری غیر ذوی العقول چیزیں جو انسان کے استعمال کے لئے وجود میں آئیں کہاں باقی رہ سکتی ہیں وہ بھی فنا ہو گئی۔ جب اعلیٰ چیز فنا ہو تو ادنیٰ چیز کے باقی رہنے سے کیا حاصل ہے۔

(۳) اسم فاعل استمراری معنوں میں تسلیم ہے۔ لیکن اس کو یہ کہاں ثابت ہوا کہ ہمیشہ اسم فاعل استمراری معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ غیر استمراری معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً اسی سورہ ہود میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ اَمْلَکُ مَلْعُوًّا رَہِیْمٌ بیشک یہی لوگ اپنے رب کی طاقات کرنے والے ہیں۔ مَلْعُو اسم فاعل ہے۔ لیکن کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح روزیہ چیزیں فنا ہوتی رہتی ہیں اسی طرح لوگ روز اپنے رب سے

طاقات کرتے رہتے ہیں؟ نہیں بلکہ ایک مخصوص دن کا تذکرہ ہے جس دن لوگ پروگرا سے طاقات کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ اسم فاعل غیر استمراری معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ اور جب مستعمل ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم لفظ فان کو غیر استمراری معنوں میں لیں۔ اور اس فنا کو ایک مخصوص دن میں قرار دیں۔ اسم فاعل غیر استمراری معنوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ دوسری بات اس آیت کے متعلق یہ ہے کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہاں وہی معنی ہیں جو آپ نے فرمائے ہیں تو یہ بیانی کا لفظ مخصوص بزمانہ مستقبل قرینہ ہے اس امر کا کہ زمانہ مستقبل کے متعلق ہی کلام کیا جا رہا ہے۔ اور فان کی بجائے یہاں بھی یعنی کا لفظ ہوتا۔ لیکن اس صورت میں فصاحت کلام باقی نہ رہتی اس لئے ایک جگہ صرف اسم فاعل استعمال کیا گیا اور سری قہ لفظ بیانی استعمال کیا گیا تاکہ وہ مشبہ نہ ہو جو آپ کو ہو رہا ہے اور اگر ہمارا یہ مفہوم غلط ہے تو لازم تھا کہ یہاں بھی لفظ باقی مستعمل ہوتا تاکہ استمرار پایا جاتا جو خدا کی حقیقی شان ہے۔ بیانی کے لفظ کو شان الہی میں کمی آتی ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک وقت تھا کہ وجہ دب نہ تھی پھر وجود میں آئی اور اب ہمیشہ رہیگی۔ اگر لفظ باقی ہوتا تو یہ شبہ دور ہو جاتا۔ اور مطلب یہ ہوتا کہ تمام چیزیں معرض فنا میں اور صرف خدا ہی کی ذات حالت قیام میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فقرہ کل مخصوص بزمانہ مستقبل ہے۔ یعنی پھر فنا ہوتی رہی گی اور امیکدن ہو جائیگی اور وجہ رب ہر چیز کے امیکدن فنا ہونے پر بھی باقی رہیگی۔

پھر صفحہ ۱۷ پر آپ نے مردود کو حی اٹھنے کی متعلق آیات مندرجہ الہدایت کو نقل فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ انہیں تو صرف طور پر کہیں لفظ قیامت نہیں ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ اذا القبرون لبعثت یوم یخرجون من الاجداث ونظم فی الصور آیات کو آپ بھی یوم قیامت ہی کے متعلق مانتے ہیں (اگرچہ یوم قیامت کی تفسیر کچھ

امام غائب

براہ کرم علامہ نے کرام اس کتاب کا نام بھی بتادیں تاکہ ہمیں بھی یہ کچھ کا موقع ملے کہ شاہنشاہ ایران کے مشیر علماء نے اس زیادہ معتبر کتاب کو حضرت باب کے خلاف کیوں پیش نہ کیا؟

بھار الانوار کی تیرہویں جلد میں سے (ولادت امام غائب) اور (والدہ امام غائب) کے متعلق جتنی روایات درج ہیں ان پر ایک حصہ جناب سید ابوالعباس رضوی نے ترتیب دیا ہے۔ ناظرین اسکو بغور ملاحظہ کریں۔ اور اپنے شناسا علماء سے مشورہ کر کے بھی خیالات اور تحقیقات سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ (رحمت اللہ)

تاریخ و سال ولادت امام غائب

علامہ محمد باقر مجلسی نے بھار الانوار جلد سیزدہم باب ولادت میں ۱۴ روایات نقل فرمائی ہیں جو خاص اس مسئلہ کے متعلق ہیں کہ امام غائب کس دن اور کس تاریخ اور کس سن میں پیدا ہوئے۔ ان جملہ روایات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مختلف لوگوں نے بیان کیا ہے۔ بعض راویوں نے اپنی کوئی عینی شہادت بیان نہیں کی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی نہیں بتایا کہ انھوں نے اس کے متعلق فلاں شخص سے سنا ہے اور صرف یہ کہہ کر چھوڑ دیا ہے کہ ہم سے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ امام غائب فلاں تاریخ فلاں دن اور فلاں سن میں پیدا ہوئے۔ اس لئے اصول روایت اور درایت دونوں

امام غائب؟

کس کے بطن سے اور کب پیدا ہوئے؟

ہاں شعبان کو شیعہ دنیا امام غائب کا جشن ولادت

منانی اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام جس بتاتی ہے۔ کیا۔ دونوں عقیدے معتبر روایتی پر مبنی ہیں؟

امام غائب کے متعلق سب سے زیادہ معروف سب سے

زیادہ جامع اور نہایت احتیاط اور دبانٹ داری سے جمع کی ہوئی روایتوں کا مجموعہ بھار الانوار کی تیرہویں جلد میں کیجا ہنیا کر دیا گیا ہے

جس وقت حضرت باب نے ایمان میں اپنا دعویٰ امام ہدیٰ ہوئے، کا پیش کیا اور بعض زبردست شہرت کے مالک شیعہ علماء

ان پر ایمان لے آئے تو شاہنشاہ ایمان اور ان کے وزیر عظم اور علماء وقت نے اسی کتاب بھار الانوار کی تیرہویں جلد کا فارسی

میں ترجمہ کر کے بابوں کے دعوت کی اشاعت کو روکنے کے لئے چھاپا۔ اور ملک و ملت میں امام غائب کے متعلق صحیح عقیدے کو پھیلا دینے

شائع کرایا تھا تاکہ عوام، بانی علماء کی دعوت کو آسانی سے رد کر سکیں۔ اور گمراہ نہ ہو جائیں۔

اب ہندوستان کے بعض علماء نے اپنی مجالس میں کہنا شروع کر دیا ہے کہ بھار الانوار کا شمار معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ خیر

نہی۔ لیکن وہ کتاب کوئی ہے جو بھار الانوار سے زیادہ قابل اعتماد ہو اور اس میں امام غائب کے متعلق روایات خصوصیت سے جمع ہیں

لکھا ہے یہ روایات غیر مستر اور غیر متجسس ہیں اور ایسے اہم مسئلہ میں کسی قاعدہ کے ماتحت ان روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ برائیں ان روایات میں بے حد تناقض پایا جاتا ہے کسی نے تاریخ و سال بیان کیا تو دن کا ذکر نہیں کیا کسی نے دن اور سال کو بیان کیا ہے تو تاریخ بیان نہیں کی۔ اور اگر کسی نے تاریخ و سال اور دن سب کچھ بیان کیا ہے تو اس قسم کے بیان میں بھی سخت اختلاف ہے اگر ایک شخص ۱۵ شعبان ۵۵۳ھ بیان کرتا ہے تو دوسرا ۱۵ شعبان ۵۵۳ھ۔ ظاہر ہے کہ اس شان کے بیانات سے کوئی شخص بھی کبھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ان روایات کا ایک حصہ ایسا ہے جس پر ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔ اور وہ ایسی روایات ہیں جن کے آخری دہائی کے نام صاف صاف مذکور ہیں۔ ان آخری دہائیوں کے بیانات پر قطع نظر اس کے کہ ان کی پوزیشن کتنا تک مضبوط ہے اس لئے اور بھی غور کرنا چاہئے کہ یہ لوگ اس گھر سے تعلق رکھتے ہیں جس گھر میں امام غائب کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یقیناً ان سے بہتر اور مستر دوسرے لوگ نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ جو ایک گھر کے اندر ہر وقت رہتے ہوں ان سے اس امر کی زیادہ توقع ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی خاص واقعہ اس گھر میں پیش آئے اور وہ اس واقعہ کو دوسرے لوگوں کے سامنے نقل کریں تو ان کے بیانات میں کوئی تضاد نہ پایا جائے اور ان کے بیانات سے کوئی تسلی بخش نتیجہ نکالا جاسکے۔ یہ فاضل راوی کون ہیں؟ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) پہلی راوی حکیمہ ہیں۔ جو امام محمد تقی کی بیٹی اور امام حسن عسکری کی چھوٹی بیوی ہیں۔ حضرت علی بن محمد پہلی اور آخری راوی ہیں جنہوں نے ولادت امام غائب کی چشم دید شہادت پیش کی ہے۔ (۲) دوسرا راوی عقیدہ ہے جو امام حسن عسکری کا خادم ہے۔

عقیدہ کا بیان ہے کہ حجتہ ابن الحسن شہب جمعہ ۱۵ شعبان

۵۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ لیکن اس کا پورا بیان دیکھنے کے بعد کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ امام غائب ۱۵ شعبان کی کسی شب جمعہ کو ۵۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ پورا بیان حسب ذیل ہے:-
ولی اللہ محبت ابن الحسن ۵۵۳ھ میں ۱۵ رمضان کی کسی شب جمعہ کو پیدا ہوئے تھے ان کی کنیت ابو القاسم ہے اولین لوگ ابو جعفر بتاتے ہیں۔ ان کا لقب مہدی ہے اور وہ دوسرے زمین کے تمام لوگوں پر حجت خدا ہیں۔ ان کی ماں صقیل نامی کثیرہ میں آپ سرمن رانی محلہ رضا میں پیدا ہوئے۔ لوگ آپ کی ولادت کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔ بعض ظاہر کرتے ہیں بعض چھپا ہیں۔ بعض آپ کا ذکر کرنے کی ممانعت کرتے ہیں اور بعض ظاہر کرتے ہیں بیان مذکور کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ کو اپنے اس بیان پر خود اعتماد نہیں ہے بلکہ وہ جیسا دوسرے لوگوں سے سنتے ہے بیان کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں تو کھانا سے مختلف خیالات ہیں۔ ممکن ہے بعض صاحبان یہ جواب دیں کہ وہ اپنے بیان پر یقین رکھتا ہے اور اس یقین کے ساتھ وہ ۵۵۳ھ رمضان کا مہینہ معین کرتا ہے۔ اسی سلسلہ میں اگر وہ لوگوں کے اختلاف کا ذکر بھی کر دیتا ہے جو سال ولادت ۵۵۳ھ کو مشتبہ نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر واقعی ہم عقیدہ کے بیان کو درست تسلیم کر لیں اور یقین کر لیں کہ امام غائب ۱۵ رمضان ۵۵۳ھ ہی کو پیدا ہوئے تو یہ شیعہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ موجودہ زمانہ میں شیعہ سرور کا اس پر اجماع ہے کہ آپ ۱۵ شعبان ۵۵۳ھ کو پیدا ہوئے۔ چنانچہ شیعہ دنیا میں تاریخ مذکور کو جشن ولادت منایا جاتا ہے۔

(۳) ایک اور وجہ بھی ہے جو عقیدہ کے اس بیان کو صحیح نہیں قرار دیتی۔ وہ یہ کہ خود علامہ مجلسی نے صفحہ ۴ پر ایک اور خادم عقیدہ کو

والدہ امام غائب

جس طرح غیر شیعہ دنیا یہ سوال کرتے کا حق رکھتی ہے کہ امام غائب کس دن، کس تاریخ اور کس سن میں پیدا ہوئے؟ اسی طرح وہ یہ سوال کرتے کا حق بھی رکھتی ہے کہ امام غائب کا صحیح شجر نسب کیا ہے۔ اور یقیناً ایک ایسی غلیظ الشان ہستی جس کے وجود و عدم پر ایک زبردست قوم کی تعمیر و ہلاکت کا انحصار ہے اس کا صحیح نسب معلوم ہونا ضروری ہے۔ علامہ مجلسی مرحوم نے بحار الانوار جلد سیزدہم میں نسب امام غائب کے مطلق ۱۳ روایات درج فرمائی ہیں۔ ان روایات کے مطالعہ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ حسب ذیل ہے:-

(۱) اس امر میں سب متفق ہیں کہ امام غائب کے باپ کا نام حسن عسکری تھا اور اس کے غلات کوئی بیان موجود نہیں ہے۔ اسی لئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے باپ کا نام حسن عسکری تسلیم نہ کیا جائے۔

(۲) آپ کی والدہ کا نام کیا تھا۔ روایات میں کوئی یقینی تعین نہیں ہے بلکہ سخت اختلاف ہے

شہید اول جو شیعہ دنیا میں زبردست شہرت کے مالک ہیں وہ آپ کی والدہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرتے اور وہ اپنی مشہور تصنیف دروس میں کہتے ہیں کہ حضرت صاحب الامر کی ماں کا نام صیقیل ہے۔ بعض ترجمہ بتاتے ہیں اور بعض مریم بنت زید بتاتے ہیں۔

دوسرا راوی غیاث بن اسد ہے جو کہتا ہے آپ کی ماں کا نام بعض ترجمہ میں بعض صیقیل اور بعض سوسن اور بعض ریحانہ بتاتے ہیں۔

تیسرا راوی کمال الدین ہے جو کہتا ہے کہ صیقیل و حکیمہ آپ کی

حکیمہ کی تائید میں پیش کیا ہے جو حکیمہ کے اس بیان کی کہ امام غائب ہار شبان کو پیدا ہونے کا تائید کرتا ہے۔ یہ دو فادام ایک ہی گھر کی حرکات پر مامور ہیں کوئی وجہ نہیں کہ دونوں میں اختلاف ہو۔ اور بہر حال دونوں میں سے کوئی ایک بیان صحیح ہے۔ یا تو عقبہ غلط کہتا ہے یا عقیدہ۔ اگر عقیدہ کا بیان عقبہ کے مقابلہ میں درست نہیں ہے تو ہمارے ہاتھ سے ایک راوی اور نکل جاتا ہے اور لے دے کے اگر کوئی اعتماد کیا جاسکتا ہے تو صرف حکیمہ کے بیان پر۔ جن کی تائید ایک اور فادام عقبہ نامی بھی کرتا ہے۔ آئیے دیکھیں حکیمہ کی ازانی ہیں اور وہ امام غائب کا سن و تاریخ و روز و ولادت کیا تعیین فرماتی ہیں۔

حکیمہ دو شخصوں سے بیان کرتی ہیں کہ امام غائب ہار شبان کو پیدا ہوئے۔ نہ سال بتاتی ہیں نہ دن۔ ایک اور شخص سے ۱۵۱۸ شہان کی رات اور سال ۵۲۰ھ بیان کرتی ہیں۔ دن بتین نہیں کرتیں۔

(۳) تیسرا بیان ان کا یہ ہے کہ ولادت مذکور ۱۵۱۸ رمضان ۵۲۵ھ کو واقع ہوئی۔

بڑی مشکل سے ہمیں صرف ایک بظاہر معتبر گواہ نظر آیا۔ اور اس کے بیانات میں بھی اس قدر تباہن پایا جاتا ہے تو ہمیں یہ مجبوراً نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ معلوم نہیں امام غائب کب۔ کس دن۔ کس تاریخ اور کس سن میں پیدا ہوئے۔ اور اگر حضرت جنات المخلود کے اس بیان کو درست سمجھا جائے کہ حکیمہ امام محمد تقی کی کوئی لڑکی تھی تو یہ ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے اور پھر یہ عقیدہ بھی کہ امام غائب پیدا ہوئے پاشش پانچس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ولادت کی مبنی شہادت صرف حکیمہ کی ہے اور حکیمہ کا وجود ثابت نہیں۔ لہذا امام غائب کا وجود ثابت نہیں۔

ماں کا نام تھا۔

چوتھا راوی ابنِ شتاب ہے جو صیقل نام بتاتا ہے۔
پانچواں راوی محمد بن موسیٰ طوسی ہے جو حکیمہ نام بتاتا ہے
چھٹی راوی ایک کنیز ہے جو نامعلوم الاسم ہے۔ وہ صیقل
نام بتاتی ہے۔

ساتواں راوی عقیدہ ہے جو صیقل نام بتاتا ہے۔

آٹھواں راوی مشہور عالم شیخ طوسی ہیں جو زحس نام
بتاتے ہیں۔

آن تمام راویوں میں صحیح بیان کس کا ہے؟ اس کا فیصلہ
کرنا ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک ہر اس راوی کے بیان کو ترجیح
دی جا سکتی ہے جس نے امام غائب کی والدہ کے متعلق براہِ راست
حکیمہ یا ان دوسرے لوگوں سے اطلاع حاصل کی ہو جو خاص امام
حسن عسکری کے گھر سے تعلق رکھتے ہوں۔ لیکن جب اس معاملہ کا تعلق
متعلقین امام حسن عسکری ہی پر پڑتا تو دیگر راویوں کے بیانات پر جرح
کرنا عبث ہے جبکہ متعلقین امام حسن عسکری کے بیانات بھی اُنہی
ساتھ موجود ہیں اور وہ مسب ذیل میں :-

۱۰، عقیدہ خادوم امام حسن عسکری بیان کرتا ہے کہ امام غائب کی والدہ
کا نام صیقل تھا۔

۲، حکیمہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی ماں کا نام زحس خاتون تھا اور موجودہ
شیعہ دنیا کا مشفق عقیدہ بھی یہی ہے کہ زحس خاتون ہی والدہ
امام غائب ہیں۔

حکیمہ کی شخصیت ظاہری کو دیکھتے ہوئے ہمیں یہ یقین کر لینا
چاہیے کہ وہ آپ کی والدہ کا نام جو کچھ بتاتی ہیں وہی صحیح ہے۔ لیکن
انہوں نے کہ آپ کے ان بیانات میں بھی وہی شدید اختلاف موجود ہے
کہیں وہ زحس نام بتاتی ہیں اور کہیں سوسن۔ حکیمہ جو امام غائب

کی قابلہ تھیں اور ولادت کے وقت موجود تھیں جب وہ بچہ کی
زحس اور کبھی سوسن نام بتاتی ہیں تو ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار
ہو جاتا ہے کہ آپ کے کون سے بیان کا یقین کریں اور امام غائب کی
والدہ کا نام صحیح کیا قرار دیں۔ یقیناً شیعہ دنیا کا فرض ہے کہ وہ اس کا
فیصلہ کن جواب دے؛ (ابوالعباس رضوی)

ہندوستان میں سالانہ جنگ کی تہاکی

ہندوستان کے اٹھ سواڑ کارخانوں کو ڈھائی سو تھانوں کی درکش پوں
اور تیس آریوس درکش پوں کی طرف سے امداد مل رہی ہے۔ اور ان دھان
اور اوروں نے گوڈا بارود کی سات سو مختلف مدوں کے ماتحت دو کروڑ
پیزیں بنانے کا ذمہ لیا ہے۔

اس وقت ہندوستان میں چون کارخانے مشینوں کے آلات
تیار کر رہے ہیں اور بھرے ہوئے پھٹے والے گولوں کی تیاری کی رفتار جنگ
سے پہلے زمانہ کی نسبت چھبیس گنی ہو گئی ہے۔ توقع ہے کہ یہ تعداد دو
مرحلوں کے بعد چھپانے لگی ہو جائے گی۔

ہندوستان کی حرفتِ نولاد و شرع ہی سے اچھی حالت میں
اور اگر حالات سازگار رہے تو ہندوستان کی نولاد کی پیداوار میں بہت
جلد بقدر ۱۳۳ فیصدی کے اضافہ ہو جائیگا۔

یہ ہندوستان کی حرفتِ نولاد کا ہی نتیجہ ہے کہ ہندوستان زرہی مشین
تیار کر رہا ہے اور امید ہے کہ نہہ پوش جنگی موٹروں کے لئے جتنی نہہی مشین
درکار ہوگی وہ ہندوستان ہی بنا کر تیار ہوگا۔

توہیں اور ان کی گاڑیاں خاص کارخانوں میں تیار کی جاتی ہیں۔
لیکن ان کے بہت سے حصوں کی تیاری ریلوے درکش پوں اور انجنزنگ

ایڈیٹری کے سپر وکڑ دی گئی ہے۔

ہندوستان نے زرہ پوشش جنگی گاڑیاں بنانے کا اتنا بڑا پروگرام اپنے ذمہ لیا ہے کہ اس میں ہتھے موڑ کے ڈھلچکے باہر سے آسکتے تھے اور جتنی زہی پلیٹ وہ خود تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ سب ساکتے ہیں۔

ہوائی جہاز بنانے کا ایک کارخانہ کھولا جا چکا ہے اور اگر حالات شکیب رہے تو یہی برٹشکنڈوستانی طیارہ سازی کی حرفت کا پیش قدمی ثابت ہو گا۔

بحری جہاز سازی کے ہندوستانی کارخانے سرنگیس صاف کرنا لے جہازوں سے لے کر لافٹ بوٹ تک چھوٹے چھوٹے بہت سے جہاز بنانے میں مشغول ہیں۔

فوج خاکی رنگ کے کپڑوں خاص کر خاکی زین کو بہت ترجیح دیتی ہے اور فوج عام طور سے خیموں میں رہتی ہے اور اکثر و بیشتر چھوٹے کیمپ استعمال کرتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرح سپاہیوں کو بھی کیمپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوئی اور آؤنی کپڑے کے کارخانے اس سال لباس کیلئے قریب قریب ۴۴۰۰۰۰ مربع میٹر تیار کر رہے ہیں۔ صرف اس سال ساڑھے چھ کروڑ روپیہ کے خیمے اور ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے کیمپ بنائے جائیں گے۔ اور یہ سن کر تو حیرت ہی حیرت ہوگی کہ ۱۹۷۲-۱۹۷۱ء میں صرف پانچ جات کی خریداری کی قیمت قبل از جنگ کے تقریباً پانچ دفعہ بڑھنے کے برابر ہو گئی۔

فوٹے بڑے کارخانے ہیں جو لباس پہننے کے بہت سے بڑے بڑے مرکزوں سے منسلک ہیں۔ تیس ہزار روڑوں سے کام لیا جا رہا ہے اور ایک ہینڈ میں پچاس لاکھ کپڑے ہی سلا کر تیار کر دیئے جاتے ہیں۔

جنگی مزدوروں کے لئے ہندوستان کے جنگلوں سے مسلسل کٹری

خراہم ہو رہی ہے اور کبھی ہاتھوں سے اکٹھا کر اور کبھی ہاتھی کے ذریعہ کبھی رستوں کے ذریعہ اوپر سے نیچے گرا کر اور کبھی دریاؤں میں بہا کر سمندر پار بھیجنے کے لئے بندرگاہ تک لائی جاتی ہے۔ صوبائی حکومت جنگلات جنگلات اور ان کی کٹری کے ٹھیکہ داروں کی مدد سے کٹری کی فراہمی میں درجہ بدرجہ ترقی ہو رہی ہے اور اس سال کے آخر تک اس کی مقدار ۵۰۰۰۰۰ ٹن تک پہنچ جائے گی۔

کونسلر۔ سینئر اور اہل حق باہر بھی جا رہی ہے۔ ہندوستان کا ڈھلائی کا لوم سلطنت برطانیہ کی پیداوار میں ایک منفید کام انجام دے رہا ہے اور مختلف قسم کی حرفتوں مثلاً کیمپادی حرفت میں کافی ترقی کا باعث بنا ہوا ہے۔ اگر حالات مناسب رہے تو ہندوستان دھماکے سے پھٹنے والی چیزوں۔ ہوائی جہاز کو چمکانے والے تیل اور گندھک کے معاملہ میں بہت جلد خود کفیل ہو جائے گا۔ اس لئے دو ایس بنانے اور تمام طرح کی ہتھیاری چیزیں بنانے میں قابل تعریف اضافہ کیا ہے۔ اور دفاعی فوجوں کی چھوٹی چھوٹی مختلف ضروریات کو بنانے میں جس جگہ اضافہ کر لیا ہے۔

فولاد کے صرف ایک کارخانے میں تیس ہزار آدمی کام کر رہے ہیں۔ ریلوے کی وکٹ اپوں میں ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی لگائے اس سے ڈھنگے اور ٹھنگے آدمی مختلف انجینئرنگ اور فلزاتی کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔

اسلحہ ساز کارخانے اپنی سپلائی اور تین مٹی کرنے کے لئے جوہیں گھنٹے برابر چلتے رہتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے سن کے بدوں۔ دفاعی سپاہ کے لئے چھروا دینوں۔ دھوی کی خاکی زین۔ جالی سوئی کرپے چرے کا سامان اور مالت ہزاروں فوجی جوئے بنانے کا خیال کیا جائے تو ان میں سے ہر ایک چیز کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے +

حضرت سید کاظم رشتی کی سوانح و ماموریت

پوسٹہ

گذشتہ

میں اُس دن حضرت سید کاظم کے کُت خانہ میں حاضر تھا جس دن حاجی کریم خاں کا ایک مُلازم ایک کتاب ہاتھ میں لے آیا۔ اور اپنے آقا کی طرف سے حضرت سید کو وہ کتاب دے کر بولا اُس کے مالک نے عرض کی ہے کہ آپ اس کتاب کو پڑھیں اور اس میں جو لکھا ہے اُس کی تصدیق اپنے ہاتھ سے فرمادیں۔ حضرت سید نے اس کتاب کے کچھ صفحات پڑھے اور پھر اُس خادم کو تولی دی اور فرمایا "اپنے مالک کی جاکر کہہ دو کہ اُس کی زیادہ اُس کی کتاب کی کون قدر کر سکتا ہے؟" خادم کے چلے جانے پر حضرت سید نے ملال بھری آواز میں فرمایا: "تلعذت ہو آپ" ساہا سال تک وہ میرے ساتھ رہا۔ اور اب جبکہ وہ جانے کا ارادہ کر رہا ہے اس کا واحد مقصد اتنے سال کے مطالعہ اور ہمرہی کے بعد یہ ہے کہ وہ اپنے کا فرزند و نجلد ان فقائد کو اس کتاب کے ذریعہ پھیلانے اور جانتا ہے کہ میں بھی اُس کے ان عقائد کی تصدیق کروں۔ اس شخص نے کچھ خود غرض و مکار لوگوں کے ساتھ سازش کی ہے کہ کرمان میں اپنے آپ کو قائم کر کے میری وفات کے بعد سردار قوم ہونے کا اعلان کرے۔ آہ! اس شخص نے کیسا بُرا سوچا ہے! جب آفتاب ہدایت و وحی الہی کی نسیم چلیگی تو اس کا چراغ ٹھل ہو جائے گا۔ اور اس کا اثر محو ہو جائیگا۔ اس کی سنی کا شجر آخر کار سوائے عبرت اور پچھتاوے کے اور کچھ نہیں نہ دیگا۔ میں تمہیں پنج پرچہ کہتا ہوں کہ تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھو گے۔ میری دعا ہے کہ تم اس شرارت انگیز اثر سے محفوظ رہو جو یہ دجال وقت اپنے دالے زمانہ میں

کئی موقعوں پر آپ نے فرمایا کہ "وہ جو میرے بعد ظاہر ہوگا پاک خاندان۔ بندگان اجداد اور آلِ فاطمہ سے ہوگا۔ اُس کا قدمیاد ہے اور وہ جہانی نقائص سے مبرا شیخ ابو تراب کو میں نے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ ہم حضرت سید کے بہت سے شاگرد ان جہانی نقائص کے ذکر سے جن سے حضرت سید کہا کرتے تھے موعود مبرا ہوگا یہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ خاص ہم میں سے تین شاگردوں کے بارے میں فرماتے جاتے ہیں۔ ہم نے اُن کے نام بھی اُن کے جہانی نقائص کے مطابق ہی رکھے ہوئے تھے۔ ان تین میں سے ایک حاجی میرزا کریم خاں ولد ابراہیم خاں قاجار کرمانی تھا۔ یہ شخص آنکھ کا کانا اور کھوسہ تھا۔ دوسرا میرزا حسن گوہر تھا جو بے حد موٹا تھا۔ تیسرا میرزا محیط شاعر کرمانی تھا۔ جو بہت دُجلا اور بہت لمبا تھا۔ ہمیں اس بات کا پورا یقین تھا کہ ان کے سوا اور کوئی نہیں جن کے بارے میں حضرت سید بار بار فرماتے تھے کہ بعض مغرور اور بے ایمان لوگ ہیں جو آخر کار اپنی اصلیت کو اور اپنے کفر و حماقت کو ظاہر کریں گے۔ حاجی میرزا کریم خاں نے جو ساہا سال تک حضرت سید کے قدموں میں بیٹھا تھا اور جس کو یہ زعم تھا کہ اُس نے آپ سے علم سیکھا ہے۔ آخر کار اپنے مولیٰ سے اجازت مانگی کہ وہ کرمان میں اقامت لگیں ہو اور وہاں اسلام کے مفاد کو پھیلانے اور ائمہ دین کی احادیث کو سمجھانے میں مصروف ہو۔

پھیلائے گا۔

اُس نے محکم دیکھ دیا کہ میں قیامت کے دن تک جس دن قدرت کا ہاتھ لوگوں کے سینوں میں چھپے ہوئے بھیدوں کو کھول دیگا کسی سے کچھ نہ کہوں۔ اُس نے بھی نصیحت کی اُس دن میں اہل ارادے اور سچے اعتقاد کے ساتھ امر اللہ کی نصرت کے لئے اٹھوں اور جو کچھ میں نے سنا اور دیکھا ہے اُس کا دور و نز و یک اعلان کروں گا۔

ای شیخ الوتراب نے حضرت باب کے اعلان کرنے پر پہلے یہ مناسب اور قرین حکمت خیال کیا کہ امر اللہ کے ساتھ منسوب نہ ہو مگر بعد میں عاشقان صادق غلبہ الہی میں سے ہوا۔ اور اپنے ایمان میں چٹان کی طرح راسخ اور پختہ رہا۔ آخر کار اُس محبت کی آگ نے جو اُس کے دل میں شعلہ زن تھی اُسے پھر ان کے نبی قید خانہ میں اسیر کر لیا۔ جس میں حضرت بہاء اللہ قید تھے۔ وہ مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم رہا۔ اور اپنی محبت بھری فداکارانہ زندگی کا خاتمہ جام شہادت پی کر لیا۔ جوں میں حضرت سید کاظم کا وقت قریب آتا جاتا تھا آپ اپنے شاگردوں کو خلوت و جلوت میں یہ کبکھ نصیحت کرتے تھے کہ:-

”اے میرے پیارے دوستو! خبردار! خبردار! ایسا نہ ہو کہ اس دنیا کی موبہم خاکشیں تمہیں فریب دیں۔ خبردار! مبادا تم مغرور یا خدا کا غافل ہو جاؤ۔ تمہارے لئے لازم ہے کہ اُس کی تلاش میں جو میرے دل کا اور تمہارے دلوں کا محبوب ہے سرگرم ہو جاؤ۔ راحت و آرام کو ترک کر دو۔ دنیوی مال و حجاج کو تیاگ دو۔ اور رشتہ داریوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ دور و نزدیک پہل جاؤ۔ دنیا و مافیہا سے منقطع ہو جاؤ اور نہایت بھکاری اور فروتنی سے اپنے خداوند خدا کے حضور گرد گویا کر دے گا۔ وہ تمہاری تائید فرمائے اور ہدایت کرے۔ اُس کے ڈھونڈنے میں جو سحاحات جلال میں پوشیدہ ہے ہمت نہ ہارنا۔ اُس وقت تک ثابت قدم رہنا جب تک وہ جو تمہارا تپا بادی اور مولیٰ ہے اپنے فضل سے اپنی

پہچان کے لئے تمہاری تائید نہ فرمائے۔ ثابت قدم رہو حتیٰ کہ وہ تمہیں قائم موعود کے انصار اور دوست برگزیدہ بنادے۔ تم میں سے وہ لوگ بہت خوش قسمت ہوں گے جو اُس کی راہ میں جام شہادت نوش کرینگے۔ تم میں سے اُن لوگوں کو جنہیں خدا اپنے فضل و کرم سے زندہ و سلامت رکھیکے گا کہ وہ نجس ہدایت الہی اور کتاب نور رحمانی کے منبش کو دیکھیں۔ لازم ہے کہ وہ صابر۔ ثابت قدم اور مطمئن رہیں۔ ایسے لوگوں کی بڑی نشانی یہ ہوتی کہ اضطراب اور مایوسی کبھی اُن کے پاس نہ آئے گی کیونکہ صورت کی پہلی آواز کے بعد ہی جو زمین پر موت اور ویرانی لاتے گی ایک دوسرے صورتوں کا پتہ لگا دیتا جو دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔ اُس وقت اس آیت کریمہ کے معنی روشن ہو جائینگے۔ وَفُتِحَ فِي الصُّورِ فَصَبَّحَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ أَلَمْ يَكُنْ شَاءَ اللَّهُ شَفَعْنَاهُ فِيهِ اخْرَجْنَاهُ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔ وَاشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَسُجِّدَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالنَّبِيِّينَ وَالشَّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (سورۃ نمر) اور جب صورت پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب بیہوش ہو جائینگے سوائے اُن کے جنہیں اللہ محفوظ رکھے۔ پھر دوسرے صورت پھونکا جائیگا تو سب کھڑے ہو جائینگے اور ادھر ادھر دیکھینگے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمکنے لگیگی اور کتاب کھولی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ بلائے جائیں گے اور لوگوں کا سچا فیصلہ کیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔“

میں سچ کچھ کہتا ہوں کہ قائم (حضرت باب) کے بعد قیوم (حضرت بہاء اللہ) کا ظہور ہوگا۔ کیونکہ جب پہلے کا ستارہ غروب ہو جائے گا تو آفتاب جلال میں طلوع ہوگا اور ساری دنیا کو نور کی معمور کر دیگا۔ تب وہ بھید اور وہ پوشیدہ راز جس کا حضرت شیخ نے ذکر کیا ہے ظاہر ہوگا کہ اُس امر کا راز افشا ہو کر رہے گا اور اِس

مذاہبِ عالم

یہ کتاب جناب پروفیسر پریم سنگھ صاحب ایم۔ اے نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اسلام۔ دینِ موسوی۔ دینِ مسیحی۔ ہندو دھرم۔ جین دھرم۔ بدھ دھرم۔ دینِ بھائی وغیرہ مذاہبِ عالم پر تاریخی حیثیت کا روشنی ڈالی ہے بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کیلئے شائقین پڑھ کر خوش ہوں گے۔ لکھائی چھاپائی کا نڈ بہتر ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲

ہمارے مرئی اور ان کی تعلیم

کتاب مذاہبِ عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر پریم سنگھ ایم۔ اے نے حال ہی میں شائع کی ہے جس میں تجلہ بانیان مذاہبِ عالم کی مختصر تاریخ اور ان کی مفصل تعلیمات بیان کی گئی ہیں تعلیمات ثابت کرتی ہیں کہ دراصل تمام مذاہب ایک ہی ہیں اور انکی تعلیمات اکیدہ دوسرے کی مخالفت نہیں ہیں۔ جو لوگ اتحاد مذاہب کی تحریک کے خواہاں ہیں انکے لئے یہ کتاب معلومات کا بہترین آئینہ ہے اور اعلیٰ فائز پرستل ہے۔ اس کا ایک ایک نسخہ ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ نفیس ہے۔ قیمت ۱۲ ہر دو کتاب ملنے کا پتہ:- پروفیسر پریم سنگھ ایم۔ اے نیشنل روڈ لاہور

بشاراتِ عظمیٰ

یہ پاکٹ سائز مناجات کا مجموعہ نہایت نفیس اور خوبصورت اصل مع اردو ترجمہ دو رنگ میں چھاپا ہے۔ نماز کو چک۔ صلوة کبیر لوح احمد۔ نولے صبح دنشام اور مختلف مواقع کی مناجات پرستل ہے۔ قیمت بارہ آنہ۔ بھائی ہال کراچی۔

پیغام کے بھید کا کھٹنا لازمی ہے۔ اس یومِ الایام سے فائز ہونا اعصارِ گزشتہ کے جلال و جمال سے فائز ہونا ہے اور اس عصر میں ایک نیک کام کرنا کھوکھا سال کی عبادت کو بہتر ہے۔

نفس مقدس حضرت شیخ احمد مذکورہ بالا آیاتِ قرآن پڑھا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کے معانی پر زور دیا کرتے تھے کہ یہ آیات ان دو امرِ سادہ کی آئینہ پیشینگوئی کر رہی ہیں جو بسرِ عزت و کرم بعد و گیرے ظاہر ہونگے اور ان میں سے ہر ایک دنیا کو نور سے مہر کر دے گا۔ آپ بیکرا فرمایا کرتے "مبارک ہے وہ شخص جو ان کو پہچانیگا اور ان پر ایمان لائیگا۔ اور ان کے نور کو دیکھیگا۔" کتنی ہی باسیری طرفِ مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا "ہم دونوں میں سے کوئی بھی ان کے نورانی جلال کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ ہوگا۔ مگر آپ کے شاگردوں میں بہت سے مومنین ایسے ہونگے جو اس دن کو دیکھیں گے جس کے دیکھنے کی آرزو ہمارے دل میں ہی رہ جائے گی۔" میرے پیارے دوستو! امرات کی شانِ نبوی عظیم ہے۔ وہ مقام کس قدر بلند و اعلیٰ ہے جس کی طرف ہمیں تھیں مارا ہوں۔ وہ کام جس کے لئے میں نے تمہیں تعلیم دی اور تیار کیا بہت اہم اور عظیم الشان ہے۔ کمرِ بہت کس کر باندھو اور اس کے وعدہ پر نگاہ رکھو۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ قادرِ مطلق تمہیں ان طوفانِ بھائے بلا و ابتلا و امتحان میں ثابت قدم رکھے جو تم پر آکر رہیں گے اور تمہیں ان میں سے سلامتی کے ساتھ گزار فرمائی کا سہرا پہنا کر اس اعلیٰ مقام کی طرف لیجائے جو تمہارے لئے مقدر کیا گیا ہے۔" (باتی آئندہ)

کتابِ مفاد و ضائع عبدالبہاء

برہنِ باطنی و روحانی بیانات کا مخزن۔ قیمت دو روپے بھائی ہال کراچی سے طلب کیجئے

پیامبر کے متعلق

چند معتز دوستوں نے پیامبر کے متعلق اپنے خطوط میں جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں ان کا مختصر خلاصہ انظرین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (محریر)

میں چاہتا ہوں کہ بہائی لٹریچر تفصیل سے مطالعہ کر دے۔

(۳)

مجھے مذہبی مباحثات سے گہری دلچسپی ہے۔ قیامت کے متعلق جو مضامین پیامبر میں لکھے جا رہے ہیں وہ لاجواب ہیں۔ مجھے حیرانی ہے کہ علمائے کرام ان مضامین پر کیوں توجہ نہیں فرماتے۔ ایڈیٹر صاحب اخبار الحمدیش نے عجیب کام کیا ہے کہ حال کے ایک المحدث میں بہائیوں کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے اسی میں عیسائیوں کو جواب دینے لگے اور بہائی سوال تشنہ رہ گیا۔ یہ عجیب طرز ہے۔ بہائیوں کے سوال واقعی نہایت مفقادات اور گہرے ہیں۔ جب المحدث ملتا ہے تو میں سب سے پہلے یہی دیکھتا ہوں کہ بہائیوں سے کیا بات چیت ہو رہی ہے۔ پیامبر کی طرز تحریر میں سلاست اور سلاست دلی پائی جاتی ہے۔

پیامبر کے معنایں قیامت واقعی قیامت انگیز ہیں۔ سارے مسلمان تو یہی سمجھتے ہیں کہ قیامت اس وقت کا نام ہے جب دنیا و مافیہا فنا و برباد ہو جائے۔ مگر پیامبر اپنی نواہی نصیحت پیش کر رہا ہے کہ دنیا و مافیہا کے فنا کا نام قیامت نہیں۔ یہ بات تو مجھے بھی اپیل کرتی ہے کہ لفظ قیامت قیام و بقا کے لئے ہو سکتا ہے نہ کہ فنا و عدم کے لئے۔ مجھ پر شوق ہے کہ وہ آیت قرآن جس

(۱)

پیامبر ایک عرصہ سے میرے پاس آ رہا ہے۔ بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ گذشتہ دنوں جبکہ میں بستر علالت پر تھا میرے لئے پیامبر ہی روحانی تسلی کا سامان تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ پیامبر واقعی پیغمبر ہے۔ ایک یہی رسالہ ہے جو ہر قسم کی فضولیات سے نبرا ہے اور بڑے وقار سے لوگوں کو دین اور دنیا کی بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے۔

(۲)

جب پہلی مرتبہ میں نے پیامبر پڑھا تو بیع عرض کرتا ہوں کہ میرے جسم میں بجلی سی دوڑ گئی۔ میں سمجھتا تھا کہ اب دنیا میں نئی شریعت لانے کا دعویٰ بھی ممکن نہیں ہے اور کوئی ایسا دعویٰ ہرگز ہرگز نہ کر سکیگا اور کسی نے ایسا لفظ نہ سنے گا لاجبی تو کوئی مسلمان بلکہ کوئی انسان اسے تسلیم نہ کرے گا۔ پیامبر پڑھ کر میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھ پر معلوم ہوا کہ ایران جیسے اسلامی ملک میں ایک بزرگ نئی شریعت لانے کا دعویٰ کر چکے ہیں اور حکومت و عوام اور علماء نے سخت مخالفت کی۔ پھر بھی بکثرت ایسے لوگ پیدا ہوئے جو شریعت اسلام کے دور کو ختم سمجھ کر نئی شریعت کو ماننے لگے۔ عجیب یہ کہ انھوں نے بڑی بڑی مصیبتیں بھی اٹھائیں۔ یہاں تک کہ جانیں و دیں گم کر نئی شریعت سے انکار نہ کیا۔ کیا یہ واقعہ مذہبی دنیا میں حیرت انگیز نہیں ہے؟ اب

کی مضامین قیامت کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ پیامبر میں مضامین نکلے ہیں ان کی فہرست بھی دیا جاتی ہے۔

قیامت کے مضامین بہائی میگزین میں

- (۱) راز حقیقت و محباز جلد اول نمبر
- (۲) روحانی کلام کی روحانی حقیقتیں جلد اول نمبر
- (۳) صبحِ محشر جلد اول نمبر
- (۴) یومِ العتیمہ جلد دوم نمبر
- (۵) علمِ الساعة جلد سوم نمبر
- (۶) کیا قیامت میں زمین نیست نابود ہو جائیگی؟ جلد سوم نمبر
- (۷) کیا قیامت میں آسمان فنا ہو جائیگا؟ جلد سوم نمبر
- (۸) مسئلہ قیامت جلد چہارم نمبر
- (۹) کیا فنا کو قیامت کہہ سکتے ہیں؟ جلد پنجم نمبر
- (۱۰) قیامت ایسی ہوتی ہے جلد پنجم نمبر
- (۱۱) حقیقت قیامت جلد ششم نمبر
- (۱۲) قیامت کے اسرار جلد ششم نمبر

”پیامبر“ جلد اول میں :-

- (۱) قیامت اسی دنیا میں نہرا (۲) مذاکراتِ قیامت نمبر
 - (۳) مذاکراتِ قیامت نمبر (۴) کیا قیامت کو صرف آپ
 - بکے نمبر (۵) مذاکراتِ قیامت نمبر (۶) نفعِ صغیر اور وجودِ جنت
- ”پیامبر جلد دوم میں :-

- (۷) قیامت وہی دنیا میں نمبر (۸) کتابِ مقدس اور قرآنِ کریم
- (۹) قیامت کی بات جیت نمبر (۱۰) اعلانِ قیامت کبریٰ نمبر
- (۱۱) اسرارِ قیامت نمبر (۱۲) وفدِ قیامت نمبر
- (۱۳) اذ القبور بشارت نمبر (۱۴) جنت و دوزخ اسی دنیا میں

قیامت کا مفہم فنا ثابت ہو دکھوں۔ زبانی طور پر کئی عالموں کو پوچھ چکا ہوں۔ لیکن ابھی تک تسلی بخش جواب کسی سے نہیں ملا۔ بہر حال میں پیامبر پڑھتا رہوں گا اور علماء سے بھی دریافت کرتا رہوں گا۔

(۵)

آپ نے یہ بہت اچھا کیا کہ بہائی میگزین۔ کوکب ہند اور پیامبر کے فائل مرتب کرنے کی اپیل فرمائی۔ میرے پاس کوکب ہند کی کئی جلدیں ہیں لیکن نامتام ہیں۔ جو لوگ پرچے لے گئے پھر واپس نہ لائے۔ اب مجھ اس سے خوشی ہوئی کہ آپ نے ترتیبِ فائل کی تحریک شروع کی ہے۔ اگر میرے فائل پورے ہو جائیں تو نہایت خوشی ہوگی۔ مطلوبہ پرچے مجھ جس قیمت پر بھی لے سکیں میں خرید لوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان فائلوں میں علم کے بڑے ذخیرے ہیں آئندہ نسلیں ان کی نہایت قدر کریں گی۔ اردو زبان میں ایک اچھے لکچرر کا اضافہ ہوا ہے۔ بعض چیزیں تو بالکل بے مثل ہیں۔

(۶)

مضامین قیامت لاجواب ہیں۔ ان میں علم ہے۔ استدلال ہے۔ نئی زندگی کا پیغام ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہو کہ تمام مضامین ترتیب دیکر ایک کتابِ شائع کی جائے مجموعی طور پر جب یہ مضامین ایک سوچنے والے کے سامنے آئیں گے تو اسے ایک اور ہی جہان نظر آئے گا۔ بہرانی فرما کر ایک فہرست شائع کیجئے کہ کس کس پرچوں قیامت کے متعلق مضامین ہیں تاکہ تلاش کرنے والوں کو آسانی ہو۔ اور وہ کتاب چھپے تک ان مضامین کو بچائی پڑھ سکیں۔

پیامبر۔ کوکب ہند میں جو مضامین قیامت کے متعلق لکھے گئے ہیں ان کی فہرست پھر بھی دی جائے گی۔ فی الحال بہائی میگزین

لَوْحِ مُبَارَك (ترجمہ)

از ألواحِ حضرت بہاء اللہ

خداوندی عطا کی سمت کی بلند ہے اور ارشاد فرما رہی ہے کہ ان لوگوں کو مبارکباد جو خدا کی جانب متوجہ ہوئے اور انھوں نے ظاہری اور باطنی کانوں سے خدائی آواز سنی۔ یہی لوگ اصل منظرِ اکبر اور حقیقِ الطہر کے پینے والوں میں سے ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو ان آیام میں جب اکثر اقوام کو ظلمتِ اویام نے گھیر لیا، بارگاہِ احدیت کی طرف متوجہ ہونے سے باز نہ رہے۔ یہی بات ہے جو ہمیشہ ہمیشہ بخیر سے پہلے مظاہر نے ألواح میں ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس نکتہ و امتحان میں مشاہدہ ہوا ہے کہ مستقبلینِ فالص کبریتِ احمد سے بھی زیادہ کیا ہیں۔ اگر بندے خدائی آواز کی لذت پا جاتے اور کلمہ کے مقامِ نزول کی عظمت کو کچھ بھی سمجھ لیتے تو سب کے سب کھلم کھلا بارگاہِ ربِّ الارباب کی طرف رُخ کرتے۔ ہمیشہ ہمیشہ مظاہر الہی پر فرعون صفت لوگوں کی طرف سے بے انتہا مظالم وارد ہوتے رہے ہیں اور مظاہر الہی نے کمالِ قدرت و اقتدار کے ساتھ تمام مظالم برداشت کئے کہ شاید کچھ لوگ غفلتوں و اویام کی کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر احدیت کے باعزت بلند مقاموں پر عروج کریں باوجودیکہ سب لوگ یہ مشاہدہ کرتے تھے کہ وہ مصداقِ امرِ محض خلق کی نجات کے لئے سختیاں تجیلے ہیں پھر بھی لوگوں نے ان سے جو کچھ سلوک کیا۔ ”برتاؤ کیا سو کیا۔ خبردار۔ ظالموں پر خدائی پھٹکار۔ سب جانتے ہیں کہ دُنیا ناپائیدار ہے اور جب موت کا پیامبر آجاتا ہے تو کسی روکنے والے کی روک اسے باز نہیں رکھ سکتی اور نہ کسی صاحبِ اقتدار کی قدرت اسے روک سکتی ہے اور نہ کسی ظالم کی سلطوت اسے لپکا کر سکتی ہے۔ اس بات کا علم و یقین رکھتے ہوئے بھی اس چند رودہ زندگی میں جس میں معلوم نہیں کہ کل خاک کے اوپر ہونگے یا اس کے نیچے سب کے سب کو چھ نفس و ہوا میں سرگرداں ہیں اور حق جل جلالہ سے ناخالص اور اپنے گمان میں یہ اراذل کرب میٹھے ہیں کہ لوگوں کے درمیان خدائی چراغ کو بجھا دیں۔ اور حضرت خداوندی کو لطیف اور پاکیزہ پھلوں سے روک دیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک قطرہ آبِ شور ایک شیریں اور مزاجِ سمند کا مقابلہ کرنے پڑے۔

اور اُسے روکنے کھڑا ہو۔ کیا آفتاب حجاز اہلِ حجاز کے پردوں سے چھپ سکا۔ خدا کی قسم وہ پردہ جو حاصل ہوا مفتانہ کی انگلیوں نے چھا ڈالا اور آفتاب حقِ آفتابِ حلال سے جلوہ گر ہو گیا۔

صاحبانِ حکومت ظاہری ہمیشہ ہی لوگوں کو شیطانی حدیث کی جانب متوجہ ہونے سے روکتے رہے ہیں اور کبیرِ عظیم پر بندوں کے اکٹھے ہونے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ اس اجتماع کو وہ اسبابِ سلطنت کی تفریق کا سبب سمجھتے رہے ہیں۔ حالانکہ اس کی قسم میں کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی باگ ڈور ہے کہ احبابِ حق کی نظر ان امور پر متوجہ ہونے سے ہمیشہ مقدس رہی ہے اور ہنگی۔ ایسی باتیں یہ نفسد لوگ ہی اڑایا کرتے ہیں۔ اب اس وقت اکثر لوگوں کو ایسا توہم ہو رہا ہے کہ بے بندہ زمین پر حکومتِ کلی کا ارادہ رکھتا ہے باوجودیکہ تمام الواح میں ہم نے عہدہ شہادتِ قبول کرنے سے بندوں کو بچنے کی نصیحت کی ہے۔ کیونکہ زمست و بہتِ لاد کے ہوا اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بجز اس صورت کے کہ کوئی شخص محض منہ اکیلے حکومت قبول کرے کہ وہ اس طرح امر اللہ کی خدمت کرے گا۔ بادشاہ لوگ قدرتِ الہی کے مظاہر ہیں اور بادشاہوں سے جو کچھ مقصود ہے وہ محض عدل و انصاف ہے۔ اگر اسے مد نظر رکھیں تو حق کے ساتھ منسوب ہیں۔

بہت جلد پردے چاک ہو جائیں گے اور اسماء و صفات کی تجلی آشوبہ بندوں پر چھا جائے گی۔ اور سب کے سب بارگاہِ حق کے مقربوں کی قندیس اور تہذیب پر شہادت دے اٹھیں گے۔ کجا خود اس بلند ذات کی قندیس و تہذیب۔ ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ بندوں کو اپنی محبت و رضا کی توفیق و تائید عطا فرمائے۔ اور ان کی آنکھیں کھول دے تاکہ وہ اسے دیکھیں اور پہچانیں اور انھیں اس آفتاب سے جو جلوہ گر ہوا اور اس آسمان سے جو بلند ہوا اور اس نعمت سے جو نازل ہوئی اور اس چراغ سے جس کے نور سے زمین منور ہوئی محروم نہ کرے۔ بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اور وہ جو تو نے خواب میں دیکھا بے شک و شبہ حق ہے اور جیسا کچھ تو نے دیکھا وہی واقعہ ہو گا ہے۔ عنقریب خدا اس آفتاب سے ایسا نور اور ایسی قدرت ظاہر کرے گا جس کے مقابل سورج اندھیرا سا پڑ جائے گا۔ اور خدا کے مقابل تکبر کرنے والوں کے آثارِ مہلک و مہلک کے چہرے چمک اٹھیں گے اور بہت جلد تیرے پروردگار کے انوارِ حال اہلِ زمین پر چھا جائیں گے یعنی وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اگرچہ تفصیل کے ساتھ ذکر نہیں ہوا۔ لیکن جو کچھ مصدرِ امر سے نازل ہوا اس سے مقصود سمجھ میں آجاتا ہے۔ خواب کی تعبیر خود ظاہر ہے۔ اسے ہر ایک دانوا و بینا سمجھ سکتا ہے۔



وحدت کا گیت

خدا ایک ہے۔ اس کی قدرتیں بے شمار ہیں۔ حقیقت ایک ہے، اس کے ظہور رنگا رنگ ہیں۔ بیان ایک ہے زبانیں مختلف ہیں۔ گمانا ایک ہے، باجے طرح طرح کے ہیں۔ روشنی ایک ہے جہنیاں متعدد ہیں آفتاب ایک ہے کہ نہیں بہت سی ہیں۔ دین ایک ہے، احکام بکثرت ہیں۔ رُوح ایک ہے، اعضاء کئی ہیں محبوب ایک ہے، لباس بہت سے ہیں۔ وہ سب کا پیارا مالک بہت سی زبانوں میں بولا۔ بہت سے زبانوں میں بولا۔ بہت سے مقاموں پر بولا۔ مگر جیسے بولنے والا ایک ہے ویسے ہی اس کے بولنے کا مقصد ایک ہی ہے۔ اس نے سب کو ایک ہی تعلیم دی ہے۔ سب ایک زبان ہو کر اس کی تعریف میں وحدت کا گیت گارہے ہیں!

زبان، وید، گیتا، ہر ایک یہی ہے گاتا ✦ وہ ایک ہی خدا ہے ✦ وہ سب کو پالتا ہے
وہ سب پر مہرباں ہے ✦ وہ مالکِ زمان ہے ✦ معبود ہے وہ سب کا ✦ سب کا وہی سہارا
رستہ ہم بتا دے ✦ جس پر چلے وہ بندے ✦ جن کو ملی ہے نعمت ✦ بے تہ و بے ضلالت

مسلمان زرتشتی ہندو

ہم لوگ ہمیشہ اسی پر اٹھا کی حمد و ثنا کریں
وہ ہمارا پتارِ رحمت پالنے والا ہے۔ کس جلال والا
وہ تمام کمروں کا بھل دینے والا ہے۔

ہم تیری ہی اپنا سنار کرتے ہیں۔ ہم اپنے تمام
کاموں میں آپ کا سہارا چاہتے ہیں۔ اسے
خالقِ کائنات آپ ہیں جسے رستے پہلا گیا
جس پر چل کر آپ کے صحاح اور باطل بنے
سب دکھوں سے نجات پاتے امدادی نیرتوں
کو حاصل کرتے ہیں۔

(محبت وید)

ماہی ستائیم اہورا مزدا کی را کہ سرشہ کلینہ اشکارت
بخشا بندہ بخشاشکرت توئی آفرینندہ راستی توئی دادگر
اعمال جہانیاں۔ تو خود دے اہورا مزدا ورا پاک منشی
آمر ز گھو ما باش در کشور پاک منشی ورا و شفقی کہ
بوسے راستی دلالت کند۔ مانیز خواستاریم ادا
کسان شہیم تا ز بخشاشکرت تو بہرہ مند شویم
ہمارہ درکشیم کہ مورد غضب واقع نشویم۔
و شہرین شقی دروغ پرست خواہیم بود،

(گاتھا)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
الْزَّكِيَّاتِ الرَّحِيمِ
مَا لَيْكَ يَوْمَ الدِّينِ
يَا لَكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
سُكَّعِينَ اهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
وَالضَّالِّينَ

(قرآن مجید)

قلم علی می و نسلیه

ای دوستان حق! مقصود از عمل این رزایای متواتره و بلا یای مستابعه آنکه نفوس مولیّه باشند با کمال اتحاد با یکدیگر مسلک نمایند بشانیکه اختلاف و تشییت و غیرت از مابین محو شود و الا در حدودات مخصوصه که در کتب الهیه نازل شده - انسان بصیر و هیچ امری از امور نقصه بر او وارد نشود - آنچه واقع شود دلیل است بر غلبه شان او و با یکی نظریات او مثلاً اگر نفسی بشه خاضع شود از برای دوستان الهی این خضوع غنی بحقیقت بحق رجعت چکه ناظر بایمان است باشد در این صورت اگر نفس مقابل بشل او حرکت ننماید و یا استکبار از او ظاهر نشود شخص بصیر بشکل عمل خود و جزای آن رسیده و میرسد و ضرر عمل نفس مقابل بخود او رجعت و همچنین اگر نفسی استکبار نماید آن استکبار بحق رجعت نفوذ الله من ذلک یا اولی الابصار -

قسم باسم غلم: حیف است این ایام نفسی بشئونات عرضیه ناظر باشد بایستید بامر الهی و با یکدیگر بکمال محبت سلوک کنید فالصالحه المحبوبه تجبات نفسانی را بنابر احدی مستحق نماید و با وجه ناظره متبشره با یکدیگر معاشرت کنید کل سجایای حق را بچشم خود دیده آید که ابداً محبوب نبوده که شکی بگذرد و یکی از احب الی الهی از این غلام آزرده باشد قلب عالم از کلمه الهیه مشتعل است حیف است باین نار مشتعل نشوید - ان شاء الله - امید داریم که لید مبارکه را بسبب الاتحادیه قرار دهید و کل با یکدیگر متحد شوید و بطراز اخلاق حسنه مدو حزمین گردید و همیشان این باشد که نفسی را از غرقاب فنا بشریّه بقا هدایت ننماید و در میانه عباد بقصه رفتار کنید که آثار حق از شما ظاهر شود چه که شما سید اول وجود و اول مابین و اول ساجدین و اول طائفین قو الذی اظفنی بما اراد که اسمائے شما در مملکت اعلی مشهور تر است از ذکر شما در نزد شما - همان نکنید که این سخن و هم است یا لیت استم ترون ما میری ربکم الرحمن من علو شانکم و عظمت قدرکم و ستمو مقامکم نسئل الله ان لا تمنعکم انفسکم و اهواءکم عما قدردکم و امید داریم که در کمال الفت و محبت و دوستی با یکدیگر رفتار ننماید بشانیکه از اتحاد و شما علم تومید مرتفع شود و ایت شرک منهدم گردد و سبقت بگیری از یکدیگر در امور حسنه و اظهار رضا لله الخلق و الا مرفعل ما یشاء و بحکم ما یرید و ان الله هو المقتدر العزیز المتدیر

روح مبارک حضرت عبداللہ

بواحدہ ائمہ اللہ مس مار تاروت - علیہا بہائمہ اللہ الایہ - کاستین اموس - می می یارا - مسیس مل ہندو -
 ستر میکل شلی و ہشیرہ اش - مسیس برقا تاس - مسیس وکاس - ستر اسعد لہا - دکتہ دار لینک - ستر فرانیس -
 کیو خوش درسا نیوس - دکتہ ریس - وکس - سیس ہش - ارنو تو مندوزا - سوریٹا کارولینا - ستر امر کچو کمپندرہ

ہو اللہ

ای عاشقانِ حقیقت و خادمانِ عالمِ انسانی: چون از گلشنِ افکار و نوایای شما بوی خوشی بمشام میرسد
 لہذا سائق و حبدانی مرا بر نگارشِ این نامہ مجبور مینماید۔ ملاحظہ مینمائید کہ جهان چگونه بیکہ نگہ در افتادہ
 و اقلیمی چند بخونِ انسان رنگین گشتہ بلکہ خاک بخونِ نمر گردیدہ نازہ حرب چنان شعلہ فی زد کہ نہ در قرونِ اولی و نہ
 در قرونِ وسطی و نہ در قرونِ اخیرہ چنین جنگِ ہمیشی واقع گشتہ۔ سربا چون دانہ شدہ و حرب چون آسیاب۔ بلکہ اشد
 انان۔ اقلیم آبادیران شدہ و شہر بازیر و نہر گشتہ۔ و قرائِ مہورہ مظلومہ شدہ۔ پدمان بے پسر گشتند۔ پسران
 بی پدر شدند۔ مادر حار با تم نو رسیدگان خون گریستند۔ اطفال یتیم شدند۔ نساہی سرد سامان شدند۔
 عالمِ انسانی در سببِ مراتبِ تدنی نمود۔ فریاد و فغانست کہ از یتیمان بلند است۔ نالہ و ضنین است کہ از مادران
 باوجِ اعلیٰ میرسد۔ جمیع این وقائع منشأش تقصیب جنسی است۔ و تقصیب وطنی۔ و تقصیب دینی و تقصیب سیاسی است۔
 و منشأی این تقصیبات تقلیدِ قدیمہ است۔ تقلیدِ دینی است۔ و تقلیدِ جنسی است۔ و تقلیدِ وطنی است۔ و تقلیدِ سیاسی
 است۔ تا این تقلیدِ باقی بنیادِ انسان بر باد است۔ و عالمِ بشری در خطرِ عظیم۔ حال در چنین عصرِ نوزائی کہ حقائقِ جلوه نمودن
 و اسرارِ کائنات مکشوف گردیدہ۔ صبحِ حقیقت دمیدہ۔ جهان روشن شدہ۔ ایاجانہ است کہ چنین حربِ ہمیشی واقع گردد
 کہ عالمِ انسانی را بخیرانی سینمہ اندازد۔ لاواللہ۔ حضرت مسیحِ عموم بشر الصلح و سلام خواند۔ و حضرت پطرس مسرمد
 شمشیر را در خلاف کن۔ این بود وصیت و نصیحتِ حضرت مسیح۔ و لکن بیعِ مسیحیان حال سل سیوف نمودہ اند۔ چہ مناسبست
 حال میانِ این اعمال با آن نصِ صریحِ انجیل۔ باری حضرت بہار اللہ شصت سال پیش مانند آفتاب از افقِ ایران طلوع نمود
 و اعلانِ مسرمد کہ آفتابِ عالم تار یک است۔ و این تاریکیِ مہمہ شدہ و حر و بات شدیدہ دقوع یابد۔ و در زندانِ عکاد
 با پیر اطورا لمان صریحاً انتخاب میفرمایند کہ حرب شدیدہ واقع خواهد شد۔ و بر لین نال و ضنین خواهد نمود۔ و همچنین بپادشاہ ترک

در حالتیکه مظلوم بود و اسیر زندان او - یعنی مجنون و قطعہ عکاء بود و هر اعضاء مرقوم فرمود که اسلامبول بافتلابی عظیم گرفتار خواهد گشت - بدرجه اتی که اطفال و نساء بفریاد و غنان خواهند افتاد -
 خلاصہ جمیع پادشاهان و رؤسای مجبور مرقوم فرمود و هئاً واقع گشت و تالیفی بحسب شیخ حرب از تلم اعلی صادر شد و در جمیع آفاق منتشر گشت -

اول تخری حقیقت - زیرا تقالید انسان را بلید میناید - و چون تخری حقیقت گردد عالم انسانی از ظلمات تقالید رهایی یابد -
 و تعلیم ثانی وحدت عالم انسانی - جمیع خلق اغنام را بی و خداشمان مهربان - جمیع افتاد را فتن کبری دارد - بهیچوجه امتیاز نمانده است کلا تخری فی خلق الرحمن من تفاوت - کمال عباد لک صوکل من فضله یسألون -
 تعلیم ثالث اینکه دین حصن حصین است و لی باید سبب الفت باشد نه سبب عداوت و بعوضه - و اگر سبب عداوت و بغضاء باشد لزومیتی ندارد چه که دین بمنزله علاج است - اگر علاج سبب مرض شوند ترک علاج احسن است - و همچنین تعصب دینی - تعصب جنسی تعصب وطنی - تعصب سیاسی - جمیع این تعصبات هادیم بنیان انسانیت - و بیع این تعصبات سبب خونریزی است و در عالم انسانی لهذا این تعصبات باقی حرب همیش مستمر - علاج این مریض عمومی است - و صلح عمومی باید حکمہ کبری از قبل جمیع دول و ملل تشکیل شود و مسائل ملی و دولتی بآن حکمہ راجع - آنچه آن حکمہ کبری حکم نماید محسری - و اگر دوستی یا شکی تعلقت نماید عالم انسانی برکن دولت و وقت قیام نماید -

و از جمله مساوات میانه زن و مرد و جمیع حقوق و امثال ذلک بسیار - حال واضح و مشهود شد که این تعالیم حیات عالم انسانی است و بموجب حقیقتی - حال شما چون خدام عالم انسانی هستید باید بجان و دل بکوشید - تا عالم انسانی ازین تاریکی عالم بشری و تعصبات طبعی نجات یابد - و بروشنائی عالم الهی فائز شود - آنچه بدین جمیع قوانین و شرائع و بدای مطلق هستید - ایوم جزو بابی تعالیم عالم انسانی راحت و آسایش نیاید و این ظلمات منکشف نگردد و این امراض مزمنه شیفا نیابد بلکه رود برود سخت تر شود و بدتر گردد - بالکن آرام نگیرد - از اول بدتر شود - دول مغبوره آرام نگیرد - بهر وسیله تشبث نمایند که آتش جنگ دوباره شعله زند - حرکتیائے تازه ای عمومی تمام قوت را در تنفیذ مقاصد خویش مجری خواهند نمود - حرکت رشالیه خیلی اهمیت خواهد یافت و سرایت خواهد کرد - پس شما باطله نورانی و روحی رحمانی و قوتی ملکوتی و تائیدی آسمانی بکوشید که عالم انسانی را بموجبی ربانی گردید و سبب راحت و آسایش از برای بشر گردید - (ع ع) (حیفا ۲۸ جنوری ۱۹۳۰ ع)

نشر نفحات

شرح تشریف فرمائی جناب منی (مانگی) متہ از پنجگانی بہ پونہ الی حرکتشان بمبئی

دادہ شد۔

دھون روز یازدہم جولائی ۱۹۳۱ء مجتہد سبیلین بود و ایشان ہم می خواستند برای ترتیبات نطق عمومی در پونہ نقشہ پیشینہ و نمایندہ لہذا روز یازدہم تاریخ ساعت دہ و نیم صبح در محلہ مجتہد سبیلین بختیہل اجازہ حضور بہر سانیدہ پیشینہادات خود را راجع ب نطق در کالجہا انظار و تشریف بردند ہر روز عصر مرتباً در محل نشن ہنزل از ساعت ۵ عصر الی ۷ عصر تشریف آوردہ بادرشان حاضر و مبتدیان مذاکرات امری می نمودند باینکہ ملاحظہ حفظ صحبت ایشان اصرار در تشریف بردن ایشان بمنزلشان نیشد صراحتاً انہاسی کردند صحبت و امتراحت خود را در ملاقات و صحبت بادرستان الہی و مذاکرات امر بہائی می دانستند و بتائیدات غیبیہ الہیہ اطمینان کامل دارند از قضایا کتبہ از امتہ ان محبتہ مرمت شدہ بنادر محبت اللہ شیرین خانم فوجدار بہ جناب منی مٹ و وصول دادہ بود کہ بمناسبت تصادمیکہ بدستشان وارو شدہ است بمبئی آمدہ وکن است از روز ۱۹ جولائی ۱۹۳۱ء الی ۲۲ جولائی ۱۹۳۱ء کہ بہ پونہ تشریف آوردہ در ہر جمعیکہ متعین گرد و نطق عمومی ایراد نمایند۔ لہذا بصلاح محض روحانی پونہ در نگلیہ جرائد پونہ اعلام نطق ہای محترمہ شیرین خانم فوجدار اعلیٰ آمد و پنچہزار اوراق احتیاطاً و اعلام طبع و بواسل مقصودہ نشر گردید۔

روز ہفتم جولائی ۱۹۳۱ء بسلاستی وارد پونہ شدہ عصر روز پنجشنبہ محل نشن ہنزل پونہ با بعضی از دوستان پونہ ملاقات و مبادلہ افکار و اطراف انتشار امر ان و نطق در کالجہا پونہ پرداختہ ظہر روز ہفتم جولائی ۱۹۳۱ء کہ روز شہادت حضرت رب اعلیٰ ارواح الشہادۃ الفداء بودہ در محل محض در موقع تشکیل جلسہ دوستان تشریف آوردی ضمناً در کجورانی نطق مبنی بر توثیق و تحلیص اعتماد اللہ در خدمت امر اللہ نمودند نزدیک باختتام مجلس فائز علی خانم محترمہ شان نیز حضور بہر سانیدہ در جواب سوال یکے از دوستان حاضر بایشان فرمودند کتابہای بہائی را تا اندازہ مطالعہ نمودہ اند و امید دارند تحقیقات کاملتر بعمل آوردہ مثل شوہر محترم شان (جناب منی مٹ) خواہد شد (البتہ گوہر پاکستہ و مشمول فضل و حرمت و عنایت حضرت پروردگار خواہند شد) عصر ہمان روز ساعت (۵) عصر در محل نشن ہنزل پونہ تشریف آوردی از فیض حرارت ایمانی و مذاکرات روحانی خود جنابان آقا صاحبزادہ ہر فردا محلی و آقا اسفند یار و است اسروش و استاد بہرام موبد زادہ و امام الحرمین محترمہ شیرین خانم حیدر یار و مختارہ نوش خانم رستم آباد کہ حضور داشتند را محظوظ و مسرور نمودند و چند نفر مبتدیان ہم حضور بہر سانیدہ در ضمن صرف چائے و شیرینی القای بیانات الہی بایشان شد و کتاب تہجد اللہ و عصر جیدہ انگریزی بایشان

کہ تبارک اللہ احسن الخالقین۔

جناب منی مٹہ باکینفر از پراسرهای و محرکوزن کالج محکمیت
دولت از دوستان ملاقات نمودند هم آن معلم محترم و هم یکے از
محصلین آن کالج که در آن موقع حاضر بودند بسیار محظوظ و مسرور
این ملاقات و مذاکرات باجناب منی مٹہ نمودند و اظهار خوشنودی
و مسترت قلبی کردند۔ بشانیکه گویا تعلقات قلبی جناب منی مٹہ کان
پراسر محترم خود بخود حصول داده است جناب منی مٹہ بسیار
از اشخاص مهمه را در پونہ مطلع و مجذوب با مرالله نموده اند حتی
بوسیدہ مکاشفہ یا تلغونہ با اشخاص مخصوص صحبت امری مینمود
جناب منی مٹہ در پونہ گذشتہ از ملاقات با اشخاص مستعدہ
و مهمه کتب تہیاء اللہ و مصرعہ بدیع انگلیسی و غیرہ بسیار
از اشخاص بوسائل ممکنہ ارسال داشته اند و اقدامات
ایشان کہ توأم با یک حرارت محبت اللہ و خلوص نیت و
جدت کامل بود بسیار برای آتیہ پونہ امید بخش است و
دوستان پونہ درود جناب منی مٹہ را در پونہ طلوع آفتاب
سعادت برای خود میدانند۔ زیرا آن اقداماتیکہ بخاطر فایزید
بوسیدہ ایشان علمی و اجراء شدہ چنانچہ جمال مبارک اہلی درکبات
مکنونہ میفرماید قولہ مبارک و قال فی تہنیکو است حال آن
غنی کہ غنا از ملکوت جادوئی منتشس نناید و از دولت ابدی
محرومش نگر داند۔ متمم باسم اعظم کہ نور آن غنی اصل آسمان را
روشنی بخشد چنانچہ شمس اصل زمین را۔“

جناب منی منہ بسلامتی روزِ نسبت و نہ جولائی ۱۳۸۵ء
روایتِ بیہی شدہ نہ صاحبِ کامل و موافقتِ تامہ ایشان را
آستان اقدس اہلِ سائلم۔

(از طرق مختلف روحانی بهائیان پونہ) موبدزادہ منشی

ولهذا ساعت ده صبح روز ۲۰ جولائی مسکنه در محل
ککن تائیز پونه بصدرت جناب محترم سنی مشہ و حضور متجاوز انجکھزار
نفر جمعیت موضوع (دستور برای عالم جدید) و عصر در محل پونه
بحضور احباء اللہ و امام الرحمن پونه نطق بسیار مؤثر و پیچ و تشنگی
بلغت پادسی بسیار بلخ و عالی و بچنانی بزبان آردو و مبناسابی ایراد نمود
در ساعت ۱۲ بعد از ظہر یوم ۲۰ جولائی در فرگون کالج محترم
سیاست پرینیپال محترم آن کالج و در موضوع (طریق صلح عمومی) بحث
نمودند و پرینیپال (مدیر محترم کالج) توضیحات تشنگی در ملز
نطق محترمہ فخرین خاتمہ فوجدار دادند۔

در ساعت پنجم عصر روز ۲۳ جولائی ۱۳۵۷ در ایمن - پنی
کالج پونه در محبت ریاست محترم از پانصد بار (متمم) آن کالج محبت
عنوان (اپیا میر عبد) صحبت نمودند و در ساعت پنجم همان روز
در وادیا کالج بمبئور جمع در موضوع (ضروریات مقتضیات عالم جدید)
(قرن حاضر) و در ساعت ششم بعد از ظهر ۲۳ جولائی ۱۳۵۷
در وادیا کالج در موضوع (جوانی و دیانت) بطرز بسیار عالی و تشنگ
ایرا و لطف نمودند و در وادیا کالج جناب پرنسپل جناب مدیر تکی وادیا
کالج در هر دو جلسه لطف در وادیا کالج کرسی صدارت را اشتغال نمودند
و نسبت بمقتضیات امر مبارک تہائی و اہمیت لطف امتہ اللہ محترمہ
شیرین خانم فوجدار بیانی لمبی را بمعرض انکار دعوی گنہ اشتہار در
ہر یک از جلسات لطف محترمہ شیرین خانم فوجدار شاید متجاوز از
یکہزار و ہزار پانصد نفر جمعیت بودند و بسیاری سوالات متفرقہ
پرسیدند و امتہ اللہ محترمہ شیرین خانم فوجدار فی البیہہ جواب
شان می دادند فی بحقیقت خلوص نیت جناب منی مہرہ حلیت تائیدات
الہیہ نمود کہ بظاہر ظاہر جلوتہ تائیدات مشہود بود و محترمہ شیرین خانم
فوجدار بطرز صحبت در انجمنی و ایراد جواب سوالات ہر کس نمودند

بشارت امریہ

(امرا اخبار امریکی حیناً شہر البہاء ۹۸ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء عکد ۱۷۹)

پہلیہ یومیہ در تقویت اساس امر در کلیہ ولایات مشغول۔
در دوم اپریل کنفرانسی در کالگری Calgary منعقد
و گیتی در کتابخانہ عمومی نہادہ شد۔

دورس اسکینر در موصیبت در ولکان VULCAN و
«مونٹون» EDMONTON شدند۔ سس موسکروپ ہم
مازم بر جینا Regina برای دو ماہ توقف گشتند
ہمچنین دعوت بنقطہ دیگر شدہ اند خلاصہ عملیات سالیانہ در وینیکا
آنکہ تجاوز از ۳۰۰ نفس اطلاعات کاملہ از تقایم مبارکہ یافتہ اند
ویک ہیئت تحصیلیہ چندین ماہ مشغول مطالعات بودند۔ در ولکان
و سینکٹون بریشیش کولومبیا امریخ در ترویج راپورہائی ششی
از تورنتو از دورس ماہ کی رسیدہ ۵۵ روز در آن مدینہ و
ہیملٹون صرف نمودہ اند مرقوم داشتہ اند ابدائی دانستم چنین استعداد
در خلق انجیا موجود است سیزدہ مجلس منعقد شد و تقریباً با پنجاہ
نفس جدید ملاقات گشت و محض روحانی نیز تائیس شد۔

حتی بیکر بطرت سینکا حرکت نمودند بعد از آنکہ پنج تقریر
در جوینو تمایل با نمونہ و انجیا نفس دیگر را مطلع از امر ساختند
و حال مجلس خصوصی در این مرکز جدید دارند و با مدیر روزنامہ ملی شوق
کہ عند الذم مقالات امریہ را طبع و منتشر سازند ؟
(باقی آئندہ)

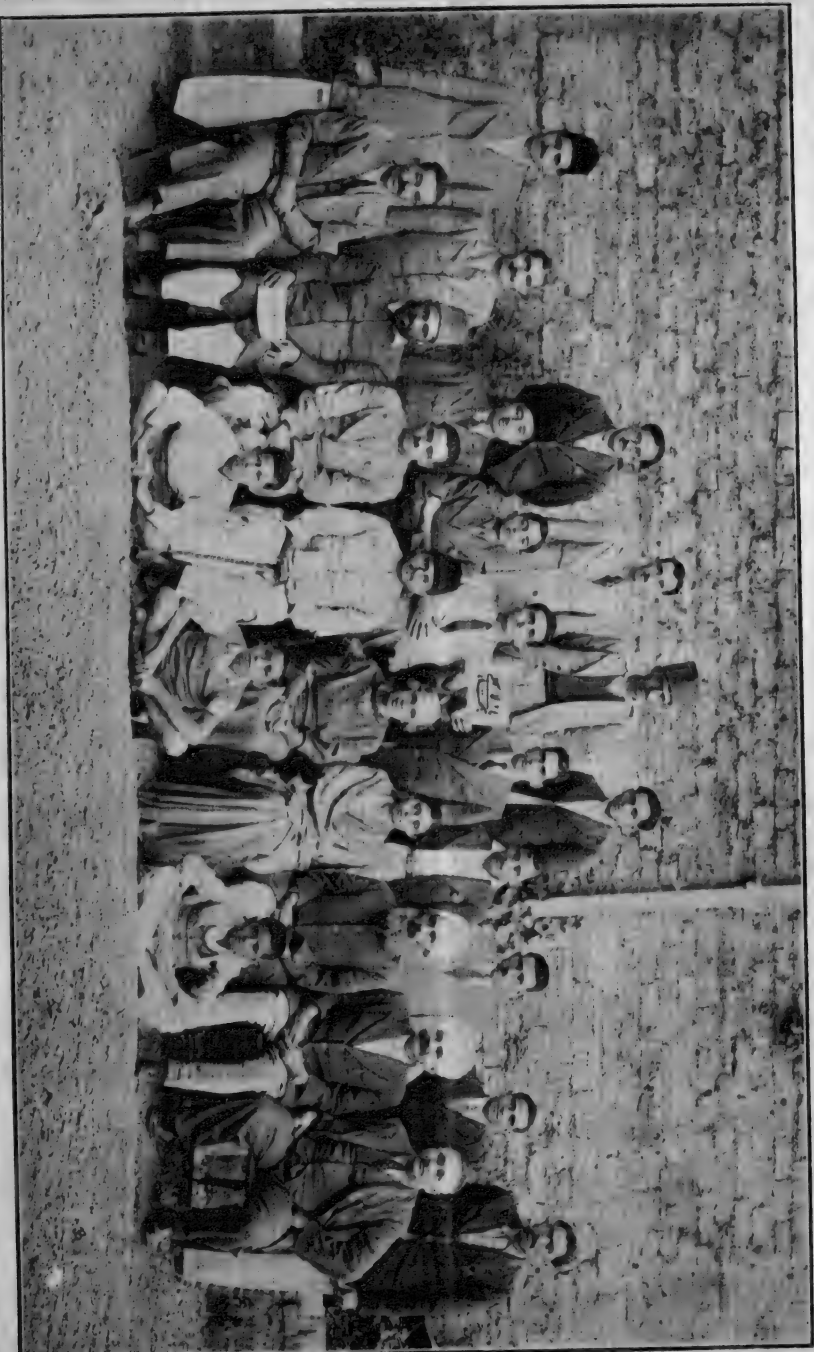
عظم بشارت کہ علت بہجت و مسرت قلوب یاران
عزیز الہی است مرقومہ مصحت و عافیت وجود اقدس مبارک حضرت
ولی امر اللہ ارواحنا لا لفظ العداست امید از غنایات رحمتہ
چنان کہ این مہبت سبحانی و محبت و نعمت ملکوتی بدوام التل
و التہار باقی و پایدار و ثابت و برقرار ماند بفضلہ کمہمہ جودہ تعالیٰ
اخبار روحانیہ و بشارت امریکہ کہ جمیع دال بر نشہ نجات اللہ
و اعلاء کلمتہ اللہ و خدمات و جافشانی یاران در گاہ محبوب کینا است
سبقت مبارکہ دارد۔

در اینموقع ترجمہ بشارت نمودہ جبہ در بہائی نیز امریکا
مورخہ ستمبر ۱۹۳۰ درج میگردد۔ حضرت عبدالہیاء می فرمایند:

«این جنگ عالم سوز میان شعلہ فی در دلہا برافروخت
کہ شرح نتوان داد و تمام مالک جهان از روی صلح و
مستولی را زکار دانشندان شدہ ہیچ نقش نیست کہ
تنہای صلح داشتی بکنند یک حالت عجیبہ از قبول ملاحظہ
میشود این از حکمتہای اللہ الہیہ است تا استعداد
حاصل شود علم وحدت عالم انسانی طبت گردد و اساس
صلح عمومی و تقالیم رحمانی در شرق و غرب نہادہ شود و
انتشار یابد»

متلغین کنادائی بدولی مہالات بو ضعیات جنگ حوادث

THE FIRST SUMMER SCHOOL OF THE BAHAI'S OF INDIA & BURMA HELD AT SIMLA,
IN PRESENCE OF LATE MISS MARTHA L. ROOT. IN THE YEAR 1938.



اولين مدرسه تابستاني بهائيان هند و برما باحضور مس ملرنا روت در سيميله سنه ۱۹۳۸

مُنَاجَاتِ بَرِّ اے مَن مَصلَح

هُوَ اللّٰہ اے پاک بزدان بے زباید و بچا پرگان برس اے خداوند مہربان بر این المُنَالِ تَیْمِ رَحْمِ فرما۔ اے خالقِ جہانِ ان!
 این آتشِ افرختہ را خاموش کن اے خداوند بی نیاز ازین سبیل شدید را قطع کن اے دادرس بے نیاز از یتیمان برس اے
 دادوستدِ حقِ مادرانِ جگر خون را تسلی دہ اے رحمانِ سیمِ جہشیمِ گرمانِ دہلِ سوزانِ پدرانِ رسمِ فرما۔ این طوفانِ را ساکن کن و
 این جنگِ جہانگیر را بصلح و اشتی مبدل فرما۔ تویی معتمدِ رَوْدَنَا و تویی بینا و شنوا
 ع ع

آوازِ رُوحِ یَا صَوْتُ مَنَاجَاتِ مِیْسِ مَارِ تَارُوت

عجب نیست کہ در این ایام کہ درین صفحہ گرامفون از آسترالیا پس از سہ ماہ وارد ہندوستان و ہر کجی پانزہ روپیہ تمام شدہ است وقتی یک
 بانگِ اللہ پہلی از سخن آشنای روحانی خود میشنوید میگوید باز ہم ارزان خریدہ آید۔ لہذا خواہست نمود تری سفارشات خود را بمثنیٰ لجنہ نشریات
 امری توسط بہائی ہال کرچی مرقوم دارد زیرا فقط دو از ہفتہ این ریکارڈ صفحہ گرامفون کہ در جعبہ ہای را دیو ہم میشوہ بجا برود از آسترالیا وارد
 قیمت ۱۵ روپیہ و خرچ ہست اضافہ است اما باز ہم ارزانت۔
 توضیح بر صفحہ مذکور و طرفہ و دارای مناجات و لوح احمد و شرح آن و تفسیرات اللہ پہلی از ایمانی قدس سر و مکلفین و تبلیغات میس مار تاروت میباشد
 کہ چند ماہ قبل از وصولشان در آسترالیا اسند نمودہ اند۔

۲

کتابہائیکہ میتوانند شمار از نشر و شور جہان و صحبت ہای جنگِ عدال در کنار کشیدہ با سرور روحانی مشغول گردانند ہاں کتاب بدیع الآثار
 جلد اول و ثانی کہ دارای حکایات شیرین و نصائح معصرت عبدالہیاب و حکمہای رنجنازک و لغتِ تسبیح از ارواہادار یکا میدیاشد۔ قیمت ہش از جنگ
 شش روپیہ بود۔ حال ہم جلدی سہ روپیہ و دو جلد ہای شش روپیہ است۔

۳

از آقا یانیکہ توفیق توصیف بشارت غلطی نوشتہ مثنیٰ لجنہ نشریات ملی را قدر دانی کردہ اند و تبریک گفتہ اند اظہار امتنان نمودہ و ماکرم
 این عطیہ خداوندی با تائیدات الہی طوسہ بطبع رسید کہ حتی مدیر چاپخانہ اظہار بخیر از فرام آمدن اسباب آن میناید و میگوید دست فنی مدد
 نمودہ است لہذا خواہست طالبین خصوصاً محفل روحانی سفارشات خود نمود و تری لجنہ فرستند کہ مسائل طبع ہمچہ کتابچہ بزودی میسر نمیشود
 ہدیہ فقط ۱۲

مجموعہ سخن تمی پرتز۔ پیشہ وادیشترے۔ جیدہتی پریس تیاران دہلی میں چھپا کہ دفتر پیر و رولبانغ فی دہلی سے شائع کیا

ماہنامہ پیامِ مسرت نئی دہلی

جلد دوم اکتوبر ۱۹۴۱ء نمبر دوم

الہا معبودا ملکا

لے خدا اے معبود اے بادشاہ

حمد و ثنا سزاوار تو است چہ کہ از مشتے تراب خلق را۔ خلق فرمودی و گوہر بینش
مرد و ثنائی تیرے ہی لائق ہے کہ مشت خاک سے جسے خلق کو پیدا فرمایا اور بینائی و دانائی کا جو ہر
ودانش عطا نمودی۔ اے کریم از تومی طلبیم آنچه را کہ سبب حیات ابدی و زندگی سرمدیت
عطا کیا۔ لے کریم ہم تم سے وہ چیز چاہتے ہیں جو حیات ابدی اور دائمی زندگی کا سبب ہے
مارا محروم نہا و جو دان وجودت موجود اور از طراز عنایت منع مفرا و کل را تجلیات انوار تیر تو حید
ہیں محروم نہ فرما۔ عالم وجود تیری بخشش سے موجود ہے اسے اپنی عنایت سے دور نہ رکھ۔ سب کو آفتابِ توحید کی روشنیوں
منور گرداں لک الامرفی المبدأ و لما اب و لك الحكم یا مالک الا یجاد
سے منور کر دے۔ آواز و انجام میں تیرا ہی امر ہے۔ اے عالم ایجاد کے اور تمام بندوں کے مالک! تیرا ہی

و مالک العباد
حکم نافذ ہے

محبوب جلوہ گر ہے

جس نے تمام پیغمبروں کو برپا کیا اُسی نے حضرت باب و حضرت بہاء اللہ کو مبعوث فرمایا جو ہمیشہ سے امرِ دینی کا مالک و مختار رہے وہی آج اور اب تک فرماں روا ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی اُس کا شریک نہ تھا۔ نہ ہے نہ ہوگا۔

اُس کا کلام بادِ بہار ہے جس سے اشجار و وجودِ تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ فرزندانِ مہدی پدھرِ بہان کی آواز سننے اور محبت کی مہک پانے ہیں۔ پیاسے آپ حیات کی سرسراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ مقربین۔ رحمتِ رحمن کی خوشگوار ہواؤں کے جھونکے چلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مخلصین جلوہ جمال کے انوارِ مشاہدہ کرتے ہیں۔ عاشقوں کو قرب و وصال کی نشانیاں ملتی ہیں۔

نورانی دنیا کے رہنے والے اس کی وحدت کا اقرار و اعلان کرتے ہیں۔ وہ اپنے محبوب کے آثارِ انوارِ مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ تمام جہان کو خبر دیتے ہیں کہ سب کا محبوب جلوہ گر ہو گیا ہے۔ وہ دن آگیا ہے جس کا انبیاء کرام دلوں اور زبانوں سے ذکر کیا کرتے تھے اور جو تمام مرسلین کے نوشتوں میں درج تھا۔ اب وہ ظہورِ اعظم نمودار ہو گیا ہے جس کی ایشاتِ شریع سے آج تک ہوتی آئی ہے۔ سرستہ راز آشکار ہو گیا۔ سر ہمہ شراب ظہورِ کھول دی گئی۔ اب بھی اہل حجاب اپنے محبوب سے بے رخی کر رہے ہیں بیانِ حقیقت کا جام پینے والے یقین کھتے ہیں کہ یہ وہی مدد ہے جس کا ذکر فرقان میں رحمن نے یوں فرمایا ہے جس دن لوگ رب الغلین کیلئے اٹھ کھڑے ہوں گے

اس ظہور سے عالمِ امکاں کے بلند ترین مقام پر عرفان کا جھنڈا نصب کر دیا گیا ہے میان کا سمندر موجزن ہے رحمن کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی ہے۔ خدا کی کتاب جو اب مجرّام ہے اس کے پیچھے چلے بغیر کوئی کتاب کسی کو فائدہ مند نہ ہوگی آفریقہ ابھی نمود ہو گیا ہے۔ بقعہ نورِ خیرِ عظمت بلند ہے۔ خدا کی خوشنودی پورے ہو گئے ہیں۔ میان کی ٹہیلی ہزار داستانِ اونچی شان پر غنیمت سرا ہے۔ اہل عرفان۔ مطلعِ عرفان کی طرف متوجہ ہیں۔ تمام اہام کے گردِ غبار کو دُور کر کے ہیں منظرِ الہی کو دیکھ رہے ہیں اور ندامت مند کر رہے ہیں اسی دن کا عہد و میثاقِ خداوندِ عالم نے بہرِی و ہر دلی سے لیا تھا۔ انھوں نے حجابِ اکبر کو نظر کے سانسے سے ہٹا دیا ہے۔ اور کلماتِ الہی کے آپ کا کثر سے اپنے دلوں کو غسل دیا ہے۔ اپنے سینوں کے آئینوں کو صاف و شفاف کر لیا ہے۔ اور ان پر نورانی حروف سے لکھ دیا ہے کہ ملکِ خدا کے مالک یوم الدین کا ہی ہے انھوں نے قوم کی غلط باتوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس حقیقت کو دلوں پر نقش کر لیا ہے جو علمِ الہی کے افق سے نمودار ہوئی ہے وہ عیانا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آیاتِ الہی آفاقِ عالم پر چھا گئی ہیں۔ اور مبینات ایسے شان سے ظاہر ہوئی ہیں کہ انکار ناممکن ہے۔ پھر بھی کسی امرِ عظیم کے بارے میں نظر کی خطا اور نفرتش پا کوئی اچھٹا نہیں ہے۔ خاص کر ان لوگوں سے جو قوم کے کبر و استبداد سے سبھے ہوئے ہیں۔ اور غیر اللہ سے ڈرتے ہیں۔

طو پر بولنے والا۔ بول رہا ہے۔ لیکن غفلت کے ماتے بے خبر

انسان قابل مواخذہ نہیں ہے تو اس ظہور کا انکار کر کے بھی یقیناً قابل مواخذہ نہیں ہو گا۔ وہ بھی حق ہے یہ بھی حق ہے۔ تمام پیغمبر اور حضرت باب و حضرت بہاء اللہ ایک دوسرے کے مقصد بق اور شاہد و مشہود ہیں بلکہ حقیقت واحدہ کے مظاہر ہیں جو اس ظہور کو قبول کرنے میں تامل کر رہا ہے وہ کسی ظہور کو بھی اپنی ذاتی بصیرت سے نہیں پہچانتا۔ اگر کسی ظہور سابق کو سچا کہتا ہے۔ تو وہ صرف رسمی و تقلیدی ہے۔

اے دوستان حق! مبارک باد۔ تم نے اپنے محبوب کو پہچان لیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس کی رضا پر گامزن ہو۔ دونوں جہان کی نعمت حاصل ہو گئی۔ محبوب تمھاری طرف متوجہ ہوا اور تمھارے چہروں پر وفا کا نور دیکھ کر خوش ہوا پوری قوت استقامت سے مرکز حقیقت پر قائم رہو۔ اور تمام نوع بشر کو اس لازوال نعمت کی طرف دعوت دیتے رہو۔

طلحہ بنی لکھو و حسن مآب۔

(علی)

ہیں۔ تمام پیغمبروں نے اسی کی بشارت دی تھی لیکن امتیں اپنے محبوب کو خود کو شناخت کرنے سے محروم ہیں۔ ہاں جن کی آنکھیں کھل گئیں ہیں وہ جمال دوست کے جلوے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس نعمت پر خوشیاں منا رہے ہیں اور وہ اس فرخ اکبر سے محفوظ ہیں جس نے تمام نوع بشر کو گھیر لیا ہے۔ وہ رحمت پروردگار کے نجات دہانیاں پھیلا رہے ہیں اور رحمت و برہان الہی سے قلوب کو روشن اور قوی بنا رہے ہیں۔ اہل عالم کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ فضل کا دروازہ کھل گیا ہے۔ آؤ آؤ اس میں داخل ہو جاؤ۔ بھائی قوموں کی طرح شک و شبہ میں مبتلا نہ رہو۔ یہی وہ ظہور حق ہے جس کی بشارت حضرت محمد رسول اللہ نے دی تھی اور ان سے پہلے حضرت روح اللہ نے۔ ان سے پہلے حضرت کلیم اللہ نے بلکہ تمام نبیوں نے مژدہ سنایا تھا جو شخص اس ظہور کو حق نہیں مانتا وہ کسی ظہور کو سچا ثابت نہیں کر سکتا اگر اس ظہور پر ایمان لانے سے کوئی مجرم ہو سکتا ہے تو پھر حضرت محمد علی نبی موعود علیہ السلام پر ایمان لانے سے کیوں ملزم نہیں۔ اگر پہلے ظہورات کا انکار کر کے

بہائی سمر اسکول

اگرچہ بہائی سمر اسکول نہایت خوبی کے ساتھ چل رہے ہیں اور نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں چند سال سے سمر اسکول کے انعقاد کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔

اس سال بہائی سمر اسکول ۱۵ اکتوبر سے ۲۲ اکتوبر تک سورت میں منعقد ہوگا۔ مختلف اطراف کے احباب شوق کے ساتھ آئیے گئے۔ درس بلاوجہ مبارکہ۔ اہم مضامین پر مذاکرات اور مختلف مذاہب و تحریکات پر لکچر ہوئے گئے +

کمال استقامت

حضرت بہاء اللہ جل اسد الاعلیٰ ایک گفتار و کردار ایک لوح میں فرماتے ہیں۔

لے مردمان گفتار را کردار باید لے لوگو! گفتار کیلئے کردار کی
چہ کہ گواہ راستی گفتار کردار ضرورت ہے۔ کیونکہ قول کی پچائی
است۔ کا گواہ عمل ہے۔

کتاب اقتدار صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں :-
اَصْدَقُ مَا بَيْنَ اَيْدِيكُمْ حِرْفَتُكُمْ میں تمام کتب اور صحائف
گتُب اللہ و صحائفہم۔ الہی کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو تمہارے
پاس ہیں۔

یہ میں عصر حاضر کے مرتبی اہم کے اقوال جنہیں آپ نے اپنی
چالیس بلکہ پچاس سالہ پرآلام زندگی میں اپنے اعمال کی شہادت تو
سچا کر دکھایا۔ ایک انسان پر امن زندگی میں اپنے اقوال و اعمال
کی ترازو میں پورا اترے۔ پچاس سال سوسائٹی کے خلاف ایسے
عقائد کا باندھ رہا ہو۔ جن عقائد کا اظہار اسے واجب النقل قرار دیتا
ہو۔ ملک کے بچے۔ بوڑھے۔ عالم۔ جاہل سبھی حکومت بھی درپردہ
اُن عقائد کی مخالف ہو۔ اور وہ شخص اُن عقائد کی بدولت ہر عالم
و جاہل کے لئے وہ باعثِ تحقیر و تذلیل ہو بدترین قید اور شکنجہ و بید
وغیرہ سزاؤں کے علاوہ گونا گون غیبتوں میں مبتلا رہا ہو۔ عوام و
خواص کی کوہ شکن طاقت کے سامنے اس کا قائم اور نمودار رہتا۔
یقیناً دنیا بھر کی طاقتوں کو ہلا دینے اور عاجز کر دینے کے مرادف
ہے۔ آپ صحیفہ طرازات میں فرماتے ہیں :-

”اس مظلوم نے کسی وقت بھی اپنے آپ کو نہیں
چھپایا۔ اور ہمیشہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے موجود
رہا۔ ہم نہ کبھی بھاگے اور نہ رو پوش ہوئے۔ بلکہ ہم
سے جاہل بندے بھاگتے تھے۔“ ترجمہ طرازات صفحہ ۱۸

مخالفت کی بیڑی ہوئی آگ میں مخالفین کے سامنے رہنا اور
اپنے اقوال و اعمال کی ترازو میں پورے اترنا۔ بجز اس کے ممکن نہیں۔
کہ ایسے شخص کے قلب میں ایک زبردست قوت و ویت رکھی
گئی ہو۔ اور پس پردہ کوئی غیبی طاقت اس کے قیام و سلام کا
موجب ہو۔

اوریانوئل کا ایک واقعہ ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۶ھ
میں جس ظلم و تعدی اور
قتل و تلبی سے آپ کو عکا کے کالے پانی کی طرف لیجا یا جا رہا تھا۔
یہ واقعہ دیکھ کر فرانس کے نائب قونسل کا دل پارہ پارہ ہو گیا۔
اس نے دولت عثمانیہ کے مامورین سے حضرت بہاء اللہ سے
آدھ گھنٹہ ملاقات کی اجازت چاہی۔ جو اس خیال سے دیدی گئی
کہ نائب قونسل دولت عثمانیہ کے نزدیک مہتمم المدولہ تھے۔
قونسل مذکور نے حضرت بہاء اللہ عزہ السلام علیٰ کو خلوت میں بلایا
کہا۔ کہ آپ اسلام سے اپنی بیزاری اظہار کیجیے۔ اور خود کو دولت
فرانس کے تابع ظاہر کیجیے۔ تاکہ ہم آپ کی امداد کر سکیں۔ اور عزت
و احترام کے ساتھ آپ کو یورپ میں پہنچا دیں حضرت
بہاء اللہ جل اسد الاعلیٰ نے جواب فرمایا۔ کہ :-

مصائب ہی صرف وہ چیز ہیں جو امر انبیا علیہم السلام کے قیام میں مدد معاون ثابت ہوئیں۔ اور انہی مصائب نے دین اللہ کے درخت کو پھل دینے والا بنایا۔“

جب فرانسیسی نائب قونسل نے یہ کلمات سنے۔ آپ کی استقامت کے ارادہ سے متحرک ہو گیا۔ اور اپنے پیشکار سے کہا کہ مجھ تعجب ہے۔ کہ میں نے اس شخص میں صدق اور سچائی، منافات اور معاملات کی صفائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ یہ کیا طاقت ہے اور کیسی استقامت ہے۔ کہ کوئی حادثہ اسے پریشان نہیں کرتا۔ اوکی واقعہ سے ہل سا نہیں ہے۔ بلا شک و شبہ یہ مقدس انسان ایک نہایت بلند مقام اور عالی رتبہ پر فائز ہو گا۔ کیونکہ اس کا مقصد بہت بڑا۔ اور اس کی راہ سیدھی راہ ہے۔

ایم اے صافی

بشارت عظمیٰ

”بشارت عظمیٰ“ ایک مجموعہ مناجات جس میں حسب ذیل مناجات والواح درج ہیں۔ نماز کبیرہ۔ دعائے وضو۔ نماز وصال۔ نماز صغیر۔ لوح احمد۔ دعائے شفاء۔ خطبہ ازدواج۔ سوتے وقت کی دعا۔ دعائے صبح۔ گھر سے باہر جانے وقت کی دعا۔ دعائے صبح و شام۔ مناجات خواتین۔ اپنی مغفرت کے لئے دعا۔ مروجین کے لئے دعائے مغفرت۔ نماز جنازہ۔ اپنی حفاظت کے لئے دعا۔ مناجات طلب تائید الہی۔

پاکت سائز کے، صفحات ہیں۔ کتب دوزخ میں خوبصورت چھپی ہوئی اور جلد ہے اہل عربی کے نیچے اردو ترجمہ بھی دیا گیا جس سے شخص باسانی مناجات کا مفہوم سمجھ کر روحانی کف حاصل کر سکتا ہے قیمت پارہ آٹھ۔

میلنے کا پتہ: سکرٹری پبلشنگ کمپنی دیب چند اور جھاروڈ۔ کراچی

”ہم اپنی رضا و رغبت اور اپنی انسانی و دھرمی مصیبت کے پھیلنے کیلئے تیار ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک مصیبت کے ظہور کے منتظر ہیں۔ اور اگر ہماری اپنی یہ خواہش نہ ہو، تو بھلا کس کو طاقت تھی کہ ہم پر سختی کر سکتا۔ اور میں جلاوطن اور یثرب کی تکالیف دے سکتا۔ آپ پر واضح ہو جانا چاہئے۔ کہ ہم اپنی جسمانی راحت کی خاطر اپنے دینی عقائد کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور حق کو باطل اور باطل کو حق نہیں سمجھ سکتے۔ ہم دین اسلام کو برحق جانتے ہیں۔ اور خود اس دین کے موعود ہیں اور دین اسلام کی اصلاح کیلئے خصوصاً اور دوسرے جہادیان کی اصلاح کیلئے عموماً ہم منجانب اللہ مامور ہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اس ہیئاری کا اظہار کریں۔ کیا اس لئے کہ ہماری جان محفوظ ہے؟ حالانکہ ہماری جان کی سلامتی استقامت ہی میں ہے۔ (سنئے!!) میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حق کی پیروی میں استقامت اختیار کرنا یقیناً ہماری سلامتی کا حوالہ دے گا۔ اور جلد مصائب ہمارے دماغ و مقصد کو یقیناً تقویت دے گا۔

بائبل و رضا و خود و طیب خاطر خویش۔ محل ہر بلائے را حاضر و غایب نہ ہر قضاے را منتظریم والا کسے را قدرت نبود کہ بر ما قادی نماید و نفی و جس مارا القدی کند و یقین بدانید کہ ہرگز برائے راحت جسم از عقاید و دھانیہ نمیکند یم و حق را باطل و باطل را حق نمی شمیریم بادیان را با حق میدانیم و خود موعودیم و از جانب خدا مائے اصلاح آں خصوصاً و سائر ادیان عموماً مامور شدہ ایم پس چگونہ ممکن است کہ از آن بنیاری جو یکم با میدیکہ جان سلامت برمد و حال آنکہ سلامت نیز در استقامت است اکنون بشا اطمینان میدہم کہ استقامت مادر اتباع حق مورث سلامت خواهد شد و ایں بلایا مقصد مارا تقویت خواهد کرد۔ بلاست کہ بر قیام انبیا ترتیب اثر داده و شجرہ امر اللہ ابھر رساندہ۔

حضرت باب

(مختصر شیریں فوجدار کے قلم سے)

نوجوان کا نام باب تھا۔ آپ بچپن ہی سے تقویٰ اور نیکی کیلئے مشہور تھے۔ آپ شکل و صورت کے حسین تھے اور آپ کے چہرہ و رعب داب ٹپکتا تھا۔ دوست و دشمن اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ بہت کچھ دیندار تھے۔ لوگ آپ کو انسانی نیکیوں کا کامل اوتار کہا کرتے تھے۔

آپ کی عمر ۲۰ سال کچھ مہینے کی تھی جب آپ نے بڑے بڑے علماء کے سامنے ظاہر کیا کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو اس ساعت غلطی سے خبردار کروں جو خدا کے ظہورِ عظیم کا وقت ہے خدا کا یہ ظہورِ عظیم دنیا کو متحد کرنے کے لئے مامور ہو کر آئیگا۔ حضرت باب لوگوں کو حضرت بہاء اللہ کی آمد کے لئے تیار کر رہے تھے جو دین بہائی کے بانی ہوئے۔

علماء جانتے تھے کہ اس نوجوان نے سوائے اُس ابتدائی تعلیم کے جو اُس وقت کے بچوں کو دی جاتی تھی اور کوئی تعلیم حاصل نہیں کی اس لئے جب اُنھوں نے آپ کو ایسی باتائی اور حکمت کی باتیں کرتے دیکھا تو اُن پر پہلا اثر جو ہوا وہ حیرت و استعجاب تھا جب اُنھوں نے سنہا لایا تو بہت سے اُن میں سے حضرت باب پر ایمان لائے مگر اکثر کی رنگِ عصیبت بھڑک اُٹھی۔ علماءِ شیعہ کا غیض و غضب جوش میں آگیا۔ ان لوگوں نے متحد ہو کر حضرت باب کو کچل ڈالنے پر مکر باندھی اور آپ کے خلاف فتادہ جاری کر دیے۔ صوبجات ایران کے کچھ گورنروں نے ان

تباہ کن جنگ کے شغلوں میں لپٹی ہوئی دنیا حیران و پریشان ہے۔ ان مصیبتوں کا علاج ڈھونڈ رہی ہے تلاشِ درماں میں ادھر ادھر دیکھ رہی ہے اور ڈر رہی ہے کہ کہیں تمدن و تہذیب بالکل ہی ملیا میٹ نہ ہو جائے۔

چار ہزار برس پہلے سدوم و عمورہ کے باشندے جن پر خدا کے غضب سے آگ اور گندھک کی بارش ہوئی تھی جو انہی کے نشانِ عبرت بن کر ہمہ مدار کی شکل میں موجود ہے آج کل کے انسانوں سے بدتر و پست تر نہ ہوں گے۔

ہم ہر روز اخلاق کے بگڑنے۔ شہواتِ نفسانی کے بڑھنے۔ لالچ کے زیادہ ہونے۔ اور انسانی وحشت کی شکایتیں سنتے ہیں جنھیں منکر جھگل کے درندے بھی شرمندہ ہوتے ہیں۔ کثرتِ کوریانِ عسرت کی فراوانی پاتے۔ وحشیانہ قومیت کی عصیبت اپنی اقلیم کی حدود کو وسعت دینے کے لئے کمزور قوموں پر چر کرے میں خوش ہو رہی ہے۔

اس ٹھیکانی اور اس تمام دھاندلی کا سبب خدائی علم و محنت کی کمی ہے۔ اخلاق جن کی پشت پر دین کا سہارا نہیں وہ طوفانِ زندگی کے تھپیڑوں کی مقاومت نہیں کر سکتے۔ ایسے اخلاقی سلسلے اُس گھر کی مانند ہیں جس کی بنیاد ریت پر رکھی گئی ہو۔

بچکے ہوئے انسان کو دوبارہ صراطِ مستقیم پر لانے کا کام پچھلی صدی میں ایک ایرانی نوجوان کے سپرد ہوا تھا اس

ہمدردی کی تلقین کرتی تھیں بہت گراں نہیں پس انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسے خیالات کے مالک کے لئے موت ہی بہتر ہے۔ آپ ۳۱ برس، مہینے ۲۴ دن کے تھے کہ آپ کی شہادت کا فتویٰ دیا گیا۔

۹ جولائی ۱۱۷۱ھ کے دن ظالم آپ کو تبریز کی چھاؤنی کے چوک میں لائے جہاں قریباً دس ہزار مرد عورتیں اور بچے اغوت وامن کے اس پیغامبر کی شہادت کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ بارکوں کے ستون سے میخیں گاڑ کر آپ کو اور آپ کے ایک شاگرد کو رسیوں سے باندھ کر لٹکا دیا گیا۔ ایک اڑنی رجنٹ کو جس میں ۷۵ سپاہی تھے اور جو صفیں باندھے کھڑے تھے ان دونوں کو گولی سے اڑا دینے کا حکم دیا گیا۔ گولیاں چلیں اور سات سو سپاہی بندوقوں کے چلنے سے دھوئیں کا ایک بادل چھا گیا مگر جب دھواں دور ہوا تو یہ دیکھ کر لوگوں کی حیرت کی حد نہ رہی کہ ۷۵۰ بندوقوں سے نکلی ہوئی گولیوں میں سے ایک بھی ان دونوں مقدس ہستیوں کے نہیں لگی وہ رسیاں ضرور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں جن سے یہ دونوں خدا کے برگزیدہ ہندے ہوئے تھے۔

حضرت باب کا شاگرد وہیں سولی کے پاس ہی کھڑا تھا اور حضرت باب اسی کمرے میں جہاں آپ مقید تھے نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے ماتب دمی کو آیات الہی لکھا رہے تھے۔ لوگوں میں حیرت اور خوف سے ایک شور برپا ہو گیا اور گورنر نے یہ سوچ کر کہ کہیں سب کے سب حضرت باب پر ایمان نہ لے آئیں فوراً آپ کو پھر پکڑوا منگوا دیا اور ویسے ہی بندھوا کر اڑنی فوج کو گولی چلانے کا حکم دیا مگر فوج نے اپنے کرنل سام خاں کو ذبیحہ سے اٹھا رکھ دیا۔ گورنر نے فوراً باڈی گارڈ کے سپاہیوں کو حکم دیا۔ ان سپاہیوں نے جو تمام مسلمان تھے اپنا کام کیا اور

فتاویٰ سے فائدہ اٹھایا اور مال جمع کرنے کے لئے مردوں عورتوں بچوں۔ بوڑھوں کے قتل عام کے حکمانے جاری کر دئے گئے حکم تھا کہ جس کسی پر بانی ہونے کا شبہ بھی ہو وہ قتل کر دیا جائے۔ صوبوں کے گورنر دربار کے وزیر اور علماء ملکر باقاعدہ سپاہ کی مدد سے اس نئے دین کو جڑ سے اکھیڑ دینے پر تل گئے کیونکہ انہوں نے اس دین میں ہمارے نظم و نسق کی تباہی اور ایک نئے انتظام و تنظیم و تربیت کی داغ بیل پڑتے دیکھی۔

حضرت باب کے اعلان ماموریت کے وقت ایران کی حکومت لارڈ کرزن محرم کے لفظوں میں ”ملاؤں کی حکومت“ مٹی، اپنی ملاؤں کا راج تھا اور انہی کا قول قانون تھا۔ اس کے علاوہ ٹوہہاں کوئی قانون تھا اور نہ آئین۔ شاہ ایران خود مختار تھا۔ اس کے منہ سے نکلا ہوا لفظ قانون تھا۔ انسانی جان لینے کا حق اسی کو تھا اور اسی طرح حکومت کے تمام شعبے اپنی مقصد۔ اجرائیہ اور قضائیہ سب کا وہ واحد مالک تھا۔

اسی حالات کو دیکھ کر حضرت باب نے پہلے ہی سے اندازہ کر لیا ہو گا کہ آپ کا اور آپ کی تعلیمات کا کیسا استقبال ہو گا کیونکہ آپ اپنی ابتدائی تحریرات میں ہی اپنی شہادت کا ذکر فرماتے ہیں لیکن ان سب حالات کو دیکھ کر آپ کے ارادہ میں کوئی لغزش نہیں ہوئی اور آپ نے صاف صاف اپنی تعلیم کو ظاہر کیا۔ اعلان کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ قید کر لئے گئے مگر

لوہے کی سلاخیں آپ کے پیغام کو قید خانے کی چار دیواری میں مقید نہ کر سکیں۔ یہ بجلی کی سرعت کے ساتھ ایران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا۔ ایک ایسی قوم جس کی زندگی تصنع اور بناوٹ جھوٹ اور تلبیس کا مرقع مٹی اس کے لئے حضرت باب کی تعلیم جو دین اندازی۔ حیا۔ سخاوت۔ محبت اور

اس کے عجز و اثر میں آپ سے وہ مغلوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔
 ۳۵۰ء کے شروع میں جب اس امر پر فدا ہو نیا والوں
 کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی تھی تو دشمنوں نے سوچا کہ انھوں نے
 اسے بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے کیونکہ انھوں نے چن چن کر اس
 امر کے نام لیواؤں کو تلوار کے گھاٹ اتارا تھا جو کچھ رہ گئے تھے
 وہ ڈر کر خاموش ہو گئے تھے۔

قتل و خون کے وہ خونیں قہیب نظارے جنہوں نے ایک
 مردہ قوم کو غفلت کی گہرائیوں سے نکال کر بیدار کیا تھا اب کہیں
 دکھائی نہ دیتے تھے سوائے اس کے کہ کوئی اکا دکا لاش کسی
 درخت یا شہر کے دروازے سے آویزاں دکھائی دیتی تھی جو دیکھنے
 ہیں اس مظلوم امر کی مصائب کو زبان حال سے بیان کرتی تھی۔
 اس طرح ایران نے اپنے ان ہرگزیدوں سے برتاؤ کیا
 جنہوں نے اُسے بقدری اور گناہی کی تاریکی سے نکال کر اُسے
 ایسے مقام پر لاکھڑا کیا جہاں سے اب وہ ایک ایسے جلال اور
 عظمت کے درجہ کو پہنچے گا جو اس کی قدیمی عظمت سے کہیں
 زیادہ شاندار ہو گا۔

آپ پر ظلم و ستم کرنے والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس
 تاریخ کے ابھی بہت سے صفحے لکھنے باقی ہیں۔ ان کا جوش
 ظلم و آتش ستم فدائی پیغام کے نور کو بجھانے کے بلکہ اُسے
 اور چمکا دینے کا وسیلہ ہوئے اور آج امتدُنِ دنیا میں کوئی
 ایک جگہ بھی ایسی نہیں جہاں حضرت باب کے عاشق موجود
 نہ ہوں۔

حضرت باب احمد آپ کے شاگرد کے سینے گولیوں سے چھلنی ہو گئے
 مگر چہرہ مبارک پر کوئی گولی کا نشان بھی نہ لگا۔

کالوہری اور کر بلا کے نظارے پھر تبریزیں دہرائے
 گئے اور حضرت باب نے اپنے ظالموں کے لئے خدا کی رحمت کی
 دعائیں مانگتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

آپ کے جسد مبارک کو آپ کے فدائی خفیہ طور پر اٹھا کر

لے گئے اور پھر ان میں حضرت بہاء اللہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور
 ۱۹۰۹ء میں کوہِ کرک کے دامن میں حضرت عبدالہبار نے آپ کو

دفن کیا۔ اگرچہ حضرت باب اعلان کے بعد بہت کم عرصہ تک

زندہ رہے اور اپنی ماموریت کا سارا زمانہ آپ نے قید و بند میں

گزارا مگر آپ جس کام پر مامور کئے گئے تھے اُس کو پورا کیا۔ آپ

نے ایران میں جمود و بندہی کو توڑ کر لوگوں کو حضرت بہاء اللہ کے

ظہور کو سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد پیدا کی۔ لارڈ کرزن اپنی

کتاب میں جو انھوں نے ایران کے متعلق لکھی ہو فرماتے ہیں:-

”اگر حضرت باب کا دین اسی رفتار سے بڑھتا گیا تو وہ دن دور

نہیں جب یہ مسلمانیت کو ایران سے نکال دے گا۔۔۔۔۔ کیونکہ

اس کے ماننے والے ملک کے بہترین اشخاص میں اس لئے گمان

غالب ہے کہ آخر کار میدانِ اس کے ہاتھ رہے گا۔

سرفرائسیس بیگم ہینڈ تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت باب کے خیالات تمام ایران میں سرایت کر گئے تھے اور

آپ کی شہادت کے بعد یہ امر ترکی-مصر-ہندوستان حتیٰ کہ

یورپ اور امریکا میں بھی خوب پھیل گیا۔ آپ کے ماننے والوں کا

شمار اب لاکھوں میں ہوتا ہے۔“

کیمبرج کے پروفیسر ای-جی-براؤن لکھتے ہیں:-

”وہ روح جو ان لوگوں میں کام کر رہی ہے ایسی ہے کہ جو کوئی

کیا انعام کائنات کا نام قیامت ہے؟

آیت کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ پر غور

جولائی ۱۹۷۷ء کے پایہ میں "اسرار قیامت" ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس کے متعلق ایک صاحب نے کچھ تنقیدات بھی تھیں جو پتھر کے پایہ میں درج کر کے ہم نے آئندہ اشاعت میں جوابات پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ ذیل میں بطور مکالمہ جو مضمون دیا جارہا ہے۔ اسے محقق تنقید کی عبارت پیش کر لے گا اور پایہ میں جواب دیتا ہے۔ ناظرین کرام اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں اور انکشافات مخالفین سے سرور ہوں۔ تمام اہل علم کو اس اہم علمی بحث میں شرکت کی صلائے عام ہے۔ (مؤید)

قیامت کے دن فنائے کُلِّ کے ثبوت میں ایک آیت عام طور پر یہ پیش کی جاتی ہے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَجَعَلْنَا بَیْنَکُمْ وَالدَّالِّیْنَ وَالْاَحْکَامَ (مرغز، اس آیت سے قیامت کے دن فنائے کُلِّ ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ ازل اس لئے کہ اس آیت میں بالکل نہیں فرمایا کہ یہ فنائے کُلِّ کیسے قیامت کے دن ہوگی۔ پھر کسی کا کیا حق ہے کہ محض اپنے خیال و عقیدے کی بنا پر اسے یوم قیامت میں فنائے کُلِّ قرار دے۔ (پایہ جولائی ۱۹۷۷ء)

لفظ نہیں ہے تو یہ آیت قیامت یعنی فنائے کائنات کے لئے نص صریح نہیں ہو سکتی۔ پس ان کا دعویٰ باطل ہے۔ یہ جرح قیامت کو فنائے کُلِّ قرار دینے والوں کے مفہوم کو رد کئے بغیر تدقیق و الزام کے اصول پر کی گئی ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونا انھیں دشوار ہے۔ آزادانہ تحقیق و تدبر کے وقت باریک و ریزہ تحقیق و اصرار سے ہم قیامت سے مراد فنائے کُلِّ یا کائنات کا معدوم ہونا ہرگز نہیں سمجھتے۔ ہم اپنے مقالات میں بے شمار دلائل سے یہ مدعا ثابت کر چکے ہیں تو ہمارے نقطہ نظر سے اگر اس آیت میں لفظ قیامت بھی ہوتا تو بھی ہمارے نزدیک فنائے کائنات

محقق۔ اگر اس آیت میں لفظ قیامت موجود نہیں ہے تو اس پر اصرار بیجا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ دوسرے مقامات پر قیامت کا لفظ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ پایہ میں یاد رہے کہ قیامت سے فنائے کائنات جو عام طور پر مراد لی جاتی ہے ہم نے اپنی مذکورہ بالا عبارت میں اسی مفہوم کو مد نظر رکھ کر کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ پر غور کیا ہے۔ اس لئے ہم نے ان نکتوں کے بیان پر جرح کی ہے جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن کُلُّ کائنات فنا ہو جائے گی اور آیت کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کو اس مذمعا کیلئے نص صریح بتاتے ہیں۔ اس پر ہماری پہلی جرح یہی ہے کہ اس آیت میں قیامت کا لفظ نہیں۔ اور جب صریح

نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب لوگ یکدم مرجائیں گے یا کل عالم معدوم ہو جائے گا۔ کلام الہی سے ہرگز ثابت نہیں۔
محقق۔ اگر کسی جگہ قیامت کا لفظ نہیں ہے تو اس سے یہ کہا
نات ہوگا کہ یہ قیامت کے متعلق نہیں ہے۔

پیامبر۔ جب تک کسی بات کی بنیاد الفاظ اور بیان الہی پر ہو
وہ بات مومن کے ایمان میں کیونکر داخل ہو سکتی ہے۔ جب قیامت
کا لفظ نہیں تو کیوں صحت اپنے خیال سے قیامت مراد لی جائے۔
جب تک کہ کلام میں کوئی لفظ ہمارے مذاکے ثبوت میں نہ ہو
ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تکلم کی مراد یہ ہے۔ چہ جائیکہ اسے نص صریح
قرار دیں؟

محقق۔ اس طرح تو کہا جا سکتا ہے کہ نفخ فی الصور سے قیامت
مراد نہیں۔ کیونکہ اس میں قیامت کا لفظ تو آیا نہیں۔

پیامبر۔ آیت نفخ فی الصور جو سورہ زمر میں ہے وہاں
صات لفظ قیامت آیا ہے۔ والارض جميعاً قبضته يوم القيمة
والسموات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما
يشركون۔ و نفخ فی الصور الخ

یہاں یہ کہنا بالکل بجائے کہ آیت مذکورہ میں نفخ صور کا
ذکر ہے قیامت کے متعلق نص صریح ہے۔ کیونکہ مضمون طور پر لفظ
قیامت اس میں آیا ہے۔

لیکن یہ دیکھنا ضروری ہے کہ قیامت کا مفہوم کیا ہے کیا
الغدا م کائنات کو قیامت کہہ سکتے ہیں؟ یہ مفہوم اس آیت زمر میں
سے بھی ثابت نہیں۔ کیونکہ صریح طور پر اس آیت میں ارشاد ہے
وفتح فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض
الا من شاء الله، صرحت چھوٹا جائے گا سو یہ پیش ہو جائیگا
جو لوگ سموات وارض میں ہیں بجز ان کے جنہیں خدا محفوظ رکھے۔

مراد نہ ہوتی۔ جیسا کہ تمام قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ قیامت آیا
ہے اور ہم ایک جگہ بھی فنائے کائنات مراد نہیں لیتے ہیں پس
آیت کل من علیہا خلدن میں جاری یہ جرح کہ اس آیت میں
لفظ قیامت نہیں ہے اللہ گوگوں کے خیال پر تدقیق والزامی عقید
ہے۔ جو کہتے ہیں کہ یہ آیت قیامت یعنی فنائے عالم کے لئے نص صریح
ہے۔ جب مضمون طور پر لفظ قیامت نہیں ہے تو نص صریح کیا
ہوئی؟

یہی یہ بات کہ دوسرے مقامات پر لفظ قیامت بھی
ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں کسی
ایک جگہ بھی فنائے کائنات کے لئے لفظ قیامت مذکور نہیں۔
محقق۔ یوم قیامت کی مختلف کیفیتوں کا اظہار مختلف طریقوں
سے مختلف الفاظ میں کر دیا گیا ہے مطلب ایک ہی مضمون دن
سے ہے۔

پیامبر۔ اپنے مقالات میں ہم تفصیل سے ثابت کر چکے ہیں
کہ قیامت سے مراد پیغمبر حق کا دور ظہور ہے اور ہر پیغمبر کی
آمد پر قیامت برپا ہوتی ہے۔ قیامت کا ذکر مختلف طرح سے
اس لئے بھی آیا ہے کہ مختلف قیامتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم نے
علی قادمہ کے مطابق آیت انت دینک لیحکمہ بینہما
العتیقة میں ثابت کر دیا ہے کہ لیحکمہ میں لام حال کی بنا
پر یوم القیمة سے ظہور محمد صی کا زمانہ مراد ہے اور مرآن مجید میں
آنے والی قیامت کبریٰ کا ذکر نہایت تفصیل سے صیغہ مستقبل میں ہے۔
محقق۔ اس ایک دن گھبراہٹ ہوگی، بیہوشی طاری ہوگی۔ لوگ
مر جائیں گے؟ تمام ایک ہی دن کے متعلق بیانات ہیں۔

پیامبر۔ لوگ مرجائیں گے۔ کسی شخص دن کے متعلق مذکور
نہیں ہے۔ قیامت کے دن بھی مرجائے گا طاری موت کو مذکور

آیت میں تین صریح الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قیامتِ اہل کلام کائنات کا نام نہیں ہے۔ پہلا لفظ صَبَحَ جس کے معنی حواس کا مٹنا ہونا ہیں جس میں انسان کا باقی رہنا ضروری ہے۔

دوسرا لفظ مَتَّ جُ ذوی العقول کے لئے آتا ہے یعنی لوگوں کے حواس کام نہ دینگے۔ اشیاء کائنات کی فنا کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔

تیسرا لفظ اَکَل مرتبہ استثناء موجود ہے کہ سب لوگ بے حواس بھی نہیں ہوں گے۔ جنہیں خدا محفوظ رکھے گا۔ وہ پورے طور پر باقی ہوں گے اور حواس موجود رہیں گے۔ فنا کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ اتنے صریح کلمات الہی ہوتے تھے پھر کیونکہ قیامت فنا کے کلی کا نام ہے، سرسری اور صرف اپنے بے بنیاد خیالات کی تک پرستاری ہے۔ جو کلمات الہی پر غور و تدبیر کرنے سے پیدا ہوتی۔

محقق - اِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ - یوم یخْرِجُھُمْ مِنَ الْاَجْدَا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ آیات کو آپ بھی یوم قیامت ہی کے متعلق مانتے ہیں اگرچہ یوم قیامت کی تفسیر کچھ اور ہی ہو۔ پھر یہ فرماتا کہ ان میں تو کہیں بھی یوم قیامت کا صریح طور پر لفظ نہیں ہے قطعی حسیل ہے یا نہیں؟

پیامبر - ماز تو یہی ہے کہ ہم قیامت کے معنی فنا کے کائنات نہیں مانتے اور دوسرے لوگ قیامت سے مراد فنا کے کلی لیتے ہیں۔ ہم محقق والزام اور تمام حجت کے لئے جرح کرتے ہیں کہ تمہارے مفہوم قیامت کو اگر ہم رو نہ کریں تو بھی یہ آیات صریح طور پر قیامت یعنی فنا کے کائنات کے بارے میں نہیں ہیں۔ کیونکہ کوئی فعل قیامت یہاں مذکور نہیں۔ یہ تو ان کے معنی کو نہ چھیڑتے ہوئے

الفاظ پر دقیق جرح اور تمام حجت ہے۔

اور ہم اپنی تفسیر قیامت کے مطابق فہمِ صورت کو قیامت یعنی ظہور حق کے متعلق بھی اس لئے خیال کرتے ہیں کہ فہمِ صورت کے متعلق کلام الہی میں وارد ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا۔ اگر کلمات الہیہ میں ایسا بیان نہ ہوتا تو ہمیں کیا حق تھا کہ ایسا اعتقاد بنا لیتے۔ پس یہ ہماری حرجِ قطعی نہیں۔ تدقیق و تکمیل کے اصل نقطہ بحث یہی ہے کہ کلام الہی سے قیامت کی حقیقت کیا ثابت ہوتی ہے؟ اگر فنا کے کائنات ثابت ہو تو ہمارے خیالات سب رد ہو جائیں گے۔ اور اگر قیامت کی حقیقت فنا کے کائنات ثابت نہ ہو سکے تو لوگوں کے خیالات غلط اور بے بنیاد قرار پائیں گے۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ آج تک تو کوئی آیت ایسی پیش نہیں کی گئی جس سے یہ ثابت ہو کہ کلام الہی فنا کے کائنات کو قیامت قرار دیتا ہے۔

”کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَاِنٌ پُرْ دُوسْرَا عُوْر“

اس آیت سے قیامت کے فنا کے کلی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اَوَّلِ اس لئے کہ اس آیت میں بالکل نہیں فرمایا کہ یہ فنا جس کا یہاں ذکر ہے قیامت کے دن ہوگی؟

دوم اس لئے کہ مذکورہ تھا کہ قیامت کے دن فنا کے کلی میں تمام کائنات ہی کی فنا ثابت کی جائے۔ اور اس آیت میں لفظ مَتَّ جُ ہے جو صرف ذوی العقول کے حق میں استعمال ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ معلوم ہوا کہ لوگ فنا ہوں گے۔ اور دعا یہ تھا کہ کائنات ہی فنا ہوگی۔ یہ دعا اس آیت سے تو ثابت نہ ہو سکتی۔

پیامبر جلالی سلمۃ

محقق - اگرچہ ذوی العقول کی فنا کا فکر ہے جو آپ کو بھی نہیں

محقق۔ جب اعلیٰ چیز فنا ہے تو ادنیٰ چیز کے باقی رہنے سے کیا حاصل ہے؟

پیامبرؐ۔ ہائے فاسدِ علی الفاسد نہ کیجئے۔ اس آیت سے جب یہی ثابت نہیں کہ ایک مخصوص دن میں جس کا نام قیامت ہے تمام انسان بکھٹ مر جائینگے تو پھر اس بنیاد پر جتنی عمارت بنائی جائے گی بے پایہ ہوگی۔

اور یہ نطق کہ جب اعلیٰ چیز فنا ہے تو ادنیٰ چیز کے باقی رہنے سے کیا حاصل؟ بجائے خود بھی صحیح منطقی نہیں ہے کیونکہ اگرچہ اگر ایک خاص دن سارے انسان مر جائیں اور یہ زمین اوداس کے ساز و سامان سب باقی رہ جائیں تو ممکن ہے کہ قدرتِ دوسرے انسان یا کوئی اور مخلوق پیدا کر دے جو پھر زمین پر آباد ہوگی۔ کیا فرضی ہے کہ انسان کے مرجائے پھر ساری چیزیں بھی فنا ہو جائیں۔

پھر یہ بات کیوں فراموش کی جائے کہ اس آیت میں نوح انسان کے یکدم فنا ہو جانے کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ صرف یہ ذکر ہے کہ دوسرے زمین پر افراد انسانی ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے وہ سب معرض تغیر و فنا میں ہیں۔ ذاتِ خداوندی ہر ایک تغیر و فنا سے برتر ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اور بھی حقائق ہیں جنہیں ہم پھر بھی بیان کر چکے۔ ان ایک بات کی طرف فی الحال اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتا ہے دینیٰ وجہ ذلک ذوالجلال والاکرام۔ ہر چیز فنا پذیر ہے اور تیرے رب کا چہرہ جلال اپنی بقائے ذاتی میں ہمیشہ رہتا ہے وہ جلال ہے یعنی اپنا ذاتی جلال ہمیشہ رکھتا ہے۔ وہ واجبِ اکرام ہے اپنا کرم سدا ظاہر کرتا رہتا ہے۔ لفظ کرم کے تعلقِ لغت میں لکھا ہے الکرم اذا وصفت اللہ تعالیٰ بآیہ فهو اسم للاحسانہ و اقامہ المتحفاہ۔ کرم جب وصف الہی میں مذکور ہوتا ہے تو

حالانکہ مستعد و جگہ انکا بھی ہے۔

پیامبرؐ۔ جب یہ تسلیم ہے کہ لفظ ممکن سے ذوی العقول ہی مراد ہیں اور اس آیت میں بھی صرت ذوی العقول کا ذکر ہے تو تمام کائنات یہی کئی فنا اس آیت سے ہرگز ثابت نہ ہوگی۔

یہی بات کہ ہمیں بھی تسلیم ہے کہ ذوی العقول کی فنا کا ذکر ہے تو ہم تفصیل سے کہہ چکے کہ یہ فنا کسی خاص دن میں نہیں بلکہ مقدرتِ بے ہر کہ فنا و موت کا سلسلہ روئے زمین پر مسلسل جاری ہے اور یہ بات کہ مستعد و جگہ انکا بھی ہے۔ سو یاد رہے کہ کسی خاص دن کل کائنات یہی کئی فنا ہونا نہیں تسلیم نہیں ہے اور اس کا ایک جگہ بھی ہم نے اقرار نہیں کیا۔ اور استمراری طور پر روئے زمین کے تمام جگہوں کا فنا پذیر ہونا ہم نے مستعد و جگہ تسلیم کیا ہے۔

محقق۔ لیکن اس خصوصی فنا سے عمومی فنا بھی ثابت ہے۔

پیامبرؐ۔ خصوصی قیامینی سب ذوی العقول کی موت بھی خاص دن میں جس کا نام قیامت ہے نہیں تسلیم نہیں۔ کیونکہ کلماتِ الہیہ سے یہ ثابت نہیں ہوتی اور جب اس طرح خصوصی فنا بھی ثابت نہیں تو عمومی فنا کہاں سے ثابت ہو سکے گی؟

محقق۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان ہی فنا ہو گیا تو دوسری غیر ذوی العقول چیزیں جو انسان کے استعمال کیلئے وجود میں آئیں کہاں باقی رہ سکتی ہیں۔ وہ بھی فنا ہوں گی۔

پیامبرؐ۔ آیت کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَاَن مِّنْ اَنۡسَاۡفِیۡنَ کے عام طور پر ہر مقررہ فنا ہونے کا ذکر ہے کسی خاص دن میں سب بکھٹ فنا ہونے کا ذکر نہیں۔

جب ایک خاص دن میں بکھٹ تمام انسانوں کی ہی فنا ثابت نہ ہوئی تو دوسری چیزوں کی فنا جن کا یہاں ذکر بھی نہیں کیونکہ ثابت ہوئی۔

پیامبر۔ مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ کُلّی من علیہا فان
 میں بھی غیر استمراری منوں میں استعمال ہوا ہے۔ صرف خیال کرتے
 سے تو ثابت نہیں ہو جائے گا۔ دلیل چاہئے دلیل۔
 محقق۔ سورہ ہود میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ اَهْتَمُّ مَلَقُوا
 دھجھو بیشک یہ لوگ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔
 مَلَقُوا اسم فاعل ہے۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح روزیہ
 چیزیں فنا ہوتی رہتی ہیں اسی طرح لوگ روز اپنے رب سے ملاقات
 کرتے رہتے ہیں؟ نہیں بلکہ ایک مخصوص دن کا تذکرہ ہے جس
 دن لوگ پروردگار سے ملاقات کریں گے۔

پیامبر۔ قیامت ہر پیغمبرِ حق کا ظہور ہے جیسا کہ ہم اپنے مقالات
 میں ثابت کر چکے ہیں۔ حضرت نوحؑ سے لے کر خدا کے کبار کہ ان مومنوں
 کو جو ذلیل اور کم فہم ہیں اپنے پاس سے بنا دیجئے۔ حضرت نوحؑ نے
 فرمایا کہ میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نہیں ہٹاؤں گا اَهْتَمُّ مَلَقُوا
 دھجھو یہ مومن تو اپنے رب کے ملنے والے ہیں۔ یہاں بھی لفظ مَلَقُوا
 استمراری معنی میں آیا ہے۔ یعنی یہ لوگ لقائے الہی حاصل کر رہے ہیں اور
 کرتے رہیں گے۔ یہ تو خدا کے دوست اور ملاقاتی ہیں۔ مومنین زمانہ نوح
 کو بھی لقائے الہی حاصل ہو رہی تھی۔ کیونکہ پیغمبر کی اُمداد سے ہی اُمداد الہی ہر
 پس مَلَقُوا حال و استقبال دونوں کے لئے استعمال ہوا۔ جیسے لفظ فنا
 حال و استقبال دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مَلَقُوا دھجھو سے یہ
 سمجھنا کہ مرتے آئندہ ایک مخصوص دن ہے جس میں لوگ اپنے رب سے
 ملاقات کریں گے۔ درست نہیں۔ حضرت نوحؑ اپنے زمانے کے مومنوں کا
 ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں لقاء الہی حاصل
 ہو رہی ہے۔ میں انہیں اپنے پاس سے ہٹاؤں والا نہیں ہوں۔

محقق۔ اسم فاعل غیر استمراری معنی میں بھی استعمال ہے اور جب متصل
 ہوتا ہے تو کہیں نہ ہم لفظ فنا ہی کو غیر استمراری معنی میں لیں۔ اور

اس سے مراد خدا کا وہ احسان و انعام ہے جو ظاہر و نمودار ہوتا ہے۔
 اور اگر احسان کے متعلق ذکر ہو تو کرم سے اچھے اخلاق و افعال مراد
 ہوتے ہیں۔ وَلَا اِيْقَالُ هُوَ كَرِيْمٌ حَتّٰی يَنْظُرَ مِنْهُ اور جیسا کہ
 کرم کا لفظ نہ ہو کسی کو کرم نہیں کہا جاتا۔ (مَا ظَلَمَ هُوَ مَعْرُوْدًا رَاغِبًا)
 پس کرامت ذوالجلال والا کرام سے یہ حقیقت واضح فرمادی کہ خداوند
 عالم اپنے ذاتی جلال میں ہمیشہ نکلیں گی۔ اور اپنا احسان و انعام ہمیشہ
 خلق پر نمودار کرتا ہی رہتا ہے۔ یہ صفتِ اکرام یعنی نعمت کا عطا ہونا
 بقائے دوام رکھتا ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ فیضِ فیاض میں قطع نہیں
 ہے۔ یہ بھی کائناتِ ہستی کی فنا سے کُلّی کے خلافِ خدائی اعلان ہے۔

کُلّی من علیہا فان پر تیسرا غور

تیسرے ایک آیت میں یہ تو نہیں فرمایا کہ ایک خاص دن میں سب
 لوگ فنا ہو گئے "فان" اسم فاعل استمراری معنی میں استعمال ہوا کہ
 ہر روز زمین کے تمام لوگ فنا پذیر ہیں۔ اب بھی مرعوض فنا اور حقیقت فنا
 میں ہیں اور ظاہر ہے کہ لوگ ہر روز بلکہ ہر آن فنا ہوتے ہی رہتے ہیں
 یہ سلسلہ فنا و موت ہر روز زمین پر مسلسل جاری ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ
 ایک وقت میں سب لوگ مر جائیں گے اور اسی کا نام قیامت ہے ہر
 خطہ اور بے بنیاد بات ہے۔ (پیامبرِ حوالا ص ۱۹۷)

محقق۔ اسم فاعل استمراری معنی میں تسلیم ہے لیکن اس سے یہ کہاں
 ثابت ہوا کہ ہمیشہ اسم فاعل استمراری معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔
 پیامبر۔ یہ ہم نے کب کہا کہ اسم فاعل ہمیشہ اور ہر جگہ مراد استمراری
 معنی میں ہی استعمال ہوا کرتا ہے ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ فنا
 اسم فاعل استمراری معنی میں آیا ہے اور آپ اعتراض فرماتے ہیں
 کہ اسم فاعل استمراری معنی میں تسلیم ہے "فہو المراد۔"

محقق۔ اسم فاعل غیر استمراری معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اس فن کا ایک مخصوص دن میں قرار دیں؟

پایا مہر۔ اور جبکہ اسم فاعل استمراری معنوں میں متعمل ہوتا ہے تو ہم اور آپ لفظ فاعل کو استمراری معنوں میں کیوں نہ لیں؟ جبکہ یہ معنی سراسر معقول اور مطابق قرآن میں ہے۔ اور اگرچہ اسم فاعل غیر استمراری معنی میں بھی متعمل ہوتا ہے تو بھی بلا دلیل ہم لفظ فاعل میں غیر استمراری معنی کیوں لیں؟ جبکہ قرآن اس کی تائید نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے خلاف پڑتا ہے۔ ایک مخصوص دن میں کائنات ہستی کا فنا ہو جانا کسی آیت کو ثابت نہیں ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔

محقق۔ دوسری بات اس آیت کے متعلق یہ ہے کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہاں وہی معنی ہیں جو آپ نے فرمائے ہیں تو یہی معنی کا لفظ مخصوص بزمانہ مستقبل قرینہ ہے اس امر کا کہ زمانہ مستقبل کے متعلق ہی کلام کیا جا رہا ہے۔

پایا مہر۔ جناب من! یہی صیغہ مضارع ہے جو حال اور مستقبل دونوں زمانے اپنے اندر لکھتا ہے۔ یکس نے کہہ دیا کہ یہی معنی کا لفظ مخصوص بزمانہ مستقبل ہے۔ یہ یقیناً باطل غلط ہے۔ اسی طرح لفظ فاعل بھی مضارع حال و مستقبل دونوں پر متعمل ہے۔ یہی نوعیاً فرمائیے کہ بقا و فنا کہتے کسے ہیں؟

”الْبَقَاءُ ثَبَاتُ الشَّيْءِ عَلَى حَالِهِ (اَدْوٰی) دھو
بِضَاءِ الْفَنَاءِ“ (مغرلات راقب)

”بقا“ چیز کا اپنی پہلی حالت پر قائم رہنا ہے اور فنا اس کے برعکس ہے۔ یعنی چیز کا اپنی پہلی حالت پر قائم نہ رہنا۔ پس آیت مبارکہ کے معنی یہ ہوتے کہ روئے زمین کے لوگ تغیر و تبدل میں ہیں اور ہوں گے۔ ذات خداوندی بے تغیر و تبدل اپنی حالت پر رہتی ہے اور رہے گی۔

بلوغ عالم

ہر ایک ذرہ زمین کا اب آسمان ہوگا
بہارِ حُلند سے روشن یہ چاند آسمان ہوگا
ہر ایک شاخ پودہ جبلِ منعم خواں ہوگا
نہ آیا وہم و گمان میں جو نہیجہ۔ عمیاں ہوگا
ہر ایک تقرقہ بے نام و بے نشان ہوگا
نئی زمین۔ نیا لہجہ آسمان ہوگا
مٹائے پاک ضرور اپنے مہربان ہوگا
ہر ایک شے کا ہر اک شے سے امتحان ہوگا

جہاں نارس و نابالغ اب جوان ہوگا
لشان سارے عیاں ہیں بلوغِ عالم کے
ہر ایک گل جو چمک اٹھے گی تجلی طوؤ
ابھی سے محو تغیر ہیں کیوں سب اہل نظر
دوئی مٹے گی سحر ہوگی صلیح اکسب تک
حبیدہ شان کا ہوگا تمدنِ عالم
جو مہربانی سے پیش آئے سب بندوں کو
ہر ایک شے سے ہر اک شے کا ہے تعلق آج

خدائی وعدہ ہے احمد یقین رکھئے آپ
جہاں ایک دل دیک جان یک زبان ہوگا؛

آنے والے تمدن کی ایک جھلک

بلا رہا ہے۔

آج ظاہری و باطنی آنکھیں صاف صاف دیکھ رہی ہیں کہ پرانی بساط لپیٹ دی گئی اور نئی بساط بچھائی جا رہی ہے۔ دور جدید تیزی سے قدم اٹھائے چلا آ رہا ہے۔

موجودہ تمدن اپنا سب کچھ آنے والے تمدن پر نثار کر دیا۔ موجودہ تمدن کے اختلافات انگیز مذاہب ختم ہو جائیں گے۔ حق کا دین واحد تمام جہان پر محیط ہو جائے گا۔ دنیا میں ایک ایسا عالمگیر مذہب کا رفرما ہو گا جس میں تمام نوع انسان متحد ہوگی۔ معاشرت میں مومن و کافر کی تفریق نہ ہوگی۔ سب ایک قوم ہونگے۔ سب ایک ہو کر رہیں گے۔ شادی بیاہ اور کھانے پینے میں سب شریک و شفق ہونگے۔ سب ایک دوسرے کو پاک و طاهر یقین کر سکیں گے۔ سب ایک دوسرے کو محبت اور یکجہالت کی نظر سے دیکھیں گے۔ بصیرت عین یقین سے دیکھ لے گی کہ ایک ہی مہبود ہے۔ اس کا ایک ہی دین ہے۔ سب پیغمبر اپنی حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ سب کتابیں اپنی اصلیت میں ایک ہی ہیں۔ سب انسان ایک ہی قوم ہیں۔ سب کے تعلقات خوشگوار ہونگے۔ کوئی کسی کو نہ ستائے گا۔ کوئی کسی انسان کو بیخ اور خس اور اشد نہ سمجھیں گا۔ سب وحدت کے خیمہ کمرنگ میں مل کر بیٹھیں گے۔ سب قوموں کو آزادی و خوش حالی حاصل ہوگی۔ ہر ملک سرمایہ داری کا فائدہ ہر جائے گا۔ سب آدمیوں کے لئے مناسب مکان مہیا ہو جائے گا۔ سب کو اچھی خوراک میسر ہوگی۔ سب بہتر لباس پہنیں گے۔ تجارتی دنیا میں دھوکہ اور بے ایمانی کا نام نہ رہے گا۔ چیزیں خالص اور

دنیا کا گذشتہ تمدن اپنا دور ختم کر چکا۔ وہ دنیا کے بچپن کا مظاہرہ تھا۔ جسمیں عقل و خرد اور نظم و ضبط بھی طغیاناں حالت میں تھے۔

موجودہ تمدن دنیا کے آغاز شباب کا دور ہے۔ جوش اور جلد بازی کے مظاہرے اس کی طبعی حرکات ہیں۔ لیکن ترقی کی آنک اور غور و ختمین کا جذبہ بھی اس کی فطرت کا علمی اقدام ہے۔ موجودہ تمدن میں کچھ تو بچپن کے اثرات باقی ہیں جو ٹھوکریں کھلا رہے ہیں اور کچھ جوانی کے رجحانات ہیں جو اسے آگے بڑھا کر رشتہ اور پختہ کاری کی طرف لے جا رہے ہیں۔

موجودہ تمدن ایک طرف تو لاندہسیت - لا اور نیت - اور لامعنیت کے خاوار میں الجھا ہوا ہے۔ دوسری طرف وہ دین حق علم صحیح عقل سلیم کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ موجودہ تمدن کی ایک کر دھ فرقہ وارانہ ذہنیت - وطنی تعصب اور قوم پرستی ہے تو دوسری کر دھ میں وہ متحدہ انسانیت اور عالمگیر یکجہالت کے پروگرام سوچ رہا ہے۔ موجودہ تمدن ایک پہلو سے اضطراب و انقلاب کے سیلاب میں بہا چلا جا رہا ہے تو دوسرے پہلو سے غرور و استقلال - خوش حالی و آزادی کے تحت پرنگن ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔

موجودہ تمدن قدامت کو پس پشت چھوڑ کر اسے خیر باد کہہ رہا ہے تو دور جدید کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس کے استقبال کے لئے بڑھ رہا ہے۔ یہ اپنے ایک ہاتھ کے اشارے سے پرانی دنیا کو رخصت کر رہا ہے۔ دوسرے ہاتھ کے اشارے سے نئی دنیا کو

بہتر حالت میں ملیں گی۔

سارے جہان میں کتنے یکساں جاری ہونگے۔ تمام دنیا میں مانپ یا پائے یکساں ہونگے۔ وزن کرنے اور تولنے کے باٹ بھی نکل روئے زمین پر ایک طرح کے مستقل ہونگے۔

تمام مشرق و مغرب و جنوب و شمال میں ایک ہی زبان بولی جائے گی۔ ایک ہی رسم الخط رائج ہوگا۔ پورے پچھم۔ آفروکن کے سب لوگ ایک دوسرے کی بات سمجھیں گے۔ سب ایک زبان ہونگے سب ایک دل ہونگے۔

علوم و فنون میں نئی تحقیقات سے نئی زندگی پیدا ہوگی تقلید کا مادہ انسان کے دماغ سے خارج ہو جائے گا۔ فہم انسانی بہت تیز ہو جائے گی۔ سائنس گھر گھر مقبول ہوگی۔ دین حق اور سائنس متحد ہو جائیں گے۔ لڑائی نہایت کمزور سمجھی جائے گی۔ جنگ دیوانگی قرار پائے گی۔ دنیا میں کینے اور حسد کا وجود نہ رہے گا۔ غیبت معدوم ہو جائے گی۔ بد زبانی مفقود اور سبوشتم نابود ہونگے۔

طبی دنیا میں ارتقاء عظیم رونما۔ دوا میں نہایت موثر ایجاد ہوگی۔ طریق علاج مختصر اور سہل آئیں گے۔ حکماء اس کثافت کو محسوس کر لیں گے انسان کی ہر بیماری کا علاج تبدیلِ خوراک سے کیا جاسکتا ہے۔ جہانیت اور روحانیت میں کامل اتحاد رونما ہوگا۔ جسم و روح میں بہترین وحدت کا رفرما ہوگی۔

انسان اصولِ محبت پر اس قدر عامل ہوگا۔ کہ بلیاں بڑے نام رہ جائیں گی۔ صحت کی نعمت عالمگیر ہوگی۔ انسان حسن و جمال میں بے حد ترقی کر جائے گا۔ پاکیزگی و لطافت بہت بڑھ جائیگی تعمیرات میں بہترین جذبہ نین ہوگی۔ اور اسی طرح انسان اپنے اخلاقی محاسن اور روحانی فضائل میں اعلیٰ مدارج حاصل کرے گا۔ اور بلیاں ظاہری و معنوی ترقیات کے سبب دنیا جہنمِ فردوس بن جائیگی +

۱۱ مذاہبِ عالم

یہ کتاب جناب پروفیسر پرتیم سنگھ صاحب ایم۔ اے نے شائع کی ہے، اسلام۔ دینِ موسوی۔ دینِ مسیحی۔ ہندو دھرم۔ جین دھرم۔ بدھ دھرم۔ دینِ بہائی وغیرہ مذاہبِ عالم پر تاریخی حیثیت کی روشنی ڈالی ہے۔ بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے شائقین پڑھ کر خوش ہونگے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ بہتر ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲/-

۱۲ علمے مڑتی اور ان کی تعلیم

کتاب مذاہبِ عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر پرتیم سنگھ ایم۔ اے نے حال ہی میں شائع کی ہے جس میں جگہ بانان مذاہبِ عالم کی مختصر تاریخ اور ان کی مفصل تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ تعلیمات ثابت کرتی ہیں دراصل تمام مذاہب ایک ہی ہیں اور ان کی تعلیمات ایک دوسرے کی مخالفت نہیں ہیں۔ جو لوگ اتحادِ مذاہب کی تحقیق کے خواہاں ہیں ان سیکھیں یہ کتاب معلومات کا بہترین آئینہ اور اعلیٰ فوائد پیش کرتی ہے۔ اس کا ایک ایک نسخہ ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ نفیس ہے۔ قیمت ۱۲/- ہر دو کتاب ملنے کا پستہ ۲۰/-

پروفیسر پرتیم سنگھ ایم۔ اے ۳۵ مینل روڈ لاہور

بشارتِ عظمیٰ

یہ پاکٹ سائز مناجات کا مجموعہ نہایت نفیس اور خوبصورت اصل مع اردو ترجمہ دو رنگ میں چھپا ہے۔ نماز کو چک۔ صلوة کبیرہ۔ لوح احمد۔ و ملے صبح و شام اور مختلف مواقع کی مناجات پیش کرتی ہے۔ بہت بارہ آئے۔ یہائی مال کرچی سے طلب کیجئے۔

موجودہ مشکلات اور ان کا علاج

(مدیر پیامبر نے یہ مقالہ ایک مجلس عام میں پڑھ کر سنایا)

اور باقی تمام مذاہب کو جعل قریب قرار دیتا ہے۔ اس بات سے ایک جلاؤ لےنے والی آگ دلوں میں لگی ہوئی ہے۔ مذہبی خانقاہیں مدرسے اور تبلیغی ادارے مستقل محاذ جنگ میں جہاں سرفرازی لغت اور تکفیر کی مشین گنیں دھڑا دھڑا چلتی رہتی ہیں۔ نہ صرف مختلف مذاہب کے لوگوں میں کٹ چینی ہے بلکہ ایک ہی مذہب میں متضاد خیالات کے فرقے اور فرقے میں اختلاف پر وجہ جماعتیں اور ہر جماعت میں باہمی کشمکش برپا رکھنے والے لیڈر لوگوں کو دن رات لڑاتے رہتے ہیں۔ اس لئے سوائی میں مشکلات ہیں۔ ہر جماعت میں الجھنیں پڑی ہوئی ہیں۔ ہر گروہ اور فرقہ میں گڑبچا ہوتی ہے۔

سیاسی طوفان | سیاسی تحریکات پر نظر ڈالی جائے تو اوہ بھی دنیا کی مشکلات کا ایک خوفناک طومار ہیں۔ لاکھوں کروڑوں زندگیاں سیاسی انقلابات کے سیلاب میں بہ کر فنا کے سمندر میں ڈوب چکی ہیں اور روز بروز یہ فنا کا طوفان زیادہ سے زیادہ اٹھتا ہوا چلا آ رہا ہے۔

اخلاقی تباہی | قوانین قدرت کو فراموش کر دینے کی وبا بھی عام ہو گئی ہے۔ نیکی کی خوبیاں اور برائی کی برائیاں ذہنوں سے دور ہوتی جا رہی ہیں جڑائو کے قانون کا مفہوم اور اس کا اعتقاد دلوں سے غائب ہوتا جا رہا ہے اس لئے ہر قوم کے نوجوان گناہوں کو گناہ سمجھنے

مشکلات کی تاریکی میں روح انسانیت گھبراہٹ ہے ہزاروں جانیں مایوسی کے غامض گڑبگڑ ہو گئیں۔ لاکھوں کروڑوں ارواح شب و روز تباہ و فساد کدہ ہیں قومیں بھٹکے ہوئے قافلے کی مانند دشت حیرت میں گھبراہٹ ہیں ایک طرف دنیاوی آفات ہر قسم دوسری طرف دینی مشکلات۔ ایک جانب روحانی پیچیدگیاں ہیں تو دوسری جانب مادی پراگندگی۔ افراد بھی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ جماعتیں مصائب کا شکار ہیں جنسی و ذہنی تضاد و اختلاف دل شکن ہیں ہر سمت سے نہ صرف قومی مشکلات بلکہ بین الاقوامی مشکلات کے طوفان اٹھ چکے ہیں۔ عالم انسانی سراپا درد بنا ہوا ہے وہ سر سے پاؤں تک بیماریوں میں گرفتار اور شدید زخموں سے چور چور ہے۔

فرقہ پرستی | فرقہ دارانہ ذہنیت نے تباہی بچا رکھی ہے ہر قوم اور ہر جماعت صرف اپنی پہلانی کی فکر میں ہے اور اس مقصد کے لئے دوسروں کو دکھ دینا نہ صرف جائز سمجھتی ہے بلکہ اپنا حق اور فرض خیال کرتی ہے۔ بالفاظ دیگر آج کل نفسی فتنی کا منگھا ہوا ہے اور "میری قوم میری قوم" کے نعشے نہیں۔ اس بلا سے درماں مے دنیا کو خصل میں گرفتار کر دیا ہے۔ ہر قوم دوسری قوم کو شکار کر لینا چاہتی ہے۔

سماجی کشمکش | ایک مشکل مذہبی مسئلے میں نو دہائیوں سے ہرگز احوال صرف اپنے ہی مذہب کو پتہ جاتا ہے

سے انکاری ہوتے جاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اخلاق و ادب کو محض رسم پرستی سمجھا جانے لگا ہے شخصی طور پر ہر شخص اپنے کو بالکل آزاد سمجھنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جو چاہوں کروں۔ بڑا سزا تو محض ایک خیالی چیز ہے۔ ان خیالات اور حالات سے بھی دنیا میں طرح طرح کی مشکلات رونما ہو رہی ہیں۔

جنسی تعصبات | ہماری نوع میں اپنے نصف حصے یعنی عورت کے متعلق جو خیال و عمل

ہے وہ بھی غفلت و ظلم سے خالی نہیں ہے یعنی مرد و عورت کو درجہ میں سمجھتا ہے۔ حقوق میں کم سمجھتا ہے۔ انھیں خیالات کا اثر ہے کہ عورتیں زندگی کی تحریک میں محض برائے نام داخل ہیں۔ اس عظیم الشان تفرقہ کی وجہ سے انسانیت ابھی تک لنگڑی ہے۔ بہلا یہ بیچاری لنگڑی کب اور کس طرح منزل مقصود تک پہنچے گی؟

جاہر حکومتیں | اگر حکومتوں پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی متغلبانہ ادارے ہیں۔ دنیا کو غلام بنانے

میں پورا زور خرچ کر رہے ہیں رعایا کا خون چوس رہے ہیں۔ اور چند مشکتہ اور خود پرست انسانیت سے کھیل رہے ہیں۔ غریبوں کی فریادوں کے کانوں تک نہیں پہنچتی۔ محکموں میں رشوتوں کا زور ہے۔ بدانتظامیوں کا ہنگامہ ہے۔ حکومت جو دنیا کی خدمت و آسائش کا ادارہ ہونا چاہئے وہ مشرق و مغرب میں دنیا کی مسلسل مشکلات اور مصیبت کا در یہ ہے۔

سرمایہ داری | سرمایہ داری کی بلا اثر دہے کی مانند دنیا کو اپنے زہریلے سانس سے ہلاک کر کے

ٹپ کر جانے میں برابر مصروف ہے۔ ہر سرمایہ دار۔ روپے پیسے۔ اناج اور کپڑے کے ذخائر پر خزانے کے سانپ کی طرح قبضہ کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ وہ اس وقت تک ان ذخائر کو دبائے رکھتا ہے جب تک دنیا کا دم نہ گھٹ جائے اور دنیا مجبور ہو کر دگنے چوگنے دام پر مال نہ خرید سکے اور اس پر بھی اشیاء کا اصلی اور خالص حالت میں ملنا دشوار ہے۔

ان تمام حالات کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں دل کا چین اور شرح کا اطمینان غائب ہے۔ خوف و خطر چھا رہا ہے۔ اور دنیا مصائب و مشکلات کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔

مکمل اور جامع حل کی ضرورت | چونکہ دنیا کی مشکلات

کا باعث کوئی ایک ہی چیز نہیں ہے بلکہ جس طرح دنیا میں کرب و بار زندگی کے مختلف شعبے میں اسی طرح دنیا کی مشکلات بھی مختلف اقسام کی ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ زندگی کے مختلف شعبہ گے کا ہر تنہا تنہا کچھ نہیں کر سکتے بلکہ حل کر زندگی کو بناتے ہیں تو لازماً شعبہ گے زندگی کی مشکلات بھی ایک دوسرے سے بالکل جدا نہیں ہیں بلکہ باہم ایک دوسرے سے اسی طرح سے جڑی ہوئی ہیں جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضا باہم جڑے ہوتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ان مشکلات کا حل اگر ہم بالکل ایک کو دوسرے سے جدا جدا کر کے پیدا کرنا چاہیں گے تو اور مشکل بڑھ جائے گی۔ اس لئے ان مشکلات کا حل بھی ایک مشترکہ اور متحدہ شکل میں تلاش کرنا لازم ہے۔ جیسے تمام جسم پر پھوڑے پھینسی نکل تھیں تو بجائے ایک ایک پھینسی کا الگ الگ علاج کرنے کے ہمیں چاہئے کہ جسم کے خون کو صاف کرنے کی دوا دیں۔ جب خون صاف ہو جائے گا تو پھوڑے پھینسیاں سب

دور ہو جائیں گی۔

تمام نوع بشر کی مشکلات کا حل چاہئے

کام چھی ہو سکتا ہے کہ حل مشکلات کے وقت ہم کل نوع بشر کو یہ نظر رکھیں۔ صرف ایک قوم یا ایک ملک یا ایک جماعت کی مشکلات کا حل الگ الگ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تمام دنیا باہم مربوط ہو گئی ہے۔ اس کے اجزا اب الگ الگ نہیں رہے ہیں۔ اس لئے حل یا علاج بھی ایسا ہونا چاہئے جو کل کیلئے مفید ہو تب تو وہ حل یا علاج کارآمد ہو سکے گا ورنہ بیکار ثابت ہو گا۔

بیک وقت سب مشکلات کا حل چاہئے

پرمکونی نظر کے حل سوچنا چاہئے۔ اگر صرف روحانی مشکلات کا حل سوچ لیا گیا لیکن مادی مشکلات کو نظر انداز کر دیا گیا تو بھی دنیا کو فائدہ نہ ہو گا یا صرف مادی مشکلات کی طرف توجہ کی گئی اور دینی مشکلات کا خیال نہ کیا گیا تو بھی دنیا کی تمام مشکلات دور نہ ہوں گی۔ لہذا ضروری ہے کہ تمام مشکلات کا حل بیک وقت سوچا جائے اور کسی ایک مسئلہ کو بھی ناقابل توجہ نہ ہٹا کر چھوڑ دیا جائے۔

مشکلات کا علاج

ہماری آزادانہ تحقیق میں دنیا کی دین کو ایک زندہ قوت تسلیم کیا جائے اور اسے دنیا کے ساتھ متحد بنایا جائے روحانیت اور عقلیت کو باہم شبر و شکر کی طرح ملا کر ایک کر دیا جائے۔ دین کے اصول کئی جو سبب اب ہیں ایک یا ایک سے ہی نہیں انھیں خوب سمجھ کر یہ اعتقاد پوری

عملی روشنی میں دلچسپی کر لیا جائے کہ حقیقت میں کل نوع انسان کا دین ایک ہی ہے۔ فروعات پر نزع و جہال نہ کیا جائے بلکہ ایسے مسائل کو وقت کی تہذیبوں میں تو لایا جائے کہ جو باتیں موجودہ وقت میں عملی طور پر مفید ہوں انھیں اختیار کیا جائے اور جو اس وقت زندگی کو ترقی سے روکتی ہیں ان باتوں کو ترک کر دیا جائے۔ دیکھا جائے کہ آہستہ قدرت کی زبان کن کن باتوں کی تصدیق کرتی ہے اور کن کن باتوں کو منسوخ و متروک قرار دے رہی ہے۔ تمام پیغمبروں کی عنت کی جائے اور موجودہ زمانے کے پیغمبر اعظم حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات پر پوری عقل و فہم کے ساتھ توجہ کی جائے۔ صحیح علم کے بعد درست عمل کیا جائے۔ یہ وہ راستہ ہے کہ روحانی مشکلات کا حل اور دنیاوی مشکلات کا حل دونوں چیزیں یہاں مل جائیں گی۔ اور دین کو نظر انداز کر کے اگر تمام جہاں کے لوگ بھی دنیا کی مشکلات کا حل ڈھونڈیں گے تو ہماری رائے میں ہرگز ہرگز نہ ملے گا اور یہ بات کہ دین کو دنیا سے نکال باہر کیا جائے یہ قطعاً ناممکن ہے کوئی طاقت دنیا سے دین کو باہر نہیں نکال سکتی۔ اور جب تک دینی مشکلات کا حل نہ ملے گا دنیا کو چین نصیب نہ ہو گا۔ اور مشکلات ہرگز ختم نہ ہوں گی۔ پس دینی مشکلات کا حل تو یہی ہے کہ دین کو ایک زندہ تحریک یقین کیجئے اور اس کا نبیاً ظہور اب بہائی امر میں مشاہدہ فرمائے۔ پوری تحقیق اور ایمان داری سے ہماری رائے یہی ہے اور اسی میں ہم دنیا کی مشکلات کا حل پاتے ہیں۔

فرقہ وارانہ تعصبات کا علاج یہ ہے کہ ہم سب اپنے اصل اور اپنے منہ پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ ساری دنیا کے انسان ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہیں۔ شکلوں اور صورتوں میں فرقیت ظہور پذیر ہوئی ہے، ماہیت و نوعیت کے لحاظ سے سب ایک

جن جن نعمتوں کا دوسروں تک پہنچا مشکل ہو رہا ہے۔ محبت و عدالت کی روح پیدا ہو جائے پر وہ نعمتیں دوسروں پر نثار کر دی جائیں گی۔

مختصر یہ کہ دلوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ جب دل درست ہو جائیں گے سب کام درست ہو جائیں گے اگر دل درست نہ ہوں گے تو نہ مذہب میں امن ہو گا نہ سوائی میں آرام نہ گھروں میں چین ہو گا نہ ملکوں میں امن و اطمینان۔ دل درست نہ ہوں گے تو کوئی عدل و انصاف نہ کرے گا۔ کوئی ہمدردی اور خیر خواہی نہ کرے گا۔ دلوں کے درست ہوتے ہی سب چیزیں درست ہو جائیں گی لہذا تمام مشکلات کا حل اگر ایک ہی بات میں کرنا ہے تو دلوں کی دوستی کیجئے۔

دلوں کی دوستی کیسے ہو سکتی ہے؟ صرف اس طرح کہ ہم اس کی طرف پوری توجہ کریں اور کامل حکم و دعائی سے علاج کو لیں۔ کامل حکم و دعائی حقیقی معنی میں صرف ایک ہے یعنی خدا خدا کا ہاتھ وہ پاک انسان ہے جسے خدا نے موجودہ وقت میں مریض دنیا کی تشفکے لئے بھیجا ہے۔ واقعات کی رو سے وہ حضرت بہاء اللہ ہیں جنہوں نے دنیا کی مشکلات کا حل کرنے کے لئے ایک مکمل نسخہ لکھ کر دیا ہے اور وہ اپنی پاک انفاس سے مستعد جمہوروں کو ششیا ببار رہا ہے میں اگر دیتا اس طبیبِ عظیم الہی کے زیر علاج آ جاؤں تو جلد صحت حاصل کر لے ورنہ اس کے سوا اور جتنے علاج ہیں وہ خواہ چھوٹے چھوٹے دائرہ میں وقتی لحاظ سے کچھ فائدہ مند بھی ہوں۔ لیکن مکمل علاج نہیں ہیں۔

دین بہائی تعلیم دیتا ہے کہ عقل اور دین متحد ہو کر رہیں ہر انسان کو روحانیت میں ترقی کرنی چاہئے۔ ہر انسان کو مادیت

چیز میں ہم اپنی اصل پر خیال رکھیں تو ایک ہو کر زندگی بسر کریں۔ ہر وہ چیز جو محبت و اتحاد کو توڑتی ہے ہم اسے چھوڑ دیں۔ اور ہم تمام وہ کام جو اتفاق و اتحاد پیدا کرتے ہیں اور سب کو فائدہ پہنچا رہے ہیں انہیں مضبوط بنائیں۔ دنیا کی کل مشکلات کا یہ مضبوط اور وسیع راستہ ہے اگر ہم عورت اور مرد میں فرق مراتب اور اوکھ پنچ کا علاج چاہتے ہیں تو وہ بھی ہمیں سے نکل آتا ہے کہ عورت اور مرد حقیقت کے لحاظ سے واحد ہیں۔ روح کے اعتبار سے مرد و عورت میں کچھ فرق نہیں۔ پس عورت مرد کے حقوق و مراتب برابر سمجھے جائیں۔ مذہبی تعصبات کا علاج صحیح علم اور بجا انصاف ہے۔ ہم غور سے دیکھیں تو سب مذاہب میں بچائی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خود ہر مذہب کے ماننے والوں کی بنائی ہوئی رسمیں اور غلطیاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ اصل حقیقت کو صانعِ نہونے دیکھئے اسے سنبھال کر رکھئے اور خود ساختہ رسموں اور غلطیوں کو پھینک دیجئے۔ جیسے ہانڈی کے اٹھان میں آنے والے جھاگ پھینک دئے جاتے ہیں۔ تمام اہل مذہب کو چاہئے کہ وہ اصولی و اساسی تعلیمات پر زور دیں اور ان کو علی بنائے میں کوتاہی نہ کریں۔ صداقت۔ دیانت و مروت۔ محبت۔ عدالت۔ ہمدردی۔ خوش اخلاقی۔ رواداری۔ خیر خواہی۔ یہ ایسے اعمال ہیں جو تمام مذاہب کی روح ہیں تمام جہان کے لوگ ان پر متفقہ طور پر عمل کر سکتے ہیں۔ سیاسی تحریکات اور تجارتی کاروبار میں بھی اگر اس روح سے کام لیا جائے تو دنیا کی مشکلات باسانی دور ہو سکتی ہیں اگر دنیا متفق ہو کر ان پاک اصول پر قائم ہو جائے تو آج دنیا کی مشکلات حل ہو جائیں۔ اسی پاک ذہنیت کے پیدا ہونے پر سرمایہ داری کی مصیبت بھی دور ہو سکتی ہے اب

ایک نئی زبان ایجاد کی جائے جو تمام مدارس عالم میں سکھائی جائے۔ تاکہ ساری دنیا کی زبان بھی ایک ہو جائے اور جو مشکلات زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے رونما ہو رہی ہیں وہ دور ہو جائیں۔ اسی طرح رسم الخط بھی ایک ہی بنادیا جائے اس طرح کل روئے زمین قطعہ واحد دکھائی دے گی۔ اور آخر کار کا نوع انسان متحد ہو کر مشکلات سے نکل جائیگی۔

خلاصہ یہ کہ دنیا کے لئے روح کی زندگی اور جسم کی صحت دونوں ایک ساتھ ضروری ہیں۔ ایک کے بغیر دوسری بیکار ہے۔ لہذا دین کو مضبوط تمام کر دنیا کو روشن کر دینا ہمارا فرض ہے۔ روح حق و عدل سے معمور ہو کر ہم اپنے لئے وقتی اور مقامی ضروریات پر مشورت کر کے قوانین بنا سکے اور ہمیں بدل سکتے ہیں۔ سب سے بڑی ضرورت اتحاد اور نظام کی ہے جب متحدہ نظام عالم قائم ہو جائے گا تو سب مشکلات دور ہو جائیں گی۔ دنیا بڑے زور سے نئے نظام کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ وقت آ رہا ہے جب حقیقت انکار ہو جائے گی اور دنیا اس مقام پر آ جائے گی جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے قدرت کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ باغ اپنے وقت پر پھل دے گا۔ اور تمام نوع بشر اس کے میٹھے پھلوں سے لطف اندوز ہوگی۔ اس دنیا کے باغ کا پھل کیا ہے۔ عالمگیر نظام امن و نیکی و رشتہ۔ محبت و وحدت۔ روحانیت و مادیت کی تکمیل۔ یہ یقینی بات ہے کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا۔

شب تاریک گزرے گی تو نورانی سحر ہوگی
ہر اک انسان کے چہرے پر مسرت جلوہ گر ہوگی
مقرر ایک دن ہے فتنہ دوراں کا سو جانا
مقدر ہے زہن کا جنت الفردوس ہو جانا

کی تکمیل کرتی چاہئے۔ مگر ایک قابل ہے تو دین و ایمان اس کے لئے روح ہے۔ دنیاوی ترقیات گلوب ہیں تو دینی تجلیات برقی روشنی ہیں۔ سائنس اور دین دونوں ملکر انسان کے لئے دو بازو ہیں جن سے وہ اوج فلاح میں بلند پرواز ہو سکتا ہے۔ سلطنتوں کو باہم متحد ہو کر رہنا چاہئے۔ ایک بین الاقوامی مجلس عدالت ہونی چاہئے جہاں تمام حکومتوں اور قوموں کے تنازعات کا فیصلہ ہوا کرے۔ ایک مشترکہ فوج اور پولیس رکھی جائے جو دنیا کو امن و امان سے رہنے کی نگرانی کرتی رہے۔ حکومت میں بادشاہ اور جمہوریت دونوں کو متحد بنا کر کام کیا جائے۔ بادشاہ رعایا کو اپنا غلام نہ سمجھے۔ رعایا قانون سلطنت کی پوری اطاعت کرے۔ غریبوں پر سے ٹیکس کم کر دیا جائے۔ مالداروں پر بڑھا دیا جائے۔ کسانوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ کام کا وقت مناسب رکھا جائے۔ مزدوروں کو کمپنوں میں حصہ دار بنایا جائے۔

ہر شخص کو کام پر لگایا جائے۔ بیکاری قانوناً جرم قرار دی جائے۔ ہر شخص کو روزی کمانے کے لئے کچھ نہ کچھ کام یا ہنر سکھایا جائے اور یاد رکھا جائے کہ خدا نے کام کرنے کو روحانی طور پر عبادت کا درجہ دے دیا ہے۔ بھیک مانگنا قطعاً ممنوع قرار دیا جائے۔ ہاں ایسا بھوکے لئے ہر شہر میں ایک محتاج خانہ بنایا جائے جس میں وہ سکے جائیں اور ان کی خبر گیری کی جائے کسی فقیر کو شہر کوں اور گلی کو چوں میں بھیک مانگتے ہوئے مارے مارے پھرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہرنچہ کو لازمی طور پر تعلیم دی جائے۔ لڑکیوں کی تعلیم پر گہری توجہ کی جائے۔ تربیت اخلاق کی کامل نگرانی کی جائے کہ ہر بچہ صحیح معنی میں شریف اور امن پسند اپنے اور دنیا کے لئے مفید ہو ورنہ۔

حضرت سید کاظم رشتی کی ماموریت

ہر سال ذی القعدہ کے مہینے حضرت سید کاظم امام ہائے معصوم کی تربتہا مبارکہ کی زیارت کے لئے کاظمین تشریف لے جاتے گرتے تھے اور پھر عرفہ کے دن حضرت امام حسین کی روضہ مبارکہ پر حاضر ہونے کے لئے لوٹ آتے۔ اپنی عمر کے آخری سال میں یعنی ۱۲۵۴ھ (نومبر ۱۲۳۳ء) اپنی رسم کے مطابق ذی القعدہ کے مہینے کے آغاز میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ آپ کاظمین کی طرف روانہ ہوئے اور اس ماہ کی ۱۴ تاریخ کو مسجد برائنا پیچے جو بغداد کاظمین کی شہر پر واقع ہے۔ فجر کا وقت تھا آپ نے موزن کو فرمایا کہ اذان دے۔ ایک کھجور کے دفت کے نیچے قیام فرما کر آپ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز ختم کیچکے ہی تھے کہ ایک عرب جلدی سے آپ کی طرف بڑھا اور مصافحہ کیا اور کہا کہ تین دن ہوئے ہیں پاس کی چراگاہ میں گلہ چرا ہوا تھا کہ ایک نیند مجھے غالب آئی اور میں سو گیا۔ خواب میں میں نے حضرت محمد رسول اللہ کو دیکھا اور انھوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔ اے چرواہے۔ میری باتوں پر کان دھرا اور انھیں اپنے دل میں محفوظ رکھ کہو نہ کہ میرا یہ کلام خدا کی امانت ہے جو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اگر تو ان کو محفوظ رکھے گا تو مجھے بہت ثواب ملے گا۔ اگر تو نے ان سے غفلت کی تو خدا کا سخت عذاب تجھ پر پڑے گا۔ سن یہ امانت ہے جو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ مسجد برائنا میں جا کر ٹھہر۔ آج سے

تین دن بعد میری آل میں سے ایک شخص سید کاظم نام اپنی دوستوں اور ہمراہیوں کے ساتھ فجر کے وقت مسجد کے نزدیک کھجور کے سایہ تلے آکر ٹھہر گیا۔ وہیں وہ نماز ادا کرے گا۔ جو نبی تم آسے دیکھو اس کے پاس جاؤ اور میرا سلام آسے دو۔ تب میری طرف سے آسے کہو۔ خوش ہو کہ تیری رحلت کا وقت قریب آگیا جب کاظمین کی زیارت سے فارغ ہو کر بلا پیچ جاؤ گے تو تین دن بعد عرفہ کے دن (دسمبر ۱۲۵۴ء) تیرا انتقال ہو جائے گا۔ اس کے کچھ مدت بعد ہی حق ظاہر ہوگا اور دنیا اس کے چہرہ کے نور سے چمک اٹھیں گی! گڈ رے نے جب اپنے خواب کا بیان ختم کر دیا تو حضرت سید کاظم مبارک مسکراہٹ سے چمک اٹھا۔ آپ نے فرمایا:۔ ”تیرے خواب کے سچ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے“ یہ سن کر آپ کے ہمراہی آبدیدہ ہو گئے مگر آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔ کیا تم لوگ مجھے صرف اس حق کی نشانی کے لئے پیار نہیں کرتے جس کی آمد کے ہم سب منتظر ہیں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ میں مرجاؤں تاکہ موعود ظاہر ہو جائے“

یہ جو کچھ بیان ہوا اس اشخاص سے حرف بحرف میں نے سنیہ دسویں اس موقع پر حاضر تھے اور انھوں نے اس کی صحت کے لئے حلیفہ بیان دئے۔ پھر بھی بہتوں نے ایسی عجیب و غریب باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی حق کا انکار کیا اور اس کے اہم کو رد کیا۔

اس عجیب و افغوی خبر مشہور رہو گئی اور عاشقان حضرت سید کے دل رنج و اندوہ سے بھر گئے۔ آپ انھیں نہایت

لے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم اور نویں امام حضرت محمد تقی کاظم کے خوادے مبارک زنداد سے تین سال کی طرف واقع ہیں۔ ان خزاروں کے گرد ایرانیوں نے ایک کافی بڑا شہر بنایا ہوا ہے جسے کاظمین کہتے ہیں۔

اپنے پیچھے جانبا زور سرگرم شاگردوں کی ایک جماعت چھوڑ گئے۔ ان شاگردوں نے اپنے آپ کو دنیا کی آلودگیوں سے پاک کیا۔ اور موعود و محبوب کی تلاش میں نکل گئے۔ آپ کے جسد مبارک کو روضہ حضرت امام حسین کے احاطہ میں دفن کر دیا۔ آپ کے صعود نے کر بلا میں ایسا ہی ہنگامہ برپا کر دیا جیسا پچھلے سال عرفہ کے دن ہوا تھا جب فوجِ فوج دروازہ توڑ کر شہر میں داخل ہوئی تھی اور بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ ایک سال پیشتر اسی دن آپ کا مکان بے گھروں اور بے چاروں کے لئے امن و پناہ کی جگہ تھا۔ آج یہ مکان خون گاہ بن رہا تھا کیونکہ وہ لوگ جن کی آپ نے دغیری اور مدد کی تھی آپ کی وفات پر نالہ و مہکا بلند کر رہے تھے۔

شفقت اور مہربانی سے تسلی دیا کرتے۔ ان کے بے چین دلوں کو ساکن کرتے۔ ان کے ایمان کو مضبوط کرتے اور ان کے جوش کو اور بڑھاتے۔ نہایت وقار و سکون کے ساتھ زیارت ختم کر کے آپ کر بلا لوٹ گئے اور وہاں پہنچتے ہی آپ بیمار ہو گئے۔ آپ کے دشمنوں نے یہ ہوائی اڑائی کہ بغداد کے گورنر نے آپ کو زہر دیدیا ہے۔ یہ سرسبز بہتان اور سفید جھوٹ تھا کیونکہ گورنر تو خود حضرت سید کا مدد تھا اور وہ آپ کو بہت بُرا عالم و فاضل جانتا تھا اور آپ کی دانائی اور آپ کی اعلیٰ اور بے لوث چال چلن کی بہت قدر کیا کرتا تھا۔ شہداء کے عہد کے دن اُس مسکین چہرہ واسے کے ردیا کے مطابق حضرت سید کاظم نے ساٹھ برس کی عمر میں اس دنیا کے دوں کو خیر باد کہی اور

دھرم کو اُلٹے پلٹنے کی ضرورت

ولیش بہگت پنڈت سندر لال جی

دھرم، مذہب، رچن، پنچھ، مارگ وغیرہ سب کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں۔ دھرم، دھرمی، مصدر سے ہے جس کے معنی دھارن کرنا یا سنبھالنے رکھنا ہے جس چیز سے دنیا بسجلی رہے اسی کا نام دھرم ہے۔ مذہب پنچھ اور مارگ تینوں کے معنی راستہ ہے اس دنیا میں آدمی کو جس راستہ پر چلنا چاہیے جو اس کی بھلائی اور ترقی کا راستہ ہے اسی کا نام مذہب ہے۔ سلجھن جس مصدر سے بنا ہے اُس کے معنی باندھنا ہے جو چیز انسانی جماعت کو باندھنے رکھتی ہو اُسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچاتی ہے۔ وہی اس کا رچن ہے۔

دھرم یا مذہب کی بنیاد انسان ایک ایسا جاندار ہے کہ جو سوائے اُس کے بغیر نہیں جی سکتا

سنسکرت کی ایک پرانی کہادت ہے کہ اگر تم دھرم کا ناش کرو گے تو دھرم تمہارا ناش کر دے گا اور اگر تم دھرم کی حفاظت کرو گے تو دھرم تمہاری حفاظت کرے گا۔ اس کہادت میں گہری پچائی ہے اسی لئے دنیا کے ہر ملک میں وقتاً فوقتاً پیغمبروں اور نوروں تیر ٹھکروں اور فامروں کی ضرورت ہوتی ہے کسی قیمتی چیز کو اگر گریٹنے سے بچانا ہے تو اُسے بار بار اُلٹے پلٹے اور ہوا دیتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پرانی اور نادر دواؤں کو بھی اُلٹ کر نئی بوتلوں میں رکھنا پڑتا ہے۔ دھرم ایک نہایت قیمتی اور نادر چیز ہے اور اُسے قائم رکھنے ہوئے اُلٹا پلٹا اور ہوا دینا اس جیسی کافرٹن کا کام ہے یہی اس طرح کی کافرٹن کا مقصد ہے اور یہی اُس کی اہمیت ہے۔

وہ جب اس زمین پر پیدا ہوا اُس نے بل بل کر گروہوا جس رشتہ شروع کیا اسی میں اُسے اپنی سلامتی نظر آتی۔ بغیر اس کے اس کا زندہ رہ سکتا اور اور کسی طرح کی ترقی کر سکتا نہ ممکن تھا۔ اس میں بل بل کر رہنے کے لئے ضرورت ہوئی کہ سب کی کوئی ایک منزل مقصود ہو جس تک پہنچنے کی سب بل کر کوشش کریں خواہ وہ منزل سب کا سکھ یا سب کی بھلائی ہو خواہ کچھ اور ہو۔ اس بل جلکر رہنے کے لئے کچھ قاعدوں اور اصولوں کی بھی ضرورت پڑی۔ ہزاروں برس کے تجربہ سے آہستہ آہستہ یہ قاعدے اور اصول بنتے چلے گئے۔ اسی طرح انسانی جماعت کے تمام قاعدے قانون اور اخلاقی اصولوں کی بنیاد پڑی۔

گروہ بنا کر رہنے کی عادت آدمی کے علاوہ چھوٹی بہت کچھ اور جانداروں میں بھی موجود ہے۔ لیکن آدمی میں ایک اور چیز ہے جو دوسرے کسی بھی جاندار میں نہیں کے برابر ہے۔ آدمی شروع سے سوچتا اور سمجھتا اور نتیجہ نکالتا ہے۔ اس میں ادراک کی قوت ہے اُس نے اس دنیا کو دیکھا۔ اُسے اپنی ساری زندگی ایک گہرے راز سے گھری ہوئی دکھائی دی۔ اس تمام خلقت میں دریاؤں اور پہاڑوں۔ نذرلوں اور طوفانوں سورج اور چاند تاروں بھری رات اور تیشی ہوئی دھوپ میں۔ پیدائش اور موت میں اور ان سے بڑھ کر خود اپنی روح کے اندر اُسے یہ صاف محسوس ہونے لگا کہ کوئی ایک پوشیدہ

اور لامحدود طاقت ہے۔ جو اس کی اپنی طاقت سے کہیں زیادہ ہے اور اس سارے نظام کو چلا رہی ہے اس راز کو حل کرنے کی کوشش میں انسان نے خالق کا تصور کیا۔ یہ تصور خواہ محض اُس کے دماغ سے پیدا ہو خواہ اس کے منطقی قلب پر تحقیق کے کسی اصلی خزانہ کا پرتو یا عکس پڑا ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس خیال نے انسان کی زندگی کو ایک دم اس دنیا کی زندگی سے اور اس کی اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں اور جذبات سے اوپر اُٹھا دیا اُسے تمام انسانی جماعت کا ایک پرزہ بنا دیا۔ جانوروں اور درختوں تک سے اس کا ایک رشتہ قائم کر دیا اور اس کی زندگی کے کچھ معنی اس کا کچھ مطلب اور اس کا ایک مقصد قائم کر دیا۔ ایسا تو یہاں ایک حاضر ناظر خدا کے اس خیال نے ہی انسانی زندگی کی اس کشتی کو جو اس وقت تک بغیر کسی سمت اور بنا بنا رہا تھا۔ ادھر ادھر جکر کھا رہی تھی۔ ایک سمت اور ایک پتہ عطا کر دی۔ انسان نے اپنی زندگی کے مقصد کو طے کیا اُس نے اپنی سمجھ کے مطابق اُس زندگی کا ایک فلسفہ تیار کیا جو انسان کے ادراک کے بڑھنے کے ساتھ بدلتا اور بڑھتا رہا اور اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے زندگی کے کچھ اصول تسلیم کئے۔ یہی دنیا کے تمام مذہبوں کی بنیاد ہے ان مرحلوں میں ہماری رہبر وہ ہستیاں تھیں جن کے قلب الہام ربانی سے روشن تھے۔

اسلام اور احمدیت

جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب دیکھیں۔ فتح کد۔ سری نگر کشمیر نے یہ ٹریکٹ "اسلام اور احمدیت" حال میں شائع کیا ہے۔ ۲۰۰۳ء کے ۲۳ صفحات میں قیمت ۱۰۰ اس ٹریکٹ میں جناب مرزا غلام احمد مرحوم کی مسلمات سے ہی ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب موعود اسلام نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت بابا و حضرت بہا اللہ موعود برحق ہیں اور تہوہر برحق کے اثرات سے جو انتشار و نورانیت ہو مرزا صاحب مرحوم بھی اس سے متاثر ہوئے تھے۔ احمدیوں کے لئے یہ ٹریکٹ ایک قابل غور دعوتِ حقیقت ہے۔

قسمت فاضلی

روح مبارک حضرت عبدالبهاء

عشق آباد محسن روحانی علیهم سبأ الله الیها

هو الله

ای یاران روحانی عبدالبهاء ! نامه شمارسید - الهجرت بشارت صحت و سلامت دوستان حق داشت - در این سنین فقرت که جهان پر آشوب و جنگ بود و عالم انسانی بخونریزی مشغول نایره حرب شعله بنیان آسمان زد - اقلیم مانند جحیم افزشت و کشور از هجوم لشکر پامال شد و مملو جهان مطوره و ویران گردید - تا بحال حرب در صحرا و دریا بود و لکن در این عصر در آوج آسمان و عمق دریا نیز بعینش زدود - محشر کبری گردید و مصیبت عظمی مخرج داد - اطفال صغیر بی پدر گردید و پدران سالخورده بی پسر شد - مادر بخله خون گریست و خواهر هر پسران فریاد و فغان برآورد - باوجود آنکه چنجاه سال پیش صریح قلم اعلی بلند شد و جمع را از جدال و جنگ منع نمود و بصلح عمومی دعوت فرمود و نصایح مشتقانه پاشنا و میگانه فرمود و جمیع ملوک را مخاطب ساخت که جنگ ننگ عالم انسانیست و حرب در زندگی عالم حیوانی - زیرا در جهان هر دیرانی آیت جنگ است و هر آبادی علامت صلح و داشتی - صلح سبب حیات است و جنگ سبب موات - صلح انبساط محبت است و جنگ آفت و آفت و آفت - لهذا امر بکفیل حکم کبری فرمود تا جمیع مل و دول نمایندگان انتخاب نمایند - یعنی هر مجلس ملی نمایندۀ انتخاب نماید و مجلس اعیان تصدیق فرمایند و هیئت وزراء اعضا کنند و پادشاهان و رؤسای جمهور تصدیق فرمایند تا آن نمایندۀ مجلس جمیع ملت و اعیان و وزراء و پادشاه و رئیس جمهور باشد و از این نمایندگان مجلسی در نهایت مدح و ریاضان تشکیل گردد - و محکم کسبری تأسیس یابد و جمیع مسائل مهمه و مشاغل عظیم بین الملل و الدول و میان ملل و کسبری حل شود تا بنیان جنگ برآفتد و عالم انسانی از این عار و تنگ رهایی یابد و لکن هزار اشوس که نصایح قلم اعلی مسوم گشت و عبدالبهاء در سفر چهار ساله از فریک و امریک و اروپا و جمیع محافل عظمی و کنائس کبری لغره زنان مسراید برآورد - ای حاضران ای فاضلان خطری عظیم در پیش است و حادثۀ هولناک در پی - و در پ عبارت از جهه خانه و مخور خانه گردیده منوط بیک شراره است - این مواد منتهیه منقحر گردد - و زلزله در شدید بر ارکان عالم انسانی اندازد - جهان را ویران نماید مل و دول مانند سبلع ضارید یکدیگر را بدرند و از درندگان بگذرند - زیرا درنده

ہر روز گو سفندے طعمہ خولیش نہاید و مجبور بر آنست و لے بشرے روزے صد ہزار نفر بخطر اندازد و خون بریزد و خاکِ ندلت بر فرقِ عالم انسانی بپزند۔ ظالمے اگر مرکبِ قتل نفسے شود آزا قاتل گویند و سستی عقوبتِ عظیم ترشند و لکن اگر خوشخوارے در روزے صد ہزار نفس را خون بریزد آن را کشور کشا و جہانگیر نامند۔ و اگر قاطعِ طریق نفسے را در راہ برہنہ نہاید آزا قاطعِ طریق گویند و سزاوارِ عذاب و عقاب الیم شمرند ولی اگر غدارے محکمے را تالان و تاراج کند آزا فلاح نامند۔ ای حاضران ای عالمِ انسانے را آفت و خطر عظیم در پیش۔ آرام مجوید و سکون و قرار مطلوبید و یقوتی ملکوتی بر خیزید و این خونریزی را مانع و عامل گردید۔ این نصائح نیز مقبول نیستاد ایست کہ ملاحظہ بنمائید کہ نائرہ قتال چگونہ شغلہ بر افرخت کہ راحت و آسائش در عالم انسانی نگذاشت۔ باری الحمد للہ کہ اجابای الہی از جنگ بیزار و از گروہ پر خاش جو در کنار۔ مانند طیور شکور بچند دانہ تناعت نمودند و بموجب و صایا و نصائح الہی سکوت فرمودند و بمہمنت تعالیم آسمانی در جمیع اقالیم عالم محفوظ و مصئون ماندند۔ عبد البہاء در ایام جنگ در چنگِ خوشخواران بود و محاط بہستمکاران۔ در ہر ساعتے خطرے موجود۔ در ہر یومے بدست بوسے گرفتار۔ با وجود وسایات و فساد آشنا و بیگانہ و افرار و بہتان داخل و خارج در مصون حمایتِ جمالِ مبارک محفوظ و مصئون ماند و این سبب حیرت گردید۔ باری احبائے ترکستان در عشق آباد و مرو و تاشکند و سمرقند بہام قوت بر نصرت امر قیام نمودند و در اعلائی کلمۃ اللہ قصور و فتور نفس نمودند و بتاسیساتِ مغمیہ پرداختستند۔ مجامعِ لفق آراستند و الواج و لواج را بالسن متعذدہ ترجمہ نمودند و انتشار دادند۔ قرائت آنہ و دار التبلیغ خدمتے بلین است۔ امیدوارم کہ محفل جوانان نورسیدہ در منات و سکون و قرار از محافلِ سپیرانِ سالخورده بگذرد و مجلس فارسی مانند خورشید بدرخشد۔ اسم مطابق سمنی باشد و ابداء کلمہائی کہ سبب از روی خاطر باشد در آن مندرج نگردد بلکہ بالکس سبب سرور و شادمانی عمومی باشد۔ این قضیہ بسیار لازم است۔ امیدام کہ اتباعی ترکستان روز بروز بحسنِ اخلاق و حسنِ رفتار و طلوات گفتار سمینہ نمایند۔ عالمِ اخلاق بسیار مہم است۔ بحسنِ اخلاق سراجہای روشن آفاق گردند۔ در این قضیہ بسیار دقت فرمائید۔ اما قضیہ دفن اموات ہنوز اگر بقرار سابق باخیر میراست۔ زیرا نباید فوسے نمود کہ میان آشنا و بیگانہ بجلی نوح و جذباتی آفتند۔ زیرا حسبائی مانع از تبلیغ است و چون زمانے آید کہ اجرائے احکام پہنچو بہ سبب وحشتِ قلوب نگردد و امر اللہ اعلان شود آنوقت

در ترکستان باید از شرق توحہ بغرب مائل بشمال کنند و اموات را

سہ قبلہ و پابشمال دفن نمایند و

علیکم البہاء الابھ

میانم تہوز ۱۹۱۹

ع ح

لوح مبارک حضرت عبداللہ

(لاہای) جناب احمد خاں یزدانی علیہ بہاء اللہ

حوالہ

ای بہتہ آستان بہاء اللہ نامہ مورخ بہ ۱۲ جون ۱۹۲۰ رسید و نامہ بعضے از اعضای مجلس صلح نیز رسید و جوانی مرقوم گردید بایشان تسلیم نمایند۔ معلوم است کہ این جمعیت چنانچہ شہرت دارد نیست آن طور کہ باید و شاید ترتیب و تنظیم نداشت باری ہر قسم میخواستند باشد و لے امر یہ کہ تثبیت نموده اند بسیار عظیم است۔ باید بدرجہ مجلس لاہای قوت و نفوذ داشتہ باشد کہ کلمہ اش برعول و مل نافذ باشد باعضای محترم و مقام صحبت اشارہ کنید کہ مجلس لاہای پیش از حرب رئیس امیر طور روس بود و اعضایش عظیم رجال۔ باوجود این مانع از این حرب نہیں گشت۔ حال چگونہ خواهد شد زیرا در مستقبل حربی شدیدتر یقیناً واقع گردد۔ قطعاً در این شبہ نیست مجلس لاہای چہ چاہد خواهد کرد و لی اساس حضرت بہاء اللہ روز بروز در انتشار است باری شما جواب نامہ را برسانید و بسیار اظهار محبت و مہربانی کنید و آنان را بحال خویش بگذارید و در ہر صورت باید از شما با رضی باشند و آن نامہ مفصل مرا کہ ترجمہ با انگلیسی شدہ طبع نمایند و نشر دہید و لے باطلاع آنان۔ اما با انجن اسپرانتو ہم میزید و ہر یک را مستعد دیدید لغتہ میات در او بدیدید۔ باری در انجمنہا جمیع از تعلیم جمال مبارک بحث کنید زیرا الیوم در صفحات غرب این تاثیر دارد۔ و اگر سوال نمایند کہ در حق حضرت بہاء اللہ چہ اعتقاد دارید کہ جویدہ آنحضرت را اقل علم علم و اقل مربی عالم در این عہد میدانیم و این را شرح و تفسیر دہید کہ این تعلیم صلح عمومی و تسلیم دیگر از قلم حضرت بہاء اللہ پنجاد سال پیش صادرہ در ایران و ہندوستان طبع شدہ و در حسنہ عالم انتشار یافت۔ در بدایت ہر کس از کلمہ صلح عمومی استعجاب داشت چہ کہ بکلی متعجب میدانستند۔ دیگر از عظمت جمال مبارک بحث کنید و از وقایعیکہ در ایران و ترکستان واقع شد و از آثار عجیبہ کہ از او ظاہر شد و از خطاہا میسکہ جمیع ملوک فرمودند و متحقق یافت و از نفوذ امر مبارک صحبت بداید و با مجلس صلح عمومی لاہای مدارا و لغت در امکان آمیزش نمایند و محبہ صلح معلوم میشود کہ جمعیت اسپرانتو استعداد دارند و شما در لسان اسپرانتو اطلاع و مہارت دارید۔ با اسپرانتیست ہای المان و غیرہ نیز مخابرہ کنید اورا تہ کہ

انتشار میدهند صرف عبارت از تعلیم باشد اما اوراق دیگر انتشارش حال مناسب نیست - باره امیدم چنان است که تا سادات الهیه مستقلاً برسد - و علیک البهاء الایحیه (عبدالبهاء عباس)
از سستی و سردی مجلس لاهای محزون نگردید توکل بر خدا نمائید امید است که در نفوس لسان اسپرتو من بعد تاثیر شده نماید - تخم حال شما افشاندید البسته اقبات خواهد شد - انبالتش با خدا است (عبدالبهاء عباس)

بشارت امریه

از سمت جنوب راپورتهای تشجیع آمیزی میرسد - در نیو اورلیان شبهای جمعه مجالس منعقد و از انجمن مبلغین برگزینان عربیت نموده اند اولین مجلس عمومی در این قسمت انعقاد یافت و یک نفس هم ایمان فائز - کجا از مومنات در میسپی در کنکراس والدین و تعلیم بصورت داخل - تا تعلیم تنهایی را برای جامعه بشر بیان نماید و حال در ترتیب دادن یک رشته از مکالمات در رادیو برای مقدمات مطالب امریه هستند این مکه انیل در ویرجینیا بخطابه مشغولند عبارت از هشتاد و نفر در چارلستون نطق ایشان را راجع بمسئله اصفاء نمودند و مجلس عمومی هم منعقد شد جناب میسون ریخی نیز خدمات با بهره انجام داده اند و مکالماتهای مفیده نموده اند - مبلغین در هر جا با روح اشتیاق قائم بر خیزند ترتیباتی حال برای نمایش محبت و معبود داده شد تعیین اوقات صحبت در کلوپلن در چارلستون برای یعنی باران منبر گشته جناب ریخی یک دوره از سیاحت خود را در ایالات جنوبی فتم نمودند مجالسهای متعدده و ملاقاتها کشیده در هر نقطه و مکان کرده اند از ناشویل مرقوم داشته اند محفل روحانی محلی در اینجا تأسیس و از اشخاص عالی دوز و اسفند و سیاه عمومی در مدت اقامت چهار روز و مجلس در سنرل یاران منعقد و یک مجلس بزرگی در کلیسای دارالفنون و دیگر در مدرسه صناعی و زنی سیاهان با حضور هزار و صد تن از مبلغین صفت مدریس دایمی دارالفنون و رئیس را نیز ملاقات نمودم ادیو یاکلیسی به لوبزویل عازم شدند و مجلس عبارت از ۱۲ نفر داشتند مخبر روزنامه محلی مقاله فی راجع با مرتبیت داده و نشر شود -

در دیتونا فلوریدا مجالس متعدده تشکیل و کتب امریه در کتابخانه عمومی گنجانده شده هلیوود هم مرکز ملاقات با افراد که از تمام قسم ملکات حاضرند گشته و نفر از سیاهان در کولومبیا با میان مکنز و جمعی از اطفال ترتیب داده اند -

اخبار وارده از مدینه سالت یک شعر بر داشت که بهر بیت مبلغین و مکتوبات از ۱۸ نفر و در ۲۸ راجح هفت خطابه عمومی داده شد و محمد و حصار عبارت از هر نفر بودند جمیع مشرق الاذکار در تمام مدت مذکور معرض الظار عموم بوده در رادیو نیز اذاعه داده شده و تقریباً هزار جزوه امریه هم توزیع گشته همچنین معیت نطق امریه جهت کلوبها و رادیو مرتب شده شنبه آنکه صفت مدرسی از ۲ نفر است و دهمین

سه مرتب جمع میشوند.

دولت در فراق اقبال نموده اند پنجاه نفر دیگر هم از امر مطلع جمعی هم مشغول مطالعه میباشند بشارت امر در این تابستان امتداد به کولمبوس خواهد یافت در میمارک هم سه نفر اقبال کرده اند در مدینت بهمنی از جوانان وصفت تدلیس المطال تالیس گرفته اند به سبب مشرق الاذکار در معرض فنون انجمن تالیف تعلیم بخشیده و جمعیات کثیره از بلاد مجاوره برای تماشای آن حاضر شدند برای ۵۵ جرائد در این ایالت نشریات امریه فرستاده شد.

عملیات ماروین نیوپورت در سدار را پدیدز دولت را تبلیغ و نوزده محصل را منجذب بامر نموده اند در مدت اقامتش ماه انجمن ۲۴ صفت تدلیس ترتیب دادند در بین جمعیات مذهبی مطالبه دادند و تجاوز از ۳۰ نفر آثار امریه را مطالعه کردند.

جرتود ستر و ن عدده از مدن را زیادت و مرقوم داشته اند جمعیت خوش امید بخشی تشکیل و بواسطه یک جوان بهائی شمالی که در مدرسه پالم مشغول تحصیلات است و دوازده نفر از محصلین تایل بامر حال نموده اند رت موقت نیز خدمات باهر و موفقی این مبلغه رشیده سال گذشته ۲۴۵ خطابه در مسیت مدینه از شش ایالت ترتیب دادند و در ۱۹ منظمات غیر بهائی لطف و دود و در رادو محبت داشتند اخبار و اصله از پروید مشعر بر اقبال انجلا مورگان شاعره معروفه امریکا میست کنفرانسی از بهائیان در انجا منعقد و باین واسطه امر در آن مدینه اعلان شد محفل روحانی میلوکی بخدمات تبلیغیه غنی قائم و پیشنهاد یک اجتماع شبانه را نموده بئی بر آنکه در همان شب و همان ساعت یاران در هر سبب چنین اجتماع را تشکیل دهند. کنونشن نیز این ترتیب را تصویب نمود.

الچورت سابلاد محفل نیویورک شامل اوصاف ممدوحه از اقدامات یاران است مرکز بهائی در آنجا لا ینقطع در کار خطابه های عمومی ۵۰ نفوس را منجذب بامر نموده بجهت دوستی ترتیب اجتماعات شبانه برای امریکا نیهای لاتیینی داده البته سائر جمعیات بهائی هم باید این ترتیبات را مستقیم از مشغول تبلیغیه خود قرار دهند و انگونه اقدامات مستلزم ترتیبات دقیق است زیرا انصالات با اشخاص را باید نفوس بهر گیرند که در سلوک و ادب مساوند و دارای قوه تمیزه فوری هستند. رسمیت بهائی در بلاد مجاوره نیویورک تشکیل و مجالس عمومی در بروکلین برقرار و پانزده مجالس خصوصی و نفوس مدینه منظم. کذا یک نماینده بهائی در معرض عمومی تحت اشرف محفل روحانی بر پا بود یاران نیویورک در جمیع میادین خدمت ابراز فعالیت نموده اند و در مشرق مالی برای تبلیغ در این مملکت بوده اند و در واقع پیشرفت اعمال بهائیان امریکه امید بخش است. میفرمایند این نفوس سپاه حقند و فاتح مشرق و غرب.

لجنه اتحاد نژاد بهائیان در هر جا بر سبب دستورات حضرت ولی امر الله راجع به اقلیات چنانچه در کتاب "ظهور عدل الهی" مرقوم مشغول ترویج تعالیم آمین بهائی بین طوائف اقلیات در حوالی خود میباشند بر حسب اطلاعات وارده و نفر از نژاد هندی و سیلوکی با اقبال ناز. این مژده مدح بخشی است برای عموم زیرا باین بیانات حضرت عبداله که در الواح مشروح الهی نازل تذکره میفرمایند باید تقویت هند بهائیان اصلی امریکا را اهمیت غنی دهید زیرا این نفوس مانند المانی قدیمه جزیره العرب هستند که قبل از ظهور محمد متوحش بودند و چون افواج متحدیه در بین آنها سلطوع نمود چنان موز شدند که آفاق جهان را روشن کردند همچنین اگر هند بهائیت رسبت شوند و هدایت یابند

نکاتی نیست که بسبب تعالیم الهیه چنان روشنائی یابد که تمام روی زمین نورانی شود در سایر قسمتهای مملکت با جمعیتهای هندی دیگر هفت جلد کتب بهائی بکتابخانه هندوهای مونتانا تقدیم شده و نامه مشعر بر حسن قبول از مرکز آنها وصول یافت بسیاری از مفاصل روحانیه ترتیبات مفیده فی برای اتحاد نژادها داده اند انجمن مذکرات نژادی ای کیرت در مرکز بهائیان در کالیفورنیا منعقد و مراد از این مجالس اتحاد نژادهاى مختلفه با یکدیگر و همشنائی با نفوس جدیده است تا بهائیان با عموم طبقات خلق مانوس گردند.

در پوریا ایلینوی یک ضیافت اتحاد نژادی تشکیل و تقریباً صد نفر از نمایندگان نژاد با دلبلهای مختلفه حضور داشتند مرقوم داشته اند تاثر اقدامات لجنه اتحاد نژادی بسیار قابل ملاحظه بود بدو دقت و کمال محبت و ابراز کلمه در این عمل ملحوظ نمیشد ولی ذوق و شوق تولید جبهه عظمی نمود و توجه بطرف حضرت بهاء الله تاثرات خود را بخشید مشورت و تعاون و اتصال و وثیق با محصل و بالاخره دعوت مازده و مساعی مشترک در دفع نمود که تا بذات حضرت بهاء الله شال نفوس شود که در ظل انوارش بخدمت قائمند.

در میامی فلوریدا لجنه اتحاد نژادی حدیثاً تشکیل شده در شیکاگو محبذ و در این موسم بهار ضیافت دوستان نژادی شد و ریو هاون با نژاد سیاه ملاقاتها حاصل و تقریباً پنجاه عالم از آنها را در منازلشان ملاقات و بشارات امریه را ابلان نموده اند.

در آپورت لجنه دلیل معبد مشعر بر آنست که در ماه جون ۱۸۴۳ نفر مشرق الاذکار را زیارت کرده اند و در ماه جون ۱۹۳۹ عدد زائرین ۴۸۴ بودند از یکم خیزاری تا ۳۰ جون ۱۹۴۰ مجموع بالغ بر ۵۸۷۹ بودند بزیادی ۱۳۳۳ نفر در همین تاریخ در سال گذشته هفت عدد بزرگ از ان زوار در ماه جون ملاقاتی بودند که برای تحلیم سیاحت میگردند و عدد آنها ۳۴ نفر بود و وعده دیگر دو معلم و ۲۰ طفل و ۱۴ جوان بودند در انصورت واضح است که مشرق الاذکار بذاته مرکز پنجم تبلیغ است و اولاد زیادتری لازم است یک صفت تعلیم دلیل در معبد مرتب شده هر طالبی مدعو بر حضور است مطالب ذیل خلاصه نامه ایست که از محصل ملی روحانی هماره و اهمیت بیست اولاد را که در معبد شولست نشان می دهد - فقهیه امر تبلیغ و معبد طراز روشنی از امر است و تا یکدرجه عالی تر از امر تبلیغ در سائر نقاط است - نفوسیکه طالب اطلاعات امریه اند در وقت زیارت مشرق الاذکار چنین احساس نمایند که بار ورج حیات بخش آئین بهائی متقابل میشوند - محصل ملی را امید چنان که لجنه مشارکت کامله یاران را در دایره معبد با خود تائین نماید و اعضاء جدید بدانشند که تعجب این طبیعت جبرگیمیر شدت تحایل جمهور بآئین الهی خواهد بود از قرآن معلوم تاثرات معنویه در زائرین معبد درین سال بیش از قبل بوده کلمات حق در سبب حق بکلین عالم ابلان نمودن سعادت مند علی می است - در ماه جون از ۲۹ ایالت مختلفه و ممالک خارج معبد آمدند از قبیل شیل باچی تورنتو و کانگری و فیلیپین - چین و فلسطین - نورالدین زین

مذکرستان

امسال از ۱۵ الی ۲۲ اکتبر در صورت منعقد خواهد شد
امید داریم که احباب الهی بیش از پیش در این مدرسه حضور خواهند داشت
(عباس علی بی. منشی محصل ملی)

مس مارتاروت

در شماره قبل خواندیم کہ دوین سال صعود منحنی مبلغین و مبلغات مس مارتاروت بانہار رسید بہیت اجتا در تاریخ ۸ سپتمبر بیاوران روح شاد بودہ اند و مجلس تذکرہ گرفتہ .
ایک ترجمہ لفظی کئی از مشاہیر ہنود سادو و ہوانی و چند جلد از یادداشتہای کئی از اصحاب را ذیل درج مینمایم :-

ترجمہ لفظی سادو و ہوانی ہو العظیم

۲۹/۹/۴۰ ترجمہ لفظی سادو و ہوانی و مجلس تذکرہ مس مارتاروت در بہائی حال کراچی

من یاد دارم گفتار شیرین او و مناجاتہای لطیف و آواز روحانی او بیچ فراموش نمی کنم روزی میس روت از من خواہش کرد کہ چیزے در وصف روح بگویم و این بعد از لفظ و مناجات او بود گفتیم آنچه تو گفتی و آنچه تو کردی جمیع نمونہ روح است و شگونہ روحانی تو نمونہ و خلاصہ روحانیت است . لہذا من امروز عصر را نیز مانند آن روز عصر روح میس مارتاروت و عالم روحانی حاضر و ناہیہ می دانم .

من مدتے بود میدانستم آمین بہائی ، آمین اخوت و دوستی بین بشر است و لے تا آن نمونہ محبت و دوستی و اخوت مس مارتاروت را بحسب خود دیدم یقین شد کہ بی ہمین است نشان و مثال محبت اللہ یاد دارم روزے شرح حیات خود را بیان میکرد کہ چگونہ آمین بہائی گردیدہ است و حضرت بہاء اللہ ایمان آورده است و همچنین تشریف خودش را در حضور حضرت عبدالبہاء بیان مینمود و کلمات و تعلیم حضرت بہاء اللہ را شرح میداد از جملہ کلمات مکنونہ از قلم حضرت بہاء اللہ بود کہ یک کتابت آن بہن داد و من مکرر خواندہ حتی بعضی جملات آنرا حفظ کردہ ام و در این ورقہ مطبوعہ کہ در دست شما است نوشتہ ام (اشاره بمشروح بود کہ قبلاً طبع و توزیع شدہ بود) بیچ فراموش نمی کنم روزے بوقت عصر در کراچی نشستہ بودیم من گفتیم بحیدر آباد میروم گفت مکن است من ہم بیایم . گفتیم مسرو میوم اگر قبول این محبت را بفرماید لہذا قبول کرد . و حقیقت من آن ایسے کہ در حیدر آباد در خدمت ایشان بودم و شرف میزبانی او را داشتم از اشرف اوقات عمر خود میدانم قبلاً اشخاصے کہ در حیدر آباد وارد میشدند و مہمان من بودند بیشتر در مدرسہ من معین میشدند ولی من جای ایشان را بالائے کرشین ہال متین کردم .

وصحبہا در موقع عبادت و مناجات و ذکر و شایان ہال در موقع نطق گفتند "من در مسجد بنہود و کلیسای مسیحیان و مسجد اسلام فی ہینم جو یک نور روز دیگر در دست میر سکول" و حضور دختران خطابہ داد و در ضمن وعیدہ داد کہ ایشا رائند بزودی مدرسہ بہاویان و در کراچی تشکیل میشود۔

روزے و رست ہال حیدر آباد نیز نطق کرد و مشرب صدارت و موقع محبت یں ہم داد و زیر اس از فقیر و خوش بخت خود مید استم کہ در حضور ایشان باشم و از ایشان درس بگیرم ۔ روزی در شغل کالج حیدر آباد ہم نطق و خطابہ داد و این واقع خوبی بود کہ چہرے از ایشان تحصیل کتم خصوصاً از ذکر باین مبارک حضرت عبدالہاء و دردن کہ از اسرار میں نارادت شنیدم خیلی متاثر شدم کہ فرمودہ اند بہائی بصفت شناختہ باشند و بکلم فی بر بندہ بحکم ۔ و حقیقت میں از ملاقات بہترین نمودہ مترجم سادات محبوبہ بہائو حضرت عبدالہاء بود و ہر دم از تعالیم حضرت بہائو حکایت مینمود کہ فرمودہ اند کہ کو ذائقۃ الحسنۃ بین الناس و این لیاقت و قابلیت از جہش فراہی بود کہ آن روح پاک و ارادہ من بارہا میگویم آن روح حقیقی باز آمدہ است او نمردہ است بلکہ ترقی کردہ است ۔

روزے سوال کردم کہ چگونه ممکن است این خلق عالم متحد گردند و دست از اختلافات بردارند ۔ ایشان شرح مفصلی از بیانات حضرت عبدالہاء و تعالیم حضرت بہائو را شرح دادند کہ تحری حقیقت است ۔ وحدت عالم الانسیت ۔ وحدت اصول انبیاست ۔ وحدت نساہد رجالت ۔ وحدت تربیت نبین و بناست ۔ وحدت لسانست ۔ وحدت ادیانست ۔ وحدت عدالت است ۔ ترک تعصبات ۔ حل مسائل افتہادی است ۔ تشکیل محکمہ صلح عالم است ۔ اعتقاد کامل بہ حق خداوند تبارک تعالی دو عدانیت و فردانیت و مظاهر عدل اوست ۔

نطق کراچیا : یاد ارم روزی در بنجین مسیحیان در مدراس یکہ شخص امر کانی کہ برای ترویج عقیدہ مذہبی یا خیالات خود بیند و شان آمدہ بود از میں ملاقات پرسید کہ تو بطور رفتار مسیحی کردہ بہ انجمنہا و جماعت محترمی و بہر جا دعوت میشوی و ہمارہ مدہ برای شنیدن صحبتہای بشیرین تومی آیند ۔ جواب داد میں ایچ خود میگویم ہر چہ میگویم از تحفہ محبوب بہائو است ۔ ایکہ مرستہ خود می شنیدہ ام کہ توانی کہ بری راہ بانڈت ماہ پرید و ضعیفات زندگانی تو چگونه است میں از ادوات و جواہر نگاہ کن این سوکت بس تہجدان و اسبابہ این ہمہ برای کشیدن منی است و الا یکہ بکس برای لباس من کفایت بود و از سہ تا کنون ہی کیال است این زندگانی من است ہر سالی و ہفتی ہر روزی و شہر تو کنست است گرفتہ تمام و مقصد آنہی جز ترویج تعالیم حضرت بہائو اندام ۔ روز دیگر در موقع آرایش کانفرنس در ترائو ندام عدہ از جرمہ کلان و عزیزین معروف تراو کور انجمنی آراستند میں از ملاقات رادعوت کردند و گفت شنیدہ بارہ طرز مقالہ تجارتی مینوہند و از طرز تحریر میں ملاقات و تصنیف نمودند و زمین می پرسید کہ این موقعیت از برای چیست آمدی ۔ در جواب نطق مفصلی نمودند از جملہ این بود کہ قلم من مترجم تعالیم حضرت بہائو اندامست ۔ میں ہر وقت میخواہم چیزی بنویسم تو بہاؤ میگویم کہ کلمات من خالی از حق و ساقی نباشد یکہ بیشتر سیکوہ کہ حقان طرز بشیرین و گلش میان منام ۔ روزے ذکر ہن خوشیانی خود نمودہ میگفتند من میس عالم را دوست میدارم و ہر کس را کہ تہ طافات کردہ من را خوشیانی کنم راسد بر خوشیانی خود و ہمارہ بالایشان مکتوبہ ہمارہ دارم و خوشیانی من ہمیشہ مینزد کہ عال دیگر ضعیف شدہ ام و قوہ ساختہ اندام ۔ خواہت بطن خود را محبت کردہ بالایشان بانم من تا بتو انم میروم و بالایشان ملاقات مینام ولی سہل اندام در انداختہ نیم و دعوتی اعتقاد کنم ۔ نیز خوشیانی من بہائی نیستند و صل خداوند من جلیش از حضرت بہائو اندامیم ۔ بی ویلا ہست کہ در بلا نیست توانست بداند ہن داہی و منزل آخری اود کہ کجا است ولی سلام بود کہ سہل داشت پس از حرکت دعائی سانسوہ دیاس از نطق و ثواب فرزند نمائند دیدہ چہ کارایم اگر بخوبید لغا ۔ لب بچہ کارایم اگر نگویڈ شتا ۔ سر بچہ کارایم اگر نگویڈ و ہمارہ من بچہ کارایم اگر نگویڈ و ہمارہ

جان بچہ کارایم اگر نگویڈ و ہمارہ لبس خوش بجال او بہتہا مقصد آنہی خود نالی گردیدہ

از بس نامہ و این را و خرنابک زبیش
رحمی ای قافلہ سالار بہ داماندہ خویش

سید محمد الحق علی پتر پشیر را ڈھرتے قیہ ہتی پریس میدان دہی جمہد کہ دفتر بیاہر قریل ہاشی دہی سے شایع کیا

سامرنامہ حصہ اولی

جلد دوم نمبر ۱۴۱۹ فیبر

مناجات

الہام عبودا مسجودا

اے خدا! اے مسجود! اے مسجود!

شہادت میدہد عبود تو بوحدا نیت تو و فردا نیت تو و از بدائع فضلت مسئلت می نماید
تیرا بندہ تیری بچا نکت اور بختائی کی کو اہی دیتا ہے اور تیرے فضل کی نئی نئی منایتوں سے یہ چیز مانگتا ہے
انچہ را کہ سزاوار بخشش تو است و ظہور و بروزش از دفتر عالم محو نشود۔ سبحان و ہام
جو تیری بخشش کے شایان شان ہے اور جس کا ظہور و بروز صفت ہستی سے کبھی مٹ نہ سکے دہم کے بادل
اور استر نہ نماید و غماظ نون اور از اشراق باز ندارد۔ اے کریم ہر صاحب بصیر و سمعی ہر کرمت
اے چھپا نہ سکیں اور شکوک و شبہات اُسے روشنی پھیلائے نہ نہ روک سکیں۔ اے ترہم فرمائے والے بنیائی و شوقی رکھے والا
شہادت دے ان و بر سبقت حمیت گواہ۔ عبادت را از دریای شناسائی محروم منما و از انوار
ہر یک شخص تیری کرم سنرا کی شہادت دیتا ہے اور تیرے غلبہ رحمت کا گواہ ہے۔ تو اپنے بندوں کو اپنے عرفان کے دریائے عمیق سے محروم نہ کر اور
و جب ظہور منع مفرما توئی بخشندہ و مہربان لا الہ الا انت العزیز المہربان
جزیرہ ظہور کے انوار سے دور نہ رکھ۔ تو ہی ہے بخشنے والا اور مہربان۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو غالب اور احسان فرمائے والا ہے

پیام نور و حبا م طہور

جلوہ حق نئی نئی شان سے نمودار ہوتا رہتا ہے۔ ازل سے اپنی تجلیات دکھاتا رہا ہے اور اب تک ظہور فرماتا رہیگا وہی مولیٰ بیسی محمد علیہم السلام کے آئینوں پر تجلی ہوا۔ اور وہی باب دیہاء اللہ کی ہیا کل مقدسہ سے اہل فکر کے روبرو جلوہ افروز ہوا۔ اس کا ظہور حدود و مشیود سے بالاتر ہے وہ جس طرح چاہتا ہے تجلی فرماتا ہے۔ کوئی اس پر حاکم نہیں۔ وہ سب پر حاکم ہے۔ کوئی اس پر محیط نہیں۔ وہ سب پر محیط ہے اور اس کی نسبت وجود موجود ہے۔ اس سے نسبت منقطع ہو جائے تو وجود کوئی چسپا نہیں۔

اس سے محبت تو سب کرتے ہیں۔ لیکن کما حقہ اس کی شان قدرت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس کی نامحدود تجلیات کو سمجھنے سے تمام کائنات عاجز و لاچار ہے۔ پھر بھی جلوہ ہا کی قدرت کی شیفہ و فریفتہ ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایک تجلی پر بے شمار کوئی عشق کھا کر گر جاتے ہیں اور ایک ہی نمود قدرت پر شیدا ہو کر ان گنت ہستیاں قربان ہو جاتی ہیں۔

اب یہ زمانہ قدرت کا ایک نیا دن ہے۔ نئی صبح تجلی اشکار ہے۔ نسیم رحمت رحمن عالم غیب سے دنیائے ظہور میں بڑے ٹکٹ سے چل رہی ہے۔ روحوں کو نئی زندگی مل رہی ہے۔ جو لوگ اس نسیم غایت کو منہ پھیر کر بھاگ رہے ہیں وہ غلاب کیم

میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ سوکھ رہے ہیں جھلس رہے ہیں۔ چل رہے ہیں۔ کیونکہ ازل ابدی قانون قدرت ہی ہے کہ آفتاب کی جن کرنوں سے مستعد وجود نشوونما اور ترقی پاتے ہیں انھیں کرنوں سے اپنی استعداد کو صانع کر دینے والے پودے جل کر خشک ہو جاتے ہیں۔ بارش کا بھی قانون یہی ہے کہ بادلوں سے برسوں پانی کہیں پھول کھلاتا ہے اور کھیتوں کو پہلپاتا ہے تو کہیں اسی کے قدرتی اثر سے ٹھاس اور کاٹنے بھی اُٹتے ہیں۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلافت نیست
دربلغ لالہ رودید و در شورہ بوم خس

جیسے بارش کا یہ عمل ہر برسات میں ہوتا ہے ویسے ہی ہر ظہور حق کے زمانے میں نیک استعداد رکھنے والے علم و عمل حق سے حیات تازہ پاتے ہیں اور جو لوگ اپنی استعداد کو صانع کر چکے ہیں وہ ادھی جہل و بد عملی میں گرفتار ہو کر تباہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت مولیٰ اور حضرت عیسیٰ کے ظہور میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت رسول اللہ کے ظہور میں بھی یہی ہوا۔ آج نئے ظہور حق کے عصر حاضر میں بھی یہی ہو رہا ہے۔

ایک طرف تو ہر چیز ظہور جدید کی روشنی سے منور ہو رہی ہے۔ دوسری طرف غفلت و غلطی کے شیدائی محروم و مایوس ہو رہے ہیں۔ سیکڑوں ہزاروں سال سے انتظار کر رہے تھے کہ حضرت موعود کا ظہور ہوگا تو ہم سب کی پہل لیک کہیں گے جب ظہور حق ہوا تو ایسے سو گئے مویا

آگیا ہے جس کا وعدہ تمام کتب مقدسہ میں تھا۔ عنایتِ ربانی کے انبشار کی آواز بڑے زور سے اُکری ہے۔ وحی الہی کی نسیم خوشگوار چل رہی ہے خدا کا نام لے کر بقاع کے جاں پیو۔ یہ وہی یوم موعود ہے جس کی حضرت محمد رسول اللہ نے بشارت دی تھی اور اُن سے پہلے انجیل و تورات و زبور نے خوشخبری سنائی تھی۔ اپنی باتیں چھوڑ دو۔ خدا کی باتیں قبول کرو اپنی خواہشات ترک کر دو۔ مشیتِ الہی کے تابع ہو جاؤ۔ منظرِ خداوندی کو پہچانو۔ اور عہدہ و میثاق کو پورا کرو۔ ہمسیمِ اعظم کا آفتاب اُفقِ عالم پر نمودار ہے۔ تمام اشیاء کلمہ الہی کی آگ سے شعل ہو رہی ہیں۔ خدا کا پیغام سننے والے تمام جہان میں پیغامِ سار ہے ہیں۔ خدائی نشتے بند ہو چکے ہیں۔ نوع بشکر مقامِ نعمت اور شکرِ منت کی طرف تیار ہے ہیں جو لوگ اس مقامِ عالی میں داخل ہوتے ہیں وہ اہلِ سکوت ہیں اور جو اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں وہ اہلِ تابوت ہیں۔

کچھ ہی عالم ہیں جو شریعتِ شریعت پکار رہے ہیں۔ جگر مالکِ غریب سے بے خبر ہیں۔ بہتر لوگ ہیں خدا کی سوشی کو اپنے مذکی چھوٹوں کو بچانا چاہتے ہیں وہ حقیقت سے دور اور غافل ہیں۔ اہلِ سوشی کو دنیا بھر کی آندھیاں نہیں بچھا سکتیں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ علم کے سمندر میں جہاز ہیں اور عرفان کے دریا بہہ رہے ہیں۔ آپ حیات کے پیچھے اُبل رہے ہیں۔ تم جانتے ہو دنیا میں آپ حیات کیا کھاتے؟ خدا سے ملنے کی کشتی کس قدر مبارک ہے؟ وہ انسان میں لے کر آسمان کی پیمائش اور ابدی زندگی پائی۔ اس کے سوا سب کچھ فانی ہے اور فانی چیز میں دل لگانے والے دیائے فنا میں ڈوب جاتے ہیں۔ چڑھ چڑھ بادشاہِ فہمیت و نابود ہو گئے۔ ان کے اودھنے او پنے جھنڈے خاک میں مل گئے۔ ان کے پرشکرت لشکر معدوم۔ ان کے آؤتے ہوئے تیر ہوائے فنا میں مستود اور ان کے بچنے ہوئے نیزے ظلمتِ عدم میں گم ہو گئے۔ ان کے سردوں کے

کبھی جاگے ہی نہ تھے۔ جب وقت آگیا اور ظہور کے جھنڈے بلند ہو گئے تو یہ انتظار کرنے والے ایسے ہو گئے گویا کبھی انتظار ہی نہ کرتے تھے۔ ہاں کچھ راستباز ایسے بھی اُٹھ کھڑے ہیں جنہیں تمام جہان کے علماء ظہورِ حق سے منکر نہ بنا سکے اور تمام قوموں کے شور و غوغا سے بھی یہ لوگ خافت نہ ہو سکے۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ ہستیاں جو خدا نے الہی کی لبتیک لبیک پکارتی ہیں۔ کیا ہی مبارک ہے وہ انسان جو اس دورِ ظہورِ اعظم میں عرفانِ حق سے فائز ہوتا ہے۔ کیا ہی مبارک ہے وہ زمان جو ذکرِ حق میں مطلق ہے۔ کیا ہی مبارک ہے وہ آنکھ جو اُفقِ ظہور کو دیکھ رہی ہے۔ کیا ہی مبارک ہے وہ مکان جس میں محبوبِ لاسکان کا ذکر ہو رہا ہے۔

بہت سی ملکہ اور شہزادیاں ہیں جو ظہورِ حق کے عرفان سے محروم رہ گئیں۔ بہت سی بادشاہ ہیں جو شہنشاہِ ازل وابد کو قبول کرنے سے بے نصیب ہو گئے۔ بہت سی امیر ہیں جنہیں دنیا نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور بہت سی بڑے بڑے لوگ ہیں جنہیں فانی چیزوں نے جمالِ باقی سے محجوب کر دیا ہے۔ اُس دل کو مبارکباد جو محبوبِ حق کی محبت سے سرشار ہے۔ وہ سچی خوشی حاصل کر رہا ہے۔

خدا کی قسم! یومِ اللہ ظاہر ہو گیا۔ جلوہ غیبِ سبکِ ظہور میں نمودار ہوا۔ یہی وہ وقت ہے جب طور پر کھلم کھلا کرے والا ہل رہا ہے اور رب الجنود تمام عالم میں اپنی توحید کا ڈنک بجا رہا ہے۔ صداقت کے شیدائو! خدا سے رحن کا نام لے کر مطلعِ بیان سے سرسبز ہو اور دلوں کو کلامِ حق سے تسخیر کر لو۔

اسے دُنیا کے کوکو! دہم و گمان کے گھر و دندے کو چھوڑ کر علم و عرفان کے قصرِ بلند کی طرف آؤ۔ خداوندِ عالم کے جلال کی قسم۔ وہ زمانہ

تاج خاکِ مذلت میں پامال ہوئے۔ اُن کے حلمات ویران اور اُن کے تمام ساز و سامان بے نام و نشان ہیں۔

اب سے زندگی چاہنے والو! دکھو اور غور سے دیکھو۔ سمجھو اور خوب سمجھو۔ دینِ حقیقی زندگی کا سرچشمہ اور اتحاد کا مرکز ہے۔ اُسے اختلاف کا سبب نہ بناؤ۔ خاصاً موجب اللہ عالمِ انسانی سے دلی

محبت کرو۔ اور اتحاد کی رُوحِ جسمِ عالم میں چھونک دو۔ شریں زبانی اختیار کرو۔ دلوں کو جوڑ دو۔ آج خدا نے اپنے منظرِ علم حضرت بہاءِ حق کو ایسے بھیجا ہے کہ وہ تمام جہان کو اتحادِ عالمی دعوت دیں اور مستعد قلوب میں اتفاق کی رُوحِ چھونک دیں۔ راہِ خدا میں جو کچھ تکلیف پیش آئے اُسے خوشی سے برداشت کرو۔ جدال و نزاع کتابِ الہی میں ممنوع ہے۔

ظاہری اور باطنی سیوج

أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ لَلِئَالِ

آنکھ کھول کر دیکھو۔ وہ سب کا داتا۔ سب کا پالنے والا۔ سب کا سہارا۔ سب کو بنانے والا۔ اب بھی وہ سب کچھ کام کر رہا ہے جو پہلے کرتا تھا اور آگے کو بھی اس کے کاموں کی حد نہیں۔

اُس کی ہر اور دُعا جیسے پہلے تھی اب بھی ہے اور سدا رہیگی اُس کا راج بھی نہ ہے گا نہ کبھی ٹکڑے گا۔ ہارے لے جو سدا ہی راہ اُس نے بنادی ہے ہم اُس پر چلیں گے تو نکلے چین پائیں گے اور جو اُس راہ سے جھنک جائیں گے تو دھکے اٹھائیں گے۔ ہر روز سویرا اُٹھتے ہی وہ مالکِ سیوج نکلا ہوا ہے۔ سورج دنیا بھر سے یوں کہتا ہے کہ اٹھو اندھیرا گیا۔ دن آبلے آجائے میں کھڑے ہو جاؤ۔ دیکھو میں اپنے مالک کے حکم پر کیسا خشک خشک چل رہا ہوں۔ تم بھی اُس کے کہنے پر چلو اور اُس کی پھیلائی ہوئی روشنی میں اپنے اپنے کام کرو۔

پھر سنو! سورج اور کیا کہہ رہا ہے؟ وہ کہتا ہے مجھ مالک نے

ایسا بنایا ہے کہ میں سب کو روشنی پہنچاتا ہوں۔ اپنے کام میں ذرا کمی نہیں کرتا۔ تم بھی روشنی ملے بن کر سب کے دلوں میں آجالا کر دو۔ میں تو دنیا بھر کے سب لوگوں کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہوں۔ ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی، پارسی، بودھ سب کو روشنی اور گرمی دیتا ہوں۔ مجھ کسی سے کچھ بیر نہیں ہے۔ تم بھی ایسے ہی بنو۔ کسی سے بیرت نہ کرو۔ کسی کو ذیڑھی آنکھ سے نہ دیکھو۔ تو وہ مالک جس نے مجھے نہیں اور سب کو بنایا ہے تم پر ہرانی کی نظر رکھیں گے۔

ایک اور بات سنو! میں روز سویرے پورے سر اٹھا آہٹا ہوں اور روز شام کو سر جھکا کر ڈالتا ہوں۔ اے انسان! تو جو سر اٹھاتے پھر تڑپا ہے ایک دن ضرور تیرا سر نیچا ہو جائے گا۔ وہ گھڑی آ رہی ہے جب تو دب کر چھپ جائے گا۔ اور تیرا نام و نشان بھی مٹی کی دیوار میں چلا جائے گا۔ اپنے مالک کے آگے سر جھکا تو سرِ مہربان ہو گا۔

مطلعِ محمدی سے جلوہ فرما ہوا۔ وہی مطلعِ زرشنت سے طلوع ہوا۔ وہی کرشن اور بودہ کے مطلع سے روشن ہوا۔ اور دنیا میں آبا لاکر تارہا اس نے کہا تھا کہ میں پھر آؤں گا۔ اور بہت بڑی روشنی دکھاؤں گا۔ سو وہ اس زمانہ میں پھر جلوہ گر ہوا ہے۔ اب اس نے بہارِ اللہ کے نام سے اپنی نورانی منجلی دکھائی ہے اور کائناتِ ظاہر و باطن میں نئی رونق و بہار نمودار ہے۔ عظیم الشان ارتقاء آشکار ہے۔ نیچر کے باغ میں نئی بہار ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس نئے طلوع سے منتظر ہو رہے ہیں +

سنو سنو! ان باتوں سے اچھا نہ کرو۔ تم سب پہلے زمانوں میں روحانی سورج کو کسی کسی روپ میں دیکھ چکے اور ان کے جیسے کوئی مٹی کوئی محمد یا کرشن کو روحانی سورج مانا ہے۔ یہ سب ٹھیک ہے۔ ہاں ایک روحانی سورج کو مان لینا اور دوسرے سے منہ پھرنی یا یہ تھاری بڑی چوک ہے۔ بات یہ ہے کہ سچائی کا سورج ایک ہی ہے۔ ہاں وہ مختلف جگہ سے نکلتا ہے۔ تجھیں چاہئے کہ روشنی کے چاہنے والے بنو کسی جگہ سے ظاہر ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم صلیت کے نہیں، جگہ یا نام کے نجاری بن کر رہ جاؤ گے جو کسی طرح ٹھیک نہیں۔ سو چو۔ سمجھو اور سچی روشنی کے پر دے بنو۔ وہ سورج جو ہمیشہ سے ہے۔ جیتا جاگتا سورج ہے۔ ہر زندہ چیز کام کرتی ہے اور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ وہ روشنی کا جھنڈا آج بھی پوری چمک دمک دکھا رہا ہے۔ آنکھ اٹھا کر دیکھنا چاہئے۔

بشارتِ عظمیٰ

یہ پاکست ساز مناجات کا محبوب نہایت نفیس اور خوبصورت مصلح اور ترقی دہندہ میں چھپا ہے۔ ناز کو چمک صلوٰۃ کبیر رواج احمد۔ زمانہ صبح و شام اور مختلف مواقع کی مناجات پیشکش ہے۔ قیمت ۱۲ (بائی بال کرپڑی سے طلب کیجئے)

اے انسان! ایک اور بات بھی سن لے۔ تجھے معلوم ہے کہ مالک کے کھمبے میں ہر دم جھکتا اور جھکتا رہتا ہوں۔ میں روشنی کا گولہ ہوں۔ مجھ میں اندھیرا کبھی نہیں ہوتا۔ اس سے یہ بات سمجھنی چاہئے کہ مالک کی ہر باقی کا سورج سدا روشنی دیتا رہتا ہے۔ ہاں جب تھاری زمین جھکے گا کہ اپنا منہ سورج سے پھیر لیتی ہے تو اندھیرے میں گھر جاتی ہے۔ یوں ہی جب تم مالک کے حکم کی روشنی سے منہ موڑ کر باپ کے گروے میں جا پڑتے ہو تو تمھارے اوپر اندھیرا چھا جاتا ہے سنو سنو۔ جیسے میں اس باہر کی دنیا کا سورج ہوں ویسے ہی تمھارے بھیتر کی دنیا کا ایک سورج ہے۔ وہی سب کو دل کی روشنی دیتا ہے۔ اُسے مشیتِ تلوٰیہ کہتے ہیں۔ ہر عینیک کے ذریعے جس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ جیسے میرا ایک دن پورا ہوتا ہے تو میں دوسرے دن پھر نکلتا ہوں۔ اسی طرح وہ روحانی سورج جب ظاہر ہوتا ہے تو ایک وقت تک روشنی دے کر غائب ہو جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے دگر وقت نکلتا ہے۔ جب وہ آتا ہے تو روحانی دنیا میں نیا دن ہوتا ہے۔ جب وہ چھپ جاتا ہے تو دلوں کی دنیا میں رات ہو جاتی ہے۔ مالک نے مجھے اس بات کا نشان بنایا ہے کہ ایک باطنی سورج بھی ہے جو قدرت کی روشنی دلوں کی دنیا میں پہنچاتا رہتا ہے۔ بلکہ اگرچہ پوچھو تو میں یہاں تک کہوں گا کہ میں سورج اور میرے علاوہ سب جاندار ستارے۔ ستیا سے زمین آسمان اسی باطنی سورج کے لئے بنائے گئے ہیں۔

یہ روحانی آفتاب اپنی حقیقت میں ایک ہی ہے اور جیسے میں روزانہ ایک نئے مطلع سے طلوع ہوتا ہوں ایسے ہی وہ سچائی کا آفتاب الگ الگ دنوں میں نئے نئے مطلع سے نمودار ہوتا رہتا ہے۔

وہی مطلعِ آدم سے ظاہر ہوا۔ وہی مطلعِ ابراہیم سے چمکا۔ وہی مطلعِ موسیٰ سے نمودار ہوا۔ وہی مطلعِ عیسیٰ سے دکھائی دیا۔ وہی

ساری دنیا میں اتحاد کس طرح سے ہو سکتا ہے

ڈسے سے بچایا جاسکتا ہے (۶) ان تین صورتوں میں سے ہر ایک صورت پیدا کرنے کے لئے بیسیوں طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں (۷) یہ کہا صحیح ہوگا کہ کسی خاص صورت اور حالت میں کوئی ایک طریقہ سب سے بہتر ثابت ہوگا۔ (۸) لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ ہر صورت اور ہر حالت میں صرف ہی ایک طریقہ ٹھیک ہوگا۔ (۹) اور باقی تمام طریقے غلط ہیں۔ کارآمد ثابت نہ ہونگے۔ میں نے اس قضیہ کو تفریح کے لئے بیان نہیں کیا ہے۔ بلکہ میری نیت میں دنیا کے موجودہ اختلافات کی سچی تشخیص اور اس کا صحیح علاج دونوں یکساں موجود ہیں۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب تک میں اپنا مسئلہ ختم نہ کر لوں اس کو آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

جب کوئی مریض ایک ہی دہشت میں کئی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے تو ڈاکٹر پہلے اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ سب سے زیادہ مقدم کس مرض کا علاج ہے۔ پس کے دفع ہوتے بغیر دوسری بیماریاں قابو میں نہ آسکیں گی۔ اس جگہ سے جب ہم دنیا کی حالت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب تک لڑائی جاری رہے گی تب تک کوئی دوسرا انتظام نہ ہو سکے گا۔ باقی ماندہ معاملات بھی لڑائی کے گڑھے میں ڈھکیل دیئے جائیں گے اور جو ارادہ خیال۔ تدبیر تنظیم اور جدوجہد لڑائی لڑنے کے علاوہ اور کوئی مقصد رکھتی ہوگی وہ پیٹے مردود پھر منسوخ اور اس کے بعد قید و بند بلکہ شاید جلا وطنی اور گردن دونوں کے لائق قرار دے دی جائے۔

بہائیوں کا چوکہ ذہن ہے کہ وہ اپنا جان و مال، عزت و آبرو منہ سب کچھ دنیا میں صلح عمومی قائم اور برتے را کر کے لئے قربان کر دیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ موجودہ جنگ عظیم کے معاملات کو نہایت غور سے ملاحظہ کریں۔

ایک سانپ کئی دن سے آدمیوں کو کاٹ رہا تھا۔ اور جب کوئی اسے پکڑنا چاہتا تو وہ اپنی باہمی میں گھس جاتا۔ لوگ بہت دیر تک باہمی کے منہ پر لکڑیاں لے کر کھڑے رہتے کہ نکلے تو ماریں۔ مگر سانپ کاہے کو مرنے کے لئے بچتا۔ جب سب پٹے جاتے تو پھر وہ نکل کر کسی کو ڈس لیتا۔ لوگوں نے تنگ آکر پچاسیت کی۔ ایک لال بھگت بھی وہاں تھو اٹھوں نے جھٹ سے کہا یہ بھی کوئی پریشانی کی بات ہے۔ ارے بیان باہمی میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو پکڑ کر باہر نکال لو اور مار ڈالو۔ بچوں میں سے ایک نے کہا۔ بھتیجا ہم تو سانپ کی باہمی میں ہاتھ نہ ڈالیں گے۔ اور جو کوئی چاہے وہ ہاتھ ڈالے۔

وہ سانپ اور وہ بیچ سب مڑکھپ گئے۔ مگر بات ابھی تک بیسی کی تھی ہی ہے۔

اس پرانی کہانی کو سن کر چاہے ہم ہنس کر اپنی خوش کرلیں چاہے اس سے کئی بڑے کام کی باتیں نکال لیں۔ مثلاً (۱) جس شخص کو ہاتھ سے سانپ پکڑنا نہ آتا ہو اسے چاہئے کہ وہ باہمی میں ہاتھ ڈالنے سے انکار کر دے ورنہ سانپ اسے ڈس لے گا۔ اور وہ مرنے کا (۲) جو ہاتھ سے سانپ پکڑے گا فن سیکھنا چاہئے وہ یا تو خود یکے یا سپیروں کی شکاری کرے (۳) جب تک سانپ پکڑا نہ جائے گا تب تک نہ تو اس کا زہر پلا ڈنک نکال کر اس کو بے ضرر کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کو مارا جاسکتا ہے (۴) جب تک سانپ زندہ ہے اس کا دھبہ اور اس کے منہ میں زہر پلا ڈنک ہے تب تک پڑوسیوں کی جان خطرے میں ہے (۵) سانپ کو مار کر یا اس کی آزادی چھین کر یا اس کے زہر پلے ڈنک کو نکال کر لوگوں کو

اپنے راستے پر لگانے کا قصور۔ غرض کہ اسباب مختلف اور نتیجہ ایک۔ لڑائی جھگڑا، گشت و خون۔

کیا ان مختلف صورتوں میں ہمیں کوئی بات یکساں اور مشترک بھی نظر آ رہی ہے؟ ہاں ایک بات سب میں موجود ہے۔ دوا داروں کی فکر، دوا خواہشوں کی فکر۔ دونوں کی فکر۔ ایک ملک۔ ایک قوم۔ ایک کام ایک جماعت کا انتظام خوبی کے ساتھ کرنے کے دوطریقوں میں فکر۔

دوسری بات سب میں موجود ہے۔ وہ یہ کہ ہم دونوں میں سے ایک رہیگا۔ دوسرے کو یا تو ایسی فکر مالدن کہ وہ نیست و نابود ہو جائے۔ یا کم از کم مقابلے سے ہینڈ کے لئے دست بردار ہو جائے۔ جرمن اور روس کی موجودہ جنگ بطور نمونہ لے لیجئے۔ تیسری بات اور ہے جو سب میں موجود ہے۔ وہ یہ کہ دونوں میں بیچ بچاؤ کرنے کی طاقت رکھنے والا جو یا تو اپنی عقل یا اپنے زور سے ان کو لڑنے سے روک سکے، یا وقت موجود نہیں ہوتا یا نہیں روکتا۔

آپ اپنے گھر کی لڑائیوں کو لیجئے۔ اپنے محلے کی لڑائیوں کو دیکھئے اپنے شہر یا ملک کی لڑائیوں کو ملاحظہ کیجئے۔ دنیا کی موجودہ یا گذشتہ جنگ عظیم کو لیجئے۔ صلیبی یا مذہبی لڑائیوں کو غور سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ہر جگہ آپ کو یہ تین سبب موجود ملیں گے۔

۱۔ دو مختلف طریقوں کی فکر۔

۲۔ دونوں کا ارادہ کہ ہم میں سے صرف ایک رہیگا۔

۳۔ عقل یا زور سے بیچ بچاؤ کرنے والے کا موجود نہ ہونا۔

پہلے سوال کا جواب ہو گیا۔ اب دوسرا سوال لیجئے۔ صلح اکبر کو نوکر برپا ہو سکتی ہے؟ مگر صرف بادشاہ ایک دوسرے سے لڑیں۔ ایک ملک دوسرے ملک پر حملہ نہ کرے۔ ایک قوم دوسری قوم کو اپنا غلام نہ بنے۔ تو کیا صلح اکبر عالمگیر صلح دنیا میں برپا ہو جائے گی۔ خواہ دنیا کے ہر شعبے ہر محلے میں لڑائیاں پوری شدہ مد کے ساتھ جاری رہیں۔ نہیں۔ ایسی صلح

اور اس کے عالمگیر ہونے کے اسباب اور طریقوں کو ابھی طرح سمجھیں۔ کیا وہ ڈاکٹر کسی سخت بیماری کو ٹھیک کر سکتا ہے جس نے اس بیماری کے مریضوں کو مرض کی سخت حالت میں نہ دیکھا ہو۔ اور اس کے ترقی پانے کے اسباب اور طریقوں پر غور نہ کیا ہو۔ جنگ عظیم بھی دنیا کے مرض کی شدت کی حالت ہے۔ صلح اس کی صحت کی ابتداء اور صلح اکبر اس کی کامل تندرستی کی صورت ہے۔ اور یہ تصریح موجود ہے کہ صلح اکبر برپا کرنے کے لئے ہم کو جانفشانی کرنی پڑے گی۔

عالمگیر لڑائیاں کیوں شروع ہوتی ہیں۔ کیسے ترقی پاتی ہیں۔ کیوں اور کب تک جاری رہتی ہیں اور پھر کیسے ختم ہو کر ایک عرصے تک دنیا کو کمزور لاچار اور محتاج چھوڑ دیتی ہیں۔ رفتہ رفتہ کیسے دوبارہ میل ملاپ۔ درگزر اور مصالحت آمیزی دنیا کو چاق اور چوبند کر دیتے ہیں۔ عین اس حالت میں پھر وہی کشمکش اور دار و گیر کا بازار گرم ہو کر آرام کو تکلیف۔ راحت کو مصیبت اور چین کو عذاب سے بدل دیتا ہے۔ کیوں یہ صلح عارضی ہوتی ہے؟ کیونکہ صلح اکبر اس عالم میں برپا ہو سکتی ہے؟

پہلے سوال کو پہلے لیجئے۔ یہ صلح کیوں عارضی ہوتی ہے؟ لڑائی کیوں شروع ہو جاتی ہے؟

جیسے مختلف بیماریوں کی دو مختلف ہوتی ہے ایسے ہی متعدد درائیوں کی دو بھی ایک نہ تھی کہیں ملک گیری۔ کہیں جاہ طلبی۔ کہیں دوسری قوم کی دست بگری سے بیزاری۔ کہیں اپنی تنگ دستی اور ضعیف مالداری کی ہمسائیگی۔ کہیں انسانی ہمدردی اور غلاموں کی یکسوئی۔ کہیں جاکوں کی عیش و عشرت میں مشغولیت اور رعیت کو داری سے ناامیدی۔ کہیں خدا کے دیدار بندوں پر بے دینیوں کا حملہ اور کہیں بیدنیوں کا خدا کے دین کو قبول کرنے سے انکار کہیں قدامت پرست ہمسایوں کا سننے فیشن والوں سے بے رنجی کا برتاؤ۔ تو کہیں نئے فیشن والوں کا قدامت پرستوں

پوچھا تیرا بھائی کہاں ہے تو اس نے جواب دیا میں کیا قانون۔ کیا میں اس کا رکھوالی ہوں۔ خدا نے قاتل بھائی پر لعنت کی۔ اور اس کی اولاد پر لعنت کا اثر اب بھی موجود ہے۔ اس لعنت کا اصلی سبب کون ہے؟ وہی سانپ۔ اس کی باہمی کہاں ہے؟ انسان کا دل؛ اس کے زہر کا کیا اثر ہے؟ نفسانیت کا دورہ۔ جب اس کی باہمی اتنی نزدیک ہے کہ اپنے ہی دل میں ہے تو ہاتھ دال کر کیوں نہیں باہر نکال لیتے اور مار ڈالتے؟ آپ کو اس سچ کا جواب یاد ہوگا۔ بھیا ہم تو باہمی میں اٹھ نہ ڈالیں گے اور جو کوئی چاہے ڈال لے۔

میرا مضمون ختم ہوا۔ سب سوالوں کے جواب بھی ہو گئے۔ ساری دنیا میں اتھا کیسے ہو سکتا ہے؟ صلح کیوں عارضی ہوتی ہے؟ لڑائی کیوں شروع ہوتی ہے؟ کیا سب لڑائیوں کی کوئی مشترک وجہ ہے؟ کیا لڑائیوں کو روکنے کا کوئی طریقہ بھی ممکن ہے؟ کیا عالمگیر صلح ہو سکتی ہے؟ مختصر جواب یہ ہے بھائی نظامِ دنیا کے جس حصے میں مانج ہو جائیگا وہاں لڑائی نہ رہے گی۔ صلح ہو جائے گی۔ لیکن دنیا اس وقت تک بھائی نظام سے کو قبول نہ کرے گی جس وقت تک بھائی اس کو رائج کر کے ثابت نہ کر دیں کہ بھائی جماعت میں اس نظام سے کے اجراء کے ذریعہ فقیہ نہ کرنا یہی صلح اور اتحادِ کامل حاصل ہو گیا ہے۔

نظام سے کو اس نقطہ نگاہ سے انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر میں بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اگر چہ آپ میں سے اکثر تو خود بھی بیان کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(رحمت اللہ قریشی (ج۔ اے))

سید محمود اسحق قلمی نے جنید بہتی پریس بیمار ان دہلی میں چھپوا کر دفتر پیامبر نبی روڈ قریب باغ نئی دہلی سے شائع کیا

عالمگیر صلح نہیں کہا جاسکتا۔ عالمگیر صلح تو صرف اُسے کہا جاسکتا ہے جو سارے عالم پر چھا جائے۔ نہ صرف دنیا کی زندگی کے ایک ٹکڑے پر۔ پس صلحِ اکبر (عالمگیر صلح) کے قیام کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص کو کئی انتظام کا ذمہ دار ہو۔ خواہ وہ کسی ملک کا بادشاہ ہو خواہ وزیرِ عظم۔ خواہ جمہوریت کا پریزیڈنٹ ہو یا گورنر۔ لیکن اس کا صدر کسی ملکی محکمے کا افسر اعلیٰ ہو یا مذہبی جماعت کا مروجہ رواں۔ لڑائی کے ان تینوں اسباب کو مد نظر رکھ کر پہلے تو ٹکڑے کیے۔ پھر اگر ٹکڑے نہ بچ سکے تو مد نظرِ مقابل کو نیست و نابود کرنے کا حکم ارادہ نہ کرے۔ اگر ان دونوں سے بھی کام نہ چلے اور لڑائی نہ رکے تو پھر بیچ بچاؤ کرنے والے ثالث کی تلاش کرے۔ یہ ایک عارضی طریقہ ہے۔ لیکن جب تک دنیا کا پورا نظام اس طریقے پر نہیں ہو جائیگا۔ اور لڑائی لڑنے والوں کے اختیار سے نکال کر اس طریقے کو رائج نہیں کر دیا جائیگا تب تک صلحِ اکبر قائم نہ ہوگی۔ جو لوگ آج زندہ ہیں اور آئندہ پیدا ہونگے ان کی خوش قسمتی ہے کہ دنیا میں اس انتظام کو جاری کرنا خدا نے ان کے ذمہ رکھا ہے۔ اور ان بھائی نظامِ اہلِ بھاء کو دعوت دے رہا ہے کہ اپنی جماعت کا انتظام اس طریقے سے کر کے ساری دنیا کے سامنے صلحِ اکبر کا زندہ اور عملی ثبوت پیش کریں۔ اور ثابت کر دیں کہ خدا کے احکام پر چلنے سے ہی دنیا کا بہترین انتظام ہو سکتا ہے۔ اس کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اپنے علم، اپنے نفسانی ارادوں اور شرعی حیلہ تراشیوں سے خرابی اور بربادی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہمارے بزرگ آدم و خوا خدا کے طریقے کے مطابق جنت میں چہن چہن تھے۔ ایک سانپ ان کو ملا۔ جس کے چبنے سے دونوں کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ جنت سے دنیا میں منتقل ہو گئے۔ یہ پہلی منزل تھی۔ ان کی اولاد بائبل اور قرآن میں نفسانی ارادے سے کچھ اور ترقی کی۔ باوجودیکہ دونوں ایک ہی ماں باپ کے بیٹے تھے مگر دونوں کے ارادوں میں ٹکڑ ہوئی اور ایک کو نیست و نابود کرنے کے علاوہ دوسرے کو کچھ دکھائی نہ دیا۔ جب خدا نے قاتل بھائی سے

ایک دلچسپ گفتگو

(سید ابوالعباس رضوی چارچوی)

فاضل۔ میرا گھر حضورِ والا یہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے میں جناب کی ہزاروں دلیلوں کو کہاں تک لادے پھروں گا کوئی چھوٹی سی دلیل ارشاد ہو۔

عالم۔ قرآنی تعلیمات عالمگیر ہیں۔ پس عالمگیر تعلیمات کے بعد کسی دوسری کتاب کا نازل ہونا تحصیلِ حاصل ہے۔

فاضل۔ کسی ایک عالمگیر تعلیم کا حوالہ بھی تو دیجئے۔ واقعی آپ کی یہ دلیل بڑی زبردست ہے۔

عالم۔ آپ تو اسی ایک دلیل کو بڑی زبردست دلیل کہہ رہے تھے حالانکہ یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے تو یہ کہہ کر کہتا ہوں میرے پاس وہ دلائل ہیں کہ شاید ہی کسی مولوی کے پاس ہوں۔ اچھا اب آپ قرآن کی ایک عالمگیر تعلیم سنیں قرآن نے آج سے تیرہ سو سال پہلے رنگ و نسل و وطن و قومیت و جنسیت کے محدود دائروں کو مٹا کر انسانی اخوت و مساوات کا عالمگیر اعلان کیا اسلام کی عالمگیر اجتماعیت کے قانون کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کر سکتا **فاضل**۔ میں عالمگیر انسانی اخوت کو قرآنی الفاظ میں نسا چاہتا ہوں۔

عالم۔ سنئے خداوندِ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الناس اتاخلفاکم یعنی اے ان لوگوں نے تم کو ایک مرد اور ایک کم من ذکر و انقیاد و { عورت سے پیدا کیا ہے پھر تمہیں مختلف شاخوں

فاضل۔ جناب قبلہ آپ نے سنا کہ یہ دنیا میں کیا شور ہے۔

عالم۔ نہیں فرمائیے کیا واقعہ ہے کیا جرمی ہار گئے؟

فاضل۔ یہ کہ قرآن کے بعد حضرت بہار اللہ پر ایک کتابی

کتاب نازل ہوئی ہے۔

عالم۔ لاجل و لا حقہ الا باللہ۔

فاضل۔ آپ نے لاجل کیوں پڑھی میں نہیں سمجھا۔

عالم۔ اس لئے کہ معاذ اللہ قرآن کے بعد کوئی کتاب کتنی ہے۔

فاضل۔ تورات و انجیل کے بعد جب قرآن نازل ہوا

تو یہودی اور عیسائی دونوں قوموں نے لاجل پڑھ کر کہا تھا کہ کیا

تورات و انجیل کے بعد بھی کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت نازل ہو سکتی ہے

حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ان کا لاجل پڑھنا غلط تھا واقعی قرآن خدا

کی طرف سے نازل ہوا تھا پس آپ یہ نئی خبر سننے ہی بغیر سوچے سمجھے

یہودی اور عیسائی قوموں کی تقلید پر کس طرح آمادہ ہو گئے کیا

یہ ممکن نہیں کہ ان کی طرح آپ کا خیال بھی غلط ہو۔ اور واقعی قرآن

کے بعد کوئی نئی کتاب و شریعت نازل ہوئی ہو۔

عالم۔ غلط اور بالکل غلط ہیں یہودیوں کی تقلید نہیں

کر رہا ہوں بلکہ از روئے بصیرت و تحقیق قرآن کے آخری ٹرینیت

ہونے پر ہزاروں دلائل دے سکتا ہوں اگر آپ کی خواہش ہو تو

پیش کروں۔

وہی گروہ یا جماعت ہے جو متقی ہو قرآنی اصلاح میں متقی صرف وہ شخص ہے جو خدا اور بانی اسلام پر ایمان رکھتا ہو، الفاظ دیگر مسلم متقی ہے غیر مسلم متقی نہیں پس اسلامی جماعت سے صرف مسلم قوم فائدہ اٹھا سکتی ہے باقی تمام اقوام محروم ہیں جب تک وہ غیر مسلم کا امتیاز قائم ہوگا تو عالمگیر اجتماعیت اور عالمگیر مساوات کہاں رہی یہ اجتماعیت

دائرہ اسلامیت میں محدود ہو کر رہ گئی اب آپ کا کیا ارشاد ہے۔ عالم معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن کا گہرا مطالعہ نہیں کیا ورنہ اسلامی عالمگیر اجتماعیت انہر من الشمس ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام نے حقیقی شرف و امتیاز صرف متقی شخص کو بخشا ہے لیکن امتیاز خصوصی نہیں بلکہ عمومی ہے۔ کسی کسی قوم کو ملی وطن، کسی زبان کا آدمی ہو اگر وہ نیکوکار رہے تو یقیناً ان انسانوں پر شرف رکھتا ہے جو نیکوکار نہیں اور یہ امتیاز فطری ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اس مضمون پر ذیل کی آیت قرآن کی مایہ ناز آیت ہے سُنئے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ هَادُوا ۝۱۱۱ یعنی مومن لوگ اور یہودی اور مسلمان اور انصاری وَالصَّابِرِينَ ۝۱۱۲ اور صابریں سے جو لوگ خدا اور اَمِنْ بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۝۱۱۳ ایم آخرت پر ایمان لائے اور دَعَلَ صَاغًا فَذَلَّ ۝۱۱۴ انھوں نے عمل بھی اچھے کئے ان کے دَلَّاهُمْ يَحْرُفُونَ ۝۱۱۵ لئے کوئی خوف اور غم نہیں۔

اس سے زیادہ واضح اعلان اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمان اور یہودی اور مسلمان وغیرہ سب اقوام کے لوگ اگر وہ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نیکوکار ہوں تو وہ سب نجات یافتہ ہیں۔ کیا اب بھی کسی کو اسلامی مساوات میں شک ہو سکتا ہے۔

فاضل۔ اسلام کی عالمگیر برادری کو ثابت کرنے کی کوشش میں آپ اپنے تمام اسلامی عقائد سے بھی باقہ دھو بیٹھے اور وہ چھٹی ثابت نہ ہو سکی کیا تمام عالم اسلام کا یہ عقیدہ نہیں ہر مسلمانوں

جعلناکم شعوباً ۝۱۱۶ اور قبیلوں کی صورت دیدی لیکن اختلاف قبائل لغار فوا ۝۱۱۷ صرف اس لئے ہوا تاکہ ایک گروہ سے دوسرا آکر مکہ عند اللہ ۝۱۱۸ گروہ پہنچا جائے باقی عورت و شرف تو صرف اتفاکھ۔ اسی کے لئے ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔

اس آیت کی ساری روح لغار فوا کے فطامیں ہے۔ اس لفظ سے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ انسانوں کے گروہ ہوں اور جماعتوں کے جتنے طبقے بھی بنے ہیں خواہ وہ نسل کی بنا پر بنے ہوں خواہ وطن و جنس کی بنا پر ان کی کل قدر و قیمت صرف اتنی ہے کہ وہ باہم گہ پہچان کا ذریعہ ہیں اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں رکھتے پس قرآن کریم اس اعلان سے تمام نسل انسانی ایک سطح اور ایک صف میں کھڑی ہو گئی لہذا اسلام کی عالمگیر اجتماعیت و مساوات ثابت ہو گئی۔

فاضل۔ شعوباً و قبائل کے الفاظ ہی سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلام کو عالمگیر اجتماعیت سے کوئی تعلق نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن جس سرزمین پر اپنا پیغام سنارہا تھا وہاں لوگ مختلف خاندانوں اور قبائل میں منقسم تھے اور ہر قبیلہ دوسرے قبائل کے مقابلہ میں اپنے آپ ہی کو مستحقِ مجد و شرف سمجھتا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ ان قبائل کو اپنے مومن و شرف و تقویٰ کی حفاظت کے لئے خون کی ہولی کھیلی پڑتی تھی چونکہ عرب میں اس وقت انسانی اجتماعیت قبیلہ کے دائرے سے آگے نہ بڑھی تھی اس لئے داعی اسلام نے مختلف قبائل کو باہم ملا کر ایک قوم بنانا چاہا اور قبیلہ کی محدود اجتماعیت کو پیچھے چھوڑ کر قومیت کے دائرہ کی طرف جو قبیلہ کے دائرہ سے زیادہ وسیع تھا ایک اور ارتقائی قدم بڑھایا لیکن یہ ارتقائی اقدام صرف قومی تھامین الاقوامی۔ اگرچہ بین الاقوامی اجتماعیت مد نظر ہوئی نو ان اگر مکہ عند اللہ اتفاکھ کا اعلان نہ ہوتا یعنی تم سب گروہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو لیکن حقیقی امتیاز و شرف و تقویٰ مستحق

کہ اسلام نے مومن و کافر کو اجتماعی حقوق مساویانہ عطا نہیں کئے جیسا کہ ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ اسلام نے قومی اخوت کا پیغام دیا نہ کہ بین الاقوامی اخوت کا۔ اسی طرح ہم آپ سے کہتے ہیں کہ قومی اخوت کا تخیل عالمگیر اخوت کو برداشت کر ہی نہیں سکتا مومن و کافر کا فرق محض لفظی نہیں بلکہ حقوق کا فرق قرآنی صفحات پر بھی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ، تمام مشرک نجس ہیں اسی لئے مسلمانوں کو دوسری اقوام کے ساتھ کھانے پینے شادی بیاہ وغیرہ کے تعلقات قائم کرنا ناجائز ہے۔

مسلمان عورتوں کا مشرک مردوں سے اور مسلمان مردوں کا مشرک عورتوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ اسلامی حکومت نے دوسری قوموں کو مساوی حقوق دے رکھے تھے ثابت کرتا ہے کہ اسلام اور دیگر اقوام میں حاکم اور محکوم کا فرق موجود تھا۔ حاکم قوم محکوم قوم کو جو کچھ دے سکتی ہے وہی اسلامی حکومت نے بھی دیا چنانچہ سورہ توبہ میں یوں ارشاد ہے۔
وَقَاتِلُوا الَّذِينَ كَلَّوْا مَنُونِ جِنُّ لُغُو كُ كُنَاب دِي گئی ہے اور
بِاللَّهِ كَلَّابُ لِيَوْمِ الْآخِرِ وَهُوَ أَخْبَرُ اَدْرِيَوْمِ خَرِيْمَانِ هُنَّ رَكْتِ
وَلَا يَخْرُجُونَ مَحْرَمِ اللَّهِ اَوْ جِنِّ جَزُونَ كُوَانِ اَدْرَا سِ كِ
وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ رَسُوْلُهُ حَرَامِ كَرِيَا اِنْ كُوْرَامِ هُنَّ
دِينِ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا جَانَتْ اَدْرِيَوْمِ قُ كُوْدِيْنِ هُنَّ نَحْتِ
الْكِتَابِ حَتَّى يُعْطُوا الْحِزْبَ اِنْ كُوْرْتِ رَهْمَتَا اَكْرَدِ ذَلِيلِ حَوَارِ
عَنْ يَدِ هُمْ مَاعْرُونَ - ہُو كَرِيْبِنِ دُونِ بَاقُوْنِ جَزِيْرِيْنِ لِيْغِيْنِ
یہ تھے وہ حقوق جو اسلامی حکومت نے دوسری اقوام کو دئے

تھے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسپین پر مسلمانوں نے جب فتح پائی اور مسلمان کا زبردے ان محکوم قوموں سے جزیہ لینے جاتے تو ان کو حکم تھا کہ وہ

کے علاوہ تمام دنیا کے لوگ کافر ہیں اور ان کا یہ عقیدہ کچھ بیجا نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ بہائیوں کے علاوہ تمام لوگ حضرت محمد کی رسالت کے منکر ہیں۔ پھر آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی بھی اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں اور عمل صالح کرتے ہوں تو نجات یافتہ ہیں۔ آپ نے خود نہیں فرمایا کہ عمل صالح اسلامی قاعدہ کسی قوم کا بھی قابل قبول نہیں جب تک کہ وہ مومن باللہ بنوا اور مومن باللہ ہونا ایک لفظ ہل ہے۔ جب تک رسالت محمدی پر ایمان نہ ہو اور اگر ایمان بالرسالت ضروری نہیں تو پھر اپنی اسلام کی دنیا میں آنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ خدا اور قیامت پر تو یہودی اور عیسائی اسلام سے پہلے بھی ایمان رکھنے تھے۔ پس متقی وہی شخص ہے جو حضرت محمد اور آپ کے احکام پر ایمان لائے اس لئے مسلم و کافر اور مومن و مشرک کی تفریق صاف موجود ہے جب تفریق ثابت ہے تو ان کے حقوق کا فرق بھی ثابت ہے اور جب حقوق کا فرق ثابت ہے تو پھر یہ دعویٰ غلط ہے کہ اسلام عالمگیر برادری کا حامی ہے عالم مسلم و کافر اور مومن و مشرک کا فرق بیکیل سلام نے قائم رکھا ہے لیکن ان کے حقوق میں کوئی فرق نہیں ہے اسلامی حکومت کے زمانہ میں تمام دوسری قوموں کو مسلمانوں کی طرح مساویانہ حقوق حاصل تھے بلکہ اسی مساوات عدل و انصاف اور رواداری کو دیکھ کر ہزار ہا اشخاص اسلام پر ایمان لے آئے پھر آپ کس طرح کہتے ہیں کہ اسلام نے عالمگیر برادری قائم نہیں کی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس زمانہ میں یورپ کی اجتماعیت عالم اور قبیلہ کی حد سے آگے نہ بڑھی تھی اس وقت اسپین اور فرانس میں اسلام انسانی اخوت و مساوات کا پیغام سناتا رہا تھا۔

فاضل۔ شکر ہے کہ آپ نے مومن و کافر کا فرق تو تسلیم کیا۔ اسی طرح انصاف کے ساتھ آپ کو یہ بھی قبول کر لینا چاہیے

ایک غیر جانبدار شخص اگر قرآن کا مطالعہ کرے گا تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ عالمگیر اخوت تو درکنار اسلام خود اسلامی قومیت کے اندر بھی متسام مسلمانوں کو مساوی حقوق نہ دے سکا۔ چنانچہ مرد و عورت کے حقوق کا فرق، آزاد مسلمان اور غلام مسلمان کا فرق، مختلف جراثیم میں مسلم غلام اور آزاد مسلمان کی تعزیرات کا فرق، آزاد مسلمان عورت اور غلام مسلمان عورت کے باہمی حقوق کا امتیاز یہ جملہ امور ہمارے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کیا یہی نقشہ ہے جس کو اسلامی عالمگیر اخوت و اجتماعیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

عالم۔ اسلام نے یہ اعلان کیا کہ اتمت علیکم نعمتی میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی چونکہ عالمگیر برادری انسان کیلئے انتہائی اور کامل نعمت ہے اس لئے یہ نعمت بھی ان الفاظ کے اندر آگئی اگر اسلام وقتی طور پر اسلامی قومیت کا دائرہ کھینچنے کے لئے مجبور ہو گیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ نزول قرآن کے وقت لوگوں میں عالمگیر اجتماعیت قبول کرنے کی استعداد نہ تھی عملی طور پر دنیا کو انسانی اخوت تک پہنچنے کے لئے ابھی بڑا وقت درکار تھا پس یہ قصور زمانہ کی استعداد کا تھا نہ کہ اسلام کا اسلام تو دنیا کو انسانی اخوت ہی کی منزل تک لیجانا چاہتا تھا جبکہ اتمت علیکم نعمتی کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

فاضل۔ میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ نے بحث کا بالکل خاتمہ ہی کر دیا۔ میں نے ابھی یہ بات ثابت کی تھی کہ اسلام نے ایمانی برادری کا یہ تقابلی معیار ہی کہ انسانی برادری نزول قرآن کے وقت نہ کی استعداد صرف اتنی ہی تھی کہ ایمانی برادری کی نعمت لوگوں کو دی جائے اور استعداد کے مطابق یہ نعمت ان کے لئے کامل اور پوری تھی نعمت پوری کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان کو استعداد سے زیادہ کھلا دیا جائے بلکہ مطابق استعداد ہی نعمت عطا کرنا اتمام نعمت کھلانا ہے چونکہ زمانہ کی استعداد میں کمی تھی اور دنیا کو ابھی انسانی برادری قبول

جزیرہ دیتے وقت عنید و صغیر و غریب کی تعمیل کریں چنانچہ غریب عیسائی دروازہ پر کھڑا ہو کر اور بھجک کر دونوں ہاتھوں سے جزیرہ پیش کرتا تھا لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اسپین میں اسلام انسانی اخوت کا پیغام سنار ہا تھا اس پر بھی اگر آپ انصاف اور رواداری کو پیش کریں تو یہ تم تسلیم کر لیں گے لیکن آپ خوب سمجھ لیں کہ انصاف اور رواداری اور انسانی اخوت میں زمین و آسمان کا فرق ہے حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی اسلام نے صرف اسلامی اخوت کا پیغام دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ انما المؤمنون اخوة و صرف مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس صریح آیت کے بعد آپ اسلام کی عالمگیر اخوت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

عالم۔ اسلام نے اپنے اعمال کا جو نظام طیار کیا اس کے ہر گوشہ میں ایسی وضع و قطع رکھی جس کے ساتھ نسل و قوم کا امتیاز جمع ہی نہیں ہو سکتا روزانہ اعمال و عبادات میں ایسی چیزیں رکھ دیں گئیں کہ ہمیشہ انسانی وحدت و مساوات کا عملی اعتراف ہوتا رہے نماز روزہ، زکوٰۃ، حج سب میں یہی روح کام کر رہی ہے انسانی اخوت کے کام و نفوذ کا ایک پورا انتظام ہے جو اپنے ہر فرد کو مجبور کر دیتا ہے انسانی اخوت کا اقرار کرے۔

فاضل۔ ہم نے انما المؤمنون اخوة کی فیصلہ کن آیت پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اسلام کو عالمگیر اخوت سے کوئی سروکار نہیں لیکن آپ نے اس آیت کے مقابل میں کوئی ایسی آیت نہیں مانی جو آپ کے دعوے کا ساتھ دے اور ایک نئی بات پیش فرمادی۔ اسلامی اعمال نماز روزہ، زکوٰۃ، حج میں انسانی اخوت کا کوئی عملی اعتراف نہیں ہے ان اعمال کے اندر اگر اخوت کا کوئی پہلو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی وہ اسلامی دائرہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضور عالی اس مسئلہ کو جس قدر چھانیں گے انتہائی کراہتیں نکلیں گی۔

کے حق میں جو قیامت آنے والے تھے وہ آگئی اور ان کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔

بھائیو! توبہ کا دروازہ بند ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی توبہ کرے اور خدا قبول نہ فرمائے۔ اس کے رحم و کرم سے یہ بعید نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ وقت ایسا ہو گا کہ بسبب غفلت کے کسی کو اپنی حالت کی خبر نہ ہوگی نہ کوئی توبہ کرنے کا خیال کرے گا کیا یہ حالت آپ اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتے کہ قیامت آگئی اور عذاب شدید میں مبتلا ہونے کا وقت آگیا۔ مگر کوئی خیال نہیں کرتا۔ آنکھ رکھتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کان رکھتے ہیں مگر نہیں سنتے۔ دل رکھتے ہیں مگر نہیں سمجھتے۔ یہ پردہ غفلت کا کیوں آنکھ اور کان اور دل پر پڑا ہے؟ اور کس نے ان کو ایسا غافل کر دیا ہے؟ کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں یہی کہوں گا کہ اُس نے جو ہمیشہ ایک قوم کو اٹھاتا اور دوسری کو گراتا ہے وہی جو ایک کو پیدا کرتا اور دوسری کو مارتا رہتا ہے ورنہ آنکھ ہواور نہ دیکھیں کان ہوں اور نہ سنیں دل ہواور نہ سمجھیں۔

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام و در چشم ہندی حسدا

صاحبِ زمانہ کا تجربہ ہم کو جو چکا۔ غفلت کے نتیجہ ہم دیکھ چکے۔ اپنے ہاتھوں ہم نے اپنی یہ حالت کر لی کہ جو ہمارے دستِ مگر تھے ہم ان کے محتاج ہیں جن پر ہم حکومت کرتے تھے وہ ہمارے حاکم ہیں۔

صاحبو! اگرچہ تنزل اور ترقی اور ذلت و عزت کا ہمیشہ دور ہوا کرتا ہے اور مثل دولاب کے یہ ڈول کبھی بھرا اور کبھی خالی ہوتا ہے مگر تجربہ اور کوشش دو ایسی چیزیں ہیں کہ وہ پھر گسٹ ہوئے آدمیوں کو اٹھا سکتی ہیں مگر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اکثر ان میں سے اب تک نہ تجربہ سے کام لیتے ہیں اور نہ کوشش کرتے ہیں۔ صاحبو! ذرا اپنی مصیبت پر خیال کرو۔ اور جن آفتوں میں تم مبتلا ہو اور جیسے کچھ اب تک بے خبر ہو اس پر غور کرو۔ آگ لگی ہوئی ہے اور تم تپ رہے ہو۔ موت کا بازدار گم ہے اور تم بے فکر ہو قافلہ چلایا اور تم سو رہے ہو مگر میں ماتم ہو رہا ہے اور تم ہنس رہے ہو۔ قیامت آگئی اور تم بے خبر ہو۔

اے میرے بھائیو! کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ علم کا آفتاب مغرب سے نکلا۔ مغرب سے آفتاب کا نکلنا قیامت کی نشانی ہے اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ نشانی ظاہر ہو گئی۔ علم کا آفتاب جو ہمیشہ مشرق سے نکلا کرتا تھا۔ مغرب سے نکل چکا۔ اور مسلمانوں

ہمارے مربی اور ان کی تعلیم | کتاب مذاہبِ عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر بریٹم سنگھ

ایم لے نے حال ہی میں شائع کی ہے جس میں جلدِ بانیانِ مذاہبِ عالم کی مختصر تاریخ اور ان کی مفصل تعلیمات بیان کی گئیں ہیں۔ یہ تعلیمات ثابت کرتی ہیں کہ تمام مذاہب دراصل ایک ہیں۔ اتحادِ مذاہب کی معلوم حاصل کرنے سے لئے بہترین کتاب ہے۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھپائی کا بہترین قیمت بارو آنہ (۱۲۰)

ملنے کا پتہ: پروفیسر بریٹم سنگھ ایم لے ۳۹ پھل روڈ لاہور

مذاہبِ عالم | یہ کتاب جناب پروفیسر بریٹم سنگھ ایم لے نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اسلام۔ دین موسوی۔ دینِ مسیحی

ہندو دھرم۔ جین دھرم۔ دینِ بھائی وغیرہ قدیم و جدید مذاہبِ عالم پر تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی ہے بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے شائقینِ پڑھ کر خوش ہوں گے۔ ایسی مفید کتاب ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھپائی کا عمدہ۔ قیمت فی جلد بارو آنہ (۱۲۰)

اتحادِ عالم یا حکتِ ملاپ

انصاف کی نظر سے دیکھیں اور مشاہدہ کریں کہ صداقت اور انسانیت
بناہب و اقوام میں مشترک ہے جو ہے۔ یہ مشاہدہ کس طرح ہو سکتا ہے ؟
اس طرح کہ تمام جہان میں تسلیم عام کر دی جائے۔ اکثر عجولے اور
اختلافاتِ جہالت پر مبنی ہیں۔ عالم تسلیم کا رواج ہونے سے جہالت
دور ہوئی۔ چاہے کہ ہم جبریہ اور عوامی تسلیم کو دینی فرض اور حکومت کا
قانون بنائیں اور کسی ایک کچے کو بھی جاہل نہ رہنے دیں۔ (دیکھیں کو بھی
لازمی تسلیم دیں۔ تمام قوموں کے حقوق میں مساوات جاری کر دیں۔ تمام
جہان میں ایک زبان اور رسم الخط نافذ کر دیں۔ ایک عالمگیر انجمنِ اقوام
بنائیں جو تمام دنیا کی مشترکہ عدالت ہو اور وہ ہمیشہ اس امر کی نگرانی رکھ کر
تمام عالم میں اتحاد قائم رہے۔

یہ سب کچھ اس دلت ہو گا جب ہم روح القدس کے زیر سایہ
آجائیں گے۔ اور ہم میں نئی زندگی کی روح پیدا ہو جائے گی۔ نئی زندگی کی
روح اس طرح آسکتی ہے کہ ہم کلمہ اللہ کو قبول کریں۔ خدا کے منہ پر امر کے
لائے ہوئے پروگرام پر عمل کریں۔ تب ساری دنیا خیر و وحدت کے اندر
داخل ہو جائے گی۔ جہان بھر میں مکمل امن و امان ہو گا۔

ہم اس بات کے آثار دیکھ رہے ہیں کہ دنیا جلد جلد بدل رہی ہے
اور نیو ورلڈ آرڈر میں نئی تنظیم عالم کی صداقتیں چاروں طرف سے بن
ہیں۔ یہ ہماری فطرت کی صدا ہے جو آسمان زمین کے درمیان گونج رہی ہے
وقت آرہا ہے جبکہ دنیا اس مقصدِ عظیم کو یقیناً حاصل کرے گی جب اتحادِ عالم
حکمتِ خیر کا مطالبہ ہے تو اس کا پورا ہونا ضروری اور قدرتی امر ہے۔ البتہ
ہر چیز کا ایک موسم اور وقت ہوتا ہے۔

جسم و روح کا اتحاد ہی زندگی ہے اور جسم و روح کے انفرق
سے موت ہوتی ہے۔ جب تک انصافے جسم باہم میل ملاپ کر رہے
ہیں مشترک و صلاحی حاصل ہوتی ہے۔ جو وقت انصاف میں ہم آہنگی نہیں ہتی
انسان مریض و طویل ہو جاتا ہے۔ اگر علاج نہ ہو سکے تو مر جاتا ہے۔

ہر گھر میں اتحاد و اتفاق سے ہی امن و امان رہتا ہے۔ غوثی
اور ترقی ہوتی ہے۔ جس گھر میں میل ملاپ نہ رہے وہ گھر تباہ و برباد
ہو جاتا ہے۔ اگر فوج پورے طور پر متحد نہ ہو تو شکست کھانے کے
سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اگر کسی حکومت میں اندرونی اختلافات پھیلے ہوئے
ہوں تو وہ کسی ختم کے مقابل میں ہرگز کامیاب نہ ہوگی۔

اتحاد و اتفاق ہی روحِ حیات ہے۔ اتحاد و اتفاق ہی عالمِ انسانی
کے لئے پناہ گاہ ہے۔ اتحاد و اتفاق ہی عزت، آبرو اور جان و مال کی
حفاظت کا مستقل اور واحد ذریعہ ہے۔ اتحاد و اتفاق ہی تمام ترقیات کا
زینہ ہے۔

پہلے دنیا کے اجزاء متفرق پڑے ہوئے تھے۔ ایک ملک دوسرے
ملک سے جدا تھا۔ اب تمام جہان باہم متصل ہو گیا ہے۔ زمین کی طنائیں
کچھ جتنی ہیں ساری دنیا ایک شہر بلکہ ایک محل کی مانند ہو گئی ہے۔ اب
تمام دنیا کا اتحاد لازمی ہے بغیر اتحادِ عالم کے راحت و آرام سیر
ہونا مشکل ہے۔

اس وقت دنیا میں کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہے کہ
عالمگیر اتحاد ہونا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ اتحادِ عالم کس طرح
ہو سکتا ہے ؟ — اس طرح کہ تمام مذاہب و اقوام ایک دوسرے کو

اقتدار

بہائی تاریخ کا ایک ورق

اللہ! اللہ! سختیوں کی حد ہو گئی۔ خاندانِ ذرات کا ایک ہونہار چشم و چراغ جو ناز و نعمت میں پلا۔ سبزہ زاروں اور باغات میں رہا۔ وہ عین عالم شباب میں ۲۷ سال کی عمر میں رنج و بلا اور قید و بند اور شکنجہ و جلا وطنی وغیرہ مصائب میں محض دین اللہ کی محبت کی وجہ سے گرفتار ہوا تھا ہے۔ ۲۵ سال کے گونا گوں مصائب کے بعد عکاکے کالے پانی میں یہ ناز پروردہ ۷ سال تک اس طرح شدید قید میں کھا جاتا ہے۔ کہ سبزہ زاروں کی تماشا کی آنکھیں، سال تک سبزہ دیکھنے سے محروم رہتی ہیں۔ آخر وہ وقت قریب آپنچا کہ قادر مطلق کا منظر تمام اپنی قدرت کا مظاہرہ دکھائے۔ کس عجیب و غریب واقعہ کو ہم حضرت عبدالہیاءؑ اور وحناؑ لافذا کے الفاظ میں ترجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ :-

حضرت بہاء اللہ سبزہ اور منظرِ مصافات کو بہت پسند فرماتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا: سات برس ہوئے میں نے سبزہ نہیں دیکھا۔ مصافات روح کی دنیا ہے اور شہرِ جہم کا جہان میں: جب میں نے یہ سنا تو میں سمجھ گیا کہ آپ شہر سے باہر رہنا چاہتے ہیں۔ اور مجھے یہ یقین تھا کہ آپ کی مرضی کے پورا کرنے کے لئے میں جو کچھ کروں گا۔ اس میں کامیاب ہوں گا۔ عکاکے اس وقت ایک شخص تھا۔ جس کا نام محمد پاشا صفت تھا۔ اس شخص کا ایک محل تھا۔

جسے فرسہ کہتے تھے۔ جو شہر کے شمال کی جانب چار میل پر تھا اس محل کے ارد گرد باغ تھے۔ اور ایک نہر اس کے پاس ہو گزرتی تھی۔ یہ شخص ہمارا سخت مخالف تھا۔ میں نے اس شخص کے گھر پر جا کر اس سے ملاقات کی۔ اور کہا۔ پاشا! آپ نے محل کو خالی چھوڑ رکھا ہے۔ اور شہر میں رہتے ہو اس نے کہا میں بیمار ۲ اور مفلوج ہوں۔ شہر کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ اگر میں وہاں جاتا ہوں۔ تو تنہا رہنا ہوتا ہے۔ اور میرے دوست مجھ سے مل نہیں سکتے میں نے کہا۔ جب آپ وہاں نہیں تہو اور اسے خالی چھوڑ رکھا ہے۔ تو اسے یہیں ہی کرایہ پر دیدو۔ پہلے تو وہ اس پر متعجب ہوا۔ مگر پھر فوراً ہی راضی ہو گیا میں نے بہت ہی کم کرایہ پر یہ محل اُن سے پانچ سال کے لئے لے لیا۔ اور ۷ روپیہ سالانہ کے حساب سے اُسے پانچ برس کا کرایہ بھی پیشگی دیدیا میں نے قبیول کو بھیج کر عکاکے خدمت کرائی۔ باغوں کو درست کرایا۔ اور ایک حمام وہاں بنوایا میں نے جمال مبارک (یعنی حضرت بہاء اللہ کے لئے ایک گاڑی بھی بنوائی۔ ایک دن میں نے خود جا کر ملکہ کو دیکھنا چاہا۔ اگچھیلے درپے فرمان جاری ہو چکے تھے۔ کہ میں فیصل سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔ مگر میں نے کھینچے دوزخا شہر سے باہر بلا گیا۔ پہاڑی پہرے پھر کھڑے تھے۔ مگر وہ مراجع نہ ہوئے۔ اور میں سیدھا اس محل کے دیکھنے کے لئے چلا گیا۔ دوسرے دن چند اصحاب اور افسروں کے ساتھ پھر

تو کاظمین کے علمائے مشائخ خوش و خروش میں بھر گئے خصوصاً شیخ عبدالحسین طبرانی کہ رئیس العلماء تھے اور اپنے آپ کو بہت بڑا عالم اور مجتہد سمجھتے تھے۔ انہوں نے عوام و خواص کو شتم و شرع کیا۔ کہ جس طرح علماء دین اور عام میان شرع متین نے سید باب کو اس لئے موت کے گھاٹوں پر اتار دیا کہ وہ دین متین کا محرب تھا۔ اسی طرح واضح ہونا چاہئے۔ کہ میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ نے اسی جھڈے کو پھر بلند کر دیا ہے۔ اور اس دین کو پھر ظاہر کر دیا ہے۔ اسی قسم کی چرب زبانی سے لوگوں کو ایسے گرد و جمع کیا۔ اور شیخ مرتضیٰ انصاری کو کلمہ ایک مشہور اور زبردست مجتہد العصر تھے۔ بحیف انشرف سے بلا بھیجا۔ اس بزرگوار نے جب دیکھا۔ کہ شیخ عبدالحسین اور ان کے ہمراہیوں کا دعاء و مقصد بجز فنا و فساد کے کچھ نہیں ہے دین متین کو محض آٹا بنا کر کھا ہے تو اس مجلس کی شرکت سے مخدوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں چونکہ اس فرقہ کے بزرگوں کی صحبت میں نہیں ہا۔ اور ان کے عقاید سے نابلد ہوں۔ اس لئے میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں اگر احتقاق حق اور ابطال باطل کی واقعی خواہش ہے۔ تو سیدھی راہ یہ ہے۔ کہ کسی شخص کو ان کے پاس بھیجا جائے۔ اور دلائل طلب کرنی چاہئیں۔ اور اگر دلائل صحیح ہوں۔ تو ہمیں بھی مومن ہو جانا چاہئے۔ ورنہ خیر بہر کیفین احتقاق حق میں تمہارا شریک و ہم ہوں۔ مگر مبادل و فساد کے لئے میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار نہیں ہوں۔ مجتہد العصر کی اس تقریر سے جگہ و فساد کی آگ کی قدر ٹھنڈی ہو گئی۔ اور بالآخر طے پایا۔ کہ کسی شخص کو ان کے پاس بھیجا جائے تاکہ جواب طلب کرے۔

خداست پر مامور ہوئے۔ آپ کاظمین سے بغداد میں پہنچے حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ اس روز ایک ایرانی معزز میرزا حسن خان کے یہاں جہان تھے۔ ملا حسن عمو بھی وارد ہوئے جب ملا حسن آپ کی مجلس میں تھوڑی دیر تک بیٹھے اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے جلال و جمال کو دیکھا تو ملا حسن کی حالت دگرگوں ہوئی۔ وہ ہر چند کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر کہہ نہیں سکتے تھے۔ آخر حضرت بہاء اللہ عز اسمہ نے بکمال شفقت اظہار مقصد کے لئے اجازت دی تو آپ نے انتہائی مودبانہ لہجہ میں عرض کیا کہ "علما کو آپ کے علم و فضل و رفق و دیان میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ مگر علما کی جانب سے آپ کی خدمت میں صرف یہی التماس ہے کہ اس مقام کے لئے جو آپ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے مجرد نطق و بیان اور حجت و برہان ہی کافی نہیں ہے۔ اگر اس کے علاوہ آپ کی ذات سے کوئی معجزہ ظہور میں آئے تو ہم سب کے سب ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کبھی انکار نہیں کریں گے۔"

ظہور معجزہ کی منظوری | منظر قدرت و اختصار نے جواب دیا۔

"علما سے کہد و! کہ حق کی قدرت نامائی مداری کا کمال نہیں ہے۔ کہ لوگ روزانہ نئی نئی خواہشات گھڑتے ہیں۔ ہاں۔ ہاں اتمام حجت کی غرض سے ایک معجزہ جو بھی وہ چاہیں۔ اس پر اتفاق کر لیں۔ اور اسے معین کر کے لکھ دیں۔ اور اپنی جہرین ثبت کر دیں۔ پس یہی ایک معجزہ حجت بالغہ ہو گا اور تمام بہاد ساز یوں کو ختم کرے والا سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد ہم کسی شخص کو بھیج دیں گے۔ اور اسے اجازت دیں گے۔ کہ ان کے سامنے اس معین شدہ معجزہ کو ظاہر کر دے۔ خواہ وہ معجزہ سورج کے اتنا پھرا دینے کا ہو۔ خواہ دریاؤں کو اتنا بہا دینے کا ہو۔"

جناب ملا حسن عمو کہ ایک فاضل اور قاصد کی روانگی | شعی دہر ہر گوارسان تھے۔ اس

اور بعض دیگر مومنین جب قید کر لئے گئے۔ تو ملا محمد رضا سے نائب السلطنت نے سوال کیا۔ کہ اگر ہم حضرت بہاء اللہ سے معجزہ طلب کریں تو وہ قبول کریں گے یا نہیں۔ تو ملا محمد رضا نے جواب دیا کہ اگر آپ کسی معجزہ پر اتفاق کر لیں۔ اور طلب کریں۔ تو آپ یقیناً معجزہ دکھائیں گے۔ اور اگر آپ کو یقین نہ ہو۔ تو ٹیلیگراف موجود ہے۔ ابھی مشیران دولت سے مشورہ کر کے متفقہ معجزہ طلب کیجئے۔ نائب السلطنت سے کہا۔ اگر معجزہ ظاہر نہ ہوا۔ تو میں جلا دہونگا۔ اور اس گروہ کو قتل کر دوں گا۔ بعد ازاں اپنی گردن اپنے ہاتھ سے کاٹو گے۔ فخر وایا اولی الالباب۔

(ایم۔ اے۔ صمدانی)

منظر افتد لکایہ جواب سن کر ملا حسن عمو کا ظہن واپس آئے شیخ مفتی انصاری اس وقت شیخ عبدالحسین طہرانی کے مکان پر بیٹھے قاصد کے منتظر تھے۔ ملا حسن عمو نے جو کچھ دیکھا اور سنا بلا خوف کہہ دیا شیخ مفتی نے فرمایا۔ کہ وہ اب کیا کہتے ہو؟ معجزہ دیکھتے ہو یا انکار کرتے ہو۔ مگر علماء نے معجزہ دیکھنے سے انکار کر دیا۔ شیخ مرتضیٰ خفا ہو کر بلا تشریف لے گئے۔ ملا حسن عمو صدف دل سیما ن لائے۔ ایران میں عام طور پر علماء کے مجمعوں میں ملا حسن نے اس واقعہ کو بیان کیا۔ جو بہت سے لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہوا۔ مومنین کو اس انہماق قدرت پر ایسا یقین تھا۔ کہ ملا محمد رضا اور مرزا ابوالفضل گلپایگانی

روحانی رہنمائی

هو الله

جواب کرم۔

مجھے آپ کے مکتوب سے خوشی ہوئی۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ایک سید روح ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب اس دنیا میں عبودیت حق کے لئے آئے ہیں۔ جہاں رضائے حق کا نشان ہے وہاں ہمیں نہایت غور فکر سے کام لینا چاہیے۔ آپ نے اب تک جو کچھ محنت تلاش حق میں کی ہے وہ قابلِ تریف ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی اجازت سے ہمیں سمجھتا ہوں کہ اب آپ کے لئے فرید فضل و رحمت کا دروازہ کھلنے والا ہے۔ خلد عالم آپ کو اپنی رضائے پاک کے لئے موید فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ نہایت شاندار زمانہ ہے

تمام کائنات میں خدا کی عجیب قدرتیں نمودار ہو رہی ہیں۔ دینی اور روحانی دنیا میں خداوند عالم نے حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کو ظاہر فرما کر بڑے بڑے اسرار قدرت دکھائے ہیں۔ تمام مقدس کتابوں کے وعدے پورے ہو گئے ہیں حضرت امام ہمدی موعود جن کا انتظار تھا وہ بصورت حضرت سید علی محمد باب ظہور فرما چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ جن کا نزول مقدر و موعود تھا وہ حضرت بہاء اللہ کے ظہور مبارک میں آسمان قدرت سے نازل ہو چکے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ان مسائل کے بہت سے مراحل طے کر چکے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں علماء جن الفاظ کے پردوں میں اُلجھے ہوئے ہیں آپ کو خدا نے ان عجائبات سے محال دیا ہے۔ آپ یہ بھی سمجھ چکے ہیں کہ یہ زمانہ

موجودہ برحق کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اور تمام علامات جو ظہور حق کے متعلق ہیں وہ پوری ہو چکی ہیں اور یہ بھی آپ کا دل مان چکا ہو کہ ظہور حق کو تسلیم کئے بغیر انسان رخصائے الہی سے فائز نہیں ہو سکتا۔

آپ بہائی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں گے تو سب امور نہایت روشن طور پر واضح و آشکار ہو جائیں گے۔ حضرت بہا اللہ کے دعادی جو خود حضرت بہا اللہ کی وحی الہی میں وارد ہیں۔ قابلِ توجہ ہیں۔ میں اس امر پر روشنی ڈالنے والا ایک رسالہ خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ جس سے معلوم ہو گا کہ چالیس سال تک حضرت بہا اللہ نے وحی الہی کا دعویٰ اور اعلان کیا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات کے وقت بھی بہت کچھ مفصل عرض کر دوں گا۔ فی الحال تو آپ بارگاہ الہی میں سجدہ کر کے اور جنوع و خضوع سے دعا کر کے یہ رسالہ جو کلمات مقدسہ پر مشتمل ہے۔ مطالعہ فرمائیے۔ میں خداوند عالم سے التجا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے اپنے فضل کے خاص دروازے کھولے آمین یا رب العالمین۔

یہ بات بھی ایک حیاتِ روح کا نشان ہے کہ آپ ظہور حق کے عرفان کی کوشش فرما رہے ہیں۔ اور جو کوئی اس راہ میں صدق سے کوشش کرتا ہے رب العالمین اسے کامیاب کرتا ہے۔

آپ کا خط پڑھنے کے بعد روع نے کہا کہ آپ کو ذیل کی باتیں لکھ کر ارسال کروں۔

(۱) حق کی معرفت کے لئے سب سے بڑی دلیل وہ روشنی ہے جو حق کی جانب سے نمودار ہوتی ہے۔ آفتاب کی

سب سے بڑی دلیل اُس کی وہ کرنیں ہیں جو اس سے نمودار ہوتی ہیں۔ جب آفتاب نکل آیا ہو تو اس وقت اسی کے نور و ظہور پر نظر جمائی جائے۔ اس بات کا منظر نہ رہنا چاہئے کہ خواب میں کوئی ہم سے کہدے کہ آفتاب نکل آیا ہے۔ بلکہ آفتاب نکل آنے پر تو سونا ہی ٹھیک نہیں خواب میں مبتلا رہنا تو درکنار اگر اشراق آفتاب کے وقت بھی خواب گراں سمجھنا چھوڑے تو ایک مرتبہ زور کر کے اٹھ بیٹھا چاہئے۔

(۲) خواب کسی امر حق کی پہچان کے لئے معیار نہیں ہے۔ کیونکہ امر حق آفتاب ہے اور خواب اگر سچا بھی ہو تو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی مانند ہو گا۔ پہلا روز روشن میں دیکھتے ہوئے سورج کو ٹمٹاتا ہو اچراغ دکھانا کیا معنی رکھتا ہے۔؟

(۳) خداوند عالم نے خواب کو کسی کتابِ سنیر میں دلیل و معیار قرار نہیں دیا۔ بیداری میں پوری روشنی کے ساتھ کلام الہی ہمارے سامنے ہے جب قانونِ قدرت اور کلماتِ الہی سے صاف صاف مرہن ہو گیا۔ کہ حضرت بہا اللہ کا ظہور حق ہے تو کسی ایسی چیز کو اس راہ میں حجاب بنا جو خود کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور عرفانِ حق میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے ایک نامقبول عمل ہے۔

(۴) اگر عرفانِ حق میں خواب آڑے آسکتا ہے اور اس عذر کو خدا قبول کر سکتا ہے تو ہزاروں آدمی ظہور حق کے خلاف خواب دیکھتے ہیں۔ تو کیا وہ خدا کے نزدیک معذور ہو سکتے ہیں؟

(۵) جس خواب میں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے یا کسی کو فرشتہ سمجھتا ہے قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس کا یہ خیال کیوں قطعی سمجھا جائے۔ محض اس کا خیال

خلاف ہے۔ نہایت غور و فکر سے کام لیتے خداوند عالم فرماتا ہے **كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِهٖ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَلَا يُغْنِ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ اَلْعٰزُورُ**۔ اس آیت میں مقصد خداوندی یہ ہے کہ وہ دوسرے پر دے ہیں جو قابلِ خرق ہیں۔ پہلا یہ کہ **الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا** یعنی دنیا کی زندگی جو ظاہری معیشت سے تعلق رکھتی ہے اس میں تائید و اسباب کامل جانا دھوکے میں نہ ڈال دے کہ جب یہ نعمتیں ہمیں مل رہی ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم رضائے الہی کے راستے پر ہیں۔ خبردار ایسا دھوکا نہ ہونے پائے **لَا يَجْنِبُونَ اٰمَنًا مِّنْ دِهْمٍ مِّنْ مَّالٍ وَبَيْنَ نَسَارِخٍ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَاتِ** بل کہ لا بئس دن وہ ہم جو انھیں مال و اولاد دے رہے ہیں تو کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم انھیں جلد جلد بیلانی دے رہے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ یہ لوگ خود دشواری و حقیقت نہیں دیکھتے۔ دوسرا مقصد الہی یہ ہے کہ **لَا يَغْنِ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ اَلْعٰزُورُ** خدا کے ذریعے بندے دھوکہ نہ کھائیں خدا کے ذریعے دھوکہ کھانا کیا ہے؟ یہی کہ اپنے آپ کو اس درجہ خدا کا پیرا خیال کر لیں کہ اس پیرا کے خیال میں رہ کر خدا ہی سے محب ہو جائیں۔ کروڑوں ارواح الٰہی اس فریبِ عظیم میں اپنے آپ کو مبتلا کر کے حق سے بے بہرہ ہو گئیں۔ **قَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَةُ مَنۢ هٗذَا الَّذِي اٰتٰنَا اللّٰهُ وَاَحْبَاۤنُهُۥ يَهُودُ النَّصَارَةِ** لے کہا کہ ہم تو خدا کے پیارے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ اس خیال کی وجہ یہی ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ روح القدس ہمارے ساتھ ہے۔ خدا ہم پر بڑی مہربانیاں فرماتا ہے۔ ہم مسیح سے ملاقات کرتے ہیں مگر یہ سب خیالات اور ان کے رویا و کشوف خدا کو یہاں کچھ بھی چیز نہ ہوئے جبکہ انھوں نے ظہورِ حق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ کچھ دن جوئے

کیوں قرار نہ دیا جائے جبکہ ہر اپنے ذاتی خیال کے اور کوئی ثبوت اس کے پاس نہیں کہ واقعی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھا ہے؟ یا جسے وہ فرشتہ سمجھا ہے وہ فرشتہ ہی تھا؟ جب تک یہ بات قطعی نہ ہو ایسا خواب و خیال صرف توہم ہے۔

(۶) خواب کے متعلق جب گفتگو ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہمارے بعض دیگر خواب سچے سمجھے ہیں تو یہ خواب جو عرفانِ ظہور کے متعلق ہے ضرور سچا ہے۔ جواب میں کہا جاتا ہے کہ ایسے خواب جو بعض امور کے متعلق ہوں اور سچے ہی نکلیں تمام قوموں کے لوگ دیکھتے ہیں حتیٰ کہ دہریہ بھی دیکھتے ہیں۔ تو اس سے کیونکر معلوم ہوا کہ خواب کوئی دلیل ہے؟ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ دنیاوی امور میں تائید و نصرت ملنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے خواب خدا کی طرف سے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے کہ ہم مومنوں کو نصرت دیتے ہیں میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ دنیاوی ساز و سامان تو منکرینِ خدا کو بھی دیا جاتا ہے جو دنیا چاہتا ہو خدا اُسے دنیا دیتا ہے۔ یہ مقبول حق ہونے کی دلیل ہیں۔ بہر حال براہِ راست کلام اللہ کے روشن دلائل قانونِ قدرت کے براہِ راست سے جب ظہورِ حق کی حقانیت ثابت ہو چکی تو یہ چارہ خواب کس شمار میں ہے جو خود محتاجِ دیس و ثبوت ہے۔ خوب غور کیجئے کیا کسی خواب کی بنا پر ظہورِ حق سے محروم رہنے والا کوئی عذر پیش کرے کہ خدا کے یہاں بری ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا تو یقیناً ایسے خواب کو خیال میں بھی نہ لانا چاہئے جو حق سے حجاب پیدا کر دے خود اس خواب کی بلے پایہ کی اسی سے ثابت ہے کہ وہ ثابت شدہ حق کے

کہ اب جب مسیح سے ملاقات ہو تو پوچھے گا کہ میں نے سنا ہے کہ
کڑھو رہا ہو چکا ہے۔ آپ مجھ پر ظاہر فرمائیے جب آپ پہلے آئے
تھے تو یہود نے قبول نہ کیا تھا اب کہیں میں بھی یہودی طرح
محروم نہ رہ جاؤں۔

ایک امریکن بشپ صاحب سے میری ملاقات ہوئی جو طبعاً بہت
نیک اور سچے آدمی تھے جب امرالہ کا ذکر آیا اور میں نے بتایا
کہ مسیح جو آنے والا تھا آگیا۔ تب انھوں نے نہایت تعجب سے
کہا کہ وہ کیا بات ہے۔ مجھے تو اکثر مسیح خواب و کشف میں ملے
ہیں مسیح نے مجھ سے آج تک کبھی نہیں کہا کہ میں ظاہر ہو گیا ہوں
اس لئے آپ کی بات میں کیسے قبول کروں۔ میں نے عرض کیا

قیامت میں آسمان زمین کا فنا ہو جانا قرآن مجید سے ثابت نہیں

فاضل مدیر اہل حدیث کا اعلان حق

دھتوں میں منقسم ہے پہلے حصے میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی
دوسرے حصے میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہوگا (اہل حدیث، ۳۰ اگست ۱۹۸۰ء)
اور دونوں باتیں غلط ہیں۔ قیامت کے پہلے حصے میں
پیامبر! سب چیزیں فنا ہوں گی نہ دوسرے حصے میں انسانی
اجساد کا حشر نشر ہوگا۔ قیامت کے معنی میں قیام و بقا کا مفہوم
ہے اس لئے سب چیزوں کا فنا ہونا غلط ہے۔ فنا کا نام بھار کھنا
نرالی اصطلاح ہے۔ گرنے کا نام اٹھ کھڑا ہونا عجیب منطق ہے
کلام الہی میں کہیں نہیں آیا کہ قیامت میں سب چیزیں فنا ہو جائیں گی
(پیامبر اکرم ﷺ)

اہل حدیث! یہاں لوگ ہم سے فنا کے عالم کا ثبوت مانگتے
ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ہماری مراد اس سے یہ
ہے کہ اشیائے موجودہ کی اشکال و ہیئتیں فنا ہو جائیں گی۔
(اہل حدیث یکم نومبر ۱۹۸۰ء)

قیامت کے معنی فنا ہو جانا نہیں ہیں۔ برہان ہونا ہیں
اس لئے اس دنیا کی فنا یا تمام کائنات ہستی کے معدوم ہو جانا نہ
نام قیامت نہیں ہے۔ خدا کی کتاب میں قیام اعدم ہو جانے کو قیامت
نہیں کہا گیا؟ قرآن مجید میں بھی کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس میں
فنائے عالم کو قیامت کہا گیا ہو۔ ساہا سال سے یہ مطالبہ کیا جا رہا
ہے کہ کوئی ایک آیت ہی دکھا دی جائے جس میں کائنات ہستی کے کچلنے
فنا ہو جانے کو قیامت کہا گیا ہو۔ آج تک کوئی صریح آیت ہمارے
سلسلے اس کے ثبوت میں پیش نہیں کی جاسکتی جس قدر آیات اس
سلسلے میں بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی قیامت
کے معنی کائنات ہستی کی فنا کے کئی ثابت نہیں؟ (پیامبر جولا ئی ۱۹۸۰ء)
اہل حدیث! قیامت دراصل ایک اصطلاحی لفظ ہے فنا کے
عالم کی ابتدا سے لیکر حشر اموات تک کے واقعات
کو اہل اسلام کی اصطلاح میں قیامت کہا جاتا ہے جو درحقیقت

یہ کہ علماء نے جو کچھ پیش کیا اس کا پہا کی صاحب نے مدلل جواب
 دیدیا۔ ہم نے، ارمی ۱۹۷۷ء کے پرچے میں صفحہ ۱ پر جو
 لکھا تھا اسے یہاں مکرر نقل کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین اسے
 پڑھ کر فیصلہ کر سکیں۔ واضح آیات پیش کی ہیں فاذا نفخ
 فی الصور نفثہ وواحدۃ وحملت الارض والجبال فلد
 کتا دکتۃ وواحدۃ فینو مید وقت الواقعہ الخ۔۔۔۔۔
 یہ آیات قیامت کے ثبوت میں اور قیامت کے واقعات کے
 اظہار میں جو قدر مفصل اور مصرع ہیں ناظرین اس کا اندازہ
 خود ہی کر سکتے ہیں زمین آسمان کے فنا ہونے کا ذکر بھی ہے۔
 (اہل حدیث ۲۰ جون ۱۹۷۷ء)

پیامبر | عرصہ دراز سے یہ بات چیت محترم فاضل
مدیر اہل حدیث سے ہو رہی تھی اور
اہل حدیث اور پیامبر میں مفصل مضامین نکلتے رہے ہیں۔
ہم خوش ہیں کہ ہمارے مضامین اپنے مقصد خدمت میں نتیجہ
خیز ثابت ہوئے فاضل محترم مدیر اہل حدیث نے اس بحث
میں جو بات تازہ اشاعت اہل حدیث مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۴۲۹ھ
میں تحریر فرمائی ہے وہ انھیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن مجید
کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ قیامت کے ابتدائی حصے
میں یا آخری حصے میں زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے،

(صفحہ ۱۰۱) فاضل مدیر اہل حدیث کے اس اعلانِ حق پر ہم انھیں مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ دیگر علمائے کرام جو اس خیال میں ان سے متفق نہ ہوں گے اور مخالفت کریں گے فاضل مدیر مخالفت کی کچھ پروا نہ کرتے ہوئے حق صریح پر مستقیم رہیں گے۔ یہی لوحِ حق پرستی کی شان ہے۔ جب انھیں یہ علمِ حق حاصل ہو گیا کہ قرآن مجید

پیامبر ﷺ | بل بنیاد اعتقاد کا یہی حال ہوتا ہے۔ ابھی تو فناءئے کلی مان رہے تھے اور ابھی ایسا موجودہ کی اشکال و مہیات کی فناء گئی جس کے معنی صرف صورتوں کا بدل جانا ہے نہ کہ بالکل معدوم ہونا جیسا کہ واقعی اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ انشیائے موجودہ کی اشکال بدل جائیں گی اور اشیاء باقی فناء ہوں گی۔ آج تک تو آپ بھی یہی لکھتے رہے ہیں کہ قیامت فناءئے کلی کا نام ہے اب پیامبر کی جرح پر آپ نے اپنا اعتقاد بدل دیا ہے۔ ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ قیامت میں فناءئے کلی ہرگز ثابت نہیں آپ نے بھی فناءئے کلی کے اعتقاد سے کسی قدر ہٹ کر صرف صورتوں کی تبدیلی کا اقرار کیا ہے۔ بہر حال ایک بڑی حزنک آپ ہمارے بے خیال ہو گئے ہیں (پیامبر دسمبر ۱۹۷۲ء)

تعجب پر تعجب یہ کہ قیامت کی حقیقت کو نہ صرف عام مسلمان ہی بھول گئے۔ بلکہ علماء اسلام بھی حقیقت قیامت سے بے علم ہو گئے۔۔۔۔۔ علماء و محض تقلید اور عدم تہربہ کے باعث کائناتِ مہی کے فنا ہو جانے کو قیامت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کے ایک لفظ سے بھی یہ ثابت نہیں۔ کسی عالم نے قرآن مجید سے آج تک ایک بھی ایسی آیت اس مدعا کے ثبوت میں پیش نہیں کی جس سے مبرا ہج جاتا کہ قرآن مجید میں فنا کے کائنات کو قیامت کہلائے جو بعض آیات ہمارے سامنے پیش کی گئیں ہم نے ان سب کا مدلل جواب دیدیا۔

اہل حدیث اس اقتباس میں آپ نے دو باتوں کا اظہار کیا ہے ایک یہ کہ کسی عالم نے قرآن مجید سے یہ ثابت نہیں کیا کہ فناء عالم کا نام قیامت ہے۔ دوسرے

لگا دیا کیونکہ وہ الفاظ دراصل امر بانی کی صداقت کا پہلا نشان
ہیں۔ جو ایک کوہِ وقار بتی کے ہاتھوں ظہور میں آیا ہے اب
مولانا صاحب سے دریافت کرنا چاہئے کہ یہ
چیت یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیراً
اب قیامت کا ڈرامہ نئے سرے سے تصنیف ہونا چاہیے
جب فناءِ عالم کا سین اس میں سے نکل گیا تو پھر پہلے نفوس
کیا ہوگا؟

بہر حال حضرت مولانا صاحب مدیر اہل حدیث کو خدشے
ازل سے حقیقت شناس بنایا ہے اور یہ اسی عادت کا کمرشہ
ہے۔ انشاء اللہ باقی امور بھی انہیں ضرور ماننا پڑیں گے
کیونکہ حق کا مقابلہ ایک راست باز کی عادت کے خلاف ہونے
کی وجہ سے مشکل ہو جاتا ہے۔“

کی گئی آیت سے قیامت میں زمین و آسمان کا فنا ہو جانا ثابت
نہیں تو بندگانِ خدا کو اس سے مستفیض فرماتے ہیں کیونکہ صرف
ایک خیالِ باطل سے قیامت میں زمین و آسمان فنا ہو جائیں
گے۔ ہزار ہا بے بنیاد خیالات پھیل گئے ہیں اور قرآن مجید کی
آیاتِ بلیات کے حقائق گم کر دئے گئے ہیں عجیبِ حقِ انفاق
ہے کہ جب قلم یہ سطور لکھ رہا تھا تازہ ڈاک میں ایک دوست کا
مکتوب موصول ہوا جس میں ذیل کی عبارت بھی درج ہے۔

”راخبار اہل حدیث ۲۶ ستمبر میں جو مولانا مدیر اہل حدیث کا
مضمون دربارہ قیامت نکلا ہے اسے پڑھ کر مجھے بے حد حیرت
ہوئی تھی بلکہ بہت شک و شبہیں مبتلا رہا کہ کہیں مولوی
صاحب کسی اور کے الفاظ تو نہیں لکھ رہے ہیں جب خوب اچھی
طرح سے مطالعہ کر چکا تو ان الفاظ کے گرد سرخ پینسل کا حاشیہ

الحمد للہ۔ یہ تو فیصلہ ہوا کہ قیامت کے دن زمین و آسمان فنا نہ ہوں گے۔ اب رہا یہ امر کہ ان میں تبدیلی
ہو جائے گی؟ نہایت قابلِ غور ہے۔ فاضلِ مدیر اہل حدیث نے ۳ رکنوں کی اشاعت میں تحریر فرمایا ہے کہ
قیامت کے پہلے جتنے میں چیزوں کا فنا ہونا قرآن مجید سے ثابت کیا جائے۔ آیت لکھ کر صحت اپنے

ضرورت ہے کہ پہلے حصہ میں چیزوں کا فنا ہونا قرآن مجید سے ثابت کیا جائے۔ آیت لکھ کر صحت اپنے
اعتقادی معنی بیان کر دینے سے ثبوت بہم نہیں پہنچتا۔ ہاں اصطلاحاتِ قرآنیہ۔ لغتِ عرب اور قواعدِ علمیہ کی
روشنی میں آیات کے معانی درست اور قابلِ قبول ہوں گے۔ فاضلِ مدیر اہل حدیث کو چاہئے کہ وہ اول الفاظ کے معانی
لغتِ عرب سے مفصل و مدلل واضح فرمائیں۔ لغت سے پوری عبارت اور حوالہ دیں۔ پھر سابق و سابق آیت پر نظر
رکھ کر آیت کی تفسیر فرمائیں۔ مثلاً آیت ”فَإِذَا نَفَخْنَا فِي الصُّورِ نَفْثَةً وَلِجَدِّا وَحَلَّتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَذُكَّتَا
ذُكَّتَةً وَآحَدَةً“ جو آپ نے پیش کی ہے اس میں جب ذیل الفاظ پر لغتِ عرب سے پوری روشنی ڈالنی چاہئے
(۱) صُور (۲) حُل (۳) اَرْض (۴) جِبَال (۵) ذُكَّتْ (۶) دُكَّتْ (۷) دُكَّتْ (۸) دُكَّتْ (۹) دُكَّتْ (۱۰) دُكَّتْ
کام نہیں چلے گا۔ اَتِيكُمُ اللّٰهُ وَاَتَايَا +
مُحَبِّ شَامِرِ پاسبان

قسمت فارسی

روح مبارک حضرت عبدالہاء

ہولاند - بلاریکوم - جناب ستر جورج انزلیں علیہ السلام اللہ

ہو اللہ

ای مجذب بملکوت اللہ - نامرئی کہ بتاریخ ۲۲ مای ۱۹۱۹ء ارسال نموده بودی رسید - از مصنون نہایت کردور
 حاصل گردید - احمد بنہ آن شخص محترم آتشہ چشمہ حیات است و طالب سبیل نجات - تخری حقیقت مینماید و از تقالید بکلی
 بسینہار - این عصر عصر حقیقت است - افکار بوسیدہ ہزاران سالہ منور - عاشقان باہوش و عالمان پرچوش و خروش - در
 این قرن عظیم جمیع اصول قدیم بوسیدہ بکلی متروک شدہ - دہر خصوص افکار حبیدہ میان آمدہ - مثلاً معارف قدیم متروک -
 معارف جدیدہ مقبول - سیاسیات قدیمہ متروک - سیاسیات جدیدہ مقبول - علوم قدیمہ بکلی متروک - علوم جدیدہ مرغوب - آداب قدیمہ
 فراموش شدہ - آداب جدیدہ میان آمدہ - مشروعات جدیدہ و اکتشافات جدیدہ و اختراعات جدیدہ حیرت بخش
 عقول گردیدہ - جمیع امور تجدید یافتہ - پس باید کہ حقیقت دین الہی نیز تجدید یابد - تقالید بکلی زائل شود و نور حقیقت بتابد - تقالیمیکہ
 ندرج این عصر است ترویج گردد و آن تقالیم حضرت بہاء اللہ کہ مشہور آفاق است و نشانات روح القدس است - از جملہ تخری حقیقت است
 کہ باید بکلی لغت الید را فراموش کرد و سراچ حقیقت را روشن نمود - منجملہ وحدت عالم انسانیست کہ جمیع خلق اعظام الہی ہستند و خدا
 شبان ہر بان - و جمیع اغنام الطاہر بی پایان سزول دارد - نہایت نیست بعضی جاہل اند با تعلیم داد - بعضی غلیظند باید علاج نمود
 بعضی طفلند باید سبلوغ رساند نہ ہیکہ طفل و غلیل و نادان را معوض داشت - بالعکس باید بی نہایت ہر بان بود -
 از جملہ دین باید سبب الفت و محبت بین بشر باشد - و اگر چنانچہ سبب بغض و عداوت باشد فدا نش بہتر -
 از جملہ باید دین و عقل مطابق باشند - عقل سلیم باید تصدیق نماید -

از جملہ حق و عدل است مساوات و مساوات طوعی - یعنی انسان طوعاً و کمال رغبت باید دیگر را بر خود ترجیح دہد - ولی نہ بجز
 بکہ محبت الہی چنان یکدیگر را دوست دارند کہ جان فدا نمایند چنانکہ بہائیان در ایراخذند -

و من جملة تعصب دینی - تعصب جنسی - تعصب ترائی - تعصب سیاسی ہادیم بنیان انسانیت - تا این تعصبات موجود
 عالم انسانی ہر چند بظاہر متحدان و یک حقیقت نوش محض است - و جنگ و جدال و قتال نہایت نیابد -

از جملہ صلح عمومی است و از جملہ تائیس محکمہ کسبری تا جمیع مسائل مشگلہ دولی و ملی در محکمہ کسبری حل گردد۔
از جملہ حریت الہی یعنی خلاصی و نجات از عالم طبیعت۔ زیرا انسان تا ابد طبیعت است حیوانی و رندہ است۔
از جملہ مساوات رجال و نساء۔ زیرا عالم انسانی را دو بال۔ یکی ذکور و یکی اناث۔ تا ہر دو بال قوی نگردد عالم انسانی پرواز
نہاید و صلاح و مخباح حاصل نکند۔

از جملہ اینکہ دین حق حسیں است و عالم انسانی اگر متسک بدین نباشد ہر ج و مرج گردد و بجلی انتظام امور مختل شود۔
از جملہ اینکہ مدنیت مادی باید منظم بدینیت الہی باشد۔ مدنیت مادی مانند زجاج است و مدنیت الہی مانند سراج۔
مدنیت مادی مانند جسم است و گو در نہایت جمال باشد۔ مدنیت الہی مانند روح است۔ جسم بی روح فائدہ فی ندارد پس عالم انسانی
محتاج بغشایت روح القدس است۔ بدون این روح مردہ و بدون این نور ظلمت اندر ظلمت است۔ عالم طبیعت عالم حیوانیت
تا انسان ولادت ثانی از عالم طبیعت نیا بدین معنی منسلخ از عالم طبیعت نگردد حیوان یعنی است۔ تقالیم الہی این حیوان را انسان نماید۔
و از این تسبیل تقالیم ہیاء اللہ بسیار کہ حیات می بخشد و جہان را روشن می نماید۔ ہر چیز بتجدد یافتہ است۔ البتہ باید تقالیم فی
نیز بتجدد یابد۔

ای متبشر بشارت اللہ کمر ہمت بر بند و تمام قوت قیام نما تا آن تسلیم را بتعالیم الہی روشن نمائی و فارستان را
مگر اندوگش کنی و یقین بدان کہ تائیدات ملکوتیہ پی در پی میرسد۔ و ملک الہیاء الایبہ۔

حیفاً ۲۷۔ غنطس سنہ ۱۹۱۹ (ع ع)

ہولاند۔ مسیس جولیا السیر وکر۔ علیہا هو اللہ

ای طالب حقیقت! نامہ کہ بتاریخ سیزدہم دسمبر ۱۹۳۰ء مرقوم نمودہ بودی رسید۔ ادا بان الہیہ از یوم آدم الی الآن
پیاپی ظاہر شدہ۔ و ہر یک انچہ باید و شاید مجری داشتہ۔ خلق را زندہ نمودہ و نورانیت بخشیدہ و تربیت کردہ تا از ظلمات عالم طبیعت
نجات یابند۔ بنورانیت ملکوت رسیدند و لے ہر دینے ہر شریعتی کہ ظاہر شد مدتہ از قرون کافل سعادت عالم انسانی بود و
شجر پرثمر بود۔ ولی بعد از مردن و استردن و اعصار چون متدیم شد بی اثر و ثمر ماند۔ لہذا دوبارہ تجدید شد۔

دین الہی کمیست۔ ولی تجدید لازم۔ مثلاً حضرت موسیٰ سموت شد و شریعتی گذاشت۔ بنی اسرائیل بواسطہ شرعیت موسیٰ
از جہل نجات یافتہ بنور رسیدند و از ذلت خلاص گشتہ عزت ابدیہ یافتند۔ ولی بعد از مدتہ مدیدہ آن انوار غروب کرد۔
و آن نورانیت نماند۔ روز شب شد و چون تاریکی اشتداد یافت کوکب ساطع حضرت مسیح اشراف نمود۔ دوبارہ جہان روشن شد۔

مقصود نیست۔ دین الہی کی است کہ مرنے والے عالمِ انسانیت و لکن تہجد لازم۔ درختے را چون بنشانی روز بروز نشو و نما نماید و برگ و شکوہ کند۔ دیوہ ترسبار آرد لکن بعد از مدت مدید کہیں گردد۔ از نثر باز ماند۔ لہذا باغبانِ حقیقت دانہ ہن شجرِ محرفہ در زمین پاک میکارد۔ دوبارہ شجرِ اول ظاہر میشود۔

وقت نماید در عالم وجود ہر چیز سے را تہجد لازم۔ نظر عالمِ جهانی نماید کہ حالِ جہان تہجد یافتہ۔ افکار تہجد یافتہ عادات تہجد یافتہ۔ علوم و فنون تہجد یافتہ۔ مشروعات و اکتشافات تہجد یافتہ۔ ادراکات تہجد یافتہ۔ پس چگونہ میشود کہ امرِ عظیمِ دینی کہ کافراں ترقیات فوق العادہ عالمِ انسانیت و سبب حیاتِ ابدی۔ و مروج فضائل و امتناعی و نورانیتِ دو جہانی بی تہجد ماند۔ این مخالفتِ فضل و مہبتِ حضرت یزدانی است۔

و دیانت عبارت از عقائد و رسوم نیست۔ دیانت عبارت از تعالیمِ الہیت کہ نجی عالمِ انسانیت و سبب تربیتِ افکارِ عالی و تحسینِ اخلاق و ترویجِ مبادیِ عزتِ ابدیہ عالمِ انسانیت۔

ملاحظہ کن کہ این ہیجانِ افکار و شعاعِ نارِ حرب و بغض و عدوان بین ملل۔ و ظلم و تعدی بیکدیگر کہ نجی آسائشِ عالمِ انسانی را زایل نمودہ جسزہ مبادی تعالیمِ الہی خاموش گردد۔ البتہ بنگردد۔

این واضح و آشکار است۔ یک قوہ ماوراء الطبیعہ لازم کہ این ظلمت را بنور تبدیل نماید۔ و این عداوت و بغضاء و جنگ و جدال را با لغت و محبت بینِ عموم بشر تبدیل نماید۔ این قوہ نفحاتِ روح القدس است۔ و نفوذِ کلماتِ اللہ و علیک التحیۃ و الشفاء (عبدالہاء عباس)

برجنت زلفِ سید دیدم گفتم ای یار	مخفف کردی عدا ز چہ ماہ دہ و چار
چہرہ از بین دو گیسو بنما تا گویم	العجب دیدہ کسی نیمہ شب طرب نہار
این دو انہی سیر گرتو ز سر آویزی	از دلِ حلق بر آید ز دو مار تو و مار
آیدم و نظر آن طرہ موسیت چو زخم	ز ترنم و طرب دست ابر طرہ تار
قامت سرو و لبست کانِ رطب یا محببا	کس ندید۔ بجهان سرو رطب آرد یار
روی تو آرد تو بر رخ ز دلِ صبر و شکیب	موی طرہ آرد تو بر رخ ز کفنم تاب و قرار
داروی چشمِ دل عاشق دلِ داغ بود	گر صبا آورد از خاکِ تدوم تو غبار
لب و خد عارض و قد غنچہ دگل سرو سمن	من چہ لازم کہ دلم گشتہ از این چار و چار

قابل از حجبِ رُخ ستر بہادر شب و روز
رعد سان نالہ نما اشک چہ اطارِ سبار

بُوالله آفتاب اتحاد

ساقی روحا دہد جام شراب اتحاد
 دست یمان جسم کبھان راز او ساخ لفاق
 میدہد اطفال عالم را معتمد روز و شب
 گردن شاہان عالم را ببندد عاقبت
 کے شود گلزار کبھان غبطہ مستد برین
 بز ظهور اقدس ایہی بشارت میدہد
 دی منادی بانگے خوش بیان کرد این کلام
 ایل مشرق را بشارت دہ کہ از مغرب میدہد
 گر بخوابی خواب راحت در دو عالم ای رفیق
 بے گمان در آونج علیا صید صد عفا کنند
 ما چرا با شمیم سالک در طریق اختلاط
 طلعت غیب قدم باشکر و خیل وحش
 شاہد یمان خزان شد ز غلوت سئے دشت
 لشکر تبلیس ابلیس دنی را مانع است
 حضرت عبدالہاء بنمو د بارفت بلند
 مطرب روحا زند تار و رباب اتحاد
 میناید شست و شو ہر دم با آب اتحاد
 در دستان پیادرس و کتاب اتحاد
 قدرت میثاق رحمان باطناب اتحاد
 تائب بار د امیر فضل از سحاب اتحاد
 خلق عالم را منادی با خطاب اتحاد
 کای حلائق شد عیان راہ صواب اتحاد
 بر ہمہ آفاق و امکان آفتاب اتحاد
 باید از جان گسترای رخت خواب اتحاد
 گر کشاید بال دہر روز ذباب اتحاد
 با وجود آنکہ حق بکشوٹ باب اتحاد
 گشتہ ظاہر بین عالم با کتاب اتحاد
 باکند گیوئے پریچ و تاب اتحاد
 از عروج بر سما تیر شہاب اتحاد
 خیمہ نظم جہان را باطناب اتحاد
 ای خوش آن روزے کہ قابل بنگرد با چشم سر
 دوستان را منتظر تپل قباب اتحاد

خطابہ مبارک حضرت عبد البہار

در پارس ۲۸ رذی قعدہ مطابق ۱۹ ماہ نومبر ۱۹۱۱ء

از بدایت عالم تا امروز ہر وقت ندای الہی بلند شد۔ ندای شیطان ہم بلند شد۔ زیرا ہمیشہ ظلمت میخورد مقاومت نور کند ظلم میخورد مقاومت عدل نماید جہل میخورد مقاومت علم نماید این عادت ستمور اہل این جہانت لحاظ نکند در زمان موسوی فرعون بود مقاومت میکرد تا نورانیت حضرت موسی را از انتشار منع کند در زمان حضرت یسح قیافا و حنا روسای مذہب یہود بودند اینہا نہایت قوت مقاومت حضرت یسح میکردند و انتہا ہای چند بر حضرت نوشتند و انتشار دادند حتی مجمع فرسیان حکم قتل یسح داد کہ این شخص مسیح است و استغفر اللہ گمراہ است و استغفر اللہ بے پدرشہور است و چیزہا نیکو میخورد ہم زبان میاریم و در بین مسیح بود شرق این مفتریات را انتشار میدادند و مقصدشان اینکہ نورانیت یسح را منہ کنند و ہمچنین در زمان محمد علای قریش خواستند نورانیت حضرت محمد را منہ از انتشار کنند جمیع فتویٰ بر قتل او دادند و نہایت اذیت را بر او وارد آوردند بظہور شمشیر خواستند آن بنیان عظیم را بر سر نہالند۔ آیا یکس تو استند مقاومت نمایند عاقبت مغلوب شدند و نورانیت امر الہی آفاق را احاطہ کرد۔ جمعیشان مانند اردو سے شکست خورده از میدان در فرستند کلمات اللہ نافذ شد شریعت اللہ منتشر گشت تعلیم الہیہ آفاق را احاطہ کرد نفوسیکہ در ظل حق بودند مثل ستارہ از آفت سعادہ کبریٰ درخشیدند حال بازم یہاں دستگاہ است جمعی نادان کہ خود را بدین نسبت میدهند میخوانند نورانیت بہار اللہ را منہ کنند مقاومت امر اللہ نمایند تا آفاق را از این اشراق محروم نمایند چونکہ بر لمے ندارند باقرار دست زنند۔ زیرا عادت مردم نادان چنین است دقتیکہ برہان ندارند شمشیرشان افترا است دلائل برہان داشتہ باشند بان حجاجیہ می نمودند و دقت میکردند بدگویی نمینمودند کلام ذلیل بتکلم و زبان نمی را ندند مثل مرد میدان بیان جرمانہ میکردند ما با اینہا نزاع و جدلے ندایم بدگویی از انہا نمی کنیم حقیقت حال انہا و سوء سیرت آنما از مبیان نمی کنیم بسہ بان لب کشانیم گیو تہو برہان ما این است اگر شما در مقابل برہانی برہانی دارید بنائید ولے آنہا ابتداء نزدیک نمی آیند زبان بانفتہ کشانید و در سہرا لہ مرقوم میدانند کہ این سہایان چنین و چنانند۔ چنانکہ فرسیان و حق حواریون میگفتند ہرچہ از قومشان جاری شودی نویسند و قبی سہما لحاظ نکند چنین اوراق منتشر شد ابتداء بکند رشتہ بکمال قوت بوجہ تعلیم بہار اللہ عمل نمایند امتناع نگیند ہم نفوس سبب میشوند کہ کلمہ اللہ بین خلق منتشر میشود البتہ نفوسیکہ منصف اند نفس کی کسند حقیقت و تدقیق نمی کنند یہاں نفس و تدقیق سبب ہدایت آنہا میشود مثل ہیئت کسی گوید در فلان طاق ٹٹے ہست خاموش۔ بگو شخص سامع نفس کند بسیند روشن است می شنود در فلان بانے در قمانے نہ دہرگ و شکستہ شان تلخ مگر گہا بہر بہت زہار نزدیک نزدیک۔ لابد نفوسیکہ منصف اند بان قناعت نمی کنند بلکہ گیویند میرودیم می ہسینیم و تخری حقیقت مہاتیم چون نفس بگویند

می بینند در مقامی باغ در نهایت اعتدال است ساقه ها در نهایت راستی برگها در نهایت سبزی - شکوفه ها در نهایت معطر می - میوه ها در نهایت علوات - گلها در نهایت طراوت - پس میگوید الحمد لله آن بگو سبب شد که من در این باغ راه یافتیم سبب هدایت من شد این بگویان چنین اند سبب میشود که مردم نقص می کنند در زمان حضرت مسیح کتبیکه در قدرت مسیح تالیف کردند و اقربا نیکه بهیچ زنده و کذبها نیکه در حق حواریین گفتند آیا هیچ اثری داشت کتبیکه فلاسفه از زمان زید مسیح نوشتند آیا هیچ ضرر رسانید جمیع آن کتب سبب ترویج شد زیرا که مسیح را مردم شنیدند بتقص و تحسین آمدند و هدایت یافتند ما میخواهیم در حق این نفوس حریفی نمیم ما به نگوئیم همین رست و میگوئیم این مغتربات ابتدا بهیچ ندارد این مغتربات بمنزله ابراست که حجاب آفتاب گردد - ابر هر قدر کثیف باشد رشته آفتاب عاقبت او را متلاشی نماید و محو می کند انوار آفتاب صیغیت را بهیچ ابر حجاب نشود نسیم همتان الهی را بهیچ سلسه مانع نگردد و باران آسانی را بهیچ مانع حائله عاجز نشود ازین کلام مرادم این است که وقتیکه کتابهای منتشر شود و در حجاب اند مغتربات نوشته گردد و شما محزون نشوید بلکه بدانید که این سبب قوت امر الله است زیرا درخت بی بار را کسی سنگ نزنند چراغ خاموش را کسی تعرض نمیداند آنچه واقع شود همان سبب قوت امر الله است نظیر آنکه از پیش گذشته در زمان موسی نگاه کنید غرور فرعون بنی اسرائیل را مدد و عون بود هر چند آن ظالم اعلان کرد که موسی قاتل است لهذا باید قصاص کرد و لے این قول تأثیر نداشت - فریاد کرد که این موسی و هارون هر دو نمسندند میخوانند دین همین شمارا بهم نزنند و در مملکت اختلاف و فساد اندازند لهذا هلاک و اعدام آنها لازم است ان هذان لساحران نیویسند ان یخترجا کفر من ارضکم بسحرهما و یدعیا بطریقکم المشکله ابتدا تأثیر نکرد بلکه فرمود موسی در شنید شرعیش منتشر شد نو انیت تجلی سینا احاطه کرد و همچنین فریسیان و قتی فریاد بر آوردند که مسیح استغفر الله مسیح است زیرا سببت را شکسته است شریعت الله را منسوخ کرده طلاق احرام نموده قتل دین را نسخ کرده متفلسفین مردم قدس الاقداس است خرابی بیت الله است - داویدا و ادینا و اندیشها فریاد بر آوردند بدار زنیید بدار زنیید این اعتراضات آنها بهیچ اثری نداشت بهیچ طلوع نمود نقاشات روح القدس در جمیع عالم تأثیر کرد و ملت اقوم مختلفه را متحد نمود مقصد انیت که از مغتربات قوم و کذب و مجادله آنها بهیچ فتور بر امر الله وارد نمیآید بلکه سبب علو امر الله است و دلیل بر آنست که اگر امر عادی بود کسی تعرض براو نمی نمود - امر قوی علم تر است و دشمنش بیشتر است - لهذا ما باید در نهایت ثبوت و رسوخ بموجب تعالیم بکار الله عمل نماییم - (در محبا)

(خطابات مبارکه ص ۱۳۴)

در نام یقین است غزل حضرت ظاهر قرة العین " که در غره شش بابت ماه جون منع و نشر گردیده است - مذاق جان قاریان را شایسته تر نموده و در محاسن زنده و دلان و نکته دمان با کمال خوش برون غزل حافظ به مطرب خوش نوا گو به تازه تازه و نو به میخوانند و هر جا میترابند با ساز و نواز میخوانند و میسر آیند - لهذا امید است برای تصحیح و تکمیل آن کلمات ذیل را منظور دارند - (۱) بجای "طاعی گئی" "حاجی طاعی گئی" میخوانند (۲) بعد از بیت کشته بخوابد بیت و پیش از بیت ماه بخواند سگ درت این بیت را بخوانند و دهه وصل داده لیک و فانی گئی پس بجاان نمیدهم در کمال اصلاح - دیار براه جولای ساله و راجع ببقی آثار بخندای در مجبور در قسمت فارسی مسیح ستمبر ساله است - درست کنید -

کتاب بهائی

در لغات پارسی و عربی که از کتبخانه بی بی بهائیان هند بر ما بهائی حال کرچی بفرشید

قسمت اول

(۱) مجموعه الواح مبارکه حضرت بهاء الله - مثل برکات مکتوبه در لغات عربی و پارسی و الواح رسد سلطان و غیره که از زیارت آن مصنفین را در لوح تازه و دو طالبین را حیات ابدی بخشید -

قیمت با جلد چاپی ۵۰۰ (با جلد ساده) ۳۰۰

(۲) شش الواح - اشراقات و تجلیات و غیره - از تلم حضرت بهاء الله

مثل بر تالیم اخلاقی و اجتماعی و غیره - قیمت (با جلد ساده) ۳۰۰

(۳) کتاب الیقان - از تلم حضرت بهاء الله و تفسیر آیات و قرات و تخیل

و قرات و اثبات وحدت اصول ادیان و علت نزول کتب ظهور و پیروان که خوانند

و بهر برگزینی و امتیاز این ظهور عظیم آگاهی نماید - قیمت (مجلد) ۵۰۰

(۴) لوح ابن و سب - الواح مبارکه از تلم حضرت بهاء الله و جواب یکی از علماء معروف ایران

که از خود اندیشش مجال ابرار برای طالبین حقیقت نمی ماند -

قیمت (مجلد چاپی مصر) ۵۰۰

(۵) هفت وادی و چهار وادی و کلمات مکتوبه و شغوی حضرت بهاء الله

در مثل مسائل روحانی و طی مراحل عشق و محبت و معرفت که در همین کتاب

حالت انقباض منوی دست بهر دم - قیمت (با جلد ساده) ۳۰۰

(۶) لوح مقصود و الواح مبارکه حضرت بهاء الله در موضوع مقصود و

ظهور الهی و تالیم اخلاقی - قیمت ۵۰۰

قسمت دوم

(۱) کتاب مفاد حضرت عبدالبهاء - در جواب سؤالات یکی از عاقلهای عالم مشهور امریکائی (ادم باری) این کتاب مبارک پنج قسمت از قرار ذیل است -

قسمت اول - در موضوع تاثیر انجیل در ترقی و تربیت نسل

قسمت دوم - بعضی مقالات متعلق به مذہب مسیحی -

قسمت سوم - مقالات در علامات و کمالات مظاهر الهیه -

قسمت چهارم - مقالات در مبدأ و مساد و قوی و حالات و کمالات

مخلقه انسان -

قسمت پنجم - مقالات در مواضع مختلف - قیمت (مجلد چاپی مصر)

(۲) حطایات حضرت عبدالبهاء - مجموعه لطیفهای مبارک حضرت عبدالبهاء

در مجامع انجمن اروپا و امریکا در مثل سائل قاصد متفکره و غیره حاضر -

قیمت (با جلد ساده) ۳۰۰

(۳) رساله المدنیه - در موضوع تمدن و ترقی از تلم حضرت عبدالبهاء (ط)

(۴) الواح و کتر فورال - در تفسیر آگاهی و اثبات ذات واجب الوجود

اسرار پیدایش کائنات از تلم حضرت عبدالبهاء - قیمت (۱۸)

(۵) الواح لاهای - از تلم حضرت عبدالبهاء - خطاب به جمیع صلح عالم و اهل باغ

و تفریح مواد تالیم اساسی حضرت بهاء الله - قیمت (۲۰)

ماہنامہ پیما

جلد دوم

دسمبر ۱۹۴۱ء

شمارہ دوازدہم

هُوَ النَّاصِرُ الْعَلِيْنَ

دعا کرتے ہیں وہی ہے
اللہ اکبر یا حی یا قیوم

اے خدا! اے کریم! اے رحیم!

بتو توجہ منودہ ام وکیل عنایتتکم بنیل کرمت متثبت۔ توئی آن کریمیکہ کیقطرہ از دریای غفرانت عصیان علمیان لمونماید
میں تیری طرقت متوجہ ہوں اور تیری عنایت کی ہی کپڑے پہنتے تیرا دین کرم تھاے مجھے ہوں۔ تودہ کریم ہے کہ تیری دریا و رحمت ایسا ایک قطرہ تمام جہان کے منا ہو کر نکلا
ویک کلمہ از غم عنایتت آب حیوان بر ابل امرکان مبدول ارد۔ ای بخشندہ کی تعبدت لرحم نمنا و از بحر حرمتت سی عطا نما و از
تیری عنایتت کی شہی نکلا ہوا ایک کلمہ تمام عالم نکلتا تو آپ عیادت عطا فرماتا ہے۔ اے بخشندہ والے کیا! اپنے بندے کو جو دم نہ کر اور دیا ہے رحمت کی بہرہ و فرما۔ اور اپنی
دریای جودت سی مقدر فرما۔ اس عالم قابل ذکر ت نہ و افندہ ہم لائق ادراک ہستیت نہ ہستی تو واری ادراک عقل فوق
بخشش کے مسند سے حق عطا فرما۔ تمام جہان کی زبانیں تیرا ذکر کرنے کے قابل نہیں اور دنیا قوموں کے دل تیری ہی کو سمجھنے کے لائق نہیں ہیں۔ تیری ہی مقصود کی پیچھے ہے پرے۔
عرفان نفوس بودہ وسعت۔ بحال عجز و استہمال بخشش قدیمت را می طلبیم و دل عمیست را می جویم۔ تو انا و آگاہی بذکرت زندہ ام و باسید
اور فقروں کی کھم سے بالاتر رہی ہے۔ میں نہایت عاجزی اور زاری کے ساتھ تیری قدیم بخشش جانتا ہوں اور تیرا ہرگز فضل اٹھتا ہوں۔ توجہ جانتا ہوں کہ میں تیری باری نہ ہوں
لغایت مجود پائیدہ آن کن کہ نہ از بخشش تو ست نہ لائق ذکر و ثنائی من لا الہ الا انت العفو و الکریم الحمد لک انت مقصود و القاب
اور تیری صفات کی اسید میں موجود اور تمام ہوں۔ وہ عالم کہ جو میری بخشش کی شان کے مناسب ہو نہ میرا ذکر و ثنائی کے لائق۔ بہرہ منور و کریم کے سوا کوئی خدا نہیں۔ تیری حد نہ تھی تمام ناصوں کا مقصود

پادشاہان زمین

حضرت ولی امر اللہ شوقی ربانی کی ایک توفیق مبارک جس کا عنوان ہے ”یوم موعود آگیا“ انگریزی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات ستمبر کے پیاہر میں درج ہوئے تھے۔ ذیل میں چند دیگر اقتباسات مطالعہ فرمائیے۔ (مدیر)

حضرت پیاء اللہ کا امر مبارک جن مصائب و دوچار ہوا ہے ان کی ایک بہت بڑی خوفناک اور ناگزیر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں ملکی انتظام کی باگ ڈور اور جن کے ذمے دینی انتظام کی جوابدہی دی گئی تھی۔ پادشاہان زمین اور دنیا کے دینی پیشواؤں دونوں کو اصل میں اس خوفناک ذمہ داری کی جوابدہی کا زور برداشت کرنا پڑے گا۔ حضرت پیاء اللہ خود شہادت دیتے ہیں کہ ”سب لوگ یہ چھی طرح جانتے ہیں کہ تمام پادشاہوں نے امر اللہ کی طرف سے رنج پھیر لیا ہے اور دنیا کے جملہ ادیان اس کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے ہیں“

یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے کہ دنیا کے تمام انسانوں میں سے زمین کے پادشاہ اور دینی پیشوا ہی خاص وہ لوگ تھے جن کو حضرت باب اور حضرت ہمارا اللہ کا امر مبارک بارہ راست پہنچا گیا۔ بے شمار تاریخی الواح میں یہی لوگ کلمہ کھلا مخاطب کئے گئے ہیں۔ نہ لے الہی کو لبیک کہنے کی انھیں دعوت دی گئی اور انھیں واضح اور زوردار بیان کیا اس کے مظلوم مظاہر کی اپیلیں نصیحتیں اور تنبیہیں بھی گئیں۔ اس وقت جب امر اللہ پیدا ہوا اور پھر جب اس کا اعلان کیا گیا، یہی لوگ تھے جو اپنی رمایا اور اپنے پیروؤں پر پورا پورا انتظامی اور

دینی اختیار رکھتے تھے۔ یہی لوگ تھے جو پادشاہت کی شان و شوکت میں جس پر ابھی تک جمہوریت کی پابندیاں عائد نہ ہوئی تھیں مست تھے یا جو لٹلہ لالہ وال دینی اختیار کے قلعوں میں محفوظ تھے انھیں پر ان معاملہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو ان لوگوں نے کئے جن کی تمت کی باگ ڈور ان پادشاہوں اور علماء کے ہاتھ میں تھی۔ یہ کہنا کوئی سبائے مذہب کا کہ یورپ اور ایشیا کے بہت سے ملکوں میں پادشاہوں کی خود مختاری ایک طرف اور دینی پیشواؤں کی زبردستی کے آگے غلامان اطاعت دوسری طرف عوام کی دینی اور سیاسی زندگی میں بڑی خصوصیت تھی۔ یہ بیچارے غلامی کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے اس مزدوری آزادی سے محروم تھے جس کے ذریعہ وہ اس پینام کے دعاوی اور خوبیوں کو جانچ سکتے یا اس کی مقبضت کو ہلا چوں و چرا تسلیم کرتے۔

لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ امر تباہی کے بانی نے نہایت زور شور سے اور پے پے کے مبشر نے ذرا کم زور کے ساتھ اپنے پیغام کو دنیا کے بڑے بڑے حاکموں اور دینی پیشواؤں کے پاس بھیجا اور ان کے لئے نہایت شاندار الواح نازل فرمائیں اور نہایت صریح اور چر زور زبان میں دعوت دی کہ وہ ان کی آواز پر کان دھریں۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انھوں نے اپنے اپنے امر کی حقیقتوں کو ان کے سامنے

اور خطرات کی خبروں کے ذریعے ان تک پہنچائی گئی۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت بہار اللہ نے اپنا بیٹا م فقط چند ایک بادشاہوں تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ ان سب کو یہ بیٹا پہنچایا جو زبردست قوت کے مالک اور وسیع سلطنت پر حکومت کرتے تھے۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کو کھج آپ کے قلم نے خطاب فرمایا انھیں ایسے وقت میں دعوت دی۔ اور انے والے خطرات سے آگاہ بنی۔ جب آپ کے ظہور کا تیرا عظیم نصیب التبار کی طرف بڑھ رہا تھا اور آپ اپنے بادشاہ دشمن کے ہاتھوں میں اس کے دربار کے نزدیک ہی اسیر تھے۔ ایک قابل یاد اور مشہور لوح میں جس کا نام سورہ نوک ہے آپ نے سلطان (ترکی) اور اس کے وزیروں کو۔ عیسائی دنیا کے پادشاہوں کو اور باب عالی میں فرانسیسی اور ایرانی سفیروں کو قسطنطنیہ کے مسلم علمائے دین کو۔ وہاں کے بزرگوں اور اس کے باشندوں کو۔ ایران کے لوگوں کو اور دنیا بھر کے فلسفیوں کو آپ نے اس لوح میں خاص طور پر خطاب فرمایا ہے اور متنبہ کیا ہے مشرق اور مغرب کے بادشاہوں کی ساری جماعت کو آپ یوں خطاب فرماتے ہیں:-

”اے مسلمان زمین۔ خدا کی نادر سنو جو تمھیں اس بلند اور بھلا درخت سے بٹا رہا ہے جو مقدس میدان میں سرخ سپاہیوں پر بس رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں جو تیرے والا طاقتور اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے جماعت بادشاہان خدا سے ڈرو اور اپنے آپ کو خدا کے اس بڑے فضل سے محروم نہ کرو۔ پس ان چیزوں کو دیکھو جو تم رکھتے ہو اور خدا کے علیٰ عظیم کے دامن کو چھو۔ اپنے دلوں کو خدا کے چہرے کی طرف متوجہ کرو۔ اور ان سب چیزوں کو جو چھوڑ دو جن کے لئے تمھاری خواہشیں تھیں انھیں بھارتی ہیں اور ان میں سے نہ تو جو زلیاں کا ہیں۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔“

کھل کر رکھ دینے کے لئے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اپنی اپنی مصیبتوں اور بلاؤں کا بیان کیا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انھوں نے ان مواقع کی بیش قدر پر زور دیا جن سے فائدہ اٹھانا ان بادشاہوں اور پیشواؤں کے اختیار میں تھا۔ اور انھیں بارعب لہجہ میں ان نعمت و ارمیوں کو اچھا کیا جو خدا کے حکم کا انکار کرنے سے ان پر عائد ہوگی۔ اور جب انکار کیا گیا اور ان کی تکذیب کی گئی تو اس خوفناک نتیجے کی انھیں خبر دی جس کا ایسے انکار اور تکذیب سے پیدا ہونا لازمی تھا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس نے جو بادشاہوں کا پادشاہ اور خود خدا کا قائم مقام تھا، لوگوں کی بے اعتنائی، ظلم و ستم اور غنا و ثروت سے متاثر ہو کر یطیعت اور اہم پیشگوئی فرمائی۔

”انسانوں میں سے دو صاحب مناصب یعنی پادشاہوں اور علمائے دین سے اختیار چھین لیا گیا ہے۔“

فرانس کا شہنشاہ نیپولین سوم جو اپنے زمانہ میں براعظم یورپ کا سب سے زبردست پادشاہ تھا۔ پوپ پائس نہم جو عیسائی دنیا میں کلیساؤں اعلیٰ کا سب سے بڑا سردار تھا۔ اور جس کے ہاتھ میں دینی اور دنیوی دونوں اختیارات کا عرصہ حکومت تھا۔ الگزٹر دوم جو وسیع روسی سلطنت کا زار و خود مختار تھا۔ مشہور ملکہ وکٹوریہ جس کی سلطنت ایک عظیم الشان تعلقہ عالم پر پھیلی ہوئی تھی جو دنیا نے کبھی پہلے نہ دیکھی تھی۔ ولیم اول فاتح نیپولین سوم ہنگری کا خود مختار شہنشاہ اور مشہور و معروف مقدس سلطنت روما کا وارث تھا۔ ظالم عبدالعزیز جو سلطنت و خلافت کی مجموعی طاقت کا مجسمہ تھا۔ رسوائی عالم ناصر الدین شاہ جو ایران کا خود مختار پادشاہ اور شیعہ اسلام کا زبردست حاکم تھا۔ الخضر حضرت بہار اللہ کے زمانہ میں سلطنت و قوت کے بڑے بڑے مجسمے کے بعد دیگرے آپ کی خاص توجہ کے مورد ہوئے اور سب کو مختلف درجات میں اس قوت کا بوجھ اٹھانا پڑا جو آپ کی پہلوں

اس کے پہاڑوں اور اُس کے میدانوں کا حاکم مہ جاتے اور غذا کی طرف سے اس کا ذکر نہ ہو تو ان چیزوں میں سے کوئی چیز اسے فائدہ نہ دیتی۔ کاش تم اسے سمجھتے۔ !.....

استقامت کے قدموں سے اٹھو اور اُن باتوں کا تدارک کرو جن کو تم کھو بیٹھے ہو۔ پھر اس کے بحرِ اعظم کے ساحل پر اس کی صاحبِ اقدس کی طرف متوجہ ہو جاؤ تاکہ علم و حکمت کے وہ موتی جو اس نے اپنے صدمہ میں جمع کر رکھے ہیں تم پر ظاہر کرے۔.....
خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی تسبیح کو اپنے قلوب پر پٹنے سے روکو یہ وہ تسبیح ہے جس سے اُن کے دل جنھوں نے اپنا چہرہ اُس کی طرف کیا ہے زندہ ہوتے ہیں۔.....

وہی لوح میں اُس دوسری جگہ ناڈل فرماتے ہیں :-

”اے سلطین ارض! خدا سے ڈرو اور اُن حدود سے تجاوز نہ کرو جو خدا نے مقرر کی ہیں پھر تم اُن احکام کی متابعت کرو جو خدا نے اس کتاب میں تم پر فرض قرار دیے ہیں اور خوب ہوشیار رہو کہ تم ان میں سے نہ ہو جاؤ جو تجاؤ نہ کرتے ہیں۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ تم کسی ظلم کرو خواہ رانی کے برابر ہی ہو۔ ویل کے اُسے پر چلو۔ کیونکہ حقیقت میں یہی سیدھا راستہ ہے۔ اپنے اختلافات کی اصلاح کرو اور اپنے لشکروں اور اسلحہ جنگ کی تخفیف میں لگ جاؤ تاکہ تمہارے اخراجات کا بوجھ ہلکا ہو اور تمہارے دماغ اور دل آرام پائیں۔ اُن اختلافات کو اٹھا دو جنھیں ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ پھر جنھیں زیادہ لشکروں اور ہتھیاروں کی ضرورت نہ ہوگی۔ سوائے اُن سپاہیوں اور ہتھیاروں کے جن سے تم اپنے شہروں اور اپنے علاقوں کی حفاظت کر سکو۔ خدا سے ڈرو۔ اور خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم امتدادِ الٰہی کی حدود سے تجاوز کرو اور مسرفین میں جئے جاؤ۔ ہم نے سنا ہے کہ تم ہر سال اپنے اخراجات کو بڑھاتے جا رہے ہو اور اُن کا بوجھ اپنی رعایا پر ڈال رہے ہو۔ خوب سمجھ لو

علی (حضرت باب) کی نسبتاً رنج، مستجاب وہ حق کے ساتھ اُن کے پاس آیا۔ وہ اپنے ساتھ خدا کی شاندار اور حکمت سے بھری ہوئی کتاب لایا۔ اس کے ہاتھ میں خدا کی طرف سے محبت اور دلیل اور مقدس و مبارک پہچان تھی۔ مگر اسے پادشاہیو تم اُس کے ایام میں خدا کے ذکر کی جانب متوجہ ہونے سے قاصر رہے اور تم نے اُن انوارِ ہدایت کو لینے سے انکار کر دیا جو نورانی آسمان کے آفتاب سے روشن ہوئے۔ تم نے اُس کے امر پر غور نہ کیا۔ حالانکہ ایسا کرنا تمہارے لئے اُن سب چیزوں سے بہتر تھا جن پر سورج چمکتا ہے کاش تم جاننے والوں میں سے ہوتے۔ تم نے غفلت سے کام لیا۔ حق کو ایران کے عاملوں اور استعماروں نے اُس کے خلاف فتویٰ دیا اور ظلم کے ساتھ اُسے قتل کیا۔ اُس کی روح خدا کی طرف صعود کر گئی اور اہل فردوس اور مقرب فرشتوں کی آنکھوں نے اس ظلم پر آنسو بہائے۔ خبردار! اب تم ایسی غفلت نہ کرنا جیسی تم نے پہلے کی تھی۔ پس اپنے اس خداوند خدا کی طرف رجوع کرو جو تمہارا پیادہ کرنے والا ہے اور غفلوں میں سے نہ بڑھو۔.....

میرا چہرہ جمال پر دوں سے باہر نکل آیا ہے اور اس کے نور سے زمین اور آسمان کی سب چیزوں کو روشن کر دیا ہے پر تم نے اُس کی طرف توجہ نہ کی حالانکہ تم اسے بادشاہوں کی جگہ اہی کے لئے بیڑا کئے گئے ہو تو اب اسی بات پر چلو جو میں تم سے کہتا ہوں اور اپنے دل کے کانوں سے سنو اور اُن میں کسم پوت جو روگردان میں۔ کیونکہ تمہارا مختار تمہاری سلطنت سے نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف تمہاری نزدیکی سے ہے اور اُس امر کی اطاعت کرنے سے ہے جو اُس کی پاک اور محفوظ الحاج میں ناڈل ہوا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی تمام روئے زمین کا اور کچھ کہیں ہے اور جو کچھ اُس کے اوپر ہے سب کا مالک بن جائے۔ اُس کے سمندر دوں۔ اُس کے ملکوں

کہ یہ بوجھ اُن کی برداشت سے زیادہ ہے اور یہ محنت ظلم ہے۔ بکولہ کے درمیان بدل کرو اور تم دنیا میں بدل و انصاف کے غاہر کر نوالے بنو۔ یہ ہے وہ بات جو تمہارے لائق اور تمہاری شان کے شایاں ہے تاکہ تم اُن میں سے ہو جو انصاف کرتے ہیں۔

”خبردار! ان لوگوں سے بے انصافی نہ کرنا جو تم سے فریاد کرتے ہیں اور تمہارے سایہ تلے آجاتے ہیں۔ خدا سے ڈرو اور اُن میں سے نہ ہو جو پھیسہ نہ گاہیں۔ اپنی قوت اپنی فوجوں اور اپنی دولت کے بھر دسہ پرست رہو۔ اپنے خداوند پروردگار پر پورا بھروسہ اور توکل رکھو۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے پس تم اپنے تمام معاملات میں اُس کی مدد کے خواستگار بنو۔ نصرت اور مدد وہی کی طرف سے آتی ہے اُسے وہ جانتا ہے اپنے آسمانوں اور زمینی لشکروں سے مدد دیتا ہے۔

خوب سمجھو کہ تمہارا خدا کی امانت میں خیرار تم اُس کی امانت میں خیانت نہ کرنا اور اُن کے ساتھ بے انصافی نہ پیش نہ آنا اور اُن کی راہ میں نہ چلنا جو فریب و خیانت کرنے والے ہیں۔ تم کو یقیناً اُس کی امانت کے متعلق اُس دن جواب دینا ہو گا جب میزانِ عدل قائم ہوگی جس دن ہر ایک کو اُس کا حق دیا جائے گا جس دن ہر شخص کے اعمال خواہ وہ مفتی ہو یا فقیر تولے جائیں گے۔“

حضرت مہدٰی اللہ عیسیٰ بادشاہوں کو خاص طور پر تنبیہ و ملامت کرتے ہوئے صفات و صریح زبان میں اپنے ظہور کی خصوصیت ظاہر فرماتے ہیں:-

”اے مسیحی سلاطین! کیا تم نے عیسیٰ روح اللہ کا یہ کلام نہیں سنا کہ تمیں جاتا ہوں اور پھر آؤں گا۔“ پھر تم نے کہاں اُسے نہ پہچانا جب وہ آسمان کے بادلوں میں تمہارے پاس پھر آیا۔ تاکہ تمہیں اس کے نزدیک لے جائے اور تم اس کے چہرے کو دیکھو اور اُن میں سے ہو جاؤ جو اُس کے دیدار سے فائز ہیں! ایک دوسری جگہ

”اُس فرماتے ہیں: ”جب روح اُن کے نیچے آئے گا تو وہ تمہیں گل حق کی نظر پہنائی کرے گا۔“ تو یہی دیکھو کہ جب وہ حق لے کر آیا تم نے اُس کی طرف توجہ نہ کی اور اپنے فضول خیالات اور لہو و لعب میں مشغول رہے۔ نہ تم نے اُس کا استقبال کیا اور نہ اس کے دیدار کی خواہش کی تاکہ تم خود اُس کے منہ سے خدا کی آیات سننے اور خدا کے مقدور و قدر و عزم و حکم کی حکمت و دانائی سے مطلع ہوتے۔ اپنے اس قصور کے ذریعے تم نے نہ ساقم الہی کو اپنے قلوب پر چلنے سے روکا اور اُس کی بھیجی ہوئی خوشبو سے اپنے نفوس کو محروم کر لیا۔ اور تم اپنی شہوات بعد جبری خواہشوں کی دادی میں سرگردان رہے۔ تم اور جو کچھ تمہارے بعض میں ہے فنا ہو جائے گا اور تمہیں یقیناً اپنے خدا کی طرف لوٹنا ہو گا اور تمہیں اپنے اُن اعمال کا جواب دینا ہو گا جو تم نے اُس کے سامنے کئے جو کل خلقت کو ایک جگہ جمع کرتا ہے۔“

حضرت باب نے بھی تیسرا الاسما میں جو سورۃ یوسف کی مشہور و معروف تفسیر ہے اور جو آپ نے اپنی ماموریت کے شروع میں نازل فرمائی اور جس کو حضرت مہدٰی اللہ نے حضرت باب کے ظہور کی تمام کتبوں میں سب سے پہلی سب سے بڑی اور سب سے زبردست کتاب ”کاغذِ باریا ہے زمین کے حاکموں اور بادشاہوں کو یہ پُر جوش دعوت دی ہے۔“

آسے جامعیت بادشاہان و پسران بادشاہان! اپنی سلطنت کو ترک کر دو کہو کہ حکومت و حقیقت خدا کی ہے۔۔۔۔۔ تمہاری سلطنت و حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ خدا نے دنیوی مال و دولت اُن کو لایا کے لئے لکھا ہے جو اُس کا انکار کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اسے بادشاہوں کی جماعت وہ آیات جو ہم نے ہندوستان اور ترکی اور اُن سے آئے اور ملکوں کے لئے طاقت اور صداقت کے ساتھ مشرق اور مغرب کے لوگوں کے لئے نازل فرمائی ہیں تحریک طور پر جلد سب کو پہنچاؤ۔

۔۔۔۔۔ خدا کی قسم اگر تم نے اچھا کیا تو تم نے اپنے لئے اچھا کیا۔

اور اگر تم نے خدا اور اس کی نشانوں کا انکار کیا تو ہم سچ بچ
کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہم تمام مخلوقات اور تمام دنیا کو
کے بغیر اپنا ارادہ پورا کر سکتے ہیں۔“
پھر سہ ماہی ہے۔

”اے بادشاہوں کی جماعت! خدا سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس
سے دور ہو جو تمہارے درمیان خدا کی نشانی (حضرت باب) ہے
اس کے بعد کہ حق تمہارے پاس ایک کتاب اور خدا کی آیات کے ساتھ
آیا جو اس کی عجیب زبان سے تم تک پہنچائی گئیں جو تمہارے دریا
اس کا ذکر ہے۔ خدا سے فضل مانگو۔ کیونکہ خدا نے تمہارے لئے
اگر تم جس پر ایمان لائے ایک ایسا مانعہ مقدس رکھا ہے جس کی سخت
نکل فردوس کی وسعت کے برابر ہے۔“

یہ میں حضرت باب اور حضرت بیاء اللہ کی تاریخی تنبیہات اور نصائح جو
آپ نے عام بادشاہان زمین کو اور خاص بادشاہان مسیحیت کو
سنا رہے تھے۔

میں اپنے مضمون کے ساتھ ظلم کروں گا اگر میں ان دلیرانہ اور آئندہ دنیا
سے بھری ہوئی پیش گوئیوں کو دکھوں یا انھماکے کے ساتھ کھڑے ہوں
جو فردا فردا بادشاہوں کو بھیج گئیں۔ جنہوں نے خواہ وہ بادشاہ تھے یا ہتھاشاہ
یا قسبے پر دانی بھٹی یا ہارسے دیہا کے دو جہیزوں کی تنبیہات اور خطرات
الہامی کو نفرت کے ساتھ رد کر دیا۔ یہاں دو ہزار یا زیادہ آیات میں سے
جو حضرت بیاء اللہ کے قلم سے اور اس سے کچھ کم حضرت باب کے قلم سے
یورپ اور ایشیا کے بادشاہوں کے نام فردا فردا نکلے ہوئے نہ ہیں
پوری پوری طرح کھ سکنا ہوں جیسا کہ چاہئے اور مذہبی میرا یہ ارادہ ہے کہ
میں ان حالات کا جو ان حیرت انگیز بیانات کا سبب بنے یا ان نتائج کا
جو ان بیانات کو پیدا ہوئے بیان کروں۔ اے اے فاضل موعظین جو حضرت بیاء اللہ
کے امر کے اور ٹھیکسی زمانوں کے اہم واقعات کو وسیع اور مکمل نظر سے دیکھ سکتے
ہاں کہ وہ ان کا صحیح اندازہ لگا سکیں اور نفس طریقہ ان الہی پیمانوں کو اس قدر
اور نتائج بیان کر سکیں جو ہلاکت اپنی وسعت و تاثیر میں نوع انسان کی دینی تاریخ
میں ثانی یا نظیر نہیں رکھتے۔ (باقی)

اگست ۱۸۸۷ء (ترجمہ عباس علی بی. بی. اے.)

(ترجمہ ازنگہ پوری) درلڈ اردرا امریکا

نتیجہ

(۳) یوں تو بہت سے ظاہر و باطن کے میں عذاب
بڑھکر ہر اک عذاب سے ہر یہ عذاب دل
ہوتی ہے چڑھنا مری سچائی کی کائنات (۵)
ہوتا ہے جب طلوع ہوا آفتاب دل
مشکل نہیں جہاں میں صورت کا انتخاب
دشوار ہو رہا ہے مگر انتخاب دل (۶)
ہم جنت وصال میں جاؤ گے شاد شاد۔ کھل جائیگا کلید محبت سے باب دل (۷)

(۱) رہتا ہے اب تو شام و سحر بس ہی خیال
کس طرح سے مٹے گا مرا اضطراب دل
(۲) پیتا ہوں جامِ حشیم میں بھر کر شراب اشک
کھاتا ہوں طشتِ سینہ میں دھر کر کباب دل
دشتِ بلا میں آج اکمیل میں رہ گیا (۳)
گھبرا کے ساتھ چھوڑ گئے ہیں جناب دل (۴)
ہم جنت وصال میں جاؤ گے شاد شاد۔ کھل جائیگا کلید محبت سے باب دل (۷)

حکوة طور و نداء تظہور

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ میں سے ایک لوح عنذلیب "مجموعۃ اقدس واولوح میں مطلوبہ موجود ہے تحقیق و عرفان کے شائقین کے لئے ذیل میں لوح عنذلیب سے چند آیات اقتباس کر کے درج کی گئی ہیں۔
اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ یقین ہے کہ قلوب دارواح کو کیمیت روحانی حاصل ہو گا۔ (مدیر)

هَذَا اَيَوْمٌ فِيهِ تَشْرَفُ كُلُّ شَيْءٍ بِانْوَارِ الظُّهُورِ وَلَكِنَّ الْقَوْمَ أَكْثَرَهُمْ
مِنَ الْعَافِلِينَ ۝ اِنَّ الطُّورَ يَنَادِي اِمَامَ الظُّهُورِ وَيَدْعُو الْكُلَّ اِلَى مَطَانِ الْمُسْلِمِينَ
فَانْظُرْ فِي النَّاسِ وَمَقَامَاتِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوا اَنْ يَنْتَظِرُوا فِي الْكَلْبَانِ وَالْاَيَّامِ
مَنْ وَعَدَ وَاَبَهُ مِنْ قَبْلِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَمَّا اَتَى الْوَقْتُ وَظَهَرَتْ رَايَةُ الظُّهُورِ
اعرضوا عَنِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝

یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہر چیز تظہور کے انوار سے مشرف ہوتی ہے۔ مگر اکثر آدمی غافل ہیں۔ تظہور کے آگے آگے طور
نہایت کد کر رہا ہے اور سب کو اس مقام کی طرف بلارہا ہے جہاں خدا کے فرستادہ طوائف کر رہے ہیں۔
لوگوں کو دکھو اور ان کے درجات عرفان پر نکل کر دو۔ وہ رات دن اپنے اس موعود برحق کا انتظار کرتے تھے جس کا
پہلے سے انہیں کتاب الہی میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جب وقت پہنچا اور تظہور کا جھنڈا بلند ہو گیا تو ان لوگوں نے خدا سے عزیز و
حمید سے منہ پھیر لیا۔

فَاخْرَجُوا مِنْ بَيُوتِ الظُّنُونِ وَالْاَوْهَامِ لَعَمْرِي قَدْ اَنْتِ الْاَيَّامُ الَّتِي تَزِينُ بِذِكْرِهَا
التَّزْبِيرَ وَالْاَوَاحَ ۝

اے لوگو! اب تم شبہات و اوهام کے گھروں سے باہر نکل آؤ۔ خدا کی قسم وہ دن آگئے جن کے ذکر سے کتاب میں اور
الواح مزین ہیں۔

قُلْ هَذَا اَيَوْمٌ بَشَّرَ بِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ قَبْلِهِ الْاَنْجِيلُ وَالتَّوْرَةُ ۝ اِنْعَوُا لِلَّهِ يَا قَوْمِ
وَلَا تَكْفُرُوا هَذَا الْفَضْلُ الَّذِي احَاطَ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ ۝ دَعُوا مَا عِنْدَكُمْ وَخُذُوا مَا عِنْدَ اللَّهِ
كَذَلِكَ يَا مَرْكَمُ مَطْلَعُ الْوَحْيِ فِي هَذَا اللَّوْحِ الْمُسْتَوْرِ ۝

یہ وہی زمانہ ہے جس کی محمد رسول اللہ نے اور ان سے پیشتر انجیل و زبور نے بشارت دی تھی۔ لوگو! خدا سے ڈرو اور اس نفل کا انکار نہ کرو جو تمام غیب و شہود پر محیط ہو گیا ہے۔ اپنے پاس کی چیزوں کو چھوڑ دو اور خدا کے پاس کی چیزیں لے لو۔ اس لوحِ سطور میں مطلع دی گئیں اسی طرح حکم دے رہا ہے۔

من الناس من اراد ان يعطى نور الله قل تبا لك يا ايها الغافل البعيد • ان الله وضع امره على اساس ثابت راسخ متين • لا تزعزعه ارياح العالم ولا اشارات الالهة • كذا المكنى الامر في لوح حفيظ •

بعض لوگ جانتے ہیں کہ خدائی روشنی کو نبھادیں۔ کہہ دو کہ اے حق سے غافل اور دور! تیرے لئے تباہی ہے۔ خدا اپنے امر کو پائیدار، پختہ، مضبوط بنیاد پر قائم کیا ہے جسے تمام جہان کی تیز ہوائیں اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتیں اور تمام قوموں کے اشارات اسے متبہش نہیں دے سکتے۔ محفوظ لوح میں اسی طرح حکم طبعی دیا جا چکا ہے

قل قد ظهر ما لا ظہر فی العالم • اسمعوا یا قوم نداء من ینطق بین الہم • ایتاکم ان تحبکہ • سئو نوات الخلق عن الحق • دعوہم بانفسہم • واقبلوا الی العزیز الحمید •

کہہ دو کہ اب وہ کچھ ظاہر ہوا ہے جو عالم میں پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔ اے لوگو! اس ندا کی کڑواہٹ سنو جو تمام اقوام عالم کے درمیان ہر کہہ بول رہا ہے۔ خبردار تمہیں خلق کی حالتیں حق سے محبوب نہ کر دیں۔ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تم خدا سے عزیز و حمید کی جانب متوجہ ہو جاؤ۔

یا اہل الارض لا تجعلوا دین الله سبباً لاختلافکم • انہ نزل بالحق لاتحاد من فی العالم • اتقوا الله • ولا تكونوا من الجاہلین • طوبی لمن یحب العالم خالصاً • توجہ رہہ اس کرم •

اے تمام روئے زمین کے باشندو! خدا کے دین کو اپنے اختلاف کا ذریعہ نہ بناؤ۔ وہ تو واقعی تمام جہان والوں میں اتحاد کرانے کے لئے نازل ہوا ہے۔ خدا سے ڈرو اور جاہل لوگوں میں سے نہ بنو۔ مبارک ہے وہ جو محض اپنے پروردگار بزرگ کی رضا کے لئے تمام عالم سے محبت رکھتا ہے۔

قد جئنا لاتحاد من علی الارض • واقفہم • یشہد بذالك ما ظہر • من بحر میانی بین عبادی • وكنك القوم • کثرہم فی بعد مبین •

ہم تمام اہل جہان میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے آئے ہیں۔ بندوں کے درمیان جو کچھ ہمارے دیئے بیان سے ظاہر ہوا وہ اس بات کا گواہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ حق سے نہایت ہی دور ہیں۔

قد منعت عن النزاع والمجدال فی کتاب الله رب العرش العظیم • تمتکو بما تمنع • بہ انفسکم • واهل العالم • کذا المکنى الامر • یا مریکم • مالک القدم • الظاہر • بالاسم • العظیم •

اِنَّهُ لَهُوَ الْاَمْرُ الْحَكِيمُ ۝

خداوند پرورشِ عظیم کی کتاب میں تمہیں لڑائی جھگڑے سے منع کیا گیا ہے۔ اُن کاموں کو مضبوط تھا مو جن سے تمہیں اور تمام اہلِ جہان کو فائدہ ہو۔ وہ مالکِ قدم تمہیں اسی طرح حکم دیتا ہے جو اسمِ اعظم کے ذریعے ظہور فرما ہے۔ یقیناً وہ امر و حکیم ہے۔

قُلْ يَا مَلَاَ الْاَرْضِ اتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَتَّبِعُوا اَهْوَا شَكُمْ اَمْرًا عَوَا اِلَى الْبَحْرِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ مَاج بَیْنَ الْعَالَمِ بِسُلْطَانٍ غَلَبَ الْعُلَمِیْنَ ۝

کہہ دے اے زمین والو! خدا سے ڈرو اور اپنی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اُس مجسماۃِ عظیم کی جانب تیزی سے قدم بڑھاؤ جو عالم میں اپنی قوت سے موجزن ہے جس کا غلبہ تمام کائنات پر ہے۔

قُلْ يَا مَلَاَ الْاَرْضِ تَاللّٰهُ قَدْ مَرَّتْ سَفِیْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی بَحْرِ الْبَیْاَنِ وَاهْنًا تَصْرَعُ عَلٰی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ لَوِ اَنْتُمْ مِنَ الْعَارِفِیْنَ ۝ تَمْتَسِكُوْا بِاَسْمِ اللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنَّهُ یَخْجِیْكُمْ فَوْصِلًا مِّنْ عِنْدِہٖ اِنَّهُ لَهُوَ الْغَفُوْرُ الْكَرِیْمُ ۝

کہہ دے اے روئے زمین کے لوگو! خدا کی قسم کشتیِ الہی دریائے بیان پر رواں ہے اور وہ بڑو بحر میں سب جگہ ہو کر گزر رہی ہے۔ کاشش تم پہچاننے والوں میں سے ہوتے۔ اپنے پروردگار خدا کا نام لے کر اس کو خوب مضبوط تھام لو۔ وہ اپنا فضل کر کے تمہیں نجات بخشنے کا۔ یقیناً وہ غفور و کریم ہے۔

یَا قَلَمُ الْاَعْلٰی قُلْ بِنِدَائِیْ الْاِحْلٰی اِخْذْ بَتِ الْاَشْیَاءِ وَبِاسْمِی الْاِجْلٰی مَاجِ بَحْرِ الْاَسْمَاءِ وَهَاجِ عَرَفَ اللّٰهُ الْمَہِیْمِیْنَ الْقَیُّوْمُ ۝ قُلْ هٰذَا الظّٰہُورُ رَجَعَ حَدِیْثَ الطّٰوْرِ وَفُتِحَ فِی الصّٰوْرِ قَامَ الْعِبَادُ لِلّٰهِ الْعَزِیْزِ الْوَدُوْدُ ۝

اے قلمِ اعلیٰ کہہ دے کہ میری جیٹی آواز سے تمام چیزیں میری طرف کھینچ آئیں ہیں اور میرے (الاجلی) نام سے تمام ناموں کا سندر موجزن ہوا ہے اور خدا نے ہمیں دنیویں کی خوشبو چاروں طرف پھیل گئی ہے۔ کہہ دے کہ اس ظہور سے طور کا دھات و بارہ ظاہر ہو گیا۔ اور صورتِ پھونک دیا گیا اور ہندے اپنے پیارے محبت کرنے والے خدا کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ضَعِ سِوَاہِیْ وَحَذِّیْ كَذٰلِکَ یَا مُرْكُ لِسَانِ عَظَمَتِیْ مِنْ هٰذَا الْمَقَرِّ الَّذِیْ لَا یَرِیْ فِیْہِ اِلَّا اللّٰهُ مَالِکُ الْوُجُوْدِ ۝

میرے مایہ کو الگ رکھ دو اور میری کتاب کو تھام لو۔ میری زبانِ عظمت بھی مکم دے ہی ہے اس جلوہ گاہ سے جس میں مالکِ ہستی خدا کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

قُلْ اِنَّهُ اِنِّى بِحُجَّةِ اللّٰهِ وَبِرَهَانِهِ وَيُنْقِطُ فِى كُلِّ الْاَحْيَانِ الْمَلَكُ اللّٰهُ الْعَلِيمُ الْحَبِيرُ ۝
 کہہ دے۔ یہ ظہورِ خدائی حجت۔ تجربان لے کر آیا ہے اور ہر دم سچی کہتا ہے کہ تمام ملکِ خداے علیم وخبیر کا ہی ہے۔
 اِنَّهُ يَدْعُ الْكُلَّ اِلَى الْمَجْدِ الْاَعْظَمِ وَلَكِنَّ الْاَسْمَاءَ كَثُرَ هَمٌّ مِنَ الْمَعْرُضِينَ ۝
 یہ ظہورِ سب کو بحرِ عظم کی طرف بلاتا ہے لیکن اکثہ قومیں روگردان ہیں۔
 قُلْ يَا مَلَاَ الْفِرْقَانِ قَدْ اَتَى الرَّحْمٰنُ بِسُلْطٰنٍ مَّشْهُوْرٍ ۝

کہہ دے اے قرآن والو! رہن ایک صاتِ نظر آتی ہوئی قوت و قدرت کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔
 قُلْ يَا مَلَاَ الْاِجْتِهَادِ قَدْ فَتَحَ بَابَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ صَعْدِ الْيَہَا وَاِنَّهُ يَبْنٰى دِیْنَ الْاَبْرَ
 وَالْحٰی وَیَبْشُرُ الْکُلَّ بِعَظَمِ الظُّہُورِ الَّذِیْ بِہِ نَقَطُ لِسَانِ الْعَظَمَةِ قَدْ اَتَى الْوَعْدُ وَ
 هٰذَا هُوَ الْمَوْعُودُ ۝

کہہ دے اے انجیل والو! آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور جو آسمان پر چاہا تھا وہ پھر نکلیا۔ اور وہ تیرے وخبیر میں
 نوازل بند کر رہا ہے اور سب کو اس ظہور کی بشارت دے رہا ہے جس کی نسبت زبانِ عظمت بول اُٹھی کہ وعدہ
 پورا ہو گیا اور آئے والا موعود یہی ہے۔

قُلْ لَا تَقْسُدُوا فِی الْاَرْضِ وَلَا تَتَّبِعُوا اَهْوَاَکُمْ اَتَّبِعُوا مَا اُتِیْتُمْ بِہِ مِنْ لَّدُنْ عَالَمِ خَبِرٍ
 کہہ دے زمین پر فساد نہ کرو اور اپنی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو۔ تم آئی حکم کی اطاعت کرو جو تمہیں علیم وخبیرِ خدا کی
 طرف سے ملے گا۔

قُلْ هٰذَا یَوْمٌ نِّیْہِ ظَہْرُ کُلِّ اَمْرِ حَکِیْمٍ ۝ هٰذَا یَوْمٌ قَدْ رَجَعَ فِیْہِ الْمُقَرَّبُونَ وَالْمَشْرُکُونَ
 فِیْ خُسْرٰنٍ مَبِیْنٍ ۝ هٰذَا یَوْمٌ یَبْنٰى دِیْنَ اللّٰهِ بِسُلْطٰنِ الْعَظَمَةِ وَیَدْعُ الْکُلَّ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ۝
 کہہ دے یہ وہ وقت ہے جس میں ہر ایک پر حکمت امرِ ظاہر و آشکارا ہوا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں مقرب لوگوں
 نے فائدہ اٹھایا ہے اور مشرک صریح نقصان میں ہیں۔ یہ وہ دن ہے جس میں خدا زبانِ عظمت سے نوازا فرما رہا ہے
 اور سب کو اپنی صراطِ مستقیم کی طرف بلاتا رہا ہے۔

قُلْ تَاٰذَہٗ قَدْ ظَہَرَ مَا هُوَ الْمَسْطُورُ فِی کِتٰبِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اِنَّہٗ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ
 فِی الْتَوْرٰةِ بَیْہُودَہٗ وَفِی الْاِنْجِیْلِ بِرُوحِ الْحَقِّ وَفِی الْفِرْقَانِ بِالْاَنْبِیَآءِ الْعَظِیْمِ ۝ تَمَسَّکُوا بِاَقْوَامِ
 بِمَا وَعَدَکُمْ بِہِمْ مِنْ قَبْلِ بِلْسَانِ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ۝

کہہ دے خدا کی قسم۔ اللہ ربِّ العالمین کی کتابوں میں جو لکھا ہوا تھا وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ یہی ہے جس کا نام تورات
 میں یہود اور انجیل میں روحِ الحق اور فرقان میں نبیاءِ عظیم ہے۔۔۔ لوگو! انبیاء و مسلمین کی زبانوں سے لکھی

پہلے سے وعدہ دیا گیا تھا اسے مضبوطی سے تھام لو۔

ایضاً ہم ان تمنعکم الواح الثار عن المختار و کتاب السجین عن الحق المبین ۵
خبروں الواحِ تاریخیوں خداوند مختار کی جانب متوجہ ہونے سے ذرک دیں اور کتابِ سجین تمہیں صریح حق سے
محروم نہ کر دے (الواحِ تاریخیوں اور کتابِ سجین سے مراد امر اللہ کے کلمہ بین و ما ندین کی کتابیں ہیں جو انھوں نے
امرِ حق کے خلاف لکھی ہیں یا آئندہ لکھنے)

لعمریٰ ہذا ایوم التریح و لکن القوم لا یثعرون ۵ و ہذا ایوم القیام و لکن الناس ہملا
یفقہون ۵ نعیما لمن اشتعل الیوم بنار محبتہ اللہ و وسیل لکل غافل محروم ۵
اپنی زندگی کی قسم! یہ دن فائدہ اٹھانے کا ہے مگر قوم بے خبر ہے۔ یہ اٹھ کھڑے ہونے کا وقت ہے لیکن لوگ
سمجھتے ہی نہیں کیا ہی خوش حال ہے وہ انسان جو آج محبتِ الہی کی آگ سے بھڑک اٹھا اور ہر ایک غافل محروم پر فوس
قد ارتفعت الصیحة بالحق و سجد البرہان لوجه الترحمن و طانت الحجة حول عشی العظیم
آوازِ حق بلند ہو گیا اور دلیل و برہان جلوۂ رحمن کے روپر و سر بسجود ہے اور محبتِ سرورِ عرشِ عظیم کا طواف کر رہی ہے۔
ایاک ان یمنعک ذکر عن الذکر الاعظم و یحجبک شیء عن مشرق الآیات ۵
خبردار۔ کوئی بھی ذکر تمہیں اس ذکرِ عظیم سے ذرک نہ کرے اور کوئی بھی چیز تمہارے اور اس مشرقِ آیات کے درمیان حجابِ قائل نہ بنے
قل ہذا ایوم الفرج الاعظم و انتم لا تشرعون ۵ قد مآج بحر العلم امام عیونکم و انتم لا تبصرون ۵
قل قد فتح باب فردوسی الاعلیٰ و لکن الناس عنہ معروضون ۵

کہہ دے یہ بڑی فرت و سرت کا دور ہے اور تم بے خبر ہو۔ علم کا سمندر تمہاری آنکھوں کے سامنے موجزن ہے اور تم نہیں
دیکھتے۔ کہہ دے میری فردوسِ اعلیٰ کا دروازہ کھل گیا ہے مگر لوگ اس سے من پھیرتے ہیں۔

قل یا قوم انہ لا یشار باشارتکم ولا یشی فی طرکم قد ظہر بالحق و اظہر صراطہ المستقیم
واتہ لہو المذکور فی صفحہ القبل و الموعود فی کتب اللہ رب العلمین ۵

کہہ دے کہ اے قوم! وہ تمہارے اشارات و خیالات سے بالاتر ہے اور وہ تمہاری راہوں پر نہیں چلتا۔ وہ حق و حقیقت
کے ساتھ نمودار ہوا ہے اور اس نے اپنا سیدھا راستہ ظاہر و آشکار کر دیا ہے۔ یقیناً یہی ہے جو پہلے محفیوں میں مذکور
اور خدا نے ربِّ العلین کی کتابوں میں موعود تھا۔

قل انا وضعت العلم لیہدی الناس الی صراط اللہ العلی العظیم۔ طوبی لعالمہ بہ و جد عرف المعلن
واقبل الی الافق الاعلیٰ بیعتین مبین ۵

کہہ دے بلا شک ہم نے علم کو ایسے مقرر کیا ہے کہ لوگوں کو خدا کے بہتر و بزرگ کی راہ دکھائے۔ اس عالم کو مبارکباد جس نے

علم کے ذریعے حق معلوم کی خوشبو پائی اور نمایاں یقین کے ساتھ اٹنی اعلیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 قل یا قوم قد اتی یوم القیام قوموا عن مقاعدکم و سبتحو سجودکم العظیم الحکیم ۵
 کہہ دے اے قوم! قیام کا زمانہ آگیا۔ اپنی نشستگاہوں سے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے پروردگار عظیم و حکیم کی حمد و ثنا
 میں تسبیح و تقدیس کرو۔

قد ارتفعت الصبحۃ وانت الساعۃ وظهرت القارعة ولكن القوم فی حجاب مبین ۵
 نوائے حق بلند ہو گئی۔ مقررہ ساعت آگئی۔ دل ہلا دینے والی حالت ظاہر ہو گئی۔ لیکن قوم ابھی تک ایک نمایاں
 پردہ غفلت میں پڑی ہوئی ہے۔

قل یا قوم لا تفسدوا فی الارض ولا تسفکوا الدماء ولا تأکلوا اموال الناس بالباطل
 ولا تتبعوا کل ناعق رحیم ۵
 کہہ دے اے قوم! ملک میں فساد نہ کرو اور خونریزی نہ کرو۔ اور ناجائز طریق پر لوگوں کے مال نہ کھاؤ اور کسی
 پیچھے والے راۓ دہ کی پیروی نہ کرو۔

فثم علی خدمۃ الامر وذکر الناس بیوم الله وظهوروا بالحکمة التي انزلناها فی
 کتاب مبین ۵

اور اللہ کی خدمت پر کمر بستہ ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو یوم اللہ اور اس کے ظہور کی خبر و فہمائش کرو
 اس حکمت و دانائی کے ساتھ جو ہم نے کتاب مبین میں نازل کی ہے ۵

قل ایباکم ان تمنعکم اللشونات الفانیہ عن مالک الہرۃ دعوا ما عندکم
 وخذوا ما امرتم بہ بقوۃ من لدی الله المقدر القدر ۵
 کہہ دو خبردار۔ فانی حالات تمہیں مالکِ جہان کے قُرب سے نہ روکیں۔ اپنی باتیں چھوڑ دو اور خدا کے
 مقتدر و قدیر کی جانب سے جن باتوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ اختیار کر لو۔

الہباء علی امانی اللائی اقبلن وسمعن واجبن مالک یوم الدین

الحمد لله رب العلمین

تم پر اور میری اُن کنیزوں پر جنہوں نے متوجہ ہو کر مالکِ یوم الدین کا
 حکم سنا اور مقبول کیا چمکتی ہوئی روشنی اور عنایت۔

تمام حمد و ثنا خداے رب العلمین
 کے لئے مخصوص ہے

ڈان بریکرز یا مطالعُ الانوار

دباحتہ

امریکائی نے دنیا میں ابھی شہرت حاصل کرنی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ فیمل کا یہ بے نظیر مقالہ جو آپ نے تاریک ایران میں اس امر کے آغاز کے بارے میں لکھا ہے بہت سے ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ تاریخی واقعات جو آپ نے نہایت تندہی اور دیانت داری سے لکھے ہیں غیر معمولی حیثیت رکھتے ہیں۔ مقالہ کی دل جلا دینے والی عبارات اور اس کے اصل مضمون کی شگرت نہ صرف تاریخی لحاظ سے ہی بے نظیر ہیں بلکہ ان کی اخلاقی قوت بھی بہت بلند و اعلیٰ ہے۔ اس کی علمی حیثیت بہت بلند ہے اور جوں ہم اسے پڑھتے جاتے ہیں اس کی روشنی تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آدمی رات میں سورج کی روشنی بھوٹ پر ہی ہے۔ ساری کی ساری کتاب جہد و شہادت کے واقعات سے مملو ہے۔ اس کے دل ہلا دینے والے منظر اور اس کے خون آلود واقعات صفحہ صفحہ پر موجود ہیں۔ بدکاری۔ مذہبی دیوانگی اور تجوراً صلح و اصلاح کے امر کو برباد کرنے کے لئے مل کر کر سبتہ ہوتے ہیں۔ اور کتاب کی موجودہ جلد کا خاتمہ اس مقام پر ہوتا ہے جہاں نفرت کا طغیان اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا معلوم ہوتا ہے یعنی ایران کا ہر مرد و عورت اور بچہ جو حضرت باب کی تعلیمات کی طرف ذرا بھی جھکا ہوا ملا وہ یا تو جلا وطن کر دیا جاتا ہے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

فیمل نے جس نے کہ بہت سارے واقعات جنہیں وہ بیان کرتا ہے

خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے ان مردوں اور عورتوں کے بارے میں میں یہ ظلم ڈھائے گئے تھے اور جس امر کے بارے میں میں اس رنجی سے تقاب لگایا تو تنہا بچے اور جمع واقعات لکھنے کے لئے اپنی قلم اٹھائی۔ آپ کا طرز تحریر عموماً سادہ ہے مگر جہاں کہیں آپ کے جذبات میں ایجان پیدا ہوا ہے وہاں آپ کا بیان زور دار اور جوشیلا ہو گیا ہے آپ حضرت بشار اللہ اور ان کے پیروں کے دعاوی کو کسی خاص قاعدہ کے بیان نہیں کرتے۔ آپ کا مقصد صرف امر بہائی کے آغاز کے واقعات کو نہایت سادگی سے پیش کرنا اور اس کے اولین علمبرداروں کے کا زوال کو محفوظ کرنا ہے۔ آپ واقعات کا ایک سلسلہ بیان کرتے ہیں اور ہر واقعہ کی تائید میں نہایت کوشش کے ساتھ اسناد پیش کرتے ہیں اس لئے آپ کی کتاب اگرچہ علمی اور ادبی نقطہ نظر سے کم درجہ کی ہو مگر اس کا درجہ اس بات میں بالکل لاثانی ہے کہ یہ امر بہائی کی تاریخ کے اولین واقعات کو لفظ بلفظ جیسا کہ آپ نے خود انھیں دیکھا تھا یا دیگر مستبر ذرائع سے سنا تھا پیش کرتی ہے۔

آپ کی تاریخ کے خاص خاص عنوان (حضرت باب کی شجیعہ و مقدس شخصیت جو اگرچہ ظہیم و متین تھے مگر جوش سے پر۔ اولو العزم و ذلیل تھے۔ آپ کے پیروں کی مندر کا راد عقیدت جنھوں نے ظلم و ستم کو نہ صرف بے نظیر علم و ہمت سے برداشت کیا بلکہ اکثر اوقات نہایت خوشی اور شوق سے اسے سہا۔ ایک ماسد طبقہ علماء کا غضب و عقیدہ جنھوں نے اپنے مطلب کے لئے خون کے پیاسے عوام کو بھڑکایا) یہ سب ایسی ساری

کوئی بھی ایسا نہ تھا جس میں اصطلاحات کے طریقوں کو جاری کرنے کی قابلیت ہو یا جو ملک کے حالات کو بہتر بنانے کی کچھ زور در خواہش بھی رکھتا ہو۔ قومی نکتہ رائے انہیں شیخی آمیز خود ستائی کا سبق دیتا تھا۔ ایک مژدہ سکون سب چیزوں پر چھایا ہوا تھا۔ اور ایک عام دماغی ممکنہ کی حالت نے ترقی کو ناممکن بنایا ہوا تھا۔

تاریخ کے پڑھنے والے کے لئے اس قوم کا انحطاط جو کسی وقت طاقتور اور ارجسٹن تھی نہایت ہی تاسف انگیز تھا۔ حضرت عبداللہؑ جو باوجود اُن سب مظالم کے جو اس قوم نے حضرت بہاء اللہؑ حضرت باب اور خود آپؑ پر کے اپنے ملک سے محبت رکھتے تھے۔ ان کی اس تذلیل کو "تقریباً قوم" سمجھا کرتے تھے۔ اور اپنی کتاب "مُدنیہ" میں مہر آپؑ اپنے اہل وطن کے قلوب کو کال و اساسی اصطلاحات کے جاری کرنے کی ترمیم دی ہے اس قوم کی موجودہ حالت پر بے چارہ اور مدت آئینہ زمرہ کیا ہے جس کی فتوحات ایک زمانہ میں مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی تھیں اور جو نوع انسان کے تمدن کی بنیاد ڈالنے میں سب اڈل صفت میں گئی جاتی تھی آپؑ سمجھتے ہیں کہ ایسے شک نہیں کہ پہلے زمانہ میں ایران قلب عالم تھا اور یہ قوم دوسری قوموں کے درمیان ایک روشن شعاع کی طرح تھی۔ نوع انسان کے اتنی سے اس کا زور و اقبال صبح صادق کی طرح چمکتا تھا جو علم کی روشنی کو پھیلاتا اور مشرق و مغرب کی قوموں کو روشن کرتا تھا۔ اس کے سلاطین فاتح کی شہرت کا آوازہ دنیا کے اس سرے سے اُس سرے کے پہنچے والوں تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے شہنشاہوں کے جلال نے یونان اور رومؑ کے حکمرانوں کو نیچا دکھایا۔ اُس کی سیاسی حکمت عملی دنیا میں جہاں کو مرعوب کرتی اور دنیا کے حکمران اس کی سیاسی تدبیر کے مطابق قوانین مرتب کرتے۔ ساری دنیا کی قوموں میں ایرانی فاتحین کے فاتح" مشہور تھے اور اپنے علم و تمدن کے لئے سجاوٹ پر سر پہ جلتے تھے۔ اُن کا ملک تمام علوم و معارف کا مشہور مرکز۔

زبان حال سے گویا ہیں کہ انہیں سب سمجھ سکتے ہیں۔ مگر اس تاریخ کو کما حقہ سمجھنا یا اُس کام کی اہمیت کا جو حضرت بہاء اللہؑ اور آپؑ کے پیشرو نے کیا صحیح معنیٰ اندازہ لگانا اُس وقت تک محال ہے جب تک ہم ایران کی حکومت اور ملت۔ اس کے لوگوں کی رسومات اور وہاں کے محکام اور رعیت کی اخلاقی حالت کو نہ سمجھ جائیں۔ نہیں نے اپنی تاریخ کو یکجہلکہ لکھا ہے کہ اس کے ناظرین ان حالات سے واقف ہیں۔ اُس نے شاہ ایران اور سلطان ترکی کی بادشاہتوں کے بارہا کہیں سفر نہ کیا تھا۔ اس لئے اسے یہ خیال بھی نہ آیا کہ اپنے اور غیر ممالک کے تمدن کا مقابلہ کیسے اس کا طریق نظر مغرب کے وقت نہ تھے۔ اگرچہ وہ یہ جانتا تھا کہ جو مواد اُس نے جمع کیا ہے وہ قومی یا اسلامی اہمیت سے کہیں بڑھ کر ہے اور جلد ہی یہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا، اور ساری دنیا کو غیر لایا۔ مگر پھر بھی وہ مشرقی تھا اور مشرقی زبان میں اُن لوگوں کے لئے لکھ رہا تھا جن کی وہ مادری زبان تھی۔ یہ سب لکھیر کام جو اُس نے اپنی وفاداری سے کیا خود ایک بہت اہم اور بہت محنت طلب کام تھا۔

خوش قسمتی سے زبان انگریزی میں انیسویں صدی کے ایران کے بارے میں بہت سی کتابیں موجود ہیں جو مغربی ناظرین کو اس مضمون پر کافی اطلاع بہم پہنچاتی ہیں۔ فارسی کتابوں سے جن کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ لائڈ کرزن۔ مہر جے میکم اور بہت سے دوسرے یورپین سیاحوں کی کتابیں اُن حالات کی بھانگ مگر جو بہو اور صحت تصویر ہائے سائنس پیش کرتی ہیں جن سے حضرت باب کو جب انھوں نے انیسویں صدی کے وسط میں امریکا اعلان فرمایا وہ چار ہونا پڑا۔

تمام کے تمام معنیٰ شاہد متفقہ بیان کرتے ہیں کہ ایرانی لوگ کمزور اور پسماندہ قوم تھے جو فاسد کاموں اور زبردست تعصبات کے سبب خود اپنے آپ میں بٹے بٹے تھے۔ نا اہمیت اور عسرت جو اخلاقی پسین کا نتیجہ ہیں ملک میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک

مٹان قانون سازی۔ قوہ اجرائیہ اور قوہ قضائی سب کے سپہرین اس کے ہاتھ میں تھے۔ اس کے شاہانہ امتیازی حق کے لئے کوئی تحریری قید یا حد مقرر نہ تھی۔

شہزاد سارے ملک بھر میں سب سے اچھے اور سب سے زیادہ پر صنعت عہدوں پر زبردستی لگا دیے جاتے تھے اور جوں جوں نسل بڑھتی گئی انھوں نے بے شمار چھوٹے چھوٹے عہدوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ حتیٰ کہ ملک ان شاہی کھٹوؤں کے بوجھ سے دب گیا۔ ان عیش پرست اور تن پرور شہزادوں کا ان عہدوں پر سوائے ان کے وہ شاہی خاندان سے تھے اور کوئی حق نہ تھا۔ یہ ملک میں دور و نزدیک ہر جگہ بکثرت پائے جاتے تھے۔ اسی لئے ایران میں یہ مثل مشہور ہو گئی تھی کہ آدھ بکھٹل اور شہزادے ہر جگہ موجود ہیں۔

بادشاہ اگر کبھی کسی مقدمہ کا جو اس کے سامنے لایا جاتا، منصفانہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا تو وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ان اطلاعات پر جو اسے بہم پہنچائی جاتی تھیں، بھروسہ نہ کر سکتا تھا۔ یا تو ضروری باتیں اس تک پہنچتی ہی نہ تھیں یا واقعات کو رشوت خور افسروں اور علاقہ مند حکمرانوں کے ذریعے توڑ مروڑ کر اس تک پہنچایا جاتا تھا۔

(باقی آئے)

بشارت عظمیٰ

یہ پاکٹ سائز مناجات کا مجموعہ نہایت نفیس اور خوبصورت اصل مع اردو ترجمہ و رنگ میں چھپا ہے۔ نماز کو پاک صلوٰۃ کبیر، لوح احمد، دعائے صبح و شام اور مختلف مواقع کی مناجات پیشکش ہے قیمت ۱۲ روپائی بال کرچی سے طلب کیجئے

مذہن کی کان اور نیکیوں کا سرسبز چہرہ تھا..... اب کیا ہوا کہ اس اعلیٰ ترین ملک نے کاہلی سستی اور لاپرواہی کے سبب علم و تنظیم کے نقدان سے اس کے لوگوں میں جوش و غروش کے نہ ہونے سے اپنے اقبال کے نوک و مدھم اور بجٹ کے قریب قریب کر دیا ہے۔

دوسرے مصنفین نے ان رنجیدہ حالات کا جن کی طرف حضرت عبداللہ اشارہ کرتے ہیں پورا پورا حال لکھا ہے۔

حضرت باب کے اعلان کے وقت بقول لارڈ کرزن ایلنی حکومت ملکہ وقت کے ہاتھ میں تھی۔ مگر تو یہ مذہبی حکومت تھی مگر حقیقت میں یہ بے نام و ننگ قوم۔ بے حرم اور فاسد الاخلاق تھی۔ اس کی بنیاد مسلمان کٹر پرستی، جو حکومت اور لوگوں کی معاشرتی زندگی میں بچا ہوا تھا۔ کوئی قانون و آئین نہ تھا۔ کوئی ایسی شخصیت ہی تھی جو رفاد عام کے کاہلوں کی سرپرہ ہوتی۔ اس میں نہ کوئی ایوان اشرار ہی نہ تھا نہ کوئی پردی کونسل تھی۔ نہ کوئی مجلس علماء تھی اور نہ کوئی پارلیمنٹ تھی۔ شاہ خود مختار تھا اور اس کی بے آئین حکومت کا اثر تمام افسران حکومت یعنی دندار اور گورنروں سے لے کر ایک معمولی کلرک حتیٰ کہ ایک گاؤں کے چودھری سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ کوئی دیوانی عدالت قائم نہ تھی جو بادشاہ کی طاقت کو دیکھ کر اس پر کوئی ترمیمی اثر ڈالتی۔ نہ ان اختیارات کی اصلاح کرنے کے لئے جو وہ اپنے مانت افسروں کو دینا چاہے کوئی تنظیم تھی۔ اگر کوئی قانون تھا تو یہ بادشاہ کے منہ سے نکلی ہوئی بات تھی۔ بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا کر سکتا تھا۔ جسے چاہتا وہ وزیر، حاکم اور افسر و منصف مقرر کرنا۔ اور جسے چاہتا اسے برخاست کر دیتا تھا۔ زندگی اور موت کا اختیار اس کے ہاتھ میں تھا۔ اپنے گھر سے اور اپنے دربار کے قومی یا غیر قومی جس فرد کو چاہتا مروا دیتا اور اس کے حکم کے خلاف کوئی اپیل نہ تھی۔ کسی کی جان لے لینے کا حق اسے حاصل تھا۔ اور اسی طرح حکومت کے سب شعبے

جہان حق میں نئی خلق

جب کوئی پینسبر آتا ہے لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔ وہ تعجب کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہی یہ شخص پینسبر ہو گیا۔؟
قوی موت کا دماغوں پر کچھ ایسا مایوس کن اثر ہوتا ہے کہ کسی تعلیم
مستی کا مبعوث ہو جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قدرت اپنا کام
کے بغیر نہیں رہتی۔ نئی زندگی کا تصور بچونے والا انسان اپنے وقت
پر پیدا ہو کر رہتا ہے۔ مردہ قوم کے قالب میں نئی روح آتی ہے
فناک مذلت پر سونے والے جاگ اٹھتے ہیں۔ ایک نیا حشر برپا
ہوتا ہے۔ ہل چل جیتی ہے۔ انقلاب آتا ہے۔ آسمان زمین بدل جاتے
ہیں۔ زندگی کی نئی کتاب کھلتی ہے۔ نیا پروگرام شروع ہوتا ہے۔ جو لوگ
نئی تعلیم الہی کو قبول کرتے ہیں زندہ جاوید ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ
صلابت کو بے رمی کرتے ہیں انہیں میں پڑ جاتے ہیں۔ دور جدید میں
ہدایت کا آسمان وسیع لوگوں کے سروں پر بلند ہو جاتا ہے۔ تازہ ہوائیں
کی ذیلی ان کی نفروں کے سامنے پھیل جاتی ہے۔ صدق و استقامت
کے پہاڑ قائم ہو جاتے ہیں۔ مفید تحریکات کی کشت زار ہلہبانی ہر
مدہوشوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ عقیدے روشن ہوتی ہیں۔ عقائد کے
چمنستان کھنسنے لگتے ہیں۔ آسمانی پانی سے مرہاوا دس جی اٹھتا ہے۔
لوگ نئی زندگی پاتے ہیں۔ نئی بود و ترقیات کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی
ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچے چیمبر کو جھوٹا کہتے ہیں
گذشتہ زمانے میں بھی بہت سی قوموں نے سچے پینسبروں کو جھٹلایا۔
غیب یہ ہوا کہ وہ قومیں تباہ ہو گئیں۔ ان پرست کا تہرنا زلی ہوا۔ اور
جن لوگوں نے پینسبروں کا کہا مانا وہ عزت اور ترقی پا گئے۔ یہ خدا کا

قانون ہے۔ پینسبروں کا آنا اور نئی امت کا برپا ہونا ایک قدرتی کام ہے
جو اب تک ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ پہلے بھی خدا نے بہت
پینسبر بھیجے اور بہت سی امتیں پیدا فرمائیں تو کیا اب وہ اس کام سے
تھک گیا ہے؟ جو نیا پینسبر اور نئی امت نہ بنا ہے؟ تو یہ تو یہ وہ
ذات پاک اپنے کاموں میں ٹھکنے اور مطلق ہو جانے سے مقدس منزہ
ہے۔ بلکہ وہ اقدیر ہے کہ یہی لوگ جو اس قسم کی نئی پیدائش کے منکر ہیں
اب بھی ایسی ہی نئی پیدائش کے زیر اثر ہیں۔ عالم میں نئی آفرینش کی
مہمیں چل رہی ہیں۔ دور جدید کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور کسی دیکھی
رنگ میں یہ سب لوگ حدت کی فضا سے متاثر ہو رہے ہیں۔
وہ خدا جس نے انسان کو بنایا ہے انسان کی طبیعتی و فطری اقتدار کو
خوب جانتا ہے اور اس کے جذبات و خیالات سے اچھی طرح باخبر ہے۔
اس کے روحانی دلوں اور نفسانی رسوسے سب خدا کی نظر میں ہیں۔
وہ انسان کی رگ و ہاں سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔ وہ انسان کی ظاہر
اور پوشیدہ تمام حرکات و سکنات کا علم رکھتا ہے۔ جو آدمی اچھی بات کو
شوق سے قبول کرتا ہے خدا اُسے بھی جانتا ہے اور جو آدمی دلی خواہش رکھتا
ہے بات اختیار کرتا ہے وہ بھی خدا کے سامنے ہے۔ اور جو بولنے والا کوئی
بات بولتا ہے خدا سب کچھ سنتا ہے۔ اور پوری ٹھکانی سے اس کے اثر
کا انسان کے اندہ ذخیروں کو دیکھ کر دیتا ہے بلکہ وہ اثر دوسروں تک بھی پہنچتا
ہے۔ اثر لینے اور دینے کا قانون دنیا میں تسلسل قائم ہے۔ اسی سے عمل
رو نما ہوتا ہے کہ جب کوئی پینسبر برحق آتا ہے قومیت سے لوگ جو حق پرست
ہوتے ہیں صداقت پر فدا ہو جاتے ہیں اور بادہ حق سے ایسے سرمست

ہو جاتے ہیں کہ اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو حق کی جستجو میں سست بلکہ سرزدہ ثابت ہو جاتے ہیں۔ وہ حقیقت سے نا آشنا رہ کر ابدی زندگی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اہل حجاب راہ حق میں جان بازی سے گریز کرتے ہیں۔ پر اہل ایمان انکار حق سے کوسوں دور جاتے ہیں۔ جب حکم الہی سے نفی و نفرت کا ٹھونڈا پھونک دیا جاتا ہے تو لبیک کہنے والے رضا و محبوب کی جنتی خردوں میں داخل ہوتے ہیں اور اعراض و انکار کرنے والے اپنے اعمال کی پاداش میں مور و غضب ہوتے ہیں۔ اور دیکھو تو ان لوگ عذاب یا ثواب کی طرف پلے آ رہے ہیں۔ جو راستہ ان میں وہ محکمشین کا میابی کی طرف اور جو ناراست ہیں وہ انش ناکامی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور ہر شخص کو اس کا خیال اپنی متعلقہ سمت کی جانب کھینچنے لگے جا رہا ہے۔ نیکیوں کا خیال نیکی کی طرف اور بدوں کا خیال بدی کی طرف ڈھکیں رہا ہے اور ہر نیک و بد کا اچھا اور برا اعلیٰ میں ہی ملتا کیفیت کا سچا گواہ بنا ہوا ہے۔ اب جو حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہی حشیم بصیرت کھل جاتی ہے اور نظر تیز ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انسانی بھی عرض ہو کر یہی کہنے لگتے ہیں کہ نیکی و حشیم بصیرت ہی ہمارا فراہم کردہ سرمایہ حیات ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ نعمت اس نے ہمیں عطا فرمائی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ پچ رہے کہ یہی دونوں (خیال و عمل) انسان کو نجات دلاتے ہیں اور یہی دونوں جہنم میں پہنچاتے ہیں۔ اعتقاد بد اور عمل بد جب مل جاتے ہیں تو انسان کو ناشکارا، ہش دھرم، شریر، کشرش، وہم پرست، مشرک بنا دیتے ہیں اور اہل ہلاکت و نصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں کب آدمی کے ساتھ بھی یہی کہنے لگتے ہیں کہ یہ کجنت تو آپ ہی ڈوب گیا کوئی ہم نے تھوڑا ہی ڈوب دیا۔ سو حقیقت میں یہ باتیں بھی تھوڑا تھوڑا ہیں۔ قدرت کا قانون عام ہے کہ ہر شخص اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ جیسی کرنی

ایسی بھرنی اٹل بات ہے۔ قدرت کا سلوک ہر شخص سے انصاف کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہنم منہ بھڑا ہے جسے جنتی ہے اور لاؤ اور لاؤ مگر کسی بے گنہہ کو جہنم کے پیٹ میں نہیں ڈالا جاتا اور جنت تو نیک آدمیوں کے پاس ہی ہے دور نہیں۔ حتیٰ پرست آدمیوں کے لئے، اعمال کی پوری نگرانی کرنے والے یقیناً جنتی فردوں کے متعلق ہیں جن پر خدا نے جنت کی کیمت عطا کی ہوئی ہے اور وہ ایک تندرست دل رکھتے ہیں۔ وہ امن و سلامتی کے ساتھ فردوں میں داخل ہوتے ہیں اور حیات جاودانی پاتے ہیں وہاں جو کچھ چاہتے ہیں ملتا ہے بلکہ ان کے خیال سے بھی بڑھ کر بہت کچھ ہے۔ اب جو انکار حق پر کمر بستہ ہیں ان سے پہلے ان سے بھی زیادہ زور دار ملکوں میں کارہائے نمایاں کرنے والے لوگ تھے۔ جو انکار حق کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے تو کیا اب یہ لوگ بچ جائیں گے؟ یقیناً مذکورہ بالا بیانات میں اہل بل کے لئے اور کان لگا کر سننے والوں کے لئے کافی نصیحت و عبرت ہے۔ خداوند عالم نے حضرت آدم کو حضرت خاتم تک دینی کائنات کے آسمان و زمین چھ دن یعنی چھ ہزار سال میں بنائے ہیں۔ ایک دن خدا کی اصطلاح میں ایک ہزار سال کا ہوتا ہے ساواؤں ہزار حضرت خاتم کا دور تھا جو اور نبوت کا آخری زمانہ ہوا اور اب اس کے بعد قیامت کبریٰ کا یوم عظیم ہے جو سالارہ سے شروع ہو چکا ہے جبکہ اسرائیل وقت حضرت نینو علی محمد باب نے قیامت کا پہلا صدور پھونک دیا تھا۔ اور پھر حضرت ربّ آرائند نے دن را صورت اعظم پھونکا۔ خداوند عالم خلق پر خلق اور امت پر امت بناتا ہے۔ اس سے کبھی نکلتا نہیں ہے۔ مگر اہل حجاب طرح طرح کی ماہر ساز اور معرضانہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ سلم ایمان والوں کو ان سے پڑ سوزہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ نہایت استقلال سے دعوت حق میں مصروف رہنا چاہیے۔ وہ علم و اعتقاد کھپاتے رہنا چاہتے ہیں۔ خداوند قدوس کی شان و عظمت و تقدیر میں ظاہر ہونی چاہیے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قانون الہی کے مطابق ہر چیز کا اثر و کیمت

محبانہ تنبیہ و تاکید

فرق است میان آنکہ یارشش در بر

با آنکہ دو چشم انتظارشش بر در

وہ جو سب کا محبوبِ حقیقی ہے نہایت محبت کرتا ہے۔ اُس نے اپنی عنایت کے دروازے تمام جہان کے لئے کھول دیے ہیں وہ چاہتا ہے کہ بندے اُس کے خیمہِ فضل میں داخل ہو کر ابدی اطمینان حاصل کریں۔ نفس و ہوی کی قید سے آزاد ہو کر پاکبازی کی فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ جائیں۔ جس خرد و دس میں رحمت کے پھول ہلکے رہے ہیں۔ رحمانیت کی نسیمِ بالغراجل رہی ہے۔ جہاں ذاتِ اُولیٰ وحدت کے گیت گہری ہے۔ پتہ پتہ روحانی خوشی میں تالیاں بجا رہا ہے۔

اس گلشنِ حقیقت میں ہر دمِ جبینِ مسرت برپا ہے۔ محبوبِ حقیقی مایہِ ظہور سر پر رکھے ہوئے تختِ نور پر جلوہ فرما ہے۔ غیب و مشہود کے لشکرِ حاضر ہیں۔ روح الامین اس کے حضور میں ادب سے کھڑا ہے اور نہایت داکش آواز میں یہ اعلان کر رہا ہے۔ مبارک ہو ملکوتِ الہی کا ظہور ہو گیا۔ اور محبوبِ العالمین اپنے عرش پر جلوہ گر ہے۔ مبارک ہو ملاقات اور دیدار کا وقت آ پہنچا۔ عرفان کے راستے کھول دیئے گئے۔ سب عاشقوں اور عارفوں کے لئے صلائے عام ہے منظرِ مقدس کے ذریعے نو ظہور آشکار ہے۔ اہل نظر آئینہ نظر جمالِ حقیقی کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

ظہور ہوتا اور اپنے مقررہ وقت تک رشتہ پھیلا کر غروب ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح دنیا کا ایک روحانی دن تمام ہو کر پھر نئے طور پر اُفتابِ حق مشرقِ حقیقت سے نمودار ہوتا ہے اور نیا روحانی دن نکل آتا ہے۔ اس وقت بھی حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔ یہی وہ نوحہ ظہورِ حق ہے جس کا ذکر خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں یوں کیا تھا کہ ”خوب غور سے کان لگا کر سننا جس دن منادیِ الہی عرب کے قریبی ملک سے نذر بلند کرے گا۔ اُس دن لوگ آوازِ حق کی اور یہی وقت نئی زندگی میں نکل کھڑے ہونے کا ہوگا۔“ (۲۰)

چنانچہ حضرت بہاء اللہ نے عراقِ عرب سے ندائے حق بلند فرمائی۔ اور ارضِ مقدسِ فلسطین سے آخرون تک ندائے الہی دنیا کو نوازتے رہے۔ عراقِ عرب ایک طرف عرب کے ساتھ ملحق ہو کر مِصر کا قریب ہے اور فلسطین دوسری جانب کی عرب سے متصل اور فریضہ ہے۔ خداوندِ عالم نے خود وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کر دیا۔ اب بندوں کا فرض ہے کہ وہ پوری توجہ سے ندائے حق سنیں اور نئی زندگی میں اٹھ کھڑے ہوں۔ وعدہ الہی کے مطابق قوموں کی موت و حیات کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اب حیاتِ نو کا دوسرا شروع ہو چکا ہے اور قابلیت کی زمین سے نئی پودوں دار ہو چکی ہے نئی اجتماعیت کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اقوامِ عالم میں محشرِ انقلاب برپا ہے جو بالکل ایک قدرتی کارروائی ہے۔ اس کے موافق اور خلافتِ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ بھی وہی ہے جو ہمیشہ ظہورِ حق کے موافق اور خلافتِ دنیا میں کہا جاتا رہا ہے۔ جانتے والے سب جانتے ہیں۔ یہ دعوتِ حق جبرئیل نہیں منوالی جاتی۔ انشراحِ صدر اور عظم و عقل سے اس کا تعلق ہے۔ اب جنھیں قانونِ قدرت اور خدائی وعدہ و وعید کا دھیان ہے اور وہ تہر الہی سے خائف ہیں انھیں کلامِ حق کے ذریعے ہمہایش کی جاتی ہے تو وہ سبھی اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

انسوس۔ اگر تم پیغمبروں کے وعدوں میں شک کرتے ہو تو تم پر انسوس۔ اگر تم، روحانی دنیا سے غافل کر دیتے گئے ہو تو تم پر انسوس اگر تم صرف مادی چیزوں کو مطلوب و محبوب سمجھ بیٹھے ہو تو تم پر انسوس اگر تم اعلانِ ظہور سن کر بھی متوجہ نہ ہوئے تو تم پر انسوس۔ اگر تم نے ان باتوں کو بناوٹی سمجھا تو تم پر انسوس۔ خدا نے ربّ العزت کی قسم یہ باتیں سچ ہیں۔ اور زیادہ وقت نہیں گزر چکا کہ تم ان کی سچائی سمجھ جاؤ گے۔ ہر پیغمبر کی باتوں کو لوگ فضول اور بے بنیاد ہی سمجھتے رہے لیکن وقت نے بتا دیا کہ لوگ غلطی پر تھے اور پیغمبر جو کچھ کہتے تھے سچ کہتے تھے۔

محبت و صداقت کی قسم! تمہارا محبوب موعود تشریف لے آیا ہے۔ شک و اضطراب کی جھنور میں ڈپرو۔ عین یقین ہو دیکھو توحید، اقرار و اعتراف کے اور کوئی راہ نہیں اور اگر اس ظہورِ حق کو قبول نہ کرو گے تو تمام پیغمبروں کی طرف سے تمہارے دلوں میں بے اعتمادی پیدا ہو جائے گی۔

دلیل و محبت کی قسم! اگر حضرت بہار اللہ کا ظہور حق نہیں ہو تو پھر عالم میں کوئی ظہور حق نہیں ہے۔ جو کوئی اس ظہور کی صداقت کو زمانے کا وہ دنیا سے ہستی میں کسی ظہور کی صداقت ثابت نہیں کر سکیگا۔

اے صاحبانِ یقین! اگر دنیا بھر میں ایک بھی پرستارِ حق نہ ہو تو بھی ذاتِ حق کو نقصان نہیں۔ آفتابِ حقیقت اپنی ذاتی نورانیت میں کامل و مکمل ہے۔ وہ کسی کا عتاب نہیں سب اُنہی کے عتاب ہیں۔ دنیا والے اگر اس طرف متوجہ نہ ہو گئے تو اپنا ہی نقصان کر بیٹھے۔ دعا علینا آلا البلاء المبین

حجاب اٹھا دیا گیا۔ جلوہ محبوب بے نقاب ہے۔ برقی بجلی سے کمزور آنکھیں چکا چوند ہو رہی ہیں۔ پردہ ادا کیا میں رہنے والے گھبرا رہے ہیں۔ انبیاءِ الہام سے یقین کا آفتاب نکل آیا۔ حشرِ شہادت کی ٹانگیوں میں رہنے والے ٹھوکر ہیں کھارہے ہیں۔ منظرِ ظہور اللہ کا نمایندہ ہو اور سلطنت و عزتِ الہیہ کا مشاہدہ کرانے والا ہے۔ پھر بھی اہل حجاب نہ بگاڑ رہے ہیں اور اس پر طرح طرح کے بہتان لگا رہے ہیں جو مرث ان کے نفسانی پھندے ہیں جن میں وہ خود مگڑی کی طرح پھنس کر ہلاک ہو رہے ہیں اور انسوس کر انھیں اپنی حالت کی خبر نہیں۔

سماعت و بصارت رکھنے والو! کیوں نہیں سنتے اور کیوں نہیں دیکھتے! کیا تمہاری توبت سامعہ، مفقودہ اور توبتِ ابراہیم نابود ہو چکی ہے؟ کیا ہو کہ تمہیں خوش نہیں آتا اور تم اپنے محبوب کی جانب تیزی سے قائم نہیں ہڑھاتے؟ تمام پیغمبروں نے بشراتیں دی تھیں۔ تمام کتابوں نے خوش خبریاں سنائی تھیں تم سب بڑے شوق سے اپنے پیارے موعود کے منتظر تھے۔ اب جبکہ وہ ظاہر ہو گیا تم سب کچھ بھول گئے۔ کیا بات ہوئی کہ اب تم میں وہ شوقِ انتظار دکھائی نہیں دیتا۔ کیا تمہیں الہامی وعدوں میں شک ہو گیا؟ یا تمہاری دوسیں مادی کی غنودگی میں بہرستلا ہو گئیں؟ کیا تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور تمہارا محبوب نہ آیا۔ کیا اب تم اس سے ناامید ہو گئے ہو۔ سنبھل جاؤ۔ اٹھو۔ آنکھیں کھولو۔ دیکھو وہ محبوب سامنے موجود ہے۔ اگر تم نے یہ نذر نہ سنی تو تم پر انسوس۔ اگر تم نے یہ جلوہ نہ دیکھا تو تم پر انسوس۔ اگر تم اپنے محبوب کی لغات سے محروم رہے تو تم پر

شہودِ یومِ موعود انوارِ قیامت

نہایت خوشی کی بات ہے کہ فاضل مدیر المحدثیت نے مسند قیامت کے متعلق بحث کو اصولی طور پر اٹھایا ہے۔ چنانچہ اہل حدیث، ۱ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں اس بحث کو منع اور محقق کر دینے کے لئے موضوع بحث نئے سرے سے پیش فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

ہمارا عقیدہ از روئے قرآن مجید یہ ہے جسے ہم پہلے کئی دفعہ شائع کر چکے ہیں کہ روزِ قیامت ایک خاص زمانے کا نام ہے جس کے دو حصے ہیں۔ اول حصے میں سب اشیاء اپنی موجودہ حیثیات اور اشکال میں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصے میں لوگ قبروں سے نکل کر اپنے نیک و بد اعمال کی حساب کتابیں گے۔“

اہل تبارک کا اعتقاد ہے کہ روزِ قیامت سب اشیاء کی موجودہ حیثیات و اشکال کا فنا ہو جانا اور پھر جنوں کا زمین کی قبروں سے نکلنا، کلامِ الہی سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔ قیامت فنا سے عالم کا نام نہیں ہے۔ اس کا تفصیل کو کتب ہند، بیباکی میگزین اور سپر ہمبر میں بار بار ہو چکی ہے۔ اس بحث یہی ہے کہ کیا قیامت کو فنا سے کچھ تعلق ہے اور کیا واقعی روزِ قیامت تمام اشیاء فنا ہو جائیں گی۔ فاضل مدیر المحدثیت فرماتے ہیں کہ زمانہ قیامت کے دو حصے ہیں۔ پہلے

حصے میں فنا ہے دوسرے میں حشر و نشر، (المحدثیت، ۱ اکتوبر ۱۹۷۱ء) ہمیں اس سے قطعی اختلاف ہے۔ ہماری تحقیق میں قیامت اسی دنیا میں پیغمبر برحق کی لہنت سے برپا ہوتی ہے۔ قیامت میں دنیا کا فنا ہو جانا بالکل غلط ہے اور کلامِ الہی سے ثابت نہیں ہے۔ پس پہلی بحث یہی ہے کہ کیا قیامت میں دنیا فنا ہو جائے گی؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا فنا ہو جائے گی تو قیامت کا وہی مفہوم درست ہوگا جو عام مسلمان اور مدیر المحدثیت ملتے ہیں اور اگر قیامت کے دن دنیا کا فنا ہو جانا ثابت نہ ہو تو ہر عام مسلمانوں اور مدیر المحدثیت کا اعتقاد قطعاً غلط ہوگا۔ اس لئے ہم اسی نقطہ بحث کی متبع کرتے ہیں۔

فاضل مدیر المحدثیت قیامت کے دو حصے کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”پہلے حصہ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصے میں اللہ فی ابدال کا حشر و نشر ہوگا۔ قرآن مجید میں پہلے حصہ کو نفخہ اولیٰ اور دوسرے کو نفخہ ثانی سے تعبیر کیا گیا ہے۔“ (المحدثیت، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء)

دو نفخوں کا ذکر سورۃ زمر میں ہے۔ نفخہ اولیٰ کے بارے میں فرمایا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصُعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ صُور پھونکا جائے گا تو بندہ یوں اور پستی کے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ ہاں جسے خدا چاہے وہ بیہوش بھی نہ ہوگا۔ ہم

اس آیت مبارکہ میں صحت کی تفسیر فترت فرمادی، یعنی گھبراہٹ ہوئی۔ گھبراہٹ تو بھی ہو سکتی ہے جب لوگ زندہ موجود ہوں۔ بلکہ گھبراہٹ سے محفوظ رہنے والوں کی نسبت اسی آیت کے آگے فرماتا ہے دھمک من فترت یومئذ آمنون کہ وہ اس وقت گھبراہٹ کی مومن و مطمئن ہونگے (اور ظاہر ہے کہ جب پڑائے دین کے زمین آسمان ٹوٹنے ہیں اور نئی شریعت کا نظام جدید برپا ہوتا ہے تو تمام چھوٹے بڑے گھبرا اٹھتے ہیں) اس وقت مدعا یہ ہے کہ صحت کی تفسیر فترت خود خداوند عالم نے فرمادی ہے۔ اب نتیجہ خوب یاد رکھنے کا وہ آیت مبارکہ جس میں دلفنوں کا ذکر ہے لغتہ اولیٰ کے متعلق یہ تصریحات کرتی ہے (۱) اشیاء عالم کی فنا کا ذکر کچھ نہیں صرف ذوی العقول کا ذکر ہے۔ (۲) ذوی العقول کی فنا کا ذکر نہیں صرف بیہوش یا گھبراہٹ کا ذکر ہے۔ (۳) سب لوگوں کی گھبراہٹ کا ذکر بھی نہیں بلکہ بعض لوگوں کی گھبراہٹ کا ذکر ہے مختصر لفظوں میں یوں کہ لغتہ اولیٰ میں کچھ لوگ گھبرا جائیں گے اور کچھ لوگ اطمینان سے رہیں گے۔ اس سے فناء عالم یا اشیاء موجودہ کی اشکال ہیئات کا فنا ہو جائیگا؟ اور کیسے ثابت ہوا۔ لا ائذ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جب اس آیت مبارکہ میں میں لغتہ اولیٰ و لغتہ ثانیہ کا ذکر ہے ایسے صریح الفاظ موجود ہیں جو لغتہ اولیٰ میں فنا کے خلاف اور لوگوں کے موجود اور مطمئن رہنے کا اعلان ہیں تو ایسی نفسِ قطعی کے مقابلے میں یہ کہنا کہ لغتہ اولیٰ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی نہایت بے میناد اور سراسر غلط ہے۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ لغتہ اولیٰ میں بھی لوگ زندہ موجود و مطمئن رہیں گے تو یہ تعریف ہر تسلیم کے قابل نہیں کہ لغتہ اولیٰ میں فنا ہوگی اور لغتہ ثانیہ میں حشر شر۔ چونکہ یہ بنیادی مہم جوئی اس لئے قرآن مجید میں جس قدر آیات نوح صور کے متعلق ہیں ان میں درحقیقت کرنا کہ بعض تو فنا کا بیان کرتی ہیں اور بعض حشر نشر کا۔ یہ خیال کسی طرح درست نہیں۔ فنا کا کبھی

اس آیت بتفصیل سے پہلے مہنا میں روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب پھر خلاصہ عرض کرتے ہیں کہ اس آیت میں چند صریح الفاظ ایسے ہیں جو قیامت میں فنا سے عالم کے بالکل خلاف، اشیاء عالم کی موجودگی کا اعلان کر رہے ہیں (۱) صلیق جس کے معنی بے ہوش ہونا ہیں۔ فنا اور مسدوم ہونا یا ذرات میں تبدیل ہو جانا نہیں ہیں۔ بیہوشی کا لفظ کھلا ثبوت ہے کہ لوگ موجود رہیں گے۔ فنا نہ ہونگے۔ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں تجلی طور کے ذکر میں فرمایا ہے دختر موسیٰ صلیقا کہ حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر ہرگز نہ تو کیا بیہوش ہونے سے مراد ہے کہ حضرت موسیٰ کا وجود فنا ہو کر ذرات میں تبدیل ہو گیا اور وہ معدوم ہو گئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ حضرت موسیٰ دلیس ہی موجود تھے جیسے پہلے تھے۔ پس لفظ صلیق عقیدہ فنا کے خلاف بیچ بیچ کر کہہ رہا ہے کہ قیامت کے لغتہ اولیٰ میں فنا ہرگز ہرگز نہیں ہوگی۔ (۲) اس آیت مبارکہ میں دوسرا مفہوم اور صریح لفظ مٹنے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ صحت قیامت کا تعلق صرف ذوی العقول سے ہے کیونکہ لفظ مٹنے لسانِ عرب میں ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ تو یہ بھی ہر گز پھر لغتہ اولیٰ میں اشیاء عالم کی فنا کے خیالی سوراخ کو بند کر رہا ہے بجا رہا کر کہہ رہا ہے کہ یہاں اشیاء عالم کی فنا کا ذکر تک نہیں۔ (۳) اس آیت مبارکہ میں لفظ اکلا استثنائیہ تیج پر نہ کی طرح فنا و عالم کے عقیدہ موجودہ کا سر کاٹ رہا ہے اور باوجود بلند کہہ رہا ہے کہ لغتہ اولیٰ میں اشیاء عالم تو درکنار سب انسانوں کے بیہوش ہونے کا خیال بھی سراسر غلط ہے بلکہ یہ لوگ ہونگے جو شیت الہی کے ماتحت باپرش و مطمئن ہونگے۔ چنانچہ اس امر کی تفصیل و تشریح قرآن مجید نے یوں فرمائی کہ دویوم یبفر فی الصور ففرع { اور بعد صدمہ بچو بچا جائیگا تو بلند یوں من فی السموات ومن فی الارض اکلا من شاء اللہ } اور پتی لے لے گھبرا جائیں گے اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو خدا کی مشیت کے ماتحت (سورہ نحل ۶) گھبرا ئیں گے بھی نہیں۔

یہی حقیقت کو دعوتِ دہلی کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورہ قمر میں
اشارہ ہے۔

یوم یبعث الذی علیہ الشیخ شکر { جس دن دہلی ایک نئی چکر کی طرف منور ہوگا۔
شادی سے مراد پندرہویں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موسیٰ کی
زبان پر کہا گیا ہے ”وَبَنَّا آتَمْنَا سِمَکُنَا سَادَیًا یَسَادِیَ لِلْمَلِیْکَانِ“
اے ہمارے مولیٰ! ہم نے اُس شادی کی آواز کو سن لیا جو ایمان کیلئے باریک
یہی ذائقہ الہی کو سن کر قبول کرنے والے مومن فزعِ اکبر سے مستثنیٰ اور پیش
دے خبری سے محفوظ ہیں۔ اور اُتی لوگ بڑی گھبراہٹ میں گرفتار اور
بے خبری دے جی کا شکار ہیں۔ سداوندِ عالم فرماتا ہے ”ذوہر فی
مسکر تھعل لیمھون۔“ اے رسول! انھیں ان کی بیوٹی میں پکڑتا
ہوا چھوڑ دے۔ اسی بات کو قیامت کی بکری کی نسبت سورہ حج میں یوں ذکر فرماتا ہے
وَتَرٰی النَّاسَ سٰکِرٰی { اور تو لوگوں کو بے ہوش دیکھے گا اور
دماھم بسکا دی! لکن وہ بے ہوش نہ ہونگے۔ مگر خدا کا عذاب
عذاب اللہ شدد ید { نہایت سخت ہوگا۔
یعنی خدا سے دوسری دھجوری اور غفلت ایک عالمگیر عذاب کی
صورت میں نمایاں ہوگی۔

وَاَنْذِرْ عَنِ الرَّحْمٰنِ { ہرگز نہیں وہ تو لوگ اپنے چورنگار سے
یومئذٍ المحجوبون { محبوب و محروم ہونگے۔

خداوندِ عالم سے بُد اور محرومی سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں سب
عذابوں کا اصل عذاب یہی ہے۔ لیکن مفسرین اور سکا دی مہففت کے نشے
میں جہر میں حیرت کے پتھر میں پڑے ہوئے اس حقیقت کا احساس نہیں
کر سکتے۔ یہی انصاف کی حقیقت ہے۔ عجیب بات ہے کہ اس حقیقت کو ہر عقلی
اُمت اپنے سے قبل کی امت کے متعلق خوب سمجھتی اور اعلان کرتی ہے مگر اپنے
عق میں اس احساس سے محروم ہے سچی بیہودیوں کو۔ مسلمان سمیوں کو
بے ہوش دیکھ اور مان رہے ہیں کہ انھوں نے حضرت سچ اور حضرت رسول کے

ذکر ہی نہیں۔ بلکہ قرآن مجید پر آزاد و غور کیجیے۔ کلامِ الہی کے مرتب
الفاظ ہوتے ہیں ایسی غلط فہمیاں والہ قیامت کی بے ہوشی سے پھر
ہم غصہ و غصہ کی دیگر آیات قرآن کو مدنظر رکھ کر دیکھتے ہیں تو صامت و صبح
اور ثابت ہوتا ہے کہ نفعِ صہور اس دنیا کے موجود ہونے سے دے دے ہوگا۔
اور اس کا فائدہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً سورہ کہف میں فرمایا کہ ایاچہ
ما جوج ذوالقرنین کی لگائی ہوئی روک میں قیامت تک بیٹھ کر۔ اور یومِ موعود
وہ ایک دوسرے پر پل پل کریں گے۔ اور صو و بچہ کا جائے گا تو ہم سب کو
اکٹھا کر دیں گے۔ ”اس آیت میں صامت ہرگز ان قوموں کے دنیا میں رہتے ہیں
یہ نفع مند ہوگا جو مسئلہ طور پر نفع، اولیٰ ہے۔ مگر اُن نفع، اولیٰ میں فنا کا ذکر
معلق نہیں۔ سب کو جمع کرنے کا ذکر ہے۔

نیز سورہ یسین ۷۱ میں فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایک آواز کا انتظار کر رہے
ہیں جو انھیں الہی حالت میں آئنگی جب آپس میں جھگڑتے ہوئے تو نہ کچھ
دھتیت کر سکیں گے نہ گھر لوٹ سکیں گے اور صو و بچہ کا جائے گا سو یہ
لوگ گردھوں سے غل کر اپنے پروردگار کی طرف چلیں گے۔ یہاں بھی دنیا کی
زندگی میں رہتے ہیں جو آواز صو و بچہ سنیں گے اس کا ذکر ہے جو نفع، اولیٰ
ہے نہ کہ نفع، ثانیہ۔ مگر اس نفع، اولیٰ کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گردھوں
نکلنے کا ذکر ہے فنا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

انصاف کی حقیقت

صو و بچہ سے نکلنے والی کا بلند ہوا مراد ہے جو شادی حق یعنی پندرہویں
کے ذریعے ہوتا ہے چنانچہ سورہ قمر میں صو و بچہ کے ذائقہ شادی اور
آواز حق کہ صو و بچہ کی تفسیر فرمادی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

وَاَمْسِیْ یَوْمَ یُنَادِیُ الْمُنَادُ { خوب توجہ سے سننا جس دن شادی الہی
میں مکاتیبِ قریب یومئذٍ { نہ اہل نہ کرے گا۔ قریب جگہ سے جس
الضیحة بافوق ذلک یوم المحجوب { ان لوگ آواز حق نہ سنے گی یہی ظہور کا دن ہے

قرآن کی تفسیر و تفسیرین نے عاکرے میں لعنت عرب کی پابندی کی جاتے ہیں
مباری صاحب نے صحت لفظوں میں امرات کیا ہے کہ فرقہ بہالی لعنت کی
پابند ہے۔ (المحدث، ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

اب ہم قرآن مجید کے لفظ دکت پر لعنت عرب سے روشنی
ڈالتے ہیں اور اس کی حقیقت بتاتے ہیں۔ عربی کی شہور اور زبردست
کتاب لعنت لسان العرب کے حوالے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔
"و اصل الذک الکسر" دکت ہل میں توڑنے کو کہتے ہیں۔
"الذکۃ والدکۃ الذی یقع علیہ" دکت اور دکان
چوڑے کو کہتے ہیں۔ "ارض حد کوکتۃ اذک غرھا الناس" اس
زمین کو ٹکڑا کر کہتے ہیں جس پر آدمی بیت ہوں "تدک علیہ القوم
ان دحمو" تھک جو دکت سے ہی بنا ہے اس کے معنی ہیں کہ کوئی
کا اڑد حام ہو گیا۔

عربی لغت کی معروف کتاب قاموس المحیط کے حوالے ملاحظہ فرمائیے۔
"الذکۃ الدق والهدم" دکت یعنی کڑا اور گراؤ و المستوی
من المکان "ہوار بکد" رستہ دیکھو الارض و ہبوطها
زمین کی اونچی نیچی جگہ کو بلبر اور ہوار کر دینا۔ "والذکۃ والدکان
بناءً یسطع اعلالہ للمقعد" دکت اور دکان وہ جگہ جس کا اونچا
حصہ بچھے کے لئے سطح مستوی یعنی ہوار بنا لیا جاتا ہے۔

نیز ملاحظہ ہو کتاب منار الفیض :-
"الذکۃ الدق وقد دکت ضربہ و کسرہ حتی سواہ بالارض"
دکت یعنی کوشا۔ دکت کے معنی یہ ہیں کہ اس پر چوٹ لگائی اور
اُسے توڑا یہاں تک کہ اُسے زمین سے ملا دیا۔

قرآن مجید کی لغات پر امام رائف کی فاص کتاب المفردات
فی غریب القرآن میں لفظ دکت کے معنی ملاحظہ فرمائیے۔
"الذکۃ الارض اللینۃ السہلۃ" دکت نرم و خوش آئند زمین

ظہور برحق کو نہ پھانا۔ اسی لئے انھیں قرآن مجید میں صسم۔ بکتم عسی
اور بلے چوٹ کہا جاتا ہے

نفع اولیٰ پر ایک اور نظر

فاضل مدبر الہدیت نے آیت مبارکہ حَبَلَتِ الارض والجبال
ندکتا دکتۃ واحده کو زمین کے ٹاہنے اور پہاڑوں کے
ریزہ ریزہ ہوجانے پر مترشح بلکہ اصرح بتایا ہے۔ اور اس کے متعلق لکھا ہے
کہ قیامت کے پہلے سحیح کا ذکر اصرح طور پر مذکور ذیل آیات میں ملتا ہے
فاذا فُجِعَ فی الصُّورِ نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَحَبَلَتِ الارض والجبال
ندکتا دکتۃ واحده فیومئذٍ وُقِدَتِ (الواقعة ۱۰۱ تا ۱۰۲)
اس بیان سے اصرح طور پر معلوم ہوا کہ دکت الارض کا دکت نفع اولیٰ
میں ہوگا۔

اب ذیل آیت مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیے کَلَّا اِذَا ذُکِّرَتْ (الارض
دکتا دکتۃ وَّحَبَلَتْ رَدَبَکَ وَالْمَلِکَ صَفَاً صَفَاً وَحَجَّ یَوْمَئِذٍ
بیچھٹم (سورۃ فجر) خبردار جب زمین ریزہ ریزہ کر دی جائیگی
اور تیرا رب اور فرشتے صفت بصفت آئیں گے اور اس دن جہنم لالی جائے گی
اس آیت میں دکت الارض کے ساتھ ہی رب اور فرشتوں کا آنا۔
اور جہنم کا لایا جانا مذکور ہے جو فاضل مدبر الہدیت کے نزدیک نفع ثانیہ
ہوگا۔ حجر نفع اولیٰ میں جو میرزا اصرح ہے یعنی دکت الارض وہ یہاں
نفع ثانیہ کے حالات میں ذکر ہو رہی ہے۔ اس سے صحت ثابت ہوا کہ
نفع اولیٰ اور نفع ثانیہ میں یہ فرق ہے کہ نفع اولیٰ کا نفع ہے اور نفع
ثانیہ میں جنت و جہنم ہوگا درست نہیں ہے اور جب فنا عالم قطعاً
ثابت نہیں ہو دکت الارض والجبال سے فنا نہ کر مراد نہیں ہو سکتی
اب لعنت عرب کی میزان لیجئے

فاضل مدبر الہدیت فرماتے ہیں "ہم چاہتے ہیں کہ جس بات کا بہانی ہو
ہم سے تقاضا کرتے ہیں ہم بھی ان سے اسی کا تقاضا کریں" وہ یہ کہ

لکین عام غلط عقیدے کی بناء پر نہ صرف آیات قرآن کے منہم پر حجاب ڈال دیا گیا بلکہ حقیقتِ کثرت کو بھی متزلزل نہ رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قیامت کا مسئلہ ایک گورکھ دہندہ بنا دیا گیا۔ جسے قرآن سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جو لغت عرب کی میزان پر بالکل وزن سے خارج ہے۔ پھر

لغت عرب کا ایک اور پہلو

ملاحظہ فرمائیے کتاب "اقترب الموارد"۔

ارض - کل ماسفل فہو ارض - عربی چیز کو "ارض" کہتے ہیں عمارت عربیہ۔ يقال من اطاعنی صحت لک ارضاً - جو میری بات میں اس کے لئے "زمین" ہو باؤں کا۔ اردو فارسی میں اسے مویج کے لئے کہا جاتا ہے۔ "دیدہ دل فرزند راہ" کل ماسفل کا ایک منہم "مکت" بھی ہے۔ ارض عربی چیز کو کہتے ہیں۔ تو یہ لفظ روحانی دینی یعنی پرہیزگی اطلاق پا رہا ہے۔ چنانچہ خدا نے تعالیٰ قرآن مجید میں فرمایا ہے دلوشتنا لروحنا کا بھاؤ لکنتہ اخذہ الی الارض راتبع ہواہ ()

ہماری شہیت کے مطابق ہوتا تو ہم اسے آیات کے ذریعے بلند مقام دیتے۔ لیکن وہ شخص خود ہی بستی کی طرف تھک گیا۔ یعنی نفسانی خواہشوں کا تابع ہو گیا۔ جبال - جس طرح زمین کو "ارض" اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قدموں کے نیچے رہتی ہے کیونکہ ارض کے اصل معنی کل ماسفل یعنی عربی چیز میں زمین بھی اس کا ایک مورد و مصداق ہے۔ اسی طرح لفظ جبل پر غور فرمائیے جبیل کے اصل معنی میں مضبوط۔ اور بڑے پتھر کے منہم ہے۔ اسی منہم در حقیقت کے لحاظ سے پہاڑ کو بھی جبیل کہا جاتا ہے۔ يقال للرجل اذا کان غلیظاً انه لحد وجبلۃ (لسان العرب) "ذو جبلۃ" اس شخص کو کہتے ہیں جو موٹا ہو۔ الجبل کل وقد عظم رطال "وسید القوم والمہم دتا مونس المیط" جبیل "زمین کے ہر ایک اُس حصے کو کہتے ہیں جو بڑا اور اونچا ہو اور قوی سردار اور عالم کو بھی کہتے ہیں۔ سید القوم والمہم يقال فلان جبیل قوۃ" (محیط الحیا) سردار قوم اور عالم قوم کو سبیل کہتے ہیں۔ علامہ

دند درکہ درکا - قال تعالیٰ "درکہ" درکا یعنی اسے نرم کر دیا۔ خدا کا دھمکتا الارض والجبال فرماتا ہے اور زمین و جبال اٹھا کر جائیگے خدا کے ساتھ درکہ و لحدۃ تو وہ کیاں نرم کر دیتے جائیگے۔ اور وقال ودرکہ الجبال درکا؟ فرمایا ہے دھمکت الجبال درکا یعنی پہاڑ اسی بمثلۃ الارض اللبۃ نرم زمین جیسے کر دیئے جائیگے۔ اور وقال اللہ تعالیٰ فلما تجلی ربہ للجبیل جعلہ درکا - اسے نرم کر دیا۔ اور اسی لفظ درک و ومنہ الدکان والدکان دکان ہے اور درکا اک "نرم کر دیا" دمل لنبۃ وارض درکاۃ کہتے ہیں ارض ارض درکا یعنی پہاڑ زمین مساواتہ والجمع الدکات اس کی جمع "دک" ہے اور اس اونٹنی کو دنا فکہ ودرکاۃ لاسنام لھا بھی درکاۃ کہتے ہیں جس کے کوہان نہ ہو تشبیہا بالارض الرکاء "ارض درکاۃ" پہاڑ زمین سے تشبیہ کی بنا پر اسی اونٹنی کو درکاۃ کہا جاتا ہے۔

خلاصہ لغات

"درک" کے معنی توڑنا۔ کوٹنا۔ گرانا۔ پہاڑ کرنا۔ نرم و خوش آئینہ۔ آئینہ مرکوک "پہاڑ زمین اور وہ زمین جس پر بہت آدمی جمع ہو جائیں۔ اب اس بناء پر قرآن مجید میں جہاں جہاں ارض و جبال کے متعلق درک آیا ہے وہاں لغوی ظاہری مادی معنی یہ ہونے لگا کہ زمانہ موعود میں زمین کی اونچائی بچائی توڑ کر پہاڑ کر دی جائے گی۔ زمین پہاڑ ہو جائے گی اور اُس پر آدمیوں کی کثرت ہو جائے گی۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جو لغت عرب میں صحت و صریح ہیں۔ تہمت کے پٹھے اور زمین اور پہاڑوں کے صحت و پہاڑ اور آباد ہونے کی خبر ہے جو اس زمانہ موعود میں تمام دنیا کی آنکھوں کے سامنے واقع بن کر مدخل ہے۔ مگر ہمیں قرآن نے لفظ درک پر بڑی نظر نہیں رکھی۔ درک میں توڑنے اور کوٹنے کے ساتھ یہ منہم بھی ہے کہ پہاڑ بنا دیا جائے۔ نرم و خوش آئینہ کر دیا جائے۔ اس پر آدمی زیادہ چڑھ جائے

لبس - المستوق للکین - اتخاذا البسیه - داوسال المال
فی البلاد ولعل یقہا (قاموس) بس کے معنی ہیں آہستہ ہانکنا۔
میہ پانی میں ستو ملاتے ہیں کسی یزیدی کے سامنے بنانا۔ شہروں میں مال صحیبا
اور جگہ جگہ کرنا۔

وفی الحدیث جار اهل الیمن یتبون علیا لہم ای
کانوا لیسو قوہم (معزات رانیہ)
حدیث میں ہے اہل یمن اپنے اہل دیال کو ہانکتے تھے لائے۔
ہیں کے لئے یہاں لفظ "یتبون" استعمال ہوا ہے۔

بست الجبال بساتی قتیقت ارسیت وصیقت
کما تبس الابل (کنز العلوم والفتیہ) پیادہ بگڑے کئے جائیے
یا علاقے بائیں میسے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

نسبت - نسبت التریح اقلعتہ والزلزلۃ (معزات رانیہ)
نسبت کے معنی اُکھڑنا اور جگہ سے ہٹنا ہیں۔
قاع - المستوی من الارض (منہ والصحاح)

صفصف - المستوی من الارض کا تھلعلی صفت واحد (معزات رانیہ)
قاع اور صفصف کے معنی ہیں سیدھی زمین اور تہوار جگہ۔

لُغَتِ عرب کے مطابق آیات کے معانی

اب ہم ان آیات کو لے کر جن میں فاضل مدبر الحمدیث نے فرائے عالم کے ثبوت
میں پیش کیا ہے لغت عرب کے مطابق ان کے معانی لکھے ہیں۔ وہ آیات یہ ہیں۔
(۱) فَاذْلُغْ فِی الصُّورِ نَفْخَۃً وَّاحِدَۃً وَحَمَلْتَ الْاَرْضَ وَالْجِبَالَ

فَدَسَّطْنَا دَکَّةً وَّاحِدَۃً (ماقہ) (المحدث) مرجع ۱۳۴۵ھ

(۲) اِذَا رَجَبْتَ الْاَرْضَ رَجًّا وَبَسْتِ الْجِبَالَ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا
(واقف) (المحدث) ۱۳۴۷ھ (۲۷ ستمبر ۱۳۴۷ھ)

(۳) وَبَسَّطْنَا ذٰلِكَ الْجِبَالَ فَقُلْ یَسْمَعُهَا رَفِیْ سَمْعًا فِیْ ذٰلِهَا
فَاعَامَا صَفْصَفًا لَا تَرٰی فِیْهَا عَوْجًا وَلَا اَمْتًا (پ ۸)
(المحدث) ۲۷ ستمبر ۱۳۴۷ھ

کہ فلاں آدمی اپنی قوم کا جبل ہے۔ یَقَالَ مَلَاَئِکَہُ جِبَلٌ مِّنَ الْجِبَالِ
اذا کاؤ عزیزاً (لسان العرب) عرب میں محاصہ ہے کہ معترضان
کے شعلے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ کیونکہ لفظ
جبل کی معنی ہے پہاڑ اور مضبوطی ہے جو مادی طور پر پہاڑوں میں پائی جاتی ہے
اس لئے پہاڑوں کو جبال کہتے ہیں۔ بمعنی طور پر سرداران قوم میں پائی
جاتی ہے انھیں زبان عرب میں جبال کہتے ہیں۔ چنانچہ معنی مضبوطی اور
اخلاقی بندگی کی بنا پر مومنوں کو خداوند عالم نے جبال کہا ہے۔ سورہ احزاب
میں ارشاد ہے :-

وَإِن کَانَ مَکْرَہٌ لِّمَنْزُولِہِمْ لَیْسَ لَہُمْ
مِنَ الْجِبَالِ ۔ { مخالفین میں کی ساری مکر و تدبیر اسی لئے ہے
کہ اس کے نیچے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں }

یہاں مستطور پر جبال سے مراد مومنین ہیں۔ کیونکہ زمین
پہاڑوں کو جگہ پر رکھنے کیلئے کافروں نے کوئی مکر و تدبیر نہ کی تھی۔ اس
آیت میں جبال سے احکام شریعت اسلام بھی مراد لئے گئے ہیں۔ چنانچہ
تفسیر طبرانی میں لکھا ہے :-

دقیق شریعۃ الاسلام المشبہہ اس آیت میں جبال یعنی پہاڑوں سے
جہا فی القراءۃ والاشبات { مراد احکام شریعت اسلام بھی لئے گئے ہیں جو
(سورہ ابراہیم) قراءات میں پہاڑوں کی مانند ہیں۔

خلاصہ لغات

ارض کے معنی بقیہ بھلی چیز۔ تحت۔ **جبال** سے مراد سرداران قوم
علاء مومن، احکام شریعت،

لغات ذیل بھی یاد رکھیے :-

رج - التجاہت والتخلک والاحتراز والحسب ونباء انباء
(قاموس) رج کے معنی ہیں ہٹنا۔ ہٹنا۔ مجھوٹا۔ بند کرنا۔ دروازہ بنانا۔
تخلک الشیء وان عاجلہ وجبرجۃ الاضطراب (معزات رانیہ)
کسی چیز کو ہٹا کر اُکھڑنا۔ رجرجہ اضطراب کو کہتے ہیں۔

پیاروں کو اکیر دیا۔ اور ان کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ سو ان اکیر ٹپے چلے اور اٹھاتے ہوئے پیاروں کو ایسی ہوا دیا کہ وہ گدگدے ہوئے۔ جس میں اونچے نیچے گڑھے اور بلی پڑے ہوئے دکھائی دیتے۔ چنانچہ موجودہ تمدن و تعمیرات میں ان باتوں کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

دوسرے پہلو سے یہ سنی ہوئے کہ یہ بڑے بڑے لوگ جو دعوتِ حق کی راہ میں جانیں دے چکے ہیں۔ جواب میں فرمایا میرا رب انھیں جڑ سے اکیر دے گا اور زائل کر دے گا۔ پھر انھیں کو ہوا دیا کہ وہ ان کے سب بلی گال کر سیدھا کر دے گا۔ ان میں ٹیڑھا پن نہ رہے گا۔ وہ نہ ذات سے کسی کے ساتھ ٹھکرائے جائیں گے نہ کہ بڑے سے سزا پہنچے۔ تمام اعمال میں طریقہ مستوی پر ہونگے۔ چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ آیت میں فرماتا ہے۔

یومئذ یستویون الذل علی الاعوج لہ۔ اُن دن وہ راست کار و باغی کی پیر کی گزیر۔

چند اور آیات

اس سلسلہ میں اب ہم چند اور آیات کے عقائد پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ سورہ نازک میں فرمایا کہ قارعہ یعنی دنیا کی بڑی مصیبت جب آئے گی (جو اب عالمگیر جنگ کی صورت میں آئی ہوئی ہے) تو لوگ پیچھے ہوتے چنگوں کی طرح ہونگے جو اکٹھے ہو کر ٹک میں جا پڑے ہیں۔ اب بھلی ماں بگ میں انکھوں سے دکھائی دے رہا ہے۔

قارعہ کے معنی ہیں الشدائد من شدائد اللہ (سورہ زمر آیت ۲۱) عالم کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت۔ (تفسیر جہاد صنفوا قارعہ) (روایت) ان کی دستکاریوں اور کرتوتوں کی وجہ سے انھیں مصیبت آجیگی۔ سورہ نازک کی آیت میں یہ فرماتے ہیں کہ لوگ چنگوں کی طرح پیچھے ہونگے (فرماتا ہے اور جہاں یعنی جڑ سے لوگ ٹھکی ہوئی اُن کی طرح ہوجائیں گے۔

کالصفوف المندوب فی حقہ حیرھا (جو اپنی حرکت میں بھلی ہو کر زمین تک جاتی ہے) حتیٰ تستوی مع الارض (اس طرح جڑ سے ٹھکی ہو کر زمین تک جاتی ہے) (تفسیر طبرانی)

اس کے بعد فرماتا ہے جس کی میزائیں بھاری ہونگی وہ خوش زندگی میں رہے گا۔ اور جس کی میزائیں بھلی ہونگی تو اُن کی ماں باوی ہوگی۔ اور جانتے ہو یا نہ جانتے ہو؟

(۳) انا لجاللون ما علیہا صحیبا آجورنا (آجورنا) (پہرہ پہنے ہوئے)۔ آپ ہم اپنی آیت مبارکہ کے معنی و مطالبہ لبّ لبّ کے تحت لکھتے ہیں نعماتِ ہمیں مسطور گذشتہ میں لکھ چکے ہیں انھیں خوب توبہ سے سامنے رکھیں اور کلام حق کو سمجھیں۔

جب ایک بار تصور چوکا جائے گا اور حق اور پیارا اٹھائے جائیں گے۔ ہمارے جانیں گے تو دونوں کو شکریاں بھرا کر دیے جائیں گے۔ نرم و خوش بنیں بنا دیے جائیں گے اور اُن پر آدمیوں کی آبادی زیادہ ہو جائے گی۔

دوسرے پہلو سے یہ سنی ہوئے۔ جب امتِ لوگ اور مردارانِ قوم اپنی اپنی جگہ سے اٹھائے جائیں گے۔ ان کی قوتِ نوذوی ہائے گی۔ مسلمانین اور علماء اہل بیت سے گرا دیے جائیں گے۔ احکامِ شریعت سابقہ زائل ہوجائیں گے۔ چنانچہ یہ واقعات آجکل دنیا کی نظر کے سامنے ہیں۔ ہمارے دیکھنے دیکھنے کئے بارشاکر گئے شریعتِ اسلام کے احکام زائل اور ساقط اہل ہو گئے۔ روز بروز یہ واقعات شدت حاصل کرنے جارہے ہیں۔

جب زمین کو ہلکا کر اکیرا جائے گا۔ اس کے دروازے بنائے جائیں گے۔ اور پیاروں کو چھوڑ کر ان کے گھر سے نکال دے گا اور ایک دروازے کر دیے جائیں گے کسی چیز میں تصویر کر زمین سے بھرا کر دیے جائیں گے۔ پیسے پیارے چھوڑے ہوئے چھروں کو ڈاکٹر یا سینٹ میں تصویر کر سرکوں اور تعمیرات میں لگا دیے ہیں سینٹ خود پیارے چھروں سے بنتی ہے۔ ان پیاروں کے گھر کے مال کی طرح ختم شہروں میں پیچھے جائیں گے۔ اور بگد کر دیے جائیں گے۔ مہیا کہ آجکل بڑے زور سے یہ کام ہو رہا ہے ایسا کہ دنیا کی آنکھ نے آجکل اس شان سے یہ کام کبھی ہونے نہ دیکھا تھا۔ دوسرے پہلو سے یہ سنی ہوئے کہ امتِ اور بے لوگ قوم مضطرب ہونگے اور بڑے بڑے لوگ ہائے جائیں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں کتنے بادشاہ ہائے دیکھے گئے اور آئندہ بھی ہائے جائیں گے۔ ابھی تو ابتدائے قیامت ہے۔ اے اے اے دیکھے ہوئے ہے کیا۔

تجھ سے پیاروں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ اس سے کہہ دو کہ میرا رب

بھوکھ ہوئی آگ ہے تیزان کے معنی ہیں جس سے چیزوں کی مقدار معلوم کی جلتے
 ہر شخص کی میزانیں اس کی اور لگا تو میں ہیں جن سے وہ سب چیزوں کی مقدار معلوم کرنا ہر
 اس مصیبت کے زمانے میں ہر شخص کی دراک کی قوتیں وزن دار ہونگی وہ حالات میں کا مایاب
 ہوگا اور میں کی اور لگا تو میں ہے وزن ہوگی وہ مصیبت کی بھوکھ ہوئی آگ میں پڑ جائے اور
 وہ آگ اکی ماں ہوگی یعنی اس کی گوشتیں ہل کر لئے ہوش آئیے یا رہنا چاہئے۔

پتہ سورہ نبا میں خداوند عالم فرماتا ہے کہ فیصلہ کا دن ایک غرور دہشت ہر جس دن
 صحر ہو جائے گا جانیگا۔ سو تم لوگ تو میں بن کر آؤ گے اور فضاں بلند کی بندش اور شکل اندر دہی
 جائے گی۔ تب بلند میں اور اوس ہو جائیے یعنی مختلف مقامات پر پہنچے اور جانے کے
 فضاں راستے بن جائیے اور پہاڑ اپنی جگہ سے چلا دیئے جائیے تو وہ سراب ہو جائیے۔
 تہذیب حالات کے لحاظ سے لغوی اور ظاہری معنی میں سارا کے کھلنے کا نفاذ ہوندا
 پر ہوائی جہازوں کے پرواز کی صورت میں موزار ہے۔ سارا کے لغوی معنی بستی تو بخیر
 میں بھی ہیں۔ ”کافعا یصدق فی السماء“ حوالہ ششخص یعنی بستی کی بستی میں
 اور چار چوہہ دہا ہے۔۔۔ مابک کے معنی کسی جگہ جانے کا راستہ وہ لید میں تیزان لید
 میں تو فتننا علیہم الابواب کھلی گئی۔ ہم نے اپن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے
 یعنی راستے اور ذریعے ہیں سے چیزیں مل جو۔ دہوائی پہلو سے یہ معنی ہوتے کہ آسمان
 فیض الہی کے دروازے کھول دیئے جائیے اور جبال پہاڑ اپنی جگہ سے چلا دیئے جائیے
 تو وہ سراب ہو جائیے۔ جبال بڑے بڑے لوگ جن میں ملے امت مرحومہ بھی غرض ہیں

ہیں کی مٹیوں سراب کی مانند رہ گئی ہیں۔ سراب اس رنگہ دار کہتے ہیں جسے پیا سا
 دوسرے دیکھ کر اپنی سمجھا ہے مگر اس جاکر دیکھتا ہے تو زاریت ہی ریت ہے یہ کینیت
 آؤ ملاؤ زمانہ کن ہے کہ غنیمت اور مرحمت کے پیا سے دوسرے اس میں علم عرفان کا پانی پکھتا ہوا
 خیال کرتے ہیں مگر جب ان کے پاس جائے ہیں تو رنگہ دار اور ادم کے سوا کچھ نہیں پاتے
 پیا سے محروم دمالیوں اور تشدد ہی رہ جاتے ہیں۔ آج تمام اقوام کے لیدر کا یہی
 حال ہے کہ نہایت پکھتا ہوا قومی پیاں کو بچانے والا پانی لوگوں کو دوسرے ان کے پاس
 دکھائی دیتا ہے مگر بجز بد اور شاد ہر نہایت پتہ ہے کہ ریت کو پانی سمجھ رہے تھے۔
 مختلف اقوام کی تحریکات اور ان کے علماء اور لیدروں کی تدابیر و توجہ و تعلیمات

آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔“

سورہ نبا میں اقوام کے لیدروں کی مرالی کینیت کو بیان فرمایا تھا
 سورہ غلہ کی اس آیت مبارکہ میں بھی ان کے متعلق یہی فرمایا ہے وہ دیکھیں
 تو جیسے ہوتے دکھائی دیتے لیکن درحقیقت وہ بیکے بادل کی طرح ہوں۔
 اُڑتے ہوئے۔ فی الحقیقت آج علماء زمانہ کی یہاں حالت ہے۔ نیز جبال سے
 مراد احکام شریعت سابقہ بھی ہیں۔ ان کی بھی یہی کینیت ہے کہ دیکھیں میں تو
 بڑے مضبوط اور قائم۔ کتابوں اور لوگوں کی زبان پر چمے ہوتے ہیں مگر حقیقت
 میں وہاں کے ٹکڑوں کی طرح پراگندہ ہو کر موجودہ زمانہ کی فضا سے اڑنے
 چلے جا رہے ہیں۔ اسی سورہ غلہ کو خداوند عالم نے ان الفاظ پر ختم کیا ہے
 ”سیر لیکہ آیاتہ فتنرا فھنا“ فرماتا ہے ”خدا اپنے نشانائیں تمہیں
 مستقبل قریب میں دکھائے گا تب تم انہیں پہچان لو گے۔“ محمد ﷺ کہ
 ہم نے ان نشانائیں کو پہچان لیا۔ اور جن لوگوں کی چشم تعبیر کھل جائے گی
 وہ بھی قریب پہچان جائیے۔ والسلام

آسمان کی حقیقت اور قیامت میں آسمان کے پھٹ جانے کے معنی پر
 انشاء اللہ مستندہ مفصل مضمون ہو گا۔

تست فارسی

انچه از پیش گفته شد در این روزگار پدیدار

حضرت بهاء الله می فرماید :-

"امروز آفتاب بینائی از آسمان دانائی بویلا نیکوست کسیکه دید و شناخت. انچه از پیش گفته شد در این روزگار پدیدار -"

"آواز بے نیاز بگوش جان بشنوید و با انچه سزاوار روز خداوند است رفتار ننمائید؛
خورشید بزرگی پرتو افکنده و آب و بخشش سایه گسترده بایهرو کسی که خود را بی بهره ساخت و دوست را در این جامه بشناخت؛"

"پیک راست گو مرثیه داد که دوست می آید اکنون آمد چپرا افسرده آید آن پاک پوشیده
بی پرده آمد چپرا پشمرده آید -"

"اسم بزرگب خداوند که بس بزرگی آمده بشناسید -"
"روز دیدار امروز است چه که محبوب پدیدار گشته بهر ای محبت رحمن پرواز نمائید که شاید
بقریب معنوی من نیز گردید؛"

طوبی للسماعین -

موجود موجود

(از نقل محمد میر)

خدا از آسمان نازل شده - (رساله اول پیرس رسول متوجه)

و چنانکه در ظهور اول منبروده بوده در این ظهور هم می فرماید
که من از آسمان نزول کرده ام (پو خدا آیت پی)

ابسته او از آسمان پائین آمده و وقتیکه بر روی
زمین می خرامید همان ساعت نیز در آسمان بوده (نخبل یوحنا پی)

لاریب پسر انسان در حساب خود با جمیع ملائکه مقدس خویش

ما اهل بهاء امروز پسر انسان را می بینیم که بر دست
راست قوت نشسته بر ابرهای آسمان (قدرت) در عالم ظهور
آمده است - (مقی پی)

می بینیم که بر ابرهای آسمان با قوت و جلال عظیم
آمده؛ (مقی پی)

خود خداوند با صدا و آواز رزمین فرشتگان و باصویر

آمدہ و برگری حبال خود نشست۔ (متی ۲۲)

و فرشتگان خود را باصواری بلند آواز فرستاد و برگزیدگان اورا از باد بای اربعہ از کران تا کران فلک منہاجم آوردہ و می آورد۔ (انجیل متی ۲۲)

در این زمان (موعود موجود) چنان نصیب غیظے ظاہر شد کہ از ابتدائے عالم تا کنون نشدہ بود و نخواہد شد۔

(انجیل متی ۲۲-۲۳)

و در این روز جمیع طوائف زمین سید زنی می کنند (متی ۲۴)

و چون برق کہ از یک جانب زیر آسمان لاغ شده تا جانب دیگر زیر آسمان درخشان می شود پسر انسان در یوم خود ہمچنین آمدہ است لیکن اول چنانکہ لازم بود او زحمت بسیار دید۔ (لوقا ۱۶)

چون او یعنی روح راستی آمد ما را بحسب راستی ہدایت کرد زیرا کہ از خود حکم نفس نمود بلکہ با پنج شنیہ سخن گفت۔ (انجیل یوحنا ۱۶-۱۳-۱۲)

و از مشرق و مغرب و شمال و جنوب آمدہ و ملکوت خدا نشستند و اینک آخرین ہستند کہ اولین شدند و اولین کہ آخرین شدند۔ (لوقا ۱۳-۱۱-۱۰)

برائے ما ولدے زائیدہ و پسرے باخشنیدہ شد و سلطنت بردوش اوست و اسم او عجیب و شیر و خدائی و پدر سرمدی و سرور سلامتی خواندہ شدہ (اشیاء ۹) تسلی دہندہ یعنی روح القدس کہ پدر (خدا) اورا باکم روح اللہ فرستادہ است اہمہ چیز را با تعلیم می دہد و انجی مسیح با گفتہ بود بیا د ما می آرد (یوحنا ۱۴)

و در (این) روز خداوند در روح شدیم و از او

بروے خود آوازے بلند چون صدائے صور شنیدیم کہ میگویی من الفت دیا و اول و آخر ہستم (کاشانی ص ۱۱)

پس در این ایام مبارکہ ظہور موعود

اگر چشمت ترا لغزش دہد آزا قلع کردہ از خود

و در انداز زیرا ترا بہتر است کہ تنگ باشی و دخل حیات شوی از آنکہ با دوشم در آتش جہنم آنگندہ شوی۔ (متی ۲۴)

ملکوت خدا مانند کسی است کہ تخم بر زمین بپاشد و شب و روز بخوابد و چنبرند و تخم بروید و نمو کند

چگونہ او نداند زیرا کہ زمین بذات خود ثمری آرد و اول غلت بعد خوشہ پس از آن دانہ کامل در خوشہ و چون ثمر رسید فوراً دہن را بکار می برد زیرا کہ وقت حصاد رسیدہ (متی ۲۴)

آنکہ بذریعہ نیکی کار و پسر انسان است و مزہ این جہان است و تخم نیکو ابناء ملکوت و کر کا سہا پسران ثمر اند و دشمنی کر کا ہاراکا شت الہیں است و موسم حصاد عاقبت این عالم (کہ عصر حاضر است) و دروندگان فرشتگانند پس ہچنان کہ

کر کا سہا را جمع کردہ در آتش می سوزانند همان طور در عاقبت این عالم ظاہر شدہ کہ پسر انسان ملائکہ خود را فرستادہ ہمہ لغزش دہندگان و بدکاران را جمع کردہ و ایشان را بتوبہ نش

انداختہ (متی ۲۴-۲۳)

بشما میگویم بسیار طلب دخول خواهند کرد و نخواہند توانست بعد از آنکہ صاحب خانہ بر خیزد و در را ببندد و شما بیرون ایستادہ در را کو بیدن آغا زکشید و گوئید خداوند! خداوند! برائے ما باذن و سے در جواب خدا گفت شما را نمی شناسم کہ از کجا هستید

(لوقا ۱۳-۱۲)



اشتباه بزرگ اهل سائنس و فلاسفه

اهل سائنس و فلاسفه و متقدمین دور حاضر که مرکز اشیا و پادامرا است چون متقاعد بماده و قوه مادی هستند و اکثر از معانی بند روحانیت که عبارت از روح و عالم ملکوت و مقام غیب لایزال و مظاهر مقدس الهیه و پیغمبران کرام باشد منکر و بی خبر اند لهذا در قسمت اعظم روحانیت و غیب هریت صرف نظر نموده غرق در عالم مادی گشته و ادعای تحقیقات لازم در این قسمت بزرگ چنانچه باید و مستلزم کج کاوی نموده و پیسنده خود را که عبارت از قوه حساسه است میزان صحیح تصور نموده و دایمت و مذاهب و عالم ملکوت و جبروت و لاهوت و روح و غیب منبع را منبسط از تولید افکار ناقصه بشر نموده ازان احتراز کردند - چنانچه مدلل مینمایند بحیث بشریه بر حسب تاریخ در قدیم از نارسائی و نقص عقل و علم گریخته و موهوماتی بودند که نظیر و تمثیل آن فعلاً در مملکت آمریکا و بعضی از مملکت آسیا از قبیل چین و تبت و بعضی نقاط آمریکا و روسیا و هندوستان وجود دارد و گویند از اول ابداع نوع بشر متقاعد بآله کثیره و رب النوع متعدده بودند و جمادات و نباتات و حیوانات و کروات و غیره از قبیل خورشید و ماه و ستارگان را می پرستیدند و بتدریج ترقی نموده چون عقول و ادراکشان در حجه تکامل طی مینموده و آمان نیز اصلاح میشد تا آنکه پرستش کل شیئی را مخصوص بشیء محدوده نموده و خدا یان متعدده را بخدا واحد

متبدیل نموده اند و فعلاً که عقول و ادراک در نهایت دبی و کمال است دانشمندان عالم و اهل سائنس و فلسفه پله بردند که این عوالم موهوم کل معدوم صرف و انچه را تا مال بشر تصور نموده و معتقد شده است صرف تصور باطل موهوم زائده بوده و مبتدا حقیقی نداشته است و نخواهد داشت و کسانیکه این عقاید را در مابین بشر انتشار داده اند بعضی خیر خواه عالم بشر بوده اند و خواسته اند که عالم انسانی را در یک مرکز جمع کنند و متحد و متحد نمایند و ترقی کنند لهذا باسم وحی و الهام و دین و مذهب عقاید را ترویج نمودند و جمیع بر حسب خویش و اغراض شخصی و انتفاع ذاتی در آن عقاید دینی تفرقاتی نموده بجای آنکه مردم را متحد نمایند و ترقی دهند آنها را متفرق نموده و تفرقی داده بر تبه بست نبی سوق داده اند انبست که تاریخ عالم گواه است که گزافه زمین همیشه باسم دین و مذهب بکون بشر تفریق و سیراب شده است که مبداء جمیع آن جنگ و جدال و جهالت و نادانی و تعصب است و بس -

این عیب اولاً عرض مینمایم که این متقدمین محترم اصلاً اساس و بنیان تحقیقاتشان بر پایه اکتشافی نهاده شد که همه مأخوذ از تصورات و تجربات عالم بشریه است و یقین را در آن مقام راهی نیست و وجود ثابت نه - جمیع دلائل و براین شان قیاسی است و چون عقول و ادراک بشریه معدوم و ناقص است لهذا معذورند و ما بهم این تصورات آنان را از روی

دلائل ثابت یقینیه و متخارومی نایم. اولاً این مطلب واضح است که تاریخ هر طریقی از مطلق عالم امتد می شود بوجود یکی از پهنیبران که خود را برگزیده از جانب خدا معرفی نموده و کلام خود را کلام خدا میبان کرده و خدا را خالق و جابج عوالم کونیه از آسمان و زمین و سیاره کرات جسمیه و صغیره و غیاطه و غلغلات مختلفه و امشیا غی متعده را خلق خدای بکیت دانسته اند و فکری نیست که کل خدا را واحد و منسود دهنه و بے مثل معرفی بوند کل او را ذات غیب منج لایدرک فرمودند جمیعاً خداوند را شناسایی او را محال دانسته از دایره ادراک بشریه مقالی و مقدس شمرده و محول و افکار بشر و جمیع علماء و فضلاء و فیحاء و فلاسف و دانشمندان را عاجز و قاصر ذکر کرده اند و هکذا کل صدای کیت لایق پرستش و ستایش معرفی نموده و دل او را ناقص شمرده اند و لایق ستایش شمرده آلا با ندازه که آن وصف و ستایش و حقیقت راجع شود بوصف و ستایش آن مبدأ کمال و فیض فیاض و نور انوار و این مطلب در کتاب آسمانی هر پنجمیه موجود است لازم بدیل و بران اثبات آن نیست. مثلاً قدیم ترین ملت دنیا هست و ندی باشند که مبدأ تاریخ آنان تقریباً ده هزار سال قبل مفتوح میشود بوجود مدی رام که پنجمیه بزرگ است و این وجود مبارک در همه تمت تسایم خود مردم را به پرستش خدای کیت و بکیت و تنهایی او هدایت مینماید و باطاعت و بندگی بجهت خالق کون و مکان دلالت میفرماید و پس از آن سری کرشنا و بودا و برهما و کنفیوشوس و شت زرتشت و شت بمباد و حضرت موسی و حضرت عیسی و حضرت محمد طراً خود را برگزیده از جانب خدا و بر بنمای خلق او معرفی نموده اند و بکیتای اوقال و نوع بشر را بتوحید باریتعالی و خالقیت او مذمن و معرفت نمودند طراً بشر را منخ از رسومات موجود و تقالید

و تقصبات سیهوده و مزخرفات مردوده و جنگ و جدال و حرب قتال و کینه و کدورت و لویضا و عداوت و نزاع و ففاق و دشمنی و منق و فجور و متابعت نفس آمده و شهادت نفسانیه و طمع و حرص و از ظلم و ستم و جور و جفا و طعن و لعن و گفتار نالاقه و تهمت و افتراء و غیبت و زنا و عیب جوئی و کمر و ریا و خیانت و دغا و بغی و طغیان و دمنه و نسیان و جهالت و بطالت و کسالت و غفلت و تکلیف و تذلیل و تفسیر مهملگی و اشلها نمودند و جمیعاً نوع انسان را دلالت نمودند بتسلیم علوم نافه و تفصیل اخلاق در روش و کردار پاک و پاکیزه از قبیل کدوکی و راستی و محبت و مروت و العت و مهرمانی و امانت و دیانت و صبر و بردباری و فروتنی و صلح و صفا و استقامت و وفا و تفریط و ستایش و ثناء و خیر خواهی و دیگری نوع پروری و کار و کسب نافع و اتحاد و اتفاق و تعاون و تعاون و بکمت و داناتی و عدل و انصاف و شجاعت و سخاوت و غیرت و فرزندی و مروت و مردانگی و جان نشانی و خداکاری با بنای خویش و حفاظت و صیانت و بیچاره گان و مجنا و سپاه به سر و سامان و غمخواری و فریاد و مظلومان و اشلها حتی بیچاره دام با ذیت و آثار حیوانات نیز راضی بودند تا چه رسد بنوع انسان کل منسودند خدا خالق کل و رازق و مهربان بر کل است پس انسان نیز باید با همه بیکه مهربان باشند حتی فرمودند شما باید متابعت سیاست بیکه گنید مثلیکه او آفتاب عنایتش بر کل مینماید و بکیشش بر کل مینماید و باران جمشش بر کل رستقیض مینماید نسیم عنایتش بر کل مینماید باب فضل و هدایتش بر روی کل مفتوح است خوانی نسبت بکیشش برای جمیع گسترده است و جمیع را از فیوضات لایناهی بهره و فیض داده است مابن گون نیز باید با کل مهربان باشیم بجمیع فیض و بکیشش با همه محبت نایم و همه را دوست داریم و غمخوار کل باشیم و این مطلب

نیز بر حسب تاریخ واضح است که این پیمبر ان کرام در هیچ مدتی
تخصیص علوم و فنون ننموده و تعلیمات آن کمی و بیسی نبوده است بلکه
تعالیم آنان نظری و ذاتی بوده است و لکن این مطلب نیز موضوعیت
که شریعت و تعلیم و قوانین متین در عصر تشریح و ترویج نموده که بالغ
و کامل و هزاران سال در هر عهد و زمان سبب ترقی عالم انسانی و
موجب اتحاد و یگانگی بشر و کافل حقوق احم و سبب خوش بختی و سعادت
و دستگیری بی آدم بوده است چنانچه هر یک از ملل موجوده در تاریخ
نشان میدهند که تا مادامیکه اذن دستور العمل حیات و تعلیم نجات
اینستیار مخفیت نشده بودند روز بروز در جمیع قوی و مراتب چار و
چینیدیه چپ جهانی و بدنی چپ روحانی و وجدانی ترقی غیر معمول
نموده که انسان را تحقیر می سازد چنانچه شاهد این مقال در اوان ظهور
هر یک از انبیاء است که چپ انداز انسان ذلیل و پست بودند
و با تجدید نزاع و نفاق و جنگ و پرخاش مشغول بودند و زندگانی
و ششانه و هوسا می نمودند و پس از ظهور هر یک از ان بزرگواران
که معتقد مردم را ترقی دادند لابد با مختصر عرض میکنم اولاً این
ملت نبود اگر چه این عصب کاملاً از تاریخ آنان طمس نماند
و تا اندازه که تاریخ مبرهنه مطالع نموده ام واضح میشود که پیش از ظهور
شرعی رام مردم هند با هم دیگر مثل حیوانات درنده بودند و مقلد و کما
داشتند و از علم و تمدن و انسانیت بهره نداشتند و چه مقدار
ظلم و ستم که بر آن وجود مبارک وارد کردند تا آنکه اورا مجبور بر هجرت
نمودند و مدت چهارده سال تقریباً در سبب بان بصری بود و بستر
زندگانی نمی نمود و لکن از قدرت الهی و اشیاء تعلیم الهی موفقی گردید که
این نفوس وحشی را در اندک زمانه عالم پیست بر بریت پیوست
نجات داده بر مرتبه بلند تمدن و انسانیت و روحانیت وارد نماید
و بنیاد زندگانی آبرو مندانه اجتماعی استوار کند و ما بین نوع

انسان اتحاد و اتفاق و علم و فن حکم نماید و جنبش بشر را از حیوان
متنازع نماید و بهتری دهد و بر حسب تاریخ واضح است که از اشیاء تعلیم
آن ذات مقدس الهی هند ترقی فوق العاده نمودند و در هر شعبه
امور و دنیوی و روحانی ترقی نمودند و باز چون اذن سرخط زندگان
و تعلیم ربانی غفلت نمودند و طبع نفس آماره شدند باز مانند کج طبع
گرفتار موجودات و مضرخات گشتند رسوم و عقاید مشرکان را در پی خود
تردیج نموده و بریت مبهم را پستش نموده از حضرت معلوم گشتند
و خوار و ذلیل گشتند باز بدین پاک بر سر فرستاد و از ابدیت خود
مانویت بر سر گشتن رسید و این وجود مقدس صحت ذاتیت و بقا
دید پر سید حتی خویشان و پدر و مادر معاند او شدند و کشتن او کیم
همداستان شدند زیرا کل تابع موهومات بودند و اسیر نفس و هوای
و از علم و مقام روحانی و مرتبه انسانی بهره نداشتند هر گز
ذویت و معانی بر او وارد آوردند و مانع از اشیاء تعلیم او شدند و
عاقبت تائید الهی شامل شد و امر الهی غالب گشت و کل را احاطه نمود
و جمیع تابع فرمان گشتند در این وقت تاریخ نشان میدهند که از این
تعالیم آن معدن علم و حکمت الهی اهل هند ترقی کردند که بصفت نمایند
در علم و حکمت و صنعت و تجارت و زراعت و سلطنت مشهور آفاق
اشیاء صنعتی هند از قبیل پارچه جات و آلات آهنی و فولاد و
ظروفات و اجناس بر همه عالم نفوذ داشت و همه روی کرده تا
آن جاسیکه در آن زمان ممکن بود مال و متاع هند روان داشت
و دست از مشهور بود و خطه هند غلبه جهان را گردید و لکن باز از ان
تعالیم حقیقی غفلت ورزیدند و اندک اندک در آن دغالت و
تصرف بجای توحید پستی شرک پستی نمودند و در مقام اتحاد
اتفاق نخوت شده متفرق و مختلف گشتند و اسیر موهومات و لاشعری
شدند - (حداد و دشتیل علیانی میبوی)

سایہ نامہ

نمبر ۲

فروری ۱۹۴۲ء

جلد سوم

هُوَ الْأَمْرُ الْحَكِيمُ

وہی حکم اور حکمت والا ہے

قُلْ الْحَىُّ الْهَىٰ اَشْهَدُ بِوَحْدَانِيَّتِكَ وَفِرْدَانِيَّتِكَ وَاعْتَرَفَ بِمَا انْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ

یوں عرض کر۔ اے میرے خدا! میں تیری وحدانیت اور یکتائی کی گواہی دیتا ہوں اور جو کچھ تو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے اس کا اقرار کرتا ہوں

اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الظَّاهِرِ الْمَكْنُونِ بَانَ تَوْثِيْدِي عَلَى الْعَمَلِ بِمَا امَرْتَنِي فِيْهِ اَي رَبِّ تَرَانِيْ مُقْبِلًا

میں تیرے ظاہر اور پوشیدہ نام کے وسیلے تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو نے اپنی کتاب میں جو احکام دیئے ہیں اُن پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ اے میرے پروردگار۔ تو

الِيْكَ وَمُقَرَّبًا بِعِظَمَتِكَ وَسُلْطَانِكَ اَسْأَلُكَ بِلِئَالِيْ بِحَرَاحِمَتِكَ وَتَجَلِيَّاتِ شَمْسِ فَضْلِكَ بَانَ تَوْثِيْدِيْ

دیکھ۔ اے میرے تیری عظمت و شہرت اور تیری عظمت و سلطنت کا اقرار کرتا ہوں۔ تجھے دریاؤں رحمت کے بہاؤ کی تائید کرتا ہوں اور تجھے آفتاب فضل کی جلوہ بازیوں کا واسطہ۔ میری اپنی مدد

عَلَى ذِكْرِكَ وَثَنًا اَكْبَرًا بِبَيْنِ عِبَادِكَ بِالْحِكْمَةِ الَّتِي اَنْزَلْتَهَا فِيْ زَبْرِكَ وَالْوَحْيِ ثُمَّ اَسْأَلُكَ

فرا کہ میں تیرے بندوں کے درمیان اُس حکمت کے ساتھ جو تو نے اپنی کتب الواح میں اتاری ہے تیرا ذکر اور تیری تعریف کرتا ہوں۔ میں پھر تجھے تیرے اُزلاک

بِنَفْوَذِ كَلِمَتِكَ وَتَصَرُّفِ ارَادَتِكَ وَاحْاطَةِ مَشِيَّتِكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ بِجُودِكَ وَكَرَمِكَ وَتَكْتَلِبَ لِيْ

غلبہ ارادہ اور احاطہ مشیت کا واسطہ دے کہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی بخشش و مغفرت سے بخش دے اور میرے لئے وہ چیز مقدّر فرما دے جو مجھے

مَيَّا يَجْعَلُنِيْ مُسْتَقِيْمًا عَلَى اَمْرِكَ وَرَاسِخًا فِيْ حُبِّكَ اَنْتَ الَّذِي لَا تَجْزِلُكَ شَيْئَاتُ الْعَالَمِ وَلَا تَضْعِفُكَ

تیرے امر پر ثابت اور تیری محبت میں راسخ رکھے۔ تو ہی وہ ذات پاک ہے کہ تمام عالم کی چیزیں اسے تجھے نہیں کمزور نہیں کر سکتیں۔ سارے گردوں کی طاقت تجھے

قُوَّةُ الْاَمْرِ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ بِسُلْطَانِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْفَرْدُ الْوَاحِدُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ هـ

صنعت نہیں بنا سکتی۔ تو اپنی قوت و قدرت سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا۔ یکتا۔ علم و حکمت والا ہے۔

خدا کا مقصد

حضرت شوقی ربانی کے قلم سے

(ترجمہ)

ارکانِ دین کی کمزوری

نہ فقط بے دینی اور اس کے انسانیت سوز نتائج یعنی وہ بہتری لعنت جو اس دقتِ انسانیت کی جان کی لاکھ ہو رہی ہے ان عیبوں کی ذمہ دار ہے جو اسے ایسے المناک طریقے سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ بدایاں اور برائیاں بھی جو زیادہ تر ”سبستی ارکانِ دین“ کا نتیجہ ہیں اُس چند در چند جرم کے معین سمجھے جائیں جس کی سزا مسرہ داد و اتوا م کو مل رہی ہے۔ دین کے نوال اور ان غاصب بڑوں کے عروج سے اخلاقی انحطاط کے آثار اس قدر بے شمار اور ایسے نمایاں ہیں کہ سطحی نظر سے دیکھنے والا بھی انھیں دیکھ سکتا ہے اور انکو دیکھ کر آج کل کی سوسائٹی کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ کرشمی، شراب خوری، قمار بازی، جرائم کی کثرت، لہو و لعب، دولت مندی، اور دیگر دنیوی ماضی خوشیوں کی صداقت دال سے سچا و زحمت۔ اخلاقی کمزوری، جس کا برا اثر ازدواجی تعلقات میں غیر ذمہ دارانہ رویہ سے۔ ماں۔ باپ اور بزرگوں کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ سے۔ طلاق کے بڑھتے ہوئے طوفان سے۔ اعتباروں اور گناہوں کے معیار کے انحطاط سے اور ایسے خیالات کی حایت سے جو پاکیزگی، اخلاق اور اُفتت کے مریخِ نفیض میں ظاہر ہوتا ہے۔ اخلاقی انحطاط کے یہ آثار جو مشرق و مغرب پر چھائے ہوئے ہیں اور جو سوسائٹی کے ہر طبقہ میں سرایت کئے ہوئے اس کے دکھ و آفات، پیرو بڑا ہر ایک میں اپنا زہریلا اثر پھیلا رہے ہیں اس اعلان سے کو اور بھی سیاہ بناتے ہیں جس پر ایک کرشم اور ناپیشیمان نوعِ انسان کے گوناگون گناہ لکھے ہوئے ہیں۔ پس کوئی تعجب کی بات نہیں کہ طیب الہی حضرت بہار اللہ نے فرمایا:-

”آج کے دن انسانوں کے مذاق بدل گئے ہیں اور ان کی قوتِ بصیرت تبدیل ہو گئی ہے۔ دنیکی مخالفت ہواؤں اور اس کے رنگوں نے زکام پیدا کر دیا ہے جس کے سبب انسان وحی الہی کے نفحات کو استہام کرنے سے محروم ہو گئے ہیں۔“

اُس نسلِ انسانی کا پیالہ فی الحقیقت لبریز اور تلخ ہے جو خدا کے بکاوے کی نعین سے قاصر رہی جب اس نے اپنے ظہورِ عظیم کے ذریعے بلیا۔ وہ نسلِ انسان جو اپنی مشعلِ ایمان کو کھل کر بیٹھی ہے۔ جو اپنے پیدا کرنے والے خدا کو چھوڑ کر اپنے ہاتھ اور خیال سے بنائے خداؤں کی پوجا کر رہی ہے۔ اور اب جو ان گناہوں اور بدیوں میں پھنسی ہوئی ہے جن کا ایسے خداؤں کی پیروی سے پیدا ہونا بدیہی ہے۔ پیارے دوستو! ہم جو حضرت بہار اللہ کے پیرو ہیں ہمیں خدا کے اس غضب کو جو عصرِ بہائی کی پہلی صدی کے آخری سالوں میں تمام دنیا میں نازل ہو رہا ہے اور جس نے انسانوں کے تمام امور کو ایسا مٹھل، اور منتشر کر دیا ہے اس رنگ میں دیکھنا چاہئے۔ یہ اس دور کے جرم کے سبب ہے یعنی وہ کام جو اس نے کئے ہیں اور وہ کام جو اس نے نہیں کئے۔ سادہ لفظوں میں اس کی بدافہائیاں۔ خدا۔ اور اس کے پیروں پر اس کے دین کے متعلق صریح و واضح فرض کو پورا نہ کرنے کے سبب اس درد انگیز اور سخت آزمائش کے جنگل میں

عام اس سے کہ اس کے فوری سیاسی و سماجی اسباب کچھ ہی ہوں، پھنسی ہوئی ہے۔

مگر جیسا کہ پہلے معنائیں میں ذکر ہوا خدا اپنے بچوں کی بدکاریوں کے لئے انھیں فقط سزا ہی نہیں دیتا۔ چونکہ وہ عادل ہے اس لئے انھیں سزا دیتا ہے۔ اور چونکہ وہ انھیں پیار کرتا ہے اس لئے وہ انھیں عذاب میں ڈال کر سدا ہارتا اور سدا ہارتا ہے انھیں سدا ہار کر اپنے وسیع رحم کے سبب وہ انھیں ان کی قسمت پر نہیں چھوڑتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کا انھیں عذاب میں ڈالنا ہی انھیں اس کام کے لئے تیار کرنا ہے جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ کی زبان سے فرماتا ہے۔

”میری بھلائی میں افضل ہے۔ ظاہر ایہ اُم اور انتقام ہے مگر اصل میں یہ نور اور رحمت ہے۔“

اس کے خدائی عدل نے جو آگ بھڑکا دی ہے وہ ایک بدکار اور کُرش نسل انسان کو پاک و پاکیزہ کر رہی ہے۔ اس کے مختلف اور جھجھو عناصر کو اس طرح بھاری ہے کہ پہلے کسی نے انھیں اس طرح صاف نہیں کیا اور اس طرح نہیں ملایا ہے۔ یہ نقطہ انتقامی اور مہربان کن آگ ہی نہیں ہے بلکہ ایک نادیدی اور تخلیقی عمل بھی ہے جس کا مدعا اتحاد کے ذریعے نکل کر تہ ارض کو نجات دینا ہے۔ پراسرار طریقے سے سبچ سبچ اور ناقابلِ فراموش ارادہ کے ساتھ خدا اپنے مقصد کو پورا کر رہا ہے۔ اگرچہ جو نظارہ آجکل ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں وہ ایک ایسی دنیا کا نظارہ ہے جو باوجود سارے طریقہ سے خود اپنے بچھانے ہوئے جال میں الجھی ہوئی ہے اور اُس انداز سے بالکل بے پروا ہے جو ایک صدی سے اسے خدا کی طرف بکا رہی ہے اور بد بختانہ طریقہ سے ان دلفریب آوازوں میں منہمک ہے جو پھسلا کر اسے تحت الثریٰ میں گرا لے نئی کوشش کر رہی ہیں۔

خدا کا مقصد | خدا کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اُن طریقوں سے جنہیں وہ خود ہی بہتر جانتا ہے۔ اس مصیبت زدہ اور ذلتِ عمر سے متفقہ نوعِ انسان کا عظیم اور سنہرا زمانہ لائے۔ اس کی موجودہ حالت اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کا فوری مستقبل تاریک اور پریشان کر دینے والا ہے۔ مگر اس کا دور کا مستقبل روشن اور شاندار ہے۔ ایسا روشن کوئی آنکھ اس کا مشاہدہ اس وقت نہیں کر سکتی۔ نوعِ انسان کے فوری مستقبل کا اندازہ لگاتے ہوئے حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں :-

”انہوں نے مایوسی کی ہوائیں چاندوں طرف سے چل رہی ہیں اور جھگڑا جو نسلِ انسان کو متفرق اور مصیبت میں ڈالتا ہے روز بروز بڑھ رہا ہے۔ آسنے والے انقلاب اور اضطراب کے آثار فی الحال ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ جو انتظام اس وقت دنیا میں جاری ہے اس کا نقص نہایت افسوسناک طریقہ پر ظاہر ہو رہا ہے۔

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں :-

”اس کی ایسی گت ہوگی کہ اس وقت اس کو افشا کرنا مناسب نہیں ہے۔“

اس کے برعکس نوعِ انسان کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے آپ شہید و معروف مستشرق ایڈورڈ جی۔ براؤن کے ساتھ قابلِ یادگار ملاقات کے دوران میں پرتورہ پیشین گوئی فرماتے ہیں :-

”یہ بے سود جنگیں۔ یہ تباہ کن لڑائیاں اٹھ جائیں گی اور صلح اکسبر جلوہ گر ہوگی۔“

یہ جنگیں۔ یہ خرنزیاں اور یہ اختلافات بند ہو جائیں گے اور سب انسان ایک خاندان بن کر رہیں گے۔
 آپ پیشینگوئی فرماتے ہیں:-

”جلدی دنیا کا یہ موجودہ نظام لمبیٹ لیا جائے گا اور اس کی جگہ دوسرا انتظام جاری ہوگا۔“
 پھر آپ نے لکھا ہے:-

”کچھ عرصہ بعد دنیا کی تمام حکومتیں بدل جائیں گی۔ ظلم دنیا کو گھیر لے گا اور ایک عالمگیر انقلاب کے بعد عدل کا آفتاب عالم غیب کے افق سے نمودار ہوگا۔“
 پھر آپ نے فرمایا ہے:-

”تمام دنیا اس وقت حمل کی حالت میں ہے۔ وہ دن آ رہا ہے جب یہ اپنے بہترین ثمر پیدا کرے گی۔ جب اس سے بلند ترین شجر نکلیں گے۔ من موہنے شگونی پیدا ہونگے اور اعلیٰ ترین آسمانی برکات ظاہر ہوں گی۔“
 اسی طرح حضرت عبداللہؑ نے بھی فرمایا ہے:-

دنیا کی تمام قومیں دسلسلیں ایک قوم بن جائیں گی۔ دینی اور فرمت وارانہ لگا دھیں۔ قومی اور نسلی عداوتیں اور قبی اختلافات اٹھ جائیں گے۔ تمام انسان ایک دین کے ماننے والے اور ایک ایمان کے مومن ہونگے۔ سب مل کر ایک نسل اور ایک قوم بن جائیں گے۔ تمام اکٹھے ہو کر ایک ہی وطن میں جو یہ کرتۃ ارض ہے رہیں گے۔“

جو کچھ ہم آجکل تمدن کی تاریخ کے نہایت ہی نازک وقت میں اسی زمانوں کو یاد کرتے ہوئے تب ادیان اٹھتے اور پیدا ہوتے ہیں۔ مشاہدہ کر رہے ہیں وہ نوع انسان کے آہستہ اور دردنمیز ارتقار کا مفقود شباب ہے جو جوانی یا اس نچلتی عمر کے محال کرنے کی تمہید ہے جس کا وعدہ حضرت نبیؐ کی تعلیمات میں حتیٰ طور پر موجود اور آپؐ کی پیشینگوئیوں میں محفوظ ہے۔ اس عہد انقلاب کا شور و غوغا۔ عہد شباب کے جوش۔ اس کی جہل تحریکات۔ اس کی بے وقوفیوں۔ اس کی نفونگوچیوں۔ اس کے غرور۔ اس کے تکبر۔ اس کی سرکشی اور اس کی ضابطہ سے نفرت کو ظاہر کر رہا ہے۔

آنے والا عصر عظیم | بچپن اور لڑکپن کے زمانے گزر چکے ہیں۔ یہ آب پھر نہ آئیے۔ عصر عظیم جو تمام زمانوں کی تکمیل اور تمام نوع انسان کے بلوغ کا امتیازی نشان ہے آنے والا ہے۔ اس زمانہ تغیر کے انقلابات۔ تاریخ نوع انسان کے اس پر آشوب زمانہ کے اضطرابات اس تمام زمانوں کے زمانہ کی حتیٰ آمد کے ہر کارہ اور لازمی شروط ہیں۔ وہ زمانہ جو ”اسر کا زمانہ“ ہے۔ جس میں جنگ کی حماقت اور شور و شر جس نے ابتدائی تاریخ عالم سے نوع انسان کے دفاع کو تارک کر رکھا ہے قطعی طور پر ہمیشہ رہنے والی عالمگیر صلح کے امن اور حکمت میں بدل جائے گی۔ ہمیں نئی نوع انسان کی جہالت اور لفاق اٹھ جائیں گے۔ اور عالمگیر مصالحت

اور ملاپ جلوہ گر ہو گئے۔ اولیٰ انسان کے مختلف عناصر کا کامل اتحاد برپا ہو جائے گا۔

فی الحقیقت اس عمل تکمیل کا یہ مناسب عروج ہے جو خاندان سے جو انسانی نظام کا سب سے چھوٹا درجہ ہے شروع ہو کر سلسلہ وار قبیلے - شہریت - حکومت اور قوم کے درجات سے گذر کر بڑھتا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی تکمیل تمام دنیا کو متحد کر کے ہوگی جو اس کائنات میں پر انسانی ارتقاء کا آخری مقصد اور سب سے بڑا اجال ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نوع انسان طوعاً و کرہاً پہنچ رہی ہے۔ اسی درجہ اور اسی مقام کے لئے نوع انسان موجود محنت آزمائش میں سے گذر رہی ہے اور یہی آزمائش عجیب و غریب طریقہ سے اس مقام تک پہنچنے کے لئے راستہ تیار کر رہی ہے۔ اس درجہ و مقام کے ساتھ حضرت بہاء اللہ کے امر مبارک کا مقصد و مقصود ناقابل تکمیل طریقہ سے منسلک ہے۔ یہ آپ کے ظہور کی تخلیقی قوتیں میں جنہوں نے سترہ سو میں ظاہر ہو کر اور پھر سترہ اور سترہ میں پے درپے آسمانی قوت سے جو تمام نوع انسان کے لئے عطا ہوئی تھی قوت پاکر انسان میں اسی استعداد پیدا کر دی ہے کہ وہ اپنے متحد و بنیادی ارتقاء کے اس آخری درجہ تک پہنچ رہی ہے۔ آپ کے ظہور کے سنہرے زمانہ کے ساتھ اس عمل کی تکمیل ہمیشہ کے لئے مربوط رہیگی۔ یہ آپ کا نازل کیا ہوا دنیا کا انتظام جدید جو فی الوقت آپ کے دین کے انتظامی اداروں کے رحم میں جنھیں آپ نے خود تخلیق فرمایا ہے زندگی کے آثار ظاہر کر رہا ہے۔ نکل دنیا کی متحدہ حکومت کا جو مل و اتوا ماضی کی مقدمہ نقیہ ہے نونہ اور مرکز کا کام دے گا۔

محکم جہاں طرح نوع انسان کا یہ خلقی ارتقاء آہستہ آہستہ اور سب درجہ ہوا ہے اور جس میں پے درپے پہلے خاندانوں کو فیملیوں میں متحد کرنے کا اور پھر فیملیوں کو شہری سلطنت اور شہری سلطنت سے قومی سلطنت میں توپا لے کر مکمل ہوا ہے اسی طرح وہ نور جو امر اللہ نے ارتقاء دین کے مختلف مدارج میں عطا کیا اور گذشتہ انبیاء کے زمانوں میں سلسلہ وار ظاہر کیا آہستہ آہستہ اور تدریجی ہوا ہے۔ فی الحقیقت خدائی وحی پیانہ ہر زمانہ میں اس زمانہ کی معاشرتی ترقی کے درجہ کے مطابق جو ایک ہمیشہ بدلنے والی نوع انسان کرتی رہتی ہے ہوا ہے۔ حضرت بہاء اللہ بیان فرماتے ہیں :-

”یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ کلام اللہ اور اس کی تمام استعداد ذاتی بالکل ان حالات کے مطابق ظاہر کی جائے گی جو

خدا نے حکیم و خیر نے پہلے سے مقرر کئے ہوں گے..... اگر کلمہ اللہ ان تمام قوتوں کو جو اس کے اندر مخفی ہیں

ایک دفعہ اور بکھینٹ ہی دلائے اور آشکار کر دے تو دنیا کا کوئی انسان اتنی طاقتور وحی کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکیگا“

حضرت عبدالہیاءؑ نے اس حقیقت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

”تمام مخلوقات کے لئے ایک بلوغ کا زمانہ ہے۔ ایک ریخت کا بلوغ اس وقت ہوتا ہے جب وہ شریک لائے۔.....

میان بھی پوری جوانی اور تکمیل تک پہنچتا ہے اور عالم انسانی میں انسان اس وقت سن بلوغ کو پہنچتا ہے جب اس کی عقل کا نور

پوری پوری قوت اور نشو و نما حاصل کر لیتا ہے۔..... اسی طرح کل نوع انسان کی زندگی کے بھی مدارج اور عرب ہیں۔ ایک

زمانہ قاصد یہ بچپن کی عمر میں سے گذر رہی تھی۔ پھر غضوان شباب آیا۔ مگر اب یہ عرصہ سے اپنے موعود زمانہ بلوغت

میں داخل ہو گئی ہے۔ جس کے آثار ہر چیز سے اور ہر جگہ ظاہر و باہر ہیں..... جو چیزیں نسل انسان کی تاریخ کے

مگر آپ کے اہلی سنے جیسا کہ آپ نے خود اعلان فرماتے ہیں اس پر بالکل مختلف ہیں۔ آپ قائم تھے مگر یہ قائم اگرچہ ایک اولوالعزم ظہورِ خدا تھے مگر آپ کے بعد آنے والے بڑے ظہورِ الہی کے لئے آپ ایسے ہی تھے جیسا یوحنا بپتسمہ دینے والا یسوع سے پہلے تھا۔ وہ ایک الہی ہستی کے مبشر تھے جو آپ سے زیادہ طاقتور تھے۔ اُس عظیم الشان ہستی کے امر کے لئے بڑھنا تھا اور آپ کے امر کا اُس کے امر میں مل جانا تھا۔ جس طرح یوحنا بپتسمہ دینے والا حضرت یسوع کا پیشرو یا دروازہ تھے۔ اس طرح حضرت باب حضرت بہاؤ اللہ کے مبشر اور دروازہ تھے۔

ایسی بکثرت اعداد میں موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قائم جب ظاہر ہوا تو وہ نئی شریعت لائے گا۔ اور اسلامی شریعت کو نسخ کر دے گا۔ مگر عام علماء اور ملاؤں کا یہ خیال نہ تھا۔ وہ تو اس بات کے متوقع تھے کہ موعود کوئی نیا اور بہتر کلام الہی نہ لائے گا۔ بلکہ انھیں رسومات و قوانین کو جن کے وہ کا دلدادہ تھے مضبوط کرے گا۔ اور ان کی حمایت کرے گا۔ ان کی شخصی حیثیات کو چار چاند لگائے گا۔ ان کے اقتدار کو دور و نزدیک کی قوموں میں پھیلائے گا اور کل نوریع انسان کو ذہن و دلی کے آگے خوار و زار بنا کر ان کا ماتحت بنائے گا۔

جب حضرت باب پر کتاب بیان نازل ہوئی جس کے ذریعے آپ نے ایک نئی شریعت پیش کی اور اپنے اسوۂ حسنہ اور نصیحت آمیز بیانات سے ایک دقیق اخلاقی و روحانی مصلاحی بنیاد ڈالی تو ملاؤں کو ایک فحاشا کر دینے والے خطرے کی بو آئے۔ انھوں نے اپنے افسکار کو برم ہوئے۔ اپنی آزمودوں کو بٹھے۔ اپنی جانوں کو ہلاکت میں آتے اور اپنے جال میں کودنا مارتے ہوئے دیکھا۔ پس وہ عین غضب سے بھر گئے۔ انھوں نے شاہ اور تمام لوگوں کو بھڑکایا کہ یہ نیا دعویٰ دار علم سلیم کا دشمن۔ اسلام کو برباد کرنے والا۔ محمد کا دشمن اور نہ صرف پاک شریعت کے لئے ہی خطرے کا موجب ہے بلکہ یہ تو حکومت اور ملت کا بھی برباد کنسندہ ہے۔

«حذاک الشانی» قائم آل محمد (وہ جو حضرت محمد کی اولاد سے خدائے امر پر قیام کرے گا) کہتے تھے۔ امام محمد ستھمیں امام مقرر ہوئے۔ مگر وہ فوراً ہی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور اپنے برگزیدہ مسائل کے ذریعے اپنے پیروں سے مخیا کر کیا کرتے تھے جو ابواب کھلاتے تھے۔ یہ ابواب کیے بعد دیگرے چار ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اس سے پہلے کے باب نے حضرت امام کے حکم کے مطابق اپنے سے بعد ہونے والا باب نامزد کیا۔ جب چوتھے باب ابو الحسن علی سے اس کے فوت ہونے سے پہلے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا تو انھوں نے کسی کو نامزد نہ کیا۔ اس لئے کہا کہ خدائی مریض کچھ اور ہے۔ اس لئے اس کے مرنے کے بعد حضرت امام اور آپ کے پیروں میں مخیا بہا بلکہ مسند ہو گیا۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام محمد اپنے کچھ پیروں کے ساتھ ابھی تک زندہ ہیں اور کسی پوشیدہ مقام میں رہتے ہیں اور وہ اُس وقت اپنے پیروں پر ظاہر ہونگے جب وہ بہت قوت کے ساتھ آکر ساری دنیا میں امن کا راج قائم کریں گے۔ اس کے برعکس سنی حضرت محمد کے جانشینوں کو اتنا بڑا رتبہ نہیں دیتے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق خلافت اتنا روحانیت سے تعلق نہیں رکھتی جتنا دنیوی معاملات سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کی نظروں میں خلیفہ صرف دین کا حاکم ہوتا ہے اور اس کا تقریر لوگوں کے انتخاب پر منحصر ہے۔ یہ اختلاف عقائد بہت اہم ہے۔ مگر دونوں فرسے اس بات پر متفق ہیں کہ چودھویں صدی میں دو برسے ظہور ہو گئے شیعوں کا عقیدہ ہو کہ وقت پورا ہونے پر قائم ظاہر ہوگا اور حضرت امام حسین دوبارہ آئیں گے۔ سنی امام مہدی اور حضرت یسوع کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ امر کے شروع میں جب حضرت باب نے اپنے آپ کو قائم بھی کہا اور باب بھی ہونے کا دعویٰ کیا تو بعض مسلمانوں نے آپ کے اس آخری لقب کے غلط معنی سمجھے۔ انھوں نے کھینچا کہ آپ ابو الحسن علی کے جانشین یا انجیوں باب ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

حضرت باب کے رد کرنے اور ستائے جانے کا سبب حقیقت میں وہی تھا جو حضرت یح کے رد کرنے اور ستائے جانے کا تھا۔ اگر حضرت مینا ایک نئی کتاب نہ لائے ہوتے۔ اگر آپ حضرت موسیٰ کے لائے ہوئے دعائی اصول کے ساتھ ساتھ ان کے آئین و قوانین کی بھی حمایت کرتے تو آپ ایک معمولی صالح اخلاق کچھے جاتے اور نفیسیوں اور فریسیوں کے ظلم و ستم سے بچ جاتے۔ مگر اس بات کا دعویٰ کرنا کہ حضرت موسیٰ کی شریعت کا کوئی حصہ بھی حقیقی کو ظلم و ستم کے احکام جیسے اذی تو انہیں بدل سکتے ہیں اور بدلے والا نامرت کا ایک معمولی و عفو ہو۔ یہ نفیہوں اور فریسیوں کے مفاد کے لئے بہت خطرناک تھا۔ اور چونکہ وہ حضرت موسیٰ اور خدا کے نام نہ لے سکتے تھے اس لئے یہ گویا بزرگ و برتر خدا کے خلاف کفر تھا۔ جوں جی حضرت علیی کے دعوے کا پتہ لگا آپ پر ظلم و ستم شروع ہو گیا۔ اور چونکہ آپ اپنے دعوے سے باز نہ آئے اس لئے آپ کو شہید کر دیا۔

بعض اہل حالات کے ماتحت حضرت باب کی علانیہ دقت نے جو اپنے مفاد کو خطرے میں سمجھتے تھے شروع ہی سے دشمنی کی اور آپ کو دین کا خراب کرنے والا کہا۔ مگر اس تاریک اور تہی دیوانگی سے اندھے ملک میں بھی (اٹھارہ صد ہاں پیشتر کے فلسطین کے فریسیوں کی مانند) اس کے برباد کرنے کا جیسے وہ اپنا دشمن سمجھتے تھے کوئی جتنا ہوا یہاں نہ پیش نہ کر سکے۔

کسی یورپین کی حضرت باب سے ملاقات کا صرف ایک واقعہ محفوظ ہے اور اس دقت کے متعلق ہے جب آپ پر بشریت تمام ظلم و ستم ہو رہا تھا۔ شیخ تبریز میں مقیم ایک گنزدہ ڈاکٹر تھا جس کا نام ڈاکٹر میک کاہک تھا اور جسے ایرانی حکام نے حضرت باب کی دماغی حالت کا جائزہ لینے کیلئے بلایا تھا۔ اس ڈاکٹر کا خدا جو اس نے اپنے ایک ایرانی امریکی مشن کے دوست ڈاکٹر کو کھاتا ہوا وینسیر ای۔ جی براؤن کی کتاب ”بانی دین کے مطالعہ کے لئے مواد“ میں درج ہے۔ ڈاکٹر میک کاہک لکھتے ہیں

”آپ مجھ سے بانی فرقہ کے بانی سے ملاقات کے کچھ حالات طلب کرتے ہیں

اس ملاقات میں کوئی اہم بات نہیں ہوئی۔ کیونکہ باب کو اس بات کا علم تھا کہ مجھے دو ایرانی ڈاکٹروں کے ساتھ اس بات کے معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ صحیح الذماغ ہیں یا محض پاگل ہیں تاکہ اس بات کا فیصلہ کیا جائے کہ وہ قتل کئے جائیں یا نہیں۔ اس علم کے ہوتے چنے آپ نے میرے سوالات کے جواب نہ دیئے۔ آپ ہمارے سوالات کے جواب میں ہیں ایک ترسٹم کمیز نظر سے دیکھتے رہے۔ اور نہایت نرم اور دھیمی آواز میں مناجات پڑھتے رہے۔ آپ کے دو پیارے دوست بھی جو سیدھے وہاں موجود تھے اور کچھ سرکاری افسر بھی ہمارے ساتھ تھے یہ دونوں سیدھے آپ کے ساتھ شہید کر دیئے۔ میرے اس کہنے پر کہ میں مسلمان نہیں ہوں اور آپ کے دین کے بارے میں کچھ جانتا چاہتا ہوں تاکہ شاید میں اسے قبول کر لوں۔ آپ نے میری طرف تو جھکی اور نہایت غور سے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ سب اہل یورپ سیر دین کو قبول کریں گے۔ ہم نے شاہد کو اس قسم کی رپورٹ دی کہ آپ کی جان بچ جائے۔ کچھ عرصہ بعد آپ امیر نظام میرزا قلی خان کے حکم سے شہید کر دیئے گئے۔ ہماری رپورٹ پر آپ کو صرف بیت مارے گئے۔ بیت مارے جانے کے دوران میں قرآن نے ارادہ کیا بلا ارادہ ایک بیت جو آپ کے پاؤں پر مارا تھا منہ پر مارا۔ جس سے آپ کے چہرے پر کھٹ زخم آیا اور چہرہ دسترم ہو گیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ایرانی ڈاکٹر سے علاج کرا سینگے یا کسی اور سے تو آپ نے مجھے بلا بھیجے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کچھ عرصہ تک آپ کا علاج کیا۔ مگر ان ملاقاتوں میں مجھے خلوت نصیب نہ ہوئی اور میں آپ سے کوئی بات چیت نہ کر سکا۔ کیونکہ میرے ساتھ ہر وقت کچھ سرکاری آدمی رہتے تھے۔ آپ نرم دل اور نازک بنا تھے۔ قدرتی مزاج تھا اور رنگ ایرانیوں سے گورا تھا۔ آپ کی آواز رفت آہستہ اور نرم تھی جو ہمیشہ نچر اڑ کر تھی۔ چونکہ آپ سیدھے اس لئے آپ اور آپ کے (دونوں) دوست سیدوں کے لباس میں لمبے تھے۔ (الفاظ گندہ)

تجلیاتِ حشر و لشکر

مسئلہ قیامت پر مفصل مضامین کا سلسلہ پایمبہ میں جاری ہے۔ پہلے مضامین میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قیامت فنائے عالم کا نام نہیں ہے۔ قیامت کے معنوں پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ ذیل میں حشر کے چند حقائق اور پیش کئے جاتے ہیں۔ محققین فوراً پڑھیں اور اپنے خیالات سے ادارہ پایمبہ کو مطلع فرمائیں۔ (ہیر)

آتا ہے والبعث فی المدائن حاشرین "شہر دوں میں حاشر یعنی حشر کرے دلوں کو مجید" اور یہ بھی آتا ہے کہ حشر لیلیٰ جنود کا۔ سلیمان کا لشکر جمع کیا؟

قرآن مجید سورہ نازعات میں ہے "حشر فنادی" فرعون نے لکھ کر جمع کیا اور کہا۔ سورہ طہ میں ہے "ان حشر الناس منی" سورج چلے کر جمع کیا جائے۔

خلاصہ

لفظ حشر کے معنی ہیں کسی چیز کو بابرک کرنا۔ آدمیوں کو جمع کرنا۔ جلاوطن کرنا۔ اپنی جگہ سے نکال دینا۔ برا حال کر دینا۔

یوم الحشر یوم العتیمہ

یوم الحشر اور یوم قیامت ایک ہی چیز ہے۔ حشر قیامت کا وقت ہے۔ ناز ہو جائے جب خداوند عالم کی طرف سے کوئی پیغمبر برپا ہو جائے اور اس کے ذریعے نئی زندگی کا تصور بچوٹا جاتا ہے۔ لوگ ہلاکت کی قبروں سے اٹھ کر زندہ ہونے لگتے ہیں۔ قوموں کا محاسبہ کیا جاتا ہے۔ چورنگ ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن کہتے ہیں جنتِ رحمت میں داخل ہوتے ہیں اور جو لوگ مرسلِ برحق سے

لفظ حشر کی لغوی تفسیق | حشر الناس جمعہم اس سے لوگوں کا

شکر کیا۔ یعنی انھیں جمع کیا۔ الحشر موضع الحشر ای موضع الجمع (کنز العمال واللفظ) حشر کے معنی ہیں لوگوں کے جمع ہونے کا مقام۔ تادم الحیاء میں لکھا ہے الحشر۔ التذقیق والتلطیف والجمع۔

یحشر و یحشر والحشر و یفزع موضعہ والجللاء۔ حشر کے معنی ہیں کسی چیز کو بابرک اور پاک صاف کرنا۔ اور جمع کرنا۔ حشر جاتے حشر۔ اور حشر جلاوطن کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مختار الصحاح میں لفظ حشر کے اوقات لکھا ہے حشر الناس جمعہم۔ اور لکھا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا نام الحاشر بھی ہے۔ حشر الناس علی قدسی میں اپنے قدموں پر لوگوں کا حشر کر رہا ہوں۔ مغزوات رغب میں لفظ حشر کے تعلق

ذیل کی باتیں لکھی ہیں۔ "شکر کی جاہت کو اس کے مقام سے نکلنا اور انھیں روانہ دینا وغیرہ میں لکھنا۔" ایک روایت میں آتا ہے کہ عورتوں کا حشر نہ کیا جائے یعنی لڑائی میں بیچھی جائیں۔ لفظ حشر انسان کے تعلق اور دوسری چیزوں کے تعلق میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں لوگوں کے مال کا قحط سالی سے (برا) حشر دیا یعنی برباد کر دیا۔ لفظ حشر جامع ہی کے تعلق استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید

سند پھیلنے میں جہنم ہلاکت میں گرتے ہیں۔

جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں مبعوث ہوئے تو ایک مشربر ہوا۔ چنانچہ خداوند عالم قرآن مجید میں مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ
 { واتقوا اللہ واعلموا انکم } تقویٰ اختیار کرو اور اس حقیقت کو جان لو کہ
 الیہ تحشرون { تم خدا کی مشورت و معیت کے بارے ہو۔
 سورہ انفال میں ارشاد فرماتا ہے :-

{ یا ایہا الذین امنوا استجبوا لے سلاوا! فذا رسول کی بات مانو کہ وہ تمہیں
 للہ وللرسول اذا دعاکم } زندگی بخش چیز کی طرف بلا رہا ہے اور
 لما یحبیکم واعلموا ان اللہ اس حقیقت کو جان لو کہ خدا انسانی ارادہ کو
 یحول بین المرأ و قلبہ و انکہ میں آؤ گے اسکا ہے اور یہی جان لو کہ
 الیہ تحشرون ۔ { اے خدا کی طرف ہی تمہارا مشر و اجتماع کیا جا رہا ہے
 والذین کفروا الیٰ } اوجھ لوگ دین حق سے منکر ہیں ان کا
 جہنم تحشرون لیمیز } مشر و اجتماع جہنم کی طرف کیا جا رہا ہے
 { اللہ للخیث من العلیہ } تاکہ خدا برے کو اچھے سے الگ کر دے۔
 مومنوں کو خطاب فرماتا ہے :-

{ واتقوا اللہ الذی الیہ } تم اس خدا سے ڈرو جس کی طرف
 تحشرون ۔ { عباد رہے } تمہارا مشر و اجتماع ہو رہا ہے۔

منکروں کو نوٹس دیا جا رہا ہے

{ قل للذین کفروا } اے رسول! انکار کرنے والوں سے
 مستعلیون وتحشرون } کہہ دیجئے کہ تم لوگ مغرب مغلوب
 الیٰ جہنم { اے کفران دہ! } ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف اٹھنے کے جاؤ گے
 چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر وغیرہ میں نہایت خوبی سے پورا ہوا۔

سورۃ الحشر

سورۃ مشر میں نہایت نفرت سے لفظ مشر کے ساتھ کلمہ جہنم

کے مشر کا یوں ذکر فرمایا ہے :-

{ هو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب } خدا وہ ہے جس نے اہل کتاب کا فروکھ
 { ان کی بستیوں سے اڈل مشر میں ہی نکال باہر کیا۔
 من دریا رھم لا اڈل الحشر }

ان تقریحات سے روشن ہو گیا کہ ظہور حضرت رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے وقت مشر ہو رہا تھا۔ یہاں صریح لفظ ہیں۔ کسی مادی کی نجاش
 نہیں ہے۔

ایوم الموعود یا مشر اقوام

یوم موعود جسے قیامت کہتے یا مشر اقوام کا زمانہ کہا جاتا ہے، اس کا
 ذکر کتب الہیہ بالخصوص قرآن مجید میں نہایت تفصیل سے آیا ہے انداز پر
 ایمان لانا، اصول دین میں داخل ہے۔

ہم معنی میں قیامت میں یہ امر ثابت کر چکے ہیں کہ فناء عالم کا نام
 قیامت نہیں ہے اور یہ کہ قیامت رسول حق کی مشیت سے برپا ہوتی ہے۔
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعثت بھی قیامت اور مشر کا وقت تھا۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قیامت کبریٰ اور مشر اعظم کی خبریں برپا و متنا
 سے دی تھیں۔ قرآن و حدیث میں یہ خبریں بھری پڑی ہیں۔ صبر حاضر وہی یوم موعود
 یا زمانہ مشر اعظم ہے جس کا ذکر مقدس پیغمبروں نے اور مصوہیت سے
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نبیوں میں آخری وجود مبارک تھے۔ آپ نے ان مومنوں کو تدبیریں پرستیا یا
 الحمد للہ کہ وہ یوم موعود آگیا۔ حضرت سید علی محمد باب نے مسند کے
 ماہ جادی الاولیٰ کی پانچویں تاریخ غروب آفتاب کے دو گھنٹے اور پندرہ منٹ بعد
 صبح چھ بج کر یوم موعود کی آمد کا اعلان فرمایا۔ اور پھر حضرت بہاء اللہ نے
 قیامت کبریٰ اور مشر اعظم کا دوسرا تصور چھوٹا کیا۔ واقعات ہی طرح رونما
 ہوئے جس طرح الہی نوشتوں میں خبریں دی گئی تھیں۔ ذیل میں ہم قرآن مجید

مومیں مارے ہوئے چھوڑ دیئے اور ضرور چھوڑنا جائے گا سو ہم سب کو اکٹھا کر دیں گے۔ ع

اس آیت مبارکہ میں وعدہ فرماتا ہے کہ جب آخری زمانہ میں قومیں جوشِ غضب میں گرفتار ہو کر اختلافات و نزاعات میں سرگرم ہوں گی۔ خداوند عالم کی طرف سے ضرور چھوڑنا جائے گا۔ یعنی نہ اسے حق بلند ہوگی۔ تب لوگوں کو وعدہ و اتحاد کی طرف بلایا جائے گا۔ چنانچہ حسب وعدہ آج ظہورِ حضرت بہار اللہ کے دہیے اقوامِ عالم کو وحدت کے مقام پر جمع کیا جا رہا ہے۔ وہ قومیں جو ہزار سال سے جدا جدا تھیں اب مرکزِ وحدت پر جمع ہو رہی ہیں۔ اب خداوند عالم کا حکم ہے کہ انسانوں کے درمیان سے تفرقہ بنادیتے جائیں۔ نہ یہی قومی نفسِ وطنی پر سے درمیان سے اٹھا دیئے جائیں۔ سب انسانوں کو ایک برادر بن کر رہنا چاہیے۔ اسے قوم! سب اہلِ تاہب کے ساتھ مل کر سنی خوشی سے زندگی بسر کرو۔ اسے تمام عالم کے لوگو! تم سب ایک ہی دھرتی کے بھل اور ایک ہی شان کے پتے ہو۔

دے زمین ایک ہی وطن ہے۔ تمام نوعِ انسان ایک ہی بھادی ہے کھانا پینا۔ خاوی۔ بیاہ۔ لین دین سب کاموں میں ایک ہو کر رہو۔ آج وحدت کا خیرہ ستان دیا گیا ہے ایک دوسرے کو غیریت کی آنکھ سے نہ دیکھو۔

آیت مبارکہ میں تمام اقوام کے جمع کرنے کا ذکر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہے کہ جو لوگ میرے ذکر (کلامِ اوپنچیسبر) سے انھیں بند کر کے بے راہ ہوی اختیار کریں گے ان کے آگے جہنم لایا جاوے گا۔ وہ ہاتھوں اور برادریوں میں پڑھیں گے اور آوازِ حق سننے سے محروم رہیں گے۔ جیسا کہ خدائی قانون مقرر ہے کہ جب پیغمبر آئیں گے تو جو لوگ ایمان و عمل صالح اختیار کریں گے انھیں خوت و رنج نہ ہوگا اور جو لوگ آیاتِ الہی کی تکذیب کریں گے وہ اہلِ نار ہیں۔ ہمیشہ تاریکی میں رہیں گے یعنی موجودہ زندگی میں اور بعد الموت بھی

یومِ موعود یا حشرِ عظیم کی خبریں نقل کرتے ہیں۔ بل بصیرتِ لامنہ فرمائیں کہ وہ خبریں کس طرح واقع بن کر رہا ہیں۔

سورۂ انسبیاء میں فرماتا ہے کہ لوگوں کے حجاب کے وقت قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں پڑے تھے حق سے بیرحمی کر رہے ہیں۔ جب کبھی خداوند عالم کی حرمت سے کوئی نیا ذکر آتا ہے اور اسے لگے تو لوگ اپنے لہو و لب میں جی لگائے رہتے ہیں اور رہینگے۔ (اس کے آگے فرماتا ہے)

بن بستیوں کو ہم تباہ کر چکے ہیں انھوں نے بھی حق و صداقت کا انکار کر دیا تھا تو کیا اب یہ لوگ ایسے ہیں کہ حق و صداقت کو تسلیم کر لیں گے؟ اس بات کو پھر اسی صورت کے شروع فرماتا ہے کہ جن قوموں کو ہم پہلے کر چکے ہیں اور ان کی روحانیت بالکل تباہ ہو چکی ہے (وہ حق و صداقت کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ جب یا جوج باجوج معصہ قومیں آزاد ہو کر دنیا میں ہر طرف پھیل جائیں گی اور وعدہ حق (یومِ موعود) نزدیک لگے گا تو جو لوگ حق و صداقت سے حجاب میں تھے ان کی نظروں اوپر اٹھیں گی اور وہ کہیں گے کہ انہوں ہم اس امر سے غافل رہے بلکہ ہم تو بے جا کار و درواریوں میں مصروف تھے۔ مقصد یہ ہے کہ گذشتہ قومیں جو بیداری میں پڑی ہوئی ہیں وہ یومِ موعود میں خوابِ غفلت سے بیدار ہوں گی۔ اسی لئے یہ زمانہ حشرِ اقوام کا وقت ہے۔

ای امر کہ متعلق سورۂ کہف میں یوں ذکر آتا ہے کہ ذوالقرنین نے یا جوج باجوج کو روکنے کے لئے ایک مضبوط دیوار بنادی جس پر یا جوج باجوج نہ چڑھ سکے اور اس کو کئی لقب دیا گئے۔ تب ذوالقرنین نے کہا کہ اس دیوار کا بن جانا خدا کی خاص رحمت ہے۔ پھر جب میرے رب کا وعدہ (یومِ موعود) آئے گا تو خدا اس موک کو ہٹا دے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ بستیٰ نچا ہے۔ (خداوند عالم فرماتا ہے) ہم سب لوگوں کو ایک دوسرے میں

ع۔ یاد رہے کہ اس آیت میں صاف فرمایا ہے کہ یا جوج باجوج قومیں دنیا میں آزاد ہو جائیں گی اور ضرور چھوڑنا جائے گا۔ خداوند عالم کا کھانا پینا سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ نہایت واضح ہے کہ اقوامِ عالم کی موجودگی ضرور چھوڑنا جائے گا۔ اور ضرور چھوڑنے کے بعد بھی وہ جی کی باتیں کریں۔ یہ نہیں فرماتا کہ ضرور چھوڑنے پر سب ختم ہو جائیں گی۔ اس آیت کی شہادت سوچنے والوں کے لئے کافی ہے کہ صورِ قیامت سے نسا نہیں ہونگی بلکہ اقوام کا اجتماع ہوگا۔ اس کے خلاف بے بنیاد خیالات کی بروی کرنا کلامِ حق سے نہایت غفلت ہے۔

هذا با شد بد افی الدنيا { میں انھیں دنیا میں اور مرنے کے بعد
والا اخره { دل عمرانؑ } بھی سخت عذاب دینگا۔

اور سزا آئے

ما ارسلنا فی قریۃ من { ہم نے جہاں جہاں کوئی نبی بھیجا : ہاں
نبی الا احذنا اهلها { کے لوگوں کو سختی اور عذابت میں گرفتار
بالبا ساء والاضطر لولعلہم { کر دیا تاکہ وہ لوگ عاجز بنی و بزدلی
یقترعون { اعراتؑ } اختیار کریں۔

ہی کے ساتھ فرمایا ہے کہ مگر یہ لوگ ایمان و عمل صالح اختیار کر لیتے تو
ہم انھیں آسمان زمین کی نعمتوں سے لالال کر دیتے۔ مگر انھوں نے کلمہ رب پر
کمر باندھی تو ہم نے بھی انھیں ان کے کثرت کے باعث گرفتار کر لیا۔

یوم نخرس میں ہر اُمت کو اُس کی کتاب کی طرف بلایا جا رہا ہے

فدا دنیہ عالم فرماتا ہے

یا ایھا الذین امنوا استجیبوا { مسداؤ: فدا رسول کی بات مانو
للہ ولترسلوا اذا دعاکم { کہ وہ تمہیں زندگی بخش چیز کی طرف
لما یحییٰکم { افاقالؑ } بلاتا ہے۔

اور سزا آئے

افعن کان میتا فا حییٰہ { کیاں جو مردہ تھا ہم نے اسے زندگی
وجعلنا لک نوراً یمشی بہ { بخشی اور اُسے روشنی دی جسے لے
فی الناس کمن مثلك { ہوئے وہ لوگوں میں ہل رہا ہے شخص
فی الظلمت لیس بخارج منها { کی مانند جو اندھروں میں پڑا ہے
دھامؑ } ان میں سے نکل ہی نہیں سکتا۔ (مگر برائیں)

ان آیات میں پیغام حق کوئی زندگی اور سوچن کو موت سے نکل کر زندہ
ہونے والا قرار دیا ہے۔

سورۃ بقرہ میں فرماتا ہے کہ خدا کا نیکو کرنا کہتے ہو۔ تم مردہ تھے انہیں

سوزش ناکامی دیکھیں گے۔ اسی قانون کے ماتحت اب جبکہ ظہور حق ہوگا
دو فوجیں کھڑی ہو جائیں گی۔ جن کے نام کتاب اللہ میں ہیں
طرح لکھے ہیں۔

مصدقین _____ مکذبین
اصحاب النبی _____ اصحاب النار
ابرار _____ فجار
صالح المیین _____ اصحاب الشمال
اصحاب الیمین _____ اصحاب الیمین
اہل علیین _____ اہل سحیرین
معتدین _____ مجبورین

غنیہ وغیرہ

قانونِ عذاب | سونے کی کرنوں سے وہ چیزیں نشو و نما پاتی ہیں جو
مناسب استعداد رکھتی ہیں۔ اور جو چیزیں مناسب قوت استعداد نہیں
رکھتیں وہ سورج کی روشنی اور حرارت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کرتیں
بلکہ برائت نقصان اٹھاتی ہیں۔ سو کہ جاتی اور مل جاتی ہیں۔

اسی قانونِ قدرت کے مطابق آفتاب حقیقت یعنی پیغمبر حق سے
وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اپنے اندر قبولِ نور کی استعداد رکھتے ہیں۔ وہی
اہل نور کہلاتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی یہ نظری استعداد ضائع کر چکے ہیں یا اسے
نہایت کمیت بنا چکے ہیں وہ آفتاب حقیقت کی شعاعوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے
بلکہ ضد اور تعصب کے جمل جاتے ہیں۔ یہی اہل نار کہلاتے ہیں۔ یہی اُن کا عمل
ان کے لئے عذاب بن کر انھیں دنیا اور دین میں ترقی اور ترقی سے محروم
کر دیتا ہے۔ تسفل اور تنزل میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہی اُن کا جہنم ہے۔
دنیا میں رہتے ہوئے بھی عذاب پاتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی عذاب
میں جاتے ہیں۔ فدا دنیہ عالم اس قانون کو یوں بیان فرماتا ہے۔

فاما الذین یحرفون واخذوا ہم { جو لوگ حق و حقیقت کی انکاری جتنے ہیں

تعملون • اسے قوما! آج تمہیں تمہارے اعمال کی جزا سزا ملے گی۔
هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكَ بِالْحَقِّ • ہماری کتاب تمہیں حق باتیں
بتاتی ہے۔ اِنْ شَكَّ عَنْتُمْ فَنَسْتَنْصَحْ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ • ہم تمہارے اعمال
کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

کتابِ دائیں بائیں سے دی جا رہی ہے

سورۃ بنی اسرائیل میں خداوند عالم فرماتا ہے یوم نُنْزِلُ الْعَذَابَ عَلٰی الْاَنَامِ
بِاَمَامِهِ • جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ذریعے پکڑینگے
یعنی امام الزمان ہمدی موعود کے ذریعے لوگوں کو دعوتِ حق دینگے۔ فَعَنْ
اَوْقَى كِتَابًا بِهٖ بَيِّنٰتٍ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا جَمْعًا وَلَا يَظْلُمُوْنَ
خَسِيْلًا • تب جسے اس کی کتاب دینی اس کے سیدھے ہاتھ میں دی جائیگی
تو یہی لوگ اپنی کتاب پڑھینگے اور وہ بھرائی کا حق ضائع نہ ہوگا۔

سورۃ الاحقاف میں طوفانِ فضا کے وقت کشتی نجات بھیجے گا ذکرِ اود
پہلی مرتبہ منجھکے۔ تَنْزِيلًا مِّنْ رَّبِّكَ فَاُولٰٓئِكَ لَا يَصْعَدُ الْاِسْمٰلُ الْاَوَّلٰی
اور نہ فہور کے قائم ہونے کا ذکر نہ کرے کتاب دے جانے کی یوں خبر دیتا
ہے۔ فَعَنْ اَوْقَى كِتَابًا بِهٖ بَيِّنٰتٍ فَيَقُولُ هٰذَا مِمَّا اَوْقَرْتُ كِتَابِيَهٗ
جسے اس کی کتاب سیدھے ہاتھ میں دی جائے گی وہ کہے گا اُو آؤ آؤ گوگو میری
کتاب پڑھو۔ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلَاقٍ حَاسِبٍ • میں نے یقین کر لیا کہ
میں اپنے حساب سے آلا ہوں۔ اس کے بالمقابل جرم کا ذکر فرماتا ہے وَاَمَّا
مَنْ اَوْقَى كِتَابًا بِهٖ بُشٰلًا فَيَقُولُ لَیْسَ لِّیْ لِحَادِثِ كِتَابِيَهٗ وَلَمْ
اِدْرِمَا حَاسِبٍ • یا لیتھا کانت القاضیہ • لیکن جسے اس کی کتاب
اُنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ کہے گا کاش مجھے یہ کتاب ملتی اور جسے

تمہیں چلایا۔ نَفْسٌ مِّنْ عَذَابِہٖ ذَرِیۃٌ لِّمَنْ کَفَرَ بِخَشٰی • پھر تمہیں قومی موت
دیجے۔ پھر تمہیں حیاتِ بخششیجے۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹنا مجاؤ گے۔
اس آیتِ مبارک کے مطابق مسلمانوں کو موتِ روحانی فی کے بعد
حضرت باب کے ذریعے نئی زندگی ملی۔ اور حضرت بہکد اللہ کے ذریعے پھر
رجوع الی اللہ ہوا۔

اسی مقدمہ کو سورۃ بائیں میں یوں بیان فرماتا ہے قُلْ اللّٰهُ
یَحْیِیْکُمْ ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَارِعُونَ •
اسے رسول! کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں زندہ کر رہا ہے پھر تمہیں موت دیجے
پھر تمہیں وقتِ قیامت کی طرف اکٹھا کرے گا جس میں شک نہیں۔ وَلٰکِنْ
اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ • مگر بہت سے لوگ اس حقیقت سے بے علم
ہیں واللہ مَلٰٓئِکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور تمام بندوں اور پستی پر
خدا کی ہی حکومت ہے۔ وَاِیَّوْمَ نَقْرُمُ السَّاعَۃَ یُوحِیْہٖ لِمَنْ یَّطَّلَعُ
اور جس دن قیامت قائم ہوگی (ظہورِ حق ہوگا) اِس دن باطل پرست
نقصان اٹھائینگے جسے و تَرٰوٰی اَکْثَرُ اُمَّۃٍ جَانِیَہٗ اور ہر امت کو تو
گھنٹوں کے بل گرا دیا دیکھے گا۔ سب گری ہوئی حالت میں مبتلا ہونگے۔
جیسا کہ ابکل ہر امت کا حال شاید وہ میں آ رہا ہے۔ کُلُّ اُمَّۃٍ تَدْعُوْا اِلٰی
کتابھا ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلاتی جائے گی۔ چنانچہ اُن ظہورِ حق
کے سامنے والے یہی زائرِ بلند کر رہے ہیں کہ اسے تمام امتوں • اپنی اپنی لہائی
کتاب کو فوراً پڑھو تمہیں ظہورِ حق ایدیوم موعود کے اسرار نمایاں نظر آئیں گے۔
اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ سب الہامی کتابیں ایک ہی حقیقت کا پسینا
دے رہی ہیں۔ اسی الہی محرک کا اثر ہے کہ ہر امت اپنی اپنی الہامی
کتابوں کی طرف خاص توجہ کر رہی ہے۔ الیوم تجزوت ما کُنتم

میں کیونکہ قاذب الہی ہے کہ قاذبا و امر اللہ حق مینہد بالحق دھننا لک المیطلون (مومن) جب خدا کا امر آتا ہے لوگوں میں سچا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور
اس موقع پر باطل پرست نقصان اٹھاتے ہیں۔ قاذبا و دوسرے نفعی مینہد بالحق (مومن) جب لوگوں میں رسولِ حق آتا ہے انھیں فیصلہ کر دیا جاتا ہے
میں التسخ اثر الہی النسخ بغی یتعقده کسنخ الشمس الظل والظلم الشمس والقیب والشباب (معوذاتِ راتب) نسخ ایک بندہ الہی
کے ذریعے پہلی چیز کو مٹاتا۔ جیسے دھوپ کا سایہ کو اور سایہ کا دھوپ کو مٹاتا۔ پڑھنا کا جواب کو مٹانا۔ والا نسخا التسخ منہم الشیء (معوذاتِ راتب)
استنسخ کے معنی ہیں پہلے کو مٹانے کے لئے پڑھنا۔
میں اونی کتبنا باطل میں نقطہ کے ہم معنی ہے جو پہلی کتاب کے ختم ہونے کے بعد (معوذاتِ راتب) (معوذاتِ راتب)
(شاعر ۱۹) (معوذاتِ راتب) (معوذاتِ راتب)

ظہورِ ہمد میں بیان ہوئی۔ کہ انھوں نے کتاب الہی کو پس پشت ڈال دیا
اسی بات کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ وقال الرسول یاربنا
توھی اتخذ داھذا القرآن محجوراً۔ رسول کہنگا کہ اسے میرے رب !
میری قوم نے اس قرآن کو مجبور و متروک کر دیا۔

دائیں طرف سے کتاب لٹنے کے بالمقابل دوسری قوم کے لوگوں کا ذکر
یوں فرماتا ہے واما من ادق کتبا بہ وراء ظہرہ ضوت یدعو
شہوراً واصلیاً سعیراً۔ اور جسے اس کی کتاب پیچھے پیچھے سے دی جائے گی
وہ مہدی ہلاکت کو کپڑا کرے گا۔ اور سرخس میں داخل ہوگا۔ (اللہ کان فی اہلہ
مسروراً۔ انفع خلق ان لمن مجور۔ یعنی غفلت اپنے لوگوں میں مگن تھا۔ یہ خیال
کرتا تھا کہ اسے کوئی انقلاب پیش نہ آئے گا۔ ظہور حق پر ایمان لانے والا
لوٹ کر اپنے لوگوں کو بشارت سنائے گا اور مسرور ہوگا۔ ظہور حق سے محجوب بنکر
اپنے ہم خیال لوگوں میں ہی ست و غافل پڑا رہے گا۔ اور خیال کرے گا کہ ہم
نزدال میں نہیں آسکتے۔ جیسا کہ ہر ایک بے روح قوم ہی خیال میں مگن ہے
کہ ہم تباہ نہیں ہونگے۔ ہاری قوم فناء نہ ہوگی۔ درآں حالیکہ اس وقت بھی قومی
ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن بے حس کا یہ عالم ہے کہ اپنی موت و
ہلاکت کا احساس نہیں۔ بلکہ اپنی ہلاکت سے انکار ہے

یوم موعود میں نئی کتاب الہی کی آمد

سورۃ زمر میں دوبارہ طور پھینکنے کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا ہے :-
واشمقت الارض بنور { سرزمین پروردگار کے نور سے روشن
رہے گا۔ وضاحت الکتاب { ہو جائیگی اور کتاب لا کر رکھی جائے گی۔
زمین کا پروردگار کے نور سے روشن ہونا درحقیقت ہے جو ظہورِ حق
میں فرمایا قد جاء کم من اللہ نور۔ تمہارے پاس فدا کی جانب سے نور
آیا ہے۔ کتاب سے مراد کتاب الہی ایک ہفت بات ہے نامہ اعمال کا خیال
کسی تحریر کو کتاب کی شکل میں باطل ثابت نہیں۔ اس پر ایک معنوں میں ہم

حساب کی خبر بھی نہ تھی۔ کاش یہ نقد ہی چمک جاتا۔ ما اغنی عتی مالہ
ہلاکت عتی سلطانہ۔ میری دولت میرے کام نہ آئی۔ میری بادشاہی
دقوت و دہلی تباہ ہوگئی۔

یہ آن دلی خیالات کا نقشہ ہے جو ہلاک شدہ قوم کے افراد کے اندر
پیدا ہوتے ہیں۔ وہ کبھی اپنی حکومت و دولت کی بربادی پر ماتم کرتے ہیں
کبھی کہتے ہیں کہ یہ سب جھگڑے ہاری مذہبی کتاب سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔
جو بچتا ہے اس میں سے اپنا مطلب نکال لیتا ہے۔ کاش یہ سارا مقصد ہی مقم
ہو جاتا تو اچھا تھا۔ چلوں گے بیابان ہو جاتے ہیں وہ صاف صاف ایسے خیالات
کا اظہار کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے خود دیلے بہت سے لوگوں کی باتیں سنیں
ہیں۔ یہ خیالات اس امر کا نتیجہ ہیں کہ انھیں کتاب آٹنے لہو میں دی گئی ہے۔
یعنی انھیں کتاب کا معقول پہلو نہیں دکھایا گیا۔ بلکہ اولام میں ڈال دیا گیا
اس لئے وہ گھبرا گھبرا کر ایسی سبکی بکی باتیں کرتے ہیں۔ ان میں شخص کو کتاب
سیدھے ہتھ میں دی جائے گی۔ یعنی جو اس کا صحیح مطلب سمجھ سکے وہ بہت خوش ہوگا
سورۃ الشقاق میں فرماتا ہے واما من ادق کتبا بہ سیدینہ
ضوت یدعو حساباً سیدراً وینقلب الی اہلہ مسروراً۔ جسے
اس کی دینی کتاب اس کے سیدھے ہتھ میں دی جائے گی اس کا حساب آسان
ہوگا اور وہ مسرور و شادمان ہو کر اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر جائیگا اور انھیں
خبر پر مسرت سنائے گا۔

ظہورِ حضرت میرا شدہ پر ایمان لانے والوں کا یہی حال ہے۔ یہاں اپنے
اہل کے پاس لوٹ کر جاوا کس قدر صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ واقعہ دنیا میں ہی
ہوگا۔ جبکہ آدمی عرفانِ حق سے سرشرب ہو کر اپنے لوگوں کو خوشخبری پہنچانے
کے لئے پھر ان کی طرف لوٹ جائیگا۔ یہی لفظ اہلہ اس شخص کے حق میں
وارد ہے جسے کتاب پہنچنے کے پیچھے سے ملے گی۔ اسی سورت میں فرماتا ہے
انفع کان فی اہلہ مسروراً۔ کہ وہ اپنے لوگوں میں مگن رہا۔ پیچھے
سے کتاب کا ملنا بالکل باطل ہی بات ہے جو آیت منبذ واکتاب اللہ وراء

مفصل بحث کر چکے ہیں۔

محاسبہ اقوام

خداوند عالم اس دنیا میں ہمیشہ اقوام کا حساب لیتا رہا ہے اور انہیں سزا دیتا رہا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

وَكَايَتِ مَن قَرِيبَةُ عَتَتِ { کتنی ہی سبیلوں نے اپنے رب کے علم
عَنِ امْرِئٍ رَّحِيْبٍ رَمَلَهُ { اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی۔ سو
خُفَا مِمَّنْ هَا هَا بَا شَدَّ يَدَا { ہم نے ان کا حساب لیا عنتِ حساب۔
وَعَذَابُ بَنَاهَا عَذَابًا ثَكَلًا { اور انہیں بھی ایک عذاب دیا۔ تو انہوں
فَذَاقَتْ وَبَالَ امْرِئِهِ { نے اپنے کرتوت کے وبال کا مزہ چکھ لیا۔
وَكَانَ عَاقِبَةُ امْرِئِهِ خُسْرًا { اور انجام کار انہیں سراسر
(سورہ طلاق) { گھاٹا رہا۔

جس قانون اور جس طرز سے خداوند عالم پہلی اقوام کا محاسبہ کر چکا ہے وہی قانون اور وہی طرز و طریق پر ہم موجود مشرِ اعظم میں بھی عمل و اثر کر رہا ہے ورنہ تجد لستہ اللہ تبدیلیا۔ (احزاب ۸) قانون و طریق مذاہدی کو تم بدلے ہوئے ہرگز نہ پاؤ گے۔

خداوند عالم ہر ذرہ ذرہ کی حالت جانتا ہے۔ اس عظیم و خیر کو کسی جاسوس یا رپورٹر یا گواہ کی ضرورت نہیں۔ وہ فرماتا ہے

وَكُنْ حَىٰ بِذُنُوبِ عِبَادِكُمْ { اپنے بندوں کے گناہوں کو وہ خود ہی
خَبِيرًا بَصِيرًا (نور ۸) { جانتے والا دیکھنے والا کافی ہے۔

اور فرماتا ہے

وَكُنْ حَىٰ بِمَا حَاسِبِينَ { جس ہم خود ہی حساب لینے والے
(سورہ الانبیاء ۸) { کافی ہیں۔

اور فرماتا ہے

فَبِمَا مَشَىٰ لَا يَسْأَلُ عَنْ { محاسبہ کے وقت پر ہم موجود ہیں کسی انسان

ذُنُوبِهِمْ اَنْتَ وَرَاحِلَاتُ { اور جان سے اس کے گناہ کے متعلق سوال
(رحمن) { نہیں کیا جائے گا۔

خداوند اپنے علمِ عظیم سے سب کچھ جانتا ہے اور اپنی قدرتِ کاملہ سے ہر کر درست محاسب کرتا ہے۔ ایک ذرہ کی بیشی نہیں ہوتی۔ سورہ انفقان کی آیت بھی گزری ہے جس میں فرمایا ہے کہ جسے اس کی دینی کتاب اس کے سیدے لمحوں دی جائے گی اس کا محاسبہ آسان ہوگا۔ اور وہ آدمی سرور و شان دان ہو کر اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر جائے گا۔ ظاہر ہے گذشتہ زمانوں میں خداوند عالم قوموں کا حساب لے چکا ہے اور انہیں عذاب دے چکا ہے۔ وہاں نہ کوئی تاری سخت تھا جس پر خدا بیٹھا ہو نہ کوئی نامہ اعمال کے دفتر لکھے ہوئے پیش ہوتے تھے۔ نہ کوئی گواہ بیان کیا تھا۔ بلکہ ہوا یہ تھا کہ خدا نے اپنا نائب رسول بھیجا جس نے ہر گز دنیا کو پیغامِ الہی سنایا۔ کتابِ الہی انہیں دی۔ جن لوگوں نے قبول کیا وہ ایمان و جنت کے وارث ہوئے اور جنہوں نے سرتابی کی انہیں ہلاکت نصیب ہوئی۔ یہ طریقِ فیصلہ خدا کا مقرر کردہ ہے۔

چنانچہ ارشاد فرماتا ہے

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولٌ فَآخِذُوا { ہر امت کے لئے رسول ہوتا ہے جب
رَسُولَهُمۡ قَضٰی بَيْنَهُمۡ بِالْحَقِّ { ان کا رسول آتا ہے ان لوگوں میں تھا
وَعَدًا لَا يَظْلِمُونَ { فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوتا

وہ محنتِ عدالت جہاں سے خدائی فیصلے صادر ہوتے ہیں پیغمبرِ خدا کی مسندِ نبیائت الہیہ ہوتی ہے جیسا کہ معززت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ حقیقت بیان ہوئی کہ

خدائی فیصلہ رسول کے ذریعے ہوتا ہے

فَاَحْكُمۡ بَيْنَهُمۡ بِمَا { اے رسول! خدا کے نازل کردہ حکم کی مطابقت
اَنْزَلَ اللّٰهُ (مائدہ ۴) { آپ ان لوگوں میں فیصلہ کیجئے۔

رسول اکرم سے کہلایا جاتا ہے:-

وامرت (اعدل بینکم) { مجھے مکہ ہے کہ تمہارے درمیان
(شوریٰ ع) { عدالت کروں۔

اسی حقیقت کو یوں بھی منسرایا :-

فاذا جاء امر الله فمضى بينهم { جب خدا کا حکم آتا ہے لوگوں میں
بالفط و خسر هالک المبطون { ٹھیک فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان میں سے ہر
(رومن ع) { ہل پرست گھمٹے میں رہ جاتے ہیں۔

حشر کے دن مذاہب عالم میں فیصلہ

معلوم ہو چکا ہے کہ فرائی فیصلہ پیغمبر کے ذریعے ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اسی
قانون کے مطابق مشرِ اعظم کے دن علمبرِ ظہور الہی کے ذریعے اقوام و مذاہب
کے اختلافات کا فیصلہ کیا جائے گا۔

انسانی دنیا کی نفرت ہے کہ عقول و جذبات اور خواہشات مختلف
ہونے کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف برپا ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے اختلافات
ٹانسنے کے لئے خدا تعالیٰ دنیا و دنیا ثنائی انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے۔

وانزل معهم الکتاب بالحق { اور ان کے ساتھ کتاب حق نازل
لیحکم بین الناس فیما { فرائی تاکہ خود خدا لوگوں میں ان کے
اختلفوا فیہ وما اختلف { اختلافات کا فیصلہ کر دے۔ اور
فیہ الا الذین اوتوه من { آیات آجائے کہ بعد کتاب اللہ
بعد ما جاءهم الیمینات { میں انہیں لوگوں نے اختلاف الیہ
بغیا بینہم فهدی اللہ { جنہیں کتاب اللہ دی گئی تھی سب میں
الذین امنوا لہما اختلفوا { سرکشی کی بنا پر انہوں نے ایسا کیا۔
فیہ من الحق باذنہ { خدا نے ایمان لانے والوں کو ان اختلافات
(سودہ بقر ع) { میں حق و صداقت کی پسندیدہ راہ دکھا دی۔

قرآن بھی اختلاف دور کرنے کے لیے آیا

ان هذا القرآن یقتضی { یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل پر وہ

علی بنی اسرائیل اکثر { بہت سے حقائق ظاہر کرتا ہے
الذی ہمذنیہ یختلفون { جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔
واقلہ لہدی ورحمۃ { اور یقیناً یہ قرآن اہل ایمان کے لئے
للمؤمنین۔ ان ربک { ہدایت و رحمت ہے۔ بیشک تیرا پروردگار
یقضی بینہم بحکمہ { ان لوگوں میں اپنے حکم سے فیصلہ
(غل ع) { فرما رہا ہے۔

یہ قول کتاب کے اختلافات میں فیصلہ کا ذکر تھا۔ مشرکین کے
بارے میں فرماتا ہے :-

والذین اختلفوا { وہ جنہوں نے خدا کے سوا اور بہت
دو ذہا اولیاء مانعبدہم { سے اولیاء (اپنے مالک) بنائے ہیں
الا لیتقوا یونا الی اللہ { اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی بندگی محض
نزلہ فی۔ ان اللہ یحکم { اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ ہیں خدا کے
بینہم فیما ہمذنیہ { اس پہنچاتے ہیں۔ بارگاہِ الہی میں سبائی
یختلفون (زمر ع) { کا وسیلہ ہیں، خدا ان لوگوں میں فیصلہ فرما رہا ہے،

فیصلہ اختلافات کے سلسلے میں صاف بتاتا ہے کہ ظہور محمدی کا زمانہ
قیامت کا دن ہے۔ کیونکہ رسول کے ظہور کا دن ہی قیامت کا دن ہوتا ہے
اور اس قیامت محمدی میں خدا حکم و فیصلہ کر رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-
انما جعل التبت علی الذین { سببت (سبب) انہیں لوگوں کے لئے مفرد
اختلفوا فیہ وان ربک لبحکم { کیا گیا تھا جنہوں نے ایسے اختلاف ڈال دیا
بینہم فیما حکوا فیہ { اور بیشک تیرا پروردگار ان میں حکم و فیصلہ کر رہا ہے
یختلفون۔ ادع الی سبیل { جن باتوں میں وہ (اہل کتاب) افتات کرتے تھے
ربک بالحکمۃ والموعظۃ { اسے رسول حکمت و موعظتہ کے ساتھ اپنے
الحسنۃ (غل ع) { سب کے راستے کی طرف دعوت دے۔

لیحکم میں لام حال ہے۔ جس کے معنی ہیں فیصلہ کر رہا ہے۔
تفصیل سے ہم کسی گزشتہ اشاعت میں بحث کر چکے ہیں۔ اہل مذاہب کے

میشہ اختلافات کا فیصلہ دینے قرآن میں کر دیا گیا تھا۔ لیکن کئی فیصلہ جس کے نتیجے میں قرآنی کئی خلیج پاٹ دی جائے اور سب کھل جائیں اور ایک ہرگز زندگی بسر کریں۔ ریشیت ایزدی نے یہ کام یوم موعود کے لئے مقرر فرمایا تھا اور صاف صاف خوش خبری سنا دی تھی کہ قیامت کبریٰ میں خداوند عالم تمام اہل مذاہب میں کئی فیصلہ فرمادے گا اور سب کو باہم ملا دے گا۔ چنانچہ اس وعدے اور بشارت کا ذکر یوں فرماتا ہے۔

شرح لکھ من الدین ما { خدا نے تمہارے لئے دین کی وہ راہ
وضعی بہ نوحاً والذی اوحینا { ڈالی ہے جس کا حکم نوح کو دیا اور جو ہم
الیک وما وصینا بہ ابرہیم { تیری طرف دینی کی اور جس کا حکم ابراہیم نے
وصولی وعلی ان اقمہوا { ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین کو کٹا کر
الدین ولا تتقر قوافیہ { اور ہمیں تفرقہ نہ کرو۔ ہر ایک کی دعوت تو یہ
صبر علی المشرعین { مشرکوں کو اگر اس معلوم ہوتی ہے۔ خدا ہے
ما ت دعوہم الیہ۔ اللہ { جانتے ہیں اپنے قریب کیلئے انتہا پر کھینچا
یجتبی الیہ من یشاء { اور مشرکوں کو اپنی طرف راہ دیتا ہے
وہدی الیہ من یشاء { اور جو اس کو چاہے (دین) اچھا تھا بعض
وما تقر قوا الا من بعد { باہمی فتنہ اور حسد سے انھوں نے جھگڑا
ما جاء حد العلم بغیا { پیدا کر لئے اور اگر مقررہ وقت کی بات
بینہم ولو کاکملۃ { تمہارے رب کی طرف سے نہ ہو کچھ ہوتی
سبقت من ربک الی { تو اب تک انہیں کبھی فیصلہ کر دیا گیا ہو،
اجل مسمی لقضی بیہم { اور واقعی بات یہ ہے کہ ان کے بعد جو
وان الذین اور ثوا الکتاب { لوگ کتاب کے وارث ہوئے ہیں وہ
من بعد ہم لغی مثاری { اس سے ایک نعمان پیدا کر کے لئے شک
منہ مریب فلذلک { میں مبتلا ہیں۔ تو اے لئے تم دعوت حق
فارع واستقم صما { دو اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم
امرت ولا تتبع { ہو رہا اور لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو

اھواء ہم وقل امتنت { اور کہو جو کوئی کتاب خدا نے اتاری میں
بما أنزل اللہ من کتاب { اس پر ایمان لایا اور اس کو مجھے حکم ہے
وامرت لاعدل بینکم { میں تم میں مساوات کروں۔ اللہ ہمارا اور
اللہ ربنا وربکم لنا { تمہارا سب کا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے
اعمال لنا ولكم اعمالکم { اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔
(الحجۃ بیننا وبينکم { ہم میں تم میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہمیں
اللہ یجمع بیننا والیہ { تمہیں سب کو جمع کرے گا۔ باہم ملا دے گا
المصدیر (شوری ع) { اور اسی طرف آخر کار جا پہنچا ہے۔

سورۃ جاثیہ میں فرمایا ہے کل امت یستدعی الی حشاہا۔ ہر امت کو
اس کی کتاب کی طرف بلایا جائے گا۔ یعنی وحدت حقیقت دکھا کر سب کو متحد کیا جائیگا
اس لئے یوم موعود کا نام یوم الجمع بھی ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔
یوم یجمعناھم لیوم الجمع { جو وقت انھیں دور وحدت میں آئے گا
ذلک یوم الثقامن { یہ وقت اہمیت کا ہے۔

اور سنہ آتا ہے

ان یوم الفصل میقاتکم { یقیناً فیصلہ کا دن سب قوموں کا مقرر وقت ہے
اجمعین یوم لا یغنی عویش { حیوت کوئی دوست کسی دوست کے لئے کافی
عن مولیٰ شیشا ولا ہم { ثابت نہ ہوگا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی بجز
بیتھم من آلا من رحمہ اللہ { ان لوگوں کے جن پر خدا کی رحمت ہوگی یقیناً
انکھوا العزیز الرحیم { ملا عزت والا مہربان ہے۔ (الفتح ع)
الاخلاء بعضهم لبعض { گہرے دوست بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کے دشمن
عدو الا الملتحقین (زفر ع) { ہو گئے۔ مرث اہل تقویٰ بچتے دوست ہو گئے۔
اختلاف ورنہ اختلاف کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

ولا یز الون محنت لخصین { دو ایام امتوں میں مبتلا رہیں گے۔ ان لوگوں کے
آلا من رحمہ ربک { جن پر خدا کی رحمت ہوگی اور خدا نے انہیں کو
ولذلک خلقھم { رحمت کیلئے ہی پیدا کیا (جس کا نتیجہ وحدت تھا) د

موجودہ شر کے دن بھولی ہوئی حقیقت سمجھیں اس رچی

موجودہ اعرات میں فرماتا ہے کہ ہر اُمت کی ایک سیوا مقرر ہوئی ہے اور فرماتا ہے کہ اے انسانو! میرے رسول تمہارے پاس آئیے اور میری آیات پڑھیں گے اور فرماتا ہے جیسے تھیں پہلی بار بعثت محمدی میں امت بنایا ہے اسی طرح دوبارہ انھیں امت بنائے گا۔ ایک مشرق ہدایت یافتہ ہوگا۔ ایک فریق گمراہ۔ یعنی ظہور حق کے ماننے والے ہدایت پر ہونگے اور انکار کرنے والے گمراہ ہونگے۔ اور فرماتا ہے کہ انھیں مردہ قوموں میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر فرماتا ہے کہ مومن اہل جنت ہونگے۔ منکر صحابہ اور ان کے درمیان اہل اعرات ہونگے جو سب کو قیامت سے پہچان لیں گے کہ کون اہل حق و اہل حقیت ہے اور کون اہل باطل و اہل نار ہے۔ اور وہ بذاتِ خود اہل جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

ان باتوں کے مبیات کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کتاب قرآن کو اپنے علم سے منفصل کر دیا ہے۔ مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے اس کے ساتھ فرماتا ہے۔

هل ينظرون الا تاويله { یہ لوگ اس بیان کی حقیقت کے وقوع
يوم يأتى تاويله يقول { کا ہی انتظار کرتے ہیں؟ جن دن اس بات
الذين نسوا من قبل { کی حقیقت کا ذکر ہر قوم کی توجہ لوگ
قد جاءت رسل ربنا { ظہور سے پیشتر اپنے فراموش کر چکے تھے
بالحق (اعراف ۷) { بول رہے تھے کہ قیامت ہمارے رب کی رسولی سراسر
حق باتیں لائے ہیں۔

آیت مبارکہ میں صاف فرمایا ہے کہ یوم موعود کے شعلہ خالق کو لوگ بھول جائیں گے دہانچی تمام لوگ حقیقتِ مشرور قیامت کو بھول گئے اور اسے قیامتِ عالمِ باطلی (ج) اب جبکہ یوم موعود آگیا اور حقیقت نے

و حصب على نفسه الرحمة { خدا نے اپنے ذمے رحمت مقرر کر لی ہے یقیناً
لجمعنكم الى يوم القيمة { وہ تمہیں برپا ہونے کے وقت ہی طرقت
لا ريب فيه (افعام ۸) { جمع کرے گا۔

صاف صاف فرمایا ہے کہ جن لوگوں پر خدا کی رحمت ہوئی وہ اختلافات کو ترک کر کے متحد ہوجائیں گے اور جو لوگ رحمتِ الہی سے محروم ہونگے۔ وہ لڑائی جھگڑے۔ جنگ و اختلاف میں مبتلا رہیں گے۔ محمد اللہ خداوندِ عالم نے تمام جذبات کی دیواروں کو درمیان سے اٹھا دیا اور تمام اہل مذاہب اور فریق انسان کو ایک خاندان بننے کا حکم دیا ہے۔ حضرت بہار اللہ نے دورِ مشرِ اعظم میں جذباتی اعلان فرمایا ہے کہ جو کچھ اختلاف کا سبب تھا وہ اٹھا دیا گیا اور جو چیزیں اتحاد کا موجب ہیں ان کا حکم دیا گیا ہے سب لوگ اہل جل کر زندگی بسر کریں۔ تمام فرقہ وارانہ حدود و خیالات کو مٹا دیا گیا۔ عالمگیر وحدت و اتحاد کا دور شروع کر دیا گیا ہے جس کا پہلے سے وعدہ تھا۔

اس دور قیامت میں مختلف مذاہب کا فیصلہ کر دیا گیا

مذاہبِ عالم میں اتحاد کا زمانہ آگیا۔ اور خداوندِ عالم نے اپنے وعدے کے مطابق سب کے اختلافات کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ اور سب کو اہل جاتے اور ایک ہوجانے کا حکم دے دیا۔ ان عظیم الشان امر کی خبر و بشارت مشرِ جبریل العاف میں دی گئی تھی۔

ان الذين آمنوا والذين { یقیناً مسلمانوں۔ یہودیوں۔ صابیوں
هاودا والصابئين { عیسائیوں۔ زرتشتیوں اور بت پرست
والتصاوی والجبوس { ہندوؤں اور بودھوں کے درمیان
والذیر۔ اشمکوا ان الله { خدا قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا
يفصل بينهم يوم القيمة. ان { سب کے اختلافات مٹا دے گا۔ سب کچھ
الله على كل شئ شهيد (حج ۷) { خدا کے سامنے ہے۔

خود درِ نبوت کا ختم ہو جانا، درِ قیامت کی آمد کا کھٹا نشان تھا
پھر درِ قیامت میں ہم حقیقت سے بے خبر رہنے کی اطلاع دیتا ہے
ثانی لہم اذاجاء قہم { سرب قیامت آجائے گی تو کہاں وہ
خسر لہم { اور کہاں ان کا سمجھنا۔

پھر سن رہا ہے

واللہ یعلم متقلبکم { تمہارے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے
و مشولکم { کا مقام اور نگہاری تو رگاہ خدا کو معلوم ہے۔

امت محمدیہ اپنی حالت کو جتنی جونیئے مقام پہنچنی اور سننے
قراگاہ میں آٹھری ہے جو خدا نے پہلے سے مقرر کی ہوئی تھی جیسا کہ فرمایا تھا
کہ تم اپنی ارتقائی رفتار میں

لترکت بن طلقاً و طبعاً { ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر چڑھ جاؤ گے
واللہ یعلم متقلبکم و مشولکم { میں تغلب و تنزل کے لحاظ سے یہی ہوں
کہ تم کہاں کہاں گردش کھاؤ گے اور کس جگہ تمہارا ٹھکانا لگیگا۔ یہ سب خدا کے
ہم میں ہے۔

بہر حال یہاں مقصد یہ تھا کہ قیامت آجائے پھر سب سے لوگ
فہم حقیقت سے کوسوں دور رہیں گے جیسا کہ آیت میں بیان ہوا اور واقعات
شہادت دے رہے ہیں۔

یوم موعود میں بہت لوگ تجلیاتِ ربانیہ دیکھ رہے ہیں

وجوہ کیو مثلاً مناظرہ { اس دن بہت سی چہرے تروتازہ ہونے
الی رغبان اظہرہ { اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے۔
دب کے سننے، الہام، مرقی و مصحح کے ہیں۔ متیقن مقام پر یہ لفظ

خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ اعلان کرتی ہے کہ بہت لوگ اپنے
پیدا کرنے اور ترقی دینے والے خدا کی طرف ہی متوجہ ہونگے اور اس کی ربوبیت
و قدرت کی تجلیاتِ جدیدہ مشاہدہ کر چکے۔ خدا کو دیکھنا اس عالم امکان میں

چہرے سے نقاب اٹھا دیا تو بھولے ہوئے لوگ حقیقت کو سمجھتے
جاتے ہیں اور یہ اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ واقعی خدا کے رسولوں نے
جو کچھ اس زمانہ کے بارے میں خبریں دی تھیں سراسر حقیقت و مقبولیت
پر مبنی تھیں۔ جو شخص بھی سبائی لٹریچر کا مطالعہ کرے گا وہ حشر و قیامت
کے اسرار و حقائق سے واقف ہو جائے گا۔ اور واقعاتِ عالم پر بصیرت
کی نظر ڈالے گا تو تجلیاتِ حشر و نشر کا مشاہدہ کرے گا اور پکار اٹھے گا
کہ بیشک خدا کے رسولوں نے اس زمانے کے متعلق بالکل ٹھیک ٹھیک
خبریں دی تھیں

اس فوہر شرمیں بہت لوگ حقیقت سمجھنے سے دور ہیں

ایک طرف تو خداوندِ عالم نے یہ خبر دی کہ حشر موعود میں بہت لوگ
بھولی ہوئی حقیقت کو سمجھ لگیں گے دوسری طرف یہ بھی اطلاع دی ہے
کہ بہت لوگ اس حشر کے دن حقیقت سمجھنے سے کوسوں دور رہیں گے۔
خداوندِ عالم سورہ محمد میں رسولِ کریم سے فرماتا ہے کہ بہت لوگ
کان لگا کر تمہاری باتیں سنتے ہیں اور جب آپ کے پاس سے باہر آتے
ہیں تو عظیم حق اپنے دلے سوسنوں سے بکتے ہیں کہ محمد ابھی کیا کہہ رہے
تھے (ہم تو کچھ نہ سمجھتے) خدا فرماتا ہے یہ منکر وہ لوگ ہیں جن کے دلوں
پر خدا نے ہیر لگا دی ہے۔ اور یہ صرت اپنی نفسانی خواہشوں کے
پیسرہ ہیں۔

جس طرح دربارِ رسالت کی گفتگو سمجھنے سے یہ لوگ بے بہرہ
ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن بھی تذکرہ و فہم حقیقت سے بے بہرہ
رہیں گے۔

فہل ينظرون الا الساعة { اب یہ لوگ صرت اس بات کے منتظر ہیں
ان تاتيهم بعتة فقد { کہ انھیں قیامت آجائے گا اور پر لڑائے
جاءوا اطلها { سوا لبتہ قیامت کی علامتیں تو ابھی تک ہیں

ووجوہ یومئذ باسرفہ (دستارغا) { بعض چہرے اُداس ہونگے
وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکہ

مستبشراہ و وجوہ { کتنے ہی چہرے اس دن روشن ہونگے ہنستے
یومئذ علیہا غبرک { خوشیاں مناتے ہوئے، کتنے ہی چہرے
ترہقھا قترہ (سردہ ہنس) { اندن غبار آلود ہونگے اور ان پر سیاہی چھنی پڑے گی۔

وجوہ یومئذ خاشعۃ { کتنے ہی منہ اس دن ڈھیل، محنت
عاملۃ ناصبہ { کرنے والے ٹکے ہوئے ہونگے
وجوہ یومئذ ناعمۃ { کتنے ہی چہرے اس دن ترمنازہ
لسعہا (اضیہ، ناخیز) { اپنی کمان سے خوش ہونگے۔

وجہ المیمۃ ما صحب المیمۃ و وجہ المیمۃ ما صحب المیمۃ
اور برکت والے کیا ہی خدیں برکت والے اور نعمت والے کیا ہی بے میں نعمت والے
وجہ الیمین ما صحب الیمین و وجہ الشمال ما صحب الشمال
دائیں طرف والے کیا، چھپ چیں، انہیں طرف والے اور بائیں طرف والے کیا، بے ہیں، بائیں طرف والے وہی
تذکات من الذین آمنوا { جو ایمان لائے اور صبر رکھیں وہ ان کی نعمت
وقواصوا بالصبر وتواصوا { کرتے ہیں وہ برکت والے یا دائیں طرف والے کیا
بالحمدہ اولئک اصحاب المیمۃ { اور جو ہماری آیات، احکام اور لائل
والذین کفروا یا بائنا { دینیات کو ٹھکراتے ہیں نعمت والے
ہم اصحاب المیمۃ { یا بائیں طرف والے ہیں۔

دونوں قسم کے لوگوں کی حقیقت اس آیت پر کسی وضاحت سے بیان
فرا دی ہے کہ جو ایمان داخل و بردباری کا جوہر رکھتے ہیں وہ اصحاب المیمۃ کہلاتے
ہیں اور جو آیات الہی کو قبول نہیں کرتے بلکہ انھیں جھوٹ بتاتے ہیں وہ
اصحاب المشرکہ کہلاتے ہیں۔ دونوں قسم کے لوگوں کی نسبت جتنی آیات مذکور ہیں
اس آیت نے ان کی پوری پوری روش نفیر کر دی ہے۔ اس قدر تفصیل و تصریح
فرا دی ہے کہ بعد بھی لوگ اور فضائل بنا کر الجھن میں پڑتے ہیں۔ اسی لئے
قیامت کی حقیقت بھول گئے اور کچھ کچھ بنایا ہے مگر اب کشف دشہو کا زمانہ ہے

اس ذریعے سے ہوتا ہے کہ انسان خدا کے منہر ظہور کو دیکھنے پر تڑپ اڑا
نفوس مقدسہ نے جلوہ جمال الہی حضرت بہاؤ اللہ کے جہرہ نورانی کے ذریعے
مشاہدہ کیا۔ کیونکہ خداوند عالم ظہر، مظهر، فاعلہ اپنے منہر مقدس کے
ذریعے ظاہر ہوا۔ اور اب بھی اس کی انکار نہ شانیں۔ قادرانہ کارروائیاں، مزیانہ
قدرتیں ہر دم اور ہر طرف تمام جہان کے اہل بصیرت مشاہدہ کر رہے ہیں۔

یوم موعود میں بہت لوگ اپنے پُر دگارسے محبوب بن رہے ہیں

صلوات اللہ علیہم { ہاں ہاں وہ لوگ اس دن اپنے
یومئذ المحبوبون { رب سے محبوب و محروم ہونگے
تخلیلت قدرت اور واقعات قیامت دیکھنے سے ان کی آنکھوں پر
حجاب پڑ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قیامت آجائے کے بعد بھی اس کو نہ دیکھ سکے۔
منکرین رسالت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے "بیننا و بینک
حجاب" ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے۔ دایا ہی حجاب مستور
روحانی پردہ آج یوم الحشر میں بھی دونوں کی نظروں پر پڑ گیا ہے جس کے
باعث وہ غلیظ حق دیکھنے سے محبوب و محروم ہو رہے ہیں۔
میان عاشق و معشوق، بیچ حامل نیست
تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

یوم الحشر میں دو قسم کے لوگ

کما ید ا حکم لہم تعودون { بطرح اب درجہ کی جنہیں خودی کیا ہے
فزیقاً ھدی و فزیقاً حق { تم اہی حالت کی طرف مودہ کر دے۔ ایک فزق
علیہم الصلالہ دعوات { ہدایت پر ہوگا اور ایک فزق ضلالت میں
یوم تبصیق وجوہ و { بعض رو سپید ہوں گے اور
تسود وجوہ (اکل عمران) { بعض رو سیاہ۔
وجوہ یومئذ ناصبۃ { اس دن بعض چہرے ترمنازہ ہونگے

دویر قیامت نے جہر سے نقاب الٹ دیا ہے۔ حقائق و اسرار بے حجاب ہوئے تیار ہے ہیں اور حقائق اصل پر کھولتے جا رہے ہیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جس کے شوق فرما! یوم تبلی الشتر اشتر پوشیدہ باتیں اور حقیقتیں آشکار و نمودار ہو جائیں گی۔

حشر کے دن دلیل و برہان کے مطالبہ پر حیرانی

آج جب لوگوں سے پوچھا جاتا ہے تم نے رسولوں کو کس دلیل سے قبول کیا؟ تو چند بے سنی باتیں کہہ دیتے ہیں یا تقلید آبا و اجداد کا حوالہ دیتے ہیں۔ محبت و برہان سے بالکل غافل ہو گئے ہیں۔ اس کیفیت کا ذکر سورہ قصص میں یوں فرماتا ہے۔

و یوم یبنا دھیم فیقول { اور جس دن خدا انھیں ندا سنہرا کر ماذا آجیتہ المرسلین } کہجئے کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا فعمیت علیہم الانباء { تب ان پر حقیقتیں تارک ہو جائیں گی یومئذ فہم لا یتساءلون } تو وہ آپس میں بھی پوچھ گچھ نہ کریں گے۔

ابھی ہی حال ہے کہ جب ان سے ان کے پیغمبروں کی حقانیت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو چند کبھی ہوتی باتیں کہہ دیتے ہیں اور یہ بھی شوق کسی کو نہیں کہ دلائل حقانیت پر باہم غور و فکر کریں۔ بلکہ ایسے کام تو ابغفلوں کیے جاتے ہیں۔ یہ روحانی اور عقلی و ذہنی موت ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔

پھر خدا تعالیٰ سنہرانا ہے

فاما من تاب و آمن و { جو توبہ کرے گا اور ایمان لائے گا اور عمل صالحاً فغسی ان } اچھے عمل کرے گا تو امید ہے کہ وہ کامیاب یکون من المفلحین { لوگوں میں داخل ہوگا۔

مطالبہ برہان پر بناوٹی باتیں گم ہوئیں

پھر اسی سلسلہ میں خداوند عالم اعلان توحید سنہرانا ہوا ارشاد فرماتا ہے

و یوم یبنا دھیم فیقول { اور جس دن ہم انھیں بھانکار کہیں گے این شر کا ئی الذین } کہاں ہیں میرے وہ شرکاء جن کی نسبت کنتم تزعمون۔ و { ترعنا من کل امۃ } سے گواہ نکال کھڑا کریں گے تو (ابن کولیل) شہیداً فقلنا ہا تو ا { کی معرفت) سب لوگوں سے ہم کہیں گے کہ بڑھانے سے فعلموا { اپنی اپنی دلیل پیش کر دو تب لوگ جان لیگے ان الحق لله ووصل { حق و صداقت خدا ہی کی ہے اور ان کی عنہم ما کانوا یفترون } بناوٹی باتیں گم ہو جائیں گی۔

اب واقعات جاری آنکھوں کے سامنے ہیں کہ ہر سمت میں سے ظہور حق کے گواہ برپا ہو رہے ہیں اور وہ تمام اہل مذہب سے ان کی خود ساختہ باتوں پر اور ظہور حق سے انکار پر دلیل و برہان کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور قوموں کی خود ساختہ باتیں گم ہوئی جا رہی ہیں اور ہر ایک غور و انصاف کرنے والے کو ظہور حق کی صداقت تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ یہ کیفیت روز بروز زیادہ نمایاں اور وسیع ہوتی جلتے گی۔ اس شرف ظلم میں دنیا کے تمام اہل جہاں اولین گواہ حق میں جو مختلف قوموں میں سے نکل کر آئے ہیں۔ جو تمام اقوام عالم کو حق طلب کر کے حق کی گواہی ادا کر رہے ہیں۔

یوم النشور و یوم الخروج

خداوند عالم نے کائنات میں جو قوانین جاری کر رکھے ہیں جن کے زیر اثر اقوام عالم کی دنیوی و دھرمی زندگی چلتی رہی ہے وہ ہمہ گیر قانون ہیں۔ ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہیں اور میں قدس ظاہری چیزیں ہیں وہ بھی باطنی پہلو کے لئے ہیں۔ مثلاً انسان روح اور جسم دونوں رکھتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ جسم روح کے لئے ایک سواری یا

(نوٹ) آیات شہادت کے متعلق ایک اور مقالہ شہادت الحق کے عنوان سے یہاں کیگزین میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

جب اپنے موسم یعنی یوم موعود میں رحمت کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نئی زندگی پاتے ہیں۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے:-

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
مَبَارَكًا فَانْتَبَهَتْ سَاجِدًا
حَتَّىٰ رَحِبَ الْحَصِيدِ
وَالْخَلِيلِ سَبَقَتْ لَهَا
طَلْعَ نُضَيْدٍ رَزَقَ الْغُبَارِ
وَأَحْيَيْنَا بِهِ مِثْلَ دُمْنَانَ
كَذَلِكَ الْخُرُوجُ
(رقع)

پناہ آنے والے موعودِ مادی حق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے
داستِ یوم بینا دار المناد
من مکان قریب یوم
یسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ
ذَلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ -
(رقعِ آخری)

لوگ آوازِ حق نہیں گئے۔ وہی ہے خروج و ظہور کا دن۔
اس آیت مبارکہ میں کس قدر واضح فرماتا ہے کہ قریب جگہ کی
نادی ناز دے گا۔ چنانچہ یہی واقع ہوا کہ عرب جہاں یہ پیشین گوئی
سنائی جا رہی ہے اس سے قریب عراق عرب و شام ہے جہاں سے
حضرت مہیار اللہ نوائے حق بلند فرماتے رہے۔ مگر اس دن ہی جس کے
متعلق فرماتا ہے کہ خوب توبہ سے سننا مراد وہ دن ہو جس کا لوگ
خیال کرتے ہیں کہ اس دن فنا کا صہر چھوٹے گا تو یہ غلط ہے
کیونکہ صاف فرماتا ہے ذلک یوم الخروج۔ وہ خروج و ظہور کا دن ہے
نکونہ ہونے کا۔ اور اگر اس سے مراد وہ دن ہو جسے لوگ نفع خانی کا

دن سمجھتے ہیں تو کس قدر واضح ہے کہ فرماتا ہے اس دن خوب کان لگا کر
توبہ سے سننا۔ اور فرماتا ہے اس دن لوگ آوازِ حق سنیں گے۔ جب
لوگ اس روز موجود ہی نہ ہونگے (کیونکہ نانا جاتا ہے کہ نفعِ اٹلی سے
سب کائنات اور تمام لوگ بجلی فنا ہو چکے ہونگے) تو نفعِ ثانیہ میں
کون موجود ہوگا جو کان لگا کر توبہ سے سنیں گے۔ اس لفظ سے قطعی طور پر
ثابت ہوا کہ قیامت ثنائے عالم نہیں ہے بلکہ حشر و قیامت کا
دفعہ اسی کرۂ ارض پر۔ آیت اسلام اور دیگر اقوام کی موجودگی
میں ہی ہوگا۔ چھٹی لوکان لگا کر توبہ سے سننے کا حکم دیا جا رہا ہے اور
صاف فرمایا ہے کہ لوگ اس دن آوازِ حق سنیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ
موجود ہونگے۔ بقایٰ پیش و دوس آوازِ حق سنیں گے۔ نیز فرمایا کہ
مکان قریب سے آوازِ حق سنیں گے۔ مکان قریب سے مراد مفسرین کے
نزدیک بھی شام و بیت المقدس ہے۔ یوم خروج اگر ثنائے عالم کے
بعد ہو تو مکان قریب شام و بیت المقدس کا پتہ بتانے سے کیا
فائدہ۔ جب سب عدم ہو چکے ہونگے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ
نفعِ ثانیہ اور حشر کا واقعہ زمین کے ان مقامات کی موجودگی میں
ہوگا۔ اور ان مقامات کا ذکر فرما کر ظہورِ موعود کے مقامات کا پتہ
بتایا گیا ہے۔ اب جو چاہے خدا کے بتائے ہوئے پتے سے فائدہ
اٹھائے۔ فمن شاء اتخذ الی رقبہ سبیلاً۔

”مِنْهَا نَخْرَجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى“

ریشیل۔ قیامت کے دن تمام کائنات پہلے فنا ہو جائے گی۔
سعید۔ ہماری تحقیق میں یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی
کئی آیت سے یہ ثابت نہیں کہ قیامت میں پہلے کل کائنات
فنا ہو جائے گی۔

ریشیل۔ تعجب کی بات ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید میں

نہایت غور کے قابل ہے۔

رشتید۔ شر کے دن جب مردوں کو قبروں سے نکالنا ہوگا تو خدا تعالیٰ پھر یہی زمین بنا دے گا۔ اور اسی میں سے مردوں کو نکالے گا۔ سعید۔ یہ آپ نے غضب کی بات بیان فرمائی۔ اگر یہ سچ ہے تو کلام اللہ میں یوں بیان ہونا چاہئے تھا کہ ہم نے انہیں اس زمین سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیجئے اور پھر قیامت کے دن اس زمین کو نیست و نابود کر دیں گے اور اس کے بعد پھر اس زمین کو بنائیے اور پھر انہیں دوبارہ عدم سے وجود میں لائیے اور تمہارے عہدوں کو پھر زمین میں دفن کرائیے پھر اسی زمین سے انہیں نکالیں گے۔ اگر ایسا بیان کلام الہی میں ہوتا تو آپ کی بات ٹھیک ہوتی۔ مگر ایسا نہیں۔ اس لئے جو بات کلام الہی میں نہیں وہ فضول ہے۔ ہم اُسے نہیں مانتے۔ آپ بھی نہ مانتے۔ ورنہ خود ساختہ اولاد بنائے جاتیں تو دین میں اور وہم پستی میں کیا امتیاز ہوگا؟

رشتید۔ خدا نے زمین کا معدوم ہوا اور دوبارہ بنایا جائے مگر نہیں فرمایا۔ مقرر فرمادیا کہ اسی زمین سے دوبارہ نکالے گا۔ تو صاف معلوم ہو گیا کہ لوگ قبروں سے نکلیں گے۔

سعید۔ مطلب تو الفاظ و عبارت ہی سے سمجھا جاتا ہے۔ جب خدا نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ زمین فنا ہوگی اور پھر بنے گی تو آپ نے کہاں سے سمجھ لیا اور ہم کیوں مان لیں۔

رشتید۔ اوستیوں میں زمین کے فنا ہونے اور نئے سرے سے بننے کا ذکر آیا ہے۔

سعید۔ مہرانی فرما کر کوئی ایک آیت ہی پیش فرمائیے۔ میں آج تک ایک آیت بھی اس زمین کے روز قیامت فنا ہونے اور اسی کے دوبارہ بننے کے متعلق نہیں لی۔

رشتید۔ کیسی صاف آیت قرآن مجید میں ہے "یوم تبدل الارض غیر الارض" جب یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی۔

صاف لکھا ہے کہ خدا کے سوا سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

سعید۔ جن آیتوں سے قیامت کے دن کائنات کا فنا ہو جائے گا لیا گیا ہے ان کے متعلق پیامبر میں مفصل معنوں رکھے ہیں۔ جن میں ثابت کیا گیا ہے قیامت کے دن دنیا فنا نہ ہوگی۔ آپ وہ معنوں ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

رشتید۔ تو کیا آپ یہ بھی نہیں مانتے کہ لوگ قیامت کے دن زمین کی قبروں سے نکلیں گے؟

سعید۔ کلام الہی سے چونکہ یہ بات ثابت نہیں اس لئے ہم نہیں مانتے۔ ہم ہی عقائد تسلیم کرتے ہیں جو کلام الہی سے ثابت ہو۔ رشتید۔ یہ تو کلام الہی سے ثابت ہے کہ لوگ قیامت کے دن قبروں سے نکلیں گے۔

سعید۔ کلام الہی کی آیت پیش فرمائیے۔

رشتید۔ آیت یہ ہے "منھا خلقنکم و فیھا نعیدکم و منھا نخرجکم تارۃً آخری"۔ ہم نے انہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیجئے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔ کتنی صاف بات ہے کہ اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔

سعید۔ آپ تو ابھی فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن پہلے تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔ یہی بات مشہور بھی ہے۔ مگر آپ نے فنا و کائنات کے خلاف ایک زبردست دلیل خود ہی بیان فرمادی۔ یہی آیت جو آپ نے ابھی تلاوت فرمائی کہ ہم نے اسی زمین سے انہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیجئے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔ اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ اسی زمین سے لوگ نکلیں گے۔ تو یہی زمین موجود ہوگی۔ فنا نہ ہوگی۔ اگر قیامت کے دن پہلے یہ زمین فنا اور معدوم ہو جائے گی تو پھر یہ کہا کہ "اسی زمین سے نکالیں گے" کیونکہ ٹھیک پہلے ہی جب یہ زمین نہ رہے گی تو اسی میں سے نکالنا کیا سنی رکھا ہے؟ یہ بات

اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے کس طرح صادق ہوگا۔ جبکہ عالم برزخ سے نکالا جائے گا جو اس زمین سے الگ جگہ ہے۔

رشتیدل - دوح 'عالم برزخ میں رہتی ہے۔ جسم تو زمین میں مل جاتا ہے تو مشرکے دن جسم اسی زمین سے نکالا جائے گا۔

سعید - معلوم ہو چکا ہے کہ مشرکے دن دوسری زمین ہوگی۔ یہ زمین نہ ہوگی۔ تو پھر اسی زمین سے جسم نکالا جائے گا۔ کیسے ٹھیک ہوا۔ بلکہ نشانہ زمین کے ساتھ ہی یہ دفن شدہ جسم بھی فنا اور معدوم ہو جائے گا پھر اسی جسم کا لٹا اور اسی زمین سے نکالا جائے گا کیونکر ہوگا۔

رشتیدل - خدا کی قدرت سے ہوگا۔

سعید - نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ایسا ہونا ان آیات کی بنا پر تو صحت کچھ میں نہیں آتا بلکہ اسی زمین سے دوبارہ نکالے جانے کے خلاف کئی باتیں اپنی ذاتی میں جن کی وجہ سے اس آیت کا یہ مطلب لینا دشوار ہو رہا ہے اور جب تک ایک بات الفاظ و عبارت سے ثابت نہ ہو اسے کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ باقی رہی قدرت خداوندی۔ تو کیا خدا کی قدرت اس بات سے عاجز ہے کہ اسی سرزمین پر لوگوں کے زندہ اور موجود ہوتے ہوئے مشرک کے حساب کتاب لے لے اور جزا سزا دے۔ بحث قدرت کی نہیں ہے۔ بحث تو یہ ہے کہ آیات کلام اللہ سے کیا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

رشتیدل - اس سے زیادہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ جسم پھر اسی زمین سے نکالا جائے گا۔ دوح عالم برزخ سے لا کر جسم میں ڈالی جائے گی۔ اسیں کیا شکل پر سعید - اسیں بھی اشکال ہیں۔ وہ کہ سورہ واقعہ میں مقرر فرماتا ہے کہ جب روح چلن سے الگ ہو جاتی ہے تو مرنے والا اگر نیک آدمی ہو یا پھر فاجر تو مدفن و مکان اور صفت نسیم میں جاتا ہے اور مرنے والا بد ہوتا ہے تو یہ جسم دوح میں جلتا ہے۔ سورہ نور میں فرماتا ہے کہ وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے اور انار جہنم میں داخل کر دیئے گئے ہیں سورہ یسین میں ہے کہ مومن سے کہا گیا جنت میں داخل ہوجا۔ اسی طرح

سعید - سبحان اللہ۔ اکیسیت میں صحت لکھا ہے کہ یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی۔ تو یہ زمین نہ رہے گی۔ اور زمین ہوگی۔ لیکن فیصلہ ہی ہو گیا۔ اب فرمائیے۔ جب زمین ہی اور ہوگی۔ یہ نہ ہوگی تو یہ کہنا کہ اسی سے بنایا۔ اسی میں لوٹا دینگے اور اسی میں سے دوبارہ نکالیں گے، اور بھی مشکل ہو گیا۔ تبدل الارض علی الارض کے لحاظ سے تو یوں کہنا چاہئے کہ ہم نے انھیں اس موجودہ زمین سے بنایا اور اسی میں لوٹا دینگے اور پھر اس کے سوا دوسری زمین سے نکالینگے کیونکہ صحت لفظ علی الارض موجود ہے۔ یعنی اس زمین کے سوا دوسری زمین۔ پس اس صورت میں موجودہ زمین سے ہی دوبارہ نکالنا کیسے صادق آسکتا ہے؟

رشتیدل - یہ معاملہ تو بڑا مشکل ہو گیا۔ اب اس کا حل ہر باقی کر کے آپ ہی بتائیے۔

سعید - ایک اور بات قابل غور ہے۔ کہتے ہیں کہ آدمی مرنے کے بعد نہ عنت میں جاتا ہے نہ دوح میں۔ ان دونوں سے الگ ایک اور جگہ برزخ ہے وہاں رہتا ہے۔ تو اس صورت میں یہ فرماتا کہ اسی زمین سے جسمیں دفن کیا ہم دوبارہ نکالینگے کیونکر صحیح ہوگا۔ جبکہ مرنے کے بعد آدمی برزخ میں رہتا ہے تو کہنا چاہئے کہ ہم نے اس زمین سے انھیں پیدا کیا پھر عالم برزخ میں لے جاتیں گے۔ اور قیامت کے دن برزخ سے نکالیں گے نہ کہ اسی زمین سے جو عالم برزخ نہیں۔

رشتیدل - عالم برزخ اور قبر ایک ہی چیز ہے۔ قبر سے مراد یہ جتنی اور زمین کی قبر نہیں ہے۔ اسیں تو آدمی کی روح نہیں پڑی رہتی۔ عالم قبر عالم برزخ کا نام ہے۔ جو ایک مستقل عالم ہے اور اب بھی موجود ہے مرکز ان دن وہاں چلا جاتا ہے۔ ہاں البتہ جسم فانی خاک میں مل جاتا ہے سعید - عالم برزخ ایک مستقل جگہ ہے تو پھر وہیں سے دوبارہ نکالا جائے گا۔ پھر فرماتا کہ اس زمین سے ہم نے انھیں بنایا۔ اسی میں لوٹا دینگے

شہیدوں کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے کہ انھیں مردہ مت کہو۔ وہ خاک کے پاس نہ رہیں۔ سورۃ قمر میں ہے حقیقی جنت و نہر میں خدا کے پاس ہیں۔ اور یہ بھی ایک اہمیت میں فرماتا ہے کہ جنتی لوگ جنت سے نہیں نکالے جائیں گے، وہاں ہم صحتاً ہی رہیں گے۔ دوزخیوں کے بارے میں بھی فرماتا ہے وہاں ہم بھڑک رہے ہیں من النار۔ دوزخ سے نہیں نکلنے گئے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جب اسی جسم کے ذرات اسی زمین سے نکالے جائیں گے

اور دوزخ جنت یا دوزخ سے لاکر جس جسم میں ڈالی جائے گی تو اس وقت جنتی روح جنت سے اور دوزخی روح دوزخ سے نکالی پڑ جائے گا لاکھ صاف فرماتا ہے کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوئے گئے بعد کا لے نہیں جائیں گے۔ پھر یہ خلافِ وعدہ اور خلافِ قانون تصور کیا ہے؟ اس سوال کا جواب آپ کے پاس کیا ہے؟

(باقی پھر)

تبادلہ خیالات کے متعلق مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم مولوی صاحب۔ السلام علی من اتبع الهدی

آپ کو یاد ہو گا کہ اواخر مارچ ۱۹۷۶ء میں جب میں دہلی گیا تھا، اس بار کے مجمع میں آپ نے مسوغیت شریعت اسلامیہ کے موضوع پر تحریری مناظرہ کو منظور کیا تھا۔ ہاں شرائط و ضوابط کے تصفیہ کے لئے آپ نے فرمایا تھا کہ آخر اپریل میں مجھے خط لکھیں۔ میں چند دن کی تاخیر سے یہ خط آپ کو بھیج رہا ہوں۔ موضوعِ بالا پر حقیقی تبادلہ خیالات کے لئے آپ جو شرائط مناسب خیال فرمائیں ان کو مطلع فرمائیں ہمارا دعویٰ ہے کہ شریعت اسلامیہ فرغانہ منوع نہیں ہوتی نہ آئندہ رہتی دنیا تک منوع ہوگی۔ ہم اس کا ثبوت دینگے اور آپ اس دعوے کی تردید کرینگے۔ امید کہ آپ جلد تر اپنے جواب سے مطلع فرما دینگے۔

غاک رابو العطار، جالندھر، قادیان - ۱۰/۹/۱۹۷۶

ہوا اللہ

جناب مکرم مولوی ابو العطار صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

آپ نے خط بھیجے نہیں دیر کی۔ خبر۔ تبادلہ خیالات کیلئے یہ طریق ہو گا کہ آپ اپنا پرچہ قادیان کے کسی اخبار یا رسالے میں چھپ کر میرے پاس بھجوا دیجئے۔ میں اپنے رسالہ پناہ میں جواب چھاپ کر آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں گا۔ اسی

بحث میں طرفین کے چار چار پرچے ہو گئے۔ والسلام

غلام احمد رشید
۲۶ مئی ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - محمد کرم رضوی علی رسول اللہ اکرم

جناب مولوی محمد ظاہر الحق صاحب - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وکرم
آپ کا مکتوب ۲۴ مئی موصول ہوا۔ آپ کی تجویز مجھے منظور ہے۔ ہمیں صحت یہ دو ترمیم ضروری ہیں۔ (۱) کل پرچے اگلے ہی شائع کئے جائیں خواہ مشترکہ فرج پر علیحدہ کتاب کی صورت میں خواہ اپنے اپنے رسالہ جات میں۔ (۲) چار چار پرچوں کی بجائے حقیقی دہی کے پانچ اور سال کے چار ہونے چاہئیں۔ امید کہ آپ انصاف کی خاطر ان دونوں باتوں کو منظور فرمائیں گے اور مجھے جلد مطلع فرما دیجئے تا پرچہ جات شروع ہو سکیں۔ واللہ الموفق۔ غاک رابو العطار، جالندھر، قادیان

۵/۱۱

ہوا اللہ

جناب مکرم ابو العطار صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

آپ کا مکتوب مورخہ ۲۶ جون موصول ہوا۔ مسرت ہوئی۔ آپ نے جو دو ترمیمیں

بطور غرض سے مزوری نہیں سمجھتا۔ مذکورہ ختم ہو جانے پر دیکھا جائیگا۔ طرہین کے اخبارات میں پرچے شائع ہوتے ہیں گے۔ ہاں کچھ پتے آپ اپنے احباب کے جس مجبور ایجنے جنھیں ہم پیامبر بھیجے دیتے۔ اور کچھ پتے ہم اپنے احباب کے آپ کو بھیج دیں گے جنھیں آپ اپنا مطبوعہ پرچہ بھیجتے ہیں۔ یہ آسان طریق ہے۔ یہ تبادلہ مفت ہوگا۔ والسلام
خادم امر اللہ محمد ذوالحق علی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کرم مولوی صاحب! وعلیکم السلام درمست اللہ آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ میں مغزوں کے باعث جلد جواب نہیں دے سکا۔ آپ اپنے احباب کے پتے ارسال فرما دیں تاکہ نام امیر مطبوعہ پرچہ پہنچا دے۔ آپ کا جواب آئے ہیں میں بھی پتے ارسال کر دیتا ہوں۔ انشاء اللہ۔ بخود سے دو کئی خدمت لئے ہیں اپنا پرچہ قرب اور طبع کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کر دیتا ہوں۔ انشاء اللہ۔ ۱۰ جولائی سے پیامبر کے نام جاری فرما دیں تاکہ رابطہ اطلاعہ جالندھری جالندھری۔ خادان ۱۳۔ ۷۔ ۴۱

مہاراجہ۔ جناب کرم مولوی ابوالعطاء صاحب۔ السلام علیکم وعلیٰ آلہ

جناب کا مکتوب ۱۲ جولائی موصول ہوا۔ سزا کے باعث آپ جواب جلد نہ دے سکے۔ کچھ حوا ہیں۔ بلکہ ان سے پرچہ کتنے کوئی جلدی نہیں ہے۔ چالیس پتے ارسال خدمت کر رہا ہوں جنھیں آپ اپنا مطبوعہ پرچہ بھیجے رہے۔ آپ بھی چالیس پتے ارسال فرما دیں گے جنھیں میں ۱۰ جولائی پرچہ بھیج رہا ہوں۔ آپ کے پرچے کا جواب ہوگا۔ جولائی سے پیامبر کے نام جاری کر دیتا ہوں۔ خادم امر اللہ محمد ذوالحق علی۔ ۱۲ جولائی انشاء اللہ

مہاراجہ۔ جناب کرم مولوی ابوالعطاء صاحب۔ عرصہ سہا چالیس پتے ارسال خدمت کرنے فرمائیے۔ آپ اپنا مطبوعہ پرچہ ارسال فرمائے۔ آخر تک ایک آپ کے کوئی اطلاعہ دیں اور اندہ پتے جسے ارسال فرمائے جنھیں میں آپ کے سمنوں کا مطبوعہ جواب بھیجا کرے۔ جواب کا انتظار کرنا ہوں
محمد ذوالحق علی مہاراجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کرم جناب مولوی محمد ذوالحق صاحب۔ وعلیکم السلام۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں بعض دفعہ بعض کے باعث مجوزہ مضمونیں مل کر کے اخبار میں دے سکا۔ انشاء اللہ اعلیٰ میں وہ مضمون یعنی پہلا پرچہ اخبار میں دے دیتا۔ اور طبع کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کر دیتا۔ اور آپ کے ساتھ چالیس احباب کے پتے بھی بھیج دیتا۔ خاکسار ابوالعطاء جالندھری۔ خادان ۱۵ جولائی

نوٹ: آج مضمون ۲۲ جنوری تک ایک جناب مولوی ابوالعطاء صاحب کی جانب سے مضمون کا پہلا پرچہ موصول نہیں ہوا، آئندہ جو کارروائی ہوگی اس سے احباب کو مطلع کیا جائے گا۔

بیش کی ہیں ان میں سے پہلی ترمیم سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ پرچوں کی اشاعت کے متعلق سرری رائے یہی ہے کہ آپ اپنا پرچہ قادیان کے کسی اخبار یا رسالے میں بھیج کر میرے پاس بھیجا جائیگا۔ میں اپنا جواب اپنے رسالہ پیامبر میں چھاپ کر ارسال خدمت کیا کر دوں گا۔ آپ کی دوسری ترمیم منظور کرتا ہوں کہ آپ کے پانچ پرچے ہونگے۔ خادم امر اللہ محمد ذوالحق علی میرا پیامبر قادیان قادیان
خارجون المشرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کرم مولوی صاحب! بعد سلام سنون واضح ہو کہ آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ مجھے قادیان سے ہو کر ایبٹ آباد میں موصول ہوا۔

آپ نے پرچوں کی تعداد کے متعلق جو تصریح کی ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔ پرچوں کی اشاعت کی مجوزہ صورت بھی منظور ہے۔ میں اپنا پرچہ دارالامان کے کسی اخبار یا رسالے میں طبع کر دوں گا کہ آپ کو بھیجا کر دوں گا۔ انشاء اللہ۔ اور آپ اپنا مطبوعہ جواب مجھے بھیجا کر دیتے۔ آپ کی اس تجویز سے میں متفق ہوں۔ مگر میری تجویز بھی ہے کہ دونوں فریق کے پرچے ختم ہونے پر کچھ بھی مشترک خرچ سے طبع ہوں۔ ۱۰ پڑھنے والے کو بالمقابل دلائل کو موازنہ کرنے کا موقع مل سکے۔ اگر آپ اس تجویز سے اتفاق کریں تو بہت بہتر ہوگا۔

نوٹ: میں مغز پر قادیان پہنچ کر اپنا پہلا پرچہ کھو گیا اور طبع کر دوں گا کہ آپ کو بھیج دیتا ہوں۔ انشاء اللہ۔ آپ میری مذکورہ بالا تجویز کے متعلق آفرجوں کا شکریہ ایک سرفراز رسول صاحب احمدی دفتر سیشن کورٹ ایبٹ آباد مطلع فرما دیں۔ خاکسار ابوالعطاء جالندھری از ایبٹ آباد ۱۶ جولائی ۱۹۵۲ء

مہاراجہ

جناب کرم مولوی ابوالعطاء صاحب۔ علیکم الصلوٰۃ والسلام

جناب کا مکتوب موصول ہوا۔ ۱۲ جولائی موصول ہوا۔ برزوی

آپ اپنا پرچہ قادیان کے کسی اخبار یا رسالے میں بھیج کر مجھے بھیجے میں پیامبر میں چھاپ کر ارسال خدمت کر دیتا۔ پرچوں کے کیا مشترک خرچ سے طبع کر کے کی تجویز

قسمت فواره

ماحقاق را گیتی جلوه گر خواهیم کرد

طبع بزرگ ترین شاعر معاصر ایران حضرت مصطفی الله ادیب بیضا

ما اساس کفر را زیر و زیر خواهیم کرد
کفر دانی حبیت؟ پوشیدن بطل و دوق
طاعت خالق بغیر از خدمت مخلوق نیست
بارغم از دوش هر غمیده بر خواهیم داشت
کرد احمد گر بتالیف عرب شق القهر
ذلت از نسوان - نجاست از نصاری و یهود
خیمه یک رنگی اقوام عالم را تمام
شیعه را خواهیم داد آگاهی از زهد علی
بهر تعلیم معارف جانشان خواهیم بود
پیش از این گرد در بدر میرفت فهم و معرفت
همچو سقراط از بنی تعدیل احلاق عموم
این تعصباتی گوناگون دینی را تمام
مرد هاستند از ما جمع معسود و ما

هر کسی را از حقیقت باخبر خواهیم کرد
ماحقاق را بگیتی جلوه گر خواهیم کرد
لاجرم ما خدمت نوع بشر خواهیم کرد
موجبات رنج و غم را بی اثر خواهیم کرد
ما بتالیف بشر شق القهر خواهیم کرد
دور بود از ابتدا دور تر خواهیم کرد
در جهان از خادان تا باختر خواهیم کرد
عالم را مستحضر از عدل عمر خواهیم کرد
هستی خود برخی علم و هستی را خواهیم کرد
ما جهالت را از امکان در بدر خواهیم کرد
حق پرستی را بدلهای تقرب خواهیم کرد
غرق در بحر حقیقت چون شمر خواهیم کرد
زنده شان بهر تلافی سر بسر خواهیم کرد

ما بدیضانی ببدلی گنج تسلیم بها
هر کجا باشد گدانی معتبر خواهیم کرد

بشر امروز

تفتید تا لیفات نویسندگان مقالات نشر و کتب طبع میگردد برای تشریح بیہوشی و تحقیق عمر غوی سالہای دراز وقت صرف میشود اما متاسفانه برای حل مسائل دینی که اگر این مشکل کشوده شود برابر برای باہمہ سعادتہا سیکند و حکیم تقسیم بشر را روح و صحت عاجل نمی بخشد چنانچہ شائستہ است عطف تو جوی نمیشود بکہ این آیام لبتہ مسائل دینیاتی غیر قابل و اہمیت بنظر ما میاید کہ حتی صحبت در این موضوع را خواص و عوام آملات وقت نمی پندارند و غالباً دین و جہلش را آلتیختر و استہزا قرار می دهند۔

اگر چہ ہر گاہ آنتاب دین بہائیت از افق عالم طالع نشدہ بود مشکلات ادیان سابق را بطوریکہ عقل سلیم تصدیق نماید و قلب مطمئن شود حل نفرمودہ بود ماہم مردم را بغیرت از دین حق سیلا دیم و ملاست نمی کردیم بکہ اول کسا بودیم کہ از زیر بار دیانت فرار و مردم را ہم از تشبث بدیل اطہر آن ہزار می نمودیم و مانسند دیگران مذاہب و ادیان را لاعن شعور مسخرہ میکردیم زیرا وقتیکہ مثلاً در اول سفر بکونین تفصیل آفریدہ شدن اشیاء را میخواندیم و در اناجیل اربعہ قصد نشان دادن بلہی از بالای کوه بیت المقدس جمیع نقاط زمین را بعینہی ملاحظہ می نمودیم

امروز کہ انوار علوم مختلفہ آفاق شرق و غرب عالم را منور نموی امروز کہ حقیقت و ماہیت ہر چیز بے بواسطہ زحمات حقیقت جو یان روشن و آشکار گردیدہ امروز کہ عروس تمدن حجاب از روی دلارا بر گرفتہ امروز کہ زن و مرد بچی بحقوق متبادلہ خویش بر دہ امروز کہ ہر ملت و طاقت طالب صعود باطلی مراتب ترقی گشتہ امروز کہ ہر دولت و قبیلہ از اسم تو خش متوحش شدہ امروز کہ حسن نوع پرستی از فکر بشر تولد یافت و بالاخرہ امروز کہ ہر صاحب نظر قدر و منزلت خود را شناختہ و برای تحصیل سعادت ہر مومے را شگافتہ و بجهت کشودن باب راحت و آسائش بہر برزن و کوئی شتافتہ۔ جای در لہج و انوس است کہ اہل دانش و نوع پرستان جہان از یک کلمتہ بسیار مہمی غفلت ورزیدہ اند۔ آری امروز برای تعمیر بین ارتقاع قلب جبال شتاقی تحمل میشود بجهت کشف جزایز غیر سکون و در دریا و اقیانوسہا نفوس غرق میشوند برای تمیز خواص نباتات بدنہا مسموم میگردد بجهت دانستن اوضاع زندگی نقاط مختلفہ سطح زمین۔ سیاحہا دوچار حیوانات درندہ و وحشت گردندہ میگرددند برای کشف شہرہای متدیمی۔ پوہا حصر ج و لہبہا حفر میشود بجهت

و در قرآن مجید حکایت اصحاب کهف را تلاوت میکردیم
و از طریق دیگر انتظار میبود یسوعیم از شهر بن موث نصاری
مسیحیر از آسمان و شیعیان قاسم را از شهر جالبقا یا چاه
سرمین رای مشاهده مینمودیم و از جانب نقل اشفاق
روزیل بعصای موسوی و احیای اموات بانفاس عیسی
و شوق قمر بآدو انگشت محمد پیرا استماع نموده و از طایر
هر طلت که معانی آنها را جو یا میشدیم حمل بر ظاهر عبارات
مینمودند و از جهت اشعاب ادیان را بمذاهیبت اختلاف
مذاهیب را با یکدیگر میدیدیم چاره جز انکار و اعراض
نداشتیم چه بر اهل علم حتی اطفال مدارس ابتدائیه
نیز معلوم است که آسمان ظاهری وجود قاجاری ندارد که در
روز اول خلق شود و علاوه با وجود نبودن آفتاب روزی
تصور نمیشود و همچنین شیطانیکه بحسب ظاهر بدان اوصاف
وصفت شده مانند غول و جن و پری اموری است موهوم
که جز در عالم خیال وجود ندارد و از بالای کوه تمام نقاط زمین
کردی شکل را ارائه کردن امری است بدیهی البطلان و
زنده ماندن انسان در غار سدود یا چاهی سیاه
بدون اطعمه و البسه مدت چند صد سال کاری است
محال و بهمین قیاس است سایر مطالب و عبارات مرموزه
کتاب مقدس.

اما حال که حضرت بهاء الله با تسلیم متعجب نشیم
غرض ترین مسائل کتب سماوی را با ایهل عبارات و توافق عقل
و علم حل نموده و برای حل سایر مسائل جزئی هم بواسطه
نزول کتاب شریف الیقان مفتاحی بدست داده و کتابی
مانند اقدس که حاوی احکام اخلاقی که راجع بر روحانیات و

متموی قوانین اقتصادی که راجع بحیما نیات است از مملکت
مقدس نازل نموده و نیز با دلایل و محکم و بر این قاطعه
حقانیت هر دین از ادیان سالیست را در زبان خود اثبات
نموده ما اهل بهار قید دیانت را آزادی میدانیم و هر خرنیز
در این سبیل شادی میثاریم و بهمین سبب اگر لسان و لفظ معضین
سبقت و سنان شود و بر صفات قلوب و سینهاست ما
خطوط خونین بنکار و این سعادت را از دست نمدیم و این
خوشبختی ابدی را از کفتم نمی گذاریم.

و نیز دانایان و صاحبان وجدان را که از بدبختی و فلاکت
اکثریت اهل عالم متأثر گشتند و امرض بیچارگی و بحران اقتصادی
نوع خویش را مشاهده کرده اند و برای علاج این درد جانگداز
بهر در دیده و بهر وسیله متوسل شده و چاره این آفات را
نیافته اند متذکر میازیم و بشارت میدیم که بهائیت سفره
گسترده و خوانی چسبیده که منعم و درویش یعنی فقیر عالم
و جابل مادی و متنا که میتواند ازان متنعم شود و از برکت
این مانده آسمانی بوصول هر گونه آمال نائل گردد. چنانچه
مشاهده میشود هزار ایرانی و توراتی شرقی و غربی آسیائی
و امریکائی که هر کدام دارای دین و مذهب ذوق و مشرب
علم و صنعت هنر و معرفت رسوم و آداب و پیشوا و کتاب
نصوصی بوده اند بعد از تحقیقات کامل مقصود خود را در این
تعالیم مبارکه یافته اند و الا بعد از اول حضرت بهاء الله و
بعد از ان پیروان او نه ثروتمند دشته اند که مردم را
طبیع کنند و شر یک خود سازند و نه توپ و تپچه که نفوس را
تخویف نمایند و بر آنها تسلط شوند. بل بیکان عظمت یک
سبب انتشار این تعالیم مبارکه شده همانا لسان شفقت

و محبت و توافق احکام آن با مقتضیات وقت است.

بلای شریعتیکه بواسطه برداشتن تعصبات دینی نبوی
و ملی سیاسی، نژادی و لسانی اختلافات را زایل نماید
و با هم را محب و ترویج گفت و خلی عمومی اهل عالم را بخیریت
و وحدت دعوت کند اگر اجابت نشود از انصاف دور است
کتابیکه رموز و کنایات و استعارات و بشارات مزامیر
و انجیل و متون آن و تورات را بتعابیر ساده آشکار
سازد اگر رد شود دلیل بی و مبانی است دینی که علم و عقل را
با خود برابر و برادر شمارد و موجودات و خرافات را دشمن
دارد اگر پذیرفت نشود علامت جهل است تعالیمی که
بدون جنگ و جدال با سهل طعق بین غنی و فقیر مساوات
با رضایت طرفین که صعب امور است اجرا نماید اگر
تو بهین شود ظلم صرف است و شریعتیکه مرد و زن و دختر
و پسر را در حقوق مت برابر و امور اجتماعی یکسان شمارد
و فرقی بین آنها نگذارد و اگر پیروی نشود از بی تمیزی است
هر چند اهل بهار یقین دارند که اگر امروز بهائیت، انظار
اهل عالم را بخود جلب نکند و قلوب طوائف و اعم را بواسطه
برخی مغلوطات و بولیشن جذب ننماید غنریب نوع انسان
خود را محبور بقبول آن نمی بینند و فریضه اگر هم جمیع
بهائیان عالم فانی و معدوم شوند و فقط یک کتاب از این
تعلیمات مبارکه در عالم موجود باشد بنوع بشر عاقبت آنرا
پیدا و احکامش را بموقع اجرا خواهد گذاشت اما
سبب اینکه هر یک از آنها اقل نصف اوقات خویش را
صرف ترویج این امر می کنند و در این راه تا حال جانها
منشار کرده ناموسها بید داده و اطفال قربانی کرده اند

همانا امت را بحبوب و مولای خویش است که در آخرین
لوح مسیح (عبد) می فرماید (مقصود این ظلم از عمل شماست
و بایا و انزال آیات و اظهار نبیات انما و نارضین و بغضا
بوده که شاید آفت آن افشده اهل عالم بنور آفتاب منور شود
و با سایش حقیقت آن از گردود) (عزیز سلیمانی)

تقویم بیک

از یک تا هفت و یک تا نوزده در نوزده ۶۴ و چهار آیام
و بعد از سه سال ۵ روز و یک سال و ماه و هفته با ساد و هفت الیه ترین آن

این تقویم نوزده و هشت سال است در عالم امر و خلق جاری است
و سال بسال بهتر و خوشتر جلوه یناید که معنی امسال که کاغذ و مقوای خوب
کتاب و بسیار گرانست لجه طبع و اشاعت امری با تأییدات الهیه و توفیق گردیده است
که مکتب مشرق الاذکار را بر یکا را بر یکا بر یکا سفید تبارق با نازده ۵۱ و ۱۲
با مکتب سه رنگ چاپ نماید و تقویم بهائی و میلادی را با مکتب دو رنگ و حروف انگلیسی
در ذیل آیام هفت و نه و تا تحفه ینیده و بر بیت ورق کاغذ علجده طبع و بر کات منقوش
لفصه ترتیب گردیده است که پس از اتمام هر شهر بهائی باید یک ورق از کات جدا
نمود پس از آنکه سال مکتب مشرق الاذکار را بر یکا زینت بخش و دارا بار خواهد بود -
بدیه آن اگر چه پیش از اینهاست ولی بحد ملاحظه اینکه هر اعتبار بر آنند
چند نسخه خریداری نموده بدوستان و نزدیکان خود نیز بفرستند قیمت فقط نسخه بارزد
مستقیم نموده است ولی مخارج پست آن بعد از مشترکین مستم خواهد بود
طالین آدرین بل و رجوع نمایند :-

مکتب لجه طبع و اشاعت بهائیان هند و برهائیان ال کراچی

سایہ دہلی

جلد سوم

مارچ ۱۹۴۲ء

نمبر سوم

ای رب

اے پروردگار!

اقبلت بنفسی الی مطلع آیات احدیتک واعرضت عن الذین
میں تیری احدیت کے مطلع آیات کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ اور جن لوگوں نے تیرے مشرقِ امر پر اعتراض کئے ہیں

اعترضوا علی مشرق امرک فاحفظنی یا الہی فی ظل رحمتک
ان سے روگردان ہوں۔ تو مجھے اے میرے خدا اپنی رحمتِ کبریٰ کے سایے میں

الصبری ثم اجعلنی من الذین استقاموا علی امرک
محفوظ رکھ پھر مجھے ان لوگوں میں سے بنادے جو تیرے امر پر مستقیم ہیں۔ اور

وقوا بميثاقک ونبذوا وراھم من فی الملک اجمعین
بھڑے کیا ہوا عہد پورا کر رہے ہیں۔ اور خام دنیا کے لوگوں کو اپنے پیچھے پھینک چکے ہیں۔

وقدر لی یا الہی نصرة امرک وذرک بین عبادک ولا تختبئ
اور اے میرے خدا! میرے لئے مقدر فرمادے کہ میں تیرے امر کی نصرت و تبلیغ میں معرود نہ ہوں اور تیرے

عما قدرتہ لخیرۃ خلقک انک انت المقتدر العلیم الحکیم
بندوں میں تیرا ذکر کیا کروں اور مجھے اس نعمت سے محروم نہ رکھ جو تو نے اپنی بہترین مخلوق کے لئے مقدر فرمائی ہے۔

بے شک تو ہی قدرت والا علیم و حکیم ہے

پادشاہان زمین

مسلمہ کے لئے دیکھو پیامبر دہبرۃ اللہ
حضرت شوقی ربانی کے قلم سے

ترجمہ

شہنشاہ فرانس کے نام

نیپولین سوم شہنشاہ فرانس کو حضرت بہار اللہ نے ان الفاظ میں خطاب فرمایا :-

”ای پادشاہ چیرس ! پارہیوں کو کہدے کہ آب گھنٹیاں بجانی چھوڑ دیں۔ نا توں اِ عظم اِ عظم کی صورت میں ظاہر ہو گیا ہے اور تیرے پروردگار بہتر و بزرگ کی مشیت کی انگلیاں آسمان لباق میں اس کے پر جلال نام پر اسے سجا رہی ہیں۔ اس طرح تیرے پروردگار کی بڑبڑ آیتیں پھر ایک دفعہ تیری طرف بھیجی گئیں تاکہ شاید تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے خدا کو یاد کرنے کے لئے اٹھے ان آیات میں جن میں دنیا کی تمام قومیں روپٹ رہی ہیں۔ شہروں کی بنیادیں ہل گئی ہیں اور بے دینی کی گرد نے تمام انسانوں کو گھیرا ہوا ہے بجز ان کے جن کو تیرے پروردگار عظیم و عظیم سے بچانا چاہا۔ اے پادشاہ ! اس آواز کو سن جو تجھے اس آگ میں سے بھکار رہی ہے جو اس سینا پر اس سدا بہار دشت میں روشن ہو رہی ہے جسے تیرے پروردگار نے شہر قدم سے پرے مقدس اور برف سی سفید جگہ بلند فرمایا ہے کہ ”مجھ رحیم و رحمن خدا کے سوا کوئی خدا نہیں“۔ ہم نے تجھ سے اس آواز کے ساتھ بھیجا جس کی ہم نے روح القدس سے تائید کی تاکہ وہ تجھیں اس تیرا عظم کی خبر دے جو تیرے پروردگار بزرگ و بڑی مشیت کے افق سے چمکا ہے اور جس کی روشنی مغرب پر پڑ رہی ہے تاکہ اس دن میں جو خدا نے تمام دنوں کی روشنی بنایا ہے تم اپنے چہروں کو اس (حضرت بہار اللہ) کی طرف متوجہ کرو۔ اور اسی دن میں تیرے پروردگار رحمن نے اپنے انوار کی قلبی آسمان اور زمین کے تمام رہنے والوں پر آشکارا فرمائی ہے۔ خدا کی خدمت اور اس کے امر کی نصرت کے لئے کھڑا ہو۔ وہ پروردگار ربے شک تجھے ظاہر غیب کی افواج سے مدد دے گا۔ اور تجھے سورج تلے کی تمام چیزوں پر غالب بنا دے گا۔ میرے ام کے زیور سے اپنے جسم کو آراستہ کرو اور اپنی زبان کو میرے ذکر میں لگا دو اور اپنے دل کو میری پیاری اور بڑی محبت سے مزین کر۔ ہم نے تیرے لئے سوائے اس کے اور کچھ نہیں چاہا جو تیرے لئے ان سب چیزوں سے جو تیرے پاس ہیں اور تمام زمین کے خزانوں سے بہتر ہے۔ بے شک تیرا پروردگار رحیم اور تمام باتوں کا جاننے والا ہے۔ اے پادشاہ ! ہم نے تیرے دلہنہ سے جو تو نے جنگ و جنگ کر لیا کے فیصلہ کے متعلق زبردستی سے کہے۔ بے شک تیرا پروردگار جاننے والا ہے اور سب باتوں سے آگاہ ہے۔ تو نے کہا ”میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا۔ ان کی آواز سنانے کو مجھ پر قلم میں غرق ہونے لگی جگا دیا“۔ یہ ہم نے تجھے کہتے سنا۔ اور بے شک تیرا پروردگار جو کہہ میں کہتا ہوں اس کا گواہ ہے۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ جس آواز نے تجھے جگا دیا وہ ان کے رونے کی آواز نہ تھی بلکہ تیری اپنی خواہشات نفسانی کی آواز تھی۔ کیونکہ ہم نے تجھے ”آوازِ مگر اس بات سے بچنا چاہا۔ میرے طرزِ کلام کو سمجھ اور

اور مسجد ارسکوں میں سے ہو..... اگر تو سچائی سے وہ الفاظ کہتا تو تو خدا کی لوح کو اپنی پیٹھ کے پیچھے نہ بھینکتا جب یہ کہتے اس کی طرف کی جو مقتدر و حکیم ہے پہنچی گئی تھی۔ ہم نے اس کے ذریعے تیری آزمائش کی اور تجھے اس کے خلاف پایا جو تو زبان سے کہتا ہے۔ اٹھ اور اُن باتوں کی تلافی کر جن میں تو قاصر رہا ہے۔ بہت جلد تو اور جو کچھ تو کہتا ہے تباہ ہو جائے گا اور بادشاہت صرف خدا کی جو تیرا اور تیرے باپ دادا کا خدا ہے رہے گی۔ تیرے لئے واجب ہے کہ تو اپنے معاملات کو اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق نہ چلائے۔ مظلوم کی آہ سے ڈر اور اسے ظالموں کے تیروں سے بچا۔ جو کچھ تو نے کیا ہے اس کے سبب تیری بادشاہت کے کاموں میں گڑبڑ ہو جائے گی اور سلطنت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اس بات کی سزا میں جو تو نے کی ہے۔ پھر تجھے سلام ہوگا کہ تو نے کیسی عریض خطائی؟ انقلاب اس ملک میں سب لوگوں کو گھیر لے گا۔ بجز ایک صورت کے کہ تو اس امر کی نصرت کے لئے اٹھے اور اس سیدے راستے میں روح اللہ کی پیروی کرے۔ کیا تو اپنی شان و شوکت پر مغرور ہے۔ میری جان کی قسم۔ یہ رہنے والی نہیں۔ بلکہ بہت جلد یہ گزر جائے گی۔ بجز اس کے کہ تو اس مضبوط دامن کو اچھی طرح پکڑ لے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ذلت تیرے پیچھے چلی آ رہی ہے اور تو بے پروا ہے..... اپنے محلوں کو تاجن کے حوالے کر اور اپنی سلطنت کو اس کے سپرد کر جو اس کا خواہشمند ہو اور پھر تو ملکوت کی طرف رجوع کر۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ چیز جو خدا نے تیرے لئے پسند فرمائی ہے۔ کاش کہ تو رجوع کر لے والوں میں سے ہوتا!..... اگر تو اپنی سلطنت کا بوجھ اٹھانا چاہتا ہے تو اسے امرائے نصرت کرنے کے لئے اٹھا۔ پاک اور مقدس ہے یہ مقام۔ جو کوئی اس تک پہنچ جاتا ہے وہ تمام وہ نیکیاں پالیتا ہے جو خدا نے علیم و حکیم کی طرف سے آتی ہیں..... یہ جانتے ہوئے کہ وہ تباہ ہونے والی ہے۔ پھر بھی تو اپنی دولت کا غرور کرتا ہے؟ تو اس بات میں خوش ہے کہ تو ایک بالشت بھر زمین پر حاکم ہے۔ جبکہ اہل بے باکی نظروں میں تمام دنیا مردہ چوٹی کی آنکھ کے سیاہ داغ سے زیادہ نہیں۔ تو اسے انھیں کے لئے چھوڑ دے جو اس کے دلدادہ ہو رہے ہیں اور تو اس کی طرف رجوع کر جو تمام دنیا کا مقصود ہے وہ شکستہ لوگ اور ان کے محل کیا ہوتے؟ ان کی قبروں پر نگاہ کر تاکہ تو سبق حاصل کر سکے کیونکہ ہم نے اسے ہر دیکھنے والے کے لئے کیا سبق مقرر کیا ہے۔ اگر نساختم ظہور تجھے گھیر لیں تو تو دنیا کو ترک کر کے ملکوت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور جو کچھ تیرے پاس ہے تو اسے نثار کر دیکھا تاکہ تو اس عالیشان منار کے نزدیک ہو سکے۔

پوپ اعظم کے نام | پوپ پائیس نہم کے لئے حضرت بہار اللہ نے نازل فرمایا:- ”اے بابا! پردے پھاڑنے۔ رب الارباب بادل کے سایوں میں ہو کر اُپہنچا ہے۔ اور قدرت و اقتدار والے خدا کی طرف سے ہونے والی بات پوری ہو گئی..... بے شک وہ ایک دفعہ کمراسان سے آیا ہے جیسے وہ پہلے آیا تھا۔ خبردار اس پر ایسے اعتراض نہ کرنا جیسے فریسیوں نے بلا دلیل و برہان کئے تھے۔ اس کے داہنے ہاتھ سے فضل کا آبِ حیات بر رہا ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ سے عدل کی عمدہ شراب جاری ہے اور اس کے آگے آگے فردوس کے فرشتے آیات کے جھنڈے لئے ہوئے چل رہے ہیں۔ خبردار کسی نام کی وجہ سے تو اپنے پرودگار سے محروم نہ ہونا جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ دنیا کو ترک کر اور اپنے پرودگار کی طرف رجوع کر جس کے ذریعے تمام دنیا منور کی گئی ہے..... کیا تیرے لئے پرہیز سب سے کم تو محلوں میں رہے اور شہنشاہِ ظہور بہترین مقام میں زندگی بسر کرے؟ ان محلوں کو تو ان کے لئے چھوڑ دے جو ان کے خواہشمند ہیں

اور خوشی اور مسرت سے دیکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملکوت کی طرف رجوع کر..... دنیا کے لگوں میں اپنے خداوند رحمن کے نام سے اٹھ کھڑا ہو اور اطمینان کے ہاتھوں میں جاہم زندگی لے اور پہلے آپ اہیں سے پی اور پھر انھیں پلا جو تمام ادیان کے لوگوں میں سے اس کی طرف رجوع کریں۔

یاد کر جب روح (حضرت عیسیٰ) آئے تھے تو ان کے زمانہ میں ملک کے سب بٹے عالم نے ان کے خلاف فتویٰ دیا اور وہ جو ایک ماہی گیر تھا ان پر ایمان لایا۔ پس اسے صاحبانِ خرد! عبرت حاصل کرو۔ تو آسمانِ اسرار کے آفتابوں میں سے ایک آفتاب ہے تو اپنے نفس کی حفاظت کر۔ ایسا نہ ہو کہ تاریکی اپنے پردے اس پر ڈال دے اور تجھے نور سے محروم کر دے..... ان پر غور کر معنیٰ نے بیٹے (حضرت مسیح) کی جب وہ قوت و قدرت کے ساتھ آیا مخالفت کی۔ کتنے فریسی اس کے دیدار کے انتظار میں لگے ہوئے تھے۔ وہ اس کی جدائی میں روتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ لیکن جب اس کے ظہور کی ناسم ان پر سے گزری اور اس کا جمال بے نقاب ہوا تو وہ اس کے خلاف اٹھے اور اس سے جھگڑا کیا..... سوائے چند ایک کے جو قوم کے درمیان کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے اس کی طرف رجوع ہوئے لیکن آج ہر ایک سلطنت و قوت کا مالک اس کے نام پر غور کرتا ہے۔ اسی طرح یہ خیال کر ان دنوں کتنے عیسائی درویش ہیں جو میرے نام کی خاطر دنیا کو تیاگ کر اپنے گرجوں میں مستکف ہیں۔ مگر انھوں نے جب مقررہ وقت آیا اور ہم نے اپنے جمال کو بے نقاب کیا تو ہمیں نہ پہچانا۔ حالانکہ صبح و شام وہ میرا نام لے کر دعائیں مانگتے ہیں.....

وہ کلمہ جسے بیٹے (حضرت مسیح) نے چھپایا آج ظاہر کر دیا گیا ہے۔ آج یہ کلمہ انسان کی شکل میں بھجایا گیا ہے مبارک ہے وہ پروردگار جو باپ ہے۔ جو بلا شک و شبہ اپنے جلال کے ساتھ قوموں کے درمیان آگیا ہے۔ اسے نیک لوگوں کی جماعت اس کی طرف رجوع کرو..... یہ وہ دن ہے جس دن چٹان (بطرس) چلا چلا کر پروردگار مقتدر و متعالی کی تعریف کر رہا ہے یہ کہہ کر دیکھو باپ آگیا اور جو وعدہ ملکوت میں تم سے کیا گیا تھا پورا ہوا..... میرا جسم صلیب کی تتار کر رہا ہے اور میرا سر خدائے رحمن کی راہ میں نیزے کی آنی کا انتظار کر رہا ہے تاکہ دنیا اپنی زیادتیوں اور اپنے گناہوں سے پاک ہو جائے.....

اے اُسْتَفْتِ اعظم! کان لگا کر وہ آواز سن جو مرہو بچپوں میں جان ڈالنے والا اپنے اہم غلیم کے (بلند) مقام سے تجھ کو سنا رہا ہے۔ وہ تمام زیورات جن سے تو اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے بیچ دے اور خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔ اس خدا کی راہ میں جو دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن لاتا ہے۔ اپنی سلطنت کو بادشاہوں کے حوالے کر اور گھر سے نکل کر ملکوت کی طرف متوجہ ہو اور دنیا سے منقطع ہو کہ زمین اور آسمان کے درمیان اپنے پروردگار کی تعریف کر۔ اس طرح تجھے مالکِ اسرار تیرے پروردگار عز و جل کی طرف سے حکم دیا ہے۔ بادشاہوں کو نصیحت کر کہ وہ لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آؤ۔ خبردار۔ مبادا تم ان حدود سے تجاوز کرو جو کتاب میں مقرر کی گئی ہیں! ایسا کرنا بیشک تیری شان کے شایان ہے۔ مبادا تو دنیا کی چیزوں کو اور اس کی دولت کو اپنے لئے صرف کرے۔ ان کو ان کے لئے چھوڑ دے جو ان کے خواہشمند ہیں اور وہ چیز لے جو تجھے تمام کائنات کے پروردگار نے حکم دیا ہے۔ مگر کوئی تجھے ساری دنیا کے خزانے بھی دے تو تو ان کی طرف منجھام بھی نہ کرنا۔ تو دیباہی بن جیسا تیرا مولیٰ تھا۔ اس طرح

وحی کی زبان نے وہ بیان کیا جسے خدا نے کتابِ آفرینش کی زیبائش بنایا ہے..... اگر میری آیات کی شراب سے تو مخمور ہو جائے اور تو زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے اپنے پروردگار کے عرش کے سامنے حاضر ہونے کا ارادہ کرے تو میری محبت کو اپنی پوشاک بنا۔ میری یاد کا زرہ بکتر پہن۔ اور مالکِ قدرت پر توکل کو اپنا زاد راہ سمجھ۔..... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ فضل کا ٹٹے کا دن آگیا۔ اور تمام چیزیں چھانٹ چھانٹ کر الگ الگ کر دی گئی ہیں جنہیں اس نے پسند کیا۔ عدل کے ظرافت میں رکھا اور انہیں جو آگ کے لائق تھے آگ کے سپرد کیا۔ آج سو عودہ دن میں تیرے قادرِ مطلق اور مہربان خدا کی طرف سے کتاب میں یہی فیصلہ ہوا ہے۔ بے شک جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ سوائے مقتدر و مہین خدا کے اور کوئی خدا نہیں ہے

زارِ روس کو خطاب | اگے نڈر دویم زارِ روس کی لوح میں ہم پڑھتے ہیں۔ "اے زارِ روس۔ پاک و مقدس بادشاہ خداوندِ خدا کی آواز پر کان لگا اور فردوس کی طرف رجوع کر۔ وہ منظر جس میں وہ رہتا ہے جو عالمِ اعلیٰ کے درمیان بہت سے اعلیٰ ترین ناموں سے معروف ہے اور جو ملکوتِ خلق میں خداوندِ ربیٰ ابھی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ تیرا نفس تیرے پروردگارِ رحیم و رحیم کی طرف تیرے رجوع کرنے میں حائل ہو۔ ہم نے تیری وہ دعائیں جو تونے غلوت میں مناجات کرتے ہوئے اپنے مولیٰ سے مانگی۔ اسی لئے میری محبت آئینہ مرانی کی نسیمِ طلی اور میری رحمت کا سمندر موجیں مارنے لگا۔ ہم نے حق کے ساتھ تیری دعا کا جواب دیا۔ بے شک تیرا پروردگارِ علیم و حکیم ہے۔ جب میں جیل خانے میں زنجیروں اور پٹٹیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ تیرے سفیروں میں سے ایک نے میری مدد کی۔ اس لئے خدا نے تیرے لئے ایک ایسا مقام مقدس کیا ہے جسے بجز خدا کے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ تو اس اعلیٰ مقام کو مہل دے..... خبردار! ایسا نہ ہو کہ ملکہ تجھے مالکِ حقیقی سے دور رکھے۔ بے شک وہ اپنی ملکوت کے ساتھ آگیا ہے اور تمام ذاتِ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ دیکھو۔ خدا اپنے غلیمِ حلال کے ساتھ آگیا ہے! باپ آگیا ہے اور بیٹا (حضرت مسیح) مقدس لہوی سے نکھر رہا ہے۔ اے میرے خداوندِ خدا میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ سینا اس ٹکڑے کے گرد طواف کرتا ہے اور جلتی ہوئی عکائی پکار پکار کر کہہ رہی ہے: خدا نے عین اب پر سوار ہو کر آگیا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس کا قرب حاصل کرتا ہے اور افسوس ہے ان پر جو اس سے دور ہوتے ہیں۔

توہوں کے درمیان تو میں تعنی امر گوئے کر کھڑا ہوا اور پھر قوموں کو خدا نے بزرگ و دبیر کی طرف بلا۔ تو ان میں سے مت ہو جو خدا کو اس کے ناموں میں سے ایک نام لے کر پکارتے رہے مگر جب وہ جو تمام اس کا مقصود ہے ظاہر ہوا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور اس سے رنج پھم لیا۔ اور آخر کار صریح ظلم کے ساتھ اس کے خلاف فتویٰ صادر کیا۔ ذرا غور کرو اور ان آیات کو یاد کرو جب روحِ اللہ (حضرت مسیح) ظاہر ہوئے اور میر و لیں نے ان کے خلاف فتویٰ دیا۔ مگر خدا نے اپنی پوشیدہ افواج سے اس کی مدد کی اور صحیح طور پر اس کی حفاظت کی اور اپنے وعدہ کے مطابق اسے ایک دوسرے ملک کو بھیج دیا۔ بے شک وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ تیرا پروردگار جسے چاہتا ہے اسے پکاتا ہے خواہ وہ سمندر کی موجوں میں جویا اڑ دے کے منہ میں ہو یا غلاموں کی تلواروں کے نیچے ہو۔.....

میں پھر کہتا ہوں۔ میری آواز کو جو میں تجھے اپنے جیل خانہ سے سنا رہا ہوں سن۔ تاکہ تو ان چیزوں سے آگاہ ہو جو میرے

جمال پر ان لوگوں کے ہاتھوں وارد ہوئیں جو میرے جلال کے مظاہر ہیں اور تو سمجھ لے کہ باوجود میری قدرت و قوت کے میرا صبر کتنا بڑا ہے۔ اور میری طاقت کے باوجود میری بردباری کس قدر بزرگ ہے۔ میری جان کی قسم۔ اگر تو ان چیزوں کو جانتا جو میری قلم سے نازل ہوئیں اور میرے امر کے خزانوں سے واقف ہوتا اور میرے اسرار کے موتیوں کو جانتا جو میرے اسرار کے سمندر میں اور میرے کلمات کی سیسپہلوں میں مخفی ہیں تو میرے نام کی محبت کی خاطر اور میری ملکوت جلال و جمال کی تمنا میں میری راہ میں اپنی جان کو نثار کر دیتا۔ خوب جان لے کہ اگرچہ میرا جسم میرے دشمنوں کی تلواروں کے نیچے ہے اور میرے بدن کو بے شمار کھد دیتے جاتے ہیں بھر بھی میری روح ایک ایسی مرتبت سے معمور ہے جس کے مقابلے میں تمام دنیا کی خوشیاں ہیچ ہیں۔

اپنے دل کو اس کی طرف لگا جو تمام دنیا کا قبلہ مقصود ہے اور کہہ آئی اہل زمین کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس کی راہ اُس نے جو حق کے ساتھ آیا اور پروردگار بزرگ و بڑی کی خبر تمہارے پاس لایا شہادت برداشت کی۔ کہہ یہ وہ خبر ہے جس سے نبیوں اور رسولوں کے دل خوش ہوئے۔ یہی وہ ہے جسے دنیا کا دل یا کرتا ہے اور جس کا وعدہ خدا تعالیٰ مقتدر و حکیم کی کتابوں میں دیا گیا ہے۔ خدا کے رسولوں کے ہاتھ میری ذیقات کی تمنا میں خدا سے بزرگ و بڑی کی طرف اٹھے رہتے تھے..... بعض میری جوانی میں نارا و قطار روتے تھے بعض لے میری راہ میں مصیبتیں برداشت کیں اور بعض لے میرے جمال کی خاطر اپنی جانیں منثار کیں اگر تم ان میں سے ہو جو کہ جانتے ہیں۔ کہہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے اپنی ذات کی تعریف نہیں چاہی بلکہ خود خدائے چاہی ہے اگر تم انصاف سے فیصلہ کرو۔ میری ذات میں سوائے خدا اور اس کے امر کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا اگر تم دیکھ سکو۔ میں وہی ہوں جس کی تعریف اشعیا کی زبان سے کی گئی۔ میں وہی ہوں جس کے نام سے تورات اور انجیل مزین ہوئیں..... مبارک ہے وہ بادشاہ جس کی سلطنت اُسے بادشاہ حقیقی سے نہ روک سکی اور جو صمیم قلب کے ساتھ خدا کی طرف راجع ہوا ہے۔ بے شک وہ ان میں سے محبوب ہے جو خدا تعالیٰ تخت سے فائز ہوئے ہیں۔ بہت جلد ایسا بادشاہ اپنے آپ کو ملکوت کے بادشاہوں میں شمار ہونا پائے گا۔ اسیں شک نہیں کہ تیرا پروردگار سب چیزوں پر حاوی ہے۔ وہ ہے چاہتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جسے جس چیز سے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔ بے شک وہ مقتدر و قدیر ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کو خطاب | ملکہ وکٹوریہ کو حضرت بہاء اللہ نے لکھا ہے :- ”اے ملکہ لندن! اپنے پروردگار کی جو تمام دنیا کا پروردگار ہے آواز سن جو وہ تجھے خدائی صنوبر کے درخت سے بگارا رہا ہے کہ بیشک تجھ مقتدر و حکیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔ جو کچھ زمین کا ہے اسے اور جو چینک دے اور اپنی سلطنت کے سر کو اپنے پروردگار بزرگ کی یاد کے تاج سے مزین کر۔ بیشک وہ اپنے عظیم جلال کے ساتھ دنیا میں آگیا ہے اور جو کچھ تجھ میں کہا گیا وہ سب پورا ہو گیا ہے۔ ملک شام اپنے پروردگار کے قدم سے شرف ہوا ہے اور شمال و جنوب دونوں اس کے وصال کی شراب کو سرشار ہو رہے ہیں۔ مبارک ہے وہ شخص جس نے پروردگار رحمن کی خوشبو اپنی اور اس نورانی صبح میں اس کے جمال کے مشرق کی طرف متوجہ ہوا۔ مسجد اقصیٰ اپنے رب اپنی کے نسائے سے اور بلجام (کمر) اپنے بزرگ و بڑی خدا کی آواز سن کر مجبور رہا ہے۔ ان کی ہر ایک کلکری اس اہم غم کے ذریعے پروردگار کی تعریف کر رہی ہے۔“ (باقی باقی)

(مترجم عباس علی برٹ)

مطالع الانوار یا ڈان بریکیز

حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی وضع اور آپ کے سلوک نے مجھے آپ کا
گر وہ بنا لیا تھا۔ آپ کے دین کے اصول میں نے کبھی آپ کے منہ سے نہیں
سنے۔ اگرچہ یہ خیال مجھے تھا کہ آپ کے اصول عیسائیت سے ملتے جلتے ہیں۔ کچھ
ایرانی پطریوں نے جو آپ کے قید خانے میں کچھ مرمت کرنے کے لئے گئے تھے
آپ کو بائبل پڑھتے بھی دیکھا تھا۔ آپ نے ان سے یہ بات چہانے کی کوشش
نہیں کی۔ بلکہ خود انہیں بتایا۔ اس بات کا تو امل یقین ہے کہ آپ کے دین میں
وہ مذہبی دیوانگی نہیں ہے جو مسلمانوں میں مسابیت کے لئے ہے۔ نہ اس میں
عورتوں کے لئے ایسی بندشیں ہیں جو اس وقت مسلمانوں میں ہائی جاتی ہیں؟
یہ تاثرات میں جو حضرت باب کو دیکھ کر ایک ہندوب یورپین کے دل
میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ کے اخلاق اور آپ کی تعلیمات کا اثر و نفوذ مغرب میں
دور دور پھیلا ہوا ہے۔ مگر کوئی یادداشت ایسی ثبت نہیں جس سے یہ پایا جاوے
کر کسی اور یورپین نے بھی آپ کو دیکھا ہو۔

آپ کے اخلاق و صفات کی خوبی و شرافت۔ آپ کی شخصیت کی عظمت
اور قوت نفوذ آپ کے نظریات مسن کے ساتھ ساتھ آپ کا ادراک اور توفیق
ایں غلبہ تھا کہ آپ کے اعلان فرمائے ہی آپ سارے ایران میں ایک سرے سے
لے کر دوسرے سر تک محبوب ہو گئے۔ آپ کی کشش کا یہ حال تھا کہ جو سامنے آیا
وہ دل و جان سے آپ کا گردیدہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ بہت سے اُن قید خانوں کے کارکن
جن میں آپ مقید رہے آپ پر ایمان لائے۔ بہت سے دشمن آپ سے
ایک فضل کر آپ کے سپنے دوست بن گئے۔ ایسی ہرولعزیز مہی کو بغیر راستے فاتر
کی نادر انگلی ماس کے خاموش کرنا گذشتہ صدی کے وسط کے ایران میں
بھی مشکل تھا مگر حضرت باب کے پیروں کے لئے یہ بات نہ تھی۔

ملاؤں کو ان کے معاملہ میں دیکر نے یا ریشہ دو انیاں کرنے کی ضرورت
نہ ہوئی۔ شاہ سے لے کر سموی مسلمانوں تک میں کئی دینی کونیک کے خلاف تھقب
کی آگ کو بجھ کا نا نہایت آسان تھا۔ بابوں پر یہ الزام آسانی سے جگ سکا تھا کہ
وہ مشاہدے باقی ہیں اور ان کی حرکات و سکنات کو باخفا نہ سیاسی چالیں کہہ دینا کچھ
مشکل تھا۔ علاوہ ازیں حضرت باب کے پیروں نے شہر ہونے سے۔ ان میں سے
بہت سے مرزا کمال تھے۔ کچھ تو اہل بیت اور بہت ہی کم ایسے تھے جن کے پاس
عبارت نہ تھی۔ ان جانتا دوں کو ماسل کرنے کی حرص پڑوسوں کو دلا نہایت ہی
آسان تھا۔ حکام وقت کے خوف و دراس اور گٹوں کے گناہ و حرص اور مذہبی
دیوانگی کو بھڑکا کر ملاؤں نے قتل و غارت اور تنگ احترام ناموس کی ایک ہم
باری کی جو انھوں نے نہایت بے رحمانہ غضب و تشدد سے اس وقت تک جاری رکھی
جب تک انھوں نے اپنے خیال کے مطابق اپنے مقصد کو پوری طرح حاصل نہ کیا۔
ظلم و ستم کی اس دونوں کے بہت سے واقعات نہیں نے اپنی تاریخ میں
لکھے ہیں۔ ان میں سے آئندہ دان۔ تیریز اور زنجان کے واقعات اس لئے
ممتاز ہیں کہ بابوں نے مجبور ہو کر دفاع کرنے کی سبب داری سے اپنی جانیں
اپنے محبوب کے لئے قربان کیں۔ ان تین موقعوں پر بابی جب جادوں طرے سے
مگر گئے تو اپنے گھروں سے نکل کر خاص خاص جگہوں میں جمع ہوئے اور دفائی
حصار بندی کر کے مسلح ہو کر اپنے تعاقب کرنیوالوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے
لیکن نصف و غیر جانبدار مشاہدہ نورا اس بات کی شہادت دیکھا کہ ملاؤں نے
ان مظلوموں پر جو سیاسی ریشہ ورائیں کو بہتان لگایا تھا وہ سراسر فسط اور جھوٹا
تھا۔ جب کبھی بابوں کو یہ یقین دلا گیا کہ دینی عقائد کی خاطر وہ مشائے نہ جائیں
تو انھوں نے فوراً ان کے ساتھ اپنے کام کا چ کر کے اور ان دفاعی کارروائیوں کو

ان کی تعداد زیادہ تھی وہ اپنے قدیم اعتقاد کی بناء پر دفاع کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ اسی حالت میں ان کے لئے اپنے فرض کو جاننا ناممکن تھا اور سب دسلاڑے ان پر بند تھے۔

کچھ سال بعد جب حضرت بہادر اللہ نے اعلان فرمایا تو اپنے اسے حالات میں اپنے دور کے قانون دان کو ان الفاظ میں مشہر کیا اور شک و شبہ کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی کہ کھاتے لئے مارے کی بجائے مرنا بہتر ہے۔

ایہوں کی دفاعی کوششیں ہر جگہ ناکام رہیں۔ دشمن کشمیر اقتدار میں ان پر ہر جگہ غالب ہوئے۔ حضرت باب کو بھی قید خانہ سے لاکر جاہل شہادت بلایا۔ آپ کے خاص خاص شاگردوں میں سوانی حضرت بہادر اللہ کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ آپ کو بھی محدود سے چند و خاں دار پرتوں کے ساتھ ایک غیر ملک کو سب کچھ چین چھان اور لوٹ گھسٹ کر بطور ایک قیدی کے جلا وطن کر دیا۔

یہ آگ اگرچہ دب گئی تھی مگر بجھی نہ تھی۔ یہ ان جلاوطنوں کے دلوں میں روشن تھی جو اسے سفر کرتے ہوئے ملک بھک ساتھ لے گئے اپنے وطن ایران میں بھی یہ اتنی دور تک پہنچ چکی تھی کہ مازی ظلم و تشدد سے اس کا بھیننا محال تھا اور لوگوں کے دلوں میں سنگ رہی تھی اور ایک عالمگیر شعلہ بننے کے لئے اسے صرف ایک روحانی بھونک کی ضرورت تھی۔

حضرت باب کی پیشین گوئی کے مطابق عین اسی وقت جو آپ نے پہلے سے بتلادیا تھا مذاکے دوسرے بزرگتر ظہور نے اعلان امر فرمایا۔ بابی دور کے آغاز سے نوسال بعد یعنی ۱۳۵۷ھ میں حضرت بہادر اللہ نے اپنی الواح میں اپنے امر اور اپنی شخصیت کی طرف اشارہ فرمایا اور دس سال بعد جب آپ بغداد میں ساکن تھے آپ نے اپنے ہمراہیوں کے سامنے اپنے موعودہ سہی ہونے کا اعلان فرمایا۔ راقی،

لے کر گئے تھے مستعدی ظاہر کی۔ نبیل نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہوں نے کبھی جارجا نہ لڑائی نہیں کی۔ وہ اپنی عافیت پانے کے لئے نہایت برأت دہیا درمی سے روسے مگر کبھی جارجا نہ حملہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ سخت لڑائی کے دوران میں اگر کوئی مددہ سوتے ان کے ہاتھ لگا تو انھوں نے اس موقع سے امانہ نہ اٹھایا۔ اوکوئی اہواز یا غیر ضروری نقصان نہ پہنچایا۔

ان لڑائیوں کے اخلاقی پہلو کا ذکر فرمائے ہوئے مقالہ سیاح کے ۳۵-۳۶ میں حضرت عبدالہیاء فرماتے ہیں:-

”ذریعہ (میرزا قلی خان) نے نہایت جسارت سے جہاں بات پاسے یا چل گئے! یہوں کو سزا دینے اور قتل و غارت کرنے کے حکم ملک کے جارجا نہ طرف بھیج دیئے۔ غورمندان اور محسوسوں کو دولت جمع کرنے کا یہ ایک بہانہ بٹھا تھا۔ اور محکم نے قلعہ پورے سما اسے ایک وسیع بنایا۔ مشہور مجتہدوں نے مبروں پر چڑھ کر عوام کو جمع کر کے ایک عام حملہ کر دیئے کے فتوے دیئے۔ مذہبی قوتوں اور ملکی قانون نے مل کر ان لوگوں کو برباد و تہ تیغ کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ ان لوگوں کو یہ پتہ نہ تھا کہ حضرت باب کی تعلیمات کے بنیادی اصول اور عقاید کیا ہیں۔ یہ بیچارے اپنے فرائض سے بھی نا آشنا تھے۔ ان کے خیالات و اعتقادات پہلے طریقہ کی مانند تھے اور ان کا رویہ قدیم دستور کے مطابق تھا۔ علاوہ ازیں حضرت باب تک پہنچنے کا راستہ ان پر بند تھا۔ اور مصائب کی آگ ہر طرف شعلہ زن تھی۔ مشہور مجتہدین کے فتووں پر حکومت اور عوام نے نہایت شدت و تندہی کے ساتھ ہر طرف تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اور دن رات ظلم و ستم کرنے۔ اذیت دینے، قتل کرنے اور لوٹنے میں مشغول تھے تاکہ وہ اس آگ کو خاموش کر دیں اور ان بیچاروں کو میا میٹ کر ڈالیں۔

قبروں میں جہاں ان کی تعداد محمد و وحی سب کے سب پکڑے گئے اور لعنہ شہیر کر دیئے گئے۔ بڑے بڑے شہروں میں جہاں

بحث قیامت

یہی ذکر کیا قیامت میں دنیا فنا ہو جائے گی؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا فنا ہو جائے گی تو قیامت کا وہی مفہوم درست ہوگا جو عام مسلمان اور مدیر المحدثت جانتے ہیں۔ اور اگر قیامت کے دن دنیا کا فنا ہو جائے ثابت نہ ہو تو پھر عام مسلمانوں اور مدیر المحدثت کا اعتقاد قطعاً غلط ہوگا۔ اس لئے ہم اسی نقطہ بحث کی تفریح کرتے ہیں۔ فاضل مدیر المحدثت قیامت کے دو حصے کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”پہلے حصہ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصہ میں انسانی اجساد کا حشر و نشر ہوگا۔ قرآن مجید میں پہلے حصے کو نفخہ اولیٰ اور دوسرے حصے کو نفخہ ثانیہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔“

(المحدثت، ۳۱ اگست ۱۹۸۷ء)

منقول بالا عبارت پیامبر کے مقالہ ”نفخہ قیامت“ کی ابتدائی سطروں میں یہ مقالہ دسمبر ۱۹۸۷ء کے پیامبر میں اچھے صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس مقالہ میں دو نکتوں پر محققانہ بحث کی گئی ہے اور سورہ زمر کی وہ آیت جس میں دو نفخوں کا ذکر ہے زیر بحث لائی گئی ہے۔ لغت اور قرآن مجید سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ نفخہ اولیٰ میں فناء عالم ہرگز ہرگز ثابت نہیں اور نہ ہی مدیر المحدثت کی تحریر فرمودہ کلمات سے بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ یہ تفریق صحیح نہیں کہ نفخہ اولیٰ فناء کا نفخہ ہے اور نفخہ ثانیہ حشر و نشر کا۔ پھر اسی مقالہ پیامبر میں الفاظ ”حک۔ ریح۔ بس۔ نسف۔ قاع صفت ارض۔ جبال کے مٹانے عرب سے واضح و عیاں طور پر دکھاتے گئے تھے اور معتبر کتب لغات کے حوالے بھی درج کئے گئے تھے۔ جن سے

نہایت خوشی کی بات ہے کہ فاضل مدیر المحدثت نے مسند قیامت کے متعلق بحث کو اصولی طور پر اٹھایا ہے۔ چنانچہ المحدثت ۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں اس بحث کو منسوخ اور محقق کر دینے کیلئے موضوع بحث نے سرسے پیش فرماتے ہوئے لکھے ہیں :-
”ہمارا عقیدہ انروئے قرآن مجید یہ ہے کہ ہم پہلے بھی کئی دفعہ ضائع کر چکے ہیں کہ روز قیامت ایک خاص زمانے کا نام ہے جس کے دو حصے ہیں۔ اول حصے میں سب اشیاء اپنی موجودہ حیثیات و اشکال میں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصے میں لوگ قبروں سے نکل کر اپنے نیک و بد اعمال کی سزا پائیں گے۔“

اہل ہمارا کا اعتقاد ہے کہ روز قیامت سب اشیاء کی موجودہ حیثیات و اشکال کا فنا ہو جائے اور پھر لوگوں کا زمین سے نکلنا کلام الہی سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔ قیامت فناء عالم کا نام نہیں ہے۔ اس کی تفصیل کتب ہند۔ بہائی میگزین اور پیامبر میں بار بار ہو چکی ہے۔ اس بحث یہی ہے کہ قیامت کو فناء عالم سے کچھ تعلق ہے اور کیا واقعی روز قیامت تمام اشیاء فنا ہو جائیں گی؟ فاضل مدیر المحدثت فرماتے ہیں کہ ”زمانہ قیامت کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں فنا ہے اور دوسرے میں حشر و نشر“ (المحدثت ۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

ہمیں اس سے قطعی اختلاف ہے۔ ہماری تحقیق میں قیامت اسی دنیا میں پیغمبر برحق کی بعثت سے برپا ہوتی ہے۔ قیامت میں دنیا کا فنا ہو جانا بالکل غلط ہے اور کلام الہی سے ثابت نہیں ہے۔ پس اس بحث

جناب مدیر المحدث نے انکار نہیں کیا۔ اور کوئی عالم انکار نہیں کر سکتا۔ اس مقالے کے متعلق المحدث ۱۹ دسمبر ۱۹۷۱ء میں جناب مدیر فرماتے ہیں:-
 ناظرین! آگاہ ہو گئے بہت عرصے سے بہائیوں اور المحدثوں میں اس بارے میں مضمون نویسی چوری ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ جو قیامت کے متعلق ہے وہ قرآن مجید سے ثابت ہے یا نہیں بہائیوں کا دعویٰ ہے کہ جس قیامت کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اس سے مراد بہار اللہ کی بعثت ہے۔ اس کے متعلق ہم نے مفصل مضمون بحوالہ آیات قرآنیزہ المحدث ۷ اراکتوبر میں درج کر کے لکھا تھا کہ ان آیات کا جو مرعہ مضموم ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ آیات مرعبہ بہار اللہ کی بعثت پر متعلق کر کے دکھائیں۔ جس کا جواب بہائی رسالہ پیائبر دہی بابت دہبر میں آیا ہے۔ اس کا ذکر آئندہ کسی پرے میں ہو گا۔“

اس کے بعد پیامبر جنوری ۱۹۷۲ء میں متوالہ تعلم التواتر والارض“ شائع کیا گیا ہے جس میں لعنت عرب اور آیات قرآن مجید سے سماء وسموات ارض“ کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یہ مقالہ ۲۱ صفحات پر ہے۔ جس کے آخر میں مدیر پیامبر نے فاضل مدیر المحدث اور علامہ کرام کی خدمت میں گزارش کرتے ہوئے لکھا تھا:-

”مسند قیامت“ دین کا اہم ترین مسند ہے۔ کوکب ہند۔ بہائی لیگن اور پیائبر میں جو حقیقتات پیش کی گئی ہیں وہ سب علمائے کرام کیلئے نہایت قابل توجہ ہیں۔ اگر ادبی وجدان سے ہم جس قدر کلام الہی پر غور کرتے ہیں قیامت کا فلسفہ عالم سے کوئی تعلق نہیں پاتے مرنے یہ کہنا کہ جو کہ تمام مسلمان قیامت کو نئے عالم سمجھتے ہیں اس لئے مان لیا جاوے علم وفقہ پرستی کی میزان میں کوئی وزن نہیں رکھتا! ہم نے پیامبر کی گذشتہ دور موجودہ اشاعت میں کسی قدر مفصل آیات قیامت پر

مبحث قیامت کا نقطہ مرکزی

فاضل مدیر المحدث فرماتے ہیں کہ قیامت کے پہلے میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ قرآن مجید میں پہلے سے کوئی نفاذ اولیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے سورہ قعرہ کی ابتدائی آیتوں میں فنا کے عالم کا ذکر ہے۔“

”مسند قیامت کا نقطہ مرکزی یہی ہے کہ قیامت میں فنا کے عالم ثبوت کلام الہی سے دیا جائے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قیامت کے دن دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی تو شر و نشر کا وہ منہم جو جناب مدیر المحدث کے ذہن میں ہے درست ثابت ہو گا۔ اور اگر قیامت کے دن عالم کا فنا ہو جانا ثابت نہ ہو سکے تو قطعی طور پر تمام آیات قیامت کے وہی معانی دست رہیں گے جو مدیر پیامبر نے کئے ہیں اور وہ خیالات بجلی غلط ہونگے جو عام طور پر قیامت کے متعلق پہلے ہوئے ہیں۔ لہذا اہی مرکزی نقطہ پر بحث ضروری ہے کہ قیامت

کے دن یہ کافرانہ عالم فنا ہو جائے گا؟

اس سے قبل بھی ہم بہت سی آیات کلام اللہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ قیامت کے دن کافرانہ عالم فنا ہوگا اور جو آیات ناسے عالم کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں ان کے صحیح معانی لغت عرب اور دیگر آیات قرآنی سے واضح کر چکے ہیں۔ اور مدلل طور پر دکھا چکے ہیں کہ ان آیات سے قیامت کے دن عالم کا فنا ہو جانا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کفرہ ارض اور اس نوع انسان کی موجودگی میں ہی پیغمبر حق کے ظہور سے قیامت برپا ہوتی ہے۔ ناسے عالم سے قیامت کا کوئی تعلق نہیں۔

اب پھر ایک بار جناب میرا المحدث کی پیش کردہ آیات سورہ وقف پر غور و تفکر کی نظر ڈالتے ہیں۔ کیا ان سے قیامت کے نفخہ اولیٰ میں ناسے عالم ثابت ہو سکتا ہے؟

پہلی نظر

ناضل میرا المحدث یکم ذی القعدہ ۱۴۱۰ھ صفحہ ۳ پر اظہار فرماتے ہیں کہ ناسے وقت پہاڑوں کا اڑ جانا قرآنی خصوصیات میں سے ہے۔ اور قیامت کے پہلے جسے میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ قرآن مجید میں پہلے جسے کو نفخہ اولیٰ کی تعبیر کیا گیا ہے۔ (المحدث ۱۳ اگست ۱۹۸۹ء)

”قیامت کے پہلے جسے کا ذکر اصرح طور پر مندرجہ ذیل آیات میں ملتا ہے:
 نَافِخُ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَاحِدَةً وَحَمَلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً فَيُومِضُ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ“ (پہلے ج)

(المحدث ۳ اکتوبر ۱۴۱۰ھ صفحہ ۲۱)

خلاصہ یہ ہوا کہ نفخہ اولیٰ سے تمام جہان فنا ہو جائے گا۔ دو نفخوں کا ذکر قرآن مجید میں کہاں ہے؟ سورہ نمر میں جہاں فرمایا ہے ”وَنُفِخُ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نَفَخْنَا فِيهِ أَخْرَىٰ فَأَذْهَمَ قِيَامَ يَنْظُرُونَ“ ان دو نفخوں کا حوالہ المحدث ۱۶ اکتوبر ۱۴۱۰ھ صفحہ ۴ پر موجود ہے اور اسلامی عقائد متعلقہ ناسے عالم کے

کتاب حج المکرامہ صفحہ ۴۴ و ۴۵ کا مطالعہ کافی ہے۔ (کالم ۲)

”شہ حج المکرامہ کے مصنف علام نے ان صفحات پر سورہ زمر کے دو نفخوں کی گویا تفصیل بتائی ہے جو بالکل صحیح ہے“ (المحدث ۱۴ اکتوبر ۱۴۱۰ھ)
 اس عبارت سے فاضل میرا المحدث کا مقصد یہ ہوا کہ تمام جہان کی فنا کا ذکر سورہ زمر کے بیان کردہ نفخہ اولیٰ میں ہے۔

اس کی تردید | فاضل میرا المحدث کے اس بیان کے رد میں کہ نفخہ اولیٰ میں عالم فنا ہوگا ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے خود ان کا بیان پیش کر رہے ہیں جس میں انھوں نے صحت طور پر سورہ زمر کے بیان کردہ نفخہ اولیٰ میں

ناسے عالم کا رد فرمادیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ سورہ زمر کی آیت ”وَنُفِخُ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ“ سے لوگوں کا مرنا نہیں ہے، چنانچہ آپ اپنی تفسیر القرآن بکلام الرحمن میں اس آیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:
 ”وَنُفِخُ فِي الصُّورِ“ ای تقوم { صبر ہو کر کھانا پینا یعنی قیامت برپا ہوگی۔

الغیاۃ فصعق من { صعق من فی السموات ومن فی الارض کے معنی فی السموات ومن فی فی { یہ ہیں کہ لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، سریشے نہیں الارض ای صاراوا مفتحیا { کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے خضر موصی علیہم ولحد یھوتو۔ لقولہ { صدقاً۔ معنی یہ ہوش ہو کر گر گئے، صعقا کے تعالیٰ وخضر موصی صعقا { معنی بے ہوشی میں (نک موت)

اس تحریر میں مولانا ثناء اللہ نے صحت کہہ دیا ہے کہ نفخہ اولیٰ میں لوگ سریشے بھی نہیں۔ تو پھر ناسے عالم کا کیا ذکر ہے؟ اور ذیل بھی بیان فرمادیا کہ صعق کے معنی بے ہوشی ہیں (نک موت)۔

جناب مولانا کا یہ بیان کہ آیت ”وَنُفِخُ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ“ سے صحت کہہ دیا ہے کہ نفخہ اولیٰ میں لوگ سریشے بھی نہیں۔ بالکل بجا اور مدلل ہے کیونکہ فی الحقیقت صعق کے معنی موت اور فنا نہیں ہیں۔

چاہر نے خود کی رتبہ ہی ات لکھی تھی۔ چنانچہ دسمبر ۱۴۱۰ھ کے مضمون ”انوار قیامت“ میں اسی آیت پر متغزل بحث کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اس آیت میں

دوسری نظر

فاضل حیر المحدث اساتے ہیں کہ نفع اولیٰ اور نفع ثانیہ کے درمیان
تفاوت مدیہ اور عرصہ تعبید کا فاصلہ ہوگا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب دوبارہ
صور پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے نکلنے لگیں۔ یہی وقت یوم الفصل یعنی
نیچلے کا دن ہے۔ پہلے حصے میں دنیا بالکل فنا ہو جائے گی۔ دوسرے میں
حساب کتاب ہوگا۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ قیامت کے پہلے عرصہ میں پہاڑوں
کو برابر کے صاف میدان کر دیا جائے گا۔ اور برابر کھینچے جی کہ قیامت کے
پہلے حصہ فنا کا ذکر اصرح طور پر سورہ قافہ اور سورہ واقفہ کی ابتدائی
آیات میں ہے کہ پہلی بار صور پھونکے پر زمین اور پہاڑ پکنا چور کر دیے
جائیں گے۔ یہ قیامت کے پہلے حصے میں ہوگا۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ یوم الفصل نفع ثانیہ کے بعد ہوگا اور
نفع اولیٰ میں پہاڑ ٹوٹ چکے ہو گئے۔ اور مسرات میں خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ ستاروں کا ماند پڑنا۔ آسمان کا کھلنا۔ پہاڑوں کا اکھیرا جانا۔
یہ سب امور یوم الفصل میں واقع ہوں گے۔ اسی کے لئے منتوی رکھے گئے ہیں
(ای یوم اجلت۔ لیوم الفصل۔ نیز سورہ عہد ستاروں میں ارشاد
فرماتا ہے ان یوم الفصل کان صیقاتا۔ فیصلے کا دن مقررہ وقت ہے
یوم یشق فی الصلوات جب صور پھونکا جائے گا۔ فتاتون افواجا وفتحت
السموات نکانت البوابا وسیرت الجبال نکانت سرابا۔

مولانا رشاد فقیر ثنائی میں اس آیت پر لکھتے ہیں "صور میں مردہ کی
زندگی کی آواز پھونکی جائے گی۔ پس اس کی تاثیر سے تم سب انسان گروہ گروہ نیک

۱۔ تفسیر ثنائی سورہ زمر ص ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳

قرآن مجید میں ہے فتحا علیہم ابواب کل شئ۔ ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یعنی راستے اور دروازے جس سے چیز مائل ہو۔ پس فضائے بندہ میں انسانی آمد و رفت و سفر کے واسطے کھل جائے گی خوشخبری ایت فتحت السماء و فکانت ابوابا میں تھی۔

روحانی پہلو سے اس آیت مبارکہ کے یہ معنی ہیں کہ آسمان فیض الہی کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور جہاں پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائیں گے تو وہ سراب ہو جائیں گے۔ جہاں بڑے بڑے لوگ جن میں غلامتے امت مرحومہ بھی داخل ہیں جن کی ہستیاں سراب کی مانند رہ گئی ہیں۔ سراب اس رنگ زار کو کہتے ہیں جسے پیاسا دور سے دیکھ کر پانی سمجھتا ہے مگر پیاس جاکر دیکھتا ہے تو نرا ریت ہی ریت ہے۔ یہی کیفیت آج چلائے زمان کی ہے کہ تحقیق اور علم حق کے پیاسے ان میں علم و عرفان کا پانی دیکھتا ہوا خیال کرتے ہیں مگر جب ان کے پاس جاتے ہیں تو ریک زار اولم کے صحرائیں کچھ نہیں پلتے۔ پیاسے محروم و مایوس و نشتر ہی رہ جاتے ہیں۔ آج تمام اقوام کے لیڈروں کا یہی حال ہے۔

نیز جہاں سے مراد احکام شریعتِ سابقہ بھی ہیں۔ ان کی بھی یہی کیفیت ہے کہ دیکھنے میں تو بڑے مضبوط اور قائم۔ کتابوں اور لوگوں کی زبان پر جیسے ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ ابر کے ٹکڑوں کی طرح پراگندہ ہو کر موجودہ زمانہ کی فضا سے اڑ پڑے جارہے ہیں۔

سودہ واقعہ کی ابتدائی آیات جنہیں فاضل مدیر المحدث نے فہرہ نامہ کے ثبوت میں پیش کیا ہے ہم یہاں دلاتے ہیں

اذا وقعت الواقعة
لیس
لوقتها حاذیہ
حافضہ
دافعہ

جب قیامت واقع ہو جائے گی جس کے واقع ہونے میں کوئی طرح شک شبہ نہیں۔ وہ قیامت کتنے ہی بلند مراتب انوں کو جو دنیا میں بڑے بڑے ذلے ہو گئے بہت کمزور تھے اور کتنے ہی بہت رتبہ لوگوں کو ایمان و اعمال صالحہ کی وجہ سے بلند کر کے ملاؤں میں

یہ ان محشر میں آؤ گے اور اس اندر موجودہ آسمان چھٹ کر دروازے دروازے جاتے گا اور اتنے بڑے بیم پہاڑ اپنی جگہوں سے بذریعہ حرکت چلائے آئیں گے تو وہ غبار ہو جائیں گے۔ پھر ان کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔
(تفسیر ثنائی سورہ نبا)

اس جگہ بالکل صحت لکھا ہے کہ آسمان کا دروازے ہونا اور پہاڑوں کا لایا جانا لغو ثنائیت کے بعد یوم الفصل میں ہوگا۔ پس لغو اولیٰ کو فنا کا وقت و لغو ثنائیہ کو مشترک وقت قرار دے کر الگ الگ کرنا یہ تفریق غلط اور بے بنیاد ہے۔

چونکہ سورہ نبا کی مذکورہ بالا آیات میں تصریح ہے کہ یوم الفصل میں آسمان کھل کر دروازے دروازے ہو جائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور سراب ہو کر رہ جائیں گے۔ اور قسم ہے کہ یوم الفصل فضا سے عالم کا دن پیا ہے بلکہ لگوں کے اجتماع کا دن ہے اور مذکورہ بالا آیات میں صراحت سے فرمایا کہ یوم الفصل میں یہ انقلابات ہوں گے تو بآسانی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ آسمان پھٹنے۔ زمین اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے کا وہ مطلب بالکل نہیں جو ظاہری رنگ میں سمجھا جاتا ہے۔ ان آیات حینات سے صحت ثابت ہوا کہ آسمان کے کھلنے۔ زمین اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے کا وہی مطلب صحیح ہے جو چارہ ہر ممبر ۱۹۳۰ء و جنوری ۱۹۳۱ء میں واضح کیا گیا ہے خداوند عالم فرماتا ہے کہ فیصلہ کا دن ایک مقرر وقت ہے جس دن صوبہ چھوٹا جاتے گا سو تم لوگ فراموش نہ ہو کہ آؤ گے اور فضا سے بندش اور شکل دور کر دی جائے گی۔ تب بلندی میں دروازے ہو جائیں گے یعنی مختلف فضاں پر پہنچنے اور جانے کے راستے بن جائیں گے۔ تمدنی لحاظ سے لغوی اور ظاہری معنی میں مسمار کے کھلنے کا نظارہ بلندی پر ہوائی جہازوں کے پرواز کی صورت میں نمودار کے ساتھ کہ لغوی معنی بلندی قرآن مجید میں بھی ہیں۔ کاشما یصعد فی السماء حوا یک وہ شخص بڑی محنت سے بلندی میں اونچا چڑھ رہا ہے۔ باب کے معنی کسی جگہ جانے کا راستہ و ذریعہ ہیں

کھتے ہیں کہ پہاڑوں سے سلاطین - علماء - اور احکام شریعت مراد لینا کسی طرح لنت عرب کے موافق نہیں (الحدیث حوالہ مذکور)

جواب | جبل کے محل میں مضبوط اور بڑے ہونے کا مفہوم ہے کل غلیظ جافنا (محیط المیٹ) اسی مفہوم و معنی کے لحاظ سے پہاڑ کو بھی جبل کہتے ہیں۔ مضبوطی اور بڑائی مادی طور پر پہاڑ میں اور معنی طور پر مضبوطی اور بڑے آدمیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سلاطین و علماء بھی داخل ہیں۔ چنانچہ دلی مضبوطی کے لحاظ سے مومنوں کو خدا نے جبال کہا ہے۔ مولانا ثناء اللہ خود لکھتے ہیں :-

والت کات مکرمھ { ان کو چالیں اسی زمینیں ان سے پہاڑیہ
لتزول منه الجبال { مضبوطی دل والے یا اذار اپنی جگہ سے ہل جاتے۔
(سورۃ ابہیم) { (تفسیر ثنائی جلد چہارم ص ۱۸)

لنت میں صات صات لکھا ہے الجبل کل وشد غظم و طال و سید القوم دعا المہمہ (قاموس) جبل زمین کے ہر ایک اس حصے کو کہتے ہیں جو بڑا اور اونچا ہو اور قومی سردار اور عالم کو بھی کہتے ہیں۔ يقال فلان جبل قومہ (محیط المیٹ) محاورہ ہے کہ وہ آدمی اپنی قوم کا پہاڑیہ يقال فلان جبل من الجبال (لسان العرب) فلان آدمی پہاڑیہ میں سے ایک پہاڑ ہے۔

جبال سے احکام شریعت مراد دنیا بھی اسی حقیقت قرار و ثبات کے لحاظ سے ہے۔ چنانچہ اسی آیت لتزول منه الجبال کے متعلق ہم نے تفسیر جلالین کا حوالہ لکھا تھا کہ پہاڑوں سے اس آیت میں احکام شریعت بھی مراد لے گئے ہیں۔ مولانا محمود حسن دیوبندی کی مترجمہ حوالہ صفحہ ۳۳۸ پر اس آیت میں جبال سے انبیاء علیہم السلام اور شرائع حق مراد لے گئے ہیں۔ اور تفاسیر میں بھی یہی لکھا ہے۔ تو کیا یہ کسی طرح لنت عرب کے موافق نہیں کیا ہوا ہے؟ یہاں تک کہ یہاں سے تمام مسلمات سابقہ کا انکار جارت ہے؟

فانقوا اللہ یا اوطی الالباب۔

اذا رجعت الارض رجاً { تحت اور بے لوگ (دعوم) مضرب و بستان الجبال بستان { ہو گئے اور بڑے بڑے لوگ ان کے مانگے فکانت ہاء منبشاً { تو وہ بے حقیقت ہو جائیگے و چنانچہ اس و کنتم انرا و اجاثلثہ { زمانہ میں لکھے بادشاہ بانک دیتے گئے، بس کے سنے، اہمست بانکنا (قاموس)۔

مفردات راف (اور تم تین قسموں میں ہو جاؤ گے۔ الشاہقوں - صعب العین - محب الشان - جیسا کہ کتاب اللہ کے دارینی کے حق میں فرمایا ہے۔ فہمہ ظالمہ لنفسہ و ہمہ مقتصد و ہمہ سابق بالخیرات۔ کہ ان میں سبقت لے جانے والے۔ مابعد دو اور ظالم تین قسم کے اشخاص ہوتے ہیں۔ اور سورۃ السبلہ میں فرمایا ہے کہ مومنوں کا نام محب الیمینہ اور مکرر ان کا نام محب الشان ہے۔

اعترافات کے جواب

فاضل مدبر الحدیث نے بیا سبر مدبر الحدیث کے مقالہ "الاعترافات" پر چند اعترافات کئے ہیں۔ ذیل میں ان کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ حقیقتیں فاقہ اٹھائیں۔

اعتراف | یہ ترجمہ تو مجاز ہی نہیں بلکہ بالکل من گھڑت ہے۔ کیونکہ مجاز مراد لینے کے قواعد علم اصول میں ستر ہیں۔ یہاں ان میں سے کوئی نہیں پایا جاتا۔ (حدیث، مہر جدیدی ص ۱۹۵ صفحہ ۳۰ کالم ۳)

جواب | اس کا پھٹا یا کھٹا پہاڑوں کا جلایا جانا سورۃ نبا کی آیت مذکورہ میں یوم الفصل میں مذکور ہے۔ اور یوم الفصل مستطوہ پر فنا کا وقت نہیں۔ تو اسے فنا سے عالم کا ذکر ہرگز نہیں آسکتا۔ یہ دو اقراء یہ ہے کہ پہاڑ اسکان کے پٹنے اور پہاڑوں کے چلائے جانے سے فنا سے عالم کے معنی مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہی معنی درست ہیں جو ہم نے کئے ہیں۔

اعتراف | مذکورہ بالا اعتراف کو کہے پڑھاتے تھے جناب مدبر الحدیث

ماذی پہلو کے معنی

دسمبر ۱۹۴۱ء کے پیامبر میں پہلے لغات مع حوالجات مفصل لکھی تھیں پھر ان کے مطابق آیات کا ترجمہ کیا گیا تھا۔ مگر محترم مدیر المحدث نے یہ حصہ بالکل نظر انداز کر دیا۔ جو مصنفوں کی بنیاد تھا۔ لیکن جناب موصوف نے ہمارے اس ترجمہ کو لغت عرب کے مطابق اذیتھی بتایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔
”پس یہاں مدیر کے درجہ میں سے جو ترجمہ حقیقی ہے وہی مراد خداوندی ہوگا۔“ (دگر بیچ۔ اور اسی کے مطابق ہمارا اقتقاد ہے۔
(المحدث ۳۰ جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۷۴۴ء)

لیکن جناب موصوف نے ہمارے اس ترجمہ پر بعض اعتراضات بھی کئے ہیں جن کا جواب ذیل میں دیا جاتا ہے۔

اعتراف | اذا رجت الارض رجتاً۔ جب زمین کو ہلکا کر اٹھیا جائے گا۔ اس کے دروازے بنائے جائیں گے (جیسا کہ موجودہ تعمیرات میں ٹیٹا کو کھودنے کے آلات سے حرکت دیکر اٹھیا جاتا ہے اور گارے سینٹ وغیرہ کے دروازے بنائے جاتے ہیں)۔

فاضل حیدر المحدث نے اس غلطی پر کہ اس کے دروازے بنائے جائیں گے اعتراض کیا ہے کہ ٹیکس لفظ کا ترجمہ ہے؟ (المحدث ۳۰ جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۷۴۴ء)
جواب | ای دسمبر کے پیامبر میں لغات کے سلسلے میں لکھا گیا تھا کہ راج کے سنی قاموس میں بناوا لایاب (دروازہ بنانا) بھی لکھے ہیں۔ پس یہ لفظ (جنت کا ترجمہ ہے۔

اعتراف | (دوست اللجبال بٹا) اور پہاڑوں کو چھو کر ان کے ٹکڑے کر دینا

نہ ہلاک خود اس طرح عمل کی قطعیت فرماتے ہیں۔ احمدیوں کی نسبت لکھتے ہیں
”نہائی اختارات المحدث کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر اسی قدر میں کہ
لئے مادہ جموش قلوب میں ہیں جس مقدمہ میں باقی مزاد کیجئے ہیں اسے چھوٹے بھی نہیں“
نہ اپنے نظریں تک اس حوالے کو پہچانتے ہیں نہ اسی کا جواب دیتے ہیں۔

(المحدث ۳۰ جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۷۴۴ء)

اور باریک دزے کئے جائیں گے۔ کسی چیز میں تعمیر کر دینے سے ہمارا کر دیئے جائیں گے۔ جیسے پہاڑ سے پھوڑے ہوئے پتھروں کو ڈامر یا سینٹ میں تعمیر کر سڑکوں اور تعمیرات میں لگا رہے ہیں۔ سینٹ خود پہاڑ کے پتھروں سے بنی ہے؟

”تجہ سے پہاڑوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ میرا رب پہاڑوں کو اٹھ کر دجھا اور ان کی جگہ سے ٹھامے گا۔ سو ان ٹکڑے ہوئے اور اٹھائے ہوئے پہاڑوں کو ایسی ہمارا جگہ بنادے گا جس میں اونچے نیچے ٹکڑے اور بل بڑے ہوئے دکھائی دینگے۔ چنانچہ موجودہ تمدن اور تعمیرات میں ان باتوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔“ (پیامبر دسمبر ۱۹۴۱ء)
اس فقرہ پر کہ پھوڑے ہوئے پتھروں کو ڈامر یا سینٹ میں تعمیر کر سڑکوں اور تعمیرات میں لگا رہے ہیں سولنا اعتراض کرتے ہیں کہ یہ آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے (المحدث)

جواب | صرت (ایجاد بندہ) کہہ دینا کوئی معقول بات نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ لغت عرب اور کلام الہی سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ پیامبر میں ساتھی لغات مع حوالجات لکھی تھیں مگر ان سے نظر ہٹانے کی وجہ سے ایسا اعتراض کر دیا گیا۔ ذیل میں ترجمہ مع لنت ملاحظہ ہو۔

بُست اللجبال بسات پہاڑوں کو چھو کر ان کے ٹکڑے اور باریک دزے کر دیئے جائیں گے۔ بُست کے سنی ہیں قَتَتِ ٹکڑے کئے جائیں گے (کنز العمال لغت) چنانچہ آجکل دنیا بھر میں قبرات کیلئے پہاڑوں کو توڑ کر ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ بُست کے سنی اتحاد البسیۃ بھی ہیں۔ یعنی کسی پٹی چیز میں تعمیر کر سانی بنانا۔ جیسے ستوروں کو پانی میں ساتے ہیں (قاموس) اس لئے ہم نے لغت کے معنی مطابق کہا ہے۔ یہ ایجاد بندہ نہیں۔ ایجاد قدرت کی کہ ہزار سال پیشتر سے تمدن کی خبر دی اور اسکے باریک و باریک پہلو کو ادا کر دیا۔ اور عجیب ترین مادی اور روحانی دونوں سپردوں کو ایک ہی جامع لغت میں بیان کر دیا۔ الحمد للہ۔ خود فکر کرنے والے کلام الہی کے ہر ار اور کتب حقائق سے مزور ہر شرابو گئے۔ کلاً سید علموں نے کلاً سید علموں

مُنَادِی الہی

یا اسرافیل لعنہ اللہ قد لفخنا فی الصور والنصع من فی السموات
والارض الا من شاء اللہ ربک ورب ابائک الاولین بہ اخذ النزال لازل
قبائل الارض واضطرب کل عالم ونزل کل قدم وناح کل حکیمه واقشع جلد
کل امیر وتختیر کل عارف وسبق کل قاصد بصیر کم من عالم منع
عن الامر وکم من جاہل سرع وقال امنت بک یا مقصود العارفین
کم من امة سمعت واقبلت وفازت وکم بطل انکر واعرض
عن اللہ العزیز الجمیل۔

تہجد — اے اسرائیل: حیاتِ خداوندی کی قسم۔ ہم نے صورتِ چھونک دیا ہے اور آسمان زمین والے بیہوش ہو گئے ہیں صرف
وہ لوگ ہوش ہیں جن میں جہنمیں تیرے اور تیرے اولین بزرگوں کے رب نے بچانا چاہا۔ ہمارے صورتِ چھونکے سے روئے زمین کے
خاندانوں کو زلزلوں نے گھیر لیا ہے۔ ہر عالم گھبرا گیا۔ ہر ایک پاؤں پھسل گیا۔ ہر دانشمند دوپڑا پر امیر کے رونگے کھڑے ہو گئے۔ ہر
عارف حیرت زدہ ہو گیا اور ہر ایک بنیاطالب حق آگے بڑھ گیا۔ کتنے ہی عالم امر حق سے محروم رہ گئے اور کتنے ہی بے علم
فوراً آگئے اور پکار اٹھے کہ اے تمام عارفوں کے مقصود ہم نے تجھے مان لیا۔ کتنی ہی باندیاں سن کر متوجہ ہوئیں اور ایمان سے فائدہ
ہوئیں اور کتنے ہی پہوان منکر ہو کر خداے عزیز جمیل سے روگردان ہو گئے۔

ہذا یوم فیہ اضطرب کل ذی اطمینان و فزع کل عالم وصاح کل صامت
وشہد لسان العظمتۃ الملک اللہ العلی العظیم

یہ وہ دن ہے کہ ہر مطمئن مضطرب ہو گیا اور ہر عالم گھبرا گیا اور ہر خاموش چلا اٹھا۔ زبانِ عظمت نے گواہی دی کہ ملک کا
ملک صرف خداے بہتر و بزرگ ہی ہے۔

قل یا عباد الرحمن هل بینکم من ذی سمیع یسمع نداء الله وهل بینکم
من ذی بصیر لینظر ما ظہر فی الیوم الموعود

کہدے کہ اسے خدائے رحمن کے بندو! کیا تم میں کوئی سننے والا ہے جو خدا کی نداء سن لے اور کیا تم میں کوئی آنکھوں والا ہے جو
یوم موعود میں ظاہر ہونے والے واقعات کو دیکھ لے۔

اتنا نصیکم والذین امنوا بالعمل الخالص فی هذا الیوم الذی کان
مذکوراً فی کتاب الله العلیم الخبیر

آج اس دن میں جس کا ذکر خدائے علیم وخبیر کی کتابوں میں تھا ہم تجھے اور سب مومنوں کو عمل خالص کی نصیحت و نصیحت کرتے ہیں۔۔۔۔۔

هذا یوم الاعمال ولكن الناس اکثرهم من الغافلین
یہ اعمال کا دن ہے لیکن اکثر لوگ غافل ہیں

قل یا ملاء الارض صنعوا الاقوال وتمسکوا بالاعمال كذلك یا مرکم
الغنی المتعال لو انتم تشعرون هذا یوم الذکر والثناء وهذا
یوم المکاشفة واللقاء ولكن الناس عنده معرضون۔

کہدے اے ملاء زمین والو! باتیں بنانا چھوڑ دو اور اعمال کو مضبوط تھام لو۔ خدائے بے نیاز و برتر تمہیں یہی حکم دیتا ہے۔ کاش
تم عقل و شعور سے کام لو۔ یہ ذکر اور حمد و ثناء کا دن ہے اور یہ مکاشفہ و لقاء کا دن ہے مگر لوگ اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔

قد ظهرت العلامات وبرزت البیئات واتی الموعود باسمه المہمین القیم
اذہ لہوا لکنز المخزون والست المکنون قد ظہر من افق العالم ویدع الاسم
الی الله مالک القدم وکن الناس ہم لا یسمعون۔

بے شک علامات ظاہر ہو گئیں۔ کھلے دلائل روشن ہو گئے۔ موعود اپنے مہمن و قیم نام کے ساتھ آگیا۔ بیٹنا یہی ہے چھپا ہوا خزانہ۔
اور پوشیدہ راز جو افق عالم سے جلوہ گر ہو گیا ہے اور تمام قوموں کو خدائے مالک قدم کی جانب بلاتا ہے۔ لیکن
لوگ سنتے ہی نہیں۔

اذا قمنا نادينا الكلى الى الله اذا انشقت السماء وزلزلت الارض وموت
الجبال ونادى لسان العظمة الملك الله الواحد الفرد العزيز المحبوب - و
اسمعنا العالم ما امرنا به على شان ما منعنا سيوف الافاق والانفاق
اهل النفاق تعالى الله ما لك الملك والملكوت - قد اخذ الاضطراب سكان الارض
الا من شاء الله كذا لك قضى الامر ولكن القوم لا يفقهون -

جب ہم اٹھ کھڑے ہوئے ہم سب کو خدا کی طرف بلایا۔ تب آسمان پھٹ گیا اور زمین لرز گئی اور پہاڑ چٹنے لگے اور زبان غلت
پکار اٹھی کہ ملک کا مالک صرف واحد و کیا غالب و محبوب خدا ہی ہے۔ اور جو حکم ہمیں دیا گیا وہ ہم نے تمام جہان کو ایسی شان سے
سنادیا کہ ہر طرف کی تلواریں امداد ل نفاق کی چیخ چنگھاڑ ہمیں درو رک سکیں۔ ملک و ملکوت کا مالک خدا نہایت بلند و برتر ہے۔
تو نے زمین کے باشندوں کو اضطراب نے گھیر لیا ہے۔ جہان کے جنہیں خدا نے بچانا چاہا۔ اسی طرح امر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لیکن
لوگ نہیں سمجھتے۔

قد حضرت النعمة وهم لا ياكلون قد ظهرت الحجة وهم لا يعرفون
قد نزلت الايات وهم لا يفقهون -

نعمت حاضر ہے اور وہ کھا تے ہی نہیں۔ حجت ظاہر ہو چکی ہے اور وہ پہچانتے ہی نہیں۔ آیتیں نازل کئی ہیں اور وہ سمجھتے ہی نہیں۔

قد ظهرت الكلمة ونادت الساعة وتقول القيمة بشري لكم يا ملا الارض
هذه اليوم المبارك - البديع - انت بهوا من رقد الهوى قد اتى مولى
المورى بسلطان عظيم -

کلمہ اللہ ظاہر ہو گیا۔ ساعت بول اٹھی اور قیامت کہہ رہی ہے کہ اے روئے زمین والو! ابھیں اس مبارک یوم جدید کی بشارت ہو
خوابش فنانی کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ مالک جہان عظیم الشان سلطنت کے ساتھ آ پہنچا ہے۔

شهد الله انه لا اله الا هو والذي ظهرا له محبوب العالم ويدع الامم الى الله
الفرد الجبیر والذي اقبل اليه قد فاض بيوم الله ولقائه والذي اعرض عنه
من المحرومين -

خدا گواہی دے رہا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ جو ظاہر ہوا ہے (یعنی حضرت پیارا خدا) وہ تمام جہان کا پیارا ہے اور

سب قوموں کو خدا سے واحد و یکتا کی طرف بلاتا رہا ہے۔ جو شخص اس کی طرف متوجہ ہوا وہ خدا کے دن اور خدا کی ملاقات سے فائز ہو گیا۔ اور جس نے منہ پھیر لیا وہ محروم لوگوں میں سے ہے۔

قَدْ اَتَى يَوْمَ الْقِيَامِ وَقَامَ فِيهِ قَتِيمٌ الْاَسْمَاءُ بِسُلْطَانٍ احاطَ مِنْ فِي
السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَيْنِ لَمَّا نَفَخَ فِي الصُّوْرِ وَقَامَتِ الْعُتُبُورُ اضْطَرَبَ
النَّاسُ مِنْهُمْ مَنْ تَخَيَّرَ وَمِنْهُمْ مَنْ انْصَعَقَ وَمِنْهُمْ مَنْ طَارَ شَوْقًا
لِظَهْوَرِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

اٹھ کھڑے ہوئے گا دن آگیا اور اس میں قتیوم اسماء اسرار ایسی قوت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کے لوگوں پر غالب ہے۔ جب صور بھونک دیا گیا اور اہل قبور برابر اُٹھیں تو لوگ سر اسیمہ ہو گئے کوئی حیرت میں پڑ گیا۔ کوئی بے ہوش گیا۔ اور کوئی ان میں سے وہ بھی ہے جو خدا سے رب العالمین کے ظہور کے شوق میں پرواز کر لے گا۔

قُلْ خَافُوا اللَّهَ وَلَا تَدْحَضُوا الْحَقَّ بِأَهْوَاءِكُمْ إِنَّهُ أَقْبَىٰ مِنْ سَمَاءِ الْعِظَمَةِ
بِقُدْرَةِ وَ سُلْطَانِ۔ اِنَّكَ طَرِبًا بِجَنَّةِ السَّرَّارِ بِمَا اسْمَعْتَكَ حَفِيفِ سِدْرَةِ
الْمُنْتَهَىٰ مِنْ هَذَا الْمَقَامِ الَّذِي جَعَلَهُ اللَّهُ مَطْلِعَ الْوَحْيِ وَمَشْرِقَ الْاَنْوَارِ۔

کہہ دے خدا سے ڈرو اور اپنی خواہشوں کے ذریعے حق کو نہ گراؤ۔ حق تو آسمانِ عظمت سے قدرت و قوت کے ساتھ آگیا ہے۔ ہاں تو خوشی کے پیروں سے پیدا کر کہ ہم نے تجھے سدرۃ المنتهیٰ کی آواز اس مقام سے سنا دی ہے جسے خدا نے آفتابِ وحی کا مطلع اور خورشیدِ انوار کا مشرق بنایا ہے۔

يَا اِسْمٰى اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللَّهُ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الْفَرْدُ الْوَاحِدُ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ
اَذْهَبْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَاثَارُهُ اِلَىٰ دِيَارِهِ وَذُكْرُ فِيهَا احْتِبَائِي بِهَذَا الْيَوْمِ الَّذِي
كَانَ مَذْكُورًا فِي افْئِدَةِ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْطُورًا فِي كُتُبِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ

اے میرے نام ! وہی شہادت دے جو خدا نے دی ہے کہ اس کی کتاب کا نام عظیم و خیر کے سوا کوئی محبوب نہیں ہے۔ خدا کی کتاب اور اس کے آثار اس کی بستیوں میں لے جا اور میرے احباب کو ان مقامات پر اس دن کی یاد دہانی کر جو نبیوں کے دنوں میں مذکور اور انبیاء و مرسلین کی کتابوں میں مسطور تھا۔

یہ طوفانِ بلا کیوں؟

نیل کنٹھ لائے تعلیم بی۔ اے سری پرتات کالج۔ سرینگر کے قلم سے

حضرت عبدالہبار فرماتے ہیں :-

”دین اور سائنس دو بازو ہیں جن کے ذریعے عقل انسانی اُن بلند یوں پر پروانگہ کھتی ہے جہاں روح ترقی کے لئے آسائیاں پاتی ہے۔ ایک بازو سے پرواز ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اگر کوئی شخص فقط دین کے بازو سے ہی پرواز کرنا چاہے گا تو وہ فوراً توہمت کی دلدل میں جا پڑے گا۔ اس کے عکس اگر فقط سائنس کے بازو سے ہی اڑے گا تو وہ جلد ہی مادیت کے غڑھے میں جا کر گرجے۔“

(ترجمہ از جگمبھ کتاب در ذم آت عبدالہبار)

اسلام، طمع جو ملنے دلوں میں راز جوئی اور ہوسناکی پیدا کرتی ہے۔ رحم کو ملامت کر ڈالتی ہے اور دیا کو مٹا دیتی ہے۔ اس سے ہمیں فانی اور مایا تار مادی چیزوں کے چل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہم دوسروں پر ہر طرح کا ظلم کرتے ہیں حقیقت کا آفتاب طمع کے بادلوں سے گھٹا جاتا ہے۔ حضرت عبدالہبار فرماتے ہیں :-

”خبردار جسمانی خواہشات، روح کے آسانی انوار کو تاریک ذکر کرنے پائیں۔ تاکہ تم خدا کے بچوں کے ساتھ انکی دائمی ملکوت میں داخل ہو سکو۔“

(انجمن ترجمہ کتاب در ذم آت عبدالہبار)

زمانہ حاضر کا نام مہادھن دنیا کو امن و اتحاد دینے میں کامرور ہے۔ اس مہن نے وحشت و بربریت کو اور بھی سخت و دشمن بنا کر دنیا میں پھیلایا ہے۔ مادیت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ انسانی نیکیاں اور خوبیاں تاریکی کے پردہ میں چھپ گئی ہیں۔ جس کے باعث معاشرتی بے چینی اور سیاسی شور و شب پھیل رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی مادیت نے انسان میں ایسی برائیاں پیدا کر دی ہیں کہ اگر ان کا تدارک جلد نہ ہو تو نوح انسان کی تباہی یقینی ہو جائے گی۔ ہم ان برائیوں میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ہمیں انتباہ حاصل ہو۔ اور ہم ان سے بچ کر اپنی زندگی کو سداہر کر لیں۔

(۱) بے دینی یا بے وفائی۔ یہ بیماری عام ہو رہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہر ہم موجودہ جنگ یا بھڑا پر لے کے جنگل میں گرنا رہا ہے۔ بے دینی نے ہم میں لالچ کو بڑھا دیا ہے۔ لالچ ہمیں جذبہ غفلت پر مجبور کرتا ہے اور ہم دوسروں کے حقوق کو ہال کرتے ہیں جس کا برہمی نتیجہ جنگ ہوتا ہے اور جنگ قوم کے ذمہ داروں کو ملامت کر ڈالتی ہے۔

(۲) مائیتیں اور دین متفق نہیں ہیں۔ ہم نے انھیں دو مختلف چیزیں بنا رکھا ہے۔ اگر سائنس دین کو ملحوظ رکھتی تو قتل و غارتگری کے اسلحہ اور زار زبانتے جاتے اور سائنس کی یکادات بجائے انسانوں کی قرب میں لٹائے جاتے۔ قہر کی کوششوں میں ان کی مُد ہوتیں۔ تعمیر مہن کی صحیح مخالفت کے لئے سائنس کو حکمت و دانائی کا ساتھ نہ چھوڑنا چاہیے۔

ارذل المخلوقات یعنی مٹی کے لئے لڑتا ہے۔

روز دہ آت عبد البہاد

خونکروہ! اِسا سبب ہیں جن سے جنگ کا دیوتا خیند سے جاگ اٹھا ہے اور دیوتا بربادی اور مصیبت کے غار میں گر رہی ہے۔ تمام دنیا کے سیاستمدانوں کی معجودہ بیماریوں کا علاج کرنے سے عاجز رہ گئے ہیں۔

ان بیماریوں کا فقط ایک ہی علاج ہے۔ خدا نے اس علاج کو بھی پیدا کیا ہے۔ یہ علاج حضرت بہاء اللہ کی تعلیم مبارکہ ہیں۔ یہاں تھیفات ہی جنگ و برادی کے بصورت کو اُتار کر دنیا کو امن و امان دے سکتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ”علمگیر امن“ دنیا میں باری ہوگا۔ جنگ بند ہو جائیگی اور لوگ راحت و آرام اور خوش و خرمی کی زندگی بسر کریں گے۔

ٹینیسن نے کہا :-

گھنے بھجڑ اور جنگ کو جو قدیم سے دنیا پر بھجڑا رہا ہے
بھگا دو۔ گھنے بھجڑ اور امن کی قرینہاں دراز کو دینا ہیں
آئے دو۔

مگر حق تو یہ ہے کہ جنگ کو محبت دور کر سکتی ہے۔ محبت کی کمی ہے دنیا کو
شریعت محبت کی ضرورت ہے۔ دین محبت چاہے۔ روح محبت درگاہ
یہ شریعت اور یہ دین اور یہ روح بہائی آئین میں نمودار ہے۔

محمود جنگ کی تیاری انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور بیرونِ دنیا جاں نسیب اور زندگی سے بیزار۔ مگر ساتھ ہی طعیب الہی کے ہاتھوں درد کا درمان بھی تیار ہے۔ مبارک ہے یہ ہوا جو اس والد نے شفا سے بہرہ یاب و

شفا یاب ہوا۔ ۵

ٹکرایے سیدار کا کیا ٹھکانہ؟ کہ جو دردی گو دودھ پھٹا ہے
 بُرا مانتا ہے جو کھائے کوئی بُرائی کو اپنی بھلا جانتا ہے
 وہ اکھام کو روئے لہر کھڑکڑ نہیں ہیں دھوکا خدا جانتا ہے

(۴) **تغصبِ جنسی** - موجودہ جنگِ یورپ حقیقت اسی تغصب کا نتیجہ ہے۔ دنیا کے عجیبو سر داروں نے اپنی اپنی قوم میں اس خیال کو پھیلایا جو آپ کہ ان کی قوم دنیا کی تمام دوسری اقوام سے اعلیٰ ہے انسان کی جنس تمام دیگر جناس انسان سے ممتاز ہے۔

حضرت عبدالبہاؑ فرماتے ہیں :-

جماعتِ نصابت، دینی ہیں یا جنسی۔ سیاسی ہیں یا قومی
 بالکل ترک کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ ان تقصبات نے
 دنیا کو بے بار بنارکھا ہے۔ یہ بہت محنت پٹاری ہے۔ اگر
 اس کا علاج نہ کیا گیا تو یہ محلِ نوبخ انسان کو برباد کر کے
 چھوڑ دے گی۔

جنسی تعصب سراسر دھوکا اور بالکل دہم دسرا ہے
 کیونکہ خدا نے ہم سب کو ایک جنس پیدا کیا ہے۔⁴

اور دوسرا آٹ عبدالبہاء

(۵) جو رع الارض - یہ بیماری یعنی دنیا کے ممالک کو رخ کر کے اپنے تصرف میں لانا اور ان سے اپنی قوم کے لئے فائدہ حاصل کرنا اس وقت تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ایک حاکم یا فوجی سردار یہ چاہتا ہے کہ وہ کمزوروں کی آزادی کو ہمال کر کے انھیں اپنی قوم کا محکوم بنائے اور ان کی محنت اور ان کے ملک کی قدرتی زرخیزی سے اپنے ملک اور اپنے لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

حضرت عبد الہیاء فرماتے ہیں :-

اُت یکسا عیا ہک خیال ہے ! انسان جو ایک اعلیٰ عالم سے تعلق رکھتا ہے اپنے آپ کو اتنا ذلیل کرتا ہے کہ وہ اپنے ہی بھندوں کو قتل کرتا ہے اور بعض مصیبت دہاکے غام میں دھکیلتا ہے۔ یہ سب کچھ وہ زمین کے ایک ٹکڑے کے لئے کرتا ہے۔ اشرف المخلوقات

صیام وعید

یوم البہار ہے۔ یہی ۳۱ مارچ عید نوروز کا دن ہے۔
 نہایت مبارک ہے وہ انسان جو اس عید مبارک کی روحانیت
 سے فائدہ ہوتا ہے اور خدا کے فضل پر سرور و شادمانی کرتا ہے۔
 قدیم زمانے سے بھی یہ دن نہایت مبارک سمجھا گیا ہے۔ اسی دن
 سورج نقطہ اعتدال پر ہوتا ہے۔ دن رات برابر ہوتے ہیں۔

نقطہ اعتدال ظہور الہی کا نشان ہے۔ یعنی آفتاب صداقت
 افق رحمت سے طلوع کرتا ہے اور اپنی کرنیں سب جگہ بھینا ہے۔ گویا
 دنیا میں نیا دن نکلتا ہے جو روحانی روشنی کے لحاظ سے نیا موسم دکھاتا ہے
 جیسا کہ یہ ظاہری آفتاب کا نور و موسم بہار کو لاتا ہے۔ سب زندہ ہوا
 میں نئی حرکت پیدا کرتا ہے۔ پودے سر اٹھاتے ہیں۔ جنگلی پہلے تے ہیں
 دلوں میں نئی نازگی آتی ہے۔ یہ ظاہری سپار ہیں سمجھائی ہے کہ جس طرح
 مادی سورج کا نیا دور نئی زندگی کی اہم پیدا کرتا ہے، روحانی سورج
 منہ پر ظہور باطنی زندگی عطا کرتا ہے۔

اسے روحِ اتم جو خدا و تقصبات کی تاریکیوں میں قید رہا۔ آؤ
 نور حقیقت کا نیا دن نکل آیا ہے۔ تم جو جنگ و خونریزی کی فطرت میں گرفتار
 ہو صبح وحدت کی روشنی میں آؤ۔ پاپس ہونے والا، خوشی سے مچھل پڑو
 کہ امید برآئی۔ ہمیشہ سے جس کو ہر مقصود کی تلاش تھی وہ اب مل گیا
 ہمیشہ سے جس جلد موعود کا شردہ تھا وہ ظہور نہ ما ہوا۔ خوشی سے
 قدم آگے بڑھاؤ اور فائدہ ہوتاؤ۔

آسمان کے دروازے کھل گئے۔ خدائی وعدے روشن ہو گئے
 اب تم اپنا عہد پورا کرو۔ اور اپنا چہرہ روشن۔

الحمد للہ۔ رضائے الہی کی راہیں کشادہ ہیں۔ اہل ایمان کیلئے
 روزترہ کا فرض منصبی اور کرنا بھی عین عبادت اور ترقی روحانی کا موجب ہے
 روزانہ نماز معراج روح ہے۔ روزے خاص روحانی کیفیت کا سرچشمہ ہے
 صبح و شام کلام الہی کی تلاوت نہایت اعلیٰ غذائے روح ہے۔ دعا و ساجد
 آبکیات ابدی ہے۔

خدا تے جن کے فضل و کرم سے ہر سال کی طرح اس سال بھی ایسا
 آئے۔ ۲۶-۲۷-۲۸ فروری اور یکم مارچ کو آیامِ حامنائے گئے جن میں
 خداوندِ جن کی تسبیح و تہلیل اور حمد و ثناء کے نغموں سے اردوچ نے خاص
 روحانی سرور حاصل کیا۔ ضیائے نون کے سلسلے پر نعلت نغموں سے غلوں کا کیا
 پھر نہایت خوشی کے ساتھ ۳ مارچ سے اہل بیار صیام میں داخل ہوئے۔ اور
 انجھ دلی خوشی سے روزے رکھ رہے ہیں۔ بہائی تقویم کے لحاظ یہ شہر العطار
 ہے۔ ۳۰ مارچ کو روزے ختم ہو جائینگے۔ ۳۱ مارچ کو عید نوروز ہوگی۔ پھر
 ۱ مارچ کو عید صنوان کا پہلا دن ہوگا۔ ان عیدوں میں ظہورِ حرکت
 خداوندی پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ دور وحدت کی آمد پر
 مسرت کی جاتی ہے۔ خدا کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ وہ تمام عالم انسانی
 کے لئے وحدت و اخوت کا زمانہ لایا۔ اور اس محبوب موعود کو ظاہر
 فرمایا ہے جس کے سب منتظر و مشتاق تھے۔ اب قدرت کی نئی تخلیقات
 کے مشاہدے ہو رہے ہیں۔ ہماری روحیں شکر کے سجدے
 کر رہی ہیں

بہائی جنتری میں سال کے انیس مہینے ہیں اور ہر مہینہ
 انیس دن کا ہوتا ہے۔ شہر البہار پہلا مہینہ ہے جس کا پہلا دن

موجودہ حالات میں کیا کرنا چاہئے؟

اتفاق کی راہ میں روک ہے اُسے اٹھا دینا لازم ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ موجودہ زمانے کا دین اتحاد و اتفاق پیدا کرنا ہی ہے۔ اب ہمیں عالمگیر صلح کی سخت ضرورت ہے۔ تمام قوموں میں اتحاد و یکجہانگت لازمی ہے اسی چیز پر امن عام اور ترقی و فلاح موقوف ہے۔

اہل مذاہب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ سب حضرات اپنے اپنے مذاہب کی مقدس کتابوں کو غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ ان میں بہت و ہمدردی، یکجہ اور سچائی کے احکام ہی آپ کو ملتے ہیں اور صرف اس نظر سے مقدس کتابوں کا مطالعہ نہ فرمائیے کہ یہ کتابیں مخصوص آپ کی ہیں بلکہ اس نقطہ نظر سے دیکھئے کہ یہ خدا کی کتابیں ہیں اور ساری دنیا کی بھلائی ان کا منتخب ہونا چاہئے۔

نیز ایک یاد کو کتابوں پر ہی نظر کو محدود نہ رکھئے۔ تمام وہ مقدس کتابیں جنہوں نے نوع انسان کو بہتری و ترقی کی راہ دکھائی ہے ان سب کو محبت کی وسیع نظر سے ملاحظہ کیجئے۔ آپ جتنا غور کریں گے اتنا ہی صاف صفا امر واضح ہو جائے گا کہ سب مقدس کتابیں انسان کو ایک ہی منزل و ہدف پر لے جانا چاہتی ہیں۔ سب کتابیں جس میں ایک ہی کتاب ہیں۔ عام لوگوں میں محبت اور رواداری کی روح پھیلانا لازم ہے جب تک دونوں کے اندر نہ ہی قسب کی آگ بھڑک رہی ہے امن بین نصیب نہ ہوگا۔

تمام اہل مسلم سے گزارش ہے کہ وہ اپنے علم کی قوت کو دنیا کی بھلائی میں خرچ کریں۔ ہر نعرے کے رخنے کو بند کرنے میں کوشاں ہوں۔ کلامِ الہی کے حقائق کو سمجھئے اور سمجھائے یں پوری جلد و ہمدردی۔ دلوں کو علم حق کی روشنی سے سوز کر کے جس معروت میں۔ تقلید سے آزاد ہو کر

وقت نہایت نازک ہے۔ روانی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اختلاف اور فساد کے شعلے اٹھ رہے ہیں۔ گرانی اور پریشانی بڑھ رہی ہے سب کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے ان حالات کو دیکھیں اور غور کریں کہ یہ آفتیں کیوں نازل ہو رہی ہیں اور ان کا علاج کیا ہے۔ ان مصیبتوں سے لوگ کس طرح بچ سکتے ہیں سب مل کر تدارک سوسیں۔ لازم ہے کہ سب لوگ اتحاد و اتفاق کریں۔ بھڑک اور نفرت کو دور کر دیں۔ تعصب کو بالائے طاق رکھیں۔ سب لوگ عداوتِ عالم کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اس کی بارگاہ میں عاجز نہ کریں۔ جنہوں سے باتیں۔ صدق دل سے توبہ کریں۔ نیکی اور ہمدردی پر کمر بستہ ہوں۔ ایک قوم دوسری قوم کو غیر نہ سمجھے۔ سب ایک ہی رحمت کے پتے ہیں۔ قدرت کی طرف سے یہ مصائب ایک تازیانہ ہیں جو ہمیں ہر شیار کر رہے ہیں کہ ہم سب اپنی آنکھیں کھولیں اور سنبھل جائیں۔ اب بھی اگر ہم نے غفلت کی تو ہلاکت و بربادی سامنے ہے۔ اس وقت فطرت کا پیغام اور خدا کا حکم یہی ہے کہ سب انسان متفق و متحد ہو جائیں۔ ایک دہل اور ایک زبان ہو جائیں۔ تفرقہ کی باتیں بھول جائیں۔ اختلافات کو فراموش کر دیں میں ملاپ کے سوا ہر بات کو فستول کھیں۔ اتحاد و اتفاق انسان کی زندگی کے لئے روح ہے۔ یہ خیال دکرین کہ اتحاد و اتفاق دیگر اغراض کیلئے ہونا چاہئے۔ ہمیں بلکہ دیگر اغراض سب اتحاد و اتفاق پر قربان کر دی جائیں۔ کیونکہ اتحاد و اتفاق خود مقصود بلذات ہے۔ جب یہ حاصل ہو جائے تو دیگر اغراض آسانی حاصل ہو جاتی ہیں۔ اگر اتحاد و اتفاق حاصل نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اتحاد و اتفاق کے راستے میں نہ مذہب رکاوٹ ہو نہ سیاست مانع ہو۔ جو چیز اتحاد و

اکثریت اس نور سے متاثر ہو جائے گی تو روئے زمین نورانی جنت بن جائے گی۔ وحدت کا خیز وسیع بلند ہوگا اور ادوار انسانی چمکتی دنیا میں شاد غمز مہنگی۔ یقینی بات ہے کہ آخر کار ایسا ضرور ہو کر رہے گا لیکن مبارک ہیں وہ انسان جو اس بابرکت دور کے لائے میں اپنی قوتیں محنت کریں۔

بہائی کلندر

۹۸ سال ہو رہے ہیں کہ بہائی تقویم دنیا میں جاری ہے، ہر مہینہ انیس دن کا اور ہر سال انیس مہینے کا ہوتا ہے۔ بہتری کی دنیا میں یہ ایک نئی ترتیب ہے جو لوگوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ ہندوستان میں بھی لجنہ طبع و اشاعت بہائی کئی سال سے بہائی تقویم شائع کر رہا ہے۔ ہر سال پہلے سال سے بہتر خوبصورت بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سال بھی بہائی کلندر طبع کرایا گیا ہے جو نہایت عمدہ ہے۔ باوجودیکہ کاغذ گراں ہے پھر بھی عمدہ کاغذ پر کلندر تیار کیا گیا ہے ۱۵-۱۲ پانچ سائز ہے۔ جن رنگ میں چھپا ہے۔ تاریخ بہائی کے ساتھ انگریزی تاریخ بھی لکھی ہے۔ دیوار پر لگانے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ ہر بہائی بیسے کے پورا ہونے پر ایک کاغذ علیحدہ کر دیا جاتا ہے، اس طبع سال تمام ہونے پر مشرق الافکار امریکہ کا نقشہ نمودار ہو جاتا ہے قیمت فی نسخہ چار آنے۔ محمولہ ایک فریاد کے ذمہ ہو گا ہم امید کرتے ہیں کہ احباب نہایت شوق سے اسے طلب فرمائیں گے۔

منگائے کا پستہ :-

بہائی پبلشنگ کمیٹی - بہائی ہال کراچی

تحقیق کے میدان میں قدم رکھیں۔ یہ خوف و خطر دل سے نکال دیں کہ تحقیق کرنے سے گمراہ ہو جائیں گے۔

موجودہ زمانہ خدائی پروگرام کے مطابق ایک عجیب اور شاندار زمانہ ہے۔ یہ وہی وقت ہے جس کی خبر تمام الہامی صحیفوں میں تھی۔ جو حالات اب وقت رو نما ہیں ان سب باتوں کی اطلاع مقدس ہستیوں نے پہلے سے دیدی تھی۔ عالم میں واقعات پر نظر ڈالئے۔ اور محالفت مقدس کو دیکھتے تو قدرت کا کرسٹہ نظر آئے گا۔ پیامبر میں اس قسم کی باتوں کا ذکر کسی قدر ہوتا رہتا ہے۔

ادارہ پیامبر نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہے کہ اسی سلسلے میں جو معجزات نئے نئے انکشافات کر رہے ہیں وہ ہمیں مطلع فرمائیں اور جو کچھ ادارہ پیامبر سے دریافت کرنا چاہیں جو بخوشی دریافت کریں۔

پیامبر جو معنا میں قیامت کے انکشاف پر شائع کر رہا ہے وہ مسیح پر نہایت قابل توجہ ہیں جس کی کو ان مضامین میں کوئی شک و شبہ پیدا ہو وہ دل کھول کر سوال کرے گا مجاز ہے۔ کیا یہ انہیں کی بات نہیں کہ اہل علم اتنے عظیم الشان مسئلہ دن کے عقاق پر غور نہیں کرتے اور دینی کی تعلیم انہیں بہتر مقام پر لے جاسکتی ہے اسے بالکل فراموش کئے ہوئے ہیں۔

اگر کچھ حضرات اہل علم ایسے مستعد ہو جائیں جو پوری توجہ سے تمام الہامی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں اور سب مل کر قیامت کی حقیقت پر غور کریں اور اپنی تازہ تحقیقات سے اہل خدا سے کو نصیحت فرمائیں تو کس قدر اچھا ہو۔ مدیر پیامبر اس خدمت میں جان و دل سے شریک ہو گا۔ اگر یہ راز سب علماء پر آشفت ہو جائے کہ فی الحقیقت عصر حاضر ہی یوم قیامت کبریٰ ہے جسکی جزیر الہی کتابوں میں دی گئی تھیں تو ہر انسانی ذہن ایک عظیم انقلاب و اصلاح کی طرف متوجہ ہو گا

اور تمام موجودہ مشکلات کو سمجھنے اور ان میں مناسب اقدام کرنے کیلئے بڑی روشنی مل جائے گی۔ خدا کی قدرت نظر آئے گی۔ علم و یقین کے چشمے ابلی پھریں اور ہر صاحب نظر اپنے آپ کو ایک نئے عالم میں دیکھ گیا۔ جب انسانوں کی

مقتب فارسی

بنام خداوند کیتا

ای کریم انشاء الله بغایت کریم در پل سدره ربت العلیین مستترج باشی و بفیوضات منزله از سمایل
 و ناز و ذکرت لدی العرش بوده و خواهد بود و این از اعظم عنایات الهیه محسوب ای کریم که خدمت
 محکم کن که شاید نفوس ضعیفه از ذکر مالک برتیه بکمال حب و قدرت قلبیه ظاهر شوند بشانکه دنیا و مافیها آن
 نفوس را از حق منع ننهد کمال باخلاق الهیه در این ایام نورانی ظهور می کنند ای کریم باده روحانیه مسنویه مان
 و ساقی احدیه موجود و لکن اکثر بر تیره منوع و محروم شده می شوند حق بکمال ظهور ظاهر و خلق در نهایت اشتیاق
 مشتاق مع ذالک عشاق از معشوق محروم و در تب فراق در استراق لذا هادی و ماصح و محکم لازم دارند تا
 بدانند که سبب منع چیست و علت بعد چه بعضی از عباد بتسلیم محتاج نیستند ایشان بمنزله عیدین شده می شوند
 و عین را دیدن نباید آموخت و همچنین گوشش را شنیدن حسینکه با عانت روح مستوح شد خود مشاهده می نماید
 و لکن در کل احیان باید بطبعیت رحمن پناه برد که مباد در مد و یا علت آخری حادث شود و حال گردد ایشانند
 عبادی که بعد از تقاع باده با فنی علی توحته نموده اند و بشانی مستقیمند که احدی قادر بر اخراج آن نفوس طمسه
 از شطر احدیه نیست از تسبیل بیان رحمن در کل احیان نوشیده و می نوشند و بکلمات الهیه مانوس و مشتعلند
 و مادون این نفوس بمو اعظم حسنه و نصالح مشفقانه محتاج لذا باید اجبای الهی بکلیت و بیان بر این امر خیر اقدام
 کنند بعضی را با قوال و بعضی را با فعل و اعمال و بعضی را با خلق بتسلیم نمایند و بشرط احدیه کشانند اعمال حسنه و
 اخلاق روحانیه بجنبهها مبلغ امرند بعضی از این محزون نباشند که عالم نیستند و کسب علوم ظاهره ننموده اند
 ملاحظه در زمان رسول نما که لب از ظهور آن خیر اعظم جمیع علماء و ادباء و حکماء اذان شریع عرفان رحمن
 محروم ماندند و الوذکره را غی غنیم بود بمحروم اقبال یعنی متعال بجز حکمت و بیان از قلب و دانش جاری و حال
 جمیع علماء را نزد ذکرش خاضع شده میمانی و حال آنکه در اول امر احدی باو اعتنا نداشتند لغالی القیم
 ذو الفضل العظیم ان الله هو المحاکم علی ما اراد و ان الله لهو المقتدر القادر لذلک لذلک لذلک
 از اجبای الهی که با فنی باقی فی الحقیقه اقبال نمود باو انصاف میشود آنچه سبب هدایت برتیه باشد بگوید اجبای
 شما طلبای معنوی بوده و هستید باید بکمال و قوه الهیه بدریاق اسم اعظم امراض باطنیه اعم و رمد

عیون اهل عالم را مداوا نمایند و شفا بخشید تا کل بشر بطی بجز عظم در آیام مالک قدم توبه نمایند
و باید کل بمقتضی امانت و دربار دیانت و شمار صدق و راستی ظاهر و باطن خود را مزن نمایند تا سبب علو
امر و تربیت خلق گردد این ظهور از برای احسب ای حدودات ظاهره نیامده چنانچه در بیان از قلم حسن
جاری بلکه لاجل ظهورات کمالیه در انفس انسانیه و الوقت بر او حسم الی المقامات الباقیه و باید صدق عقولهم
ظاهر و مشرق شده تا آنکه کل فوق ملک و ملکوت شئی نمایند لعمری لو احرق الحجاب فی هذا المقتا
لتطیر الارواح الی ساحة ربك فالق الاصباح ولكن چون بگفت امر نمودیم لذا بعضی از مقامات را
مستور داشتیم تا جذب مختار را ممتنع از احتیاج را احسن نماید و کل با دواب ظاهره ما بین بریه مشی نمایند و
سبب هدایت ناس شوند بعضی عقول شاید که بعضی حدودات مذکوره در کتب الهیه را لاجل عدم اطلاع بر
مصلح مکنون و آن تصدیق ننمایند و لکن انچه از قلم قدم در این ظهور عظم در اجتماع و اتحاد و اخلاق
و ادب و اشتغال بمانستفیع به الناس جاری شده احسن انکار ننموده و ننمایند مگر آنکه بالمره از عقل
محروم باشد اگر احتیاجی الهی بظهور امانت و صدق و راستی مزن نباشند ضررش بخود آن و جمیع ناس راجع
اولاً ان نفوس ابدی محل امانت کلمه الهیه و اسرار مکنون ربانیه نخواهند شد و ثانی سبب خلوت و اعراض ناس
بود و خواهند بود و عن و راهی قهر الله و غضبه و عذاب الله و سخطه ای کریم ندای رحمانی را
از قلم روحانی بلسان پاری بشنو لعمری ان الله یجذبک الی مقام الاستی فی الملک الا تجلیات هذا
الامر الذی اشراق من افق الطاف ربک العلیم الحکیم - اگر جمیع بریه حجاب مانع از خلق
نمایند و سر بر قلم علی را که در بقع نور از باطن مالک اسرار مرتفع است اصفا کنند کل بجان بطور حزن
توبه نمایند قد منعتم اهلها و هم الیوم منصعقون - ای کریم شمس کبر الهیه که از مشرق اراه
مشرق و طالع شد هر صاحب بصیرت ادراک مینماید و آن کلمه بمناب شمس ظاهره روشن مضمی است
ما بین کلمات العالمین - الیوم یومی نیست که قلم علی باین اذکار مشغول شود و یتبغی لكل نفس فی
هذا الیوم اذا سمع النداء من الافق الاعلی یدع الوردی عن ورائه یقوم
بحول الله مقبلاً الی مولاه و یقول لبیک یا محبوب من فی السموات و الارضین
سان رحمن در روضه بیان باین کلمه مبارکه ناطق میخیزد لایزال ذکر آن منیر عظم
لا اله الا انت یا خلقی اتیای فاعبدون بوده و خواهد بود و انچه در این مقام از قلم
مبدع اسما و صفات جاری شده نظر بر حست سالبه بوده که جمیع کمالات را احاطه نموده که
شاید اهل امکان از کوثر حیوان که از یمن حست وطن جاریست محروم ننمایند انچه هو العفو الرحیم

بعد از کان عشتیاعن العالمین بعضی از اهل سرقان و سببان که در عقبه و قوت و یا عقبه ارتباط
و امثال آن توقف نموده اند این نظر بوجهات است که انقیل مابین قوم بوده بگوی عباد امروز روزیست
که باید خرق جمیع احجاب نماید جمیع او بام را منحوسید و کمال انقبال باقی جمال قلباً توب نمایند چه
سبیل رجل بما اکتسبت ایدی الظالمین منوع شده و بامرے جز بما ظهیر من الظهور ناظر نباشد چه که
مابین نامس کلمات موهوم لا تغنی بسیار و همان موهومات بعضی از اهل سببان را از نیر حسن که از افق امکان
طالع شده ممنوع نموده و محروم ساخته و آن نفوس بغایت بے درایت و عقل مشاهده میشوند بگو اے
گمگشتگان وادی ضلالت کدام یک از موهومات محقق نزد شما صدق بوده و راست صدق از او
استشمام نموده اید لا و نفسی الحق ککلهما رجعت الی حقائقکم الموهومه و بقی الامر لله
المهمین الفتیوم هزار سنه او ازید نفس موهومیرا در شهر موهوم با جمعی از نسا و اولاد مفت
داده بودید و بان او بام معتکف تفکر نما که در آن الف سنه کچ متسک بودند فوالذی انطقتی بالحق
قلم شرم مینماید از نو که آن نفوس موهومنه محجبه انچه در ذکر آن نیر اعظم یعنی قائم مابین آن قوم
بوده حرفی از آن تحقیق نداشته و عند الله مذکور نبوده چنانچه بعد از ظهور بر کل معلوم و مبرهن شد
این یکی از موهومات آن نفوس بوده بعد از آنکه ید قدرت الهیه خرق حجاب نمود بعضی مطلع شدند و همچنین
موهومات دیگر که مابین آن قوم است و تا حال خرق نشده باید محسوسان قسم مشاهده نمایند عسی الله ان
یخی قها لمن یشاء صدر مخرود و قلب منیر باید مقدس عن کل الاشارات و الکلمات بشرط امر توب نماید
بگو الیوم یوم رب و اریاب نیست احقوقه بنار صلاصمه ربکم العزیز الوهاب ای امایمن
آخند بصیر انصاف مشاهده نماسید این مظلوم در منم ثعبان و در جمیع احیان بلایائی بر او وارد که احدی
غیر الله مطلع نه و نفسش را اتفاق نموده که شاید از افق انقطاع طالع شود تا مالدک ابداع و اختراع
از شما روشن و منیر گردد و متدر خود را بدانید و از اموراتی که سبب تضییع امر شود مابین نامس استراز
نمایند قتل یا لیت عرفتم تعوجات هذه البحر و ما ستر فیه من لدی حکم ربکم العزیز الحمید
ای کریم اگر چه تغنیات تسلیم علی را انتہا نه و لکن لمن دیگر توب نمودیم سبحانک اللهم یا الهی
استک باسک اللهی به ترلت امطار رحمتک و ظهرت آیات قدرتک و طلعت
شمس مشیتک و احاطت رحمتک من فی ارضک و سماک ان تلیس الذین هم
امنوا اثواب الامانة والا فطاع ثم احذ بهم الی المطلق الذی منه اشرقت شمس
الامتاع لیظهرهم تقدیس امرک بین عبادک و تنزیه احکامک فی مملکتک ای رب

انت الغی وهما الفقراء لاتأخذهم بما غفلوا فارحمهم ثم اعف عنهم لا تخم حملوا الشدا
 فی سبیلک ان غفلوا عن بعض او امرک ولكن سرعوا بقلوبهم وارجلهم الیک لا تنظر
 الی خطیئاتهم فانظر الی الانوار الّتی اشرقت من افاق قلوبهم والی الایا الّتی ودرت علیهم
 فی سبیلک ثم اتیدهم بعد ذلک علی ما یرتفع به اعلام امرک فی بلادک وریاست
 عظمتک فی دیارک انک انت المقتدر علی ما تشاء فی قبضتک ملکوت الانشاء لا اله الا
 انت المتعالی المہمین العلی العظیم ای کریم وصامی الہیہ را از برای ہر نفسی ذکر نمایند و ثاوت کسید
 کس نماید بما اراد اللہ عامل شوند ذکر من قبل من معک من کل اناث و ذکر قل لک الحمد
 یا ربی العزیز العفور

در اثبات ظهور عظم

بیان مبارک حضرت عبدالبہاء

هو الله

ای جوابی حقیقت ! نام رسید و مقصد معلوم گردید - سوال نموده بودید کہ اگر این حسابہ زبانی همان ملکوت اسماء
 کہ حضرت میفرمود کہ نزد کبیت بچہ برہان ثابت شود و بحسب دلیل مبرہن گردد - و بچہ بشارت داده شود - ؟
 فرصت جواب مفصل نیست - مختصر ذکر میشود - بدان ؛ بدلائل این ملکوت جدید ثابت شود کہ ملکوت مسیح
 بان ثابت شد - دلیل ملکوت لاحق مانند دلیل ملکوت سابق است بلکہ بر حان اعظم است - و برہان بر دو قسم است
 برہان عوام - و برہان خواص - و خواص بسبب برہان عوام قانع نگردند - و عوام نیز بسبب برہان خواص یقین حاصل نمایند
 عوام خوارق عادات چونکہ انا خواص این را برہان شمرند و قناعت نکنند و سیراب نگردند بلکہ دلائل عقلی
 جویند - لہذا برای شما کہ نظر دقیق و عقل سلیم دارید اقامہ بر این قاطعہ غلبہ نمائیم کہ هیچ فردی مجال انکار نہ
 گویم کہ مقصد از ظهور ملکوت تربیت نفوس و ترقی عالم انسانی و ظهور محبت اللہ - و لغت و جلالی جسیع بشر و ظهور کمالات الہی -
 و تحقیق عدلیت عالم انسانی است - مقصد از ظهور ملکوت و نخبہ این - پس نظر در قوت تربیت حضرت بہار اللہ کن کہ

شرق تاریک را روشن نموده و وحوش صنایع را فرشته آسمانی سحر نموده - نادانان را دانا کرده و درندگان را
آسمان بر وحدت فرموده - نفوسیکه بعقیده و عادت دشمن عالمیان بودند - حال - بنهایت یگانگی دوست و دهر بازند -
از شدت جمل کتاب مقدس را میسوختند - حال بسیار حفاظ و اسرار تورات و انجیل میسپاریدند - و در مدت قلیل چنان
ترسیت فرمود که در زیر قید و زنجیر و تحت تهدید تیغ و شمشیر فریاد یا بهاء الهی میزدند و قاتلان را نبات پر طاوت
بدان میدادند که با دهن شیرین ضربت زن - و البته حکایت پطرس حواری و بانگ خروس را در خاطر داری -

و برهان دیگر آنکه نزد جمیع اعظم و علمای ایران در پهران مسلم است که حضرت بهاء الله در کمین نبودند و در مدرسی
تعلیم نگرفتند - از بدو طفولیت روش و سلوکی دیگر داشتند - با وجود این علماء و فضلاء مثل شرق بر علم فضل و دانائی و کمالات
فارق العاده او شهادت دادند - و حضرت بهاء الله را با وجود انکار و اشتداد عداوت اعتراف کنند که فرید عصر و حیدر دهر بود -
و معترف بمقامات عالیه نیستند مگر مخلصین و مختارین -

و برهان دیگر نفس تعالیم بهاء الله که بکلی بیخون و اختلاف را از عالم انسانی براندازد - و وحدت و استکمال ابدی بنمای
نماید - مراحت ابواب تجلیات و اشراقات و کمالات و بشارت و طرازات نماید و جامع و مشهور گردد که ملکوت جدید را چه تعلیمی که
جسم علیل عالم را علاج سریع و شفاء ابدی است - و قابل الاستبصار است - چنین تعالیمی تا بحال بسعت نیافت -
و برهان دیگر این که حضرت بهاء الله چنین امر عظیمی که صیقلش آفات اگر نرفت و در شرق بنایت ممکن یافت
و بارت صحیح نیزش مانند شعاع آفتاب در انتشار است با وجود آنکه دول و ملل شرق مانع و معارض و بحال قوت
معارض بودند در این سخن شدید ظاهر و ملتبس و منتشر نمود - ملاحظه نما که ظهور چنین قدرت و قوتی تا بحال بسعت یافت
چه برهانی اعظم از این که در سخن این خطابات شدید را بحسب ملک فرمود و اخبارات صریح از استقبال داد - و
امپراطور اعظم در وقتیکه بنایت اقتدار داشت تهدید بالانقلاب سریع و سقوط تلج و انفدام و انحلال سحر نمود -
و بعینیه واقع گردید - و همچنین بسائر ملوک ارض - این الواح و خطاب در سخن صادر و واقع - ملاحظه نمائید که باین قدرت
و عظمت در جس قاتلان و سارقان جلوه نمود - چه برهان اعظم از اینست - باری بر این بسیار فرصت تحریر ندارم -
و اما برهان در نزد عوام نادان خوارق عادتست - مختصر اینست که از این تبیل خارق عادات از حضرت بهاء
در این و افواه بسیار و اگر بخوانید رسائل متعدده تالیف نمایند ولی ضمیر منکر را این برهان ساطع قاطع نیست -
لهذا ما خوارق عادات از حضرت بهاء الله روایت ننمائیم - زیرا اضمحلال نیز از این قبیل روایات
از آنکه موهمه خود بیان کنند و مستند بکتاب و رسائل خویش گردانند لهذا ما
برهان عقلی میان کنیم تا از برای نفسی مجال انکار نماند و علیک بهاء الهی -

نطق مبارک

حضرت عبدالبهاء

هو الله - ای جمیع محترم! آتش را لزوم ذاتی سوختن است و قوه برتیه را لزوم ذاتی افروختن - آفتاب را لزوم ذاتی درخشیدن و خاک را لزوم ذاتی سوختن - در لزوم ذاتی انفکاک جازم - چون کفیر و تبدل و تحول و انتقال از جائے بجائے از لوازم ذاتیه امکان است یعنی متبایع فصل ربیع و صیف و خریف و شتا و تبدل روز و شب از لوازم ذاتیه عالم ارضی است - پس هر بهاری را حسنه یعنی در پی و هر صیفی را شتائی در محبت و هر روزی را شبی و هر صبحی را شامی - و متتبعیه اساس ادیان الهی بجای منهدم و اخلاق عالم انسانی متغیر - اثری از نورانیت آسمانی نه - و محبت بین بشر مختل - ظلمت عناد و حبال و قتال و سرمانی نمود و انجماد حکمران بود و تاریکی احاطه نموده بود - حضرت بهاء الله مانند کوکب آفاق از مشرق ایران طالع شد انوار هدایت کبری درخشید و نورانیت آسمانی بخشید و تعلیم بدیعی تاسیس فرمود - و فضائل عالم انسانی تاسیس کرد - و فیوضات آسمانی ظاهر فرمود - و قوه روحانیه با هر ساحت - و این اساس را در عالم وجود ترویج فرمود :-

(افلا) تحریقی حقیقت - زیرا جمیع ملل بتقالید عامیانه تشبث نموده اند و از اینجهت با یکدیگر در نهایت اختلاف و غایت نزاع و جدالند - اما ظهور حقیقت کاشف این ظلمات است و سبب وحدت اعتقاد - زیرا حقیقت تقد و قبول یکند - (انمائاً) وحدت عالم انسانی - یعنی جمیع بشر مکمل مشمول الطاف جلیل اکبرند - مبنیگان یک خداوندند - و پروردگار حضرت ربوبیت - رحمت شامل کل است و تاج انسانی زینت هر سر - لهذا باید جمیع طوائف و ملل خود را برادر یک دیگر دانند و شاخ و برگ و شگوفه و ثمر بنجره واحده بشمارند زیرا جمیع سلاله حضرت آوندند - و لسانی یک صدف - نهایت اینست که محتاج تربیت اند - نادانند جاهلانند - باید هدایت نمود - مرعضانند باید معالجب کرد - طفلانند باید در آغوش مهر بانی پرورش داد تا سببلونع و رشدرسند - و سبلا لازم تا درخشنده و روشن گردند -

(ثالثاً) آنکه دین اساس الفت و محبت است - و بنیان ارتباط و وحدت - دین اگر سبب عداوت گردد - الفت نبخشند بلکه سبب کلفت گردد - عدم دین با وجود آنست و تختبرد از دین مرجع بر آن -

(رابعاً) دین و علم توأم است - از یک دیگر انفکاک ننماید و از برای انسان دو بال است که بان پرواز نماید -

جناح واحد کفایت نکند - هر دینی که از علم عاریست عبارت از تقلید است - و مجاز است نه حقیقت - لذا تقسیم از نفس امارت وین است -

(خامساً) آنکه تعصب دینی و تعصب جنسی و تعصب سیاسی و تعصب وطنی با دین بنیان انسانیت جمعیت ادیان الهی واحد است - زیرا حقیقت یکیت تعدد قبول نکند - و مبع اشبیار در نهایت اتحادند - نبوت حکم آفتاب دارد - در هر مویی از قطب ای طلوع نماید - لذا هر سلفی اخبار از خلف فرموده و هر خلفی تصدیق سلف کرده - (لا نفرت بین احد من رسله -

(سادساً) مساوات بین بشر است و اخوت تام - عدل و دین اقتضای نماید که حقوق نوع انسانی جمیعاً محفوظ و مصون ماند و حقوق عمومی کیسان باشد - و این الزام ذاتیه هیئت اجتماعی است -

(سابعاً) تعدیل معیشت نوع بشر است - تا جمیع از دست یابج ثبات یافته هر کس بقدر امکان و اقتضای در رتب و مکان راحت یابد - همچنانکه امیر عزیز است و در نعمت مستغرق - فقیر نیز رزق یوی داشته باشد - و در ذلت کبر نیانند و از شدت جوع از عالم حیات محروم نگردد -

(رثامناً) ضلع اکبر است - باید از حبس دول و مل با انتخاب عمومی محکمه کبری تأسیس شود و اختلات و آراء دول و مل در آن محکمه کبری فیصل یابد تا منتهی بجنگ نگرود -

(تاسعاً) آنکه دین از سیاست جدا است - دین داور و سیاستمدار مدخلی نه - بلکه تعلق بقلوب دارد نه عالم اجسام - روائے دین باید مبتنی بر تربیت و تعلیم نفوس پردازند و ترویج حسن اخلاق نمایند و در امور سیاسی مداخله ننمایند - (عاشراً) تربیت و تعلیم و ترقی و رعایت و حرمت زنان است - زیرا زنان در زندگانی شریک و همیم مردانند - و از حیثیت انسانی یکسانند -

(حادی عشر) استفاده از فیوضات روح القدس است - تا مدنیّت روحانیّه تأسیس شود - زیرا مدنیّت مادیّه تنها کفایت نکند و سبب سعادت انسان نشود - زیرا مدنیّت مادیّه مانند جسم است و مدنیّت روحانیّه مانند روح - جسم در روح زنده نگردد (لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم)

این نبذه الهی از تعالیم حضرت بهاء الله است و در تأسیس و ترویج آن نهایت شغف و بلا تأمل نمود - همیشه مسجون و معذب بود و در نهایت تعصب - ولی در زندان این ایوان منیع را بنیان نهاد و تاریخی سخن باین نور پرتو بر آفاق انداختند - بهائیان را نهایت آزادی اجرای این تعالیم است - و بجان و دل میکوشند که جان خویش را فدای این مقصد کنند تا نور آسمانی آفاق انسانی را روشن نماید - من بینهایت سرورم که در این محفل محترم با شما گفتگو نمایم و نهایت رجاء دارم که این اساسات و جدایی من در نزد شما مقبول گردد - و در حق شما دعا فرمایم که عظیم مراتب عالم انسانی موفق و مؤید گردید -

پند کی از دوش آموزان کلاس اخلاقی

بیا سید یاران ز کین کین کشیم
دمار بر آ ورج این کین ز ما ،
چرا دشمن جان یک دیگریم ؟
چرا کینه گیریم بر جهای دین
زمانی بنام مبین کشوری
قرونی بوهیم نسب هستری
نرفتی با وهام فضل و کمال
قلیلی بدیم و تخت و کلاه
صفوف و الوئی بسیار استیم
گرفتیم جا بهنای ابدان خویش
فزون شد ز حد کین این کین ما
زیانی جهانی ز کین است و بس
بیا سید تا کینه را بفکنیم
بیا سید تا زین گمان و ارسیم
بیا سید به اصل خود پی بریم
جهان دار ما را بمهر آفرید
بروج خداوندیش زنده ایم
بعضر موده مظهر ذات حق

که از دستِ این کینه در آتشیم
که دودش برون شد ز هفتم سما
گر ما ز درندگان بدتر ایم
که ما را پریشان نماید چنین
مکانی با سیم وطن پروری
دهوری بخواب کهن سپهری
گروهی بحرص زروسیم و مال
غفیری ببنام وزیر و سپاه
زبانای خود کینه ما خواستیم
فلکندیم باها با یوان خویش
برون شد زید دین و آئین ما
نجات بشر ردّ این است و بس
که در رنج این کهنه اهریمیم
که نوع بشر غیر یک دیگریم
که از یک نژادیم و یک گوهریم
هم از مهر و مه جمله را پرورید
بمهر جمالش منروزنده ایم
بمیزان الواح و آیات حق

درخت بشر سدره واحد است
اگر برگ و انشاوی وی واحد است



ماہنامہ سایہ سحر

نمبر چہارم

اپریل ۱۹۴۲ء

جلد سوم

وَلَنْ
یوں عرض کر

یا الہی دستیدی و محبوب فوادی و رجاء قلبی و المذکور فی ظاہری و باطنی اسٹاک
لے میرے خدا! لے میرے آقا! لے میرے دل کے محبوب۔ لے میرے دل کی آرزو! اور اسے دیکھ میرے ظاہر و باطن میں تیری یاد دہی ہوئی ہے
باسمک الذی الفق نفساء فی سبیلک وحمل البلاء فی حبک واطھار امرک ان ترسل علی
میں تیرے اس نام کے دیکھ جس نے اپنے آپ کو تیری راہ میں قربان کر دیا ہے اور تیرے امر کے ظہار میں مصیبتیں برداشت کی ہیں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ
هذه الذی یرفحات قمیص رحمتک والطائف ای رب هولاء عبادک وهذه دیارک
ان سببوں پر اپنی قمیص رحمت و الطائف کی خوشبو میں پھیلا دے۔ اسے پروردگار! یہ تو کس تیرے بندے ہیں اللہ یہ بستیان تیری ہیں۔ اگر سب
ولو انھم اجتنبوا ہواھم وہا منعوا عن التوجہ الی شطر فضلک والاقبال الی کعبۃ عرفانک
یہ تو کس اپنی نفسانی خواہشوں کے باعث حجابات میں گرفتار اور تیرے فضل کی جانب سے کعبہ عرفان کی طرف توجہ کرنے سے باز رہیں لیکن تو دیکھ کہ تیری رحمت تمام کائنات پر
ولکن انت الذی سبقت رحمتک الکائنات واحاط فضلک الممکنات اسمک باسمک البطلن
چھائی ہوئی ہے اور تیرے فضل ممکنات پر محیط ہے۔ میں تیرے اسم و بطن کے وسیلے ہو تیری سلطنت مل کر ظاہر ہوا ہے اور تو نے
الذی ظہر بسطاطانک وجعلتہ یمینا علی من فی ارضک وسمائک ان لاتتبع هولاء ہواھم انزل
اُسے اپنی زمین و آسمان کے باشندوں پر غالب بنایا ہے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی نفسانی خواہشوں میں چھوڑ
علیہم ما یجعلہم مقبلین الی شطر عنایتک وناظرین الی وجھک فانظر الیہم یا الہی بلحظات رحمتک
ان پر وہ چیز اتار کر جو انھیں تیری عنایت کی سمت بڑھنے والے اور تیرے جہۂ جلال کی جانب متوجہ بنا دے۔ اسے خدا ان کی طرف اپنی رحمت کی نظر فرما۔ اور
وخذ ایدہم بقدرتک وسلطانک اخرج یا الہی من جیب عنایتک ید قدرتک وبعث اخرق الحیات
اپنی قدرت و قوت سے ان کی دستگیری کر۔ اسے میرے خدا! اپنی جیب عنایت سے اپنی قدرت کا ہاتھ نکال اور اپنے دست قدرت سے ان پر دونوں
الکتی حالت بینہم وبنینک لیسعین کل الی شریعة قریبک ویطوفن حول ارادتک ویشیتک
چاک کر دے جو ان کے اور تیرے درمیان خالی ہو گئے ہیں تاکہ سب کے سب تیری ماورق کی طرف دوڑ پڑیں اور تیرے ارادہ و مشیت کا طواف کریں۔

ولو نظر دھم من یخ تصہم من النار یا نور السموات والارضین
اگر تو انھیں دھکا دے گا تو اسے آسمانوں اور زمینوں کے نور! انھیں آگ سے کون چھوڑے گا۔

پادشاہان زمین

(سلسلہ کے لئے دیکھیں پیامبر ماریچ سہ ماہی ۱۹۹۳ء)

حضرت شوقی ربانی کے قلم سے

اے ملکہ لندن! اپنی خواہش کو چھوڑ دے اور دل سے اپنے مولائے قدیم کی طرف متوجہ ہو۔ ہم تجھے محض خدا کے لئے نصیحت کرتے ہیں اور ہم پسند کرتے ہیں کہ آسمان وزمین بنائے والے پروردگار کی یاد میں تیرا نام بلند ہو۔ بیشک وہ میری باتوں کا گواہ ہے۔ ہمیں مسلم ہوا ہے کہ تو نے غلام اور لونڈیوں کی عزیز و فروخت منوع قرار دی ہے۔ خدا نے اس سے ظہور میں ہی حکم دیا ہے۔ خدا نے اس کام کی جزا تیرے لئے لکھ دی ہے۔ بیشک وہ اچھے کام کرنے والوں کو پورا بدلہ دینے والا ہے اگر تو اس پیغام کی پیروی کرے جو خدا نے علیم وخبیر کی جانب سے تجھے بھیجا گیا ہے۔ یقیناً وہ شخص جس نے آیات نازل کرنے والے خدا کی طرف سے اپنے پاس بینات آنے کے بعد روگردانی کی اور تکبر سے کام لیا خدا اس کے عمل کو اکارت کر دے گا۔ بیشک وہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

ہم نے سنا ہے کہ تو نے زمام مشاورت جمہوری پارلیمنٹ کے ہاتھوں میں دیدی ہے۔ یہ تو نے خوب کیا۔ کیونکہ جمہوریت کے ذریعے ہی تمام کاموں کی بنیادیں مضبوط ہونگی اور تیرے زیر سایہ رہنے والے سب ادنیٰ اور اعلیٰ لوگوں کے دل اطمینان پائیں گے۔ لیکن اس جمہوری پارلیمنٹ کے ممبروں کو خدا کے بندوں میں امانت دار ہونا چاہئے اور انھیں اپنے آپ کو تمام دوسرے زمین کا وکیل سمجھنا چاہئے یہ وہ بات ہے جو خدا کی تدبیر و حکیم کی طرف سے لوح میں ان سے کبھی گئی مبارک ہے وہ جو پارلیمنٹ میں محض خدا کے لئے جاتا ہے اور فاصلے انصاف کے ساتھ لوگوں میں حکم کرتا ہے۔ بیشک وہ کامیاب انسانوں میں سے ہے۔

اے ملکہ! تو خدا کی طرف متوجہ ہو اور کہہ۔ اس میرے مالک! میں ملک ہوں اور تو تمام بادشاہوں کا مالک ہے۔ میں امید کے ساتھ تیرے آسمان فیصل کو بخشش کی طرف اٹھاتی ہوں مجھ پر اپنے اہل کرم سے وہ چیز نازل کر جو مجھے تیرے سوا ہر ایک سے الگ کر دے۔ اور مجھے تیرے قریب کر دے۔ اسے پروردگار! میں تجھ سے تیرے اس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتی ہوں جس کو تو نے تمام ناموں کا بادشاہ اور زمین و آسمان کے لئے اپنی ذات کا مظہر بنایا ہے کہ تو ان پردوں کو چاک کر دے جو میرے لئے تیرے مطلع آیات اور شہر قیامت کی شناخت میں حائل ہیں۔ بیشک تو قدرت والا غالب اور کرم کرنے والا ہے۔ اسے پروردگار! تو مجھے اپنے دلوں میں اپنی فیض رسالت کی خوشبودن سے محروم نہ رکھ۔ تو میرے لئے وہی لکھ دے جو تو نے اپنی ان کثیروں کے لئے لکھا ہے جو تجھ پر اور تیری آیات پر ایمان لائی ہیں

اور تیرے عرفان سے فائدہ ہوئی ہیں۔ اور اپنے دل سے تیرے اُفتخِ امر کی طرٹ متوجہ ہو رہی ہیں۔ بیشک تو تمام جہانوں کا مالک اور سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اے میرے پروردگار تو مجھے اپنی کینزوں میں اپنے ذکر کی توفیق دے۔ پھر میری طرٹ سے ان باتوں کو قبول فرما جو تیرے چہرہ جمال کی روشنیوں کے طلوع کے وقت میرے ہاتھ سے جاتی رہیں۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ نور اور غلٹ تیرے ہی لئے ہے اے وہ کہ تیرے ہاتھوں میں تمام آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت کی جان ہے۔“

کتاب اقدس جو اس ظہورِ غلٹسم کی مقدس ترین کتاب ہے اس میں حضرت بہادادہ جبرئیل کے شہنشاہ ولیم اول کو خطاب کر کے فرماتے ہیں: ”مکہ اے بادشاہ برلن۔ اُس نداء کو سن جو اس پہلے مین سے بلند ہے۔ بیشک کوئی خدا نہیں بجز میرے جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ ہوتا اور قدیم ہوا دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ غور اور تکبر تجھے مشرقِ ظہور کے سچا پتے سے روکے۔ دنیوی خواہشیں پردہ بن کر تجھے عرش و کرسی کے مالک سے دور نہ رکھیں۔ ظلمِ اعلیٰ تجھے اس طرح نصیحت کرتا ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ تیرا پروردگار نہایت جہان اور کرم کرنے والا ہے۔ کیا تجھے وہ شخص (نیلون) یاد ہے جو طرٹ میں تجھ سے کہیں زیادہ تھا اور جس کا درجہ تیرے درجے سے بڑا تھا اب وہ کہاں ہے؟ وہ چیزیں کیا نہیں ہیں جن کا وہ مالک تھا؟ عبرت پکڑ اور ان میں سے مت ہو جو غلٹسم کی فیتہ سوسہ ہے ہیں۔ اُس نے (نیلون سوم نے) خدا کی لوح کو جس میں ہم نے اُسے اُس ظلم سے آگاہ کیا تھا جو اہل ظلم نے ہم پر کئے تھے، پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا تھا۔ پس ذلت نے اُسے چاروں طرٹ سے محکم کیا اور وہ نہایت نقصان کے ساتھ سپردِ خاک ہوا۔ اے بادشاہ! اُس کی حالت پر غور کر اور اُن کی حالت پر بھی غور کر جنہوں نے تیری طرح ملک فتح کئے تھے اور انسانوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ ندائے رحمن مخلوق سے انہیں قبروں میں لے گیا۔ مذبت ہو اور سوچنے والا بن۔ اسی کتاب میں اُسے حل کر بیٹھے غریب پیشی گئی ہے۔“ اے دربارے رہا تے کنارو۔ میں تمہیں خون سے بھرے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جو انکی تلواریں تمہارے غلات کھینچی گئی ہیں۔ اور تیری ایک دفعہ پھر باہری ہے۔ ہم برلن کے آہ و نالے سن رہے ہیں۔ اگرچہ آج وہ ظاہر جاہ و جلال میں ہے؟

پھر کتاب اقدس میں شہنشاہِ فرانسس جوزف سے خطاب کر کے فرمایا ہے:-

”اے آسٹریا کے شہنشاہ! جس وقت تو مسجدِ اقصیٰ (یروشلم) دیکھنے کے لئے آیا۔ وہ جو خدا کے انوار کا مطلع ہے عکا کے قید خانہ میں قید تھا۔ تو اُس کے پاس سے ہو کر گذرا مگر تو نے اس کے تعلق دریافت نہ کیا۔ جس کے ذریعے ہر گھر کی عزت بلند ہوئی اور ہر ایک بلند دعاؤں کھول دیا گیا۔ بیشک ہم نے اُسے (یروشلم کو) ایک ایسا مقام بنایا تھا جس کی طرٹ تمام دنیا لوٹتی تھی اور میری یاد کرتی تھی۔ تو اُسے جو اس یاد کا مقصد و مدعا ہے روک دیا جب وہ تیرے اور تمام جہانوں کے پروردگار اور خدا کی ملکوت کے ساتھ ظاہر ہوا۔ ہم ہر وقت تیرے ساتھ تھے اور ہم نے تجھے اصل سے غافل مگر فرع سے مستنک پایا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں تیرا پروردگار اس کا گواہ ہے۔ ہم تجھے اپنے نام کا طوطا کرتے اور خود ہم سے غافل ہو کر بکریہ ہوتے اگرچہ ہم تیرے چہرے کے سامنے تھے۔ اپنی آنکھیں کھول تاکہ تو اس اُفتخِ اعلیٰ کو دیکھے اور اُس کو پہچانے جس کا نام اُسے لے کر تو دن اور رات دعائیں مانگتا ہے اور اس نوز کا نظارہ کرے جو اس روشن اُفتخ کے اوپر چمک رہا ہے“

سورۃ ملک میں سلطانِ عبدالعزیز کو ان الفاظ میں خطاب فرمایا ہے:- ”سن اے بادشاہ! اس کی بات سن جو ہمیشہ حق بولتا ہے

وہ تھوڑے وہ چمڑے نہیں مانگتا جو خدائے بختے عطا کی ہیں جو بلا پس و پیش مراۃً مستقیم پر چلتا ہے۔ وہ بختے تیرے پروردگار خدا کی طرف بتاتا ہے۔
بختے سیدھا راستہ دکھاتا ہے وہ راستہ جو سچی صلاح پر منحصر ہوتا ہے تاکہ شاید تو ان میں سے ہو جائے جن کے ساتھ بھلائی کی جائے گی..... وہ جو
اپنے آپ کو بالکل اپنے خدا کی راہ میں دے دیتا ہے۔ بیشک خدا اُس کا ساتھ دیتا ہے اور وہ جو اپنا پورا بھروسہ خدا پر رکھتا ہے بیشک خدا
اُسے ہر گزرت سے بچائے گا اور ہر رب سزا سن کر نہ والے کی شہادت سے محفوظ رکھیکے گا۔

اگر تو میری بات سننے اور میرے مشورہ پر پلے خدا بختے ایسا بلند و بالا درج عطا کرے گا کہ تمام زمین کے رہنے والوں میں سے کسی کی
یہ طاقت نہ ہوگی کہ بختے جھوٹے یا حاضر پہنچا سکے۔ اے بادشاہ! اپنے سارے دل اور سارے وجود کے ساتھ خدا کے احکام پر عمل کر اور ان کی راہ میں
مستعمل جو ظالم ہیں۔ اپنی ریایا کے امور کی باگ ڈور کو خدا اپنے ہاتھوں میں مضبوطی کے ساتھ پکڑ اور بذاتِ خود ان کے معاملات کی دیکھ بھال کر۔
کوئی امر بھی تیری توقع کے بغیر نہ رہے کیونکہ اسی میں تیری سب سے بڑی بہتری مخفی ہے۔

خدا کا شکر کر کہ اسے بختے تمام دنیا میں سے چن لیا اور اُن پر بادشاہ بنایا جو اسی دین کے پیرو ہیں جس کا تو خود پیرو ہے۔ تیرے لئے
واجب ہے کہ تو خدا کی اُن عنایات کا شکر یاد کرے جو خدائے بختے پر کی ہیں اور ہمیشہ اس کے نام کو بلند کرے۔ تو اس کی سب سے بڑی شکر گزاری
اس طرح کر سکتا ہے اگر تو اُن کو پکار کرے جو اُس کے پیارے ہیں اور اس کے بندوں کو دعا بازوں کی شہادت اور مکر و حییل سے بچائے تاکہ اس کے
بعد پھر کوئی انھیں نہ ستائے۔ پھر تو کمر ہمت باندھ کر اٹھ اور ان کے درمیان خدا کی شریعت کو جاری کر تاکہ تو ان میں سے ہو جائے جو نہایت ہمت مند
کے ساتھ شریعتِ اللہ پر قائم ہیں۔

”اگر تو عدل و انصاف کے دریاؤں کے پانی کو اپنی رعایا کے درمیان پھیلا دے تو اس میں شک نہیں کہ خدا ظاہر و غائب افواج سے تیری
مدد کرے گا۔ اور تیرے امور میں بختے تقویت دیکھا۔ نجل کائنات اور طغیانی اس کی ہیں۔ مومنوں کے اعمال اُن ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔“

”اپنے خزانوں اور اپنی دولت پر بھروسہ نہ کر۔ اپنا سارا بھروسہ اپنے پروردگار خدا کے فضل پر رکھ۔ جو کچھ تو کرے تیرا بھروسہ اور توکل اُس پر ہو
اور تو ان میں سے ہو جا جو اُس کی رضا کے آگے ہر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ ایسا کر کہ خداوندِ خداوند تیرا مددگار بنے اور بختے اپنے خزانوں سے مالامال کئے۔
اُس کے پاس آسمانوں اور زمینوں کے خزانے ہیں۔ جسے وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اخذ کر لیتا ہے۔ کوئی خدا نہیں جو اُس کے
جوسب کا مالک اور سب کا معبود ہے۔ اُس کی دہلیز رحمت کے سب بغیر ہیں اور اُس کی قدرت کے ظہور کے سامنے سب عاجز۔ اور اس کی عنایات
کے منتہی۔“ اعتدال کی حد سے آئے قدم نہ کہ اور جو تیری خدمت کرتے ہیں اُن سے انصاف کا برتاؤ کر۔ اُن کی ضروریات کے مطابق غنیمت
عطا کر۔ اتنا دے کہ وہ دولت کو جمع کرنے لگیں۔ جس سے وہ اپنے محبوبوں کو ذریت دیں۔ اپنے گھروں کو سچائیں اور وہ چیزیں حاصل کریں جو ان کے
لئے فائدہ مند نہیں ہیں اور وہ غنیمت کو بچ کر اپنے دلوں میں شمار ہوں۔ خالص عدل کے ساتھ اُن سے سلوک کر تاکہ نہ ان میں سے کوئی عسرت
کی زندگی بسر کرے اور نہ کوئی عیش و عشرت میں اپنی زندگی ضائع کرے۔ یہ ہے صریح عدل۔ روزی کو شریعت اور قابلِ عزت لوگوں پر حاکم بننا۔
اُن دل اور غفلت مند لوگوں کو ذلیل اور بے کار شخصوں کے رحم پرست چھوڑ۔ یہ ہم نے دیکھا جب ہم شہر (قسطنطنیہ) میں آئے اور ہم اُن کو گواہ ہیں۔“
خدا کے رازداری عدل کو اپنے سامنے رکھ اور پھر تو ہر روز اُس آدمی کی طرح جو خدا کے حضور میں کھڑا ہو اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر دن کے

اعمال کو اس تراز میں تول۔ اس سے پیشتر کہ حساب دینے کے لئے بنایا جائے خود اپنا حساب آپ کر کیونکہ اس دن کسی شخص میں خدا کے خوف کی کھڑے رہنے کی قوت نہ ہوگی اور وہ دن ایسا دن ہوگا جس دن غافلوں کے دل کا تپ رہے ہو گئے۔

زمین پر تو خدا کا سایہ ہے۔ پس اُن کا مول کے کرنے کی کوشش کر۔ جو اتنی بڑی شان کے شایاں ہوں۔ اگر تو ان چیزوں کی پوری کرنے سے قاصر رہا جو ہم نے تیرے لئے نازل کی ہیں اور تجھ تک پہنچائی ہیں تو تو بلا شک اس بڑی اور بیش قیمت عزت سے ذلت کی طرف مگر گجگا۔ تو بہرہ اور خدا سے پورا پورا منسک کر اور اپنے دل کو دنیا اور اس کے دھوکوں سے پاک کر اور انہیں کسی غیری محبت کو جگہ نہ دے جب تک تو اپنے دل کو ابھی محبت کے ہر شائبہ سے پاک نہ کر لگا اس وقت تک خدا کے نور کا پرتو تجھ پر پڑے گا۔ کیونکہ خدا نے کسی کو بھی ایک دل سے زیادہ دل نہیں دیا۔ بیشک فیصلہ ہو چکا ہے اور اُس کی قدیم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ چونکہ خدا نے انسان کو ایک ہی دل دیا ہے اس لئے تجھے واجب ہے کہ تو خبردار رہے کہ اس کی محبت بھی ایک ہی رہتی ہے۔ پس اپنے دل کی ساری محبت سے اس کی محبت کر۔ اور اس کی محبت کے سوا ہر ایک کی محبت اس میں سے نکال دے۔ تاکہ وہ تجھے اپنی توحید کے سمندر میں غوطہ ور کرے اور تجھے اپنی وحدت کا سچا مددگار بنائے۔

ظالم کو چاہئے کہ ظلم سے باز آئے

”اے بادشاہ! جو کچھ ہم نے تجھے مخاطب کر کے کہا ہے اُسے خوب غور سے سن۔ ظالم کو چاہئے کہ اپنے ظلم سے باز آئے اور اپنے ہم مذہبوں میں سے اُن کو الگ کر دے جو بے انصافی کرتے ہیں۔ خدائی رستی کی قسم! جو دکھ اور مصائب ہم نے پہنچے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ جو ظلم ان کو کھینے لگیگا وہ درد و کرب سے میناب ہو جائے گا۔ ان میں سے کوئی بھی جو سچے دل سے توحیدِ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اس کا ماننا ہے ان کے بیان کو جو کہ برداشت نہ کر سکیگا ہمارے مصائب اس قدر زیادہ اور سخت ہیں کہ ہمارے دشمن بھی ہم پر اٹھ اٹھ آسمانوں پر ہیں اور ان کے علاوہ ہر مخلوق کی آنکھیں زار و قطار رو رہی ہیں۔ یہ سب ظلم ہم پر ڈھائے گئے حالانکہ ہم نے تجھے آگاہ کیا اور لوگوں کو تیرے سایہ تلے آئے کا حکم دیا تاکہ تو ان کے لئے جو توحیدِ الہی پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس کے حامی ہیں ایک طاقتور پناہ گاہ بن جائے۔

اے بادشاہ! کیا میں نے کبھی تیرے حکم نہیں مانے؟ کیا میں نے کبھی تیرے تو انہیں کی خلاف ورزی کی؟ عراق میں تیرے نمایندوں میں سے کوئی ثبوت پیش کر سکتا ہے کہ میں نے کبھی تمک کے تو انہیں کی اطاعت نہیں کی؟ نہیں۔ اس خدا کی قسم جو سب جہانوں کا خدا ہے؛ ہم نے ایک لمحہ بھر کیلئے بھی تو انہیں تمک سے سرنامی نہیں کی۔ اور نہ ہی تیرے تعالیٰ کے خلاف کچھ کیا۔ اللہ اللہ! کبھی تیرے خلاف نہ ہوئے اگرچہ ہم پر ان سے بھی سخت مصیبتیں آئیں جو اس وقت تک ہم پر آچکی ہیں۔ روز و شب۔ صبح و شام ہم خدا سے تیرے لئے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہر لمحوں کے ساتھ تیری مدد کرے کہ تو اس کا مصلح ہو اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کرے کہ وہ تجھے بڑے آدمیوں کے گرد ہوں سے بچائے۔ پس جو تو مناسب سمجھے وہ کر اور ہمت ساتھ وہ سلوک کر جو تیری شان اور عظمت کے شایاں ہے۔ جو کام تو اس وقت کرے یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے کرنے میں شریعت اللہ کو کبھی مت بھول۔ کہہ شریعت ہو اس خدا کی جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

مطالع الانوار یا ڈان بریکرز

(گزشتہ سے ہوتا)

تھان و ترقی کے لئے ضروری سمجھے جانے لیں۔ اگرچہ لوگ ان کے بنائے والے سے آگاہ نہیں ہیں۔ اس بات کے احساس نے کہ دنیا قدیم حالات کو بچے چھوڑ آئی ہے اور پرانی ہدایت اسے موجودہ خطرہ سے پار نہیں گذار سکتی غفلتوں کو یاس اور شک سے بھر دیا ہے۔

سوائے ان لوگوں کے کہ جو حضرت بہار اللہ کی تاریخ میں اس ہائے زمانہ کی نئی نئی ادنیٰ القادہ باتوں اور نشانات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ امر کو شروع ہوئے قریباً تین نسلیں مہلکی ہیں۔ اس کے اولین اسنے والے جو تلوار اور سولی سے بچ گئے تھے عظیمی پاکر لڑ چکے ہیں اس کے دوڑے بانیوں اور ان کے شیخ شاگردوں کے بارے میں ان کے زمانہ کے حالات معلوم کرنے کے دروازے بند ہو چکے ہیں اس لئے نیس کی تاریخ جو آپ نے صداقت کے مفاد کو نظر انداز کر کے نہایت دلانت داری سے لکھی ہے اور جو حضرت بہار اللہ کی زندگی کے دوران میں ہی پوری ہو گئی تھی اب بے مثل دبے نظر مشیت رکھتی ہے۔ حضرت باب کے اعلان کے وقت ہمارا مصنف صرف ۱۳ سال کا تھا۔ آپ ۱۸ صفر ۱۳۳۷ھ کے دن ایران کے گاؤں زند میں پیدا ہوئے تھے۔ اپنی ساری عمر آپ اس امر کے بانیوں کے ساتھ رہے اگرچہ آپ بچہ ہی تھے مگر آپ غاصحین کے ہم ایسوں میں شامل محض کے لئے شیخ طبری جانے کی تیاریاں کر رہے تھے، مگر وہاں بانیوں کے قتل عام ہونے کی خبر نے آپ کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ آپ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ آپ ملہزن میں حضرت باب کے کامل حاجی میرزا سید علی سے ملے جو اس وقت حضرت باب سے قطعاً چہرین بنی ملاقات

اب وہ بڑا اور بزرگ دین جس کے لئے حضرت باب نے راستہ تیار کیا تھا اپنی قوت و سمعت کو ظاہر کرنے لگا۔ اگرچہ حضرت بیاد اللہ ساری عمر جلاوطن اور قید میں رہے۔ جی کہ اسی حالت میں آپ نے صعود فرمایا اور بہت ہی کم اہل یورپ نے آپ کو دیکھا مگر آپ کی الواح نئی آمد کی خوشخبری کے ساتھ ہی اور پانی دنیا کے بڑے بڑے حکمرانوں کے پاس پہنچائی گئیں۔ شاہ ایران۔ پوپ اعظم اور ایالات متحدہ امریکہ کے پرنسٹنٹ کو بھی الواح بھی گئیں۔ آپ کے صعود کے بعد آپ کے فرزند حضرت عبداللہ بھار بنس نفیس اس بشارت کو مصر اور مغرب میں دور دور تک پہنچانے کے لئے انجمنستان۔ فرانس۔ سویڈن۔ جرمنی اور امریکا میں گئے۔ اور ہر جگہ اس بات کا اعلان کیا کہ آسمانوں کے دروازے کھلے گئے ہیں۔ اور ایک نئی وحی اور ایک نیا دور بنی نوع انسان کو برکت دینے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ آپ نے نومبر ۱۹۰۷ء میں صعود فرمایا اور آج وہ آگ جو ایک وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بالکل ٹھنڈی کر دی گئی ہے ایک دفعہ پھر جگ اٹھی اور ایران کے ہر حصے میں روشن ہے۔ بر اعظم امریکا میں جل رہی ہے اور دنیا کے ہر ملک میں شعلہ زن ہے۔ حضرت بہار اللہ کے الہامی کلام اور حضرت عبداللہ کے مستند بیانات پر بہت سی کتابیں ان کی شرح یا شہادت کے طور پر لکھی گئی ہیں۔ اخلاق اور روحانی اصول جن کا حضرت بہار اللہ نے برسوں پہلے تاریک ترین مشرق میں اعلان فرمایا تھا اور جنہیں آپ نے ایک مروجہ سکیم کے سانچے میں ڈھالا تھا اب ایک ایک کر کے دنیا میں

برقِ تجلی

(۱) وجودِ غیر سے جب کوئی دل بت خانہ ہوتا ہے

شہودِ جلوہٴ معبود سے بیگانہ ہوتا ہے

(۲) تصورِ غیر کا جہیں قدم رکھنے نہیں پاتا،

وہی دل جلوہٴ ولسر کا خلوت خانہ ہوتا ہے

(۳) وہ اگر بزمِ الفنت میں دکھا جاتے ہیں اک جلوہ

کوئی مدہوش ہوتا ہے کوئی دیوانہ ہوتا ہے

(۴) کسی کی آنکھ میں برقِ تجلی جگمگاتی ہے،

کسی کا جذبہٴ گفنت ارمحذوبانہ ہوتا ہے

(۵) نگرِ تائب نہ جلتا ہے نہ مرتائب نہ ٹٹتا ہے

جمالِ شیعِ لافانی کا جو پر وازہ ہوتا ہے

(۶) تجلی دیکھنے پائیں تو کیسے ہ ہم نہیں ہوتے

ہمارے سامنے جب جلوہٴ جاناہ ہوتا ہے

(۷) دلوں سے جب محبت کی کشش معدوم ہوتی ہے

تو انسانوں کا ہر مجمع پس اک ویرانہ ہوتا ہے

(۸) جہاں ارواح میں ہوتا ہے باہم جذبِ روحانی

زمین پر جنتِ الفردوس وہ کاشانہ ہوتا ہے (علی)

کر کے واپس آئے تھے۔ آپ کئی سال تک حضرت باب کے کاتب میرزا احمد کے ہمراہ رہے۔

عراق کو جلاوطنی سے پہلے آپ کرمانشاہ اور طهران میں حضرت بہاء اللہ کے حضور میں مشرف ہوئے۔ اور پھر لبنان اور اڈریا نپل۔ اور سین عکاد میں بھی آپ کے ساتھ ہی رہے۔ آپ کئی دفع قلع امر کے لئے اور مظلوم منتشر احباب کی ہمت افزائی کے لئے ایران بھی گئے۔ ۱۸۹۲ء میں جب حضرت بہاء اللہ کا مسودہ ہوا تو آپ عکاد میں تھے۔ آپ کی وفات نہایت رفتِ آگیز اور دلخراش طور پر ہوئی۔ محبوبِ عالیان کی وفات نے آپ پر ایسا سخت اثر کیا کہ رنج سے مغلوب ہو کر آپ نے اپنے آپ کو کندہ میں پھینک دیا جہاں آپ دُوب گئے اور آپ کی نفسِ سمندر سے بہرِ عکاد کے کنارے آگئی۔

آپ کی تاریخِ شہداء سے شروع ہوتی ہے جب حضرت بہاء اللہ کے چھوٹے بہائی میرزا موسیٰ آپ کے ساتھ تھے۔ یہ قریباً ڈیڑھ سال میں ختم ہوئی اور مسودہ کے کچھ حصہ پر تو حضرت بہاء اللہ نے نظریاتی فرمائی اور کچھ پر حضرت عبدالبہادر نے۔

آپ کی کل کتاب امر کی تاریخ کو ۱۲۹۲ھ یعنی حضرت بہاء اللہ کے مسودہ کے وقت تک بیان کرتی ہے۔ اس تاریخ کا پہلا حصہ جس میں حضرت بہاء اللہ کے ایران سے جلاوطن ہونے تک کا حال ہے اس جلد میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت ظاہری یکتابیں کی منہجیانِ انجیز عبارت اور شفاعت و ایمان کو بولنے ہوئے بیانات کے لئے اتنا نہ پیشی جاسے گی جتنا یہ اس اہمیت کی خاطر پیشی جاسے گی جو ان واقعات کو حاصل ہوئی۔ اور جو اس میں ایسی مددگی سے ثبت ہے۔

(باقی آئندہ)

بشارت و مناجات

اے شمسِ غنا دریاۓ کرم مقصودِ رسل۔ موعودِ اُمم !
 يَا ظَاهِرُ يَا اَلْاَسْمَدُ اَلْاَعْظَمُ اب لطف و عنایت ہو شامل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 سب اہل جہاں بد حال ہوئے غفلت کے سبب پامال ہوئے
 خونریزی کا یہ عالم ہے دریا کے دریا لال ہوئے
 دیوانگی بڑھتی جاتی ہے انجھام وائل سے ہیں غافل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 اک قطرہ تیری رحمت کا دوزخ کو بجھا دیسے والا
 اک شعلہ تیری محبت کا کونین کی دولت سے بالا
 کشتی جہاں گرداب میں ہر ساحل سے لے کرے واصل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 ترے عدل سے گل شاہانِ جہاں مہبوت ہوئے اور لرزہ بجاں
 ترے امر سے گل اقوامِ انومِ انجھٹ بدنیاں اور حیراں
 ترے بھید سے ہر عارف ناداں تھے علم سے ہر عالم جاہل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 احمد اس دورِ قیامت میں مستیوم کی حمد و ثنا کیجھے
 دنیا کو بشارتِ حق دیجھے اور ان کے حق میں دُعا کیجھے
 اوسا ہل بہا کو کھٹے مبارکباد یہ نورانی محفل
 اتر اتر من و اوجاں اے دل کب تک جھوٹے جگ پر مائل

اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 جگ چلتا پھرتا سا یا ہے اک خواب و خیال کی مایا ہے
 جو آج ہے اور کل کچھ بھی نہیں کیوں اُس پر دھوکا کھایا ہے
 کیوں خاک کو سمجھا گھر اپنا۔ ہے عرشِ بریں تیری منزل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 خواب اور خیال اور رہنوں میں خود کو سمجھا خوش فہموں میں
 خوش فہمی کے معنی یہ نہیں کہ چکر کھائے وہوں میں
 بے خود فہمی کے خوش فہمی۔ وہمِ فاسدِ رسمِ چل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 اک ذرہ لاشی کے بھی سمجھنے سے کل دنیا قاصر ہے
 اُس ذات کو کوئی کیا سمجھے اذل ہے نہ جس کا آخر ہے
 بھید اُس کی قدرت کا کوئی سمجھا۔ نہ سمجھنے کے قابل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 ہر باطن سے باطن ہے وہ ہر ظاہر سے ظاہر ہے وہ
 خود اُس کی سمجھ سے کام تولے سمجھانے پر قادر ہے وہ
 مایوس نہ ہو کوئی مشکل۔ اُس کے نزدیک نہیں مشکل
 اے تن لے من لے جاں لے دل
 کب تک جھوٹے جگ پر مائل
 اے خالقِ ہستی کل عالم لے مالکِ حسن و جمالِ قدم

کیا دین ناقابلِ تغیر یا آخری ہو سکتا ہے؟

محترمہ شیریں فوجدار کے قلم سے

امید اور ایمان کا پورا پسیدہ لانا ہے۔ روحانی قوت سے بھرپور ہونا ہے جس سے یہ اپنے ماننے والوں کی زندگیوں کو نئے سائیکوں میں ڈھالتا ہے اور انھیں دوبارہ حیوانی مادوں کی طرف رجوع کرنے سے روکتا ہے۔

بنیادی طور پر تمام دین ایک ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ حق مختلف اور متضاد نہیں ہو سکتا۔ تمام انبیاء اور ادواروں کا مقصد ایک تھا کسی ایک نبی یا ادوار کی دوسرے نبی یا ادوار سے دشمنی نہ تھی۔ خدا کی عطا اور بندوں کی محبت سب میں ایک ہی تھی۔ اور کامل انقطاع کے سبب ان کی زندگیوں انسان میں صفاتِ انہی کے جلوہ دکھانے کی پاک صفاتِ انہی کی مانند تھیں۔

جیسے جیسے نوع انسانی ترقی کرتی جاتی ہے یہ نئے اور اعلیٰ درجے کے کچھ کی استعداد حاصل کرتی جاتی ہے۔ جن جنوں اس کی استعداد دکھاتا رہا جاتی ہے تو توں دماغ و فضا اس کی روحانی زندگی کے بھول پر عمل کرنے کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔ گویا عمل اور توجہ کا ایک سلسلہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور رہے گا۔ پس جب کبھی مدخل اپنی انتہائی حد تک پہنچ جاتا ہے تو خدا کا بیجا مظهر ہوتا ہے تاکہ وہ انسانوں کے کچھ جتنے دلوں کو دوبارہ جلا کر سے جس سے ان میں صفاتِ الہیہ کے انعکاس قبول کرنے کی قوت پیدا ہو۔ ہر ایک بڑے دین کے بانی نے اپنے ماننے والوں کو اس کا کیا۔ اس نے انھیں صحبت یا دوبارہ آنے کی ترغیب دی۔ اور انھیں نصیحت کی کہ

دینی تعصب کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ لوگ دینوں کو عظیم الشان محرک عمل واقعات ہونے کی بجائے فقط تاریخی واقعات خیال کرتے ہیں۔ مختلف دینوں کے ماننے والوں کے درمیان سخت دشمنی پھیل رہی ہے۔ اس دشمنی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہر ایک دین کا ماننے والا اپنے دین کو دوسرے دینوں سے بڑا اور اعلیٰ سمجھتا ہے۔ اگر دین کو عملی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے کہ دین نوع انسان کی ترقی میں کس قدر محرک عمل ہے اور اس علم کے ساتھ ہی لوگوں میں ایک دوسرے کے دین کے ساتھ رواداری اور بردباری کرنا پیدا ہو جائے۔

جب کبھی ایک سچی روحانی قوت انسانوں کی زندگیوں پر موثر ہوتی ہے تو یہ قوت ایک سچا دین ہوتی ہے جس کی ہم سب کو عزت کرنی چاہیے۔ اور جب کوئی دین فقط رسوم و رواج کا ایک بنڈل بن کر رہ جاتا ہے تو وہ دین اپنا اصل عمل کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔

دین کا اصلی مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں خدا کی ہستی کا یقین پیدا کیا جائے۔ ان میں مشیتِ الہی کے سامنے تسلیم ہونے کی فہمیت پیدا کی جائے اور خدا کی اخلاق و صفات کے ذریعے دلوں کو زندہ کیا جائے۔

دین دنیا میں محض اتفاقاً پیدا نہیں ہوتے۔ یہ روحانی طور پر ارتقاء انسانی کے غیر متقطع سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جب کبھی ایک دین اپنا کام پورا کر چکا ہے تو فوراً دوسرا دین ظاہر ہو جاتا ہے اور اپنے نئے

جب کبھی حق دوبارہ ظاہر ہو اُسے قبول کرنا۔ اور یہ بھی کہا کہ حق کا دوبارہ ظاہر ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ دین کا رسوم و رواج بن جانا اور دیگر کہ انسانی خواہشات انسانی کا مجموعہ ہو کر رہ جانا لازمی ہے۔

گذشتہ ادیان کی تاریخ ہمارے اس بیان کی گواہ ہے۔ سری کرشن ہنگون کے آنے سے پہلے ہندوستان دھرم سے خالی نہ تھا۔ مگر چونکہ پٹانے ریشیوں اور اوتاروں کی کرشنی اب انسانی فک کے دلوں کو روشن نہ کر سکتی تھی اس لئے سری کرشن ہنگون نے جنم لیا۔ اور آسمانی وحی کی بانسری سے انسانی دلوں کو اپنا ستوالا بنایا۔ اور انھیں نیکی اور محبت کا راستہ دکھایا۔ دھرم میں اصلاح کی اور انہی پرانے دھرم کو پھر سے زندہ کیا۔ مگر امتداد زمانہ کے سبب اور لوگوں کی کرشنی و گمراہی کے باعث مروت آپ کی پاک تعلیمات کو بے مسخ نہیں کیا بلکہ خود اس جوہر پاک کو ایسا بنا کر ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ایسا شخص تھا جو دنیوی لذت انداز شوہانی خواہشات کا دلدادہ تھا۔

ہندوستان پر ایک دقت ایسا بھی آیا تھا کہ اس میں فطری کہانیوں پر اعتقاد رسم و رواج پر دلدادگی اور مہوالی اور انسانی قربانی اعلیٰ درجہ کا دھرم سمجھی جاتی تھی۔ ایسے فونی زمانہ میں جہاں گوان بدھ ظاہر ہوا۔ اور اس نے دھرم کے یکے بچنے انکاروں میں ایک نیا شعلہ پیدا کیا۔ آپ کے محبت اور مہنس کے پیغام نے انسان کو مجبور کیا کہ وہ براہ خلقی نشہ اور تمناؤں سے مدعا ج سے باز آئیں۔ بدھ دھرم کی جوت میں راجہ اشوک ہندوستان کو عزت اور شہرت کے بام پر بے گیا۔ بدھ متی سے بدھ دھرم کے وہ پُر جلال دن بھی ختم ہو گئے۔ بدھ دھرم کی سچی تعلیمات اب فقط اس کی پاک کتابوں کی جراثیم ہیں۔ مہلی بدھ دھرم کہیں بھی نہیں ہے۔

ایسی طرح حضرت زرتشت بھی ایران میں کوئی پہلے پیغمبر نہ تھے۔ آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر آچکے تھے۔ مگر لوگ ان کی تعلیمات بھول چکے تھے۔ حضرت زرتشت نے قدیم ایرانیوں کو توہمات، لہجہ اور طبعیت پرستی میں ڈوبے ہوئے پایا۔ اپنے آسمانی پیغام کے ذریعے

حضرت زرتشت نے ایرانیوں کو جگایا۔ انھیں ان کے اعتقادات کا بودا پن دکھایا۔ اور ان میں شریف خیالات پیدا کئے۔ یہ لوگ متحد اور ترقی کے دلدارہ دنیا بھر میں بہادری۔ اخلاق۔ کلمہ اور تمدن کے لئے مشہور ہو گئے۔ بینک زرتشتی اپنے دین پر عامل رہے وہ دنیا میں ہر جگہ تختہ تختہ ہو گئے۔ ان کی مدد والی ترقی مند ہوئی شکست اور ذلت نے انھیں گھیر لیا۔ ان کی سلطنت جاتی رہی اور وہ دوسروں کے غلام بن گئے۔ اپنے وطن سے لڑوٹن ہر کردہ دنیا کی آبادی کے سمندر میں عموماً غرق کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ زرتشتیوں کے پاس حضرت زرتشت کا سچا دین نہیں رہا۔ ان کی کتاب میں ان کے ہاتھ میں نہیں رہیں۔ جسے وہ اکل دین کہتے ہیں اور جس پر عمل کرتے ہیں وہ فقط ہندو اور قدیم موسیٰ اعتقادات کا مرکب مانتے ہیں۔ بنی اسرائیل مصریوں کے اسیر تھے۔ وہ لوگ انھیں عقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک ذہین ترین ایک شریف ترین اسرائیلی کے ساتھ جو ظلم جاتا تھا کر سکتا تھا۔ غلامی اور جہالت میں پلے ہوئے یہ لوگ فرعون کے لوگوں سے کوئی پناہ کی جگہ نہ دے سکتے تھے۔ حضرت موسیٰ نے انھیں آزاد کیا۔ متحد بنایا اور ان غلاموں کو ایسا مہذب بنایا کہ وہ دنیا کے تمام لوگوں سے انسانی صفات، علوم و فنون، استقامت و عزم۔ بہادری۔ جرات۔ عزت اور فیاضی میں بڑھ گئے۔ مگر عرب امتداد زمانہ سے وہ دین کی بنیاد تعلیمات کو بھول گئے اور حضرت موسیٰ کی تعلیمات کو مسلم رسومات اور محمدانہ رواج سے بدل دیا تو ان کا اقبال نڈال میں اور ان کی عزت بدترین ذلت میں بدل گئی۔

حضرت میل نے ان لوگوں کو منتشر اور بے وطن پایا۔ اس نے ان کو تجرہ جسمیہ کے سایہ میں تقدیر کیا۔ اس نے ان میں ایک نئی روح بھونک دی اور بہت جلد یہ دشمن قانون جس کی لالچی اس کی بھینس "فسوخ کر دیا گیا۔ حضرت مسیح کی تعلیم محبت خدا اور محبت انسانی کا پہلا انتخاب بہادری ان قوموں میں رفا و کام کے ادارے قائم ہوئے گئے۔ خدا اور مسیح کے نام پر

نے بانی اسلام کی عزت اور محبت کو ان کے دلوں سے مٹا دیا ہے اگر ان کی گمراہی اور پرانی آج بھی وہی ہی ہے جیسی دو ہزار برس پہلے تھی تو اب بھل کے مسلمان ان عیسائیوں سے کسی طرح کم نہیں جو ابتداء اسلام کے زمانہ میں تھے۔ پر اگر انسانی برائیوں اور گمراہی میں کچھ اضافہ ہوا تو اب بھل کے مسلمان ان عیسائیوں سے اتنے ہی بدتر ہیں۔

ایک رحم کرنے والے خدا سے یہ کس طرح توقع کی جاسکتی ہے کہ انسان تو برائیوں اور گناہوں کی تاریکی میں ٹھوکریں کھاتا چرے اور وہ اس کی ہدایت اور نجات کے لئے پیغمبر بھیجے؟

موجودہ بے دینی، مادہ پرستی اور بے پرواہی عالمگیر ہے اور اتنی غیرالشان ہے کہ پہلے کبھی دنیا میں دیکھی یا نہیں گئی تھی۔ تمام دینوں کی پاک کتابوں میں اس زمانہ کا ذکر ہے اور اس طوفانِ عظیم کا بھی ذکر ہے جو ان حالات کے بعد خدا کی آواز نہ سننے کے سبب دنیا کو تباہ و برباد کر چکا۔ تمہارے ساتھ ساتھ ہر دین نے یسوی دہی ہے کہ اس طوفانِ بلاء کے بعد نوع انسان پاک و پاکیزہ ہو جائے گی۔ ایک نئی عالمگیر تہذیب قائم کی جائے گی اور تمام نوع انسان ایک لمحے میں متحد اور ایک ہی آسمانی گدڑ کے لئے زیرِ سایہ ہو جائے گی۔

اب ہم جب بات کرتے ہیں تو ساری دنیا کی بات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ساری دنیا کی جنگ۔ ساری دنیا کا امن۔ ساری دنیا کے لئے ایک زبان۔ ساری دنیا کی ایک حکومت۔ ساری دنیا کا ایک قانون و عزت و غیرہ وغیرہ۔ اور ہم ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جس کی طغیاں کھینچ کر انہی چھوٹی بگنی ہے کہ اب ہر ایک ملک ایک دوسرے کا پڑوسی بن گیا ہے۔ آمد و رفت کے وسائل، مواصلات اور ریل و راسل کی آسانیوں نے تمام ملکوں کو ایک ملک بنا دیا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب دنیا بھر بدل گئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم یہ زنا میں کہ دین بھی بدل چاہئے۔ اور ایک نئے پیغمبر کو موجودہ دنیا کے حالات کو سنوارنے کے لئے ایک عالمگیر

زندہ مہدی یا کے تمام مہربان اسی اخوت کی لڑی میں پروئے گئے جو علی میں بھی ایسی ہی پُر اثر تھی جیسی خیال میں خوبصورت و با عظمت تھی مگر امتداد سے پادری لالچی اور دنیا دار ہوتے تھے۔ وہ مادی درجات اور شہرت کے پیچھے لگ گئے۔ بادشاہوں کے درباروں میں ان کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ دنیا کا جادو دہلا کی امید میں تھے۔ ہٹنگے۔ امیر آدمیوں کے قیمتی اوقات اور کمزوری کی طرف سے زکوٰۃ دینے اور پادریوں کو لوگوں سے بے پرواہ بنا دیا اور وہ معذور اور کالی بن گئے۔ وہ حکمرانوں کے بڑے بڑے اعیان و اراکان کا ہاتھ بٹانے کے جو ظلم و تشدد کے بانی اور نبیادت و حکم عدلی کے سرگروہ ہوتے تھے۔ انھوں نے ہمیشہ رہنے والے جلال سے رخ پھیر لیا۔ اور دنیا کا سفا و دور رس فی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کشاکش میں وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ حکومت کے ذریعوں اور کلیسائے خادموں دونوں نے کی ترغوم کو دیا۔ پامال کرنا اور ان پر ہر ایک نظر روا رکھنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین تہذیب اور فرائض الہی کا بنیادی اصول اقوام یورپ میں سے جاتا رہا۔

لیکن حضرت محمدؐ کے مہرور سے امید کی ایک نئی صیغہ ظاہر ہوئی اور دنیا میں ایک نئی روشنی چمک اٹھی۔ اہل عرب جو ظہور اسلام سے پہلے جہالت اور بربریت میں مشہور تھے ساری دنیا کی قوموں میں علوم و فنون دین و تدبیر، فلسفہ، سیاسیات، اخلاقیات، صنائع اور ایجادات میں صفتِ اول میں ہو گئے۔ اتحاد نے انھیں ایسا طاقتور بنا دیا کہ وہ ہر دنیا پر حاکم ہو گئے۔ لیکن آج جو ظہور اسلام پیش کر رہا ہے وہ بالکل ایک علیحدہ بات ہے۔ وہ پہلے کی عزت اور اتحاد اب ذلت اور انفاق سے بدل گیا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی گمراہی سے اپنے دین کے جلال کو گھٹا دیا ہے فرقوں اور جماعتوں میں بٹ کر مسلمان بہت پرست ہو گئے ہیں اور ان کے بہت گوشت اور پوست کے چلے پھرتے۔ انسان میں جو فطرتی اور پتھر کے بتوں سے بہت زیادہ مضرت رساں ہیں۔ پیروں اور قبروں کی پریش

چونکہ تمام موجودہ دین اور دھرم اپنے اپنے ماستے فالوں کی زندگیوں پر اثر انداز نہیں رہتے اس لئے ناممکن ہے کہ دوسرے ادیان کے ماستے والوں کو ایک مرکز پر جمع کر سکیں۔

مندرجہ ذیل ہے۔ یہودیوں کی عبادت گاہیں اور آتشکدے اب تزکیہ نفس کے مرکز ہونے کی بجائے کادبار کی سنڈیا بن رہی ہیں ہمیں ابکل نئے دین کی اتنی ضرورت ہے کہ پہلے کبھی نہ تھی۔ یہ کہا کہ کوئی دین آخری دین ہے اور اب اس کے بعد کوئی دین دئے گا۔ اور کوئی پیغمبر اب گمراہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ظاہر نہ ہوگا۔ صفات الہی سے کم مٹی ظاہر کرنا ہے۔ ایسی دلیس اپنے نبی سے جھوٹی محبت۔ مہالت اور خدا پر سوزنوں سے پیدا ہوئی ہیں۔

بہائی کلندر

۹۸ سال پہلے کہ بہائی تقویم دنیا میں جاری ہے۔ ہر مہینہ انیس دن کا اور ہر سال انیس مہینے کا ہوتا ہے۔ جتنی ہی دنیا میں ایک نئی ترتیب ہے جو لوگوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔

ہندوستان میں بھی بونہ اشاعت بہائی کئی سال سے بہائی تقویم شائع کر رہا ہے ہر سال پہلے سال سے بہرہ ور ہوئے بنائے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سال بھی بہائی کلندر طبع کرایا گیا ہے جو نہایت عمدہ ہے۔ باوجودیکہ گندگراں سے پھر بھی عہد کا گند پر کلندر تیار کیا گیا ہے۔ ۱۵-۱۲ پلا سار ہے۔ دور تک میں چھاپا ہے۔ تاریخ بہائی کے ساتھ انگریزی تاریخ بھی دی گئی ہے۔ دیوار پر لکھنے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ ہر بہائی بیس کے پورا ہونے پر ایک کاغذ علیحدہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مشرقی اور مغربی کاؤں کا نوٹ لکھ کر دیتا ہے۔

بہائی پبلشنگ کمپنی بہائی ہال کراچی

دین کے ساتھ آنا چاہئے ؟

تقریباً سب کے سب اس سوال کا یہی جواب دیتے ہیں کہ ایسا ناممکن ہے مگر ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کا ہی دین ہوگا جو آخر کار دنیا کی اصلاح کرے اور تمام دنیا کا دین بنے گا۔ عیسائی بھی یہی کہتے ہیں۔ یہودی بھی یہی دعویٰ کر رہے ہیں۔ مسلمان بھی یہی کہتے ہیں اور دوسرے ادیان کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر وہ یہ بات بغیر سچے سمجھے کہہ دیتے ہیں۔ جب یہودیوں نے اپنے دین کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو حضرت عیسیٰ آئے تاکہ انھیں سیدھی راہ دکھائیں۔ آپ نے یہ کام کیسے کیا۔ یہودیوں کے دین کے ذریعے نہیں۔ بلکہ ایک نئے دین کے ذریعے جو بعد کو عیسائیت کہلایا۔ آپ نے قورات کے قوانین بدل دیئے۔ آسمان کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت کی جگہ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی تمھارے بائیں منہ پر طمانچہ مارے تو تم داہنا بھی اس کی طرف کر دو۔

جب عیسائی اپنے دین سے ہٹ کر ذلت اور بے دینی میں پڑ گئے تو حضرت محمدؐ ظاہر ہوئے۔ حضرت عیسیٰ کے قانون بدل لئے گئے اور نئے قانون دیئے گئے۔ جو بہت کچھ حضرت موسیٰ کے قوانین کے مطابق تھے۔ مگر آپ کا دین اسلام کہلایا۔ یہودیت نہیں کہلایا۔ اب جبکہ مسلمان بھی اپنے جاہد دین سے گر گئے ہیں اور کل دنیا اختلافی اور روحانی نیکیوں سے دور ہو رہی ہے ایک نیا دین قوت اور قدرت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے اور اس دین کا نام امر بہائی ہے۔ یہ دین چار اہل عالم میں نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اور یہ صرف مسلمانوں کو ہی ایک نئی زندگی نہیں دے رہا۔ بلکہ عیسائی، یہودی، زرتشتی ہندو وغیرہ بھی اس سے ایک نئی روح حاصل کر رہے ہیں۔ اس امر کے باقی کی زندگی کے حالات اور اس کی تعلیمات پڑھنے سے روشن ہو جاتا ہے کہ اس دین میں کل دنیا کا دین بننے کے لئے کس قدر استعداد اور قوت موجود ہے۔

عذاب النار

طلوع اسلام دہلی " ایک بہترین رسالہ ہے۔ جناب غلام احمد پرویز ایک متفکر اسلام کی حیثیت سے قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ جمود و تقلید کی زنجیریں توڑنے میں طلوع اسلام کی قید و بند نہایت بیش قیمت تمام مسلمانوں کو طلوع اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ قیمت سالانہ مع مھولہ لاک پانچ روپے۔ نمونہ کے لئے ۴۰ روپے مکملٹ بھیجئے۔ جناب اسخندزادہ حسین امام منیر طلوع اسلام دہلی قریب ۱۸۴۲ء سے طلب فرمائیے طلوع اسلام مارچ ۱۹۴۲ء میں ایک مقالہ بعنوان عذاب النار شائع ہوا ہے جس میں سے ایک اقتباس قارئین دیا سب بھی ملاحظہ فرمائیں :-

قال الذين استكبروا اننا كل فيناه انت الله قد
حكم بين العباد
۴۰-۴۱
جب آگ کے عذاب میں وہ ایک دوسرے سے جھگڑتے تھے تو
اُس وقت کمزور لوگ ان سے کہتے جو (طاقت کے بل پر) تکبر
کرتے تھے کہ ہم تو یقیناً تمہارے تابع تھے تو کیا تم اس عذاب نار
کا کچھ مفقہ ہم سے ہٹاؤ گے نہیں؟ جو لوگ تکبر کرتے تھے وہ کہتے
کہ ہم تو سب ہی اس عذاب کے اندر ہیں یقیناً اللہ نے بندوں میں
فیصلہ کر دیا ہے۔

دوسرے مقامات پر بھی ان جہالتوں کے باہمی جھگڑوں کا ذکر ہے۔ یعنی وہ
جہالتیں جو اس ہلاکت کے آتشین عذاب کو چھڑتی ہیں اور ران کے بعد
وہ جہالتیں جنہیں ان کی اتہار میں جہالت یا درارادہ اس ہلاکت کے گڑھے
میں کودنا پڑتا ہے۔ سورہ ص میں عذاب نار کے ذکر میں ہے۔

هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ أَهْمُ صَالُوا النَّارَ
قَالُوا بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ لَنَا فِئْتٌ لِّلْغَارِ

دنیا کی مختلف قوموں پر نگاہ ڈالئے کچھ قومیں غلبہ اور قوت میں
بہت آگے ہوتی ہیں ایک کچھ قومیں کمزور اور ضعیف۔ زیر دست قومیں ان
زیر دست قوموں کو اپنا محکوم رکھتی ہیں اور دنیا کے معاملات اور سلطنت
پر محکوموں کے فیصلے بالادست قوم کے فیصلوں کے تابع ہوتے ہیں محکوم
اقوام کے پاس اپنی حفاظت کے لئے کچھ سامان نہیں ہوتا۔ وہ اپنی حفاظت
و حفاظت کے لئے بالادست اقوام کی قوت و سامان کی محتاج ہوتی ہیں۔
دنیا میں حرب و مزب کے فیصلے تو بالادست اقوام ہی کرتی ہیں لیکن زیر دست
اقوام ان فیصلوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ان شدت نشانیوں کو الگ محکمہ
نہیں رہ سکتیں۔ جب آگ کا عذاب چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے تو زیر دست
اقوام بالادست اقوام کو پکارتی ہیں کہ اس مصیبت کو ان سے رنج کریں لیکن
اُس وقت کمزور اور قوی دونوں بے بس ہستے ہیں۔ اللہ کا عذاب دیکھی کے
سکے نہ کہ سکتا ہے دیکھی کے ڈالنے لگتا ہے۔

واذ يستحاجون في النار فيقول الضمعاء للذين استكبروا
اننا لانا لكم تبعاً فهل انتم مغنون عنا نصيباً من النار

صَفَرٌ سَبْعِينَ) یہ ہوگا وہ انہیں عذاب جس کی طرف مجرمین کٹا کر کشاں پھولاں گئے تھے چلے جائیگے۔ چننے جانتے۔ مدد کو پکارتے۔ لیکن اس دن نہ ان کا کوئی بار دھوگا۔ ہوگا نہ رفیق اور دوست جو انہیں اس ہلاکت انگیز عذاب سے نجات دلا سکے کہ یہ عذاب تو ان کے اپنے ہاتھوں کا لایا ہوا ہے۔

حیاتِ اخروی کے جہنم کے متعلق انسانوں کو کھانسنے لے انسانوں ہی کی زبان میں بیان کیا جاسکتا تھا۔ لیکن اس عذاب کی حقیقت اور اہمیت کیا ہے؟ آج کوئی دماغ اس کا تصور اور کوئی قلب اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ تو وہیں جا کر معلوم ہوگا۔ لیکن خود اس دنیا میں انسان اپنے غیر فطری نظامِ زندگی کے طفیل آگ کے جس عذاب میں آج مبتلا ہے دیکھ کر اخروی عذابِ النار کا تیشلی بیان بہن پہنچا س طرح منطبق ہو رہا ہے۔ زمین سے آگ۔ آسمان سے آگ۔ آدیں اور بائیں آگ۔ ہوا میں آگ۔ پانی میں آگ۔ غرضیکہ ہر مکان میں آگ (ہر کہیں کے دل میں آگ) اوپر اور نیچے آگ کے ہر حصے۔ پوجے اور پکار۔ نالہ و شہین۔ کہہ و بکا۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسان کشاں کشاں آگ کے شعلوں کی طرف دھکیلے جاتے رہے ہیں۔ ہر شخص تڑپ رہا ہے کہ اس عذاب سے نکل بھاگنے کی کوئی صورت ہو۔ لیکن سبھی کا یہ عالم کہ ہر شخص اپنی تہاڑوں کے باوجود دھڑک کے گڑھوں کی طرف تباہی پڑھ رہے ہیں۔ قوموں کی قومیں۔ کوئی بلا ارادہ کوئی بلا ارادہ اس آگ میں جھلے جانے کے لئے دیکھتے ہوئے انکاروں میں کودتی چلی جا رہی ہیں۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور اس سے بچا کیسے جاسکتا ہے!! وہوین کے سیاہ بادل چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ ۳۳ سوہل کی مسافت سے تیل کے بھڑکتے ہوئے شعلے دکھائی دے رہے ہیں۔ ہلاکت اور بربادی کے حضرت ہرگز فضا میں مثلاً رہے ہیں۔ تباہی اور تخریب کی شیطانی زنجیریں کٹ چکی ہیں اور وہ پورے کے پورے صفحہ ارض پر انسانوں کی لاشیں روندتے پھانڈتے آگ اور خون کی بولی کھیلنے میں مصروف ہیں کسی گوشے میں امن نہیں۔ کوئی

قالوا ربنا من قدّم لنا هذا فناداه عذاباً ضعفاً فی النار۔ یہ ایک جامع اور آئی جو تمہارے ساتھ (عذاب میں شریک ہونے کے لئے) انہیں بند کر کے کور ہے ہیں۔ ان پر خدا کی مار ہو۔ یہ بھی دوزخ میں چلے آئے ہیں وہ (راگڑوں سے) کھینکے کہ خدا کی مار تمہارے اوپر ہو۔ کیونکہ تم نے ہی تو اس مصیبت کو ہمارے لئے تیار کیا ہے جو بہت ہی بڑا ٹھکانا ہے۔ وہ (بچے اپنے آپ کو) کھینکے۔ اسے ہمارے پروردگار جس نے اس عذاب کو ہمارے لئے تیار کیا ہے اسے آگ کا ڈگنا عذاب دینا۔

جب آگ کا عذاب چاروں طرف سے مسلط ہو جائے گا تو ہر شخص اعتراف کرے گا کہ فی الواقع یہ ان کے جرائم کا فطری نتیجہ ہے۔ اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ وہ نظامِ جو غیر فطری قوانین کی بناء پر مرتب کیا گیا تھا کس قدر ہلاکت آفریں تھا۔ اس وقت چاروں طرف سے ایک جدید نظام کی آوازیں بلند ہوگی۔ ہر ایک کی آواز ہوگی کہ اس عذاب سے نجات کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ ہر طرف سے پکار ہوگی کہ

قلعنا ترخنا بئذی نوبنا قھل الی خروج من سبیل ۳۴ ہم اپنے جرائم کا اعتراف کرتے ہیں۔ سو اس (عذاب) سے نکلنے کی کوئی راہ بھی ہے؟

پھر یہ بھی دیکھئے کہ اس عذابِ نار کی طرف روانگی اور اس میں داخلہ کس انداز سے ہوگا۔ دھوئیں کے بادلوں کے ساتھ میں (ظُلّ من یحمون) ۳۵ طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے (تشریف سلسلۃ ذرعا سابعون ذراعاً فاسلکونہ ۳۶) آگ کے شعلوں کی لپٹ سے منجھکے ہوئے چہرے بھڑکتے ہوئے (تتلغ وجوہہم النار وہم فیہا کالحو ۳۷) آگ کے عذاب کی طرف دھکیلے جائیگے (یوم یدعون الی نار جہنم دعا ۳۸) اور سامنے سے بھرکتی ہوئی آگ کے شعلے بٹے بٹے محلات جتنے پھیلاؤ میں اور اس انداز سے گزریا زور و جک کے ادھ قنار درخشاں گزریا ہیں۔ (اتھا تروی بشراد کالقصرہ کا تہ جملت

کو نہ معفو نہ نہیں۔ اور یہ سب اس لئے کہ انسانوں نے خدا کو بھلا دیا اور اللہ نے کو تو انہیں خداوندی کی بجائے خود ساختہ آئین و دستور کے قالب میں ڈھالنے پر مجبور کر دیا۔ جس کا لازمی نتیجہ آگ کا عذاب تھا۔ اور یہ عذاب تو اس آئینے عذاب کے مقابلے میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ یہ عذاب مسقط اس لئے کیا جاتا ہے کہ شاید انسان اس سے عبرت حاصل کرے اور اپنے آپ کو نظام خداوندی کے تحت لاکر اس بڑے عذاب کی ہلاکت سے بچ جائے۔

ولنذيقنهم من العذاب (الرحمن) دون العذاب الاكبر
لعلهم يرجعون (۳۲) ہم یقیناً انھیں عذاب اکبر (بڑے عذاب) کے
دوسرے (قریبی) عذاب کچھائیگی۔ تاکہ شاید یہ لوگ (حقیقت کی طرف)

رجوع کر لیں۔ — شاید انسان اس عالمگیر عذاب سے عبرت حاصل کر کے اپنی توحش زندگی کو فطرت کے صحیح قوانین (کتاب اللہ) کے تابع کر لے۔ اگر اس نے ایسا کر لیا تو سمجھے کہ اس نقصان کے مقابلہ میں فائدہ زیادہ ہے لیکن تائید فطرت کی اس سرزنش اور گوشالی کے باوجود اگر اس نے حقیقت کی طرف آنے سے اعراض بننا تو سمجھ لے کہ قوانین الہیہ کے انتقام کی گزرت بڑی سخت ہوتی ہے۔ "ومن اظلم ممن ذكر قصصنا بآيات ربهم ثم اعرض عنها" انما نحن المجرمين منتقمون (۳۳) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جسے خدا کی نشانیوں کی یاد دہانی کرنی چاہئے لیکن اس کے بعد وہ ان سے پہلو ہتی کر لے یقیناً رہا کہ قانونی مکافات عمل بحر میں نکل کر رہا۔

مسدس حالی

"وَنُفِخَ فِي الصُّورِ" (اِذَا رَجَعْتَ اِلَى الْاَرْضِ رَجًا)

زمانے کے گہرے ہوؤں کو بنایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
فَلْتَسْمَعُوا مَعَكُمْ غِطَاءُكُمْ فَبَصُرَتْ اَلْيَوْمَ اَحْدِيدٌ

ٹکے تھوڑے جورا دابتک جہاں پر وہ دکھلائیے ایک پردہ اٹھا کر
هَذَا كَمَا بَنَا يُنْطِقُ عَلَيْهِمُ بِالْحَقِّ اَنَّا كُنَّا نَسْتَنُخِصُّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

نبوت نہ غرغم ہوتی عرب پر کوئی ہم پر بیخوش ہوا یا سیر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر معاملات یہود اور نصاریٰ کی اکثر

یونہی جو کتاب اس پر سیر یہ آتی

وہ گزرا ہیں سب ہماری جتنی

وہ جلی کا کرکڑ تھا یا صوت بادی عرب کی زمین جس نے ساری ہادی
فاذا هم من الاحداث الى رحم يمسسون قالوا يولينا نعم لعننا من قبلنا

نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی اک آوازیں سوتی بستی جگادی
هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمَسْلُونَ

پڑا طرٹ غل یہ پیغام حق سے کہ گونج اٹھے درخت جبل نام حق
يَتْلُو عَلَيْهِمُ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

سبق پھر ثلثیت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گڑ ایک اک ان کو بتایا
وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين

وَإِذَا الصُّعُفُ نُشْرَتْ (جب کتابیں میلانے جائیں گی)

وَإِشْرَاقُ (ارض) بنورِ دہا (اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی)
 وہ پہنچی ہیں ملکوں سے دم کی خبریں ملی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
 عیاں ہیں ہر اک بڑے عظم کی خبریں کھلی ہیں زمانے پر عالم کی خبریں
 نہیں اُفت کوئی پنہاں کہیں کا
 ہے آئینہ احوال روئے زمین کا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَلَيَعْلَنَ بَعْضُكُم بَعْضًا

اور پھر قیامت میں تمہارا یہ حال ہوگا کہ تم میں ہر کوئی ایک دوسرے کا کھلا ہوا ہے گا اور
 ایک دوسرے پر لعنت کرے گا

نہی میں اور بعضی میں تالفت نہ نعلانی و شافعی میں مہربت
 وہابی سے صفائی کی کہ مہربت مقلد کرے نامقلد پر لعنت
 رہے اہل مبدل میں جنگ لسی باہم
 کہ دینِ خدا پر ہنسنے سارا عالم

حُلِّ مَنَ عَلَيْهَا فَاَن وَبِشَيْءٍ وَجَدَ ذَلِكْ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

جو کوئی اور نہیں کہے تا ہرے ملا ہے اور باقی جی ذات پروردگار ترے صاحبِ بزرگی اور
 صاحبِ انعام کی

وہی ایک ہے جس کو دلائم تقابری جہاں کی ولایت اسی کو سزا ہے
 سوا اس کے انجام سب کا فنا ہے نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا ہے
 مسافر میاں ہیں نفیر اور غنی سب
 غلام اور آزاد ہیں فرستنی سب

(مسنود پرواز)

(إِذَا الشُّمُوكُ رُكِرَتْ (جب آفتاب دین سے نور ہو جائے گا)

پنگد لا ہوا جبکہ چشمہ صفا گیا چھوٹ سر شستہ دین ہدی
 وَاِذَا الصُّبُورُ انْكَدَرَتْ (اور جب ستارے (ملائے دین) ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے)
 رہا سر پہ باقی نہ سایہ سب کا تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
 اِنَّ اللّٰهَ (لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بآلہم
 و خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ آپ اپنی حالت نہیں بدلتی)
 کہ ہم نے بجھا دیا نہیں کوئی تنگ وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جیتے

وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَیُبْصَرُ وَاھیہ

(اور آسمان دین پھٹ جائے گا اور وہ اس روز باطل ہو جائے گا)

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایلاں تزلزل میں مدت سے ہیں جس کے ارکا
 زمانہ میں جو کوئی دن کا مہاں نہ پائینگے ٹھوٹا ہے پھر مٹاں
 و الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی اَرْجَائِہَا

(اور فرشتے (ملائے دین) اس کے کناروں پر پائینگے (یعنی جن کی طرف سے توجہ پائیں گے)

عزیزوں نے اس سے توجہ پٹلی عمارت کا ہے اس کی اللہ والی

لَکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجَلُہُمْ فَلَا یَسْتَأْذِنُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَفْتٰی

(ہر قوم کے لئے ایک مدت ہے جیسے کہ وہ میرا فتیلا پتہ تو ایک ساعت پہلے نہ لگے ہیں)

اور نہ آئے سرک کچے ہیں

یہاں بزرگتی کی غایت یہی ہے سرخجام ہر قوم و ملت یہی ہے
 سلاست زمانہ کی حالت یہی ہے ظلم جہاں کی حقیقت یہی ہے
 بہت یاں ہوتے خشک چٹنے اہل کر
 بہت بانجھانے گئے پھول پھل کر

یومئذ یخْشَعُ خَیْرًا رَّهًا (اس دن زمین اپنی خیریں دے گی)

سبع سموات

لی۔ لے نے صحیحۃ البسیان اہل کتابت اربع شہادہ میں چند تنقیدات فرمائی ہیں جن کے جوابات یہاں عرض کئے جاتے ہیں۔ ایسے علمی مذاکرات یقیناً مفید ہوتے ہیں۔

(۱)

خواجہ صاحب موصوف فرماتے ہیں ”بات تو صرف اتنی ہے کہ سکوات وارض کن منوں میں است آن میں استمال مجھے ہیں؟ علم الارض کے عالم جلتے ہیں کہ ہر ایک زبان کے ہر ایک لفظ کا ابتدائی مفہوم محسوسات کو تعبیر کرتا ہے۔ سموات وارض وہی مادی اشیاء ہیں جو ہم پر ہمارے نگاہ سے محسوس کرتے ہیں؟“

جواب۔ جناب نے یہ توضیح فرمائی کہ وہ سہارے برہنہ لکھتے ہیں سب مشاہدہ کرتے ہیں کیا چیز ہے؟ جسے آسمان کہا جاتا ہے کیا وہ کوئی ٹھوس چیز ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آسمان اتنا موٹا دلدرا ہے کہ پانچ سو سال میں یہ موٹائی طے کی جا سکتی ہے اور ہمیں ستارے گردے ہوتے ہیں۔ یاد کی آسمان نام ہے فضا ہے بلند کا جس میں بے شمار ستارے اور ستارے موجود و متحرک ہیں۔ سہارے یا آسمان کے متعلق جناب کا خیال کیا ہے؟ اگر آپ اسے ایک ٹھوس چیز خیال فرماتے ہیں تو کیا قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے؟ اور اگر جناب آسمان کو ایک فضا ہے وسیع تعین کرتے ہیں تو ہم اور آپ متحد ہیں۔ مقالہ علم السموات والارض میں یہ بات وضاحت سے لکھی جا چکی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ”پس آسمان صرف فضا ہے وسیع کا نام؟ کسی ٹھوس دلدرا چیز کا نام نہیں۔ بے شمار دنیا میں اس فضا کے لاتعدادی میں اس طرح گشت لگا رہی ہیں جیسے پرندے فضا میں بلند ہوتے ہیں

پہا ہر دہی جنوری ۱۹۳۲ء میں جنون علم السموات والارض“ ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں لغت عرب اور آیات قرآن مجید سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ سہارے کے معنی بلند چیز اور بلندی ہیں۔ ارض کے معنی پست چیز اور پستی میں۔ شریعت یا دین حق اپنی حقیقی بلندی میں سب سے ممتاز ہے اور اسی لئے دین کو قرآن مجید میں سہارے قرار دیا ہے اور سموات سبع وہ ادیان حق ہیں جو ہمارے موجود زمانہ تاریخ میں اصولی اعتبار سے سات دین ہیں۔ دین اسلام دین نبوی۔ دین موسوی۔ دین صائبی۔ دین زرتشتی۔ دین کدہ۔ بدھ جو دین خداوندی اپنی حقیقت میں ازل سے ابد تک ایک ہی دین ہے۔ لیکن اختلاف تفکیکات کی بنا پر یہ سات دین ہیں۔ جن کے تحت اقوام عالم بڑی بڑی ترقیات کر چکی ہیں۔ لہذا قرآن مجید میں سبع سموات سے مراد بھی سات ادیان عالم ہیں۔ اور ان سموات وارض کا پتہ دنیا بنایا جانا یہ مفہوم رکھتا ہے کہ یہ سات ادیان اور ان کے زیر سایہ امتوں کا ظہور چھ ہزار سال کے عرصے میں ہوا ہے۔ اسی کو قرآن مجید میں ستۃ ایام فرمایا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ ایک یوم سے مراد خداوندی ایک ہزار سال ہے۔ (سورہ حج و سورہ سجدہ)

اس کے ساتھ مقالہ ”علم السموات والارض“ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لفظ سہارے مادی لحاظ سے بلند چیزوں پر بھی اطلاق پاتا ہے اور سموات سے مراد بلند کرات بھی ہیں جو سات نہیں ہیں بے شمار ہیں۔ اور قدیم و جدید علمائے ہیئت کے کچھ بیانات بھی پیش کر دیئے گئے تھے۔

مقالہ ”علم السموات والارض“ پر جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر

یابیسے ابر کے ٹکڑے تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔

تورات کتاب پیدائش میں بھی فضاء کو آسان دکھا ہے۔

”تب خدا نے فضاء کو نایا“ اور خدا نے فضاء کو آسان کہا“ (رب) بلں یہ یقینی بات ہے کہ قرآن مجید میں سماء فضاء سے کبھی کہا ہے اور سبع سموات سے مراد سمواتِ ادیان ہیں۔ اپنی اپنی جگہ دونوں مفہوم درست ہیں اور خود قرآن میں اس کے دلائل موجود ہیں جن میں سے چند دلائل مقالہ علم السموات والارض میں دیئے جا چکے ہیں۔

(۲)

جناب خواجہ صاحب موصوف فرماتے ہیں: حضرت علمی کا یا شاد ہے کہ سماء اور ارض کے معنی بلندی اور پستی ہے۔ علم الاسماء کے دو صحیح نہیں۔ کیونکہ ابتدائی مفہوم لازماً وہی کچھ ہے جو برہنہ انکسے سے مادی دنیا میں محسوس ہو رہا ہے۔ بلندی پستی کا خیال بعد میں اخذ کیا گیا ہے۔ جبکہ خصوصیت سے عمومیت کی طرف ذہن منتقل ہوا۔

جواب۔ علم الاسماء کے حقائق میں سے یہ بات بھی ہے کہ کوئی زبان یکدم مرتب نہیں ہوئی۔ ہر زبان نے تدریجی طور پر زندگی کی ہے جن جنات جو الفاظ محسوسات کے لئے رائج ہوئے وہ محسوسات کے لئے اور جن جنات جو الفاظ معنوی و روحانی چیزوں کے لئے جاری ہوئے وہ اپنی جگہ استعمال کئے گئے۔ اور بعض الفاظ ایسے ہیں جو اپنی حقیقت کی وسعت کے لحاظ سے مادی اور معنوی دونوں پہلوؤں کے لئے استعمال ہوئے اور جو کچھ ہیں بعض الفاظ فراموش اور ترک بھی ہوتے رہے اور نئے الفاظ پیدا ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی زبانوں میں یہ سلسلہ کار فرما رہے گا۔ اصل حسیں دیکھنے کی یہ ہے کہ ہم کس کس کے الفاظ پر بحث ہے وہ کتاب ان الفاظ کو کن کن معنوں میں استعمال کر رہی ہے۔

مقالہ علم السموات والارض میں لغت اور قرآن مجید کے حوالوں سے واضح کیا جا چکا ہے کہ لفظ سماء اور ارض کی کنوی حقیقت کیا ہے اور

..... قرآن مجید نے کن کن موارد میں استعمال کیا ہے نیز

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا زمانہ زبانِ عرب کا ابتدائی زمانہ تھا۔ جناب خواجہ صاحب موصوف کے خیال کے مطابق جب بلندی پستی کا خیال اخذ کیا گیا اس سے بھی طویل عرصہ بعد کا زمانہ تھا جب قرآن مجید نازل ہوا۔ چنانچہ اگر بالفرض سماء یا آسمان کے ابتدائی معنی صرف فضاء تسلیم کئے جائیں تو بھی تاریخی طور پر قرآن مجید سے پہلے سماء یا آسمان روحانی معنوں میں استعمال ہو چکا تھا۔ بہتر ہے کہ الہامی کتاب کے حوالے پر انکشاف کیا جائے۔

حضرت مسیح کا قول انجیل مقدس میں درج ہے کہ میں آسمان سے آیا ہوں قد نزلت من السماء (انجیل یوحنا ۳) اور فرماتے ہیں آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اُترتا یعنی ابنِ آدم جو اب بھی آسمان میں ہے۔ (انجیل مقدس یوحنا ۳)

ظاہر ہے کہ یہاں فضاء کا معنی مراد نہیں بلکہ آسمان قدرت یا روحانی بلندی مراد ہے۔ اور یہ فقرہ کہ ابنِ آدم اب بھی آسمان میں ہے کس قدر واضح ہے کہ یہاں آسمان قدرت یا روحانی بلندی کے سوا کوئی اور مراد نہیں ہو سکتی۔ پس لفظ سماء محسوسات کے علاوہ معنویات کے لئے قرآن مجید سے بہت پہلے استعمال ہو چکا تھا۔ لہذا لفظ سماء یا آسمان کو صرف فضاء کے معنی میں محدود ٹھہرانا درست نہیں بلکہ روحانی معنی میں بھی اس کا استعمال ثابت ہے۔

(۳)

جناب خواجہ صاحب موصوف فرماتے ہیں آپ کا یہ ارشاد کہ سماء کا اطلاق بادل پر بھی قرآن مجید میں ہوا ہے قطعاً غلط ہے۔ قرآن مجید میں بادل کے لئے لفظ سحاب استعمال ہوا ہے۔

جواب۔ لغتِ عرب میں سماء کے معنی سحاب بھی ہیں۔ لفظ سماء کے متعلق منجید میں ہے:۔

عاشتم انزلتموه من المزن { کیا تم نے اس پانی کو بادل سے برساتا؟
مزن اور صحاب مترادف ہیں۔ اس آیت میں بادل سے پانی برساتا
کہا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح انزل من السماء ماء میں بادل سے پانی برساتا
فرمایا گیا ہے۔ کیا آیت انزلتموه من المزن پر اعتراض کے رنگ میں
یہ کہا جاسکتا ہے کہ بادل تو خود پانی کی ایک صورت ہے۔ اسی طرح انزل
من السماء ماء میں سماء سے بادل مراد لینے پر یہ جرح کوئی چیز
نہیں کہ بادل تو خود پانی کی ایک صورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بادل سے
پانی برساتا نہایت خوبصورت بات ہے۔ کیونکہ بادل بطور ایک ذخیرے کے
ہوتے ہیں اور چونکہ بادل خود پانی ہوتے ہیں اس لئے ارسلنا السماء اور
یرسل السماء میں سماء سے مراد بارش ہے۔ جس کی تائید تین عرب
کرتے ہیں۔ آیت انزلتموه من المزن کا ترجمہ تمام اردو مترجمین
بھی یہی کرتے ہیں کہ ”کیا تم نے آسمان سے اس کو بادل سے“ پس انزل من
السماء ماء کا یہ ترجمہ بالکل ٹھیک ہے کہ بادل سے پانی برساتا۔

(۵)

اذی سموات وارض اور ان کی تخلیق سے ہمیں کب انکار ہے جس
کے لئے کتاب پیدائش کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لیکن اس نکتہ کو حل فرمائیے کہ
کتاب پیدائش میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے فضا کو بنایا ”اور خدا نے فضا کو
آسمان کہا“ لیکن یہ اس کتاب میں کہاں لکھا ہے کہ سات آسمان بنائے
اور جبکہ آسمان ایک فضا ہے بسیط کا نام ہے تو پھر سات عدد آسمان
کیا معنی؟ پھر یہ بھی مل فرمائیے کہ تورات میں آسمان اور زمین کو ایک
ایک دن میں بنائے کی تصریح ہے اور قرآن مجید میں ارث والہی ہے کہ
دو دن میں یہ کام ہوا۔ پھر قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ دو دن میں زمین
بنایا۔ چار دن میں زمین پر دیگر اشیاء بنائیں۔ پھر اس کے بعد دو دن میں
سات آسمان بنائے۔ ”اور تورات میں لکھا ہے کہ آسمان دوسرے دن ہی بنایا۔
نیز قرآن مجید میں جو سب سموات وارد ہے اس کی تشریح بھی فرمادیجئے۔

کل ماعلاک وظہر الفرس { ساء ہر بلند چیز گھوڑی کی چٹ۔ ہر چیز
سقت کل شی۔ المظ۔ السحاب { کا بالائی حصہ۔ بارش۔ بادل۔
کلیات ابی البقاء لغت کی نفیس کتاب کہتی ہے ”السحاب المظ۔
کہ لغت سماء کے معنی بادل بھی ہیں۔ بارش بھی ہیں۔ قدیم مفسرین نے بھی
کتنی ہی آیات مبارکہ میں السماء کا ترجمہ السحاب کیا ہے۔ ایک
مداول دسی کتاب تفسیر جلالین کا حوالہ بطور نمونہ پیش کرنا کافی ہو گا۔
سورہ بقرہ کی آیت اور کتبیب من السماء میں السماء کے معنی لکھے ہیں
السحاب یعنی بادل۔

(۴)

جناب خواجہ صاحب موصوف فرماتے ہیں ”جن آیات کا حوالہ علی
صاحب نے دیا ہے ان میں سماء کا ترجمہ آسمان ہے بادل نہیں۔
اور نہ ہونا چاہئے کیونکہ بادل تو خود پانی کی ایک صورت ہے۔
جواب۔ سماء کے معنی بادل لغت عرب میں ملے ہیں۔ عربی دن
مفسرین نے آیات میں السماء کے معنی السحاب کئے ہیں۔ یہی
یہ بات کہ ان آیات میں سماء کا ترجمہ بادل نہ ہونا چاہئے۔ آسمان ہونا چاہئے
ہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ سماء کا مفہوم فضا ہے بلند ہو کر نہ
سماء کے یہ معنی زبان عرب میں مروج ہیں لیکن اگر سماء کا مفہوم کوئی ٹھوس
چیز ہے جیسا کہ عوام کا خیال ہے تو اس صورت میں سماء کا یہ مفہوم دلائل
سے ثابت کرنا چاہئے اور اب جبکہ یہ مشہور امر ہے کہ بادل اجزات سے
ہوتے ہیں اور حرامیت آفتاب سے کبھر کہہ رہے ہیں تو پھر ٹھوس آسمان کو
بارش کے معنی ہی کیا ہوئے؟

جناب خواجہ صاحب موصوف نے سماء سے مراد بادل نہ چنے پر
یہ استدلال فرمایا ہے کہ بادل تو خود پانی کی ایک صورت ہے۔ اس کے جواب
میں سورہ واقفہ کی ایک آیت مبارکہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔
انزلنا من السماء الذی نثرہون { کیا تم نے اس پانی پر غر کیا جسے تم نہیں

تسبیح طرائق، پیش کیا گئی، جناب محترم نے اس پر بھی کچھ روشنی نہ ڈالی کہ تسبیح طرائق سے کیا مراد ہے۔ تسبیح طرائق کا کھلا ترجمہ سات فرشتیں نفلت و قرآن کے کمال مطابق ہے۔ جناب کو اس سے اختلاف ہے تو تسبیح طرائق کی مراد واضح فرمائیے جو قرآن مجید اور نفلت عرب کے موافق ہو۔

اپنا یہ دعویٰ بھی کہ حضرت موسیٰ کو دس احکام دیئے گئے تھے وہ انہیں اور قرآن میں سات روئے ذرا واضح اور مدلل فرمادیتے۔

(ردیہ پایا سب)

جناب نے آیت تو لکھ دی اور ردیہ پایا مبر کے بیان کردہ معنی پر اصرار بھی فرمادیا لیکن یہ نہ فرمایا کہ جناب کے نزدیک تسبیح سموات سے کیا مراد ہے؟ آپ کی تشریح کے بعد ضرورت ہوئی تو میں بھی کچھ گذارش کرونگا اسی طرح سات فرشتیں اور سات آئیں جو تیرہ پایا مبر نے آیت قرآنی سے اخذ کی ہیں عنایت فرما کر کسی آیت سے آپ اس سے زیادہ ثابت فرمادیجئے۔ صرف دعویٰ تو دلیل نہیں ہے۔

نیز ردیہ پایا مبر نے سات ادیان کے ثبوت میں قرآن مجید کی انھیں تشریح

بقیہ مضمون صفحہ ۲۴

مجمع بکار الانوار میں یہ بھی لکھا ہے العماۃ الضالۃ۔ عایت کے معنی ضلالت ہیں۔ اور آیت لہو حشر تثنیٰ اعنی کے بارے میں لکھا ہے اسی عن حقیقت وقد حکمت عالمنا یعنی اپنی دلیل و حجت میں کیوں بے ہوش ہو گیا حالانکہ عالم تھا؟

”عنی“ روحانی بے لہری کے معنی میں مسلمان اور کلام روحانی میں ستر اصطلاح اور حقیقت ہے۔ آیات ذیل پر نظر ڈالئے ”عموا و صھوا“ (ما تہ)

وہ لوگ کو رو کر ہو گئے۔ ”وما انت بھادی العسی عن منہا لتھم“ (ذل، دم)

”تو ان بے ہوش لوگوں کو گمراہی سے نکال کر راہ نہیں دکھا سکتا۔“ کا لاؤ قوما عین

”وہ بے ہوش رہتے۔“ فعمیت علیہم (الانباء، قصص) قنات کے دن

عظیم الشان فائدے کی باتیں ان پر نالک ہو جائیں گی۔ وہ مفید علم حق سے محروم رہ جائیں گے۔ سو حسیا خدا نے فرمایا تھا وہی ہی ہوا۔ اور تثنیٰ عین

یوم العیۃ اعنی کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ مسلمانا ہے کہ ہم ہر سرف و حکم آیت کے اسی طرح جزا دیتے ہیں (یعنی دنیا میں) کیونکہ آگے فرماتا ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ شدید اور پرہا ہوگا۔

الحدیث کا ایک سوال | اسی امر فروری ۱۹۳۳ء کے الہدیت میں فاضل مبارک سوال کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں لکھا ہے قیامت کے دن ہم تجڑوں کو اکٹھا کرینگے جن کی آنکھیں نیلی ہوئی (مزدق) اور لکھا ہے کہ خدا کی ہکا سے روگردانی کرے دلے کا حشر ہم اس حال میں کرینگے کہ وہ انہا ہوگا۔

(اعلیٰ)۔ تو حضرت بہار اللہ کے دفتہ جو شہرہ ام اس میں منکروں کی یہ حالت ہوئی تھی کیا سب سے پہلے ایرانی منکر اندر سے بائبل آکھ دلے بن گئے تھے؟

پایا سب | ”مزدقا“ کے معنی اعلیٰ ہیں۔ ”ذوق الرحیل عنی“ (مجد)

”عنی“ کا معنی مفہوم قرآنی۔ روحانی بے بعیرت میں ضلالت ہے۔ سورہ نجم میں خداوند مسلمانا ہے ”ناستحبوا العسی علی الہدی“ انھوں نے اندھوں میں ضلالت کو ہدایت کے مقابلے میں محبوب لکھا۔

”آپ کی پیش کردہ آیت حشر کہ یوم العیۃ اعنی کے معنی مجمع کالافا

میں لکھے ”وفا عی القلب والہبصر“ کہ مراد دل کا اندھا ہے یا آنکھوں کا اندھا تفسیر حلالین میں بھی لکھا ہے کہ مراد آنکھوں کا اندھا یا دل کا اندھا ہے۔ جب

دل کا اندھا مراد ہے تو آپ کا سوال حل ہو گیا۔

قیامت کے متعلق اہل بہاء کا اعتقاد حقیقت پر مبنی ہے

علامہ اس مرکزی بحث کی طرف نہیں آتے۔ فاضل مدبر الحمدیہ بھی ہم کہ اس مرکزی لفظ پر بحث نہیں کرتے۔ درمیان سے اٹھا کر چند باتیں تحریر فرمادیتے ہیں۔ جن کا جواب بھی پیامبر میں مدلل طور پر دے دیا جاتا ہے۔

فاضل مدبر الحمدیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے متعلق ہمارا عقیدہ حقیقت لفظیہ پر مبنی ہے اور فریق بہائیر کا خیال مجاز پر الحمدیہ (مذکورہ) پیامبر دوسرے اشاعت میں ہم نے آیت و حملت الارض و الجبال قد صکتا دکتہ واحدہ (آیت اذا رجعت الارض رجا و بسنت الجبال بسا درنہ)۔ آیت فیذرها قلعاً صفصفا (طہ) کا ترجمہ لغت عرب کے مطابق حقیقی ترجمہ لکھا تھا۔ اور لغت عرب کے کثیر جوالوں سے ارض۔ جبال۔ دلت۔ رتج۔ بقت۔ قاع۔ صفصف وغیرہ کے معانی بھی لکھ کر سپاڑوں کا توڑا جانا۔ مٹی کا اٹھرا جانا۔ اُن کا سرخوں اور عمارتوں میں لٹکایا جانا۔ زمین کا تعیرات اور مرکزوں کی شکل میں آباد و ہموار ہو جانا لغوی معنی کے لحاظ سے بتایا تھا۔ نیز روحانی پہلو کو بھی ترجمہ کیا تھا۔ تو مناب فاضل مدبر الحمدیہ نے لغوی مادی پہلو کے ترجمہ کی نسبت فرمایا تھا کہ

”خدارا انصاف کیجئے ان دو ترجموں میں سے کون سا ترجمہ لغت عرب کے مطابق ہے۔ بہائی مدبر کے دونوں ترجموں سے جو ترجمہ حقیقی ہے وہی مراد جلاؤندی ہوگا۔ دیگر بیچ اور ہکا کے مطابق ہمارا اعتقاد ہے“ (الحمدیہ ۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء)

سند قیامت پر پیامبر میں مفضل و مدلل مضامین شائع ہو رہے ہیں فاضل مدبر الحمدیہ امرت سر سے اس معنوں پر عرصے سے تبادلہ خیالات ہو رہا ہے۔ گذشتہ اشاعت ماق میں بھی ہم نے اصل بحث قیامت پر توجہ کو مرکوز کرنے کی اپیل کی تھی کہ سب سے پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہئے کیا فنا و عالم کا نام قیامت ہو سکتا ہے؟ کیا قیامت کے دن نکل عالم فنا ہو جائے گا؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قیامت کے آئے پر تمام کائنات ہستی معدوم ہو جائیگی اور پھر دوبارہ تیار ہو جائے گی تو قیامت کے متعلق جو عام عقیدہ ہے جس کے نام قیامت فاضل مدبر الحمدیہ بھی ہیں درست ہوگا۔ لیکن اگر یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ قیامت کے دن کائنات فنا ہو جائے گی بلکہ اس کے برخلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عالم فنا ہوگا تو قیامت کا عام عقیدہ غلط ٹھہرے گا اور اہل بہاء جو کہتے ہیں کہ قیامت کثرۃ الارض کے رہتے ہوئے نئے ظہور حق کے ذریعے انقلابِ عظیم برپا ہونے کا نام ہے۔ یہ امر درست اور سچا ثابت ہوگا۔

اب تک علامہ کی طرف سے کوئی ایسی دلیل نہیں پیش کی گئی جو قیامت کے دن فنا سے عالم کو ثابت کرتی۔ جو آیات فنا سے عالم کے بارے میں پیش کی جاتی ہیں پیامبر نے اُن پر کافی روشنی ڈال دی ہے اور علمائے کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی آیت سے قیامت کے دن فنا سے عالم کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ بہت سی ایسی آیات پیامبر نے پیش کر دی ہیں جن سے صحت ثابت ہر کہ قیامت اس کثرۃ الارض پر انسانوں کے موجود رہتے ہوئے ظہور حق سے برپا ہوگی اور وہ برپا ہو چکی ہے۔

مثلاً الفاظِ صلوة - صوم - زکوٰۃ - حج کے لغوی معنی معنی معانی دُعَا - بندش - پکڑگی - قصد ہیں۔ مگر قرآن مجید نے چونکہ ان افعال کی تشریح خود کر دی ہے اس لئے مطلق لغوی معنی مراد لینا صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ شرعی نقطہ نظر سے معنی معانی نماز - روزہ - زکوٰۃ مال - حج بیت اللہ مفہوم ہیں۔

حقیقت و مجاز جس اصطلاح کے دائرے میں گفتگو ہو رہی ہو اسی کے مطابق موضوع اصلی میں کسی کلمہ کا استعمال کرنا حقیقت ہے۔ جیسے لفظِ صلوة شریعت کی مقرر کردہ نماز کے معنی میں استعمال ہو تو یہ حقیقتِ شرعیہ کہلاتی ہے۔ یہی لفظِ صلوة اگر دائرہ لغت عام میں صرف دُعا کے معنی میں استعمال ہو تو اسے معنی لغویہ کہتے ہیں۔ لیکن شریعت میں گفتگو کرنے والا لفظِ صلوة کو دُعا کے معنی میں استعمال کر چکا ہو تو یہ استعمال مجاز ہوگا۔ کیونکہ اس نے اصل موضوع سے ہٹ کر استعمال کیلئے ہے۔ اگرچہ لغت کے لفظِ نماز سے صلوة کا استعمال دُعا کے معنی میں حقیقت ہے۔ چنانچہ لفظِ صلوة خود قرآن مجید میں جہاں بکثرت نماز کے معنی میں استعمال ہوا ہے وہاں محض دُعا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

منظم کے لفظِ خیال کی بنا پر جو بات ایک شخص کے ذہن میں حقیقت ہے حقیقت مجاز بدل جاتے ہیں وہی بات اختلافِ لفظِ خیال کی وجہ سے دوسرے شخص کے ذہن میں مجاز ہے۔ مثلاً دہریہ کہتا ہے "انبت الربیع البقل" ترجمہ ہمارے سبزہ اگا دیا۔ دہریہ کے لفظِ خیال میں بہار کا سبزہ اگانا ایک حقیقت ہے نہ کہ مجاز۔ کیونکہ دہریہ کے اعتقاد میں مؤخرِ حقیقی زمانہ ہی ہے لیکن یہی بات اگر ایک خدا پرست کے منہ سے نکلے تو کام مجاز ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا پرست کے نزدیک سبزے کا اگانا حقیقی طور پر خدا کا کام ہے۔ موسم بہار کی طرف نسبت مجازی ہے۔

۱۔ المحدث ۲۴، رزوی ۱۳۳۲ھ ۲۔ علامہ ابن کثیر کی کتاب تفسیر المانی۔ بحث حقیقت و مجاز طراز پر سے وصل علیہم ان صلوات تک سنک لہم (ابراہیم) صلوات علیہ (جواب) ۳۔ ملاحظہ ہو کتاب المعلوم - بحث (اسناد خیری)

جب ہمارے ایک ترجمہ کو لغت عرب کے مطابق "حقیقی" اور "مراد خداوندی" تسلیم فرمایا تھا تو اب عام طور پر یہ کہنا کہ "قرینِ سبائیکہ" خیال مجاز پر مبنی ہے درست نہیں ہو سکتا۔

اب رہی یہ بات کہ دعائی پہلو سے جو معنی ہم نے کئے تھے فاضل مدبر الہدایت انھیں مجاز قرار دیتے ہیں اس میں بھی دقتِ نظر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ سبائی میگزین میں لاہور مسندِ ائمہ اربعہ اول اور نمبر ۲۸ میں ہم حقیقت و مجاز پر بحث کر چکے ہیں لیکن چونکہ فاضل مدبر الہدایت نے حقیقت و مجاز کی بحث چھیڑی ہے اس لئے ہم بھی پھر ایک بار اس بحث کی ضروری باتوں پر روشنی ڈالتے ہیں اور حقیقت و مجاز کے متعلق قواعد تسلیم کر دینے ہیں

قواعد

عرف عام و عرف خاص لغت یعنی زبان و اصطلاح دو قسم کی ہوتی ہے (۱) لغت عامہ (۲) لغت خاصہ

لغت عامہ وہ ہے جو روزمرہ عام طور پر سب لوگ بولتے ہیں لغت خاصہ وہ ہے جسے کسی خاص جماعت نے اپنے مخصوص لفظِ نظر سے مقرر کیا ہو اور اپنے دائرے میں استعمال کرتی ہو۔ جیسے عرف و مخوف و منلق و فلسفہ و طب و ڈاکٹری وغیرہ علوم و فنون کی متعین اصطلاحات۔

لغت عامہ کو عرف عام اور لغت خاصہ کو عرف خاص بھی کہتے ہیں۔ مختلف علوم و فنون سے تعلق رکھنے والے عرف خاص بہت کم عرفِ شریعہ ان کے بعد ایک ہوتا ہے اہم عرف ہمارے سامنے عرفِ شریعہ ہے یعنی دینی اصطلاح یا مذہبی کتابوں کے وہ الفاظ جو منصبِ دین کے لئے لفظِ نظر سے کسی مفہوم کے لئے استعمال کیے گئے ہیں۔ وہ لغت عامہ کو کہتے ہیں دینی لفظِ خیال سے مخصوص مفہوم اپنے اندر رکھتے ہیں۔

۱۔ جتنے احکام یا خدائے ربیہ ہیں وہ دراصل لغت ہی پر مبنی ہیں۔ مگر لغت کی خاموش یا صفت مراد دینی ہے جو صاحبِ شریعت خود بناتے ہیں۔

(فاضل مدبر الہدایت ۲۴، رزوی ۱۳۳۲ھ)

حقیقت مجاز اور قرآن کریم

آیاتِ قرآن مجید میں حقیقت بھی ہے۔ جہاں بھی کہیں پر صرحت حقیقت لکھائی ہے۔ اور کہیں پر صرحت حقیقت شرعی ہے۔ جن آیات میں حقیقت لکھائی اور حقیقت شرعی دونوں جمع ہیں وہاں دونوں کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ دونوں کے ملحوظ رکھنے سے تفسیر جامع ہوتی ہے اور ظاہر و باطن دونوں پہلوؤں سے عقائد و نکشت و نمودار ہوتے ہیں۔

اب ہم چند ائمہ مہققوں کا ذکر کرتے ہیں جو بہترین لفظ غیاث کی بناء پر قرآن مجید میں مقررہ ہیں۔ تاکہ ہر ایک جو نئے سخن کرے اسے یقینوں مشعل نور ہو۔

”خلق“ کا مفہوم حقیقی | اُنعت عام مادی پیدا نش کو خلق کہتی ہے۔
 کلام الہی اس سے بڑھ کر اپنے نصیب العین کے مطابق روحانی پیدا نش
 ”خلق“ کہتا ہے۔ سورہ صافات میں فرماتا ہے کہ ”کیا یہ اہل کفر
 پیدا نش میں زیادہ مضبوط ہیں یا وہ جنہیں ہم نے خلق کیا ہے (یعنی
 اہل ایمان)۔ یہاں صرحت اہل ایمان کو خلق الہی ٹھہرایا ہے۔ یہ
 روحانی لفظ نظر سے خلق کی حقیقت شرعی ہے۔ کیونکہ خلق کی اصل
 حقیقت روحانی مومن میں ہی ہے۔

حیات کا حقیقی مفہوم | عرب عام میں مرزا جینا صرت ظاہری مرزا جینا ہے۔ حرم کلام الہی اس سے بڑھ کر کالات انسانیت کی روح یعنی ایمان و عمل صالح سے انسان کی حیات اہلی بتاتا ہے اور جو آدمی ایمان و عمل صالح سے خالی ہے اُسے مردہ ٹھراتا ہے۔ ارشاد ہے کہ **مُتَمَلِّکُوا** اللہ رسول کی مانو جبکہ وہ تمہیں زندگی بخش چیز کی طرف لٹاتا ہے۔^۱ اور وہ جو مردہ تھا ہم نے اُسے زندہ کر دیا اور

لَهُ اهْتَدَىٰ أَشَدُّ خَلْقًا اَكْمَ مِنْ خَلْقًا-
لَهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ
لِمَا يَحْكُمُ-

حقیقت مقدم ہے ہر دائرہ لغت میں لغت کو ہر ہی حوالہ کے نقطہ خیال سے جو حقیقت پہنچی اس سلام کلام میں وہی حقیقت مقدم کہنی چاہئے۔ پہلے لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب حقیقی معنی ممکن نہ ہوں تب مجازی معنی لئے جا سکتے ہیں

حقیقت و مجاز کے اصولِ مسلمہ کا خلاصہ

(۱) لفظ کا اپنے موضوع اصلی میں استعمال کرنا حقیقت ہے اور اس سے مجاذ ذکر کے استعمال کرنا مجاز ہے۔

(۲) ہر عُرُف عام اور ہر عُرُف خاص میں حقیقت و مجاز خاص خاص نقطہ نفرت اپنے اپنے دائرے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔

(۳) ایک لفظ ایک حرف میں حقیقت اور دوسرے میں مجاز ہو سکتا ہے۔
اور اس کے برعکس بھی۔

(۴) ایک شلکم کے نقطہ خیال سے ایک حقیقت ہے دوسرے شلکم کے اعتقاد پر نظر کر کے دی مجاز ہے۔

(۵) غیبیہ دہ کے کلام میں انھیں کے نقطہ نظر سے حقیقت و مجاز ہوئے ہیں۔

(۲) ہر عرصہ میں گفتگو کرتے ہوئے اس کے نقطہ نظر سے جو حقیقت ہے وہ مقدم ہوگی۔ جب وہ مراد نہ ہو سکے تو مجاز اختیار کیا جائے گا۔

۱۷) وہی کتاب ہے کسی لفظ کے لغوی معنی پر اضافہ کر کے جو روحانی مفہوم پسند کیا ہے وہ حقیقت ہے جو اس نے سقرہ کی ہے۔ وہی اول منزل نظر بنی چاہئے۔ جب وہ ممکن نہ ہو سکے تو پھر حقیقت و مجاز لغوی جو دامن دست ہو، اختیار کرمانا ہے۔

سے ہمارا تعلق کا (یعنی فاضل مدیر المحدث اور اہل بیاد کا) ایک علمی اصول پر اتفاق ہو گیا۔ وہ علمی اصول علمی الفاظ میں یہ ہے صحیحۃ المجازۃ بمعنی کمالی استقامۃ الحقیقۃ یعنی اس وقت مجاز ہی معنی مراد لینے کا جس میں حقیقی معنی محال ہوں۔

(المحدث ۴۷، فروری ۱۳۳۷ء)

اپنی اصطلاح حقیقی کرداد مع کر کے ہوئے فرما ہے بات یہ ہے آنکھیں اندھی نہیں۔ پرسوں میں دل اندھے ہیں۔ زبان قرآن کی اپنی زبان کردہ حقیقتوں میں سے یہ بھی ایک حقیقت ہے ذکر مجاز۔

مجاہد متور | خداوند عالم فرماتا ہے: ہم نے ان کے آگے پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے۔ ہم نے انھیں گھیر لیا ہے۔ اب انھیں کچھ نہیں سوجھتا ہے۔ جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور منکرین آخرت کے درمیان ایک مجاہد متور کر دیتے ہیں۔ مجاہد متور" مگر کہ اپنی اصطلاح کو ظاہر فرمادیا کہ یہ مجاہد باطنی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے ذکر مجاز۔

سما حقیقت | سار کائنات عاترہ میں ہر ملحد چر کر کہتے ہیں۔ زبان قرآن میں روحانی بلندی اور انسان کا مدار رخصت یعنی دین سمار کا حقیقی منہم ہے۔ ارض حقیقی | عوام کمرہ خاک کو ارض کہتے ہیں۔ لفظ ارض کے لغوی معنی ہیں تہر چنچہ چیز۔ اور بساط۔ کلام الہی میں ارض کا حقیقی مفہوم ہے بساط قلوب جو آسمان دین کے نزدیک سایہ ہے۔ ایسی مقام پر روحانی ہستی جو روحانی بلندی حاصل ہوئے پر مبنی ہے جو منکرین حق کا مقصد ہے۔

جبال کا مفہوم دینی | عوام جبال "زمین کے پہاڑوں کو کہتے ہیں۔ قرآن اپنے دائرہ نظام کی نظر سے راسخ القلب اور حق پرستہ انسان کو جبال کہتا ہے۔ نیز احکام شریعت بھی جبال کے مصادیق ہیں۔ یہ بھی زبان قرآن میں ایک حقیقت ہے ذکر مجاز۔ ان حقائق کی تفصیل ہم پیامبر کے گذشتہ پرچوں میں کر چکے ہیں۔

شمس۔ قمر۔ نجوم | سورہ مجازہ سنک عرث عالم ظاہری کو اکب میں روحانی نقطہ نظر سے شمس حق بنیز۔ قمر اہمیت نائب بنیز۔ نجوم روحانی اولیا و اولیاء توالہ حقیقت و مجاز کے لحاظ سے یہ اطلاق دائرہ لفظ عاترہ میں مجاز کہلاتے ہیں مگر دینی و روحانی دائرہ کلام حقیقتیں ہیں ذکر مجاز۔

آخری نتیجہ | مذکورہ بالا اصول و عقائد کی روشنی میں عیاں ہو گیا کہ اہل بہار و سلا قیامت کے سلسلہ میں کلام الہی کے جو سانی کرتے ہیں وہ ملت ماکہ نقطہ نظر سے کبک طبع حقیقت اور ایک طرح مجاز ہیں اور جو ملت عام سے آگے روحانی پہلو کے سانی میں وہ دینی

اسے ایک روشنی دی جسے وہ لوگوں میں لے پھرتا ہے۔" سلا اور فرمایا "جسے مزاح سے دلیل سے مرے اور جسے مینا ہے دلیل سے جسے کہتے۔" سلا قرآن کی یہ ایک حقیقت ہے جو اس کے نصب العین کی بنا پر مقصود حاصل ہے۔ چنانچہ واقعات میں اس نے ایک صبح اور صلی معنی میں زندہ قوم پیدا کر دی تھی۔

صحبت و مرض روحانی | طب و ڈاکٹری جہانی بیماریوں کا علاج کرتی ہیں۔ کلام الہی انسان کو صحبت جہانی قائم رکھے۔ کا حکم دیتے ہیں روحانی صحت کو مقصد اعظم مقرر ہے اور کہتا ہے کہ عقائد و اعمال اور قلب و روح کی صحت ہی انسان کی حقیقی صحت ہے اور کلام الہی انسان کی باطنی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ روحانی امراض جو بد اخلاق اور بد اعمالی کی شکل میں انسان اور جماعتوں کو ہلاک کر رہے ہیں واقعی حقیقت رکھتے ہیں اور ان کا علاج الہی تقسیم ہی ہے۔ یہ بات شاعر کی نہیں حقیقت جلیہ ہے۔ ایسے الفاظ دینی و روحانی پہلو سے حقیقت پر محمول ہیں مگر مجاز پر۔

دل کا حقیقی مفہوم | غرشت کا کلمہ دل تو ہر انسان و حیوان میں ہر قرآن اپنے روحانی نقطہ نظر سے دل جبرت اسے کہتا ہے جو کلام حق کو قبول کرتا ہے۔ یہ کلام الہی کی ایک معینہ حقیقت ہے جسے وہ خود بتا چکا ہے **سمیع و البصر کے حقیقی معنی** | کان اور آنکھ عرث عالم میں صرحت ظاہری کان اور آنکھ ہیں۔ کلام الہی اپنے دائرہ حقیقت میں فرمان حق سننے اور ظہور بات حق دیکھنے والی قوت کو سمیع و البصر کہتا ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں جو روح حق کو نہیں دیکھتا "اعلیٰ ہے۔ جو کلام حق نہیں سنتا "اصم ہے۔ جو حق بات نہیں بولتا "اکم" ہے۔ منکر حق بہرے ہو گئے۔ اندھے ہیں

لے اومن کان میتاً فاحیناہ وجعلنا لہ نوراً یشی بہ فی الناس
لے لہلک من ہلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ
لے و یقرن من القرآن ما ہو شفاؤ۔ شفاء لہما فی الصدور
لے ان فی ذلک لمن یرئ لمن کان لہ قلب
لے صمد بیکہ عیہ فہم لا یرحون۔

حاشیہ ۱ | لے عاتق الاشی الالبصار و ذلک لنعی القلوب التي فی الصدور لے وجعلنا من بین یدینہم سداً فانیبہم فہم لا یبصرون۔
لے و اذا قرأت القرآن جعلنا بینک و بین الذین لا یؤمنون حجاباً مستوراً لے اعلو ان الله یشی الارض بعد موتھا لے و لو شئنا لرفعناھا لے انک لکفہ اخذ الہ الامۃ۔

قسمت فارسی

لَوْحُ مُبَارَكٌ

هَوَالَمَالِكُ بِالْاِسْتِحْقَاقِ

قلم اعلیٰ میفرماید ای نفسیکه خود را اعلیٰ الناس دیده و عِسلامِ الهی را که چشم ملا اعلیٰ با و روشن و منیر است ادنی العباد شمرده غلام توقعی از تو و امثال تو نداشته و نخواهد داشت چکه لازال هر یک از مظاهر رحمانیه و مطلق عزت سبحانیه که از عالم باقی بعرضه منافی برای احیای اموات قدم گذارده اند و تجلی منسوخه اند امثال تو آن نفوس مقدسه را که اصلاح اهل عالم منوط و مربوط بآن هیاکل اهدیه بودن از اهل نساد دانسته اند و مقصر شمرده اند قد قضی نخبهم فسوف یقضی خبک و تجد نفسک فی خسرت عظیم بزعم تو این عیبی عالم و مصلح آن مفید و مقصر بوده جسمی از انسان و اطفال صغیر و مر ضعات چ تقصیر نموده اند که تحمل سیاط قهر و غضب شده اند در هیچ مذہب و ملت اطفال مقصر نبوده اند قلم حکم الهی از ایشان مرتفع شده و لکن شمرده ظلم و اعتساف تو جمیع را احاطه نموده اگر اذ اهل مذہب یلتی در جمیع کتب الهیه و زبر قرین و صحیفه بر افعال تکلیفی نبوده نیست و از ین مقام گذشته نفوی هم که بحق قائل نیستند از تکالیف پسین آموز نموده اند چه که در هر شی اثری مشهود و احدی انکار ندارد اشیاء منسوخه مگر جالبیکه با لمره از عقل و درایت محروم باشد لذا البسته ناله این افعال حسنین این مخلوقات اثری خواهد بود جسمی که ابدًا در مالک شامخ الهی منسوخه اند و با دولت عاصی نبوده اند در آیام و لسیالی در گوش ساکن و بذکر الله مشغول چنین نفوس را تاراج نمودید و آنچه داشتند نظم از دست رفت بعد که امر بجزوج ان عِسلام شد بجزوج آمدند و نفوسیکه مباشرت فی این عِسلام بودند مذکور داشتند که باین نفوس حرفی نیست و حرفی نه دولت ایشان را نفی نموده اگر بخوانند با شما بیایند کسی را با ایشان سخن نه انفق را خود مصارف نمودند و از جمیع اموال گذشته ببقا و غلام قناعت نمودند و مومنین علی الله مرقه احسنی با حق هجرت کردند تا آنکه مقرر جس بهاد حصن عکاشه و بعد از ورود ضباط عسکریه کل را احاطه نموده انانما و ذکورا صغیرا کبیرا جمیع را در شش نظام منزل دادند شب اقل

کہ کبیر تودہ در طہران ارادۂ ترمذی نمود و چنانچہ عادت آن بلد است در ہفت شبانہ روز مجلس
مشغول بودہ اند روز آخر مذکور نمودند کہ امر دزدی شاہ سلطان سلیم است و از امر او عیان و
ارکان بلد جمعیت بسیار شد و انظام در یکی از غارت عمارت نشست ملاحظہ می نمود تا آنکہ در حین غارت
خیمہ برپا نمودند مشاہدہ شد صورتی بہیک انسان کہ قاضی عثمان بقدر شہری بنظر می آید از خیمہ بیرون آمد
نہایم نمودند کہ سلطان میاید کہ یہا را بگذارد بعد صورت دیگر بیرون آمدند مشاہدہ شد کہ بجا روبر
مشغول شدند و عقدہ آخری باب پاشی بعد شخص دیگر نداشتند مذکور نمودند جارجی باشی است ناس را
انخبار نمود کہ برای سلام و حضور سلطان حاضر شوند بعد جمعی با شال و کلاہ چنانچہ رسم عجم است و
جسم دیگر بابتہ زین و کیمین جمعی خراشان و میر غضبان با چوب و فلک آمدہ و مقامہای خود ایستادند
بعد شخصی با شوکت سلطانی و اکلیل خاقانی بکمال تجست و جلال تفتہ دم قرۃ و تیوقت آخری آمدہ در کمال وقار
و سکون و تکلیف بر تخت مکتن شد و حین جلوس صدای شیلیک و شیشور بلند گردید و دفان خیمہ و سلطان را
احاط نمود بعد کہ مرتفع گشت مشاہدہ شد کہ سلطان نشسته و زہاد و امراء و ارکان بر مقامہای خود مستقر در
حضور البتہ اند در این اثنا دزد و گزشت آوردند از نفس سلطان امر شد کہ گردن او را بزنند
فی الفور میر غضب باشی گردن آن را زدہ و آب قرمزی کہ شبیہ بخون بود از جاری گشت بعد سلطان بکھنار
بعضی مکالمات نمودہ در این اثنا خبر دیگر رسید کہ فلان سرحد یابی شدہ اند سان عسکریہ ہند فوج
از عساکر باطونجاہ امور نمود بعد از چند دقیقہ ازورای خیمہ اجتماع صدای ہای طوب شد مذکور نمودند کہ حال
در جنگ مشغولند این غلام بسیار متفکر و محنت کہ این چہ اسبابیت سلام منہی شد و پردہ خیمہ را
حائل نمود بعد از مقدار بمیت دقیقہ شخصی ازورای خیمہ بیرون آمد و جبہ در زیر بغل از او سوال نمودم
این جبہ بمیت و این اسباب چہ بودہ مذکور نمود کہ حبیب این اسباب منبطہ و اشیای مشہورہ و سلطان امر
دو زہاد جلال و استیصال و قدرت و امت دار کہ مشاہدہ فرمودید الآن در این جبہ است فوراً الذی خلق
کل شیء بکلمۃ من عندہ کہ از ان یوم جمیع اسباب دنیا بنظر ان غلام مثل آن دستگاہ آمدہ
و میاید و ابداً بعد در خردی و قریب داشتہ و نخواہد داشت بسیار تعجب می نمودم کہ ناس بحسین امورات
نفتار می نمایند مع آنکہ متبقرین قبل از مشاہدہ جلال ہر ذی جلالی زوال آنرا بعین البصیرت ملاحظہ نمایند
ما رأیت شیئاً الا وقد رأیت الزوال قبلہ و کفی بالقد شہیداً و بہر نفسی لازم است کہ این
ایام تقلید را بصدق و انصاف طی نماید اگر بعرض ان حق موقوف نشد اقلاب ہم عقل و عدل و قناعت را نہ
عنقریب جمیع این اشیاء ظاہرہ و خسران مشہورہ و زخارف دنیویہ و عساکر صفوہ و البشہ مرتبہ و نفوس حکیرہ

در حبس قبر تشرفت خواهند برد بمشابه همان حبس و محب این جلال و نزاع و سختی را در نظر اهل بصیرت مثل
لعوب صبیان بوده و خواهد بود اعتبار و لا تسکن من الدنیا بیرون و نیکو کردن از انبساط و دوستان حق
گذشته است چه که جمیع اسیر و مستغایند و ابداً هم از امثال تو توقعی نداشته و ندارند مقصود آنکه سر از فرش غفلت
برواری و بشعور آئی بیجهت متعرض عباد الله نشوی تا قدرت و قوت باقیست در صد و آن باشید که مرضی از مظلوم
رفع نمایند اگر فی الجمله بالنص است ایند و بعضی البتین مشاهده در امورات و اختلافات دنیای فانیب نمایند خود اقرار
مینمایند که جمیع بمنزله آن بانیست که مذکور شد بشو سخن حق را و بدینا معنی و روشو این اشکال که الدنیا
ادعو الی ربوبیه فی الارض بغیر الحق و ارادوا ان یطفئوا نور الله فی بیلاده و یخربوا ارکان البیت
فی دیار که هل تروهم فانصف ثم ارجع الی الله لعلک یکفر عنک ما ارتکبتنه فی الحیوة الماطله
ولو انما فعله بانک لن توفق بذلك ابداً لان ظلمک سعد السعیر و نأح الروح واضطربت ارکان الش
و تنزلت افئدة المقربین ای اهل ارض ندای مظلوم را باذان جان استماع نمایند و در این شکی که ذکر شده
درست تفکر کنید شاید بنابر اهل و هوئی نسوزید و شاید مزخرفه دنیای دینه از حق منوع نگردید
عزت و ذلت فقر و غنا از محنت و راحت کل در مرده است و عنقریب جمیع من علی الارض بقیود راجع لذا
هر ذی بصیرت بنظر باقی ناظر که شاید عنایات سلطان لایزال بملکوت باقی در آید و در ظل سدره امر ساکن گردد
اگر چه دنیا محل فریب و فتنه است و لکن جمیع ناس را در کل حین بفتن اخبار مینماید همین رفتن اب ندایت
از برای این و او را اخبار میدهد که تو هم خواهی رفت و کاش اهل دنیا که زخارف اند و جنته اند و از حق محروم گشته اند
میدانستند که آن کسز یکم خواهد رسید لا ولفن البهقاء احد مطلع من حبه حق تعالی شانه حکیم منائی
علیه الرحمة گفتند پند گیرید ای سیاهپان گرفتار جای پند

پند گیرید ای سپیدتان و مسیده بر سر گذار

و لکن اکثری در نومند مثل آن نفوس مثل آن نفوس است که از سکر خمر نفسانیه باکلی اظهار محبت مینمود
و او را در اغوشش گرفت باو طالع میگردد چون خب بشعور و میداد و فتنی سماء از تیر نورانی نمیشد و مشاهده
که مشوقه و با مشوق کلب بوده غائب و قاصر و نادم بمقر خود بازگشت همچو مدان که غلام را ذلیل نمودی و یا بر او
غالی و مغلوب گئی از عبادی و لکن شاعر نیستی لست ترین و ذلیل ترین مخلوق بر تو حکم مینماید و آن نفس هوئی
است که لا زال در مرده بوده اگر ملاحظه حکمت بالغه نبود ضعف خود و من علی الارض را مشاهده مینمودی. این کتب
عزت امر است لو کنتم تعارفون لا زال انهم لکم که متغایر ادب باشد دوست نداشته و ندارد (الادب
قبضی به نیتا هیاض کل عبادنا المقربین و الا بعضی از اعمال که نیچه دانسته اید مستور است

در این لوح ذکر می شد ای صاحب شوکت ابن الطفال صفار و این فستار باند میر آلائی و سکر لازم
 نداشتند بعد از درود کلی بولی عمر نامی بن باثی بین بدی حاضر الله یعلیها تکلم به بعد از گفتگو با که
 برائت خود و خطیب شماره ذکر نمود این مقام مذکور داشت که اولاً لازم بود پسند محلی حسین نه اینست و غلام
 با علمای محضر مجتمع شوند و معلوم شود و بر این عباد چپ بوده و حال امر از این مقام گدشته و تو بقول خود ماموری
 که ما را با زرب بلاد حبس نهائی یک مطلب خواهش دارم که اگر بتوانی بحضرت سلطان معروض داری که ده دقیقه
 این غلام با ایشان ملاقات نماید آنچرا که محبت میداند و دلیل بر صدق قول حق بیشترند بخوانند اگر من غلام
 اتیان شد این مظلوما را با نه اینست و کمال خود بگذارد عهد نمود که این کلمه را با بلای نماید و جواب بفرستند خبری
 از او نشد و حال آنکه شان حق نیست که بنزد واحد حاضر شود چپ که جمیع از برای اطاعت او خلق شده اند
 و لکن نظر بر این الطفال صغیر و جمیع از آنست که همه از یار و دیار دور مانده اند این امر را مستبول نمودیم .
 و مع ذلک اثری بنظهور نرسید عمر حاضر و موجود سوال نمایند لیظهر لکم الصدق و حال اکثر مریض
 و حبس افتاده اند (ایعلم ما ورد علینا آلا الله العزیز العظیم - و نفس از این عباد در اول ایام
 درود بر حسین علی شتا فتند یکروز حکم نمودند که آن اجساد طست به را بر ندارند تا وجبه کفن و دفن را بپذیرند
 و حال آنکه احدی از ان نفوس چیزی نخواسته بود و از اتفاق در آن حین زخارف و زیویه موجود نبود هر قدر
 خواستیم که بجا و گذارند و نفوسیکه موجودند جل نفس نمایند آنهم قبول نشد تا آنکه بالآخره سجاده بزدند در بازار
 هراج نموده و جبه آن را تسلیم نمودند بعد که معلوم شد قدری از اراضی حصن نموده آن دو جسد طیب را
 در یک مقام گذارده اند با آنکه مضاعف خرج دفن و کفن را احسن نموده بودند قلم عاجز و لسان قاصر که آنچه
 وارده شده ذکر نماید و لکن جمیع این رسوم بآیا در کلام نهی سلام اعذب از شهید بوده ایکاش در کل حین
 حضر عالمین در سبیل الهی و محبت رحمانی بر این فانی بحسب معانی دار و میشد از او صبر و حلم و طلبیم چپ که
 ضعیفید نمیدانید چه اگر ملقت میشدی و تغلب از لغات متضوئه اذ شطرت دم فایز میگشتی جمیع
 آنچپ در دست داری و بان مسروری میگذاشتی و در یکی از غروب محروبه این سخن غظم ساکن میشدی
 از خدا سجوا بکجه بلون برسی تا بحسن و قبح اعمال و افعال ملقت شوی
 والسلام علی من اتبع الهدی

از اشعار مرحوم عندلیب

ہوا الہی

یومِ میثاق است بنگر مالکِ میثاق را

الہی بشارت شاہِ فردوسِ علی آمدہ ، وہ چہ نریب آمدہ ،	بارخی بھیناؤ پاکسوی سودا آمدہ	وہ چہ نریب آمدہ
از طلوع نورِ پیمان شد پامشرِ جدید	برکش چشمیِ حدید	بین کہ اعلیٰ اسفل آمد اسفل اعلیٰ آمدہ
مالکِ ملک ربوبیت نہان اندر شہود	باجنود فضل وجود	ناصرِ پیمان و پنهان ز اہلِ نشا آمدہ
مطلعِ اسماءِ حسنیٰ معنی آتم الکتاب	بود پنهان در حجاب	بنی حجاب امروز با اوصافِ سما آمدہ
شد بدیعِ اول اندر یومِ پیمان جلوہ گر	بارخی ہچمون قمر	ای ملائک سجدہ کادم بدنیا آمدہ
از جلیل آمدنمادی وارثِ نوحِ خلیل	آن خلیل بس جمیل	با عصای موسیٰ د باروچِ علی آمدہ
ماہِ کعبان وجود از کیدِ اخوانِ حسود	شد بچاہِ غم فرود	ایک اندر مصر جان با شور و غوغا آمدہ
شاخہ ثانی روح از وادیِ لوزی نور	با ہزاران جذبِ شور	با دو لقبانِ حسین با نار موسیٰ آمدہ
میزند ناقوس بر بامِ کلیسا این نوا	روحِ صبیٰ از سما	بلکہ گوید روحِ بخشش بس سجا آمدہ
گشت مشرقِ آفتابِ شرب از غارِ روح	با دودِ فروختنِ روح	با حبسِ نو کہ تروہا شاہِ بلحا آمدہ
نقطہ اولیٰ ظهورش اول از شیراز بود	اندر آغوشِ رخ کشود	گرہِ آندریٰ پدید از ارضِ نکا آمدہ
عظمِ طلعتِ ابھی جمالِ ہمیشاں	آن خدای ذوالجلال	جلوہ گر بارِ دگر از وجہِ سما آمدہ
کرد خلیلِ ابنِ اسمعٰل عظمِ اخذِ عہد	با ہزاران جد و جہد	آن شہرِ بامِ ہر ثمر کنون ہویدا آمدہ
تلخ آمد جامِ عہدش گر بکامِ مارقین	در مذاقِ عاشقین	شرتِ شیرین تر از شہدِ مصطفیٰ آمدہ
خصمتِ کبریٰ و تقصیبِ حقیقی را حسود	دستِ او یزی نمود	غافل از این کہین دو وصفِ دلبر آمدہ
شاہِ ما از ابتدا از ارضِ طہ آمد پدید	از ہبہ آمد پدید	ماہِ ما با طلعتِ نورا ز زور آمدہ
بود چندی ہم ہمیشہ شاہِ دہشہرِ کبیر	آن جمالِ بے نظیر	تا در ارضِ سرجماش عالم آرا آمدہ
شہسبِ ابھی گردچون دیزربِ ابھی صعود	منظرِ عینِ الغیوب	مشرقتِ آن نور شد مشرقِ چو بیا آمدہ

ناگهان دیدم که از مغرب برآمد آفتاب	ما کشید از رخ آفتاب	شهر دیگر در جهان زین قصه پیدا آمده	و ده چو زیبا آمده
چون از مغرب برآمد خورشید مغرب مشرق است	هم معنی و بشر قسمت	شخص خود واحد است آفاق شفق آمده	"
مغرب و مشرق یکی شد مربع و مطلع یکی	تا یکی اندر شکی	مغربش من بها این چهره زیبا آمده	"
جلوه شمس بها در جلوه میثاق بین	شورش عشاق می	زانکه معشوق بها با جام صهبا آمده	"
یوم میثاقست بنگر مالک میثاق را	نیر آفاق را	کز سماء سرمدی با صد تحبلی آمده	"
نقض میثاق آیت توحید را اثبات کرد	تا شود معبود فرد	زانکه آن ذات قدیم لازال کمیت آمده	"
در وثائق عاشقان آن شاه جام است	سازگار پیوست	میگسار و غمزدا و روح بخشا آمده	"
آن اثر آمده کمون بود از اصل مستقیم	حال زین فرغ کریم	بین که اثمار لبث افزون را احصا آمده	"
کنز مخزنون بها از مخزن سر وجود	پرده از من بر گشود	لؤلؤ کمون حق سیردن ز دریا آمده	"
میر و مگاه متشکل آن جمال کبیر یا	دین و دل از دست	طلعت قدس بها بهر تماشا آمده	"
ای پسر چون دهم را در کافران کفن نجات	کار ابلهین و غاست	چند گوئی این ظهور امر دبی جا آمده	"
در کتاب عهد و اقدس در خصوص من اراد	مر ترا باشد سواد	نیک بنگر که مراد شاه ابها آمده	"
من ارادش خواند حق او شد مراد حق کرید	اوست یکم یا ترید	لیک با خلق جهان با صد مدارا آمده	"
ای گروه عاشقان صد مژده کز غیب بقا	شد عیان سر خدا	دلبر جانان با رخسار نورا آمده	"
نصعق شد بس کلیم از تابش آن نور پاک	بلکه کیان شد بجا	منذک و صد پاره چندین صخره صفا آمده	"
ای صبا با کسین وادی صیقل بخو	کای گروه نیک خو	باز بن الله پدید از صور صید آمده	"
گوی باریان غلغم گوی غلیفه و فنون	خرق کن پرده فنون	بین که عیسی ز آسمان با کوس و کرنا آمده	"
ای صبا کن عاکفین دیر کرمل را خبر	کای گروه بی بصر	بار عیسی بر سیر این کلیسا آمده	"
سر اعظم روح اگر م زندگی بخش قلوب	طلعت رب الزبور	تا شفا بخشد بر این صفا و علمیا آمده	"
بینوایان را نوا بختد سیر از اسباب	مژده بامان را میات	تا توانان را توان حق و توانا آمده	"
نفسه صود ظهورش تا با مرکا رسید	مژده با را جان دید	جلوه اشراق نورش تا بخارا آمده	"
ای صبا از چین زلفش نفخه بر سوسن چین	کاین نگار نازنین	از برای تحاد خلق دنیا آمده	"
تا شکفت آن نو گل توحید در باغ وجود	بانع را روشن نمود	در شالیش غنایب این گونه گویا آمده	"
آنکه در رد خدا نبشت برهان التلیب	نه جواب ای غلیب	مقت ایزد را که نزد خلق رسوا آمده	"

باید نفس خود را متذکر داشت

ای چشم پر انوار! خطا کار تو نیست
 ای سر! تو منرا زنده عزت و شرفی
 ای نخب زبان! بجب ز شالیش مسرای
 ای گوش! بجب ز راز حداثی مشنو
 ای دل! بمسند حبز پندیده یار
 ای پنج! بسوی مال جهان باز مشو
 ای پای! مپیمای ره آرز و حد
 ای تن! تو بدنیای دنی تکب تمکن
 ای جان! بقضای لامکان جای گزین
 کاین تن که فنا شود سزاوار تو نیست

تقویم بدیع

از یک تا هفت و یک تا نوزده در نوزده ۳۶۱ و چهار ایام ها و بعد از سه سال ۵ روز
 و نام سال و ماه و هفت با سار و صفات الهیه مرتب است -

این تقویم نود و هشت سال است در عالم امر و خلق جاریست و سال بسال بهتر و خست تر مبلوہ می نماید که
 حتی اسال که کاغذ مقوای خوب کیاب و بسیار گرانست لجنه طبع و اشاعت امری با تائیدات الهیه موفق گردیده است که عکس مشرق الاذکار امریکه را
 بر کاغذهای بزرگ سفید براق با اندازه ۵۰ و ۱۳۰ بمرکز رنگ چاپ نماید و تقویم بهائی و میلادی را با مرکب در رنگ و حدود انگلیس در ذیل ایام هفته و نما
 گنبدانیده بر بیت ورق کاغذ طبع و بر کارت متغوش نصب و ترتیب گردیده است که پس از اتمام هر شهر بهائی باید یک ورق از کارت
 جدا نمود پس از اتمام سال عکس مشرق الاذکار امریکه زینت بخش دارالابرار خواهد بود - هدیه آن اگر پیش از این نه است و لکن بلاحظه همینکه
 بهر اعتبار بتوانند بهر نسخه سه میاری نموده بدوستان و نزدیکان خود نیز بدهند - قیمت فقط سنه چهارانه معین نموده است و لکن
 خارج پست آن بعد از مشترکین محترم خواهد بود - طالبین با درس ذیل رجوع نمایند - مثنی لجنه طبع و اشاعت بهائیان هند و برما بهائی آل
 محرابی

ماہنامہ پیامِ مسیحی

نمبر ۵

مئی ۱۹۷۲ء

جلد سوم

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ يَا إِلَهِي

ترجمہ ہے: اے خدا۔ اے میرے معبود!

کَمِ مِنْ كُوفٍ لَصَبْتِ عَلَى الْقَنَاطَةِ فِي سَبِيلِكَ وَكَمِ مِنْ صُدُورٍ اسْتَقْبَلَتْ السَّهَامَ فِي رِضَا
تیری ناد میں بے شمار سر نیزوں پر چڑھا دیئے گئے اور تیری رضا میں بہت سے بے تیروں کا نشانہ بنا دیئے گئے۔

وَكَمِ مِنْ قُلُوبٍ تَشْتَبِكُ لِرِاقَاعِ كَلِمَتِكَ وَانْتِشَارِ امْرُوكِ وَكَمِ مِنْ عَيُونٍ ذَرَفَتْ
اور بڑا کھم بلند کرنے اور تیرا امر پھیلانے میں بہت سے دل جھپٹی کر دیئے گئے اور تیری کلمت میں بے شمار آنکھوں نے

فِي حَبَاكَ - امْسُكْ يَا مَالِكَ الْمُلُوكِ وَرَاحِمِ الْمَمْلُوكِ يَا سَمِيعُ الْأَعْظَمِ الَّذِي جَعَلْتَهُ
آتش بنائے ہیں۔ اے تاجدار بادشاہوں کے مالک! اور غلاموں پر رحم کرنے والے۔ میں تجھ سے اس اہم علم کا واسطہ دیکر راجہ بیت

مَطْلَعُ أَسْمَائِكَ الْكَبِيرَةِ وَمَنْظَرِ صِفَاتِكَ الْغَلِيَّةِ إِنَّ تَرْفَعُ السَّبَحَاتِ الَّتِي حَالَتْ بِكَ
کرتا ہوں ہے تو کھینچنے اسرار سے کا مطلع اور اپنی صفات کا منظر بنایا ہے۔ کہ ان پر دوں کو بتا دے جو تیرے اور تیری مخلوق کے

وَبَيْنَ خَلْقِكَ وَمَنْعَتِهِمْ عَنِ التَّوَحُّجِ إِلَى أَفْتٍ وَحَيْكَ تَمْرَاجِدَ بَهْمِ يَا إِلَهِي بِكَلِمَتِكَ
دوستانِ حاکم ہو گئے ہیں اور انھیں تیری وحی کے آفت کی طرف مشوقہ ہوتے سے۔ دیکھ لکھا ہے پھر اے میرے معبود تو نے اپنے بلند کردہ

الْعُلَيَّا عَنْ شَمَالِ الْوَهْمِ وَالشَّيْءِ إِلَى يَمِينِ الْيَقِينِ وَالْعِرْفَانِ لِيَعْرِفُوا مَا أَرَدْتَ
کے ذریعے انھیں وہم و شبہ کی! جس جانب سے یقین و عرفان کی دائیں جانب کھینچ لے تاکہ جو کچھ تو نے اپنے فضلِ کرم سے ان کے لئے

لَهُمْ مَجْدُوكَ وَبِفَضْلِكَ وَيَتَوَجَّهُوا إِلَى مَظْهَرِ امْرُوكَ وَمَطْلَعِ آيَاتِكَ يَا إِلَهِي أَنْتَ الْكَرِيمُ
پسند فرمایا ہے اس سے واقف ہو جائیں اور تیرے منظر اور مطلع آیات کی طرف متوجہ ہوں۔ اے میرے معبود تو نے بڑا فضل کرم کیا

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ لَا تَمْنَعُ عِبَادَكَ عَنِ الْبِحْرِ الْأَعْظَمِ الَّذِي جَعَلْتَهُ حَامِلًا لِلثَّالِي عَلَيْكَ
کرم ہے۔ اپنے ہندوں کو اس بھراؤ سے محروم نہ رکھو۔ جسے تو نے اپنے علم و حکمت کے جواہرات کو بحیرانِ شکر بنا کر

وَحِكْمَتِكَ وَلَا تَحْزَنْهُمْ عَنْ بَابِكَ الَّذِي فَتَحْتَ عَلَى مَنْ فِي سَمَوكَ وَارْضَكَ أَيُّ دَبٍّ لَا تَنْدَبُهُمْ
اور انھیں اپنے اس دے سے دودھ نہ کرنا کہ زمین و آسمان کے رہنے والوں کے لئے کھول رکھا ہے۔ اس پر دودھ نہ۔ ان لوگوں کو اپنی

بِالْفَضْلِ الْأَعْظَمِ لَا يَفْرُونَ وَغَيْرُ بَنِي عَمَّا هُوَ خَيْرٌ لَهُمْ فَمَا خَلَقَ فِي ارْضِكَ نَازِلِي الْبَهْمِ يَا إِلَهِي لِمَخْلَقَاتِ
حالت پر اچھوڑ کیونکہ وہ نادان و بے خبر ہیں۔ اور وہ اس چیز سے بھاگتے ہیں جو ان کے لئے دنیا کی تمام چیزوں سے ستر ہے۔ اسے بکر

اعِينَ الطَّافِكِ وَمَوَاهِيكَ وَخَاصِمَهُمْ عَنِ النَّفْسِ وَالْهَوَى لِيَتَقَرَّبُوا إِلَى أَفْئِكَ الْإِعْلَى وَيَجِدُوا
معبود! الطفت و کرم سے ان پر اپنی مہربانی کی نظر فرما اور انھیں نفس و ہوی کی تہ سے آزاد کر تاکہ وہ تیرے حق، علی کی طرف پہنچ کر خوش رہیں

حَلَاوَةَ ذِكْرِكَ وَلَذَّةَ الْمُنَاسَةِ الَّتِي تَنْزِلُ مِنْ مَآوِشِيَّتِكَ وَهُوَ أَوْفَضُكَ لِمَنْزِلِ حَاظِكُمَا
اور تجھ سے ذکر کی لذت پائیں اور اس طوافِ محبت کا مزہ چھیں جو تیری شینت کے آسمان اور زمین کے تقاضے سے نازل ہوا ہے۔ تیرا کرم ہمیشہ

الْمَكْنَنَاتِ وَبَسَبَقَتْ رَحْمَتُكَ الْكَامِنَاتِ - لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۵۵۵
نامِ جہان پر مخیر ہے اور تیری رحمت تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہے۔ اے غفور - رحیم - بڑے سوا کوئی معبود نہیں۔

شرعیات اتحاد

اعلموا ان الشرائع قد انتهت الى الشريعة المستعينة من البحر الاعظم اقبلوا اليها
نوب سجدہ کہ تمام شریعتیں بحر عظیم سے نکلنے والی شریعت پر منہمی ہوئی ہیں۔ ہمارے حکم سے اس شریعت کی
امراً من لدنا اتاھنا حاکمین۔ انظر العالم کھیکل انسان اعترفتہ
طوت متوجہ ہو جاؤ۔ بلا شک ہیں حاکم ہیں۔ تمام عالم کو ایک ہیگل انسان کی مانند دیکھو۔ اسے کئی بیاریں
الامراض و بزرگہ منوط با اتحاد من فیہ اجتماع علی ما شرعناہ لکم ولا تتبعوا
ما من ہمتی ہیں۔ اور اس کی صحت و شفا اہل عالم کے اتحاد سے وابستہ ہے۔ ہم نے جو شریعت تمہارے لئے متوجہ
سبل المختلفین ۵ کتاب بین ص ۶

کی ہے اس پر مجب ہواۃ ادا اختلافات چھیلانے والوں کی راہوں پر نہ چلو۔

ات ربکم الرحمن یحب ان یرئی من فی الارض کفمن واحد وھیکل واحد
تمہارا پروردگار ہر بان تمام اہل میان کو ایک ہی جان اور ایک ہی جسم کی امتد شخہ دیکھنا پسند کرتا ہے۔
اعتنموا فضل اللہ ورحمته فی ہذہ الایام اتی ما رأت عین الابداع شبھھا
خدا کے فضل و رحمت کو ان دنوں میں غنیمت سمجھو جن کی مثال چشم عالم نے اب تک نہ دیکھی تھی۔ مبارک ہے
طوبی لمن نبذ ما عندا ابتغاء ما عند اللہ نشہد انہ من الفاضلین (ص ۷)

وہ انسان جس نے خدا کی پسندیدہ چیز کے لئے اپنی پسندیدہ چیز کو چھوڑ دیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ کامیاب گنوں میں سے ہے۔
قد جاء العلام لبحی العالم وشیخ من علی الارض کلھا سوون یغلب ما اراد اللہ وترى
یہ مسئلہ عالم کو زندہ کرے گا ہے اور تاکہ تمام روئے زمین کے لوگ متحد ہو جائیں۔ جو کچھ خدا نے چاہا ہے وہ غالب ہو کر رہے گا
الارض جنة الاعلیٰ کذا ذک رتم من قلعہ الامر علی لوح قویمہ (ص ۸)

اور تو سر زمین کو جنت الہی دیکھو۔ تم امر سے لوح قوم پر ای طرح ثبت ہوا ہے۔

اتخذوا یا صلا الارض با اتحادکم تنفطر سماء الظلم و تنصق الاصلنام (ص ۹)

اے سر زمین کے گروہ! متحد ہو جاؤ۔ تمہارے اتحاد سے ہی ظلم کا آسمان پارہ پارہ ہو جائے گا اور بت بے حواس ہو جائیں گے۔

قد مرت نسانم الفضل وحملت الاشياء وكان الله على ما اقول شهيدا - سوف
فضل کی خوشگوار ہوا میں چل پڑی ہیں اور ان کے ذریعے اشیاء بار بار جڑ گئی ہیں - خدا میری بات کا گواہ ہے - غریب
يظهر من كل شيء ما نقرح به افئدة الموحدين اذا شاهد المشركين يفرون
ہر چیز سے وہ کچھ ظاہر ہوگا جس سے مومنین کے دل خوش ہو جائیں گے - تب تم دیکھو گے کہ مشرکین دائیں بائیں بھاگتے پھرتے
عن اليمين والشمال ولن يجدوا مفرًا امينا (ص ۱۹۶)
میں اور کوئی امن کی جگہ نہ پائیں گے۔

اتخذوا في حب الله هذا خير لكم مما خلق في الاكوان (ص ۳۵۵) کتاب میں
تم مذکور کی محبت میں تمہارا جو - یہ بات تمہارے لئے عالم ہستی کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

ان کتاب اقدس اللہ اراد ان يؤلف بين القلوب ولو باسباب السموات والارضين - انياكم
اقدس اللہ اراد ان یؤلف بین القلوب ولو باسباب السموات والارضين - انیاکم
خدا تمہارے دلوں کو ملانا چاہتا ہے - اگرچہ آسمانوں اور زمینوں کے اسباب کے ذرائع سے ہو - خبردار !
ان تعرفتكم مشونات النفس والهوى ككونوا كالاصابع في اليد والاركان للبدن
نفس وہوئی کی حالتیں تمہیں پر اگندہ نہ کریں - ہاتھ کی انگلیوں اور جسم کے اعضاء کی طرح متحد ہو جاؤ
كذلك يعظكم قلم الوحي ان انتم من الموقنين - (ص ۱۹۶)

تم دہی تمہیں اسی طرح نصیحت کرتا ہے - اگر تم اہل ایمان میں سے ہو تو یقین کرو۔

عاشروا مع الاديان بالتزود والتزجان ليجدوا منكم عرفت الرحمن (ص ۳۹)
تمام اہل ادیان کے ساتھ فراخ دلی اور خوشی سے زندگی بسر کرو تاکہ وہ تم میں رحمن کی خوشبو پائیں۔

قد منعتم في الكتاب عن الجدال والتزاع والضرب وامثالها عتاً تحزن به (الفائدة)
تمہیں کتاب اللہ میں لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ اور ایسا سب باتوں سے منع کر دیا گیا ہے جن سے صبر اور دل
والقلوب (ص ۳۹)
غمزہ ہو جائیں۔

لا ترضوا لاحد ما لا ترضونكم لانفسكم اقضوا الله ولا تكونن من المتكبرين (ص ۳۹)
تم کسی کے لئے بھی بات پسند نہ کرو جسے اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور تکبروں میں سے ہرگز نہ بنو۔
يا اهل الارض لتجعلوا دين الله سبباً لاختلافكم انه نزل بالحق لاتحاد من في العالم
اے زمین کے لوگو! تم خدا کے دین کو اپنے اختلاف کا ذریعہ نہ بناؤ۔ خدا کا دین تو فی الحقیقت اتحاد اہل عالم کے لئے نہیں

اقضوا الله ولا تكونوا من الجاهلین (ص ۳۹)

مہربان۔ خدا سے ڈرو اور جاہلوں میں سے نہ بنو۔

طوبی لمن یحب العالم خالصاً لوجه ربہ الکریم (۶۲)

اس شخص کو مبارکباد جو محض اپنے پروردگار بزرگ کی رضا کے لئے تمام عالم سے محبت رکھتا ہے۔

قد جئنا لانتحاً دمن علی الارض واتفاقهم بشہد بذلک ما ظہر من بحی بیانی باین

ہم نام اہل جہان کے اتحاد اتفاق کے لئے آئے ہیں۔ جو کچھ میرے بیان کے سمندر سے میرے بندوں میں ظاہر ہوا ہے

عبادی ولکن القوم اکثرهم فی بعد مقبین (۶۳)

وہ اس بات کا گواہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہایت ہی دوری میں پڑے ہوئے ہیں۔

تسکوا بما ینتفع بہ انفسکم و اهل العالم کذلک یا مرمکم مالک القدام

تم ان کاموں کو اختیار کرو جن سے تمہارے نفوس اور تمام اہل عالم فائدہ اٹھائیں۔ مالک قدم جو اسم اعظم کے ذریعے

الظاہر بالاسم الاعظم انہ لہو الامر الحکیم (۶۴)

ظہور فرما رہا ہے تمہیں اسی طرح حکم دیتا ہے۔ یقیناً وہی امر حکیم ہے۔

قل یا ملائ الارض ستا للہ قد ظہر اللوح المحفوظ وانہ یمشی بین عبادہ ویقول ہذا یومکم

کہہ دے اے روئے زمین کے لوگو! مذاک قسم لوح محفوظ جلوہ گر ہے اور وہ اپنے بندوں میں موحرام ہے اور یوں

وعدتم بہ فی کتب اللہ من قبل اتقوا اللہ ولا تتبعوا کل مشران مرتاب (۶۵)

گویا ہے کہ یہ وہی دن ہے جس کا وعدہ پہلے سے تمہیں کتاب میں دیا گیا تھا۔ مذا سے ڈرو اور کسی مشرک مرتاب کی پیروی نہ کرو

قل یا ملائ الارض اتقوا اللہ ولا تتبعوا اھواکم اسرعو الی البحر الاعظم الذی مایج بین العالم

کہہ دے اے روئے زمین کے لوگو! مذا سے ڈرو اور اپنی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اس بحر عظیم کی جانب جلد چلو جو تمام دنیا کا

بسلطان غلب العلمین (۶۶)

ایسی قوت سے سربزن ہے کہ تمام جہازوں پر غالب آگئی ہے۔

قل یا ملائ الارض تالللہ قد جرت سفینۃ اللہ علی بحی المبیان وانھا تتم علی السبر

کہہ دے اے روئے زمین کے لوگو! مذاک قسم کشتی الہی بیان کے سمندر میں چل رہی ہے اور وہ میدان اور سمندر

والبحر لو انتم من العارفین۔ (۶۷)

میں کیساں جتنی چلی جا رہی ہے۔ کاش تم بھی عارفوں میں داخل ہو جاؤ۔

آسمانی بادشاہت کی ضیافت

یہ روٹی ہم کو ہمیشہ دیا کر (یوحنا ۶) اور میرے پیچھے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا ہے میں سے کچھ کھو نہ دوں بلکہ اسے آخری دن پھر زندہ کروں۔ (یوحنا ۶)

قرآن مجید اور کتاب مقدس کے عہد قدیم اور عہد جدید دونوں سے مادہ آسمانی واضح دکا شکار ہے کہ خداوند عالم نے تمام قومیں کیلئے ایک مادہ آسمانی نازل کر کے کما وعدہ فرمایا تھا۔ قرآن مجید میں ایک سورت المائدہ کے نام سے موجود ہے جس میں کہنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے مادہ آسمانی نازل فرماتے کی درخواست کی تھی کہ مجھ کو انہیں یوحنا میں آتے ہے کہ حج کے ماننے والوں نے کہا کہ آئے خداوند: یہ روٹی ہم کو ہمیشہ دیا کر۔ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر فرمایا ہے کہ حواریوں نے مادہ آسمانی کے لئے درخواست کی تو حضرت مسیح نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا

قال عیسیٰ ابن مریم اللہم { عیسیٰ بن مریم نے کہا اے ہمارے
ربنا انزل علینا مائدة { ترقی پنے والے خدا۔ ہمارے لئے وہ آسمانی
من السماء تسکون لنا عیدا { مادہ نازل فرما جو ہمت اٹھے اور کھیلے
لاؤنا و احزننا و ائیه منک { سب جو کچھ خوشی کے ساتھ بار بار ملے اور
قال اللہ اتی منزلہا علیکم { یہ ارشاد ہو۔ خدا نے فرمایا۔ میں تم پر
فمن یتکفر بعد فتنائی { مادہ آسمانی ضرور نازل کر دوں گا۔ اس کے
اعدائہ عدا اباً لا اعدائہ { نازل ہونے پر جو لوگ انکار و ناشکری
احداً من العلمین { کرینگے میں انہیں ایسا عذاب دوں گا
(پک المائدہ ۷۴) جیسا تمام عالم میں سے کسی کو نہ دوں گا۔
وعدہ الہی کے مطابق مادہ آسمانی خود ظہور مسیح کی صورت میں مسیحی قوم کا

عہد قدیم میں دلا { مقدس پیسپروں اور پاک صوفیوں نے آج سے کئی ہزار سال پہلے خبریں دی تھیں کہ خداوند عالم تمام قوموں کے لئے دعائی دسترخوان بچا ہے گا۔ و لیضع رب الجنود لجميع الشعوب فی هذا الجبل و لیعملة سماء۔ اور رب الافواج اس پہاڑ پر ساری قوموں کے لئے قربانوں سے ایک ضیافت تیار کرے گا۔ (یسایہ ۶۵: ۱) عہد جدید میں دلا { اور پورب کچھ۔ اتر۔ دکن سے لوگ خدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ (یوحنا ۶)

اور میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے پورب اور کچھ تم سے آکر ابراہیم اور یحییٰ اور یعقوب کے ساتھ آسمانی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ (متی ۱۸)

روحانی خوراک { فانی خوراک کے لئے نعمت نہ کرو۔ بلکہ اس خوراک کیلئے جو ہمیشہ کی زندگی بھرتی ہے جسے ابن آدم تمہیں دیا کیونکہ باپ یعنی خدا نے اسی پر بھری ہے۔ (یوحنا ۶)

حقیقی روٹی۔ خدا کی روٹی { میرا آپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے زندگی کی روٹی۔ آسمانی روٹی { کیونکہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اتر کر دنیا کو زندگی بخشی ہے (یوحنا ۶) یہ وہ روٹی ہے جو آسمان سے اترتی ہے تاکہ آدمی اس میں سے کھائے اور نہ مرے۔ میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اترتی۔ اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو اب تک زندہ رہیگا۔ (یوحنا ۶) جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا (یوحنا ۶) میں تم سے سچ کچھ کہتا ہوں کہ جو ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے (یوحنا ۶) انھوں نے اس سے کہا کہ اے خداؤ

انگوں کو بھی عطا ہوا۔ جیسا کہ آیات انجیل سے ثابت ہے اور پچھلوں کو ظہور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ادب پھر حضرت باب اد حضرت بیکار اللہ کے ذریعے وہی مادہ آسمانی دیا گیا۔ جیسا کہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ جو کچھ خدا نے مجھے دیا ہے میں اس سے کچھ کھو نہ دوں گا۔ بلکہ آخری دن اسے پھر زندہ کر دوں گا۔ اور خدا سے درخواست کی تھی کہ یہ مادہ آسمانی ہمارے پچھلے لوگوں کے لئے بھی خوشی کا باعث ہو۔ اور یوں کچھ انھیں ملے۔

اور معلوم ہو چکا ہے کہ اس مادہ آسمانی سے مراد وہ روحانی نور ہے جو حقیقی زندگی بخشی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ یہ مادہ آسمانی ابن آدم میں دے گا۔ سو اب وعدے کے مطابق ابن آدم کا ظہور ہو گیا ہے اور اس نے دنیا کو وہ مادہ آسمانی دیا ہے جس کا وعدہ اور انتظار تھا۔ خداوند عالم فرماتا ہے :-

قُلْ تَدْعُوْنِیْ اِلَی الْمَحْشَرِ ۚ
ظُلُلُ الْاَنْوَارِ لَیْسَ لَیْلِ الْکَوْنِ
مِنْ نَّفْعَاتِ اَسْمَاءِ الرَّحْمٰنِ
وَسَيُتَّخَذُ الْعَالَمُ وَیُجْتَمِعُوْنَ
عَلٰی هٰذِهِ الْمَادَّةِ الَّتِیْ
نَزَلَتْ مِنْ السَّمَاءِ -
(کتاب سین ص ۱)

کہدو۔ روشنیوں کے سایوں میں ہو کر وہ مالک دنیا آ پہنچا ہے تاکہ عالم حق کو اپنے اہم رحمن کے نفعات سے زندہ کرے اور تمام عالم انسانی متحد ہو جائے اور سب لوگ اس مادہ روحانی پر جمع ہو جائیں جو آسمان سے اتر رہا ہے۔

وَنَزَلَتْ مَادَّةُ الْعُرْفَانِ
مِنْ سَمَاءِ الْفَضْلِ اِنَّ
کُنْتُمْ تَفْقَهُوْنَ (سین ص ۱)

اور مادہ عرفان آسمانی فضل سے نازل ہوا ہے۔ تم حقیقت فہم ہو تو سمجھ لو۔

اِنَّا کُنَّا اَنْتَ کَفَرٌ وَابْتِغَمَ
اَللّٰهُ بَعْدَ اَنْزَالِهَا هٰذَا
خَلْقَ لَکُمْ فَمَاعَدَکُمْ

خبردار! جب خدا کی نعمت نازل ہو چکی تم ہی کی ناشکری نہ کرنا۔ یہ تمہارے لئے تمہاری سب چیزوں کے

اِنَّتُمْ سَیْفٌ خَیْ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ یَبْقٰی اِنَّتُمْ
هُوَ الْحَکَمُ عَلٰی مَا
یَسْمِعُ (کتاب سین ص ۱)

بہتر ہے کہونکہ تمہاری یہ چیزیں تو فنا ہوجائیں گی اور خدا کے پاس کی نعمت لازوال ہے۔ یعنی خدا اپنے ہر ارادہ پر حاکم ہے۔

قانون قدرت یہی ہے کہ جب کوئی قوم مادہ آسمانی کی بے تدبیری کرتی ہے تو دنیاوی نعمتیں بھی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں بھی فرمایا کہ اس مادہ آسمانی کے نازل ہونے پر جو لوگ انکار اور ناشکری کریں گے انھیں عذاب دیا جائے گا جو تاریخ دنیا میں اپنی نظیر نہ رکھتا ہوگا۔ آج خداوند عالم سناتا ہے :-

طُوًی الَّذِیْنَ عَرَفُوْا النُّوْرَ
وَسِعُوا لَیْلَہٗ اِذَا هُمْ
فِی الْمَلٰٓئِکُوْۤتِ یَا کُلُوْنَ وَا
یَشْرَبُوْنَ مَعَ الْاَصْفِیَّاءِ
وَسُوْرَ لَکُمْ یَا اِبْنَاءَ الْمَلٰٓئِکُوْۤتِ
فِی الظُّلُمٰتِ - (لوح ۱۱)

بارک ہیں وہ جنھوں نے نور کو پہچان لیا اور دوسرا عرصہ اس کی طوت بڑے تو دکھو وہ میرے برگزیدوں کے ساتھ آسمانی اوشا میں کھا پی رہے ہیں۔ اور اے آسمانی دشمنوں! یا ابناء الملکوت بادشاہت کے فرزندو! ہم تمھیں تاریکی میں ڈال دیا کرتے ہیں۔

خداوند عالم گواہ ہے کہ حضرت مسیح نے جو کچھ کہا تھا وہ پورا ہوا اور ہر روز ابن آدم بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان سے آگیا ہے جیسے پہلے بھی آسمان ہی سے آیا تھا۔ وہ اپنے جلال کے تحت پر بیٹھ گیا ہے۔ فرشتے اس کے ساتھ آئے ہیں۔ نہ گئے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بلج چکا ہے جو اس کے برگزیدوں کو آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کر رہے ہیں۔ مگر انھوں نے کہ جو آسمانی بادشاہت کے فرزند بننے سے اور حضرت مسیح اور دیگر نبیوں کی معرفت ایک عظیم شان آسمانی بادشاہت کے شرف و شہرت بنائے گئے تھے مسیح کے الفاظ میں ان کے دل خوار اور لاشہ بازی اور اس دنیا کی فکروں سے سست ہو گئے اور انھوں نے مادہ آسمانی اور

دین خداوندی سے اپنے آپ کو غافل و محروم کر لیا۔ وعدے کے مطابق آنے والا دلت ان پر پھندے کی طرح باگہاں۔ ان پر بلکہ سب روئے زمین کے باشندوں پر ان پر ٹپا ہے۔ کاش اب ان لوگوں کو ہونے والی تباہیوں سے بچنے اور ابن آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدور عمل ہو۔ اس دلت ایسی بڑی مصیبت ہے کہ دنیا کے شروع کر انک نہ ہوئی تھی۔ اب زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹ رہی ہیں۔ اور میرے بھائی آسمان کی ایک طرف سے کو نہ کر دوسری طرف جھکتی ہے۔ دلچسپی ہی ابن آدم سرزمین مشرق ایران سے نکل کر سرزمین قدس میں میں ظاہر و جلوہ گر ہوا۔ مگر جیسا کہ لکھا تھا اس نے بہت دکھ اٹھائے اور اس زمانے کے لوگوں نے اسے روکیا۔ سچ کو جو کچھ اور باتیں کہتی تھیں جن کی برداشت اس دلت لوگ نہیں کر سکتے تھے اب سچائی کا روح دنیا میں اگر تمام سچائی کی راہ دکھا رہا ہے۔ اور ماں جیسا کہ سچ نے فرمایا تھا خدا کی بادشاہت ظاہری و دنیاوی طور پر نہیں آئی بلکہ رعوں پر حکومت خدائی بادشاہت ہے جو سرست بہادر اللہ کے ذریعے نمودار ہو رہی ہے۔

اس روحانی اور الہی سلطنت سے دوگردانی کا اثر یہ ہوا ہے کہ انسان کے دل کا باطنی فساد جنگ اور قتال کی شکل میں رونما ہے۔ دنیا آگ میں جھلس رہی ہے۔

مسیحی توصل کے گزرتا ظلت ہو جانے کی خبر خود حضرت مسیح نے یوں دی تھی "میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتر سے پورے پیچھے سے آکر ابراہیم، اسحق اور یعقوب کے ساتھ آسانی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہو گئے مگر بادشاہت کے بیٹے اندھیرے میں ڈسے جائیں گے۔ (متی ۲۳) جب تم ابراہیم، اسحق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا مہوا دیکھو گے۔ (لوقا ۱۳)

میں تم سے کہتا ہوں بہتر سے داخل ہونے کی کوشش کر چکے اور نہ چوسکیں گے۔ (لوقا ۱۳)

سوداغات سے ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ آج آشکارا ہو گیا۔ عیسائی اقوام کو مسیح کے ذریعے آسانی مائدہ دیا گیا۔ ہمیں نرم دلی، عفو، رحم، محبت سب سے بڑی چیز تھی مگر ان اقوام نے اس مائدہ آسانی کو بڑی طرح ٹھکرا دیا ہے۔ پھر دوبارہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مائدہ روحانی عطا ہوا۔ مگر سچی اقدام نے اسے قبول نہ کیا۔

اب حضرت باب اور حضرت سببا اللہ کے ظہور میں پھر بھی نازل ہوئی ہے اور مائدہ آسمانی نہایت خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے جس اتحاد عالم اور عالمگیر صلح و امن اور محبت و نفع بشر خالص میں لیکن ان اقوام نے اس مائدہ آسانی کی قدر نہ کی۔ اور بے پروائی سے منہ پھیر لیا۔ تب خداوند عالم نے وہی کیا جو سببا لکھا تھا کہ مائدہ آسمانی نازل کرنے کے بعد جو لوگ انکار و ناشکری کریں گے میں انھیں اباسکت خدا دوں گا کہ جیسا دنیا میں کسی کو نہ دیا ہو۔ آج تمام جہان کی آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟

موجودہ جنگ عالمگیر عذاب ہے اور یہ سچی اقوام کے اندر سے ہی اٹھا ہے اور وہ آپس میں الحجہ کر عذاب و ہلاکت میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ تمام دنیا متفقہ طور پر مان رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ تاریک عالم میں ایسے عذابِ عظیم کی تکرار نہیں ملتی۔ روحانی نعمت کے انکار کرنے پر دنیا کی ظاہری نعمتیں فنا ہو جاتی ہیں اور دنیا حیران ہے۔ قدرت الہی عجیب شان دکھا رہی ہے۔ فرمایا تھا۔

"جیسے کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں

ملائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی دنیا کے آخر میں ہوگا؟

(متی ۱۳)

قوم اور وطن اور زبان کے نام جس قدر تعصب اور فرقہ وارانہ خیالات ہیں۔
مسکادیں۔ نسبت کی روح سے سرشار ہو کر آسانی بادشاہت
کی ضیانت میں آئیں۔ اس مکرّم زمانے کی قدر و منزلت کو
پہچانیں۔ اور اس ظہور کی برتری و عظمت کو سنانت کریں۔
اور آج کے مادّہ آسانی سے بہرہ یاب ہوں۔ والسلام۔

پس اب اہل دنیا کو چاہئے کہ وہ مذاہنہ عالم کی رضا تلاش
کریں۔ گناہوں سے باز آئیں۔ دین کی حقیقت کو سمجھیں۔ تمام مظاہر
کی صداقت کو قبول کریں۔ اس مادّہ آسانی کو حاصل کریں جو آج
آسانیِ فضل سے نازل ہوا ہے۔ اتحاد عالم کا پروگرام جو قلم قدرت
نے لکھا ہے سب کو چاہئے کہ اسے جاری کریں۔ مذہب اور

عصر حاضر کا روشن پہلو

یہ سزمینِ عرصہ محشر ہے ان دنوں
اجلاس میں علامتِ داود ہے ان دنوں
روزِ ازل سے دھوم تھی جس کے ظہور کی
اُس دلربا کی دیدِ میسر ہے ان دنوں
ارض و سما جس بدل کرئے ہوئے
دُنیا کے عشقِ عالمِ دیگر ہے ان دنوں
فرقت کا دورِ ختم ہوا۔ عاشقو! چلو
بزمِ وصالِ یارِ مَنور ہے ان دنوں
اے تشنگانِ آبِ بقا! اذنِ عام ہے
خودِ منتظر وہ ساتھی کوثر ہے ان دنوں
پھیلی ہوئی ہے گلشنِ دلدار کی مہک
عُشاق کا دماغِ معطر ہے ان دنوں
انسانیت کے گھر میں اخوت کا دورِ ہر
آپس میں ایک ایک بھادر ہے ان دنوں

دنیا بھر میں آگ بھڑک رہی ہے

کر دیتے ہیں۔ اہل ناروغزمن ہستی میں آگ لگا دیتے ہیں۔ لندی خود روشن ہو کر دوسروں کو روشن کر دیتے ہیں۔ لندی آپ جلتے اور دوسروں کو جلاتے ہیں۔ انہیں آگ والوں کا ذکر خداوند عالم نے یوں فرمایا ہے کہ خود ان کے دلوں پر آگ مشتعل ہوئی ہے اور ان میں آگ بھری ہے (سورہ فرقان) یہی ان کی آتش باطن جب نور سے بھر لگتی ہے تو بے شمار دلوں کو جلا ڈالتی ہے۔ لہٰذا ان کو بچونک دینی ہے اور قسم قسم کے آتش گیر باتوں میں نمودار ہو کر انسانوں کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے یہی آگ نار الحرب یا آتش جنگ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور بگڑے میں فساد برپا کرتی ہے۔ خداوند عالم ہمیشہ آتش فساد کو بجھانے کا سام کرنا ہے۔ پیپر کو بجھتا ہے اور آگ میں پڑے ہوئے جھوک کو باہر نکالا لیتا ہے۔ لیکن بہت سے انسان نور سے بھاگتے ہیں اور نار ہی میں رہنا چاہتے ہیں۔ وہ کئی خیر خواہ کی آواز نہیں سنتے۔

عصر حاضر میں خداوند عالم نے حضرت بہاء اللہ کے ذریعے تمام شامان عالم اور اقوام عالم کو عدل و انصاف اور اتحاد و اتفاق کی تاکید فرمائی۔ بارہ افضل الابرار میں چھا جگت و وحدت کی تعلیمات دیں۔ بادشاہوں کو عام طور پر اور بڑے بڑے بادشاہوں کو خاص خاص طور خطاب فرمایا۔ تمام قوموں کے علماء اور لیڈروں کو مخاطب فرما کر اصلاح و تعمیر عالم کے احکام دیئے۔

حضرت عبدالبہاء نے تقریر اور تحریک کے ذریعے اور نظریات یورپ۔ جرمنی۔ فرانس۔ امریکہ میں تشریف لے جا کر یونیورسٹیوں میں

انسان کی قوت خیال جب روحانیت سے لبریز ہوتی ہے تو انسان نورانی ہوتا ہے اور جب انسان میں غیض و غضب اور تعصب کی آگ بھڑکتی ہے تو وہ تاری ہوتا ہے۔

جو انسان قہر و غضب اور حرص و کاذب نفس و حسد میں سراپا آتش ہو جاتے ہیں۔ انکا ریح میں جوش دکھاتے ہیں۔ بدگلی میں سرگرم ہوتے ہیں وہ شیطان کہلاتے ہیں۔

جو انسان حق پرست ہوتے ہیں اور اطاعت الہی میں خوشی سے مستعد ہوتے ہیں ادنیکیوں میں سبک دہ جاتے ہیں وہ فرشتے بن جاتے ہیں۔

بادشاہوں سے جو پہلی کمی لہر چلتی ہے وہ مختلف مشینوں میں مختلف کام کرتی ہے۔ وہی لہر جب بلب میں آتی ہے تو روشنی پھیلاتی ہے۔ وہی لہر جب کسی برقی چولے کے تاروں میں پہنچتی ہے تو آگ بن جاتی ہے جس سے ہر طرح کے کھانے پکائے جاتے ہیں۔ کہیں بجلی کی لہروں سے مریضوں کے جسم میں نئی زندگی کی حرارت پیدا کی جاتی ہے۔ کہیں بجلی کے ذریعے تختہ موت پر مجرموں کو فنا کے گھاٹ اتارا جاتا ہے۔ برقی لہر سے ہی جگہ جگہ خاموشی بلی گرم کیا جاتا ہے اور اسی سے جگہ جگہ برف آب بنایا جاتا ہے۔

اسی طرح ادوار انسانی اپنے اپنے خواص و اعمال کے لحاظ سے الگ الگ اثر دکھاتی ہیں۔ انہیں اعمال کی بناء پر ان کی فطرت نور یا کیفیت نار ان میں نمودار ہو جاتی ہے۔ نورانی انسان دنیا کو نمودار

کے سبب بہترینوں کی محبت ٹھنڈی پڑ گئی ہے مگر سامنے ہی آسمانی بادشاہت کی خوشخبری کی سادہ تمام دنیا میں ہو رہی ہے جو سب قوموں کے لئے گواہی اور خدائی نشان ہے۔

عہد قدیم کے نبیوں کی معرفت بھی خداوند عالم نے فرمایا تھا کہ آخری دلوں میں انہاں رحمت بڑے بڑے دنیا ظہور دکھائے گی وہاں اہل حجاب پر نصرت، وقہر کا نزول بھی بڑے زور سے ہوگا۔ ایسا کہ سارے انسان بھر بھر جائیگے۔ اور خداوند عالم نے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا تھا کہ خورنیزی کے ذریعے انھیں مرزا دول کا اور یکہ ان پر آگ اور گندہ حک برساؤں گا۔ نیز فرمایا تھا کہ میں اجماع پر اور ان پر جو چیزوں میں بے پروائی سے سکوت کرتے ہیں ایک آگ بجھو گا۔ (درخشاں ص ۱۲)

قرآن مجید میں بھی اس آگ کی خبر دی گئی تھی،

یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ قیامت میں فتنائے عالم نہ ہوتی۔ اور جب قیامت میں فتنائے عالم نہیں ہے تو آیات قیامت اسی دنیا سے ظاہر کتنی ہیں۔ یہ تمام مفصل دلائل سے کوکب ہند۔ بیہائی میگڈین اور پیا مبر میں ثابت کر چکے ہیں۔ اسی لئے یہاں دہرائے کی ضرورت نہیں۔ پیش لکے مضمون کی مناسبت ہم سوئے نگیر اور القادہ اندج کی آیات لکھتے ہیں جن میں یہ بھی ذکر ہے کہ دریاؤں میں بھی آگ لگائی جائے گی۔ دنیا میں سخت آگ بھڑکائی جائے گی۔ شہروں میں آگ لگا کر بھونک دیا جائے گا۔ اب ہم تمام آیات ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ جب آفتاب اسلام لپیٹ لیا جائے گا۔ اِذَا النُّجُومُ انْكَرَتْ۔ جب ستارے یعنی علماء بے نور ہو جائیں گے۔ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ۔ جب قوی دل مومنین اور احکام دین اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جائیں گے وَاِذَا الْعُشُورُ عَلَّتْ۔ اور جب دس مہینے کی عداوتیں نا قابل اہست قرار دی جائیں گی۔ جو کسی زمانے میں اہل عرب کے نزدیک

قویوں کے اداروں۔ عبادت گاہوں میں سب کو عام خطاب کر کے وحدت و یکگت اور عالمگیر صلح و اتحاد کے احکام الہی پہنچائے۔ ہزار اوروں نے حضرت عبداللہؐ کی آواز پر لبیک کہا۔ لیکن اکثر لوگ غفلت میں ہی چور رہے۔

حضرت عبداللہؐ نے پہلی جنگ عظیم سے قبل دنیا کو خطرہ جنگ سے آگاہ فرمایا تھا۔ اور پھر جنگ عظیم ختم ہو جانے کے بعد بھی فرماتے رہے کہ اور بھی خطرات درپیش ہیں۔ ہولناک وقت آنے والا ہے۔

لیکن لوگوں نے بہت کم توجہ کی۔ آخر کار یہ عظیم و مہیب فساد دنیا میں نمودار ہوا جس کے اثر سے دنیا کا کوئی ملک نہیں بچا۔ کوئی انسان بلکہ کوئی چیز بھی نہیں بچی۔ اس عالمگیر آتش فساد نے دنیا کو جھلس کر رکھ دیا۔ اور خدا بہتر جانتا ہے کہ اسے کیا کچھ ہوگا۔

حضرت مسیح نے جو فرج دی تھیں وہ اب واقعات بن کر رہنا ہو رہی ہیں۔ بے شک ہم لڑائیاں دیکھ رہے ہیں اور ایسی لڑائیاں جن کی مثال چشم عالم نے آج تک نہ دیکھی تھی۔ بیٹنگ ہم طرح طرح کی اذہا ہیں سن رہے ہیں کیونکہ ایسے وقت میں اذہا ہوں کا کثرت سے پھیلنا بتایا گیا تھا۔ اذہا ہوں سے بڑا اضطراب پھیل رہا ہے اور یہاں کہ فرمایا تھا آج قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھا کر رہی ہے کال پڑ رہے ہیں۔ بہو پھیل آ رہے ہیں۔ دنیا دار لوگ دینداروں کو تکلیف دے رہے ہیں۔ بہتر سے مومن جو ظہور ثانی مسیح پر ایمان لائے قتل کر دینے لگے۔ عام دنیا میں مختلف قومیں اور جماعتیں اور لوگ ایک دوسرے سے عداوت کر رہے ہیں۔ اور بہت سے جموے نبی بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں جیسا کہ ہر قوم اور ہر مذہب کے زیمایہ بنا دینی نبی ولی مرشد۔ رسولیں زاہد و فہم بن کر اہل عالم کو ظہور حق اور دین حق سے محروم بنا رہے ہیں۔ بیدینی کے بڑے جانے

واذا الصحف نشأت - اور جب کتابیں - الہامی صحیفے - اور عام کتابیں - رمالے اخبارات - اشتہارات کے اور ان کی نشر و اشاعت کی جائیگی - تمام وہ کتابیں جو دنیا میں نمایاں تھیں وہ بھی چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور ایک دن میں اس قدر نشر و اشاعت کا کام ہو جاتا ہے جتنا پہلے ایک صدی میں بلکہ ایک ہزار سال میں بھی نہ ہو سکتا تھا۔

صحیفہ - صحیفہ کو بھی کہتے ہیں۔ تو کتابوں اخباروں اشتہاروں کے علاوہ تمام سائنس بردھمی صفحات میں جن پر عبارات لکھی ہوتی ہیں - ہر گلی کو چے اور سڑک اور بازار میں اذا الصحف نشأت کا نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔ بلکہ نعتہ روپے کی جگہ بھی اب بٹھانے لے لی ہے۔ نوٹ بھی صفحات میں جن پر عبارات لکھی ہوتی ہے - اور وہ کل عالم میں منتشر ہیں۔ دنیا بھر کا کاروبار ان سے ہو رہا ہے واذا السماء کشطت جب آسمان دین و دلم کا پردہ دور کر دیا جائے گا۔ دینی حقائق آشکار ہو جائیں گے۔ علمی اکتشافات بے نقاب ہو جائیں گے۔ جسے کسی پھل کے اوپر سے چھلکا اُتار دیا جاتا ہے تو اصل مغز کھانے کو مل جاتا ہے اسی طرح دین و دلم کا قشر یعنی بیرونی چھلکا اُتار دیا گیا ہے اور اصل فرموجود و نمودار ہے جس سے سچے طلبکار فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

واذا الجحیم سقرت جب آگ بھڑکائی جائیگی۔ اس کلمہ الہیہ کا بھی عجیب ظہور اس زمانے میں ہو رہا ہے۔ اب اس طرح سے آگ بھڑکائی گئی ہے جس کی مثال عالم ہی میں پہلے کبھی نہ تھی۔

کسی وقت بزرگوں سے ہم نے یہ بات سنی تھی کہ دنیا میں کس دن لوگ اپنی مبیہوں میں آگ لے پھریں گے اور طعیں گے نہیں۔ ماس کی ایجاد نے اس بات کو سچا کر دکھایا۔ اب دنیا بھر میں

نفیس مال بھی جاتی تھیں۔ واذا الوحوش حشرت اور جب وحشی جانور سدھانے کے لئے جمع کئے جائیں گے۔ اور وحشی لوگ اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ مہیا کہ لڑائیوں میں دنیا بھر کے مختار بھرتی کئے جاتے ہیں واذا البحار بجرت اور جب دریاؤں میں آگ لگا دی جائے گی سو اب موجودہ جنگ میں بڑے بڑے سمندروں میں پٹرول کی آگ لگا دی گئی۔ میلوں دریا میں آگ لگی رہی اور کئی کئی دن تک بلند شعلے اُٹھتے رہے۔ تجارتی جہازوں کو بھی کہتے ہیں تو مسمیٰ یہ ہوئے کہ شہروں میں آگ لگا دی جائے گی۔ موجودہ جنگ کے واقعات دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہیں کہ بڑے بڑے مشہور شہروں میں آگ لگا دی گئی جس کی رشتہ جانیس جالیس میل تک جاتی تھی۔ ایسی آتشزدگی ہوئی جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ لہذا کھانا پینے کی سہولتیں بھی ہو سکتے ہیں کہ شہر لوگوں سے بھر جائیں گے۔ موجودہ تھان میں بات نہایت عیاں ہے کہ شہروں میں اس قدر لوگ بھر گئے ہیں کہ پہلے کبھی اس قدر نہ بھرے تھے۔ اور آگ بھی ایسی لگی کہ کبھی نہ بجتی تھی۔

واذا النفوس شروحت اور لوگ باہم ملا دیئے جائیں گے۔ کاروباری تعلقات میں لوگ اس شان اور وس کثرت سے مل رہے ہیں کہ پہلے زمانوں میں ایسے کبھی نہ ملے تھے۔ یہاں رشتہ داری کے تعلقات میں بھی مفاد و مصلحت نے مذہب اور قوم کی حدود کو دریاں سے اٹھا دیا ہے اور سب انسان شادی بیاہ میں باہم ملنے جا رہے ہیں ایک قوم دوسری قوم سے ایک ملک دوسرے ملک سے مل رہا ہے۔

واذا الموحدة مسئلت بابی ذئب قتلت اور زندہ درگور عورت سے سوال کیا جائیگا کہ وہ کس گناہ میں ہلاک کر دی گئی۔ یعنی عقوبتِ نسوان کے متعلق مطالبات مانگتے جیسا کہ مورس ہیں اور عورتوں کی جائز آزادی اور مساوات کی تحریکات بڑے زور سے کام کر رہی ہیں۔ اور اس زمانے میں ایسی بڑی بڑی تحریکات کام کر رہی ہیں۔

ہماری عالمگیر سواری ریل موجود ہے جو آگ سے چلتی ہے۔
 برق رفتار موٹریں پٹرول کی آگ سے دوڑ رہی ہیں۔ آسمان پر
 ہوائی جہاز آگ ہی کے ذریعے اڑتے اور تمام دنیا کا سفر کرتے
 ہیں۔ مٹی کا تیل۔ بول آئل۔ اسپرٹ۔ پٹرول یہ سب زمین کے
 اندر پہنے والے دریاؤں کے پانی ہی تو ہیں جو آگ بن کر
 بھر گئے ہیں اور نئے زمانے کے نئے کاموں میں وہ عجیب عمل
 کر رہے ہیں جو گذشتہ زمانوں میں انسان کے وہم و گمان میں
 بھی نہیں آتے تھے۔ فائق فطرت نے ان سب چیزوں اور حالتوں
 کو اذا البحار سبحات اور اذا الحجیم سبحات میں بیان
 فرما دیا۔ حجیم بھرتی آگ کو کہتے ہیں۔ خالقہ فی الحجیم
 (صفت) شکروں نے کہا کہ ابراہیم کو بھڑکتی آگ میں ڈال دو
 ۔ موجودہ جنگ میں بے نظیر طریق پر آگ بھڑکائی گئی ہے
 ایسی گیس بنائی گئی ہے جو عمارتوں پر پھوڑ دی جائے تو سب میں بجھت
 آگ لگا دے۔ ایسے ہم بنائے گئے ہیں جو آگ لگا کر بستیوں کو
 بھونک ڈالتے ہیں۔ آدمیوں کو بھون ڈالتے ہیں اور میں چیز پر
 پڑیں اسے جلا کر خاک کر دیتے ہیں۔

واذا الجنة انزلت ۔ ظہور حق کے ذریعے جنت آ رہی
 کر دیکھی ہے جسے اہل بصیرت دیکھتے ہیں۔

علمت نفسی ما حضرت ۔ لوگوں پر اپنی اپنی مساعی
 کی حقیقت کشف ہو جائے گی۔

فاذا اجابت الطامعۃ الکبریٰ ۔ جب وہ بڑی چیز ابلیس
 جو مٹانے والی ہوگی۔ دنیا کے تمدن اور تعمیرات کو مٹا دیگی۔ تیرے
 مناسب و رسوم کو مٹائے گی۔ یوم بیتہا کہ انسان ماسعی
 تب نوع انسان کو معلوم ہو جائیگا کہ اس نے کیا کیا کوششیں کی ہیں
 و ہزئت الحجیم لمن تیرئی اور دیکھنے والے کے سامنے آگ

نکال کر رکھ دی جائیگی۔ لمن تیرئی۔ جو دیکھتا ہے۔ دیکھنا کئی رنگ
 میں ہے اور دیکھنے والے کی قسم کے ہیں۔ از جملہ رویت ہاتھی یعنی
 حقیقت روحانی کا مشاہدہ کرنا ہے۔ سمیٰ یہ ہونے کہ اس
 زمانہ موعود میں اہل بصیرت دیکھ لیتے یہ آگ آتشِ ہنم ہے جو
 دنیا میں بھڑک رہی ہے۔

فاتما من طلی و اشر الحیوة الدنیا فان الحجیم ہی
 الما ودا ۔ پھر تفصیل فرماتا ہے کہ جو لوگ در قیامت میں حق سے
 سرکش کر کے دنیا دارانہ زندگی کو مستحکم کرینگے۔ ان کا طبعِ صریح
 سفلی زندگی ہوگی وہ مادیات میں غرق ہونگے تو ان کا مقام یہی آگ
 ہوگی۔ چنانچہ آج کل دنیا کے بندے یہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ آگ جو لڑائی
 میں بھڑکائی جا رہی ہے یہی ہماری حفاظت اور پناہ گاہ ہے۔ اگر ہم
 جنگ نہ کری تو ہم تباہ ہو جائیں گے اور ہمارا کوئی ٹھکانا نہ ہوگا۔ اور قہر
 یہ ہے کہ یہی آتشِ جنگ انھیں گھیر کر جلا ڈالے گی۔

واتما من خات مقام دتہ و دخی النفس عن اللہ و
 فان الجنة ہی الما ودا ۔ جو لوگ در قیامت میں اپنے پروردگار
 کے قیام و ظہور کے معنوں میں ترساں ہونگے اور نفس کو بے جا
 خواہشوں سے باز رکھیں گے (بے جا خواہشوں میں دنیا پرستی۔

حرص و دزد قتل و غارت جنگ و فساد بڑی اور بہت بُری خواہش
 ہیں) نفسانی خواہشوں سے باز رہنے والوں کی پناہ گاہ جنت ہوگی۔

القارعة ما القارعة ۔ دنیا کو دہلا دینے والی سخت
 مصیبت ۔ کیا ہی سخت مصیبت ہے۔ دما ادرناک ما القارعة۔

اور تم مجھے دنیا کو دہلا دینے والی سخت مصیبت کیا ہے؟

ہوم بیکون الناس کالغرائش المبتوث ۔ جیکو دھم
 پھلے ہوئے ہتھکڑوں کی مانند ہونگے۔ کچھ تو جلالِ حق کی شمع کے پردے پہنے
 ہو کر جان فدا کریں گے اور کچھ گمراہی و جنگ و فساد کی آگ میں گر رہے ہوں گے

دستکون الحبال کالعهن المنفوش۔ اور بڑے بڑے لوگ دھکی ہوئی، روتی کی مانند پراگندہ ہونگے۔ جیسا کہ ملائے مذاہب قدیم اور پرانے نظریہ حکومت کرنے والے بادشاہوں کا حال آجکل سب کو نظر آ رہا ہے۔

فاما من تقلت موازینہ فهو فی عیشۃ راضیۃ۔ تو اب جس کی علمی و عملی میزانیں بھاری ہونگی وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔ واما من خفت موازینہ فاماہ ہادیہ اور جس کی علمی و عملی میزانیں ہلکی ہونگی تو ہادیہ اس کی ماں ہوگی۔ وہ ہادیہ یعنی جمرائے والی ہلاکت سے ہی پیدا ہوگا۔ اور اسی کی گود میں پرورش پائے گا اور وہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔ واما در ثلث ماہیہ اور تم سمجھ بھی کہ ہادیہ کیا چیز ہے؟ نازک حامیہ بھرکتی ہوئی آگ ہے۔

یہی آگ اب آسمان سے برس رہی ہے۔ شہر دہلی میں لگ رہی ہے۔ دریاؤں میں بھڑک رہی ہے۔ تلی کوچوں میں پھیل رہی ہے عمارتوں کو گرا رہی ہے۔ جان و مال کو تباہ کر رہی ہے۔ اس کے خوف سے لوگ گھبرا رہے ہیں۔ خداوند عالم رحم فرمائے کہ اس کے رحم کے سوا کوئی پناہ نہیں ہے۔

خداوند عالم سورۃ حج میں فرماتا ہے یا ایہا الناس اتقوا دستیکم۔ اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ ان ترلز لہ الساعۃ شیخ عظیم۔ وقت موعود کی پہل سبب بڑی چیز ہے۔ یومہ ترومھا تذھل کل مرصعۃ عتھا ارضعت۔ جس دن تم وہ پھل دکھو گے تو ایسا اضطراب ہوگا کہ مانتا رکھنے والی مائیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی جنھیں انھوں نے اپنا دودھ پاکر پالا تھا۔ چنانچہ لاکھوں لاکھوں لالے بیٹوں کو، میں جنگ میں بھیج کر انھیں بھولی ہوئی چیز بنا رہی ہیں۔ اور عجب بہرہ آگ

برستی ہے تو بھی نفسی لفتنی کی کار میں بہت سی مائیں بچوں کو بھول کر اپنی جان بچانے کی فکر میں ہوتی ہیں۔

وتضع کل ذات حمل حملہا۔ اور حمل والی اپنا حمل وضع کر دیگی۔ بھلا قیامت موبہم میں مل کہاں؟ یہ تو دنیا کا ہی ذکر ہے جہاں آجکل دہشت اور سخت دھماکے وغیرہ سے عمل کر رہے ہیں وتری الناس سکارتی وماہم بسکارتی۔ اور اسے دیکھنے والے! تو لوگوں کو مدہوش۔ حواس باختہ رکھیے گا اور حالانکہ وہ کوئی نشے سے مدہوش نہ ہونگے وکنک عذاب اللہ شدید۔ مگر خدا کا عذاب سخت ہوگا۔ عذاب میں حواس باختہ ہونگے۔

اور فرماتا ہے۔ ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدٰی دلائل کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ اور بعض لوگ ایسے ہیں اور ہونگے کہ وہ علم و ہدایت اور کسی روشن کتاب کے بغیر ہی خدا کی نسبت بحث مباحثہ اور جھگڑا کر بیٹھیں۔ یعنی ہدایت دلائل ہی کی باتیں کر بیٹھیں اور حق سے منکر ہونگے۔ اپنی توجہ حق سے ہٹا کر لوگوں کو بھی راہ حق سے ہٹا کر گمراہی میں ڈالینگے۔ لہٰذا فی الدنیا خزی وندیقہ یوم الہیۃ عذاب الحریق۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں خوار و ذلیل ہوگی اور قیامت کے دن لائے ہیں انھیں آگ لگا کر جلا دینے کا عذاب پکھا بیٹھنے۔

ذلک جماعۃ متیدا ک وذلک اللہ لیس بظلام للعبید لہ عذاب پائے والے! یہ سب کچھ ترس ہی کر تو کانیجہ ہے اور خدا تو اپنے بندوں سے ذرا بھی ناواقف سلوک نہیں کرتا۔

اُحبالا اور اندھیرا

نیو لائٹ | روشنی کسی پادری چیز ہے۔ انسان کو روشنی سے قدرتی تعلق ہے۔ زندگی اور روشنی دونوں لازم ملزوم ہیں۔ آجکل نیا زمانہ ہے۔ نئی نئی قسم کی روشنیاں ملتی ہیں۔ شاہیوں میں گیس کے ہنڈے ملتے ہیں۔ بجلی کے مقنوں سے سکانات بقتہ نور بن جاتے ہیں۔ سڑکیں اور گلی کو پے اکٹرک لائٹ سے جگمگا رہے ہیں۔ گھر گھر میں بجلی کی روشنی سے پاندی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ تو نئے زمانے کی روشنی کا منظر ہے۔ اب نڈا پڑانے زمانے پر بھی ایک نظر ڈالئے۔ جبکہ گھروں میں بجلی کے دیے ٹنڈے تھے۔ کرلے تیل کے چراغ ہوتے تھے اور بڑی خوش نصیب ہوتا تو اسے چراغ کے ساتھ ڈیوٹ بھی جلائے۔ کوئی آدمی خوش نصیب ہوتا تو اسے چراغ کے ساتھ ڈیوٹ بھی میسر آ جاتا تھا۔ ورنہ اکثر تو طاقتور ہی میں چراغ دھرے رکھ لے تھے۔ تیل اور دیل بجلی کی دھاریں طاق سے لے کر زمین تک پہنچتی تھیں رات کو جنگلوں میں ہمارے بڑیوں کے پاس اگر کوئی روشنی ہوتی تھی تو وہ بھی کوئی ایٹن یا لکڑی میں آگ لگائی یا ایک ڈیوٹ پر تھوڑا سا کپڑا باندھ کر اس پر ذرا سا تیل ڈال لیا اور مثل جالی اور واندہ ہو گئے کبھی کبھی مثل سے کپڑے مل جاتے اور تھوڑا سا جلتے تھے۔ اب مثل کی جگہ ٹارپن مل گئے ہیں جنہیں نہایت اطمینان کے سبب میں بھی مکے کتے ہیں اور جب چاہیں روشن کرکتے ہیں۔ سوال ہے کہ کیا پڑائے زمانے کی روشنی اور نئے زمانے کی روشنی میں آسان زمین کا فرق نہیں ہے؟ کیا پڑائے زمانے کی ٹکڑاتی ہوئی روشنی ایک جگہ کے مانند تھی؟ اور نئے زمانے کی روشنی چودھویں

کے پاندی کی سی نہیں ہے؟

کیا یہ قدرت کا ایک انعام اور قدرت کا ایک اہتمام نہیں ہے؟ تو اب کیا اس لئے کہ ہمارے بزرگ باپ دادا سچے دے جیسے جلاتے تھے ہم نئی روشنی کے انتظام کو پسند نہ کریں گے؟ اور ہاں کیا یہ ترقی کی نئی جھجک ہٹ صحت ظاہری روشنی تک محدود ہے جیسے مٹی کے دیے کے مقابلے میں بجلی کے لمب اور مثل کی جگہ ٹارپن آگے ہیں کیا روحانی روشنی کی دنیا میں سے علم اور دین کہتے ہیں نئی روشنی پیدا نہیں ہوئی؟ کیا قدرت نے صحت ظاہری روشنی میں فیاضی دکھائی ہے اور باطنی روشنی میں بخل سے کام لیا ہے؟

نہیں نہیں۔ بلکہ یہ ظاہری روشنی کی ترقی ایک نشان ہے جو حقیقی روشنی کی نئی ترقی کا اعلان کر رہی ہے کہ جیسے ظاہری روشنی سے سرزمین روشن ہو گئی ہے ویسے ہی حقیقی روشنی بھی دنیا میں آگئی ہے اور دلوں اور دھولوں کو روشن روشن کر رہی ہے۔ اس کا نام ہے دین بہائی "یعنی روحانی روشنی کا نیا نظام انسانی۔ جو سارے عالم کو نور علی نور بنا دیگا۔ وہ ہزاروں لاکھوں قلوب و ارواح کے اندر نئی برقی روشنی پہنچا چکا ہے۔ وہ ہر آن اپنی جگہ ہٹ زیادہ سے زیادہ پھیلتا جا رہا ہے۔ بہائی روشنی کو باطنی ہونے لے۔ عالموں نے عہد کے ہجوم نے انکار کی چھوٹوں اور ظلم و ستم کی آندھیل سے بچنا چاہا لیکن یہ روشنی تیز ہو گئی۔ اور ایران سے نکل کر دنیا کے پورے پچم۔ آفریقہ۔ کھن میں پھیل گئی۔

مگر پڑائے زمانے کے دیے مٹی کے دیے کو ہی لے بیٹھے ہیں اور اس برقی روشنی سے گھبراتے ہیں۔

ایک اندھیرا ہے جس میں بھینس کر انسان برابر ہوتا ہے۔ نبض وسد اور نصیب وہ اندھیرا ہے میں تو میں ٹھوکریں کھاتی اور اندھے منہ مگر جاتی ہیں۔

بلیک آؤٹ ختم ہو گیا۔ آج سرکوں پر روشنی ہے۔ گھروں میں روشنی ہے۔ سب چیزیں روشن نظر آتی ہیں۔

اندھیرے کے بعد روشنی کا ملنا کس قدر خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ یہی باری قدرت کا حال ہے۔ دنیا توں سے بلیک آؤٹ میں مبتلا تھی۔ تباہی روشنی آگئی جو دست قدرت کی پیدا کی ہوئی تھی روشنی ہے۔ وہ لوگ خوفناک بلیک آؤٹ میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو روحانی روشنی سے دور ہیں۔ بجلی حدائق۔ امانت۔ دیانت اور محنت کے فزانی بلب ان کے دلوں میں روشن نہیں ہیں اور ان کا تعلق اس بجلی گھر سے نہیں ہے جو اس دہائے میں کارخانہ عالم کے ایک نئے قائم کیا ہے۔ جسے دین تباہی یعنی روحانی روشنی کا مرکز کہتے ہیں۔ وہ لوگ روحانی بلیک آؤٹ میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں جو تقصبات اور فرقہ وارانہ خیالات اور جنگ و سدا کے اندھیرے میں ہیں۔

انوس انوس۔ دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور اندھیرے والے قہر تھا ہو رہے۔ انوس انوس۔ جس برے وقت سے ڈرا گیا تھا وہ لوگوں پر بھندے کی طرح اُڑا۔ انوس انوس۔ غافل دنیا نے اندھیرے کو پسند کیا۔ اور وہ روشنی سے دور بھاگ رہی ہے۔

سارک مبارک خدائی روشنی آئی۔ دلوں کا بلیک آؤٹ ختم ہونا چاہیے انھیں کھلو۔ اُجالا ہو گیا۔ شاہراہ روشن ہو گئی۔ نور و ہدایت کا وقت کیا ہے یہ دیکھو نیا محسوس ہو گیا کہ آسمان از دور بہت سا ہو گیا اندھیرا گیا۔ روشنی آگئی نمودار نور خدا ہو گیا قدامت کو عدت نے خست کیا یہ سارا جہاں اب نیا ہو گیا زمانہ نہ کہاں سے کہاں آگیا ذرا دیکھئے کیا سے کیا ہو گیا

بات یہ ہے کہ ہر نئی روشنی سے پہلے پہل پڑتی ہے چھل اور ڈر معلوم ہوا کرتا ہے اور جب اس کی خوبی نظر آتی ہے تو پھر ہر ایک اسی کو اپنے گھر میں جگہ دیتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔

بہرائی روشنی وہی روشنی ہے جس کی بابت نبی کہتا ہے کہ ”دیکھ تارکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا۔ زمین تیری روشنی میں اور شاہان تیرے طلوع کی فحلی میں چلیں گے“ یہی بشارت قرآن مجید نے دی تھی دا شدت الارض بنور چھا۔ کر زمین اپنے توفی سینے والے رب کی روشنی سے پر نور ہو جائے گی۔ بلیک آؤٹ | سب کو کم دیا گیا ہے کہ بتیاں بند کر دیں گھروں کے باہر چھریوں اور روشنیوں سے بھی روشنی باہر نہ جائے پائے مڑوں اور گڈیوں پر بھی جو روشنی ہو وہ بھی گھر سے پردے میں چھپی ہوئی ہو۔ سرکوں کی بجلیاں بالکل مل رہی ہیں۔

آؤٹ : تارکی چھا رہی ہے۔ شہروں میں اندھیرا پھیل رہا ہے مگلی کو چنے ظلمت کے بنے ہوئے ہیں۔ دم گھٹا جا رہا ہے۔ ہٹا چھڑا دشوار ہے۔ ذرا غور کیجئے ایک آدمی کے دل میں ظلمت پیدا ہوتی اور اور اس سے چاہا کہ دوسرے لوگوں پر حملہ کر دے۔ شہروں کو تباہ کرے اور لوگوں کو مندوب کرے۔ یہ دل کا اندھیرا ظاہر ہے آؤٹ اور خوف و خطر لایا اور دل کے اندھیرے نے ہی بلیک آؤٹ پیدا کر دیا۔ اور شہروں اور بستیوں پر اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ اب دیکھئے کہ دل کا اندھیرا کس طرح دنیا میں اندھیرا مگر پھیلا دیتا ہے۔ جسے تو سب پیسنہر کہتے چلے آئے ہیں کہ دل کی روشنی مل روشنی اور دل کا اندھیرا سب اندھیروں کی جڑ ہے۔ اور دل کی روشنی ہی حقیقی روشنی ہے جس سے دنیا روشن ہوتی ہے۔

بلیک آؤٹ اپنی خاموش زبان سے ہمیں سنار ہے کہ لڑائی

حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ

لیختر جکمہ من الظلمات { نکالے۔ اور وہ سومنوں پر دم
الی النور و صکان { فرمائے والا ہے۔
بالمؤمنین رحیمہا { (آیت ۳۱-۳۲)

اس کے بعد سنہ ۱۸۶۱ء عتیمتھ یوم یلقونکہ سلمہ واعذ
لہما جبراً کسریا۔ ان کی دوائے ملاقات جس دن وہ اس
میں گئے سلامتی ہوگی۔ اور ان کے لئے عزت والا اجر تیار کیا گیا ہے۔
حارث شریف { قرآن شریف کے اس وعدہ لقائے ربانی کا حدیث شریف
میں یوں ذکر ہے۔

” (۱۳۱۵) زبیر بن عدی کہتے ہیں کہ ہم انس بن مالک کے پاس گئے
اور ان سے حجاج کے مظالم کی شکایت کی۔ انھوں نے کہا صبر کرو۔
اس لئے کہ آئندہ جزا دے گئے گا وہ زمانہ گزشتہ سے بدتر ہوگا
اور اسی طرح اس کے بعد کا زمانہ اس سے بدتر ہوگا۔ یہاں تک کہ
تم مذا سے جاؤ۔ یہ بات میں نے تھلے بنی سلم سے سنی ہے۔“
(منکوتہ المصباح اردو مکتبہ دہلی صفحہ ۸)

ملاحظہ کیجئے قرآن کریم میں بالقرآن فرمایا کہ اے مسلمانو! اللہ کا ذکر کثیر
کرو۔ وہی ہے جو تمہیں اندھیرے سے نور کی جانب نکالے گا۔ اور اس کے
فرشتے تمہیں برکت دیں گے۔ حدیث شریف میں کئے الفاظ میں کہا گیا کہ مسلمانوں
کی حالت بہت بدتر ہوئی ہوئی ہے کی یہاں تک کہ وہ اپنے خدائے باپنے
کو یا مسلمانوں کے لئے بعد انصرت معلم کوئی اچھی گھڑی نہیں ہے جو امت
کے حب وہ خدائے عالمیں۔

جناب مولوی عمر الدین صاحب شلوی تحریر فرماتے ہیں:-
” میں جناب باب و سبار اللہ صاحبان کے دعاوی کو سنا نہیں سکتا
لیکن باین ہمد چمکہ بہاء اللہ صاحب کلہ طریقہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کے قائل ہیں اس لئے ان کو شیعہ مذہب کے صوفیوں
میں سے ایک حد سے بڑھا ہوا صوفی مان لیا جائے تو کچھ
حرج نہیں“ (بینام ص ۱۰، راجع سنہ ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۰۱۰)
اس پر ہم اپنے مقررہ دست سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔
۱۔ قرآن کریم میں بعض مروج رب کے آئے کی پیشین گوئی ہے۔ جیسا کہ
فرمایا جاء نیک والملك صفاً صفاً۔ (الحج ۸۹ پٹ) اور ابرا
رب آیتا اور فرشتے ظاہروں کی قطاریں۔
۲۔ عتیمتھ یوم یلقونکہ سلمہ۔ واعذ لہما جبراً کسریا۔
(لا اودآب۔ ٹا۔ پٹ) ان کی دوائے ملاقات جس دن وہ اس سے ملیں گے
سلامتی ہوگی اور ان کے لئے عزت والا اجر تیار کیا گیا ہے۔
یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ جیسا کہ سورہ مذکور کے چھ رکوع کے شروع میں
یہ الفاظ ہیں:-

یا ایتھا الذین امنوا { اے مسلمانو! اللہ کو بہت یاد کرو اور
اذکروا اللہ ذکرراً { صبح شام اس کی تسبیح کرو۔ وہی
کثیراً و مستحواً بکرة { جو تمہیں برکت دے گا اور
واصلیہا هو الذی { اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں
یقینی علیکم و ملتکتہ { اندھیرے سے روشنی کی طرف۔

اس حدیث کو ثواب صدیق حسن خاں مرحوم اپنی کتاب مجمع الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۲۶۹ پر پہن الفاظ لکھتے ہیں:-
 "ترمذی از انس روایت کردہ کہ نیست ہج سال مگر سائبکہ بعد دست بدتر است از دوسے تا آنکہ ملاقات کینڈ شتا برب خود ہم از انس آمدہ کہ منی آید بر شمایہ ہج سالے و روزے مگر انچہ بعد از دوسے است بدتر است از دوسے تا آنکہ ملاقات شود با پور و گار خود (اعزبہ البخاری والنسائی) (ترجمہ)۔ ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ تھارے لئے (یعنی مسلمانوں کے لئے) کوئی ایسا سال نہیں ہے کہ وہ ایک کے بعد دوسرا سال ہے مگر تھارے لئے بدترین نہ ہو پہلے سال سے (تھاری یہ حالت اسی طرح بدست بدتر ہوتی چلی چاکی) یہاں تک کہ تم اپنے پور و گار سے ملاقات کرو گے۔ حضرت انس سے یہ بھی روایت ہے کہ تم پر کوئی سال اور کوئی دن نہیں آئیگا مگر وہ آئے والا دن اور آئے والا سال گذشتہ دن اور گذشتہ سال سے بدترین ہوگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے پور و گار سے ملاقات کرو گے۔ یہ حدیث بخاری اور نسائی نے روایت کی ہے۔"

مختصر یہ کہ قرآن کریم اور احادیث میں خدا کے آئے اور اس سے ملاقات کرنے کی پیشینگوئیاں بکثرت ہیں۔ تو رات اور دن میں بھی خدا کے آئے اور اس سے ملاقات کی پیشینگوئیاں ہیں۔ بطور مشقہ نمونہ از خوار و چند ایک لکھی جاتی ہیں:-

۱) احبارہ - باب ۲ - آیت ۱۱ میں ہے:-

"میں اپنا سکین تم میں دکھونگا۔ اور میری دوسرے تم سے نفرت نہ کرگی اور میں تمہارے درمیان سیر کروں گا۔ اور تمہارا رات راہونگا اور تم تم میری قوم ہو گے۔"

(۳) یسعیاہ باب ۲۵ - آیت ۹ میں ہے:-

"آتش روزگہا بجایگا۔ لوہہ ہمارا خدا ہے۔ ہم اکی راہ دیکھتے تھے۔"

(۴) اس دن خداوند اکسیلا سر بلند ہوگا۔ (یسعیاہ ۴۰)

(۵) مکاشفات پوختا لب آیت ۳ میں ہے

میں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہنے سنا کہ دیکھ خدا کا خیرہ اذہروں کے درمیان ہے۔ وہ ان کے ساتھ چمکے

کرچا اور ان کا خدا ہوگا۔

کیا سارے تیر سو برس میں کسی شیعہ یا سنی نے الہام الہی اپنے انگوٹھ پر پیشینگوئیں کا مصداق بنایا؟ اگر ایسا ہے تو بدر اسلام سے لے کر آج تک کسی مسلم صوفی کا یہ الہامی دعویٰ دکھائیے کہ خداوند عالم نے فلاں صوفی کو اپنے الہام کے ذریعے اسے یہ اطلاع دی ہو کہ کتب مقدسہ میں لغام زبانی کی پیشینگوئیوں کا تو مصداق ہے۔ اور اگر ایسا نہیں دکھایا جاسکتا جیسا کہ یقیناً نہیں دکھایا جاسکتا تو پھر حضرت مہارشد علی الاعلیٰ پر نازل شدہ کلام کو کسی مسلم صوفی کے حالات سکری کے الہام کے مشابہ قرار دیکر اس کی تاویل کرنا کھانچک جائز ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ کتب مقدسہ میں آخری زمانہ میں ظہور خداوندی

اور لغام زبانی کی پیشینگوئیاں بکثرت ہیں جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہے اس لئے یہ پیشینگوئیاں نہ تو آج سے پہلے کسی پیغمبر پر چپ ہاں کی جاسکتی ہیں اور نہ کسی حال کے راہب اور صوفی پر۔ پیغمبروں پر تو اس لئے چپ ہاں نہیں ہو سکتیں کہ پیغمبروں نے خود اپنے آپ کو ان پیشینگوئیں کا مصداق نہیں بنایا بلکہ انھیں آخری زمانہ سے متعلق کر دیا۔ پس جو مقام کسی گذشتہ پیغمبر کا بھی نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی راہب یا صوفی یا عالم اس مقام کا ادا بھی کر سکے؟

پس یا تو کسی مسلم صوفی کا الہامی دعویٰ پیش کیجئے کہ تیر سو برس کے اندر

والمسلون (مجدد اقدس ص ۲۳) } تمام انبیاء و مسلمین نے دی محنت
(۵) پھر فرمایا :-

قل یا ملاء الانجیل قد فتحت } کہدے اے گردہ نخل! آسمان کا
باب السماء والی من بعد } دروازہ کھل گیا اور جو اس پر چڑھ
الیہا (دقدس ص ۲۴) } گیا تھا وہ آگیا۔

(۶) پھر فرمایا :-

قل هذا یومکم بقسم بہ محمد } کہدے یہ دن ہے جس کی بشارت
(رسول اللہ ومن قبلہ الانجیل } محمد رسول اللہ نے پہلے سے دی تھی
والتابور۔ (دقدس ص ۲۵) } اور ان کے پہلے کہیں دُور دورے خوشخبری دی تھی
(۷) پھر فرمایا :-

یا معشر الملوک قد اقی الم } اے بادشاہو! مالک آگیا۔ اور ملک
والملک للہ المہین العتیم } مزارے ہمیں دیتوم کا ہے (دقدس ص ۲۶)
(۸) پھر فرمایا :-

ص والنسب العظیم قد } ص۔ نبی عظیم کی قسم۔ جن کھل ہوتی
اقی الرحمن بسلطان مبین } سلطنت کے ساتھ آگیا۔ میزان کھی گئی
وضع المیزان وحشر من علی } تمام اہل زمین میں حشر برپا ہو گیا۔ حضور
الارض اجمعین قد فغ فی } چھوٹا ہوا گیا۔ یکدم آنکھیں چنڈھا گئیں۔
الصور اذا مسکت الالبصار } اور بلندیدیں اور پستیوں کے
داضطرب من فی السموات } رہنے والے گھبرا گئے۔
دالارضین (سین ص ۲۷) }

(۹) پھر فرمایا :-

قد اقی یوم القیام وقام } قیامت کا دن آگیا اور تمام آسمانی و
فیه قیوم الاسماء بسلطان } زمینی باشندوں کو گھیرنے والی سلطنت
احاط من فی السموات و } کے ساتھ قیوم الاسماء گھرا ہو گیا۔
الارضین لما نفخ الصور } جب سُرور چھوٹا گیا اور اہل مشور

وقامت القبور اضطرب } کھڑے ہوئے تو لوگ گھبرا اٹھے۔
الناس منهم من تحیر } بعض میران ہو گئے بعض ہیپش۔
منهم من انصعق ومنهم } اور بعض خدائے رب العین کے
من طار شوقاً لظہور اللہ } جلوے کے شوق میں پروا بڑھ کر نے
دب العلمین (دقدس ص ۲۸) } لگے۔

(۱۰) پھر فرمایا :-

اذکر ما انزل الرحمن } یاد کرو جو رحمن نے قرآن میں نازل
فی الفرقان یوم یقوم } فرمایا کہ جس دن لوگ رب العین کی
الناس لرب العلمین } معذرتی لئے کھڑے ہو گئے (دقدس ص ۲۹)

تِلْکَ عَشْرَةٍ کَامِلَةٍ

انتہا یہ ہے کہ حضرت پیاد اللہ عزہ الاملا کا وہ دعویٰ نہیں ہے جسے
بعض مسلم صدیقیوں کی جانب منسوب کیا جاتا ہے کہ انھوں نے حالت سکھچھا
اقی ان اللہ یا الخالق وغیرہ الفاظ کہے۔ مگر ان کلمات کو واقعی منجاب اللہ
بھی کہا جائے تو یہ الفاظ اس مقام اور ظہور کو ثابت نہیں کرتے جس مقام
اور ظہور کے متعلق جلیل کتب مقدسہ اور قرآن مجید نے بشارت دی ہیں اللہ
اس ظہور کا زمانہ تک متعین کر دیا ہے۔ اور نہ ہی کسی مسلم صوفی نے اپنے آپ کو
نقا و الہی کی بشارت کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ تیرا سوہن میں بجز حضرت
پیاد اللہ جل اسمہ الاملا کے اس مقام کا کسی مسلم کی جانب سے دعویٰ نہیں
کیا گیا۔ اس دعوے کو سن کر بہت سے عارف باللہ ہونے کے دعویٰ پر ہنچے
کو پیشکش مدعی اوسبت ہے۔ چنانچہ فرمایا :-

ومنہم قال انہ کفر } اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے
باللہ بعد از شہادت } خدا کا انکار کیا۔ حالانکہ میرے تمام افعال
جو ادھی باللہ لا الہ الاھو } اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خدا
(روح سلطان ص ۱۱) } کے سوا کوئی معبود نہیں۔

نیز فرمایا :-

مسدس حالی

فجعلهم احادیث و من فتنهم کل عتق

جئے ان یہ رفت آکے پڑنے لگے اب وہ دنیا میں اس کر اڑنے لگے اب
بھڑے ان کے پیچھے پڑنے لگے اب بسنے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیاں جل گئیں لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سائے عالم میں چھا کر

نذر تو رہی ان کی قائم نہ عزت گئے جھوڑے ساتھ ان کا اتنا دولت
مجھے علم دین ان سے ایک ایک قسمت میں خوبیاں ساری نوبت بنو بت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
ایک اسلام کا رہ گیا نام باقی

”لے میرے اللہ لے میرے خدا۔ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے مزاوار ہے
کیونکہ تو نے مجھے اپنی طرف سے ان کی راہ دکھائی اور اپنے اپنی ظہور کی طرف
ہدایت کی۔ اپنا راستہ مجھ پر ظاہر کر دیا اور اپنی دلیل مجھے بنا دی۔ تو نے مجھے
اس وقت اپنی طرف متوجہ کیا جبکہ ظالم اور فتنہا اور ان کے مریدوں میں
اکثر بندوں نے تجھ سے منہ موڑ لیا۔ حالانکہ تیری طرف سے ان کے پاس
نکوئی دلیل تھی اور کوئی ثبوت“ (صحابہ اطراف حضرت جلال مبارک)
بہت لوگ بن کر مرا خواہ آست سفیدوں سے منہ کے اپنی فضیلت
سدا گاؤں درگاؤں نوبت بنو بت پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما
لعب ان کا ہے وارث انبیاء

بہت لوگ ہر دل کی ادلا دین کر نہیں ذات والا میں کچھ میں کے جوہر
پڑا غرہ جن کو لے دے کے پھر کہتے ان کے اسلاف مقبول داور

المحب کل المحب من آلہ قال
انہ من ظہر قد ادى الالہیۃ
فی ذنہ و بذلک کفر باللہ
المہین القیم۔ قل یا
ایہا الیکم اما سمعت نداء اللہ
من الشجرۃ المرفوعہ علی المقعہ
النوراء انہ لا الہ الا هو
اور ہمارے محترم دوست جیسے مزاج والوں نے اگر بہت احترام کیا
تو فرمایا کہ ایک حد سے بڑھا ہوا صوفی ہے، مگر جیسا کہ ہم گایا تھا کہ اس روز
کہا جائیگا لوہے کا رخا ہے ہم بھی کہہ سکتے تھے ”یسیاہ“ مومنین اس نذر کو
سننے ہی بچا رہائے کہ ”لوہیت حق لا یرال ہے مثال جمال قدم مذہب و مطہر
گشتیم“ ہمیں جمال قدم حق لا یرال و میثال کے مقام الوہیت کے ظہور نے
مطہر کر دیا (رہبہ العتدور صفحہ ۳)

یہ سب وہ ظہور و عقیدہ جس پر ایمان لائے اور اعتقاد رکھنے کا جملہ
ائم کو حکم دیا گیا۔ مگر ہمارے محترم دوست کو یہ عقیدہ ”عیسائیوں کا عقیدہ
معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے اس عقیدہ کی تردید فرمائی
ہے۔ سو یہ تو صحیح ہے کہ قرآن کریم نے اس عقیدہ کی تردید فرمائی ہے جبکہ
عیسائیوں کے عقیدے میں سیدنا مسیح صلوٰۃ اللہ وسلامہ کے ظہور کو
ظہور قیامت کہہ کر اور باپ کا بے نقاب ظہور قرار دیا گیا ہو۔ کیونکہ
اس مقام کا دعویٰ خود حضرت مسیح نے بھی نہیں کیا بلکہ صاف فرمایا کہ
”باپ آئے گا“۔ مگر اہل بیابا کوں جن پرستش میں جیکر قرآن کریم میں اور
احادیث میں بے نقاب ظہور رب - اللہ - رحمن کی پیشین گوئی موجود ہے
اور دعویٰ کا دعویٰ بھی انہیں الفاظ میں موجود ہے :

(ایم۔ اے۔ صفحہ ۱۱)

کرتے ہیں باجا کے جھولے دکھاتے
مزیدوں کو ہیں لوستے اور کھاتے

ابیں شک نہیں کہ یہ بندہ (حضرت بہار اشد) آج کے دن دنیا کو
نئی زندگی دینے اور اس کے تمام پسے والوں کو متحد کرنے کے لئے بھیجا گیا
ہے۔ جو خدا چاہتا ہے پورا ہوتا ہے اور تو عنقریب دنیا کو پچ بچ جنت پہلی
دیکھے گا۔

فخر اس کے لئے زیبا نہیں جو اپنے ملک سے محبت کرتا ہے بلکہ فخر کا
سحق وہ شخص ہے جو بنی نوع انسان سے محبت کرتا ہے۔
اے دنیا والو! تم سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک ہی
شاخ کے پتے ہو۔

وہرت کا خیرہ بلند ہو گیا۔ کسی کو بیگانگی کی نگاہ سے مت دیکھو۔ اور
نہایت الفت و مداخلت سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ رکھو۔
یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدائے کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
ہی دوست ہے خالق دوسرا کا خالق سے ہے جس کو رشتہ والا

یہی ہے شہادت یہی دین و ایمان
کہ کام لئے دنیا میں انسان کے انسان

قالوا اعزنا مشنا وكننا ترابا وعظما ما دامنا لمبعوثون (قرآن مجید)
(کہتے ہیں جب ہم مر گئے اور ہمارے مٹی اور تراب ہیں۔ کیا ہم اٹھائے جائیں گے)
کبھی کہتے ہیں سہی و کوشش کی حاصل کہ مستوم میں کوششیں سب ہیں ہل
نہیں ہوتی کوشش سے تقدیر نازل برابر ہیں ہاں مستی اور کاہل
پالنے سے روزی کی مگر ڈور ہلتی

تو روزی کموتوں کو ہرگز نہ ہلتی
کموتوں کے ہیں سب کوشش ترانے سلسلے کو منت کے رنگیں فسانے

ایک طرح کے کر کے چیلے بنائے نہیں چاہتے دست و بازو ہلنے
دان لیس للانسان الا ما سعی
(اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا،
وہ جھولے ہوئے ہیں یہ مانت خدا کی
کو حرکت میں ہوتی ہے برکت خدا کی
واقا ان كان من الملك ذبین الصالین
(اور اگر ہے جھٹلانے والے گمراہوں میں سے)

سنی تم نے یہ جس جماعت کی مالت تنزل کی مینا دے یہ جماعت
مگردنی ہیں قومیں اسی کی بدولت ہوا اس کی ہے مسند ملک و ملت
کیا صورت و صیدا کو بر باد اسی نے
بجا دا و شوق اور بعد اسی نے

فنزله من حمیمہ و تھلیۃ ححیمہ

رپس مہمانی ہے گرم بانی کی اور داخل کرنا ہے (دوزخ کا)
جہاں ہے زمین پر نحوست کی ان کی جدھرے زلے میں نکبت کی ان کی
مصیبت کا پیغام کثرت ہے ان کی شاہی کا لشکر جماعت ہے ان کی
وجود ان کا اصل البیات ہاں
خدا کا غضب ان کی بہتات ہے ہاں

انہم آلا کلا (انعام ہل ہم اھضل سبیل)

لیدقطن انعام کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ بے راہ ہیں)
جہاں بڑھ گئی ان کی تعداد دوسے ہوئی قوم محسوب دم و دوسے
ریا اس کو بہرہ زحق کی مدد سے وہ اب بچ نہیں سکتی کجبت کی نہ
ولا تھوذا کا کذا دین سنوا اللہ فاسئھم الفھم و اولئھم الفسقون
راہم ان لوگوں کی طرح ست ہو محضوں نے اللہ سے بے پروائی کی۔ سو
اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جان سے ان کو بے پروا بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں)
بجو ایسے شرموں کی پرچھائیں کر ڈرو ایسے پت پت چاپ پٹائیوں سے

قیامت برپا میزان عمل قائم

(۱: بیان حضور نظام کو حق حائلہ اللہ ملک)

آج ہم ایسے وقت پر جمع ہو رہے ہیں جو ہمارے ملک اور دنیا کے لئے عظیم ترین خطرہ اور طوفان کا وقت ہے۔ دنیا کی حالت اس وقت بہت ہی نازک اور تشویش انگیز ہے۔ تحت اور تاج ٹوٹنے والے تاروں کی طرح گر رہے۔ بنی نوع انسان سب سے بڑے خطرے کی حالت میں ہیں۔ وہ ممالک جو صدیوں سے اپنی آزادی پر فخر کرتے تھے آج برہانہ جبرانی قوت کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت پھر بے علمی اور بے سمیٹ کے اسی غرر و غفلت میں پہنچ جائیگی جس سے صدیوں کی کوشش اور تعلیم و تربیت کے بعد کئی مئی اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی تہذیب جس کی چمک و دمک نے عالم کی نگاہ کو خیرہ کر دیا تھا اب خاک میں مل رہی ہے۔ آج دنیا میں دھوکا کو ہر گوشہ میں تلاش کر رہی ہے لیکن یہ نعمت دور و دور نظر نہیں آتی۔ ہر خراب قیامت برپا ہے۔ انسانیت خود اپنے آپ سے دست و گریبان ہے۔ نظام کا تباہی میں ایک سبجان برپا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میزان عمل قائم ہے۔ اور ہم اپنے اعمال کی سزا پا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں؟ اس لئے کہ ازمنہ و علی کے ذہنی غفلت ساز کے بعد سوچنے والوں نے صفائی کے ساتھ ریاستی اور مذہبی منافقانہ کے مفسر نتائج پر نہیں سوچا۔ اور ریاستوں نے جو مغربی طرز کے جمہوری اصول پر قائم ہوئیں اگر کھلم کھلا خدا کا بھکار نہیں کیا تو آخر بھی نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست انتظامی اور قانونی ادارہ ہو کر رہ گئی اور اخلاق و احتساب اس کے دائرہ عمل سے خارج ہو گیا۔ سرمایہ دار اور مزدور کی آویزش شروع ہو گئی تو عیسائی تعصب بڑھ کر قومی انتفا دیات کی طرٹ لایا۔ اندرونی سرمایہ داری ابھری اور نوآبادیات کی طرٹ بڑھی۔ مغربی یورپ کے مختلف ممالک باہم رقیب ہو گئے۔ جب تک

فاما ان کان من المعتبرین (پھر جو شخص مقررین میں سے ہوگا) بہت مخلص اور پاک بندہ خدا کے نشان جن سے قائم ہیں صدیق موصوفہ نہ شہرت کے خواہاں نہ طالب ثناء کے نشان سے سبزار دشمن ریا کے مایانست سب ان کی خدا کے لئے ہے

مشقت سب اس کی رضا کے لئے ہے

نور و دوحیات و جنتہ نعیمہ

(اس کے لئے تو راحت ہے اور رزق ہے اور آرام کی جنت ہے) نہیں مرد کوئی دشوار ان کو ہر اک راہ ملتی ہے ہموار ان کو گھستاں ہے صحرائے پر خار کو برابر ہے میدان و کھار ان کو نہیں عامل ان کے کوئی رگدز میں سندر ہے پایاب ان کی نظر میں

وامان کان من اصحاب الیمین

(اور جو شخص داہنی طرٹ والوں میں سے ہوگا یعنی اہل بہت لوگ) اسی طرح یں اہل بہت ہیں جتنے کربستہ ہیں کام پر اپنے اپنے جہاں کی ہے سب دھوم دھماکا ان کے فقیر اور غنی سب طفیلی ہیں ان کے بغیر ان کے بے ساز و سامان تھی مجلس نہ ہوئے اگر یہ تو ویران تھی مجلس

انھیں کا اجالا ہے ہر رگدز میں انھیں کی ہے یہ روشنی دشت دریا انھیں کا ظہور ہے سب شکستہ تریں انھیں کے کرشمے ہیں سب بجز ویریں

فصلہ لك من اصحاب الیمین

(پس سلامتی ہے تھکبو داہنی طرٹ والوں سے)

انھیں سے ہے رتبہ یہ آدم نے پایا

کر سراسر سے روحانیوں نے مجھ کیا

بلند پرواز

جملہ مذاہب کی لازمی وحدت

”مجمع البحرین کی اس بلند مرتبہ سرزمین میں وحدت مذاہب ایک ایسی محسوس اور شاہکار حقیقت ہوئی چاہئے جس سے صرف نظر ممکن ہی نہیں ہے۔ جہاں ایک طرف سرسبز اور پاک پٹن کے فخر اسے عظام اور دوسری جانب بنارس اور پریاگ کے سنیا سیوں کی تعلیم آپس میں اس طرح سموی ہو رہی ہو وہاں وحدت مذاہب کی حقیقت پر صرف خاموشی کے ساتھ غور کرنا ہی مناسب ہے۔ بحث و مباحثہ کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔“

بن الفاظ میں آزیں ڈاکٹر سر سید سلطان احمد۔ مہر قانون حکومت ہند نے ۳۱ مارچ ۱۹۳۲ء کو دہلی میں جملہ مذاہب کی کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبہ کا آغاز کیا۔

آگے چلی کر سر سلطان احمد نے کہا :-

”جہاں کبیر۔ نانک۔ رجب اور راوی داس۔ پلٹو اور پران ناتھ بابا لال اور دادو دیال نے رحمن اور رام دونوں کے گن گائے ہوں وہاں میں چاہئے کہ ہم بھی اپنے قلوب اس خدا سے واحد و بزرگ و بڑی طرف رجوع کریں۔ جس کا فیضان اپنشد اور قرآن دونوں میں موجود ہے۔ جس کا ذکر اپنشد میں اس طرح ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔“ اور جس کے لئے قرآن میں یہ آیا ہے کہ ”لا الہ الا اللہ“

جس سرزمین پر امیر خسرو اور گوپال نانک نے موسیقی کی فضا میں ساتھ ساتھ تانیں اڑائی ہوں اور جہاں ابو الفضل اور راجہ ٹوڈرمل نے ایک سلطنت میں ایک ریلجی پیدا کرنے کی ایسی کوشش کی ہو وہاں تعاون کی گفتگو محسوس حاصل ہے۔ لیکن تمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ وہی پاک دھرتی جس کی فضا میں ایک زمانہ میں آریوں کو

بھی پیٹے لوگوں۔ بودھ مت والوں اور زرتشتی۔ صوفی اور بھکت دیانت اور قرآن۔ سنسکرت اور فارسی۔ مشرق اور مغرب سب کے سرے ملتتے تھے گونج رہی تھیں وہی آج فرق پرستیوں کے جھگڑوں سے پارہ پارہ ہے۔ ہماری سرزمین جدوجہد اتم۔ انسانوں۔ مذہبوں اور تہذیبوں کا سنگم ہے۔ لیکن وہی آج نا اتفاقی کی وجہ سے تلخ ترین محرومیوں کو دوچار ہے۔ اولاد آدم میں مٹا ہوا یہم سے زیادہ ناخلف اور کوئی نہ ہوگا۔ مختلف گروہوں کے مذاہب اپنی نشوونما کے مختلف درجہ میں اور اپنی اخلاقی ضرورتوں کے مختلف حالات کے تحت ایک دوسرے سے یکساں نہیں بلکہ باوصف اختلاف یکساں رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افرادیت اور زمانوں اور ملکوں کے تغیرات کے باوجود انسانی سرشت درہل ایک ہی ہے۔ اور یہی دلیل عام مذاہب اور تمام تمدنوں کے لازمی اتصال کی بنیاد ہے۔ بنی نوع انسان کی کیسانیت وحدت مذاہب کو مستند ہے۔ بنی آدم سب کے سب ایک ہیں۔

سے پا کر کیا گیا ہے۔

لیکن اس کے باوجود مختلف فرقوں میں طویل بے پناہ اور پرستش لڑائی ہوتی رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق عہد مشرقت کی طرے عود کر رہی ہے۔

سرسروے پلے نے کس درد بھرے دل سے کہا ہے: ”مکنی تعجب کی بات ہے کہ بعض لوگ یقین کرتے ہیں کہ گویا نوذائیدہ نسل انسانی کے پالنے کے پاس ایک غیبی دیو بیٹھا تھا۔“

”ہیں نہ صرف مختلف مذاہب کو ایک دوسرے کا مکمل کھنا پاتے بلکہ مذہب اور سائنس کو بھی ایک دوسرے کا شریک تصور کرنا چاہئے۔ مذہب کو رسومات کے ساتھ ہرگز خللا ملنا نہ کرنا چاہئے۔ اول الذکر سے ہمارا اعتقاد دوامی پیکر اختیار کرنا ہے۔ ثانی الذکر ایک زانیہ مذہب کا جالیاتی اور معاشرتی جواب تھا۔ حسن اتفاق سے موجودہ سائنس کو مذہب کوئی بیر نہیں ہے۔“

(۳) مذاہب کے متعلق صحیح رویہ | اگر ہم اپنے مذہبوں کی کنڈھک پہنچنا چاہیں اور اس ناقابل بیان نور کو دیکھیں جو عیسائیانِ خدا کا پیدا کیا ہوا ہے تو ہم یہ اسے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نہ صرف تمام مذاہب کی روح میں کیا نیت ہے بلکہ تمام نوح انسان ہی ایک ہے قرآن کہتا ہے: ”خلقناکم من نفس واحدہ“ ”واقعہ یہ ہے کہ اخوت انسانی دنیا کے تمام بڑے مذاہب کا شگ بیا د ہے۔ اس معیت کے حصول میں جو رکاوٹ بھی ہو اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ایک وفاقی دنیا کی ترقی پذیر تحریک کو آگے بڑھنے کا راستہ دینے کیلئے اس رکاوٹ کا دور کرنا ناگزیر ہے؛

”مکمل انسان سیاسی اور معاشرتی مساوات کی دھن میں معاشری اور انسانی برابری کو بھول گیا ہے۔ دائرۃ الحافط کو دیکھ کر اس کی خوشی میں ہمارا دائرۃ فکر اب تک صرف ایسے جملوں تک محدود ہے۔“

صاحب شعور انسان منظر عام پر نمودار ہونے کے دن سے لاقعداد نمونے بدلنا اور پیدا کرنا رہا ہے۔ مگر نوح وہی ایک ہی رہی ہے یعنی نوح انسانی۔ اور یہ بقول جولین ہکسلی کے واقعی بڑی تعجب کی بات ہے۔ اس کے کثرت میں وحدت کی ایسی عجیب غریب مثال کسی اور حیوان میں دیکھنے میں نہیں آتی۔ آٹس ہکسلی کو اس پر حیرت ہے کہ کثرتِ اقلات کے باوجود انسانوں میں عدم مشابہت اتنی کم ہے۔“

نوح انسان کے مختلف دوروں کا ذکر کرنے کے بعد کہا۔

(۲) ”مذہب کیا ہے؟ | مذہب نام ہے انسان کے اپنے خالق کے ساتھ بنیادی رشتہ کا۔ وہ اس مسرت کا مظہر ہے جو خدا سے مل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ انسانی خیال کے جالیاتی ذوق کی مزاج اور محبت کا سب سے زیادہ خوشبودار پھول ہے۔“

ایسے گہرے مذہب اور ایسے متین اور رفیع تصور میں صرف خوشگوار امکانات ہی کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ جیسے مسیحی کے مختلف سروں کے اقلات جو مختلف ہیں لیکن متاثر نہیں بلکہ جن کی ہم آہنگی فہم پیدا ہوتا ہے۔ خود مذہبی اقلات کی اصطلاح ہی ایک شدید لفظی تضاد ہے۔ یہ اصطلاح مذہب کی لفظی معنی ترین احساسات کی ایک بھونڈی نقل ہے اور ایک شریف ترین مذہب کی نفرت انگیز طرہ پر غلط ترجمانی ہے۔ ہندو۔ بودھ۔ زرتشتی۔ عیسائی اور مسلمان سب کی مذہبی کتابیں محبت کے پیغامات سے بھری ہوئی ہیں۔ انجیل میں ہے: ”جیسے کہ مقدس باپ نے مجھ سے محبت کی دلچسپی میں تم سے کرنا ہوں۔ جیسے میں تم سے محبت کرتا ہوں دلچسپی میں تم کو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنا چاہئے۔ میں نے تم سے یہ اس لئے کہا ہے کہ میری خوشی تمہاری ذات میں بھی سراپت کر جائے اور تمہاری خوشی مکمل ہو جائے۔“ اسی طرح قرآن میں خدا کو ”ودود“ اور ”مومن“ کے الفاظ

”ایٹھو سیکس زبانیں بولنے والے لوگوں کا دفاع“ ”یورپ کو مزدور متحد ہونا چاہئے“ ”ایشیا ایک ہے“۔ مگر ہمارے منزل صرف یہیں تک کیوں ہو؟ ہمارا ہمت بانسان کام تو یہ ہونا چاہئے کہ نوع انسان ایک منظم مجموعہ بنے اور زندہ رشتوں کے شیرازہ میں منسلک ہو جائے۔ جب تک فرقہ واری تاثرات غالب رہیں گے اس وقت تک مضبوطی و مسابقت۔ نا عاقبت اندیشانہ منافرت اور تباہ کن جنگ کا درد دہرہ رہے گا۔ نجات صرف ایک ملک تو کیا صرف ایک براعظم کو متحد کرنے میں ہی نہیں ہے۔

مذہب صرف کسی محدود دینی کا نام نہیں ہے کہ آدمی صرف چند گھنٹے یا چند دن کا پڑھ لیا کرے یا بھجن گایا کرے یا چند کیں ادا کر لے اور مذہب ترک دنیا کی تریاق ہے ہر مذہب میں جو مذہب کہلانے کا معنی ہو اصول عمل بھی ایک بڑی چیز ہے جو انسان کا دل بننے میں مدد دیتا ہے۔ تمام مذاہب کی وحدت کا اعتراف ہمارا ایک ایسا عقائد ہونا چاہئے جو ہمارے بر فضل ہمارے ہر خیال اور ہماری شخصیت کے ہر منظر میں جاری و ساری ہو۔ مذہب کے نام پر ہمارا یہاں آج کل بیٹھنا بالکل بیکار ہوگا اگر ہم صرف ایک کاغذی تحریک پاس کر کے چپ چاپ اپنے گھر میں کو چلے جاتیں اور ایک عظیم الشان اتحاد کی تعمیر کو کوئی ارادہ ہم میں پیدا نہ ہو۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے ”ہم امتیانات پیدا نہیں کرتے“ اس سے ہم میں افرادیتوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا دوا پیدا ہونا چاہئے۔ اگر ہم اس انسانی مذہب کو اپنے میں پیدا نہ کر سکیں جو انسان کے خیر کا جزو ہے اور جو ہمارے متروکہ تمام مذاہب کی قدر مشترک ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ جن مذاہب میں ہم پیدا ہوئے ان کی معیت سے بھی ہم بے خبر نہ رہ، اتحاد انسانی کی تحریک | اب وقت آ گیا ہے کہ تمام مذاہب کے حیات آفریں مزدوری اجود سمو کر نوع انسان کی ایک سوسائٹی

کی تشکیل کی جائے۔ جب سیاسی ممالک بڑی کی جگہ محبت کا راج ہو جائیگا تو اتحاد انسانی کی منزل نزدیک تر جائے گی۔ صرف بین الاقوامی تہذیبی و دفاعی دنیا کے تغیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ کبیر کہتا ہے ”اپنی چترائی نہ کر رکھو۔ محبت کچھ اور بھی چیز ہے اور جس نے سچے دل سے اسے ڈھونڈھا اس نے اسے مزدور پایا ہے“۔ آج محبت کے نرم اٹھ کو فولا دی بچے نے جھنگ دیا ہے۔ ہندوستان۔ چین اور عرب کے تمام پیغمبروں کی تعظیم کی جائے کہ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ دنیا کو پڑانے کا زمانہ کے دانشمند دل کے اقوال یاد کرنے کی جس قدر ضرورت آج ہے اتنی دنیا کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔

انجیل۔ امن و صلح کرانے والے بارک ہیں۔ وہی اہل انائے الہی کہلاتے تھے۔

قرآن۔ اللہ امن اور صلح کی جگہ بناتا ہے۔

دعید۔ اے دھرتی شانتی۔ اے ہوا شانتی۔ اے آکاش شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔ جو کچھ بھی بھیانک بے رحم اور بے رحم ہے اسے دبا آتے ہوں۔ شانت۔ اس آئے والا یہاں سب سکون سے رہیں۔ (تھور دیہ)

آج نئے نئے نغم عالم کا ذکر ہر ایک کی زبان پر ہے۔ اقوام اکثر عالمی اتحاد کا شیرازہ مرتب کر رہے کئے لئے کر بیٹھیں ہیں لیکن تاریخ کی قوتوں کے سامنے ان کی آواز صدا یہ صحران ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بنایا گیا تھا جب ملے ہیں تو ان کے دماغوں میں سیاست کا سودا بھرا ہوتا ہے۔ ان میں محبت کے نور کی کمی ہوتی ہے جس کے بغیر وہ کبھی سمجھ ہی نہیں سکتے کہ خالق نے سب میں اپنی روح سمو کر ساری دنیا کو ایک برادری بنادیا ہے ”تب اس نے آسمان کو بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی“ ”مبہ دن آئیگا کہ انسان اس روح کی روشنی میں پہلے کی طرح اپنی مشترک

کر دیا۔ کوئی حقیقت جس قدر عظیم ہوگی اتنے ہی اس کے عملی پہلو زیادہ ہونگے۔ اور اس کے اطلاق کا دائرہ بھی انتہائی وسیع تر ہوگا۔ دنیا کے لئے جس نئے نظام کی ضرورت ہے اور جو عنقریب ظہور پذیر ہوگا اسی کی تشکیل میں ہم اس بیگونی کو اپنی مشعل راہ بنائیں۔

(اقتباس از مرکزی اطلاعات)

روح کا جائزہ لیں گے تو اس دن ہماری یہ دنیا بھی ایک نیا روپ بدلے گی۔ نئے آسمان اور نئی زمین کی تخلیق ہر آن جاری ہے۔

مثال کے طور پر یہی دیکھ لیجئے کہ پیغمبر اسلام نے اپنی زندگی ہی میں کس طرح ایک نیا عرب اور انسانیت کا ایک نیا نقطہ نظر پیدا

نورِ انوار اتحاد — یہ نظم جناب احمد نیرانی نے مذاہبِ کفر نس دہلی منقذہ ۱۹۴۲ء میں پڑھی۔

روح ذرہ ذرہ۔ جانِ ماہ و اجستہ اتحاد
سب کی ہستی کے لئے ہے زیب و زیور اتحاد
ہے بہت از زندگی کا آب کوثر اتحاد
ہے مگر منہ دوس نورانی کا رہبر اتحاد
پر علاج اس کا ہے واحد لے برادر اتحاد
جنگ ہوگی مسنہتی — ہوگا منور اتحاد
کرے والا ہے بیا نورانی محشر اتحاد
جب حقیقت ایک ہے۔ ہوگا نہ کیونکر اتحاد؟
جو چکا ہے حق کی جانب سے مقدر اتحاد
ربطِ عالم پھول ہے۔ اور پھل کا منظر اتحاد
دین اور دنیا کی ہے معراج اکبر اتحاد
آج ہے دین اور مذہب پیش داور اتحاد
آسمانِ دین پر خورشیدِ انور اتحاد
دین حق کا ہے بلند اسرارِ دشتِ انور اتحاد
ہے جمالِ ذوالجلال نورِ انوار اتحاد!
ہیں تمام اضداد قطرے اور سمتِ انوار اتحاد
اُس نے ظاہر کر دیا اضداد پر در اتحاد
جیسا برتر یوم ہے دیا ہی برتر اتحاد
تفرقے مٹ جائیں گے اور ہوگا گھر گھر اتحاد

ہے تمام ارض و سما کا اصل جوہر اتحاد
کیا حشر اور کیا تختہ اور کیا ملک اور کیا بشر
ہر فن اور موت کی بنیاد ہے جنگ و نفاق
لیجئے قوموں کو دوزخ کی طرقت قومی عناد
ہم نے مانا آج دنیا کا مرض چمپیدہ ہے
رضعتِ دوزخِ نران ہے آمدِ فضل بہار
جنگِ اعظم ختم ہوگی۔ صلح اکبر جلوہ گر
سب کی فطرت ایک ہے سب کی حقیقت ایک ہی
جنگِ نادانی یہ سب نابود ہوگی ایک دن۔
بازعِ عالم کے ٹکرانے کا موسم آگیا
دین اور دنیا کی جیسے اولیں بنیاد ہے
حق نے یوم الدین فرمایا بے وہ دن ہے کج
سارے احکامِ شریعت ہیں ستاروں کی مثال
جس نے اس کی قدر و عظمت جان لی عارفِ ہر وہ
صورِ اسرافیل نے آغا زِ لغتہ یوں کیا
محو ہوئی ساری موجیں عالمِ اضداد کی
خالقِ الاضداد بیشک جامعِ الاضداد ہے
آج دنیا ایک وطن ہے اور قومیں ایک قوم:
اتحاد ہوگا جہاں سب ایک دل اور اک زبان

قبلہ و کعبہ
 نہایت اہم سوالات :

(۱) کیا خدا کے سوا کوئی مسجود ہو سکتا ہے ؟

خدا نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ اس سجدے کی کیفیت
کیا تھی؟ کیا آدم کو سجدہ کرنا پڑا تھا؟ یا آدم بطور تہنید کرتے تھے اور سجدہ
اصل میں خدا کو تھا؟ اگر آدم صرف قبلہ تھے تو اس کا بیان کلام الہی میں
کہاں ہے؟ اگر آدم قبلہ تھے تو نواب آدم کے بعد امت کے لئے قبلہ
کیا تھا؟ کیا فرشتہ کو سجدہ کرنے سے آدمی شرک مہموتا ہے یا نہیں؟ کیا
حضرت آدم اپنے وقت کے پیغمبر تھے یا نہیں؟
ان باتوں پر قرآن مجید سے روشنی ڈالے۔

(۲) کیا شریعت موسیٰ میں کوئی ایسا قہر مقرر کیا گیا تھا جس کی طرف منہ کر کے موسیٰ اُمت کے لوگ نماز پڑھتے تھے۔ کیا ایسے قہر، بیہودہ کا ذکر حضرت مولیٰ کی کتاب میں کہیں ملتا ہے؟ کیا یہودی ایسے قہر کا کوئی نشان ملتا ہے؟

(دع) کیا حضرت مسیح نے کوئی قبلہ مقرر کیا تھا جس کی طرف رُوح کر کے خود حضرت مسیح اور ان کے ماننے والے نماز پڑھتے تھے۔ کیا بھل میں کہیں ایسے قبلہ نصاریٰ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ کیا مسیحیوں میں ایسے قبلہ کا کوئی نشان ملتا ہے ؟

(دع) مفسرین قرآن نے عام طور پر لکھا ہے کہ بیت المقدس اہل کتاب سید و رضاء کا قبلہ تھا۔ وہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اس کی اصلیت کیا ہے ! مفسرین کی کوئی غلط فہمی ہے ؟

(۵) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کئی زندگی میں ناز پر ہتھے ہوئے کعبہ کی طرٹ منہ کیا کرتے تھے یا بیت المقدس کی طرٹ۔ جب آپ

سفر میں شریف لے جاتے تھے تو کس طرف ریح کر کے نازپڑھا کرتے تھے؟
 اگر کھنڈر بیت المقدس یا کعبہ کی طرف ریح کر کے نازپڑھا کرتے تھے تو
 قرآن مجید میں وہ آیت کہاں ہے جس میں آپ کو کعبہ یا بیت المقدس کی طرف
 منہ کر کے نازپڑھنے کا حکم تھا؟ نام سچی زندگی میں حسب آپ کعبہ کی طرف
 منہ کر کے نازپڑھا کرتے تھے اور سجدہ کیا کرتے تھے تو کیا اس وقت کعبہ میں
 کثیر التعداد بت بھی موجود تھے کیا بخاری میں نہیں لکھا کہ فتح مکہ کے دن بھی
 کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے تو کیا یہی صورت میں کُربت بھی
 کعبہ میں ہوئے تھے؟ کھنڈر صلی اللہ علیہ وسلم سا اسی طرف ریح کر کے
 نازپڑھتے اور سجدہ کرتے رہے؟

(۷) جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں شریعت لایا تو سولہ سترہ چھپے بیت المقدس کی طرف منکر کے ناز پڑتے رہے۔ کیا یہ خود اپنی ذاتی رائے سے اپنے قلب بسند کیا تھا یا حکم الہی سے کیا یہ منبر الہی ذاتی رائے سے بھی شریعت بنا سکتا ہے؟ اگر حکم الہی سے بیت المقدس کو قلب بنا یا تھا تو یہ حکم قرآن مجید میں کہاں ہے؟ جب تو قلبی قلب کا حکم ہوا اور حضورؐ نے خانہ کعبہ کی طرف زنجیر کو ناز پڑھا تو شرعاً تو اس وقت سے فریختہ کہ تم کہ تقریباً سات سال ایسی حالت میں کہ تم بتوں سے پٹا پٹا تھا۔ خداوند عالم نے اہی کو قلب مقرر فرمایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمان اپنی طرف زنجیر کر کے ناز پڑتے۔ اور کعبہ کرتے تھے۔ فریختہ کے دن پہلی ہجرت کے اگلے سال بعد کعبہ تمہوں سے پاک ہوا۔ کیا اس واقعہ سے یہ نتیجہ نہیں نکلا کہ خدا جیسے تو ایک مرتبہ غارتے کو اس میں مت جتنے بی بی

الیت : ایم - مہتری - دکان سید شتا فی حسین ابن اردو موزر بلایغ دی

کسبہ رشید بنانا ہے۔ کیا یہ صورت تو عید کے منافی تو نہیں؟ ایسا صورت میں تو یہی نسبت ہی کہا جا سکتا تھا؟

بنام خداوند بکیتا

مگو ای دوستان - کذب قبل محبوب بعد آ و نجنت و برصاص ظلم شهید نمود تفکر در نفوس
 کا ذبه خامت که با سم صدق و امانت از بد و درع مابین ناس ظاهر بودند نماید تا از سخر
 این یوم اکبر محفوظ مانید - یکی ذکر جابقت نمود و دیگری بجا بلصا اشاره کرد و کا ذب دیگر یکی
 موهومی ترتیب داد و بر عرش نفوس مقرر معین نمود بی انصافی ناحیه مقدسه ذکر کرد و بی انصاف دیگر
 کلماتی با دل نسبت داد و این امور مسکرة کا ذبه سبب و علت شد که سلطان مدینه احادی را بتالم ظلم شهید
 نمودند اگر قدرت الهی حبیب حیات را خرق نماید امور تازه متاخره نمایند و کلمات بدلیه همواره
 کنید حال یک کلمه میفرماید که شاید آن کلمه سدی شود مابین صدق و کذب و آن کلمه نیست طه و را
 اذ انکم عتوا یتکلم به الذین ینسبون انفسهم الی البیان و یکفرون بمنزله و سلطانه
 و مسائله چه که این نفوس محتجب بعینیه بر قدم آن نفوس حرکت مینمایند طویفا از برای چشیکه می بیند
 و ادراک نماید او از اقوی الناس و اقدرهم لدی الحق مذکور است استمعوا ما نطق به مبشری من
 قبل قال و قوله الحق لطفه کیسه ایوم ظهور او اقوی است اذ کل بیان محض عنایت و شفقت این اذکا
 از کلمه محنت رباری احفظ و قل لک الحمد یا الله العلمین - حزب شیعه که خود را فرقه ناجیه مرحومه
 می شمرند و افضل اهل عالم میدانند بتواتر روایاتی نقل نمودند که بر نفسی قائل شود باینکه موعود متولد شود
 کافر است و از دین خارج - این روایات سبب شد که جمعی را من فی تفسیر حبه م شریف نمودند تا آنکه
 نقطه اولی روح ماسواهنداده از فارس از صلب شخص مسلم متولد شدند و دعوی قائلی نمودند اذ احسن
 الذین اتبعوا الظنون و الاوهام و امر بمشایه نور آفتاب بر عالیان ظاهر شد مع ذلک آن حزب غافله
 مروده اعراض نمودند و پیش از آنجه بر وجودیت ایم کردند ای اهل بهاد مالک اسامه میسر باید در این امور

نفس که ناسید که شاید اصنام ظنون و او هام را فی الحقیقت بشکنید و باو هام تازه که معرضین بیان
 بان متشک و تشبث اند مبتلی نشوید بقوت و قدرت الهی بر امر قیام نمایند و عب و ادرا از ظلم نفوس مشرکه
 و ظنون انفس کا ذمه نافله حفظ کنید در امر استوره فکر ناسید تا همین ظهور اهل فرقان یعنی حزب شیعیه
 از یوم الشهدا که نیت ظهور طلع نبودند گویا از کجای بامتره فی الضیبه بودند و از اشرفیات کتاب معانی محرم و منوع آنچه را
 بظنون و او هام خود ادراک نمودند و بان متشک بودند امر الهی بر غیر آن جاری و ظاهر شد و آن
 نفوس موهوم که خود را القای خلق و از هد عالم میسر دند بطبی قیام نمودند که ملا علی و اهل
 مدائن اسماء و ملکوت الشاغل متخیر مانند کذاک لظن القتل الاعلی فضلاً من عنده
 لتطلعوا علی ما ستر عنکم و تشاهدوا ما کان خلف الحجاب بما اکتسبت ایدی الذین
 هاموا فی هیماء الظنون و الاو هام و افتوا علی الذی اتی بالحق من لدی الله المبین
 العتیم ای شاربان حقیق نخستیم اسم مستقیم میفرماید در سوره که خود را ناجیه و مرمومه
 میسر دند ملاحظه کنید که عند ظهور امتحان از فرق طاعیه باغیه منکره مروده محسوب
 شدند و در کتاب الهی از قلم علی از مظاهر نفی مذکور و مطورند الشاء الله باید اهل بهاء که از
 صحاب سفینه حمراء در قیوم اسماء مذکورند باستقامتی ظاهر شوند که لائق این امر عظیم و یوم
 مبارک است امروز روز خدمت و استقامت است اگر طغی بر این امر مستقیم ماند او اقوی از کل
 بیان است بشهادة الله و شهادة من طلب من قبل و بشر الناس بهذا النبی العظیم -

در الواح عراق و ارض سر و سخن عظم درستان الهی را آگاه نمودیم و بطور عمل و ناعفین و
 بطور لیل و کتاب سخن و الواح نار اخبار دادیم تا کل بشائی مستقیم شوند که اهل عالم و ما عند هم
 قادر بر تحریف آن نفوس ثابته مستقیم نباشند باید بنابر حال مشاهده شوند تا مانند اوراق
 که بهر ریخی متحرک اند و باندک نسیمی منقلب کذاک عتکم العلیع و عت فکم عارف الخبیر
 و هد اکم الی صراط المستقیم جهد ناسید و کمال عجز و بهتال از قوتی قدیر سدد
 کنید تا شمار امتیاد فرماید بر امریکه بطر از رضا مزین است و همچنین موفق دارد بر عملی که ذکر آن

بدوام ملک و ملکوت در کتاب الہی باقی و پامیندہ ماند فرصت را از دست ندید و وقت را ضائع نگذارید قسم بدریای علم لدنی کہ آئی از این ایام افضل است از سترون و اعصار بشہد بذلک در تکتہ المختار فی ہذا المقام الکریمہ - انشاء اللہ بنار محبت رحمن حجابات مانع را بسوزانید و بسوز و جہش قلوب را منور دارید امروز روز این کلمہ بحکمہ مبارکہ است کہ از قبل لسان احدیہ بآن تکلم نمودہ کحل شئی ہالک الا دجہہ امروز یوم اللہ است و حق وحدہ در او ناطق لا یدکر فیہ الا هو ایث الابصار الظاہرۃ الحدیدۃ و این القلوب المنیرۃ الفارغۃ امروز روز البصار و آذان و قلوب است از حق بخوابید تا این سر را مالک شوید و از حجاب مقدس دارید چہ کہ حجاب رفیق بل ارق لبصر را از مشاہدہ و آذان را از اصعنا و قلب را از لغتہ منع نماید باین کلمہ علیا کہ از قبل از قلم اعلیٰ نازل شدہ نظر نمایند۔

ای سپہران دانش - چشمہ سر را پلک بآن نازکی از دیدن جہان و آنچه در اوست بی پیرہ نہاید دیگر پردہ آن اگر بر چشم دل فسر و آید چہ خواہد نمود۔ ای دوستان امروز باب آسمان بفتح اسامی الہی گشودہ و مجر جوہ امام و جہہ ظاہر و تواج و آفتاب غایت مشرق و لائح خود را محرم بنمایند و عمر گرانمایہ را بقول این و آن تمام نکنید کمر ہمت کلمہ نمایند و در تربیت اہل عالم توجہ کنید دین الہی را سبب اختلاف و تضییع و بفضاء ندانید لسان غلمت میفرماید الخ چہ از سہائیت در بنظہور این اقدس نازل مقصود اتحاد عالم و محبت و و داد اہل آن بود کہ باید اہل بہار کہ از حسیق معانی نوشیدہ اند بکمال روح و ریحان با اہل عالم معاشرت نمایند و ایشانرا مستذکر دارند بآنچہ کہ نفع آن بکل راجعت اینست وصیت غلوم اولیا و صفیای خود را۔ عالم بحبت خلق شد و کل بوداد و اتحاد ما موزند باین کلمہ مبارکہ کہ از ائمتہ فہم سلطان احدیہ اشراق نموج ناظر باشید و ذکر نمایند صحت فی قدم ذاتی و از لیتہ کینونتی عرفنت بحق فیک خلقتک و القیت علیک مثالی و اظہرت لک جمالی۔ ای اہل ببار شما در اوطان و غلوم دین غلوم جہنمیکہ در دریای حرا سکنس است ہر یک از شما را بکلمات و بیاناتی ذکر مینماید کہ اگر حرفی از ان کلمات برہم را می وجود ممکن است

تجلی نماید و کل کلمات البوب ظاہر شود بشانکہ حجج بیایند و قرأت نمایند این فضل بے مہتی از دست
 نہید؛ پنج دلیل الہی بر این مظلوم و شہداء و دشمنان غافل نشوید قدر خود را بدانید و
 مقامات خود را باسم حق حفظ نمایند چہ کہ مشرکین و مشرکین و فاسقین بجا بس تو حید و اقبال و اہمیت
 ظاہر شدہ اند و کمال قدر و جہد و حسنال نفوس مشغولند انہ ربکم الرحمن بقول الحق و بخبرکم
 بالفضل و ہدیکم صراطہ المستقیم سبل ناس را بگذازد و راہبہای غافلین را سہم شمارید
 و بگویند انہ لا یمشی فی طرفکم ولا یعمل ما عندکم قد ظہر و اظہر صراطہ المستقیم
 و عرف الکلم منہجہ القیوم طوبی النفس سرعت الی بحر رحمۃ ربہا ولا اذان سمعت
 صہیر قلمہ الاعلیٰ و لعین رأت آیاتہ الکبریٰ و للسان نطق بثنائہ الجمیل۔ قل ان ارحموا
 علی انفسکم ولا تتبعوا الذین کفروا باللہ و آیاتہ وانکروا حججہ و برہانہ و قاموا علی
 الاعراض بظلم مبین انہ فی التبعن الاعظم دعا الملوک و المملوک الی الاسم الاعظم
 الذی کان مکنونا فی علم اللہ و منذ کورا فی صحف المسلین۔ ای دوستان ذکر جمیع
 در کتب الہی بودہ و خواہد بود و اگر بعضی از اولیای حق بلوچ علیحدہ فائز نشوند بہت مین بسین بدانند کہ
 اسمشان و توجہشان و اقبالشان علی مراتبہم از قلم اعلیٰ در کتاب مذکور و مسطور است از حق نمایند
 بخوانید تا بامری کہ سبب و علت ذکر پائیندہ باشد فائز گردید انہ یرىٰ وسیع و العظیم الخیر و دنیا را شانی
 نبودہ و نیست عنقریب من علی الارض لہتبور راجع شوند فوالذی النطق کل شیء بثنائہ لفسہ کہ این دنیا
 و پنجہ در او مشہود است نزد صاحب بصیرت بیک کلمہ از کلمات الہی معادلہ نمینماید چہ کہ از ازل و فانی بود و
 خواہد بود و این بدو اسماء و صفات دائم و باقی خواہد ماند، بیچ عاقل بملاحظہ یوم او یومین نعمت باقیہ الہیہ
 از دست ننمیدہد بہستی سبک یوم جان لم یزل و لا یزال آہنگ گلشن مکاشفہ و لقاء داشتہ و دارد و لکن
 اوہام و آمال لافتنیٰ اورا از ملکوت قرب منع نمودہ باید بنظر یقین و نورانیان حجابات را بسوزانید و قلوب
 افندہ را منور دارید۔ جہد نمایند تا از کوثر الیقین کہ از یمن عرش الہی جاری است بنوشید ہر نفسی بآن
 فائز شدہ او اذ اہل بہت از صحیفہ حمرہ مذکور است الحمد للہ غایت حق و الحافش متبلین را بصراط مستقیم راہ نمودہ

وعلیه کبری و موبست غنمی فاتح سروده قدر مقام خود را بدینید و در کل احوال آگاه باشید چه که گرامان
در کین بادین بوده و خواهند بود ان رکب الرحمن لهو العظیم الحکیم. ایا در ارض طالب صادقی مشاهده شد که از
فیض فیاض محروم شود یا قاصدی دیده شد که بصدق تمام مقصد اقصی را اراده نماید و از او منوع گردد و لافسه الحق
و اگر بعضی از مرتدین و مقربین و مخلصین بر حسب ظاهر امر را طلب نمودند و بآن فائز شدند این نظر حکمتیهای بالغه الهی
بوده باید محزون نباشند چه که از برای هر امری میقاتی مقرر و مقدر است اذ جاء الحین يظهر بالحق من کدی الله
دب العلمین. انزحوا یا اولیاء الله و اصفیاء بهما ید کرکم قلمی الاعلی فی هذا اللیل الذی فیه
ینطق لسان العظمة ان الله الا هو الموتیة الناصح الفرد العزیز الحمید طوبی لمن فائز بالاستقامة
الکبری ان الله من اهل الفردوس الاعلی فی کتاب الله مالک الاسماء و قاطر السماء الذی ظهر تحت
بسلطان مبین اتاکم ان تنعمکم حجاب الاسماء عن سلطاتها و منزلها و مبدعها. عتکو
بجمل عثایة دبتکم الرحمن و تشبثوا بذیله المنیر من عمل ما امر به یصلین علیه الملائة الاعلی و اهل الجنة
العلیاء و الذین سکنا فی قباب العظمة امرأ من کدی الله العزیز الحمید کن لک ذکرکم المظلوم اذ کان
فی محبت الغافلین و علمکم ما یقر بکم فی کل الاحوال الی الله المتقدر المهیمن العزیز الفرید انا نوصی
الکل بالحکمة و البیان فی امر ربکم الرحمن کما وصینهم من قبل ان الله لهو الناصح الامین ثلاث
کلمة انزلتها فی الواح شتی یشبعی لكل من امن بالله فی هذا الظهور ان یتمسک بها و یکون
من الراغبین و نحننا اکل عن کل ما لا یحبه الله و امرنا هم بما تفرح به انفسهم الا ان
ان الله لهو المشفق الکریم عاشروا یا احبائی بالزوح و الترحمان کل الاریان ایاکم اذ
تجعلوا کلمة الله علة لاختلافکم اذ سبباً لاظهار البغضاء بینکم قل اتقوا الله
یا ملا الارض و لا تکتونوا من الغافلین ان الله یامرکم بما تجتهدون
منه عن الزوح لو کنتم من العارضین البهلاء علیکم و علی من معکم
و محبتکم و یحذکم و یسمع منکم ما رقم من القلم الاعلی
فی هذا الامر المبرم الظاهر المبین ۵۵

پیامِ مہنامہ

جلد سوم جون ۱۹۴۲ء نمبر

دُعائے حضرت بہار اللہ

اُس کے نام سے جس کے ذکر سے ملا اعلیٰ کے دل زندہ ہوتے ہیں
تو پاک ہے اے خدا۔ اے میرے مہبود! تو مشاہدہ و ملاحظہ فرما رہا ہے کہ میں تیرے بندوں
میں کس طرح سے گرفتار ہوا ہوں۔ باوجودیکہ میں تیرے اُس دروازہ رحمت پر فروتنی کے سوا
کچھ نہیں چاہتا جسے تو نے اپنے زمین و آسمان کے باشندوں کے لئے کھولا ہے اور میں نے
انہیں وہی حکم دیا ہے جو تو نے مجھے دیا اور میں نے انہیں وہی دعوت دی جس کے لئے تو نے
مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ تیری عزت کی قسم! میں نے کبھی نہ چاہا کہ میں کسی پر کسی طرح سے بھی برتری
ماصل کروں اور جو کچھ تو نے اپنی بخشش و عنایت سے مجھے عطا فرمایا ہے میں نے نہیں چاہا کہ اسکی
وجہ سے لوگوں کے سامنے فخر کروں۔ کیونکہ اے میرے مہبود! میں تیرے ظہور کے روبرو اپنا
کوئی ظہور محسوس نہیں کرتا۔ اور تیری اجازت و ارادہ کے بغیر اپنے لئے کوئی امر موجود نہیں پاتا۔ بلکہ ہر آن
میرے دل کے اندر سے یہی آواز اُٹھتی ہے کاش میں وہ زمین ہوتا جس پر تیرے نعلین دوستوں اور
مقرب برگزیدوں کے چہرے تیرے لئے سجدے میں گرے ہیں۔ اگر کوئی کان رکھے والا میرے

ارکان بدن کی طرف متوجہ ہو گا تو میرے ظاہر و باطن اور میرے دل و زبان اور میری رگوں اور میرے
اعضاء و جوارح سے یہی نداء سُنے گا کاش ایسا ہو کہ مجھ سے وہ بات ظاہر ہو جس سے ان لوگوں کے دل
خوش ہو جائیں جنہوں نے میرے پروردگار بزرگ و برتر کی یاد کا مزہ کچھ لیا ہے اور کاش میری نداء کے
ذریعے کوئی تیرے جبروتِ امر اور ملکوتِ عرفان کی طرف چڑھ جائے اسے وہ کہ ملکوتِ بقا اور عالمِ ہستی
تیرے قبضے میں ہے۔ اور اگر میں نے کہا کہ اسے عالمِ ہستی کے رہنے والو! میری طرف آؤ! میری طرف آؤ! تو
اس سے میری مراد تیرا وہ امری تھا جسے دیکھ کر تو نے مجھے ظاہر و مبعوث فرمایا ہے تاکہ سب لوگ تیرے
مقامِ وحدانیت اور تیرے مرکزِ شانِ فردانیت کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اے بہاء کے محبوب۔ اور اے
بہاء کے مقصود! تو خوب جانتا ہے کہ بہاء تیری محبت و رضا کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔ اور وہ تیرے
بندوں کو نفس و جہول کے اشارات سے پاک کر دینا چاہتا ہے اور انھیں شہرِ بقا میں پہنچا دینا چاہتا ہے کہ
وہ تیرے امر میں متحد ہو جائیں اور تیری خوشنودی کی شریعت پر اکٹھے ہو جائیں۔ اے میرے محبوب!
تیری عزت کی قسم! اگر تو ہر آن مجھے نئی بات کے ذریعے عذاب دے تو یہ عذاب مجھے زیادہ پسند ہے نسبت
اس بات کے کہ تیرے دوستوں میں کوئی ایسی بات پیدا ہو جس سے ان کے دلوں میں کدورت آجائے
اور ان کا اتحاد و اجتماع پرانگندہ ہو جائے۔ کیونکہ تو نے مجھے اسی لئے تو مبعوث فرمایا ہے کہ وہ تیرے اس
امر پر متحد ہوں جس کے مقابلہ پر تیرے آسمان و زمین کی مخلوق ٹھہر نہیں سکتی۔ اور وہ تیرے ماسوا سے منہ
بھریں اور تیری شانِ کبر بانی کے آفتاب کی جانب رنج کریں۔ اور تیری رضا کی طرف متوجہ ہوں۔ تو۔ اب اے
میرے مہبود! اپنی پوشیدہ غایت کے بدل سے وہ (بانی) برسا جو انھیں تمام غموں سے اور بشری حدود و
سے پاک و طاہر کر دے تاکہ مآملی اُن سے تقدیس و بے نیازی کی خوشبوئیں پائیں۔ پھر اے میرے مہبود!
انھیں اس توحید پر قائم ہونے کی توفیق دے جسے تو پسند کرتا ہے جو یہ ہے کہ جب کوئی کسی پر نظر ڈالے تو
اس میں وہ تجلی دیکھے جس کے ذریعے تو اُس پر جلوہ گر ہوا ہے۔ اس ظہورِ فرمائی کے لئے جس کا عہد تو نے
وہ بیان میں تمام عالمِ ہستی کے باشندوں سے لیا تھا۔ اور جو کوئی اس برتر و بلند تر مقام پر نظر
رکھیگا اور اس ہندگ ترین و درشن ترین شان کو دیکھیگا وہ کسی کے سامنے اپنی بڑائی نہیں چاہے گا۔

اُن لوگوں کو مبارکباد جو اس سے فائز ہوئے اور وہ باہم نہایت راحت و خوش دلی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ وہ توحید ہے جو تجھے ہمیشہ سے محبوب ہے اور تو نے اسے اپنے مخلص بندوں اور مقرب لوگوں کے لئے مقدر فرمایا ہے اب اسے بادشاہوں کے مالک! میں تیرے اُس نام کے ذریعے جس سے تو نے بندوں میں محبت و دوستی کی شریعت جاری کی ہے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دوستوں میں وہ چیز پیدا کر دے جو انہیں تمام حالات میں مقہم بنا دے تاکہ تیری مخلوق میں اُن کے ذریعے تیری توحید کے نشانات ظاہر و نمودار ہوں۔ اور تفرید کے ظہورات تیری ملکوت میں ہمشکار ہوں۔ یقیناً تو مقتدر ہے جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ تو ہی سب پر غالب و نگران اور سب کو قائم رکھنے والا ہے۔

(اس شہادت کی اصل ای پرم کے فارسی حصہ میں درج ہے)

ایک لُحْ مُبَارَکِ حِثْ اَرُو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (الابحہ)

خدا کی قسم! بلاد مصیبت کے سبب تہاہ کی محبت اور بڑھ گئی کہ وہ اسے مالکِ اسماء اور خالقِ سماء کے ذکر سے نہ روک سکی اور وہ ہر گھڑی اہل جہان کو اُن کے پروردگار جہنم کی جانب بلا رہا ہے۔ سو یہ آگ بھی کیا ہی خوب ہے کہ اس پر مٹنا پانی پڑا ہے یہ اپنے پروردگار مقتدر۔ برتر۔ دانائی محبت میں انتہائی زیادہ بھر دکتی ہے۔ اور اس نے دے دیں والوں کی عزت کے لئے اپنی ذلت کو قبول کیا اور تمام جہان کی نجات کے لئے قید خانہ منظور کر لیا ہے۔

اسے میرے ستیاچ! میرا اعظم ہے عظیم۔ جسے تمام آسمانوں اور زمینوں کے لشکر نہیں روک سکتے۔ اگر تو اپنے پروردگار کے ذکر کی شیرینی اس کی آیتوں میں سے اکب آیت میں بھی پائے تو فوراً مدہوش ہو کر گری پڑے اور جب کھڑا ہو تو بھار آئے کہ ایسا ہی میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا ظہور مطالعِ وحی اور مشرقِ الہام سے سعادت لے گیا ہے اور ظہور کے دہن مبارک سے نکلنے والے ہر ایک حرف میں وہ چیز مضمر ہے جس سے تمام جہانوں کو زندگی ملتی ہے۔ اسے پروردگار! ظہور خراب ترین شہر میں ساکن ہے حالانکہ تمام آسمانوں اور زمین کی سموری ہی کے نام سے ہے۔ تیرے ظالم مندوں نے ایسا ظلم کیا ہے۔

تیری محبت کی حرارت سے شدید درہو جا گیا کہ اس ظہور میں ہونا چاہتے جس سے کہ مغزوں کے چہرے جگ اٹھتے ہیں۔ مجھے چاہئے والے کو میری طرف سے یاد کر۔ پھر میری غایت کی انھیوں سے میرا کو مفضل اُسے بلا تاکہ وہ اُسے میرے اُفقِ رحمت اور میرے طلیعِ اسماء اور عرضِ ظہور کی جانب کھینچ لے۔ سب قوتِ خدا سے رب الغلین کے لئے ہے +

انوارِ ظہور

کئے کی سزا پاتے گا مگر محبت اور بھلائی کرنے والا تو اپنا بلند مقام ملے گا اور بہترین جزا کا مستحق ہو چکا ہے۔

ہر پسنے اور اچھے سلوک کرنے والے کا عمل جنت میں خدا پر طرے رائج ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ سب کچھ حکم خدا کی اطاعت میں کرتا ہے اگر کسی مومن کا ادب و احترام کرتا ہے تو اسی لئے کہ اس کے ایمان ماند نہ نظر رکھتا ہے۔ وہ کسی انسان کی خدمت کرتا ہے تو یہی لئے کہ خلق خدا کی خدمت کرنا رضائے الہی کا موجب ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی مومن کا دانا دکھاتا ہے اور اس کے ساتھ تکبر سے پیش آتا ہے تو یہی عین تکبر خدا کے مقابلہ میں ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک مومن کو نظر خدا سے جدا کیا اگر ایک انسان کو ستا تا ہے تو اس نے خلق خدا کے ساتھ برا سلوک کیا۔ یہ اس نے خالق کے ساتھ برا سلوک کیا۔

چند روزہ زندگی میں فانی چیزوں کا عاشق بن کر انسان اپنی فنا کا سامان کرتا ہے۔ کس قدر افسوس ہے کہ وہ اپنے انجام سے غافل ہے۔ لازم ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کا سلوک کیا جائے۔ لازم ہے کہ نفسانی پردوں کو مدد عالی محبت کی آگ سے جلا دیا جائے۔ لازم ہے کہ سب ایک دوسرے سے ہر وہ ایسی خوشی و محبت سے مل کر زندگی بسر کریں کہ چہرے مسرت سے چھو لوں کی طرح خلعت ہوں۔ اور سب کے دل محبت کی جنت ہوں۔ ایک دن بھی مکدوت اور بخشش میں نہ گزرنے دیں۔ قدرت الہی سے بھل اہل دل کی دنیا کلہ الہی کے اثر سے محبت میں مگر م ہے۔ ان پر افسوس جن کے دل سرد ہیں۔

حضرت ببار اللہ سالہا سال محنت مصیبتیں برداشت کرتے رہے۔ مسلسل آذیتیں اور ستائز جو روحنا جفا پہنچتے تھے اس قدر دکھ اٹھائے کہ عقید صرف یہ تھا کہ اہل یقین صبر و استقامت کا سبق حاصل کریں۔ اتحاد و اتفاق کے مرکز پر قائم ہوں۔ محبت و الفت کی نگین کریں۔ اختلاف اور دوئی کا نام و نشان مٹا دیں۔ غیرت کو در بیان سے محو بنا دو کر دیں۔ صرف ان حدود میں جو کتب الہیہ نے معین کی ہیں امتیاز ضرور باقی رہے باقی تمام جہاں کے نشانات گم ہو جائیں۔ ایک عالمگیر محبت منظم وحدت۔ اور پانڈار جیما نگت اور ڈوٹھنے والا سب ملاپ پیدا ہو جائے اور یہ عالم امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

ایک سچا مومن خدا کے حکم سے تمام مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے صبح کا ظلم طبع کر چکا ہے اور سب کو امن و امان دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ سب سے محبت و الفت رکھتا ہے کسی کی توہین نہیں کرتا کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا۔ کسی کی فحش نہیں کرتا کسی پر بہتان نہیں باندھتا۔ وہ اس بنا پر کہ سب میرے بھائی ہیں اور میرے خالق کی مخلوق میں سب کو پیار کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ سب سے بھلائی کرتا ہے۔ سب کی عزت و حرمت قائم رکھتا ہے۔ اگرچہ کوئی اس کو ستائے اور دکھ پہنچائے تو بھی صبر کرتا ہے اور لوٹ کر اپنے مقابل کو دکھ نہیں پہنچاتا۔ درحقیقت یہ تمام معاملہ وہ محض خدا کے لئے کرتا ہے۔ اب اگر اس کے مقابل دوسرا آدمی برا سلوک کرتا ہے تو برا سلوک کرنے والا اپنے

ہو جاتا ہے اور شرک کا جھنڈا اٹھ جاتا ہے۔ وہ نیک کاموں اور
بہی خوشنودی میں بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

اہل بیت کو یہ کام ایسی راہ ہے جو مہربان ہی جان ڈالتا ہے۔ روئے
ترقی عطا کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کو بلند کر دیتا ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے
خدا کی پہلی بات یہ ہے کہ خواہش اور آلودگی سے پاک سینہ اور دنیا کے مختلف
رنگوں سے پاکیزہ دل لے کر جانے دیکھئے۔ قدرت رکھنے والے خدا کے حضور
میں آؤ اور جو اس کے دن کی شان کے لائق ہے وہ ساتھ لاؤ۔ آج دیا کا
دن ہے۔ کیونکہ یزدان پاک بے پردہ ظاہر و جلوہ گر ہے۔ پاک جان
دور کر مہربانیاں پہنچ جاؤ اور جو کچھ اس وقت موزوں ہے اسکو چھسکو۔

پرہیزگاری کے پانی کے ذریعہ اپنے آپ کو پھس اور برس کاموں کی پاک کرد
تا کہ بے نیاز کے دن کا بھید سمجھسکو۔ وہی پہلی قدیم روشنی آج آخری دن میں نمودار
ہو رہی ہے۔ تین چیزوں کے ذریعہ دیدار مل سکتا ہے اور نکات قابل پہنچتی ہے۔ دل
اوسا کھلے کی پاک سے اور کان کو کسی سنائی باتوں سے پاک کر نیے۔ کہدو ایک دوست
راہ نکال گیا۔ اس کی باتیں سب باتوں کی نمایاں مثال ہیں۔ اور اس کا راستہ سب
راستوں میں صاف نظر آتا ہے۔ راہِ حقیقت میں ان کی راہ کی کو اختیار کرو۔ اور
ایسی بات اہل میں بات ہے اسی کو سنو۔ آج خدا کی رحمت کے بادل برس
رہے ہیں اور دانی کا سورج سب کو روشن کر رہا ہے اور اپنی راہ دکھا
رہا ہے۔ جو افراد تو وہی ہے جو ہم دلمان کا راستہ چھوڑ کر خدا کا راستہ
اختیار کرنا ہے۔ اسے دوستو! خدا کے طاقتور ہاتھ نے ہم دلمان
کے پردے پاک کر دیئے ہیں تاکہ آنکھ (حقیقت کا جلوہ) دیکھے
اور کان (رازِ حقیقت) سننے سے محروم نہ رہے۔ آج کان ٹاکر
سننے کا دن ہے۔ دوست بہن کی گفتگو سنو اور جو طریق مناسب
ہے اسی پر رفتار اختیار کرو۔

اور ان کی محبت ٹھنڈی ہو چکی ہے۔

بہی اتحاد و اتفاق اور دنیا میں امن و سلامتی کا ایک بڑا ذریعہ
میں اخلاق ہے۔ اپنے اخلاق سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔
اور برس اخلاق سے انسانیت اور سوسائٹی کی سرسبز کھیتی سیکھ جاتی ہے
حسن اخلاق تنظیم اور اتحاد کے لئے وہ سنگ بنیاد ہے جس پر امن
و آسائش کی عمارت اور اصلاح و ترقی کی تعمیر قائم ہوتی ہے۔

خصوصیت کے ساتھ اہل بیت کا فرض ہے کہ وہ موجودہ دورِ فنا
میں حیاتِ جدید کا صورت چھپوٹک دیں۔ ہر وقت اس فکر کو شش میں
رہیں کہ ڈوبنے والوں کو غرقابِ فنا سے بچائیں اور راہِ جہا دکھائیں۔
اور لوگوں میں اس طرح سے رفتارِ جستیا کریں کہ ان میں نور حق کے
آثار سب کو نظر آئیں۔ کیونکہ معرفتِ اہل بیت اس وقت وہ جامعیت
ہیں جو نئی آفرینش میں اولین ہستی ہیں۔ وہی ہیں جنہوں نے
اب سب کے اول عبودیت کے مقام پر قدم رکھا ہے۔ وہی سب
اول جلوہ حق کے سامنے سرسجود ہو گئے ہیں۔ وہی ہیں جو کعبۂ مقبوضہ
کا طواف کرنے میں سب پہلے مصروف ہوئے ہیں۔

پچھے اہل بیت خدا کے محبوب ہیں۔ ان کا ذکر ملا اعلیٰ میں
غزت کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے چشمِ بصیرت
دیکھتی ہے۔ اور جب یہ مقام کسی کو نظر آ جاتا ہے تو وہ اپنی جان خدا
کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ ایسے پاک نفوس کی عظمت اور قدرت
خداوندِ عالم ہی خوب جانتا ہے۔

یہ پاک نفوس جذبہِ روحانی سے سرشار ہو کر کمالِ اُلفت
و محبت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس شان سے دوستی اور
پچانگی اختیار کرتے ہیں کہ ان کے اتحاد سے توحید کا علم بلند

انکشافِ حقیقت

ارتقاءے حقیقی کی حکمت کے سلاطین ہوئے ہیں۔

ہائیانِ ادیان جن کے پروگراموں پر کروڑوں انسان عامل ہو کر بہترین وجود بن گئے۔ تاریخِ عالم میں آفتاب بن کر چمک رہے ہیں۔ ہر ایک پیغمبرِ برحق نے دنیا میں وہ مشرور و مشہور برپا کیا جس کے اثر سے آسمان زمین بدل گئے۔ اور نوری انسان منازلِ ارتقاء طے کرتی ہوئی بلند مقام پر پہنچ گئی۔

تمام انبیائے کرام نے نہایت عیسین و محیل پر ایسے میں فرج نہاں کو بشارت دی تھی کہ اس کڑے ارض پر ایک عظیم الشان دورِ ارتقاء نمودار ہو گا۔ قیامت کبریٰ اور حشرِ اقام کا زمانہ آئیگا۔ جس قدر یہ موعودیت قریب آئیگا انبیائے کرام اس یومِ عظیم کی نبوت و بشارت پر زیادہ نود دیتے گئے اور تبشیر و انداز میں روزِ انشور جو جس اور ولولے کے ساتھ تفصیلات بیان فرماتے گئے۔ یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت کو مکمل اور حتم کر دیا۔ اور فرما دیا کہ میرے بعد اب انی یوم موعود اور قیامت کبریٰ کا ظہور ہے۔

الحمد للہ۔ یوم موعود آ گیا۔ ناموس قدرت اور وعدۃ الہی کے مطابق یوم موعود کا آنا یقینی تھا۔ بے شک ہر پیغمبرِ برحق کا ظہور ضرور آئینا اور قیامت خیز تھا۔ خدا نے ظہورِ حق کے دن کو ہی قیامت مقرر کیا ہے عہدِ حاضر کے ظہورِ حق سے قیامت کبریٰ اور عالمگیر حشرِ نوادار ہوا ہے جس کے آثار روز بروز تیزی کے ساتھ عالم میں آشکار ہوئے جاتے ہیں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ نے صوّر چھوٹک دیا۔ نوری نہاں کے قالب میں ارتقاء کی نئی مدح پیدا ہو گئی۔ یہ وہی حقیقت ہے جس کے

دنیا کی تمام چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں انسان کی فلاح و بہبودی قدرت کا عظیم مقصد ہے۔ جاد است۔ نباتات۔ حیوان سب انسان کے خادم ہیں۔ آگ۔ پانی۔ ہوا انسان کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ سامانِ خوراک۔ لباس و مکان کے بنیا کر نے ہیں زمین۔ سورج۔ چاند۔ بارش۔ بجلی تمام قویٰ مصروف کار ہیں۔ غرض کہ گردشِ میل و نہار کا تمام ہنگامہ مشرور و نشو وازن انسانی نشو و ارتقاء کے لئے جد و جہد کی مسلسل حرکت ہے۔

انسان اپنے اندر جاد۔ نبات۔ حیوان کے تمام جوہری کمالات رکھتا ہے۔ اس کا اپنا امتیازی مقام حیوانیت سے نہایت بالا تر ہے۔ صرف کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا اور سبانی تو والد و تناسل حیوانی درجہ کے اعمال ہیں۔ ہاں علم و عقل۔ کشف و رموز قدرت۔ عس و ان جن افلاک فاضلہ۔ روحانیت و ربانیت۔ یعنی وہ اعمال جن سے امن و صلح محبت و عزت۔ مخلوق کی راحت و رفعت رونما ہو انسان کی شان کے شایاں ہیں۔ انھیں اعمال سے انسانیت اپنا مقام نمایاں کرتی ہے اور زندگی کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کی تمام اچھی تحریکات اور مفید ادارے اسی مقصدِ عید کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ تمام علماء و حکماء۔ فلاسفر جو آج تک دنیا میں پیدا ہوئے ارتقاءے انسانی کے لئے زبردست مساعی اور قربانیاں کر چکے ہیں۔

سب سے بہتر اور برتر اصلاحی مجاہدے اور ارتقاءئی اقدام روحانی پیشواؤں نے کیا ہے جو دنیا کے دل کو بدلنے میں کامیاب ہوئے ہیں انبیائے کرام اور پیغمبرانِ عظام انسانی

کشف ساق اور مفسرین

یوم یکشف عن ساق" سورہ ن میں
یہ آیت مبارک آئی ہے۔ اس کا لغوی ترجمہ
یہ ہے کہ جس دن پنڈلی کھولی جائے گی ۵ اس کے متعلق تفسیروں میں
یہ باتیں لکھی ہیں۔

(۱) کشف ساق کا واقعہ دنیا میں ہی ہوگا۔ کیونکہ اسیں آج فرمایا ہے کہ
لوگ مجھ کو سنے کے لئے بلائے جائیں گے اور عبادت کی طرف دعوت دینا
میں ہی ہوتی ہے۔

(۲) کشف ساق سے مراد شدۃ الامر یعنی سخت حالت ہے جو قیامت
میں ہوگی۔

(۳) کشف ساق سے مراد یہ ہے کہ اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ یعنی
قیامت کے دن عقابن اشیاء ظاہر ہو جائیں گی۔ ساق کے معنی اصل ہیں
جس سے کوئی چیز قائم ہو۔ جیسے ساق الشجر درخت کا تنہ۔

(۴) قیامت کے دن ذلے تعالیٰ کا ایک تش ہوگا۔ اور ساق یعنی پنڈلی
ہوگی جو کھلے گی اور لوگوں کو سجدہ کرنے پر بلا دیا جائے گا۔

(علامہ ابن کثیر کبیر الام زانی۔ سجدہ ن)

۱۱) خدا اپنی پنڈلی کھولے گا یعنی اپنی قدرت دکھائے گا جس سے شدت
و سختی رونما ہوگی۔

(۱۲) حضور مقلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کشف ساق سے مراد ایک
نور غیبی ہے جس کے سامنے لوگ سر بسجود ہو جائیں گے۔ (ملاحظہ فرمائیے سورہ غافر ۲۰)

(۱۳) حدیث۔ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا۔ مومن مرد و عورت سجدہ میں
گرہیں گے۔ جزو ربانی سجدہ کرنے والے لوگوں کے کہ ان کی کمر سخت نہ
ہو جائے گی۔ (تفسیر صرح المعانی)

(۱۴) مفسرین عموماً یہ بھی فرماتے ہیں کہ کشف ساق کی حقیقت ہم نہیں جانتے
۵ چیز ان امور میں سے ہے جس کی تائید قیامت کے دن ہی ظاہر ہوگی
۵ یہی تو ہمارا کام ایمان و تقویٰ ہے۔

متعلق خداوند عالم فرماتے ہیں کہ میں طبقاً عن طبق۔ تم
درجہ بدرجہ بلند ہوتے چلے جاؤ گے۔ اب ارتقاء انسانی کے مراحل
کا زمانہ آگیا ہے۔ وہی زمانہ جس کے بارے میں خدا نے فرمایا تھا کہ
اپنے رب سے جائے گا۔ یا ایھا الانسان انک کادح الیٰ ذلک
کدحاً فاعمل اقویہ۔ اے انسان! تو نہایت سعی و کوشش کر رہا
ہے کہ اپنے رب سے مل جائے۔ سو مزدور تو اس سے مل جائے گا۔

اب لغائے الہی کا وقت آگیا۔ کثیر التقاد انسان لقاء الہی
سے فائز ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا تھا کہ قیامت کبریٰ
میں دیدار الہی مصل ہوگا مگر کائنات میں رجوع لقاء اللہ فائز
اجل اللہ (لانت)۔ جو شخص لغائے الہی کا اشتیاق ہے اسے مراد ہو
کہ خدا کا معین وقت یقیناً آ رہا ہے۔

اب وہ وقت آچھا اور سب لوگوں کو خدا کے حضور حضور و
سجود کی دعوت دی جا رہی ہے مگر وہ اس دعوت حق کو قبول نہیں کرتے
چنانچہ یہ پیش خبری سورہ ن میں اس طرح لکھی ہے۔

یوم یکشف عن ساق | جب نیا ظہور ہوگا اور لوگ سجود
و یدعون الی السجود | و اطاعت کی طرف بلائے جائیں گے
فلایستطیعون خاشعاً | تو وہ سجود و اطاعت ذکر کیلئے
البصار ہم ترہقہم | ان کی عقلیں حیران ہوگی۔ ان پر
ذلۃ و قد صالوا | ذلت سوار ہوگی۔ حالانکہ اس سے
یدعون الی السجود | پہلے وہ سجود و اطاعت کی طرف
و ہم سالمون ۵ | بلائے جاتے تھے تو سالم و مستطیع تھے
فذری و من ینکذب | تو اس خبر کو جھٹلائے تو لوگوں کو نوحہ پر۔
ہذا الحدیث سنستدرجہ | چھوڑ دو۔ میں نہیں ایک حال سے
من حیث لا یعلمون ۵ | دوسرے میں اس طرح بیان کیا کہ
(سورہ ن)

کر لئے سے محروم رہ گئے ہیں۔

(۸) خوشی کا دفت ختم ہوا۔ بیانِ حقیقت کا دفت اُگیا ہے۔ کیونکہ خدا نے حقیقت ظاہر فرمادی۔

ہنگامہ خیز جلوہ فطرتِ آجل

دنیا میں رستخیز کی حالت ہے آجکل

سب کہہ رہے ہیں دُور قیامت ہے آجکل

دُور کھلے ہوئے ہیں ماب و کتا ب کے

اجلاس میں خدا کی عدالت ہے آجکل

اب اہل رہی ہے سب کو کئے کی جزا سزا

اور آسکار دوزخ و جنت ہے آجکل

ہیں ایک سبتِ نفیض و عداوتِ شرِ فشاں

اگر سبتِ نذر بار ہدایت ہے آجکل

اگر سبتِ لعنِ ملعون۔ عدال و قتال ہے

اگر سبتِ نذرِ جذبۂ العنت ہے آجکل

سب اہل نور شاد ہیں بزمِ وصال میں

نورانیوں میں جہنمِ سرت ہے آجکل

ظلمتِ زدہ پڑے ہیں عذابِ فراق میں

یہیں میں اُن کے آتشِ صرست ہے آجکل

عرشِ ظہور آج ہے دارالسلام میں

روئے زمین گلشنِ جنت ہے آجکل

قُدْرَت کی افرینشِ تازہ ہوا ہوئی

خلقِ جدیدِ مظہرِ جدت ہے آجکل

پھیلا ہے کائنات میں نورِ تجلیات

ہنگامہ خیز جلوہ فطرتِ آجل

مفسرینِ کرام کا یہ رویہ قابلِ تامل ہے تھا۔ اب جبکہ یومِ قیامت کا ظہور ہو گیا۔ ان عقائد کا انکشاف بھی ہو گیا ہے۔ خود خداوندِ عالم نے ان عقائد کا بیان اپنے مآزہ کلامِ مبارک میں مفصل طور پر فرمادیا ہے۔ لعنتِ عرب اور قواعدِ علم اور خود قرآن مجید کی آیات سے بھی یہ خالقِ ثابت و مہربن ہو گئے ہیں۔ بنیادی غلطی قیامت کے بارے میں یہ ہیں گئی تھی کہ قیامت فنا کے عالم اور اس کے بعد مردوں کا قبروں سے نکل کر محشر ہونا سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کلامِ الہی کی ایک آیت سے بھی یہ بات ثابت نہیں۔ یہاں ہم نے مفسرین کے جو بیانات درج کئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی سب ٹھیک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم مبروارِ ہر ایک کو پتے ہیں۔

(۱) بالکل درست یہ کثیف ساق کا واقعہ دنیا میں ہی ہوا نہ کہ فنا کے عالم کے بعد۔

(۲) دائمی شدت و سختی بھی اس دور قیامت میں نمودار ہے۔

(۳) بے شک اب اہل امر و عقائدِ امور ظاہر ہو رہے ہیں۔ سب کتبِ الہیہ اور قرآن مجید کے معنی سے معنی عقائد و اسرارِ کشف ہو رہے ہیں۔ اشیائے عالم کے عقائد بھی بڑے نند سے برسرِ ظہور آ رہے ہیں۔

(۴) قیامت کے دن خدا کا تمثیل بھی ظاہر ہو گیا۔ مظہرِ ظہور حضرت بہاء اللہ آئینہ تجلیِ الہی تھے جن کے ظہور سے قیامت برپا ہوئی اور لوگوں کو سجدہِ الہی کے لئے بلایا گیا۔ مومن خالص سر بسجود ہوئے۔

(۵) بیگِ خدا نے اپنی قدرتِ زبردست رنگ سے دکھائی ہے اور دکھارہا ہے۔ اور ابھی تو بہت کچھ ہوگا۔

(۶) حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ایک نورِ عظیم ہوگا جس کے سامنے مومن سر سجدہ ہو گئے۔ یہ تلقی الہی ہے۔ جو ظہور فرما ہے۔

(۷) بے شک ریاکار سجدہ کر کے دالے فی قدرتِ الہی کے سامنے سجدہ

جو مگر یا اس کی قیامت ہوئی

فَاِذَا قَامَتِ الْقِيَامَةُ يَقُولُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفْزَعِ - هَذَا الْكُنَايَةُ عَنِ سَاعَةِ الْمَوْتِ وَقَدْ يَتَنَبَّأُ لَكَ فِيهَا تَقْدِمُ اَنْ هَذِهِ الْكُنَايَةُ مِثْلُ بِهَا الْقُرْآنُ فَاِذَا ذَكَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَدْ وَرَّسَ بِحَالِ الْمَوْتِ وَالْحَقُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ فِي حَالِ مَوْتِهِ تَقُومُ قِيَامَتُهُ لَخَاصَّةً بِهِ	جب قیامت برپا ہوگی انسان اس دن کہیگا کہاں بھاگ جاؤں میں موت کی طرف اشارہ ہے ان میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس اشارے سے قرآن مجید ہے جب کہیں یوم قیامت کا ذکر ہوتا ہے تو وہیں موت کی حالت کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔ اور سچ بات ہے کہ ہر انسان کی شخصی قیامت موت کے وقت ہی قائم ہو جاتی ہے۔	اور ساحت قیامت کو بھی کہتے ہیں اور قرآن وحدیث میں قیامت تین قسم ہو چکی ہے۔ (۱) قیامت کبریٰ بعثت اور جزا سزا کیلئے (۲) قیامت وسطیٰ - ایک نسل کا ختم ہو جانا (۳) قیامت صغریٰ - ان کا مر جانا - (مجمع بحار الانوار لفظ قوم)
---	---	--

(مستند تفسیر طنظاری جلد ۳۳)

دَنَا اَجَلَهُ فَمَاتَ فِهَذَا قَدْ قَامَتِ قِيَامَتُهُ وَالْاَلَمُ فِي حَقِّهِ قَدْ ذَهَبَتْ اِلَاسْمَاءِ وَالْاَرْضُ لَدَيْهِ فَمَا عِنْدَنَا تفسیر طنظاری ص ۳۹ جلد ۱۸	انسان کی آخری گھڑی آگئی ہے تو وہ مر جاتا ہے سو یہی اس کی قیامت ہے جو قائم ہو چکی اور دنیا اس کے حق میں فنا ہے اس کے نزدیک نہ آسان نہ زمین رہی جو باہرے نزدیک موجود ہے۔ جو مگر یا اس کی قیامت ہو گئی سنا دنت کے ایک حصے کا نام ہے۔	اخرجه البخاری فی صحیحہ من حدیث ابی ہریرۃ المرفوع الی البتی (ص) اذا وسد الامر الی غیرہ فانتظر والساعة وتقدم فی تفسیر الایۃ السابقة ان الاستاذ الامام قال ان الملاح بالساعة فی هذ الحدیث ساعة الامة التي تقوم فیها قیامتہا ای تبدل دولہا علی حد من مات فقد
---	--	---

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی
ایک حدیث مرفوعہ بیان کی ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
کام نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے
تو ساعت کا انتظار کرو۔ اور گذشتہ
آیت کی تفسیر میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت
استاذ امام رفیع عبدہ نے فرمایا
کہ اس حدیث میں ساعة سے مراد
آیت کا وہ وقت ہے جب امت کی
قیامت برپا ہوگی یعنی اس کا دور ختم
ہو جائے گا۔ اس اہل کے مطابق کہ
کہ جو مگر یا اس کی قیامت آگئی۔

<p>قَامَت قِيَامَتُكَ - وَفِي احْيَاءِ الْعُلُومِ اِنَّ الْقِيَامَةَ قِيَامَتَانِ - الْقِيَامَةُ الصَّغْرَى وَهِيَ قِيَامَةُ اَفْرَادِ النَّاسِ بِالْمَوْتِ وَالْقِيَامَةُ الْكُبْرَى وَهِيَ قِيَامَتُهُمْ كُلُّهُمْ بَاتِّهَارٍ هَذَا الْعَالَمِ وَالْاُخْرَى فِي عَالَمِ الْاٰخِرَةِ وَهَذَا يُقَالُ اِنَّ قِيَامَةَ الْجَمَاعَاتِ كَقِيَامَةِ الْاَفْرَادِ - وَالْجُوزُ بِالسَّاعَةِ فِي هَذَا الْمَقَامِ اقْرَبُ اِلَى الْاِنَّةِ مِنَ الْجُوزِ بِلَفْظِ الْقِيَامَةِ فَاتِ الْقِيَامَةِ مِنَ الْقِيَامِ وَهِيَ يَوْمُ يُقَامُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ - وَاَمَّا السَّاعَةُ فَهِيَ الْوَقْتُ الْمَعْيَنُ مُطْلَقًا لَا يَزَالُ النَّاطِقُونَ بِالْعَرَبِيَّةِ يَقُولُونَ جَاءَتْ سَاعَةُ فَلَانٍ اَوْ جَاءَ وَقْتُكَ وَالْقَرِينَةُ تَعْيُنُ الْمُرَادِ بِذَلِكَ الْوَقْتُ وَالسَّاعَةُ (تفسير البیان ج ۱ ص ۲۱۵-۲۱۶)</p>	<p>اور کتاب اعیاء العلوم میں لکھا ہے کہ قیامت دو ہیں - (۱) قیامت صغریٰ یعنی ہر فرد انسان جب مر جاتا ہے تو اس کی قیامت ہو جاتی ہے - اور قیامت کبریٰ سب انسانوں کی قیامت - جب یہ عالم ختم ہوگا اور لوگ عالم آخرت میں داخل ہونگے - اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جماعتوں کی قیامت انزلوکی قیامت کے مانند ہی ہے - اور اس مقام پر مجازاً ساعۃ کا استعمال کرنا لفظ قیامت استعمال کرنے سے لغت کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ قیامت تو قیام سے ہے اور وہ قیامت یہ کہ کرب نوگ رب الظلمین کیلئے قیام کرئیے لیکن لغت ساعۃ کے معنی اطلاق وقت معین - عربی بولنے والے ہمیشہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی ساعت آگئی یا اس کا وقت آگیا اور قرینہ بتا دیتا ہے کہ اس وقت اور ساعۃ مراد اس بلکہ کون سا وقت ہے کہ نہیں جانتے</p>	<p>بِحَمْدِ اللَّهِ يَقُولُونَ الْقِيَامَةُ الْقِيَامَةُ وَاِنَّمَا قِيَامَةُ اَحَدٍ مَوْتُهُ - وَشَهِدَ عَلَقْمَةُ جَنَازَتَهُ فَلَمَّا دَفِنَ قَالَ اِمَا هَذَا فَقَدْ قَامَتِ قِيَامَتُكَ - وَلَقَدْ لَمْ نَعْصِمْ خُرُوجَ مِنَ الدُّنْيَا وَقَامَتِ مَيِّتَتِي غَدَاةً اَقْلَ الْحَامِلُونَ جَنَازَتِي (تفسير روح البیان ج ۱ ص ۲۱۶)</p>	<p>کہ لوگ قیامت قیامت کہتے ہیں اور ہر ایک فرد انسان کی قیامت تو اس کی موت ہے - علقر ایک جنازے میں شریک ہوئے جب میت دفن کر دی گئی تو علقر نے کہا کہ اس پر نوالے کی قیامت تو ہو چکی - اسی بات کو کسی شاعر نے نظم کیا ہے یہ دنیا سے اٹھائیں تو حق ہی میری قیامت بس مج کو کوٹوں نے اٹھائی میری قیامت</p>
<p>قَوْلُهُ مِنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتِ قِيَامَتُهُ (شرح البیان ج ۱ ص ۲۱۶) قَالَ الْمُخَيَّرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ</p>	<p>حضرت رسول کریم نے فرمایا ہے جو مر گیا اس کی قیامت آگئی - منیرہ ابن شعبہ رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے</p>	<p>قِيلَ السَّاعَاتُ اَلَّتِي هِيَ الْقِيَامَةُ ثَلَاثَةٌ - السَّاعَةُ الْكُبْرَى وَهِيَ بَعْثُ النَّاسِ لِلْحَبَابَةِ وَهِيَ اَتَى الشَّاهِدِ الْبَهَاءِ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَطْهَرَ الْفَخْشُ وَحَتَّى يَعْبُدَ الدِّهْمُ وَالَّذِي يَنَادِ اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَذَكَرَ اُمُورَ لَهُ تَحْدُثُ فِي زَمَانِهِ وَلَا يَجِدُهَا وَالسَّاعَةُ الْوَسْطَى وَهِيَ مَوْتُ اَهْلِ الْقَرْنِ الْوَاحِدِ وَذَلِكَ مَخُومًا رَوَى اَبُو رَاعٍ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي نُقَالٍ اَنْ يَطْلُ عَنِ هَذَا الْفَلَا</p>	<p>کہا گیا ہے کہ ساعات جو قیامت ہیں تین ہیں - ساعت کبریٰ - حساب کتاب کیلئے لوگوں کو اٹھانا - جس کے معنی مضمر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مسات اس وقت قائم ہوگی مجبشش کا رویہ اور بے حیائی ظاہر ہوگی اور دہم و دنیا (دولت) کی پوجا کی جگہ گئی وغیرہ وغیرہ اور یہ باتیں آنحضرت کے زمانہ میں اور آپ کے بعد ظاہر نہیں ہونیں - اور ساعت وسطیٰ ایک زمانے کے آدمیوں کا رہنا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ابی اس کی روکھا تو فرمایا کہ اگر اس نوجوان کی عمر بڑی ہوئی تو یہ نہ مر گیا سیاتیک کہ قیامت</p>

لعمریۃ حتی تقوم الساعة
تقیل انہ اخر من مات
من الصباہ۔
والساعة الصغریٰ حی
موت الانسان۔ ساعة کل
انسان موته وهی المشار
الیها بقوله قد خسر الذین
صعدوا بلبقاء الله حتی
اذا جاء هم الساعة بفتنة
ومعلوم ان هذه الحسرة
تتال (الانسان عند موته
لغوله والفقوا قمارن قتلکم
من قبل ان یأتی احدکم
الموت فبقول لایہ۔ وحلی
هذا قوله قل اذیتکم
انتمک عذاب الله اوتیتکم
الساعة۔ وروی انه کان
اذا هبت ريح شديدة تغیر
لونہ علیہ السلام نقال غوث
الساعة وقال ما امد طرفی
ولا اغضها الا واطن الساعة
قد قامت یعنی موته۔
{ مفردات راغب }
{ لفظ ساعت }

قائم ہو جائے گی۔ کہتے ہیں کہ
عبداللہ ابن انیس صحابہ میں سے وہ
میں جو سب آخریں فوت ہوئے۔
اور ساعت صغریٰ انسان کی موت ہے
تو ہر انسان کی ساعت و قیامت اکی موت
ہے جس کے تعلق قرآن مجید میں آیا ہے کہ
جو لوگ لقائے الہی کو بھوت بٹاتے ہیں وہ
خسارے میں پڑ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب
انھیں اپنا مک ساعت آجائے گی۔
اور ظاہر ہے کہ ہر مسرت (جس کا ذکر یہیں
آیت میں ہے) انسان کو موت کے وقت
ہوتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ
کہ جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے ان سے بڑھ
کو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت ملے۔
اور وہ کہے (ہے انوس) نیز اس آیت
میں بھی ساعت مراد موت کی جو فرمایا ہے
کہ تباؤ اگر انھیں عذاب خدا کا ہے یا ساعت
آجائے اور روایت ہو کہ جب سخت ہوا
چلی تھی تو حضور علیہ السلام کا رنگ فق ہر بلا
اور فرماتے تھے کہ میں ساعت کی خوفزدہ
ہو گیا اور یہ بھی حضور نے فرمایا ہے کہ میں
اپنی آنکھ پھیلاتا یا جبکہ کہتا ہوں تو یہی
خیال کرتا ہوں کہ ساعت قائم ہو گئی۔ انا
س مراد موت تھی۔

انما قیامة احدکم
موتہ (تفسیر ابن عبد اللہ التقریبی)
اعلم ان القیامة ثلاث
الکبریٰ دھو حشر الاحیاء
والسوق الی المحشر للنجاء
والقیامة الصغریٰ وحی
موت کل احدکم قال
علیہ السلام من مات
تعد قامت قیامتہ ولنا
جعل القبر ورضیۃ من
ریاض الجنة او حفرة
من حفرات النیران۔
قیامة الوطنی دھو موت
جمع الخلائق۔
(۳۸ تفسیر فتح البیان جلد ۱۴)

تم میں سے ہر ایک کی قیامت
اس کی موت ہے۔
جانتا چاہئے کہ قیامت میں ہیں۔ قیامت کی
مشرابا اور ہر انسان کیلئے محشر کی طرف
لے جانا۔
قیامت صغریٰ ہر انسان کی موت ہے
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی
اور میں نے آنحضرت نے قبر کو محبت کی
کیا رہیں سے ایک کیلیدی یا دوزخ کے
مردوں میں سے ایک مرد کا منہ اس پر
دیا ہے۔
قیامت وطنی۔ سب لوگوں کا
مر جانا ہے۔

موت کو انفرادی قیامت کہنا جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں
ایک درست بات ہے اور جب یہ ثابت ہوا کہ ہر شخص کی موت کے
وقت ہی اس کی قیامت ہو جاتی ہے تو پھر ہی وقت جزا و سزا بلکہ
بھی ظاہر ہے جیسا کہ قرآن مجید کی شدت آیات سے واضح ہے کہ مرنے کے
ساتھ انسان کو بھیجی ہو گی کہ جزا و سزا لیا شروع ہو جاتی ہے وہ جنت یا
دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب ہر شخص کی قیامت
ہو چکی جزا و سزا ہو چکی تو اب کسی اور قیامت کی گنجائش اور ضرورت کیا رہی۔ پس
یہ سمجھنا کہ ایک وقت تمام اولیٰں آفرین میدان محشر میں جمع ہونگے اور ان کے ساتھ
کتاب ہوگا جس کے بعد وہ جزا و سزا پانچ سب غلام ہوں گے۔ اس قیامت کی کتاب

تفسیر ابن عبد اللہ التقریبی: قیامت صغریٰ ہر انسان کی موت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی اور میں نے آنحضرت نے قبر کو محبت کی کیا رہیں سے ایک کیلیدی یا دوزخ کے مردوں میں سے ایک مرد کا منہ اس پر دیا ہے۔ قیامت وطنی۔ سب لوگوں کا مر جانا ہے۔

بہائی کیا مانتے ہیں؟

دوسرے انسان سے کسی طرح کم یا زیادہ نہیں ہے۔

(۱۰) سب کے حقوق یکساں ہوتے چاہئیں۔ یعنی قانون کی نگاہ میں سب برابر اور معاشرتی لحاظ سے بھی سب برابر ہیں۔ ہر شخص کو بلند اقتصادی و رجحان تک پہنچنے کا حق ہونا چاہئے۔

(۱۱) مرد اور عورت کو برابر برابر مقرر کر کے لئے صرف لے چاہئیں۔ اس لئے عورتوں کو زیادہ آزادی دینی چاہئے۔

(۱۲) دنیا میں مال و دولت کی تقسیم کے جو طریقے رائج ہیں ان کو ہل کر زیادہ مناسب طریقے رائج کرے چاہئیں۔

(۱۳) دنیا کے تمدن اور اس کی معاشرت کی اصلاح میل ملاپ کے ساتھ بغیر لادائی تھکڑے کے ہونی چاہئے۔ اور صلح و کیر قائم ہونی چاہئے۔

(۱۴) تمام دنیا کا انتظام ایک بین الاقوامی مرکز سے جو میں کے حکم نمونے کے لئے ایک بین الاقوامی پولس ہونی چاہئے۔ اور تمام دنیا کی نو میں برخواست ہو جانی چاہئیں۔ بین الاقوامی تھکڑوں اور مٹاؤں کو جنگ کے ذریعے کر کے کی بجائے چھٹانے کے ذریعے کرنا چاہئے۔

(۱۵) لوگوں اور لڑکیوں کی تعلیم مفت اور جبریہ ہونی چاہئے۔

(۱۶) تمام دنیا کے لئے ایک بین الاقوامی زبان اور ایک بین الاقوامی طرز تحریر قائم ہونا چاہئے۔

(۱۷) خدا ہر جگہ ہے اور کہیں محدود نہیں۔ تو حیدرستی کو نہ سمجھنے کی وجہ کو دنیا میں سب خرابیاں ہیں۔

(۱۸) غنیمت بدوں کا آتے رہنا دنیا کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

حضرت بہاء اللہ کی بنیادی تعلیمات میں سے چند تعلیمات

یہ ہیں:-

(۱) ہر شخص کو خود حقیقت کی تلاش کرنی چاہئے۔ اس ہی لئے ہر شخص کا ضمیر آزاد ہے۔

(۲) سچائی و حقیقت ایک ہی ہے۔ اسی لئے کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔

(۳) دنیا کے تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم ایک ہی ہے۔ اختلاف صرف فروعات میں ہے۔ اس لئے سب مذاہب سچے ہیں۔

(۴) مذہب اور سائنس حقیقت کو مختلف پہلو سے بیان کرتے ہیں۔ اس لئے ان میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔

(۵) مذہب اور سیاست کا دائرہ عمل باہم نہیں ٹکراتا چاہئے اور ان دونوں کو ایک دوسرے کے دائرے میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے

(۶) دینی تعلیم کا اصلی مقصد میل ملاپ و اتحاد اور اتفاق ہے۔ اگر دین اختلاف کا باعث ہو تو بے دینی بہتر ہے۔

(۷) مذہبی تعصب اور مذہبی جنگ کو مٹانے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے اس تعصب اور جنگ کی بنیاد نادانی ہے۔

(۸) معاشرتی، قومی، نسلی، جنسی اور تمام دوسرے قسم کے تعصب دنیا کی بنیادوں کو ہمارے ہیں۔ ان کو مٹانے کے لئے انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔

(۹) تمام دنیا کے لوگ ایک خاندان کی مشیت رکھتے ہیں۔ ایک انسان

پیامبر کا پیام چاہنے والوں کے نام

پڑھنے والوں کے نام | پیامبر یہ جانتا ہے کہ ہر چھپنے ایسے مضمون آپ کے سامنے پیش کیے کہ آپ ان کو برے شوق سے پڑھیں۔ اور ہر چھپنے پیامبر کی آمد کا انتظار کریں۔ لیکن جیسے تالی بجانے کے لئے وہ ہاتھ کی مرزوت ہوتی ہے ایسے ہی پیامبر کو دلچسپ بنانے کے لئے بھی دو دل اور دو دماغ کی ضرورت ہے۔ ایک دل اور دماغ پڑھنے والے کا۔ دوسرا دل اور دماغ لکھنے والے کا۔ لکھنے والوں کو مزید معلوم ہو کہ جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں وہ پڑھنے والوں کو اچھا لگا۔ بُرا لگا۔ زیادہ پسند آیا کم پسند آیا بہت فائدہ مند تھا یا کچھ فائدہ مند نہ تھا۔ تو لکھنے والے پڑھنے والوں کی مرزوت کو زیادہ سے زیادہ خیال میں رکھ کر مضمون لکھ سکتے ہیں اور پھر رسالہ زیادہ سے زیادہ پڑھنے والوں کے دل کو اچھا لگیگا اور زیادہ سے زیادہ دماغوں کو بھائیگا۔

اس لئے پڑھنے والوں کے نام پیامبر کا پیام یہ ہے کہ کم از کم تین چھپنے تک ہر چھپنے رسالہ وصول ہونے کے ایک ہفتے کے اندر اپنی راستہ لکھ کر بھیجے۔ اور ہمیں اپنا مفید مشورہ دیجئے۔

پڑھانے والوں کے نام | پڑھنے والوں میں شاید ہی کسی کو پیام اتنا کم پسند ہوگا کہ وہ خود پڑھ کر اور کسی کو پڑھنے کی ترغیب نہ دلاتا ہو۔ یہ دنیا کا قاعدہ ہے جو چرچم خود پسند کرتے ہیں۔ اپنے دوستوں۔ شہداء اور پڑوسیوں کو بھی اس کی خبر دیتے ہیں اوسان سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ بھی اس جہی چہرہ کو دکھیں یا سنیں یا پڑھیں۔ عام طور پر علم دوست

(۱۹) خدا کی وحدانیت کو حقیقی مضمون میں سمجھ لے وہ تمام پیغمبروں کو ایک۔ تمام مذہبوں کو ایک۔ تمام اسلاف کتابوں کو ایک۔ ساری دنیا کے انسانوں کو ایک۔ دینِ عظیم۔ سائنس۔ فلسفے کو ایک۔ امیر غریب۔ عالم جاہل عورت مرد کا لے گورے لال پیلے کو ایک جانے اور مانے لگا۔

سبائی تعلیمات کی روح بہت تھوڑی سی عبارت میں یوں بیان کی جاسکتی ہے :-

محبت - دین کی جان ہے
صلح جوئی - زندگی کی لازمی شرط ہے۔
عمل - عقیدت اور ریاضت سے بلند ہے
خدمتگذاری - ہی بزرگی کا اونچا درجہ ہے۔
سچی خاکساری - ہی اس بلند مرتبہ کا راستہ ہے۔
اعمال - ہی سچائی کی جانچ ہے۔

نوٹ - پطرس ۱۹۱۷ء میں انگریزی میں لکھ کر شائع کیا تھا۔ اب اردو میں پہلی بار ترجمہ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ (مشتبہ ع)

لوگوں کا طریقہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت کسی عمدہ معنون یا کتاب کا ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے کتاب یا رسالہ مانگ کر پڑھتے ہیں۔ اگر ہر جینے نہیں تو دوسرے تیسرے جینے ضرور کوئی نہ کوئی معنون ایسا اچھا پیامبر میں نکلتا ہوگا جو آپ کو خود بھی بہت زیادہ پسند آتا ہوگا اور دوسروں کو دکھانے اور پڑھانے کے قابل ہوگا۔ مثلاً قیامت کے متعلق جو معنوں پیامبر میں نکل رہے ہیں وہ لاجواب بتائے جا رہے ہیں کیا آپ ان معنوں کو اپنے علم اور دین سے محبت رکھنے والے سمجھدار دوستوں کو دکھاتے رہے ہیں۔ اگر نہیں دکھاتے ہیں تو آپ اپنے دوستوں کو ایک نایاب حقیقت سے محروم کر رہے ہیں۔ شاید یہی کسی دوسری کتاب میں اتنی تفصیل کے ساتھ ایسے عام فہم طریقہ اور ایسے اچھے طرز میں ایسے محنت اور مشکل مسئلہ پر آسانی سے سمجھ آؤ والے معنوں نکل سکیں۔ اور سند بھی کون سا۔ قیامت۔

اگر آپ دکھاتے رہے ہیں تو کتنے دوستوں کو۔ ہماری رائے میں ہر سالہ کم از کم پانچ درجہ نو آدمیوں کو پڑھنا چاہئے۔ اس لئے پڑھانے والوں کے نام پیامبر کا پیام ہے کہ آپ کم از کم اپنے سالہ کو نو آدمیوں کو پڑھوائیے اور اگر نہ پڑھو سکیں تو ہمیں لکھنے کو کیا خود پیامبر میں کوئی ایسا نقص ہے مکی وجہ سے آپ اس کو نو آدمیوں کو نہیں پڑھوا سکتے۔ اگر ہے تو ہم بڑی خوشی سے اسے ریف کر کے کی کوشش کریں گے۔

تبلیغ میں حصے لینے والوں کے نام | حضرت بہاء اللہ نے ہر شخص پر خود تبلیغ کو نافذ کیا ہے۔ لیکن تبلیغ کے بہت سے طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کبھی کوئی بہائی تبلیغ آپ کے شہر میں وارد ہو تو آپ اس کو ایسے لوگوں سے ملائیں جو اس مسافر میں عالم فاضل عامل بہائی سے مل کر خوش ہونگے۔ اس کی باتیں سن کر اپنی دوستی اور محبت کو اور بڑھا سکیں گے۔ اپنے شکوک و شبہات اس سے گفتگو کر کے رفع کر سکیں گے۔ غرض کہ جو لوگ

اپنے پڑوسیوں کی زبانی زیادہ تفصیل کے ساتھ ان باتوں کو نہیں سنا جاتے وہ اس مسافر کی زبانی ان باتوں کو سن لیتے۔ اس کے علاوہ اگر وہ مسافر خود ان سے جا کر ملے تو شاید اس سے خوشی کے ساتھ نہ ملیں بلکہ شاید اس کی طرف تو بد بھی ذکریں لیکن ایک دوست کے ملائے کے بعد پوری توجہ اور خیال سے اس کی باتیں سنیں۔ پیامبر بالکل ایسا ہی ایک مسافر ہے جو ہر جینے آپ کے پاس نئے نئے معنوں سمجھانے کے لئے آتا ہے۔ اگر آپ ان معنوں کے لکھنے والوں کو ملتا ہیں تو کتنی دقت اور کشا خرچ ہو۔ لیکن پیامبر ایک کم خرچ بالانشین مسافر عالم فاضل بہائی ہے جو آپ کے اور آپ کے دوستوں کی فرصت کے وقت بلا تکلف خدمت کے لئے موجود ہے۔ پس تبلیغ میں حصہ لینے والوں کے نام پیامبر کا پیام یہ ہے کہ پیامبر کا موجودہ فائل احتیاط سے رکھئے۔ گزشتہ فائل میں اگر کچھ پرچے کم ہو گئے ہیں تو ان کو دفتر پیامبر سے منگوا لیجئے۔ اپنے دوستوں اور پڑوسیوں میں پیامبر کے ذریعے امر بہائی کا چرچا چھیڑائیے اور دفتر پیامبر کو لکھ کر تاکید کیجئے کہ آپ کے دوست احباب کن مضامین کے متعلق اور زیادہ جانتا چاہتے ہیں۔

احباب کے نام | امر بہائی آپ کو ایسا پسند ہے کہ تمام دنیا کی دولت عزت شوکت غرض کہ ہر چیز بھی آپ کو دیکھائے اور اس کے بدلے میں آپ کو کہا جائے کہ آپ امر بہائی کو بیکار اور جھوٹا بتا دیجئے تو آپ ہر قسم کی ناداری بے عزتی اور ذلت کو پسند کر بیٹھیں لیکن امر بہائی کو سچا اور دنیا کے لئے سب سے زیادہ مفید بتائیے۔ اگر حکم اور اقتدار کے مالک آپ سے کہیں کہ اگر امر بہائی کو بیکار اور جھوٹا نہ بتایا تو جان مال عزت غرض کہ سب کچھ چین لیا جائے گا تو آپ بڑی خوشی سے ایران کے میں بزار مشہد کی طرح ہر ذلت و بیخوفی اور بے عزتی کے ساتھ مرنا پسند کریں گے اور آخری دم تک امر بہائی کی خجائی کی گواہی دیتے ہوئے

کے لئے تیار رہیں۔ مگر امرِ سبائی کو تھوڑا بتائے کو تیار نہیں ہیں۔ یہی ہی باتوں سے دنیا میں ہر دن کا سکہ چلا ہے۔ اس لئے پیامبر کا پیامِ احباب کے نام یہ ہے کہ آپ ہم کو کھل کر بتائیے ایسی کون سی بات آپ نے دیکھی یا سنی ہے جس نے آپ کو امرِ سبائی کا گر و میدہ اور شہید بنا دیا۔

(حُسنِ رع)

حالانکہ اپنے سن بوزغ کو پہنچنے سے پہلے نہ حضرت باب کا نام سُنا تھا نہ حضرت میرا اللہ کا بلکہ کچھ دن تک سبائی مبلغوں کے ساتھ لڑ کھڑا کر جھٹ مٹانے کے بعد آپ نے خود امرِ سبائی کو قبول کیا ہے۔ پس مزید کوئی بات یا باتیں آپ نے ایسی دیکھی یا سنی ہیں جنہوں نے آپ کے دل اور دماغ پر ایسا سکہ بٹھا دیا ہے کہ آپ ہر طرح کی ذلتِ خواری

مصلحِ عالم

اللہ کا فرمان سُناتے ہیں سبائی
طوفانِ ضلالت سے بچاتے ہیں سبائی
ہر مذہب و ملت سے تعصب کو مٹا کر
منزل بھی نئی آج۔ مسافر بھی نئے ہیں
سرست بناتا ہے موحّد کو سراسر
دیتے ہیں زمانے کو وہ پیغامِ اخوت
خالق نے بنایا ہے انھیں مصلحِ عالم
دُنیا میں ہر اک سمت انھیں دیکھنے والے
اور حُسنِ وحدت میں ٹکاتے ہیں سبائی
دُوبی ہوئی کشتی کو تراتے ہیں سبائی
دُنیا کو مصیبت سے پھر کراتے ہیں سبائی
عالم کو نئی راہ دکھاتے ہیں سبائی
وہ نعمتِ توحید جو گاتے ہیں سبائی
بچھڑی ہوئی قوموں کو ملاتے ہیں سبائی
بگڑے ہوئے سب کام بناتے ہیں سبائی
کرتے ہیں اشارے کو وہ آتے ہیں سبائی

پہتے ہیں ہر اک موج میں اسرار کے موتی

عرفان کے دریا جو بہاتے ہیں سبائی

کلام اللہ رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الْبَاقِي بِلَا زَوَالٍ

خدا کے نام سے جسے ہمیشہ بقا ہے کبھی زوال نہیں

قُلْ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ مِنْ جَهَنَّمَ مَاءً بَارِدًا وَابْنُ آدَمَ كَانَ يَتَقَنَّبُ مِنْ دُبُرِهِ إِذْ أَخْرَجَهُ الْمَلَكُ فَنَزَلْنَاهُ عَلَى نَقِصٍ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّهُ كَانَ كَاذِبًا
الحكمة والتبیین افلا تشکرون۔ اِنَّ الَّذِینَ اسْتَنْکَفُوا عَنْ عِبَادَةِ رَبِّهِمْ
سبزه اُگے۔ کیا تم شکر گزار نہ ہو گے۔ یقیناً جو لوگ اپنے رب کی بندگی سے منہ پھرتے ہیں وہ

اولئک قومٌ مَدْحُضُونَ وَاِذَا قُلْتُ لَهُمْ اٰیَاتِیَ بَصُرُوْنَ مُسْتَكْبِرِیْنَ وَلِیَصْرُوْا
گری ہوئی قوم ہیں۔ اور جب اُن کے سامنے آیات پڑھی جاتی ہیں بڑے جتنے ہوتے ہٹ دھرمی کرتے ہیں
عَلِی الْحَنَثِ وَلَا یَشْعُرُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوا اُولَئِکَ فِیْ ظُلُمٍ مِّنْ جَحِیْمٍ قَدْ
اور گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اپنی اس بُری حالت کا احساس بھی نہیں کرتے۔ اور انکار کرنے والے کلمے دھڑبڑاتے ہوئے

اِنَّتِ السَّاعَةُ وَهُمْ لَا یَعْبُوْنَ قَدْ اُخْذُوا بِنَاصِیَتِهِمْ وَلَا یَعْرِفُوْنَ قَدْ وَقَعَتْ
میں ہیں۔ ساعۃ آپہنچی ہے اور وہ کہیں کو دیں پڑے پچنے ہیں۔ ان کی چوٹیاں پھولتی گئی ہیں اور وہ پہچانتے ہی نہیں۔ موعود واقعہ
الواقعة وَهُمْ عَنْهَا یَفْرُوْنَ وَجَاءَتْ الْحَاقَّةُ وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ۔ هٰذَا

روغما ہو چکا ہے اور وہ اس سے دور بھاگ رہے ہیں۔ حقیقت ثابتہ آگئی اور وہ اس سے دوگردان ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے
یَوْمَ یُحْرَبُ فِیْهِ کُلٌّ مِّنْ مَّرْءٍ مِّنْ نَّفْسٍ وَکَیْفَ مِّنْ ذُرِّی الْقُرْبٰی لَوْ کُنْتُمْ تَفْقَهُوْنَ
جس میں ہر آدمی خود اپنے سے گریز کر رہا ہے تو پھر رشتہ داروں سے گریز کرنا کیا؟ کاش تم اس راز کو سمجھ لیتے۔

قُلْ تَاللّٰهِ قَدْ لَفِمْ فِی الصُّوْرِ وَالنَّاسِ هُم مُّصْبِقُونَ وَصَبَاحُ الصَّاحِ وَنَادِ
کہتے خدا کی قسم صور پھونک دیا گیا ہے اور لوگ بے ہوش ہو رہے ہیں۔ بولنے والے نے آواز بلند کر دی اور
الْمُنَادِ الْمَلِکُ اللّٰهُ الْمُقَدِّرُ الْمُهِیْمُ الْقَیُّوْمُ هٰذَا یَوْمٌ فِیْهِ مُنْعَتُ الْاَبْصَارِ وَ
پکارنے والے نے پکار دیا کہ ملک برت خدا کا ہے جو تمام اقتدار سب پر غالب اور سب کو قائم رکھنے والا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے

فَنَزَعَ مِنْ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرًا مِنْ مِثْلِهِ الْقَلِيمِ الْحَكِيمِ قَدْ اسودَّت الوجوه أَلَا
 جبکہ میرے دیکھنے سے روک گئی ہیں اور روئے زمین اُلٹے گھبرا اٹھے ہیں۔ بجز ان کے جنہیں تیرا پروردگار عظیم و حکیم نے چاہا۔ سب روایہ ہو گئے
 مِنْ أَتَى الرَّحْمَنُ بِقَلْبٍ مَنِيرٍ قَدْ سَكَّرَتْ أَبْصَارَ الَّذِينَ يَنْهَهُمْ كَفَرُوا عَنْ النَّظَرِ
 بجز ان کے جو روشن دل بیکہ خداوندِ رحمن کے حضور میں حاضر ہوئے۔ سب کی نظریں مٹا دی گئیں۔ عجز و حمید کی طرف دیکھنے سے
 إِلَى اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ قُلْ أَمَا قَرَأْتُمْ الْقُرْآنَ فَأَقْرَأُوا لَعَلَّكُمْ تَجِدُونَ الْحَقَّ
 بند نہ ہو گئی ہیں۔ کہہ دیجئے کہ تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ پڑھو تاکہ تم حق کو پاؤ۔ قرآن یقیناً
 إِنَّهُ لَصِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ هَذَا صِرَاطُ اللَّهِ لِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ إِنْ نَسِيتُمْ الْقُرْآنَ
 راہِ راست ہے۔ تمام آسمانوں اور زمینوں کے باشندوں کے لئے یہ ظہورِ خدا کا راستہ ہے۔ اگر تم
 لَيْسَ الْبَيَانُ عَنْكُمْ بَيَعِيدٌ إِنَّهُ بَيْنَ يَدَيْكُمْ اقْرَأُوا لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ
 قرآن کو بھلا کچھ ہو تو بیانِ قوم سے دور نہیں ہے۔ وہ تمہارے اُغلوں میں ہے۔ تم اسے پڑھو تاکہ تمہاریلئے کام نہ کرو جن کی خدا کے
 بِهِ الْمُرْسَلُونَ قَوْمًا مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى مَتَى تَرْفَدُونَ هَذِهِ نَفْثَةُ أُخْرَى إِلَى مَنْ
 فرستادہ روئے ہیں، گواہوں میں سے اُن کا کھٹ ہوا جو کب تک سوتے رہ گئے؟ یہ دوسری بار صدور پھونکا گیا ہے اب تم
 تَنْظُرُونَ، هَذَا دَرَبُكُمْ الرَّحْمَنُ وَأَنْتُمْ تَجْحَدُونَ قَدْ نَزَلَتْ الْأَرْضُ وَأُخْرِجَتْ
 کس کی طرف دیکھتے ہو۔ یہ تمہارا پروردگار رحمن ہے اور تم انکار کئے جا رہے ہو۔ زمین مقرر ہو چکی ہے اور اپنے بوجھ نکال کر باہر
 اثْقَالَهَا إِنْ أَنْتُمْ تَنْكَرُونَ. قُلْ أَمَا تَرَوْنَ الْجِبَالَ كَالْعِهْنِ وَالْقَوْمَ مِنْ سُطُورِ الْأَمْ
 پھینک رہی ہے کیا تم انکار ہی کر لے رہو گے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ پہاڑ اُون کی مانند ہو رہے ہیں۔ اور خدائی امر کے عیب
 هُمْ مَصْطَرِبُونَ تِلْكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَهُمْ جُنْدٌ مُقَرَّبُونَ هَذَا
 واپس سے مضطرب ہیں۔ یہ ان کے گھر گرے ہوئے دریاں پڑے ہیں اور وہ ایک ڈوبی ہوئی قوم ہیں۔ یہ وہ دن ہے
 يَوْمَ فِيهِ أَتَى الرَّحْمَنُ عَلَى ظُلُمٍ الْعَرَفَاتِ بِسُلْطَانٍ مُشْهُورٍ إِنَّهُ هُوَ الشَّاهِدُ
 جس میں خدا نے رحمن عرفات کی بدلیوں پر سوار ہو کر سات تفریقی ہوئی سلطنت کے ساتھ آگیا ہے۔ وہ تمام اعمال کا شاہد و گواہ ہے
 عَلَى الْأَعْمَالِ وَأَنَّهُ هُوَ الْمَشْهُورُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قَدْ افْطَرَّتْ سَمَاءُ الْأَدْيَانِ
 اور وہی مشہود ہے۔ کاش تم پہچان سکتے۔ دینوں کا آسمان شق ہو گیا ہے۔ اور
 وَالشَّقَّتْ أَرْضُ الْعَرَفَاتِ وَالْمُلْشَكَّةُ مَنَزَلُونَ. قُلْ هَذَا يَوْمُ الْتَغَابِ إِلَى مَنْ
 عرفات کی زمین چھٹ گئی۔ اور فرشتے اتر رہے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ یہ بارِ بیت کا دن۔ تم کس طرف

تقربون قد مرّت الجبال وطويت السماء والارض فی قبضته لو كنتم
 بجائے ہو؟ پہاڑ پٹے مار رہے ہیں۔ آسمان لپیٹ لیا گیا ہے۔ زمین خدا کی تختی میں ہے۔ کاش تم اس حقیقت کو جان
 تعلمون هل احد من عاصمہ لا ونفسه الرحمن اكا الله المقتدر العزيز المنان
 سکتے۔ کیا کسی کو کوئی بچائے والا ہے؟ خداوند رحمن کی قسم کوئی نہیں۔ ان موت خدا ہی بچائے والا ہے جو
 قد وضعت كل ذات حمل حملها ونزى الناس سكارى فی هذا اليوم الذى فيه
 صاحب اقتدار۔ غالب اور لطف و کرم فرمائے والا ہے۔ ہر ایک بوجھ والی نے اپنا بوجھ گرادیا ہے اور ہم سب لوگوں کو
 اجتمع الانس والجان قل انى الله شك ها انت قد اتى عن مطلع الفضل بقدره
 یہوش دیکھ رہے ہیں۔ آج اس دن میں انس و جن ہم اکٹھے ہو گئے ہیں۔ کہتے کیا تمہیں خدا کے بارے میں شک ہے۔ یہ دیکھو۔ وہ مطلع
 وسلطان امر فی آياته افنحو الابصار ان هذا هو البرهان قد انزلت الجنة
 قدرت و سلطنت کے ساتھ آ رہا ہے۔ کیا تمہیں خدا کی آیات میں شک ہے؟ آکھیں کہو کہ یہ تمہارے سامنے وہ خود ہی دلیل دہا رہا ہے۔ دس باب
 عن الیہین وسعرت الحیم وتلك هي التیران ادخلوا الجنة رحمة من عندنا
 بہشت آگے کر رہی ہے اور دوسری طرف، جہنم بھر دکھا رہی ہے اور یہی ہے جہنم کی ہوائی گگ۔ ہادی رحمت سے منت میں داخل ہو جاؤ اور
 واشربوا فیہا خمر الخیوان من ید الرحمن۔ ہنئاً لکم یا اهل البہاء تالہ انتم
 اس میں خدا نے رحمن کے ہاتھ سے شراب زندگی پڑی۔ اے اہل بہادری! یہ تمہارے لئے کیا ہی خوشخوار ہے۔ بخدا تم
 الفاشرون هذا ما فاض به المقربون واتة لواء مسکوب الذى وعدتم به فی
 کامیاب ہو۔ یہ وہ چیز ہے جس سے مقرب ناز ہوئے ہیں اور یہی وہ اوپر سے بہتا ہوا پانی ہے جس کا وعدہ قرآن میں
 الفرکان شہ فی البیان جزاء من ربکم الرحمن طوبی للشاربین۔ یا عبد الناظر
 نصیب و بجا تھا۔ پھر بیان میں بھی کہ یہ تمہارے پروردگار رحمن کی رحمت سے جزا ہے۔ پیٹنے والوں کو مبارکباد۔ اے متوجہ ہونے والے بندے!
 اشکر الله بما نزل لك فی التبع هذا اللوح لتدكر الناس بأیاتك العزیز العلیم
 خدا کا شکر ادا کر کہ قید خانے میں تیرے لئے یہ لوح نازل فرمایا تاکہ تو لوگوں کو اپنے پروردگار عزیز علیم کے دلوں کی غور و فکر پر مشغول کرے
 كن لك امتسنا لك نبیان الایمان من ماء الحکیمۃ والبیان وهذا ماء کان مستوی
 اس طرح ہم نے تیرے لئے حکمت و بیان کے پانی سے حصار ایمان کی بنیاد رکھی ہے اور یہی حکمت و بیان کا پانی تیرے پروردگار رحمن کے
 عرش ربك الرحمن وكان عرشه على الماء فکرت لتعرات وقل الحمد لله رب العالمین
 عرش کی جاتے قیام ہے۔ اور اس کا عرش اسی پانی پر ہے۔ خوب طور دیکھو کہ تاکہ تو شناخت کر لے اور کہہ سکو کہ تمام تعریفیں حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں

میری بہترین عنایت مجھ پر ہو کر گزری اور مجھے بہتر غفلت پر سو یا ہوا بلایا اور میرے حال پر روتی اور لوٹ گئی۔

میں سچ بتا رہا تھا کہ راہ خدا میں جو کچھ پیش آئے وہ جان کے لئے محبوب اور روح کا مقصود ہے۔ اس کی راہ میں ہلاک کرنے والا ذہری بہترین شہید ہے اور عذاباً عذاب لائق یعنی عمدہ شہید بھی ہے۔ فقط (انتباس از ابوالرحمن حضرت بہار اشد) صاحبین کو انہیں از شد

میری ہی اور شہروں کے قافلوں کی ہلاکت و گمراہی کا سبب ہے۔ اور اسی طرح فرماتا ہے۔ اے پسر دنیا! بہت سے صبح کے وقتوں میں میری عنایت کی جتنی مشرقی لامکان سے تیرے مکان میں آئی اور تجھے بہتر راست پر فیر کے ساتھ مشغول دیکھا اور روحانی بجلی کی طرح اپنے نورانی مقام عزت کی طرف لوٹ گئی۔ اور میں نے قرب کی خدمت گاہوں میں قدمی لشکروں کے سامنے اس بات کا اظہار کیا اور میری خجالت گوارا نہ کی۔ اور اسی طرح فرماتا ہے۔ اے میری دوستی کے دلوں وار! اوقاتِ محرم

قرآن مجید میں ایک انقلابِ عظیم کی پیشگوئی

(ان خطبہ جمعہ جناب میر جماعت احمدیہ۔ لاہور)

اس کا اثر یہ ہو گا کہ جو لوگ آج طاقت میں ہیں وہ ذلیل ہو جائیں گے اور جن لوگوں کو ان کے اچھے اصولوں اور بلندی اخلاق کے باوجود بہت اور ذلیل سمجھا جاتا ہے وہ بلند مراتب پر پہنچ جائیں گے۔

زمین ہل جائیگی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے
یکس طرح ہو گا۔ فرماتا ہے اذ اجبت الارض رجاء و انت الحبال
بشا۔ جب زمین ہل جائیگی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کائنات
ہبلاً و منبشاً۔ بڑے باریک ذرات جو ہوں ان کو ہبا کہتے
ہیں۔ جیسے دھوپ کے اند ذرات اُڑتے ہوئے دیکھے ہو گئے تو فرمایا
کہ وہ پہاڑ اس طرح کے ذرات ہو جائیں گے کہ کسی چیز پر اثر نہ کر سکیں گے
ہو یا میں اُڑ جائیں گے۔ زمین کا کاپنا، ہل جانا یہ الفاظ بھی انقلابِ پہلی
استعمال ہوتے ہیں۔ اور پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہو جانا ان بڑے بڑے
لوگوں کے متعلق ہے جو پہاڑوں کی طرح روک بنے ہوئے ہیں۔

اذا وقعت الواقعة..... الخ

ایک عظیم الشان ہونے والی بات

فرمایا ہے کہ کوئی بڑی عظیم الشان ہونے والی بات ہے جو واقع ہو کر
رہیگی۔ لبس لو قتها کا ذہبہ۔ اس کے ہونے کو کوئی جھوٹا
نہیں کر سکتا۔ بظاہر وہ اتنی بڑی بات ہے کہ طابع اس کو ماننے کے لئے
تیار نہیں۔ لیکن وہ فرماتا ہے کہ وہ بات ہو کر رہیگی۔ اور جتنا بھی لوگ
اس کے خلاف کوشش کریں وہ اس کے ہونے کو روک نہیں سکتے۔

ایک انقلاب آنے والا ہے

کیا چیز ہے وہ خاضعة لافعة۔ کوئی ایسی بات ہے جو کچھ لوگوں کو
ہست اور ذلیل کر دیگی اور کچھ لوگوں کو بلند مقام پر پہنچا دیگی۔ وہ کوئی
چیز ہے جو ایک گروہ کو بلند کر دے۔ اس کے صامت معنی ہیں کہ کوئی
بڑا بھاری انقلاب آئینا لا ہے۔ اور وہ انقلاب آکر رہے گا۔ اور

اس وقت تین گروہ ہو جائیں گے

پھر ذرا ہے دھنم انرا واجباً ثلاثہ۔ دیکھیں کس قدر صفائی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اس وقت تین گروہ بن جائیں گے صاحب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ۔ ایک برکت اور یمن والے لوگ اور کیا ہی شان ہے اصحاب میمنہ کی۔ و اصحاب المشئمۃ۔ اور کچھ شوم اور بد بختی والے لوگ ما اصحاب المشئمۃ کیا ہی بکثرت ہیں اصحاب الشئم۔ و السبقون السبقون اولئک المقربون اور آگے بڑھ جانے والے بہت آگے بڑھ جائیں گے۔ یہی مقرر ہیں بارگاہ الہی ہیں۔ یہ تین گروہ ہیں۔ جن میں سے دوسرے مومنوں کے ہیں اور ایک گروہ کفار کا ہے۔ یہ دین گروہ ہیں جن کا ذکر خافضۃ رافضۃ میں ہے کہ کچھ لوگ گر جائیں گے۔ بہت آدمی ذلیل ہو جائیں گے اور کچھ لوگ بلند کئے جائیں گے۔

قرآن مجید کی ابتدائی وحی میں ایک انقلاب کا ذکر

یہ امر کہ ایک غلیظ الشان انقلاب آیا ہے اس کا ذکر قرآن کریم کی ابتدائی وحی میں بار بار آیا ہے اور مختلف پیرایوں میں آیا ہے کہیں فرمایا الحافہ ما الحافہ وہ من ہر کہ رہنے والی بات کہا ہی غلیظ الشان ہر کہ رہنے والی بات ہے۔ گویا یہ فرمایا کہ وہ من جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرائے وہ قائم ہو کر رہے کہیں فرمایا القارعة ما القارعة وہ غلیظ الشان مصیبت کی مار جو پڑے گی۔ اور کچھ کس طرح پڑے گی کہ وہ غلیظ الشان مصیبت کہ ہے۔ کہیں اسے التبا العظیم کا نام دیا۔ یہ سب ایک ہی انقلاب عظیم کے مختلف نام ہیں اور ایک جگہ نہایت صفائی کے ساتھ فرمایا یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا لله الواحد القهار۔ زمین بدل جائیگی۔ آسمان بدل جائیگا، اور ایک خدائے واحد کے آگے ٹھکنے کے لئے لوگ نکل آئیں گے۔

بظاہر یہ ہونے والی بات نہ تھی

اگر قرآن کریم کو بغور پڑھیں تو وہ ایسی پیکیگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے یہ چند آیتیں بطور نمونہ پڑھ دی ہیں کیوں قرآن کریم نے ہر اتنا زور دیا ہے اور یہاں تو فرمایا اذ اذقت الواقعة آئینہ الی بات کو کہا کہ واقع ہو چکی۔ یہ اسلئے کہا کہ بظاہر یہ ہونے والی بات نظر نہ آتی تھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی آؤ اٹھائے تھے اور بتاتے ہیں کہ ایک خدائے واحد کی فرمائندگی کر دو۔ اور بدلوں کو چھوڑ دو۔ اس آدمی کے اندر کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی کہ اس آدمی کوئی سبب نہ ہو گی۔ ساری قوم مخالفت ہے اور سخت ترین دشمنی سے کام لیتی ہے۔ طرح طرح سے مخالفتیں کی جاتی ہیں۔ لکھ اذ عذاب دینے جاتے ہیں۔ ماریں کھاتے ہیں۔

انتہائی مشکلات میں کامیابی کی بشارت

ادھر یہ نصیبتیں ہیں۔ دکھ ہیں۔ ادھر یہ تسلیاں ہیں جو قرآن دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ تمام مخالفتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر آؤں گے اور جن کو بڑے سمجھا جاتا ہے وہ ذلیل ہو جائیں گے اور جن کو آج دکھ دیا جاتا اور ذلیل کیا جاتا ہے وہ بلند کر دیے جائیں گے۔ یہ تسلیاں اس وقت ان ہونی چیز نظر آتی تھیں، لیکن آج دنیا کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا کا سب غلیظ الشان واقعہ وہ انقلاب ہے جو اسلام نے پیدا کیا۔ اور وہ بات جو انہونی نظر آتی تھی وہ واقعہ بن کر دنیا کے سامنے آئی۔

اس وقت ان تسلیوں کی ضرورت تھی

یقیناً ان تسلیوں کی ضرورت اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو تھی۔ کیونکہ ظاہر حالات بالکل مخالفت تھے اور کوئی صورت ایسی نظر نہ آتی تھی کہ عرب کی سرزمین کی وقت خدائے واحد کے آگے سر جھکا کر کے قیام ہوگی۔ اس وجہ سے اس کو اذ اذقت الواقعة کے لفظوں میں بیان فرمایا۔ انسان اسے انہونی سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تو واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ دیکھ لیا کہ چند ہی

ضرورت اصلاح و تربیت

ہماری آنکھوں میں اور دلوں میں سما رہے ہیں کھانے والے
کمالِ قدرت سے اپنے جلوے دکھائے ہیں دکھانے والے
سدا سے لے رہے ہیں اب تک خدا کی باتیں سننے والے
تو پھر یہ کہنا خلافِ حق ہے کہ اب نہیں میں وہ آنے والے

خدا کی سنت نہیں بدلتی۔ ہماری فطرت نہیں بدلتی
ہمیں ضرورت ہے سیکھنے کی۔ تو کیوں نہ ایں سکھانیوالے

تھپک تھپک کر سلا رہی ہیں سبھی کو نفسِ ہوی کی نیندیں
اور اس پر یہ قہر مہر رہا ہے کہ سو گئے ہیں جگانے والے

بھنورہ میں کشتی بھنسی ہوئی ہے۔ بلا کا دریا اُمنڈ رہا ہے
ننکی مہجوں میں ہم بھی بہتے اگر نہ آتے ترالے والے

(علی)

بس کے بعد اسی عرب میں ایک مذائے واحد کی حکومت نظر آتی تھی
اور اب تک نظر آرہی ہے۔ بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ پر بھی انقلاب
واقع ہوا۔ جس طرح یہ بات صحیح ہے کہ اسلام کی وہ کامیابی حق کا تمام
منا غفلتوں کے باوجود آؤں گا کہ کامیاب ہو جانا، تمام منافعتوں کا پاس پاس
ہو جانا ایک انتہائی بات دکھائی دیتی تھی۔

آج بھی یہ بات انتہائی ہے

اسی طرح اگر آج یہ کہا جائے کہ یہ یورپ اور امریکہ اور چین اور جاپان
اور ہندوستان کے لوگ مذائے واحد کے آگے سر جھکا دیں گے تو
کوئی اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ آج یہ بات بھی اسی طرح انتہائی نظر
آتی ہے جس طرح عرب کا انقلاب ایک انتہائی چیز دکھائی دیتا تھا، لیکن
آپ دیکھئے کہ کس قدر زبردست ایمان گوؤں کے اندر تھا جنہوں نے
ایسے حالات میں آپ کا ساتھ دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان تو اس آواز
کی صداقت پر تھا ہی، لیکن صحابہ کے تنوع بھی اس نور ایمان کو اپنے اندر
لے ہوئے تھے۔

آج مسلمانوں کو بھی اس شگونی پر ایمان نہیں

جس طرح سے مذائے واحد کے آگے سر جھکانا اس وقت ناممکن نظر
آتا تھا، شرک، بت پرستی، طرح طرح کے توہمات اور بد رسومات۔
نا پاک اور بیع خیالات اور بدترین عادات کا جس طرح اس وقت زور
تھا اسی طرح آج بھی ہے۔ آج بھی حق سے نفرت اور بد رسوم اور عادات
پر اصرار ہے۔ فیروں کو جھوٹے وہ قوم جو قرآن کو پڑھتی ہے۔ بلند
سے بلند مقام پرست کتنی ہے اس کا بھی ایمان نہیں کہ قرآن نے جو حق
کے غلبہ کی خبر دی ہے اور اتنی صفائی سے دی ہے کہ فرمایا ہوا الذی
ارسل رسولہ بالحق علیٰ قدرین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
یہ پوری ہو کر رہیگی۔ آج بہت لوگ ہیں جو تبلیغ کی کوئی عزت نہیں سمجھتے
(روزِ اخبار پٹنام صبح لاہور۔ ۳۱ مئی ۱۹۴۲ء ص ۱)

بہائی تعلیمات

علوم اور فنون کیجیو | حضرت پیار اللہ فرماتے ہیں :-

”انسان اپنے نفس اور اپنی بلند سی اویسچی - عزت اور دولت - محبتی اور تو انگری کے اسباب کو چھپائے۔ انسان کے لئے اس کے وجود اور بلوغت کے بعد ثروت لازم ہے۔ یہ ثروت اگر صنعت یا کسی پیشے سے حاصل ہو تو وہ عقلمندوں کے نزدیک قابلِ تفریغ اور پسندیدہ ہے۔ خصوصاً ان بندوں کے نزدیک جو جہان کی تربیت اور لوگوں کی تہذیب میں لگے ہوئے ہیں ہر قسم کے علوم و فنون کی تحصیل جائز ہے۔ لیکن علوم سے مراد وہی علوم ہیں جو مسودہ انداز و رنگین مندا کی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ صاحبِ حکمت حاکم کی طوط سے ایسا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک پر کسی حکمت اور ہنر کا چل کر تفرغ ہے۔ تمہارا اس میں مشغول ہونا ہم نے خدا کی عبادت کے برابر قرار دیا ہے۔“ (الوار مبارکہ حضرت پیار اللہ)

خوش اخلاقی اور ملنساری | اہلِ ادیان کے ساتھ ہنسی خوشی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آؤ اور جو چیز طور پر کلام کرنے والا لایا اس کو ظاہر کرو۔ ہر بات میں انصاف کرو۔ صفاتِ باطن اور وفادار دوستوں کو چاہئے کہ تمام جہان کے ساتھ خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ کریں۔ کیونکہ سبیلِ حاکم کا ذریعہ پہلے بھی ملنساری ہی تھی اور اب بھی وہی ہے اور اتحاد و اتفاق دنیا کے انتظام اور لوگوں کی زندگی کا سبب ہے۔ بے نصیب ان لوگوں کے جو شغلیت اور محبت کی رسی پکڑے ہوئے ہیں اور فیض و عداوت سے خالی اور نادہیں۔ (طرادات - حضرت پیار اللہ)

اخلاق و آداب | اسے اہلِ عالم میں تمہیں ادب کی نصیحت کرتا ہے فی اہمیت ادب تمام خوبیوں کا سردار ہے۔ مبارک ہو وہ جو راستی کی

ہادر سے ملوں اور ادب کے نور سے منور ہے۔ ادب اور تعلیم سے آراستہ شخص ایک بڑے مقام کا مالک ہے۔ (روحِ عالم - پیار اللہ)

دین اور مذہب کیا چیز؟ | آج خدا کا دین اور مذہب یہ ہے کہ لوگ بہت سے طریقوں اور مختلف راستوں کو عداوت کا موجب نہ بنائیں۔ یہ اصول و قوانین اور پختہ راستے ایک ہی مطلق سے ظاہر ہوئے اور ایک ہی مشرق سے نکلے ہیں۔ اور یہ اختلافات زمانے کی مقتضیات کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اسے اہلِ پیار بکرہ مت مضبوط باندھو۔ تاکہ نہ ہی اڑاؤ لگے اور اہلِ جہان میں سے اٹھ جائے اور اباد ہو جائے۔ خدا اور اس کے بندوں کی محبت کے لئے اس تعلیمِ لسان کا کام پرکھ کر چلاؤ۔ ذریعہ فیض اور کینہ ایک عالم کو جلسے والی آہنگ ہو اور اس کا بھانا بہت شکلِ نظر آتا ہے مگر خدا کی قدرت کا ہاتھ حد فرمائے گا اور لوگوں کو اس پیچیدہ آواز سے نجات بخشنے گا۔ (رہنما)

حیاتِ ابدی کیا ہے؟ | حیاتِ ابدی خدا کا فضل ہے۔ یہ جو حقیقت کی مانند ہے اور عقیدوں میں بھڑکی لہروں کی مثال۔ ایک بڑا سمندر اور ہزاروں لہروں کی ایک ہی ہیں۔ پھر حیاتِ ابدی آفتاب کی مثالوں کی طرح ہے اور اسے والے دیگوں کی طرح۔ آفتاب جو روشنی پیدا کرتا ہے ایک ہی ہے اور وہی روشنی ان روحانی دیگوں میں داخل ہوئی ہے اور ان تمام چیزوں کو جو ان کے اندر ہیں روشن اور منور کر دیتی ہے۔ یا حیاتِ ابدی کی مثال بارش کی سی ہے۔ اس کے پھول - رنگ و بو مختلف ہیں تاہم وہ نشوونما پاتے ہیں اور پائش وصال ایک ہی خدا سے حاصل کرتے ہیں یا عداوتِ روشنی کی طرح ہے جو ہمیشہ ایک ہی ہے اور عقیدوں اور مذہبوں کے

نفوس آئینہ کی مثال ہیں جن میں روشنی شکست کھاتی ہے۔ صداقت ان کے
مردم بکنی کی روشنی کی طرح ہے جو نہیں بدلتی۔ اگرچہ مشدان جو اسے
اکٹھا کر لے جاتے ہیں بدل جاتے۔ ہر سال کا گلاب ایک ہی خوبصورت پھول
ہے جو مختلف باغات میں ظاہر ہوتا ہے (خطبات عبداللہ)

دنیا سے دل نہ لگاؤ دنیا ایک بے حقیقت غاش ہے اور بہتی
کی صورت نیستی ہے۔ اس سے دل نہ لگاؤ اور اپنے پورے دلوں سے غفلت
نہ توڑو۔ اور غفلتوں میں سے نہ ہوجاؤ۔ جو پیر پیر کہتا ہوں کہ دنیا کی
مثال اس ریت کی سی ہے جو دور سے ہانی کی شکل میں دکھائی دیتی ہے
اور پیاسے اس کی طلب میں سخت کوشش کرتے ہیں مگر جب اس کے پاس
پہنچے تو کچھ بھی نہیں پاتے اور بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ یا دنیا اس
معتوق کی مانند ہے جس میں جان نہ ہو۔ عاشق جب اس کے نزدیک
پہنچتا ہے تو ناخوشگوار اور بیکار پاتے ہیں اور سوائے مذمت اور مسرت کے
اور کچھ اسے نہیں ملتا۔ (حضرت مبارک)

روح کی نشوونما فصل دہم۔ صداقت و ملاقات جہانی امور ہیں
روح تو اپنے اور جہاں سے اپنے ہوتے اور دور ہوتے۔ افعال
والانفعال سے بالاتر ہے۔ یہ سب حالات اجسام کی کیفیات اور مادی
چیزوں کے لوازم ہیں۔ روح اپنے بلند و برتر مرکز میں ہمیشہ اسی طرح
برقرار رہتی ہے۔ جیسے آفتاب اپنے محور میں رہتا ہے۔ روح کے آنے
جانے سے متعجب ہم کی لطافت یا کثافت ہے۔ جیسے آسمان کے سامنے
لکھا ہوا آئینہ شفاف ہو تو اس میں سورج کی کرنیں فوراً جاتی ہیں اور روشنی
نہو اور جہاں ہے اور آئینہ دھندلا ہوتے ہی روشنی غائب ہو جاتی ہے
اب ہم سمجھ گئے کہ قریب مراد ہوائی اور لطافت ہے اور بعد گدلا پن
اور دھندلا پن ہے۔ (خطبات عبداللہ)

خدا کی نعمتوں کا شکر خدا کی نعمتوں کا شکر سنی اور رحمت کے
دقت بھی غمزدگی ہے کہ چونکہ عین آسائش کے وقت تو ہر شخص شکر گزار

کھات ہے کہ سلطان محمود نے ایک خربوزہ تراش کر آیا دیکھا۔ یا ز
اسے کھاتا جاتا تھا اور شکر اور مسرت کا اظہار کرتا جاتا تھا۔ جب سلطان
نے اس خربوزے میں سے تھوڑا سا خرچ کر لیا تو دیکھا بہت ہی کڑوا ہے۔
یا ز سے پوچھا کہ ایسا کڑوا خربوزہ تو کس طرح کھا رہا ہے۔ تو مجید نہیں
ہوتا؟ یا ز نے عرض کیا میں نے سلطان کے ہاتھ سے طرح طرح کی میٹھی
لذیذ نعمتیں کھائی ہیں اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ ایک مرتبہ کڑوی چیز
پاکر کھا لیں اور کھاد کروں۔ اس لئے انسان جو خدا کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا
ہے اگر کسی وقت غمزدگی سے زحمت دیکھے تو اس سے متاثر نہ ہونا چاہئے۔

اور خدا کی عنایتوں کو نہ بھولنا چاہئے۔ (خطبات عبداللہ)

اصلی القطار کیا ہے؟ حضرت یحییٰ نے فرمایا ہے کہ ایک امیر کا
ملکوت الہی میں داخل ہونا ایسا ہی مشکل ہے جیسے ایک اونٹ کا سوئی کے
ناکے میں سے گزرنے کا۔ یہ اشارہ ایسے آدمی کی طرف ہے کہ میں کا دل دولت
میں لگا ہو۔ یعنی جمال و شرف میں پھنسا ہو۔ ایک باطل تاجر اور غفلت شخص
بھی دنیا دار ہوتا ہے اور ایک بہت امیر شخص متعلق مٹا ہے۔ انقطاع کا
مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل اس دنیا کی چیزوں میں نہ لگا ہو۔ اس کا مطلب
نہیں کہ انسان ان چیزوں کو چھوڑ دے یا یہ کہ وہ محنت اور مزدوری چھوڑ دے
اور اپنا پیشہ نہ کرے نہ ہی اس کا یہ مطلب ہو کہ جو کچھ اس کے پاس ہے
وہ اسے استعمال نہ کرے۔ وہ ریشمی لباس پہنے یا سوئی۔ اسے پاس رکھے
دو دنوں حالتوں میں کیاں رہے۔ (خطبات عبداللہ)

خطا پوشی ہمیں دوسری ملامتوں کے بارے میں غور کرنا چاہئے۔ انکے لئے
دعا کرنی چاہئے۔ انکی مدد کرنی چاہئے۔ اور ہر بانی کے ذریعے انکی خطا کو درست کرنا چاہئے
میں چاہئے کہ ہم ہمیشہ گنہگار کو کھیں اور جیوں پر رحمہ دہ کریں۔ اگر کوئی شخص دس گنہگار
رکھتا ہے اور ایک بدی تو ہمیں لازم ہے کہ ہم ان دس کو کھیں اور ایک بھول جائے
اگر کوئی شخص دس بدیاں رکھتا ہے اور ایک نیکی تو ہمیں چاہئے کہ اس ایک نیکی کو کھیں
اور دس بدیوں کو بھول جائیں۔ یہی چاہئے کہ ہم کبھی کسی کے بارے میں نالام نہ نہیں خواہ

قسمت فارمی

مُنَاجَات و لَوْح مُبَارَك

بِسْمِ الَّذِي بِذِكْرِهِ يَجِي قُلُوبُ الْمَلَائِكَةِ

سبحانك اللهم يا الهی تشهد وترى كيف اهتليت بين عبادك بعد اذ
ما اردت الا الخضوع لى باب رحمتك الذى فتحتة على من فى ارضك و
سمائك وما امرهم الا بما امرتنى وما دعوتهم الا بما بعثتنى به و
عزتك ما اردت بان استعلى على احد بشان من الشئون وما اردت ان
افتخر عليهم بها اعطيتنى بجودك وفضلك (الذى لا اجدى الهى لنفسى ظهوراً
تلقاء ظهورك ولا امراً الا بعد اذنك و ارادتك - بل فى كل حين لطق نوادى
يا ليت كنت تراثياً تقع عليه وجوه المخلصين من احتائك والمقربين من
اصفيائك لو يتوجه ذوات الى اركانى ليسمع من ظاهرى وباطنى
وقلبى ولسانى وعروقى وجوارحى يا ليت يظهر منى ما تفرح به قلوب الذين
ذاقوا حلالة ذكر ربى العلى الاعلى ويصعد بندائى احد الى جبروت
امرك وملكوت عرفانك يا من بيدك ملكوت البقاء وناسوت الانشاء
وان قلت الى الى يا ملا الانشاء ما اردت بذلك الا امرك الذى به
اظهرتنى وبعثتنى ليتوجهن كل الى مقرة وحدانيتك ومقعد عز
فردانيتك وانت تعلم يا محبوب البهاء ومقصود البهاء انه ما اراد
الاحتك ورضاك ويريد ان يظهر قلوب عبادك من اشارات النفس

قسمت فارمی

مُنَاجَات و لَوْح مُبَارَك

بِسْمِ الَّذِي بِذِكْرِهِ يَجِي قُلُوبُ الْمَلَائِكَةِ

سبحانك اللهم يا الهی تشهد وترى كيف اهتليت بين عبادك بعد اذ
ما اردت الا الخضوع لى باب رحمتك الذى فتحت على من فى ارضك و
سمائك وما امرهم الا بما امرتنى وما دعوتهم الا بما بعثتنى به و
عزتك ما اردت بان استعلى على احد بشان من الشئون وما اردت ان
افتخر عليهم بها اعطيتني بجمودك وفضلك (التي لا اجديا الهى لنفسي ظهوراً
تلقاء ظهورك ولا امراً الا بعد اذنك و ارادتك - بل فى كل حين لطق نوادى
يا ليت كنت تراباً تقع عليه وجوه المخلصين من احتائك والمقربين من
اصفيائك لو يتوجه ذو اذن الى اركانى لسمع من ظاهرى وباطنى
وقلبى ولسانى وعروقى وجوارحى يا ليت يظهر منى ما تفرح به قلوب الذين
ذاقوا حلالة ذكر ربى العلى الاعلى ويصعد بندائى احد الى جبروت
امرك وملكوت عرفانك يا من بيدك ملكوت البقاء وناسوت الانشاء
وان قلت الى الى يا ملا الانشاء ما اردت بذلك الا امرك الذى به
اظهرتنى وبعثتنى ليتوجهن كل الى مقرك وحدانيتك ومقعد عز
فردانيتك وانت تعلم يا محبوب البهاء ومقصود البهاء انه ما اراد
الاحتك ورضاك ويريد ان يظهر قلوب عبادك من اشارات النفس

از امور لغوی بر او وارد نه آنچه واقع شود دلیل است بر عظمت شان او و پایی فطرت او مثلاً اگر نفسی
 بنده خاضع شود از برای دوستان الهی این خضوع فی الحقیقه بحق راجعت چه که ناظر بایمان اوست بانه
 در این صورت اگر نفس مقابل بشل او حرکت نماید و یا استکبار از او ظاهر شود شخص بصیر بعلت عمل خود و جزای
 آن رسیده و میرسد و ضرر عمل نفس مقابل بخود او راجعت و همچنین اگر نفسی بر نفسی استکبار نماید آن استکبار
 بحق راجعت نفوذ بانه من ذلک یا اولی الابصار. قسم باسم عظم حیث است این ایام نفسی بشنوائت ضعیف
 ناظر باشد بایستید بر امر الهی و بایکد گیر کمال محبت سلوک کنید غاصاً لوجه المحبوب حجابات نفسانی را
 بنار احدی محترق نمایند و با وجوه ناضره مستبشره بایکد گیر معاشرت کنید. کل سجایای حق را بچشم خود
 دیده آید که ابداً محبوب نبوده که شبی بگذرد و یکی از احتیای الهی از این غلام آزرده باشد قلب عالم
 از کلمه الهیه مشغول است. حیث است باین باز شغل نشوید. ان شاء الله امید داریم که لیله مبارکه را لیله الاتحادیه
 قرار دهید و کل بایکد گیر متحد شوید و بطراز اخلاق ستم مدح و مزین گردید و مهبت ان این باشد که نفسی را از
 غرقاب فنا بر شریعت بقا هدایت نمایند و در سیاه عباد لغتی رخت آگر کنید که آثار حق از شما ظاهر
 شود چه که شما نیک اول وجود و اول عابدین و اول ساجدین و اول طالقین. نوالدی نطفه غنی بآراده
 که اسماء شما در ملکوت اعلیٰ مشهورتر است از ذکر شما در نزد شما گمان کم کنید این سخن و هم است
 یا لیت انتم تترون ما یری ربکم الرحمن من غلو شانکم و عظمه قدرکم و سمو مقامکم
 نسل الله ان لا تمنعکم انفسکم و اهلوا شکم عما قدرکم. امید داریم که در کمال
 آلف و محبت و دوستی بایکد گیر رخت آگر کنید باینکه از اتحاد شما علم تو حید
 مرتفع شود و رأیت شرک منهدم گردد و سبقت گیرید از یکدیگر
 در امور حسن و اظهار رضا له الخلق والا مر
 یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید و انه
 لهو المقتدر العزیز القادر

لَظِقِ مَبَارَكِ حَضْرَتِ عَبْدِ الْبَهَاءِ

در مجلس صلح عمومی کلیسائے گریٹ متودیت نیویورک

هو الله

چون نظر بتاریخ کنسیم ملاحظہ میں لائیں کہ از اوّل عالم الی زمانہ ہذا بین بشر جنگ و جدال بوده - یا جنگ بین ادیان بوده یا حرب بین اجناس بوده یا نزاع و جدال بین دول بوده یا بین دو تعلیم و جمیع اینہا از جہل بین بشر ناشی و از سوء تفہیم و عدم تربیت منبعث و اعظم نزاع و قتال بین ادیان بوده و حالانکہ نسبای الہی بہت اتحاد و الفت میں بشر آمدند زیرا آمان شبان الہی بودند مگر کان شبان بہت مخالفت و جمع گوشتندان است نہ ہای تفریق آنہا ہر شبان الہی جمعی از اغنام متفرقہ راجع کرد از جملہ حضرت موسیٰ بود کہ اغنام اسباط متفرقہ بنی اسرائیل را جمع کرد و با یکدیگر الفت داد و بارض مقدس برد بعد از تفریق آنہا را جمع نمود و با یکدیگر القیام داد و سبب ترقی ایشان گردید - لہذا دلستان بعزت تبدیل شد و فقرشان بفضا و روزاں اخلاقتان بفضائل تبدیل گشت - بدرجہی کہ سلطنت سلیمانی تاسیس نیت وصیت عزتشان لبشرق و غرب رسید پس معلوم شد موسیٰ شبان متقی بود زیرا اغنام متفرقہ اسرائیل را جمع نمود و با ہم القیام داد و چون حضرت مسیح ظاهر شد او نیز سبب الفت و اجتماع اغنام متفرقہ گشت اغنام متفرقہ اسرائیل را با ہم متشقتہ یونان و رومان و کلدانیان و سوریان و مصریان جمع فرمود این اقوام با ہم در نہایت جدال و قتال بودند خون یکدیگر را میرنجشند و مانند حیوانات درندہ یکدیگر را میدریزند لکن حضرت مسیح این ملل را جمع و متفق و متحد نمود و جمیع را ارتباط داد و نزاع و جدال را بجای بنیان برانداخت پس معلوم شد کہ ادیان الہی سبب الفت و محبت بوده دین اللہ سبب نزاع و جدال نیست اگر دین سبب جدال گردد عدم آن بہتر است زیرا دین با سبب حیات گردد اگر سبب ملامت شود و استہمدوم خوشتر و بید نی بہتر است زیرا القایم دینی بمنزلہ طاقت اگر علاج سبب مرض شود البعد عدم علاج خوشتر است - همچنین وقتی کہ عشا بر عرب در نہایت عداوت و جدال بودند خون یکدیگر را میرنجشند و اموال را تاراج

می نمودند و اهل و الطفال را اسیر می کردند و در جزیره العرب مقاتله دائمی داشتند نفسی راحت نبود هیچ تبذیر اراکام نداشت
در چنان وقتی تحت ظاهرشه و آنها را جمع کرد و قبایل متفرقه را الفت داد و با یکدیگر متحد و متفق نمود ابدًا قتال و جدال نماند عرب بدین
ترتیبی کرد که سلسله اندلس و خلافت کبری تأسیس نمود از این فهمیدیم که اساس دین الهی برای صلح است نه جنگ و اساس ادیان الهی
یکیت و آن محبت است حقیقت است الفت و ارتباط است ولی این نزاعها منبسط از تقالید است که بعد پیدا شد اصل دین
یکیت و آن حقیقت است و اساس ادیان الهی است اختلاف ندارد و اختلاف در تقالید است چون تقالید مختلف است لهذا
سبب اختلاف و جدال گردد اگر چنانچه جمیع ادیان عالم ترک تقالید نکنند و اصل اساس دین را ابداع نمایند جمیع متفق شوند نزاع و
جدالی نماند زیرا دین حقیقت است و حقیقت یکیت تقدیر قبول شماست اما امتیازات مبنی و اختلافات قوی و مهم محض است زیرا
نوع بشر یکیت کل یکبند و جمیع سلاله یک شخص هر ساکن یک کمره هستند اختلاف جنس در آفرینش و خلقت الهی نیست خدا
جمیع را بشر خلق کرده یکی را انگیز و دیگری را فرزندی و ایرانی و امریکائی اجناس مختلفه خلق نموده لهذا اختلافی در جنس بشر نه جمیع
برجهای یک درختند و امواج یک بحر انبار یک شجرند و گلهای یک گلستان در عالم حیوانات ملاحظه کنید در نوع آنها
امتیازی نیست گوشتدان شرق و غرب باهم میچرخند هیچ گوشتدان شرقی گوشتدان غربی را بیگانه نشمرند که اینها قوم دیگر اند
بلکه باهم در نهایت التیام و الفت در چراگاه میچرخند نزاع نوعی و ملی در میان آنها نیست و همچنین طيور شرق و غرب مانند کبوتران
جمیع در نهایت الفت و ارتباطند ابدًا امتیازات ملیه در میان آنها نیست این امور در بین حیوانات که عاری از دانشند سبب ابرام
نمیشود آیا سزاوارست انسان اتباعی را بگونه او بام کند و حال آنکه عاقل است و ملهم و ولیعنه الهیه است قوه مدبر که داد و قوه
متفکره داد و با وجود این مواهب چگونه انبلا میگونه او بام کند یکی گوید من آلمانی هستم یکی گوید من فرانسوی هستم یکی گوید من
انگلیز هستم یکی گوید من ایتالیائی هستم و این او بام باهم نزاع و جدال میکنند و قاتل نمایند آیا این سزاوارست لا والله
زیرا حیوان دانی باین او بام نشود چگونه انسان را می میشود با آنکه مهم است و محض تصور اما محاربات و اختلافات ادیان که این شرق
این غرب است این جنوب است و این شمال است آیا این جائز است لا والله این نیز ابرام است و صرف تصور و خیال جمیع ارض
قلعه واحد است و وطن واحد لهذا نباید بشر متک با این او بام شود حال آنکه الله چون من از شرق با شما آمدم می بینم این ملک
با نهایت محمود است هر دو کمال لطافت است الهی در نهایت درج آداب و حکومت عادل و منصف آیا جائز است بگویم ایجاد وطن من
نیست و سزاوارست عنايت نه این نهایت تعصب است انسان نباید متعصب باشد بلکه باید بختری حقیقت نماید یعین است که جمیع بشر

نوب واعدند و کراهت وطن و امد پس ثابت شد که باعث هرگونه حرب و قتال صرف او بام است ابتدا اساسی نداده ملاحظه در طلب نماند پس بنید از هجوم غیر مشروع ایتالیائی چه میشود چه قدر بحسب پاره ها در خون خویش می غلطند روزی هزاران نفوس از دو طرف تلفت میشود چه قدر اطفال بی پدر چه قدر پدران بی پسر میشوند و چه قدر امدان که از مرگ فرزندان نال و فغان مینمایند آرزو چقدری حاصل خواهد شد آنچه در شرف نتیجه لی. انصاف نیست که انسان آفتخده غافل باشد ملاحظه در حیوانات مبارکه نماند که هیچ حرب ندارند جدال ندارند هزاران گوسفندان بام میچرخند هزاران جوق کبوتران می پرند و ابتدای نزاع نمکنند لکن گرگان دسگان درنده همیشه بام در نزاع و جدالند ولی برای طعم مجبور بشمار لکن انسان محتاج نیست قوت دارد و ولی محض طمع و شهوت و نام این خونهار کینه میشود بزرگان بشر در تصور عالیله در نهایت راحت آرمیده اند ولی بیچارگان را بیدان حرب میرانند دهر روز آلت جدیدی که بام بنیان بشر است ایجاد میکنند ابتدا بحال بیچارگان رحم نشانند و ترحم باموران نمکنند که اطفال را در نهایت محبت پرورش داده اند چه شبها که محض آسایش فرزندان آرام نداشته اند چه روزها که در تزیینات منتهای مشقت دیده اند تا آنها را ببلوغ رسانیده اند آیا سزاوار است این امدان و پدران و دیگر روز هزاران جوانان اولاد خویش را در میدان حرب پاره پاره بسینند این چه دشت است این چه غفلت و جهالت و این چه تلفت و عداوت حیوانات درنده محض قوت میسرند ولی گرگ روزی یک گوسفند میدرد اما انسان بی انصاف در یکروز صد هزار نفر آغشته خاک خون نماید و فخر کند که من بهادری کردم و چنان شجاعتی ابراز نمودم که روزی صد هزار نفس را هلاک کردم و مملکتی را بباد فنا دادم ملاحظه کنید که جهالت و غفلت انسان بدو چه نیست که اگر شخصی یک نفر را بکشد او را قاتل گویند و قصاص نمایند او را بکشند یا حبس ابدی نمایند اما اگر انسانی صد هزار نفر را در روز هلاک کند او را جزا اول گویند و اول شجاع دهر نامند اگر شخصی از مال دیگری یک ریال بدزد او را فانی و ظالم گویند اما اگر شخصی مملکتی را غارت کند او را بجهانگیر نام نهند این چه قدر جهالت است چه قدر غفلت است باری در ایران در میان مذاهب ادیان مختلفه نهایت عداوت و بغض بود و همچنین در سایر ممالک آسیا. ادیان دشمن یکدیگر بودند مذاهب خون یکدیگر می ریختند اجناس و قبایل در جنگ و جدال همیشه در نزاع و قتال بودند همچو میدانستند که نهایت فخر و دهنیت که نوع خود را بکشند اگر دینی بر دینی غلبه مینمود قتل و غارت می کرد و بی نهایت فخر مینمود در پیچ و قفسه حضرت بهاء الله در ایران ظاهر شد و تائیس و مدت عالم انسانی کرد و اساس صلح ابر نهادهای جمیع را بندگان خدا سرمود که خالق کل خداست و رازق کل خدا. او بجمع ایران است ما چرا انا را با بشیم او به بندگان خود رت و رحیم است ما چرا باید تلفت و عداوت داشته باشیم امدام خداوند کل را رزق میدهد تربیت میفرماید. بجمع ایران است این را باید کل را دوست ایران بشیم این است سیاست الهیه ما باید اتباع سیاست الهیه بنایم آیا لکن است بشر

سیاسی بهتر از سیاست الهیه تأسیس کند این ممکن نیست پس باید متابعت سیاست او کنیم همین طور که خدا با جمیع بحجت و دهر بانی معامله می فرماید این نیز محبت و دهر بانی عموم باشیم خلاصه حضرت بپادشاه اساس صلح عمومی نهاد و دنیای وحدت عالم انسانی بلند فرمود تقالیم صلح و صلح در شرق منتشر ساخت و در آن مخصوص در جمیع ملوک نوشت و کل را تشویق کرد و کل اعلان فرمود که عزت عالم انسانی در صلح و صلح است و این قضیه به بیش شصت سال پیش واقع و سبب اینکه امر بتعالیم صلح فرمود ملوک شرق مخالفت نمودند - زیرا این تعالیم را سنان خیال و منفعت خویش تصور کردند - هر نوع اذیتی بر او وارد نمودند و مبرش شدید وارد ساختند و سرگون بلاد بلعیده کردند آخر دقعه نه اورا حبس نمودند و بر ضد دوستان او برخاستند برای این سست یعنی ترک تقالید و محبت و وحدت عالم انسانی خون میست هزار نفر را کشتند چه خاندانها را که پریشان نمودند چه نفوس را که قتل و غارت کردند لکن دوستان بپادشاه ابداً فتور نیاوردند و الی الاکان بدل و جان در نهایت سعی میکوشیدند که ترویج صلح و اتفاق نمایند و بالفعل بر این امر خطیر قائلند جمیع طوائفی که تعالیم بپادشاه را قبول نموده اند هم حامی صلح عمومی هستند و مزوج وحدت عالم انسانی نهایت محبت را بنوع بشر دارند زیرا میدانند که جمیع بندگان یک خداوندند و کل از جنس واحد و سلاله واحد نهایت یعنی باطنند باید تربیت شوند مرخصند باید معالجه گردند اطفالند باید تعلیم و آداب یابند طفل را نباید دشمن شمرد و مرعین را نباید بیغض و دشمن باید معالجه کرد و نادانان را باید تعلیم و تربیت نمود لهذا اس اساس ادیان الهی الفت و محبت بشر است اگر دین الهی سبب بغض و عداوت شود آن دین الهی نیست زیرا دین باید سبب ارتباط باشد سبب ترویج الفت و یگانگی شود اما هر چه سبب مجرود داشتن کفایت نکند جمیع میدانیم عدالت خوب است لکن قوه اجرائی لازم مثلاً اگر بدانیم معبد سافتن خوب است باین دین معبدی بوجود نیاید باید اراده سافتن نمود و بعد ثروت لازم مجرود داشتن کفایت نکند ما جمیع میدانیم صلح خوب است سبب حیات است لکن محتاج ترویج و تعلیم اما چون این عصر عصر نورانیت است استعداد صلح حاصل لابد بر این است این افکار منتشر شود و بدرجه آسرا و عمل آید یقین است خود زمان حامیان صلح می پرورد در جمیع تقالیم عالم صلح موجود و چون من با آمریکا آدم دیدم جمیع همه حامی صلحند و امانی در نهایت استعداد و حکومت آمریکا در نهایت عدالت و مساوات بین بشر جاری است لهذا من آرزویم چنان است که اول پر تو صلح از آمریکا بسا نیز جهات افتد امانی آمریکا بهتر از عهده برآیند زیرا مثل سارین نیستند اگر انگیز بر این امر بنشیند و گویند بحجت منافع خویش مبادرت باین امر نموده - اگر فرانس قیام نماید گویند بحجت محافظه مستمرات خود برخاسته اگر روس اعلان کند

حکومیند برای مصالح سلطنت خود متکلم کرده - اما دولت و ملت امریکا مسلم است که نه چنان مستعمراتی دارند نه در فکر
توسیع دائرهٔ مملکت هستند و نه در صدد حمله با بر ملل و ممالک پس اگر اقدام کنند مسلم است که منکبت از بهت
محض و حقیت و غیرت صرفست هیچ مقصدی ندارند باری مقصود من اینست که شما این علم را بلند نمانید زیرا شما
سزاوارترید در جمیع بلاد استعداد موجود است و فریاد صلح عمومی بلند زیرا مردم جنگ آمده اند - دول هر سالی مبلغی
بر مصارف عیش میافزایند لهذا مردم خسته اند اکنون زیر زمین اروپا مملو از آلات و ادوات شررباگشته است
تزدیک است سواد چینی بنیان عالم انسانی را براندازد باری غلظت سبب صلح اساس ادیان الهی است اگر سواد تمام
بین ادیان از میان برود ملاحظه مینمایند که جمیع عالمی صلحند و مروج وحدت عالم انسانی زیرا اساس کل یکی است
و آن حقیقت است و حقیقت نقد و تجزئی متبطل نکند - مثلاً حضرت موسی تردید حقیقت نمود حضرت یحیی موسس حقیقت
بود حضرت محمد حای حقیقت بود حضرت باب منادی حقیقت بود جمیع انبیاء نور حقیقت بودند حضرت پیادانند علم حقیقت
بلند نمود تردید صلح عمومی و وحدت عالم انسانی منمود در حبس و زندان آفری آرام نیافت تا در شرق
علم صلح را بلند فرمود نفوسیکه تعالیم او را قبول نمودند جمیع عالمی صلحند جان و مال خود را انفاق مینمایند
پس همینطور که امریکا در ترقیات آذیه شهره آفاق است و در تردید صنایع

و بذلِ همت مشهور و معروف باید در نشر صلح عمومی نیز نهیات غیرت

بشمایند تا مآیید شوند و این امر خطیر از اینجاست

سرایت نماید من دعا در حق شما می کنم که

موفق و موید شوید .

پیارے ہمارے

جلد سوم

اگست ۱۹۴۲ء

نمبر

الہی الہی

اے میرے خدا! اے میرے خدا!

اشہد بوحدا نیتک وفردانیتک ولعزتک وعظمتک وسلطانک اناعبدک وابن عبدک قد اقبلت
 میں تیری وحدانیت ویکثالی اور تیری عزت وعلیت وسلطنت کی شہادت دیتا ہوں۔ میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا فرزند ہوں۔ سب سے
 الیک منقطعاً عن دونک وراحیا بیداع فضلک استلک بامطار سحاب سماء کرمک
 پھیر کر اور تیرے فضل کے نئے نئے انعامات کی اسید کرتے ہوئے تیری طرف متوجہ ہوا ہوں۔ میں تیرے آسمان کرم کی بلی سے برستے والی بارشوں کا
 دبامرا رکتا ہوں ان توتید فی علی ماتحت وترضی ای رب هذا عبد اعرض عن الاوهام
 اور تیری کتاب کے مجیدوں کا واسطہ دیکر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تجھے اپنی محبوب اور پسندیدہ باتوں کی توفیق عطا فرما۔ اے پروردگار! یہ بندہ
 مقبل الی افق الیقان وقام لدی باب فضلک وفوض الامور الیک وتوکل علیک
 ادا م سے منہ پھیر کر افق الیقان کی طرف متوجہ ہوا ہے اور تیرے دروازہ فضل کے پاس اکھڑا ہوا ہے۔ اور اپنے سب کام تیرے سپرد کر دینے میں اور تجھ پر
 فاعل بہ ما یستغی لسماء جودک وبھر کرمک انک انت المقتدر العلیم الحکیم اشہد یا الہی
 دیکھتا ہے۔ تو اس سے وہی معاملہ کر جو تیرے آسمان بخشش اور دریاے کرم کے غیاہن شان ہے۔ یقیناً تو صاحب اقتدار علم و حکمت والا ہے۔ میں گواہی
 بانک اعلم بی منی قدر لی ما یقر بنی ویفغن فی الآخرة والاولی انک انت مولی الوری وفی قبضتک زمام
 دیتا ہوں کہ تیرے خدا تو مجھ سے زیادہ میرے حال کو جانتا ہے۔ تیرے لئے وہ چیز مقدر فرما دے جو مجھے تیرا قرب بخشنے اور میرے لئے آخرت دنیا میں فائدہ دے
 الفضل والعطاء لا اله الا انت الفصل الکریم۔ البہاء علی ہل البہاء الذین معہم ضوضاء الاحم عن مالک اللہام
 ہر یقیناً تو سارے جہان کا مالک ہی اور تیرے ہی قبضہ میں فضل و عطا کی باگ ڈور ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت فضل کرنا والا کرم فرما ہے۔ خدا کی روشنی آن اہل تبتا پر
 قاموا واولوا الذلہ لربنا ورب العرش العظیم۔
 جنہیں تمام قوموں کا شور و غوغا مالکِ قدم سے اگے نہ کر سکا۔ وہ کھڑے ہوئے اور بچا رہے۔ خدا ہی ہمارا پروردگار اور عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔

کلام اللہ العربی میں

ہو الباقی بلا نزول
وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، اسے کبھی نزول نہیں

سُبْحَانَ الَّذِي نَزَّلَ الْآيَاتِ بِالْحَقِّ فِي هَذَا السَّجْنِ الَّذِي جَعَلَهُ اللَّهُ الْمَنْظَرَ الْأَكْبَرَ
پاک ہے وہ ذات جس نے اس قید خانے میں سچی آیات نازل فرمائیں جسے خدا نے سزا کسب بنایا ہے۔

نَزَّلَ فِيهِ مِلْثَاقَ الْأَمْرِ فِي الْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
جہاں شب و روز امر اللہ کے فرشتے آتے رہتے ہیں۔ اس خدا نے پاک نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

أَرْسَلَ الرِّيَّاحَ وَسَخَّرَ السَّحَابَ لَكَ مَبَشَرَاتٍ بَيْنَ يَدَيْهِ يَبَشِّرُ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا
ہو انہیں چلاتیں۔ بادل سحر کرتے۔ اس کی بشارت دینے والی اور اوح اس کے آگے آگے ان لوگوں کو بشارت دیتی ہیں

إِلَى مَشْرِقِ الْوَحْيِ فِي هَذَا الْيَوْمِ الَّذِي يَنَادِي الْمُنَادُ مِنْ يَمِينِ الْعِظْمَةِ وَالْإِقْتِدَارِ
جو اس زمانے میں مشرق وحی کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ منادی، عظمت و اقتدار کے دائیں جانب سے ندا دے رہا ہے

غَلَبَ كُلُّ شَيْءٍ سُلْطَانَهُ وَاحْاطَتْ كَلِمَتُهُ عَلَى مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا
اس کی عظمت سب پر غالب آئی ہے اور تمام آسمانوں اور زمین والوں پر اس کا کلمہ محیط ہو گیا ہے اور مرت

يَعْقِلُ ذَلِكَ إِلَّا أُولُو الْأَبْصَارِ طَارَ الْمَوْحِدُونَ فِي هَوَاءِ الْقُرْبِ وَالْجَلَالِ وَ
حقیقتہً شناساں اشخاص ہی اس چیز کو محسوس کرتے ہیں۔ موحّدوں کو جلال کی نیچاں پر واد کر ہے اور مجرم بطریوں

الْمُجْرِمُونَ فِي السَّلَاسِلِ وَالْإِغْلَالِ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي أَنْزَلَ الْآيَاتِ
اور زنجیروں میں گرختار ہیں۔ خدا تمام آسمانوں اور زمین کا تربیت کرنے والا مالک ہے۔ جس نے

وَالنُّطْقَ الْغَلَامِ نَفَخَ فِي الصُّوْرِ وَصَعَقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِذَا مَرَّتْ
آیات نازل فرمائیں اور اس بندے کو بولنے کا حکم دیا۔ اس نے صورتوں کو صدمہ دیا اور تمام آسمانوں اور زمین کے باشندے گھبرا اٹھے

الْجِبَالُ مِنَ سَطْوَةِ الْأَمْوَاضِ طَبَّتِ الْأَكْصَانُ قُلُوبُ السَّمَوَاتِ مَطْوِيَّاتٌ يَمِينُهُ
تربطوں اور سر پہاڑ چٹنے لگے اور عالم ہستی میں اضطراب برپا ہو گیا۔ کہہ سکتا ہوں تمام آسمان خدا نے دست قدرت میں پیٹ لے لیا

والارض فی قبضۃ ربکم العزیز الجبار۔ قد نصب الضراط ووضع المیزان
اور زمین تمھارے پور دھار عزیز و جبار کے قبضے میں ہے۔ بل صراط لگا دیا گیا ہے۔ میزان قائم کر دی گئی ہے۔
والملاک للہ الواحد المقتدر العزیز القہار رب العرش والعرش لا الہ
اور ملاک خداوند واحد مقتدر عزیز قہار کا ہی ہے۔ وہ عرش و عرش کا مالک ہے۔ اس بنیاد
آلہ هو الغنی المتعال قل اتی الجبار علی ظلل اسمہ المختار اذا اقشعرت
برتر کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کہہ دے کہ خداوند مختار اپنے نام المختار کے ساہو میں ہو کر آ پہنچا ہے۔ تب لوگوں کے
الحلود ونزلت الاقدام آلا من القطع عمن فی السموات والارض وقصد
روئے کر رہے تھے۔ اور پاؤں پھل گئے۔ نیز اس کے جو نام آسمان و زمین والوں سے بے تعلق ہو گیا۔ اور اس نے فروتنی و
کعبۃ الکریم بآء بخضوع و اناب یستجی لہ من فی السموات والارض
رفعت سے کعبہ کبریا کی کا قصد کیا۔ تمام آسمان و زمین والے مذا کی شیعہ کرنے میں نیز ان کے
الذین سکرۃ البصار ہم واحذہم التکر فی یوم التناد قد صغت قلوب
جن کی نظریں سرسید ہو گئی ہیں اور اس بیکار کے دن انھیں مدہوشی سے ڈال دیا ہے۔ ان لوگوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے
الذین کفروا بالآیات قل استعجلون بالسیئۃ وقد خلت من قبلکم
میں جنہوں نے آیات الہی کا انکار کیا۔ کہہ دے کیا تم یہی میں جلد بازی سے کام لیتے ہو اور تم سے پہلے ہرگز
المثلات اتقوا اللہ انہ قوی فی الاخذ وانہ لشدید المحال نری القوم
واقعات گندہ چکے ہیں۔ خدا سے ڈرو کہ وہ گرفت کرنے میں قوی اور سخت نرا دینے والا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ
صرعی و سیئۃ وجوہ ہم من نفحات القہرات ربک شدید العقاب۔
پھر صریح ہوتے ہیں اور تہرا الہی کے جھوکوں سے ان کے منہ بگڑ گئے ہیں۔ یقیناً تہرا پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے
قل قد اشراقت شمس الامر من افق الوحی اذا صاقت افئدة الذین
کہہ دے کہ امر کا آفتاب افق وحی سے چمک اٹھا ہے۔ تو اب ان لوگوں کے دل تنگ ہو گئے ہیں جنہوں نے
کفروا برہم الرحمن وراغت الابصار اذا اتاک لوح الجلال خذہ بالخصو
اپنے پروردگار رحمن کا انکار کیا۔ اور ان کی نظریں ٹیڑھی ہو گئیں۔ جب لوح جلال تیرے پاس پہنچے تو اسے نہایت
والابتہال ثم اطلع من افق الاطینان وارفع اللوح بین الاحزاب قل یا
فروتنی و عاجزی کے ساتھ اٹھ میں لے۔ پھر افق الطینان سے سر نکال اور قوموں کے درمیان لوح کو بلند کر۔ کہہ دے کہ

حضرت عبد البہاء
(مرکز میثاق)

(از قلم یولیٹ ٹامسن۔ ترجمہ از جناب عباس علی صاحب بٹ لی اے) (گزشتہ سے پوستہ)

پناہ اور آسمان زمین کے تمام رہنے والوں کی سپر اور ان تمام کے لئے حصن متین بنایا ہے جو خدا سے عزیز و عظیم پر ایمان لائے ہیں۔
جب حضرت عبداللہؓ بیروت گئے ہوئے تھے تو حضرت
بہاؤ اللہؑ آپ کو خطاب فرما کر کہتے ہیں:-

”خدا کی تعریف ہو جس نے ارض و آسمان کو اس کے
 قدم سے شرف بخشا۔ جسکے گرد تمام اسماء گھومتے ہیں.....
 مبارک اور بہت مبارک ہے وہ زمین جس پر ہے وہ چل کر گئے
 وہ آگاہ میں نے ان کے چہرے کے جمال کو دیکھا۔ وہ کان جس نے
 ان کی ندامت کو سننے کی عزت حاصل کی۔ وہ دل جو اس کی محبت کی چٹائی
 سے لطف اندوز ہوا یہ

اسی لوح مبارک میں مصرت بہاء اللہ اپنے فرزند کے متعلق
لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”ہذا کی اعظم وقت در غصن۔ اس کا قدیم اور غیر متغیر سر“
اپنے رومانی انکسار کی بلندیوں سے اور اپنے مقام عبودیت
کے جو ہر کو مانتے ہوئے حضرت عبداللہ لاج غصن کی تفسیریوں
فرماتے ہیں۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ ان آیات و الفاظ کے صحیح معنی
اصلی مراد اور اندوئی راز جمالِ اہلِ کے آستانِ مبارک پر میری
عبودیت۔ میری کامل فنا اور اس جمالِ اقدس کے مقابل میری
تقصی محویت ہے۔ یہ ایرادِ حشاں تاج ہے اور یہ میری نہایت

”اے آپ کے شعلہ لورج غصن میں حضرت بہاؤ اللہ فرماتے ہیں۔“
 ”اسے تو گو! ان کے ظاہر ہونے کے لئے خدا کا
 شکر ادا کرو۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ
 تم پر خدا کی سب سے بڑی عنایت۔ کامل ترین نعمت
 ہیں۔ انھیں کے ذریعہ ہر ایک بوسیدہ بددی جان
 پائنگی۔ جو کوئی ان کی طرف توجہ کرے اسے وہ میری
 طرف توجہ کرتا ہے اور جو کوئی ان سے منہ پھیرتا ہے
 وہ میرے جمال سے منہ پھرتا ہے۔“

اور جو کوئی ان سے منہ پھیرتا ہے وہ میرے جمال سے
منہ پھیرتا ہے۔ میری محبت کو رد کرتا ہے اور مجھ سے منحرف
ہوتا ہے۔ وہ تمہارے درمیان خدا کی امانت اور اُس کی ولایت
ہیں۔ تمہارے لئے اُس کا ظہور اور اُس کے برگزیدہ بندوں کے
لئے اُس کا جمال ہیں۔..... ہم نے اُسے انسانی شکل میں بھیجا ہے“
حضرت عبداللہؑ کے افتخار میں نازل شدہ دیگر الواح
میں حضرت ہبشہؑ فرماتے ہیں :-
”ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دنیا کو تیرے علم و حکمت
کے ذریعے روشن کرے“

دوسری جگہ فرمایا ہے :-

خدا کا بھاء کچھ پر ہو اور اس پر ہو جو تیری خدمت کر رہا ہے
اور میرے گرد دھو مٹا ہے۔ ”...“ تم نے مجھے کل بنی نوع انسان کی

میتھی زینت ہے۔“

حضرت ولی امر اللہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں آپ لکھتے ہیں :-

”کتاب اقدس اور کتاب عہد کے مریخ نصوص کے مطابق میں کلام اللہ کا سینٹ و معسر ہوں جو کوئی میری تفسیر سے منہ پھیرنا چاہے وہ اپنے دہم کا بندہ ہے۔“

ایسے بیانات کے ہوتے ہوئے بھی اگر ہم اس پر دس کو اٹھانا چاہیں جو خدا کے ہاتھ نے ڈالا ہے اور منوع مکان میں تاک جہانک کریں تو حضرت بہاء اللہ کے ان کلمات کی تفسیر کرنا تو درکنار ہم انھیں سمجھنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ مگر آگاہی ممنوع نہیں ہے۔ اور اس آگاہی کا طریقہ بھی ہمیں حضرت سرکار آغا نے خود بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

”اپنے قلب کے ساتھ عبد البہاء کے دل کی طرف توجہ کر۔ یہ پوشیدہ راز تجھ پہ کھل جائے گا اور یہ سربستہ مجید تجھ پر افشا ہو جائے گا۔“ دوستو! اپنے قلوب کے آئینوں کو میری طرف کر دو۔ اس میں شک نہیں اس قلب کے مجید مختار سے قلوب پر منعکس ہونگے اور اس مہجور کے جذبات و احساسات تم پہ ظاہر و واضح ہو جائیں گے۔“ میں ایک چراغ ہوں اور خدا کی محبت میری روشنی ہے۔ یہ روشنی قلوب کے آئینوں میں منعکس ہوتی ہے۔ پس تو اپنے دل کو دیکھ، یعنی جب یہ ہر قسم کے خیالات سے آزاد ہو تو تو دیکھ لگا کہ میری محبت کا نور کیا اس آئینہ میں ظاہر ہے اور تو کتنا میرے قریب ہے ملکوتِ اہلی کے ذکر و خیال میں رہ۔ یہاں تک کہ تو میرے اسرار کو سمجھ سکے۔“

عبد البہاء کے نمونہ پر اگر ہم چاہتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ

کے عہد و میثاق سے وفاداری کریں۔ اور اس آزمودہ کے برسرے کے لئے دعائیں مناجاتیں کریں کہ ہم اس کے ”سر“ کے بجھے فانی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم حضرت عبد البہاء کی اعلیٰ زندگی اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنائیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق و اتحاد سے رہیں۔ ہمارے اس عمل میں یہ راز بھی مخفی ہے کہ اس کے ذریعہ امر اللہ دنیا کی موجودہ تاریکیوں کے پردہ کو کھانک کر اسے بہت جلد نورانی اور راحت و آرام کی جگہ بنا دو گے کیونکہ جب تک ہماری زندگیوں نورانی نمونے نہ بنیں گی تب تک وہ محبت جو اس کے قلب مبارک سے نکل کر مردہ ہڈیوں میں ڈال دیتی ہے ہمارے دلوں میں منعکس نہ ہوگی۔ جب تک ان مؤمنینِ اولیٰ کی طرح جن کا ذکر مطالع الانوار لادان بریکرز میں ہم پڑھتے ہیں محبت نہ کر سکیں گے اور جب تک عبد البہاء کی منعکس شکل جو ہمارے درمیان اس کی امانت ہے حقیقت ہم ہمارے اندر جلوہ گر نہ ہوگی اس وقت تک ہم اس قوت کو نہ دیکھ سکیں گے جو تنہا اس دنیا کو بدل سکتی ہے۔

ہم ایک دفعہ پھر اپنے محبوب کے اسوۂ حسنہ پر نظر کر رہے ہیں۔ پہلے تو ہم ایک سرسری نظر سے آپ کی اس زندگی کو دیکھیں جو آپ نے ایک قید خانہ کی دیواروں کے اندر گزار دی اور پھر ہم آپ کی اس زندگی پر ایک مختصر سی نظر کریں گے۔ جب آپ دو بادشاہوں کے جو آپ کے دشمن تھے زوال کے بعد عیسائی سلطان ترکی اور شاہ ایران کے تخت سے اتارے جانے کے بعد آپ آزاد ہو کر یورپ اور امریکا کا سفر لے گئے۔ اور اپنے ہر ایک فعل و عمل سے اہل یورپ و امریکا کی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ کی مقدس تعلیمات کا ایک نمونہ بن کر دکھایا۔

حکام میں آپ فقیروں کا باپ ”مشہور تھے بہتہ میں

بستی ہے۔ جلاوطن شاہ ایران اس زمانہ میں یورپ کے کسی ملک میں تھا اور ظل سلطان بھی اپنے دو بیٹوں کے ساتھ جلاوطن کی حالت میں منیہ کو بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ آزاد اور بری اور ظل سلطان محتاج دے پناہ ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ حضرت عبداللہ آجس معتمد ہوٹل میں ٹہرے ہوئے تھے وہاں ایک مشہور یورپین بھی رہتا تھا جو ایران میں شہزادہ ظل سلطان سے مل کر ایک دن جب وہ یورپین بھومین میں ہوٹل کی جھگدار کھلی جب پرکھ رہا تھا اور حضرت عبداللہ کچھ ٹھوڑی دور پہل قدمی فرما رہے تھے ظل سلطان اس جگہ آیا۔ حضرت عبداللہ معمول کے مطابق عامہ رسنید تھا اور اس پر لبی عبا پہنے ہوئے تھے۔ آپ کے گیسو قدیم ایرانی شہزادہ کی رسم کے مطابق کندھوں تک پہنچے تھے۔ ظل سلطان نے یورپین سے علیک سلک کرنے کے بعد فوراً پوچھا۔

”یہ ایرانی امیر کون ہے؟“

”عبداللہ“

”مجھے آپ کے پاس لے چلیں“

اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کو بیان کرتے ہوئے یورپین نے کہا: ”کاش کہ آپ اس بد بخت کو ذلیل بہانے بناتے ہوئے نہ ہوتے۔“

مگر عبداللہ نے اسے مجھے سے لگا لیا۔ اور جواب دیا: ”یہ سب پرانی باتیں ہیں ان کا خیال نہ کریں۔ آپ اپنے دونوں بیٹوں کی بری ملاقات کرنے بھیجیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔“

یہ دونوں جوان ایک ایک کر کے آئے۔ ہر ایک ایک دن حضرت عبداللہ کے پاس رہا۔ پہلے چھوٹا آیا وہ نابالغ تھا۔ اور حضرت سرکار آغا کے معنوں میں بہت ادب و احترام سے رہا۔ دوسرا

ایک خاص دن آپ شہر کے لوگے لنگڑوں۔ اندھوں۔ اچھلے اور کوڑھیوں کو اپنے باغ میں جمع کرتے اور آپ ان کے درمیان اپنی خاص شان سے بھرتے اور ہر ایک کے پاس کھڑے ہو کر اس کو گلے لگاتے اور اپنی پیاری آواز میں اس کی بہت افزائی کرتے۔ کوڑھیوں تک کو آپ گلے سے لگاتے تھے۔ پھر آپ ہر ایک کے ہاتھ میں اتنی نقدی پیچکے سے دے دیتے کہ وہ اس کے لئے ایک مہینہ تک کافی ہوتی۔

یہ رفت انگیز نظارہ مغرب کے بے شمار نثرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ ہر مہینہ جمعہ کے دن دیکھنے میں آتا تھا۔ پھر آپ فیروز اور مصیبت زدوں کو اپنے پاس بلائے۔ لیکن ہر روز آپ دن سویرا ت غنبل نفیس ان کے چھوٹے بیٹوں میں جاتے اور ان کے دکھوں میں ان کے شریک ہوتے۔ ایک ایرانی بیٹائی نے مجھے بتایا ”عکاس میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی مٹی یا قید خانہ کی کوئی کوٹھڑی ایسی نہیں جو میں نے نہ دیکھی ہو۔ کیونکہ میں اپنے مولیٰ کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔“

اگرچہ آپ پر ظلم و ستم کی کوئی حد نہ رہی تھی مگر آپ ہمیشہ اپنے ظالموں پر ہر زبان رہے۔ آپ ظلم و ستم دیکھ اور تکلیف کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ اس کی ایک نمایاں نظیر شاہ ایران محمد علی شاہ کے بھائی شہزادہ ظل سلطان سے آپ کی نہ بھولنے والی ملاقات ہے۔ زمرن عبداللہ نے ملکہ آپ کے ماتے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے بیٹائی شہزادہ کے گروہ کے بعد گروہ نے ان دو شاہزادوں کے ہاتھ سے موت و بدتر نکالیت سہی تھیں۔ جب شاہ ایران اور سلطان ترکی کے نوال پر حضرت عبداللہ آزاد ہوئے آپ یورپ کے سفر پر جاتے تھے پہلے ہٹون سے بنیز کو گئے جو ہمیں منیہ اور خوشنما اور خوشگوار

۱۹۱۱ء۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء کے اکثر معرعوں میں حضرت علیؓ نے یورپ اور امریکہ کے سفر کئے۔ اور اپنی عجیب نصیحت و بلاغت کے ذریعہ اپنے باپ کی تعلیمات کی تبلیغ فرمائی۔ ہر ایک مہاجر و یونانی سنی گھاگ اور ارتقائی تحریکات کے ہر ممبر سے آپ نے دنیا کو آواز بلند اُس وحدت کے احساس کی دعوت دی جو اس کی سرشت میں موجود ہے تاکہ اس وحدت کے احساس کے صحیح عرفان کے بعد عالمگیر امن و صلح قائم ہو جائے۔ دنیا کو آپ نے متنبہ کیا کہ اگر وہ خدا اور امن و صلح کی طرف متوجہ نہ ہوں تو عیسیت و برباد کنیگیں ہونگی۔ آپ نے بشارتوں کو حضرت بہاء اللہ کا پیغام سنایا۔ اپنی روحانی محبت سے دلوں کو گرمایا اور کثیر التعداد لوگوں میں بیداری پیدا کی۔ مگر اس نسل پر غفلت و غنودگی کس قدر چھائی ہوئی تھی کہ وہ پھر گہری نیند میں سو گئے !

اُن بے شمار لوگوں پر جنہوں نے حضرت عبدالہیاءؒ کو دیکھا اور سنا آپ کے اثر نے نرالے نتائج پیدا کئے۔ آپ جب لوگوں میں چلا کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک ایسی دنیا میں بس میں نیم انسان بستے ہیں ایک آسمانی فرشتہ چلا آ رہا ہے۔ آپ کا ناقابل بیان جمال۔ آپ کی نورشاں قوت۔ آپ کی عجیب آسمانی شان کو جو کوئی دیکھتا اس کی آنکھیں قیامت سے آپ کو دیکھتی ہی رہتیں۔

خلیل جبران شاعر نے جب آپ کو دیکھا تو پکار اٹھا :-
آج پہلی دفعہ ایک ایسی شکل دیکھی ہے جو روح القدس کے رہنے کی جگہ ہونے کے قابل ہے !

ایک منکر خدا آپ کا کچھ سننے کے لئے مگر جس میں گیا اور اس کے بعد شوق سے آپ سے ملاقات کرنے کے لئے آپ کے مکان پر حاضر ہوا۔ جب اس منکر خدا سے پوچھا گیا کیا تم نے حضرت عبدالہیاءؒ

پڑا تھا۔ اور بہت حساس تھا۔ جب حضرت عبدالہیاءؒ کے گھر سے نکلا تو زار و قطار رو رہا تھا۔ اندکھتا تھا۔ کاش میں اس خاندان میں پیدا نہ ہوتا۔ کسی اور خاندان میں پیدا ہوتا؟ کیونکہ نہ صرف بہت سے بیانی اس کے تایا کے عہد حکومت میں شہید کئے گئے تھے (جن میں سے ستو سے زیادہ اس کے باپ کے اُکسانے پر شہید کئے گئے تھے) اور حضرت عبدالہیاءؒ کی زندگی کو بار بار خطرے میں ڈالا تھا۔ اس کے دادا ناصر الدین شاہ کے حکم سے حضرت باب شہید کئے گئے تھے اور ہزاروں ہی باطنی ظلم و ستم اور موت کا نشانہ بنائے گئے تھے۔ یہ نوجوان شہزادہ پھر سے پیدا ہو گیا تھا عیسیٰ وہ بتائی ہو گیا۔

حضرت عبدالہیاءؒ اور قلی سلطان کے درمیان اس ملاقات سے کچھ بخیر و عرصہ پہلے حضرت عبدالہیاءؒ اپنی زندگی کے ناگزیر ترین وقت سے گزرتے تھے۔ سلطان عبدالحمیدؒ آپ کے قتل کا حکم جاری کرنے والا ہی تھا۔ اس سلطان نے ایک تحقیقاتی کمیشن قسطنطنیہ سے بھیجا تھا جس نے حضرت عبدالہیاءؒ کو بغاوت کا ملزم قرار دیا تھا۔ یہ کمیشن یہ فیصلہ کر کے قسطنطنیہ جا رہا تھا اور ابھی جہاز میں ہی تھا کہ نوجوان ترک اُسے اور انھوں نے رات کے اندامد سلطان عبدالحمیدؒ کو تخت سے اتار دیا۔ موت کے انتظار کے ان دنوں میں اطالوی سفیر نے ایک تجویز سوچی۔ وہ حضرت عبدالہیاءؒ کو ایک اطالوی جہاز میں بھجوا لیا جانا چاہتا تھا۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت عبدالہیاءؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے خیال کیا کہ حضرت باب نہیں بھاگے اور حضرت بیاء اللہ نہیں بھاگے پس میں بھی نہ بھاگوں گا۔ میں خود کو اس طرح آزاد نہ کر سکتا تب خدا نے مجھے آزاد کر دیا۔ خدا کی توپ عبدالحمیدؒ کے محل پر دھرائی!"

سفارت خانہ میں دعوت دی اور ضیافت کے وقت آپ کا چہرہ بہت پیسے ہوئے اس ترکی سفیر نے حضرت عبداللہؒ کی طرف آنسو بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا: ”اس زمانہ کا نورجو خدا کے جلال اور اس کی کرامت کو ہمارے درمیان پھیلانے کے لئے آیا ہے۔“

یہ صرت چند مثالیں اُس اشکِ ہین جو سترائے ”لے“ لوگوں پر کیا جسے میں نے ”سلسلہ“ میں بذاتِ خود محسوس کیا۔

حضرت عبداللہؒ کے واپس ملکِ شام کو لوٹ جانے پر پچھلی جنگِ غلیم کے دوران میں غمیں کی سخت دھوپ میں باوجودیکہ آپ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ تھی آپ خود اپنے غمبہوں کے کھیت ہل چلا کرتے تھے تاکہ بھوکوں کو سوئی مل سکے۔

جب ۱۹۳۲ء میں حضرت عبداللہؒ ملکِ اہل کو صومند فرما گئے تو تمام عالم تہنائی ایسے غم و اندوہ میں ڈوب گیا جو ایک دوزخ میں نکلنے کی ہی مرتبہ محسوس ہوتا ہے۔ جب شاگرد اپنے ایک کا انوس کرتے ہیں، اس رنج و اندوہ کی تاریکی میں آپ کی دھامیای مبارکہ سورج کی طرح چمکیں اور آپ کے مضطرب و محزون شاگردوں کے لئے ایک بے بہا نعمت ثابت ہوئیں۔ کیونکہ ان میں آپ نے لینے نواسے۔ دنیا بھر کے محبوب حضرت شوقی اندلی کو امر اللہ کا ولی۔ اپنا جانشین اور کتبِ مقدسہ کا تہہ منتر مقرر فرمایا تھا۔ پس ہمارا دین فرقہ بندیوں اور عجزوں سے بچا لیا گیا تھا اور ہمیں ”بے خطا ہدایت“ کا ایک نقطہ ماسک دیا گیا تھا۔

حضرت عبداللہؒ اس زبردست و شادیزد یعنی دھامیای مبارکہ میں فرماتے ہیں کہ یہ مطلوب و قلعہ حضرت ولی امر اللہ کی اطاعت کرنے سے ناقابلِ تفسیر سیگا۔ ”اعضائے بیت العدل۔ افضان و افشان اور ایادی امر اللہ پر فرض ہے کہ وہ حضرت ولی امر اللہ کے مطیع۔ تا بعد از اول فرما ہزار رہیں۔“

حضرت ولی امر اللہ کلامِ اہل کے مفسر ہیں اور آپ کے بعد

کی غفلت کو محسوس کیا؟“ تو اُس نے غفلت سے جواب دیا ”کیا نیا اگر کسی غفلت تم کو محسوس کرنی ہوتی ہے؟“

آپ سے ملنے والے اپنی اپنی استعداد کے مطابق آپ کو دیکھ سکے۔ ایک اعلیٰ طبقہ کی عورت نے آپ کو دیکھا اور تعجب سے پُچار اٹھی ”ایسا حسن و جمال۔ قوت کا جمال اور ایسا دلغزب حسن۔ بے شک آپ دنیا کے مردِ کامل ہیں۔“ ایک اور اعلیٰ طبقہ کی عورت نے جو آپ سے بہت دیر تک بات چیت کرتی رہی آخر میں کہا۔ ”تم اُن سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔ انھوں نے میرے دل کے اندر تک دیکھا اور میرے تمام بھید معلوم کر لئے۔“

ایک غزورہ عورت نے جس پر ایک مصیبت پڑی تھی کہا۔ ”آپ نے غم کی تمام تمنی میرے دل سے نکال دی۔“

ایک مشہور ڈرامہ نویس نے جو آپ سے ملاقات کر لے گیا واپس آکر سب کے سامنے کہا ”میں خدا کے حضور سے آیا ہوں۔“ بی نیلنگنگ نے جو اُس زمانہ میں ریاستہائے متحدہ امریکا کا وزیر اعلیٰ تھا آپ سے ملاقات کرنے کے بعد اُس کے اشک و بیان کرنے کے لئے الفاظ ٹھوٹے ہوئے کہا ”میں نے محسوس کیا کہ میں کسی بڑے نبی۔ ایشیاء۔ ایلجیا کے حضور میں ہوں۔۔۔۔۔ نہیں نہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ میں مسیح کے حضور میں ہوں۔ نہیں۔ یہی نہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ میں آسمانی باپ کے حضور میں ہوں۔“

ترکی سفیر ضیا پاشا کو جو ایک دیندار مسلمان تھا جب یہ بتایا گیا کہ حضرت بقاء اللہ ظاہر ہوئے ہیں تو اُس نے ایک نئے رسول کے خیال کا شمع ڈال دیا تھا۔ مگر جب حضرت عبداللہؒ واشنگٹن میں تھے تو ایرانی سفارت خانہ میں ہزار کیلینی علی قلی خاں اور دیگر ممالک کی دعوت پر ہزار کیلینی ضیا پاشا ضیافت میں آئے اور وہاں حضرت عبداللہؒ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فوراً ”محضر“ کو ترکی

کے ذریعہ آسمانی ہدایت پانے کے لائق ہو جائیں۔

بیت العدل عمومی کو جو حضرت دلی امرا اللہ کے ساتھ مل کر کام کر چکا ہے، بے غلط ہدایت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ اس بے غلط ہدایت کا معراجی نقطہ حضرت دلی امرا اللہ ہونگے جو کتبہ ہدسہ کے واحد مفسر کے طور پر خدا کی طرف سے انہماں پایا کر چکے۔

پس حضرت دلی امرا اللہ کی اطاعت جو درحقیقت کلام الہی کی اطاعت ہے الواح اور ہمارے مولیٰ حضرت عبداللہ آباد کے اسوۂ حسنہ کی صمیمی پیروی۔ محافل روحانی کی اطاعت اور ان سے مل کر کام کرنا۔ یہ سب درحقیقت ہمارے بنیادی اتحاد و اتفاق کی کلید ہیں۔ ہم جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سچے مومنین کا جھوٹا ساگر وہ خدا کے فضل سے وحدت کی ایسی گہرائیوں تک پہنچ سکتا ہے جو ساری دنیا میں امن قائم کر سکتی ہیں اور ایک روحانی مرکز قائم کر سکتا ہے جو تمام دنیا میں اخوت پھیلا سکتا ہے۔ ہمیں سوائے اطاعت کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔

حضرت عبداللہ آباد آپ اپنی وصایای مبارکہ اور اسوۂ حسنہ کے ذریعہ عصر تنہائی کے تینوں حصوں میں یعنی عصر شہداء و عصر تدوین و عصر طمانی میں ایک نہ ٹوٹے والا رشتہ ہیں۔ ایک توفیق مبارک میں حضرت دلی امرا اللہ اس نکتہ کو ذرا زیادہ وضاحت سے بیان فرماتے ہیں، آپ لکھتے ہیں :-

اگرچہ ہم غائب ہو چکا ہے۔ آپ کی روح بلکہ وہ تمام نقشے اور ادارے جو آپ نے اپنی زندگی میں تجویز فرمائے تھے ہمارے عصر کے موجودہ انتظامیہ دور میں برابر کام کر رہے ہیں لہذا عصر حضرت عبداللہ آباد اور امرا اللہ کے موجودہ انتظامیہ زمانہ نشوونما میں اعتقادی اور تاریخی تسلسل موجود ہے۔ مشرق الاقطار

اور شمالی۔ متوسط اور جنوبی امریکا میں تبلیغ جو نقشہ ہفت سالہ کے ماتحت امریکا کے جامدہ سبائی کے لئے دو اہم فرائض ہیں۔ حضرت عبداللہ آباد کے زمانہ ماموریت میں ہی قائم کئے گئے تھے۔ نقشہ ہفت سالہ درحقیقت اس آسمانی نقشہ کا نتیجہ ہے جو آپ کے مولیٰ نے (پچھلی) جنگ عظیم کے تاریک ترین ایام میں دوستانہ برکات کے لئے جو غیر فانی الواح نازل فرمائی تھیں انھیں بیان فرمایا تھا۔ لہذا ان کا عمل اور ان کی کامیابی کا مدار ان طریقوں اور اصولوں کا دفاع دارانہ استعمال ہے جن کی تصریح خود آپ سے فرمائی تھی۔ اور اس قوت و ہدایت پر ہے جو آپ کے تخلیقی کلام میں مرکوز ہے۔ اب ہم کچھ اور اپنے مولیٰ حضرت عبداللہ آباد، ستر اللہ بندہ خدا اور ہمارے لئے اسوۂ حسنہ کے متعلق بیان کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

ایک زندہ جسم کا اصلی خادم اس کا دل ہے۔ اور دل کا اعلیٰ ترین فرض محبت اللہ کا ذریعہ بننا ہے۔ حضرت سید امرا اللہ فرماتے ہیں کہ محبت کا قانون ہی ایک ایسا قانون ہے جو تعمیر و تہذیب کے ماتحت نہیں ہے۔ اور وصایای مبارکہ میں حضرت عبداللہ آباد کے آخری الفاظ انجائی الہی کے نام اس سبب محبت کے متعلق ہیں جس کے بغیر کوئی شخص درجہ عبودیت حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا کے پیاروں! اس دور مبارک میں نزاع و فساد نہیں ہے۔ ہر ایک تعدی و زیادتی کرنے والا شخص خدا کے فضل سے محروم ہے۔ تعین چاہئے کہ تمام جماعتوں اور قبیلوں سے خواہ آشنا ہوں یا بیگانہ نہایت محبت و راستی و درستی سے پیش آؤ اور دلی مہربان کرو بلکہ رعایت اور محبت کو اس درجہ تک پہنچاؤ کہ بیگانہ اپنے آپ کو آشنا نہ دیکھے اور دشمن اپنے آپ کو دوست سمجھے۔ یعنی ان کے درمیان بالکل کوئی فرق نہ رہے۔ کیونکہ اطلاق (عمومیت) خدا کے

طرف سے ہے اور قیود و حدود اس دنیا کی خاصیت ہیں۔ اس لئے انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ فضائل و کمالات اس سے ظاہر ہوں جن کا ہر ایک پر پرتو ڈالے۔ مثلاً کتاب مالکتاب کے انوار تمام دنیا پر پرتو ٹنگن ہیں اور بارانی رحمت پر دروگہ رتنا گوں پر برستا ہے۔ جان بچنے والی نسیم ہر ذی روح کی پرورش کرتی ہے اور نعمت الہی تمام کائنات زندہ کولیب ہوتی ہے اسی طرح مذاکے بندوں کی محبت و مہربانی عام طور پر سب انسانوں پر پھونی جا رہے ہیں۔ اس کے لئے کسی قسم کی قید یا انہیں نہ ہونی چاہئے۔ پس اسی یارانِ مہربان۔ تمام قوموں و ممالکوں اور

دنیوں کے ساتھ کمال راسخی دوستی و وفا پرستی و مہربانی و خیر خواہی و دوستی کے ساتھ سلوک کرو تاکہ تمام جہان بہشتی فیض بیکاری کے جام سے سرمست ہو اور نادانی و دشمنی بے فیض اور کینہ روی زمین سے نازل ہو جائے۔ بیگانگی کی تاریکی تمام ممالک اور قبیلوں میں بیکاری کی روشنی سے بدل جائے۔ اگر دوسرے گروہ اور قومیں تم سے جفا کریں، تم دفا کرو۔ ظلم کریں، تم عدل کرنا۔ اگر تم سے پرہیز کریں، تم انہیں اپنی طرف جذب کرنے کی کوشش کرنا۔ دشمنی کریں، تم دوستی کرنا۔ اگر تمہیں زہر دیں، تم انہیں شہد دینا۔ اگر وہ تمہیں زخمی کریں، تم ان کے زخموں پر مرہم لگانا۔ فیصلہ کن اور صادقانہ کی صفات ہیں ۛ

کیا دنیا کی حیاتِ جدید ممکن ہے؟

مسٹر نیل کنٹھ کے قلم سے

ہمارے دلوں میں دھوکا، نفرت، بدلے لینے کا جذبہ اور محنت دلی رچی ہوئی ہے۔ ان باتوں کو دیکھتے ہی ہمارے دلوں میں فوراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کیا کوئی ایسی چیز ہے جو دنیا کو اس بلائے عظیم سے بچا سکے؟ اس کا جواب آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ انہی حالت میں پختہ کئے جاسکتے ہیں جب یہ دنیا کے موجودہ کجائات دہندہ کی تعلیمات کی پیروی کر گئے۔

ان تعلیمات میں سے ہم بعض کا مختصر یہاں ذکر کرتے ہیں۔ ۱۔ عالمگیر محبت ۲۔ جنگ بلا روک ٹوک جاری ہے۔ لاکھوں ہی انسان ہر روز موت کے گھاٹ اُتارے جا رہے ہیں۔ جنگوں اور قتلوں کو قتل کر کے تلف اٹھا رہے ہیں۔ یہ اس بات کا

تمام دنیا آگ کے شعلوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ ان شعلوں کی شدت روز بروز بڑھ رہی ہے اور جس طرف سے شعلے گزرتے ہیں وہاں بربادی اور تباہی اپنے پیچھے چھوڑتے جاتے ہیں۔ دنیا کی حالت اس وقت ناگفتہ بہ ہے۔ تہذیب اپنے شاندار تخت سے گر رہی ہے۔ بدھ دیکھو معصیت اور افلاس کے سرا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اس سے ایک بات تو آنتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ موجودہ دنیا روح کے لحاظ سے بالکل دیوالیہ ہو رہی ہے۔ روحانی صفات سے بالکل عاری ہے اور یہ سچ بھی ہے۔ ہم خود غرض اور بے رحم ہو رہے ہیں۔ ہم میں کوئی ایسی صفت نہیں جسے بجا طور پر انسانی صفت کہہ سکتے

چاہتے کہ ہم عقل سے کام لیں۔ جب تمام دین خدا کی طرف سے ہیں جو نور اور روشنی ہے تو پھر دین کو کیا فخر ہو سکتا ہے۔ دینی تعصبات کو ترک کریں۔ سچائی بھی آلودہ نہیں ہوتی۔ ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کی لڑائیاں چھوٹے چھوٹے مذہبی جھگڑوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر یہ جگہ لوگ مرث اتنا سوچیں کہ سب دین دھرم خدا کی طرف سے ہیں تو ان کو پتہ لگ جائے کہ وہ کسی غیر کو نہیں بلکہ اپنے ہی بھائی کو قتل کر رہے ہیں۔ جن جوں یہ حقیقت ان پر واضح ہوگی محبت اور آپس کی ہمدردی طبعی جاسے گی۔ دشمنی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اس بدتمند ہندوستان میں ضلع دامن کا راج ہو جائیگا۔

(۴) اقتصادی مشکلات - موجودہ اقتصادی انتظام یعنی استہاریت (کیپی ٹیلیزم) بہت بُرا ہے۔ موجودہ جنگ بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ بحیساب دولت اور ذلیل افلاس دونوں موجود ہیں جب تک اس سے اور ظالمانہ انتظام کے نقصان دور نہ کئے جائیں گے دنیا میں امن کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت بہاء اللہ نے ان نقصان کو دور کرنے کے لئے تعلیمات فرمائی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-
”دانشہ دل کو چاہئے کہ وہ اپنی دولت سے کچھ دیں۔ ان کو لازم ہے کہ وہ لوگوں کی دلدادہی کریں اور ہمدردانہ انتظام و تفہیم کی عادت لیں اور ان بد نصیبوں کا خیال کریں جو ضروریات زندگی سے محروم ہیں۔“
رہ، عدل و انصاف کا قیام - موجودہ دنیا میں عدل و انصاف مفقود ہیں۔ طرفداری شیوہ ہر فاس و غام ہے۔ حضرت بہاء اللہ دیگر مظاہر الہی کی مانند عدل کو قائم کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے عدل و انصاف کے قیام کو یقینی اور محکم بنانے کے لئے بیست العدل کی بنیاد رکھی۔ بیست العدل دنیا میں عدل و انصاف کو پھیلانے کا۔

یہ تمام باتیں تعلیمات بہائی میں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ

منتخب ہے کہ ہم مادی طور پر بہت زیادہ ترقی کر گئے ہیں۔ مادی ترقی ہماری روحانی ترقی کی رکاوٹ بن گئی ہے۔ اگر ہم اسی طرح مادیت میں بڑھتے گئے تو آخر کیا ہوگا؟ ہم سب گمنامی ابد تاریکی کے گھر سے غار میں جا کر بیٹھے۔ ہمیں چاہئے کہ اب جبکہ ہم نے اپنی مادی قوتوں کو اس قدر ترقی دے لی ہے ہم یہ قوتیں اپنی روحانی قوتوں کو ترقی دینے میں لگائیں اور مادی اور روحانی قوتوں کا موازنہ قائم کریں تاکہ ہم کامل ترقی پانیں۔ ہماری روح خود غرضی اور حرص کی گھٹاؤں میں جھپی ہوئی ہے۔ ان گھٹاؤں کو دور کریں تاکہ ہماری روح ہمدردی اور محبت کے انوار کو ظاہر کرے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم عالمگیر محبت کو اپنا نصب العین بنائیں اور دوست و دشمن کو انگوٹھوں سے نہیں بلکہ دل کی بصیرت سے دیکھیں۔

(۵) وحدت عالم انسانی :- ہمیں طرح طرح کے تعصبات کے دو گٹے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہی تعصب ہے۔ موجودہ جنگ ہی تعصب کا نتیجہ ہے۔ یہ جنگ اس وقت تک نہ بند ہوگی جب تک وحدت عالم انسانی ہم میں جلوہ گر نہ ہوگی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا کو فقط ایک وطن کی طرح دیکھیں۔ جب یہ اصول اچھی طرح ہم میں رائج ہو جائیگا تو جنگ خود بخود اٹھ جائیگی۔ ضلع اکسبر دنیا پر راج کر گئی۔ مصیبت روہ عالم انسان حیات جدید پائینکا حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں تم سب ایک ہی درخت کے پتے اور ایک ہی باغ کے پھل ہو۔

(۶) تمام دین یا دھرم خدا کی طرف سے ہیں :-
جب کبھی لوگ برادری اور محبت کا دم بھرتے لگتے ہیں تو جنگ کے حامی بکار اُٹھتے ہیں۔ ”دھرم لٹ گیا“ ”دین مٹ گیا“ یہ وہ لوگ فقط اپنی غرض کو پورا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بلا سوجھے ان کی پیروی نہ کریں۔ اگر کبھی اس قسم کا سوال اٹھے تو ہمیں

تو میں ایک ساتھ مل کر رہیں گی۔ شہر زوری دسینہ زوری کا نور چلیگا
حق وانصاف کا راج ہو گا۔ ظلم بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائیگا
عدل کا دور دورہ ہو گا۔ محبت اور غیر خواہی ہمارے ہر کام کی محرک
ہو گی۔ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کر چکے۔

ٹھکی مادی۔ تو بہات کی ماری ہوئی۔ ظالم اور بے رحم دنیا اور پرکھی
تعلیمات کے ذریعہ حیات تازہ پاسے گی۔ گر بڑی اور بد نظمی انتظام
درتیب سے بدل جائیگی۔ ناجا پی اور دشمنی کی تاریکی اتحاد و اتفاق
کے نور سے کا فور ہو جائے گی۔ زرد۔ بھوری۔ کالی۔ گوری سب

ظہور اللہ و لقائے اللہ

اس کا نام الظاہر بھی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ باطن ہوتے
ہوئے بھی ظہور فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والا (سورۃ نور)
خدا تمام آسمان و زمین کی روشنی ہے۔

مظاہر عام

کتاب الیقان میں ارشاد ہے ”آسمانوں اور زمین میں جو کچھ
ہے سب کچھ صفات و اسماء الہی کا جلوہ گاہ ہے۔ چنانچہ ہر ذرت میں اس
آفتاب صغیر کی تمثیل کے آثار ظاہر و باطن ہیں۔“ (الیقان)

مظاہر خاص

تمام موجودات میں سے خاص طور پر انسان اس علمیت سے مخصوص
اور اس شرف سے ممتاز ہے۔ چنانچہ تمام صفات و اسماء الہی انسانی
مظاہر کے ذریعہ اکمل و اشرف طور پر نمودار ہیں ”الیقان“ انسان جو
مخلوقات میں سب سے اشرف و اکمل ہے۔ سب چیزوں سے زیادہ
قدرت الہی پر دلالت کرتا ہے اور سب مخلوقات سے بڑھ کر خدا کی
قدرت کا نشان ہے ”الیقان“

مظاہر اخص و عکلی

”اور انسانوں میں سے کامل افضل اور لطیف ترین نمائندہ ہے

ذات غیب | قطعی طور پر مسلم ہے کہ خدا ذات غیب ہے۔
اس مفہوم کے لئے خدا کا ایک نام الباطن ہے۔ اسی بات کو قرآن مجید
میں یوں فرمایا ہے (لایحیطون بہ علما رطاع) کہ لوگوں کا
علم و ادراک خدا پر محیط نہیں ہو سکتا۔ لاتدرکہ الابصار (انعام)
عقل و بصیرت اسے پائیں سکتی ہیں۔ کتاب مبارک الیقان میں ارشاد ہے
کہ غیب ہوتے ذات احدیہ بروز و ظہور و صود و نزول و دخول و
خروج سے مقدس ہے۔ ہر وصف کرنے والے کے وصف سے برتر ہے
ہر ایک سمجھنے والے کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی ذات غیب
میں تھا اور اب بھی ہے اور آئندہ بھی اپنی ہی میں ہمیشہ البصار و
انظار سے پوشیدہ رہیگا۔ لاتدرکہ الابصار دھو میدارک
(الابصار دھو الطیف المجیر سورۃ الانعام) اسے البصار اور اس
نہیں کر سکتیں وہ البصار کو ادراک کرتا ہے۔ وہ لطیف و خیر ہے
”تمام انبیاء و اصیاء علماء عرفاء کما اس جو ہر گواہ
کی معرفت تک نہ پہنچ سکے گا اعتراف کرتے ہیں اور اس حقیقت پر اتفاق
کے عرفان سے عاجز بہرے کا اقرار کرتے ہیں۔“

مظاہر قدرت | خدا ذات غیب ہے اور اس کا نام الباطن ہے ساتھ ہی

تمام مظاہر اعلیٰ کی نسبت کتاب الیقان میں فرماتے ہیں کہ:-
 ”یہ قدم کے آئینے اور ہدایت کے مطالع اس آفتابِ جود اور
 جوہرِ مقصود کی نمائندگی کرتے ہیں۔ شتانِ کامل اس کے علم کا
 نمائندہ ہوتا ہے۔ ان کی قدرت اس کی قدرت کا نشان ہوتی
 ہے۔ ان کی سلطنت اس کی سلطنت کو ظاہر کرتی ہے۔ ان کا جمال
 اس کے جمال کا جلوہ دکھاتا ہے۔ ان کا ظہور اس کے ظہور سے ہی
 ہوتا ہے۔“

اور فرماتے ہیں:-

”ان مقدس انوار کی ملاقات سے خدا کی ملاقات حاصل ہوتی ہے
 اور ان کے علم سے خدا کا علم اور ان کے چہرے سے خدا کا چہرہ“ (ایقان)

پیغمبر کا مقام فنا از نفس و لبث باللہ

پیغمبر جو کچھ کرتا ہے خدا کے حکم سے کرتا ہے۔ ماکان لوسول
 ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ (رعرت) کسی رسول کو یہ
 اختیار نہیں کہ وہ کوئی آیت و حکم خدا کی اجازت کے بغیر دیکھے
 مایطلق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی (سورہ نجم ۸)
 پیغمبر اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ وحی الہی سے بولتا ہے۔ قل
 ان اتبع الا ما یوحی الی (انعام ۸) اسے پیغمبر کہتے کہ میں تو
 صرف وحی الہی کی اطاعت کرتا ہوں۔ قل ان صلواتی و شکی
 و محابی و معصاتی ذلک رب العالمین (انعام ۸) کہتے کہ
 میری نماز، میری قربانی، میرا جنا، میرا مناسب خدا نے رب العالمین
 کے لئے ہی ہے۔ پیغمبر کا ایسے آپ کو خدا کے معذور بنا کر دے اور
 صرف تجلی الہی کے باقی رہنے کا بیان کلام الہی میں بکثرت ہے۔
 اور یہ مقام فنا از نفس اور بقا باللہ کا مقام ہے۔ اور یہ کلمہ اگر ذکر
 ہوتا ہے تو نبی محض پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مقام ایسا مقام ہے جس کی

آفتابِ حقیقت کے مظاہر ہیں۔“ اور یہ قدسی سہاگل اولین قدیم
 آئینے ہیں جو غیبِ انبوب اور اس کے تمام اسما و صفات۔ اس کے
 علم و قدرت اور سلطنت و عظمت۔ رحمت و حکمت و عزت و جود و کرم کو
 ظاہر کرتے ہیں۔ یہ تمام صفات ان حوامِ احدیہ کے ذریعے ظاہر ہو رہی
 ہوتی ہیں اور یہ صفات ہر چند پیغمبروں سے مخصوص نہیں بلکہ تمام
 مقرب پیغمبر اور مقدس اصفیاء ان صفات سے موصوف اور ان
 اسما سے موسوم ہیں۔ نہایت یہ ہے کہ بعض پیغمبر بعض مراتب میں
 ظہور کے لحاظ سے بڑھ کر اور نور کے لحاظ سے برتر ہوتے ہیں جیسا کہ
 فرماتا ہے قلت المرسل فضلنا بعضهم علی بعض (ہم نے بعض
 پیغمبروں کو بعض فضیلت عطا کی ہے) (ایقان)

حضرت بہاء اللہ لوح تفسیر و الشمس میں فرماتے ہیں:-

”ای طرح یہ بندہ ہم کو نصیحت کرتا ہے جس کے وجود کا ہر ایک عضو
 اور رگ رگ اس بات کی شاہد ہے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں
 وہ ہمیشہ سے اپنی عظمت و جلال کی بلندی اور رفعت و اجلال کی برتری
 میں ہے اور جن لوگوں کو اس نے حق و ہدایت کے ساتھ بھیجا یہ لوگ
 اس کی مخلوق ہیں۔ اس کی وحی کے شارق اور اس کے بندوں کے دریا
 اس کے امر کے مطالع اور اس کے الہام کے سرچشمے ہیں۔ انھیں کے
 ذیلیے اسرار ظاہر ہوتے اور شریعتیں قائم ہوتیں اور خداوند غالب و
 مختار کا امر روشن ہوا کوئی مسبب نہیں مگر وہی علیم و خبیر“

حضرت محمد مجدی مطلع اساتے مثنیٰ تھے | اسی لوح تفسیر و الشمس میں
 حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں:-

”درد و سلام اساتے مثنیٰ و صفات علیا کے اس مطلع پر جس
 کے نام کے ہر حرف میں اساتے مثنیٰ کے خزانے پوشیدہ ہیں اور اس
 کے ذریعے عالم غیب و شہود کے گل و جود آراستہ تھے جس کا نام ملکوت
 میں محمد رکھا گیا اور جبروت بقاء میں احمد کے نام سے موسوم ہوا“

بابت کہا گیا ہے کہ میں اپنے لئے کسی نفع یا ضرر کا الگ ہوں اور
ذہبات و لشور کا (روح ابن ذب اردو ص ۴)

حکم اللہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **اِنَّ الْحُكْمَ اِلٰہِ اللہِ** (انعام ۷)
دلالت اللہ فی حکمہ احد۔ (دکھت ع) حکم کو نامرت خدا کا
حق ہے اور خدا اپنی حاکمیت میں کسی کو شریک نہیں بناتا۔ اس کے
ساتھ ہی رسول کو حاکم بناتا ہوا فرماتا ہے **فاحکموا بینہم ما اَنزَلَ اللہُ**
وامَّا عِندَہُ (تو وہی خدا کے مطابق ان میں حکم کر)۔ تو کیا خدا نے
رسولوں کو شریک حکم بنایا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنا حکوم اور خلق کا حاکم
بنایا۔ یہ خدا کی حکومت کا ظہور ہے۔ جس کا منظر اعلیٰ پیغمبر کو مقرر فرمایا
یہاں پیغمبر ذاتی لحاظ سے فنا کے مقام میں ہے اور خدا ہی حاکم ہے
یعنی پیغمبر کا ذاتی حکم کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے خدا کا حکم ہے۔ خدا سے الگ ہر
تو رسول کا حکم ہی نہیں وجود بھی کچھ نہیں۔ کیونکہ کل شئی حالاً لکھا
وجہاً ہر چیز فانی و نابود ہے۔ مرت جلدۃ الہی یا توجہ خداوندی
مقام بقا میں ہے۔ اگر خدا کا جلدۃ قدرت نہ ہو تو کوئی چیز ہستی بھی
نہیں رکھ سکتی۔ پس حقیقت میں حاکم صرف خدا ہے اور حاکمیت خدا ہی
کا مقام ہے۔ اسی حاکم مطلق نے رسول کو خلق پر حاکم بنایا ہے۔ اسی
بابت کو ثابت یا منہریت کہتے ہیں یعنی رسول حاکمیت الہیہ کا ظہور
ہے۔ از حد کچھ نہیں۔ خدا نے ہی اسے اس مقام پر رکھ رکھا ہے۔

فلا وربک لا یومنون حتی یمکولوا نینما شیئاً بینہم ثم لا
یمجدوا فی انفسہم حرجاً ما قضیت ویستلموا علیہا (سورۃ)
حیرے رب کی قسم۔ یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے
اختلافات میں مکہ نہ بنالیں اور جو فیصلہ تو کر دے اسے کھلے دل سے
قبول کر لیں اور بے چون و چرا تسلیم کر لیں۔ پس خداوند عالم نے پیغمبر کو
واجب التسلیم حاکم و حکم مقرر فرمایا۔ یہی منہریت ہے۔

قول رسول قول الہی خداوند عالم اپنی وحی کو اپنا قول کہتا ہے

قولہ الحق (انعام ۷) **لَعَلَّہُمْ وَضَلُّوا لَعَلَّہُمُ الْعُقُولُ** (قصص ۷)
اس کے ساتھ ہی اپنے قول و کلام کو رسول کا قول کہتا ہے۔ انذ
لعول (رسول کریم (واقف ع) یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے مقتد
یہ ہے کہ یہ کلام خدا نے فرمایا ہے۔ رسول کی زبانی ظاہر ہوا ہے تو اسے
خدا کا قول کہئے یا رسول کا قول کہئے۔ اپنے اپنے مقام پر ہر ایک نسبت
درست ہے۔ خدا کا قول اصل حقیقت کے لحاظ سے ہے اور رسول کا
قول واسطہ ہونے کے لحاظ سے ہے۔ یعنی رسول خدا کی صفت کلام کا
منہر یا جلدۃ گاہ ہے۔ جیسے زبان انسان کی صفت کلام کے لئے منہر
یا جلدۃ گاہ ہے۔ اسی وجہ سے آدمی دونوں طرح کی عبارت استعمال کرتا ہے۔
وہ کہتا ہے کہ میرا کہا مان لیجئے۔ یوں بھی کہتا ہے کہ میری زبان کا اعتبار
کیجئے۔ ان دونوں عبارتوں کا ایک ہی خدا ہے۔ اور دونوں صحیح ہیں۔
قول کو خود اپنی طرف نسبت کیجئے یا زبان کی طرف نسبت کیجئے کوئی فرق
نہیں۔ تمام قرآن لفظ قیل سے بھرا ہوا ہے۔ قیل یعنی اسے پیغمبر کہتے
اس اعتبار سے تمام قرآن قول رسول ہوا۔ اور اصل حکم کے لحاظ سے
قول خدا ہے۔ دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ بلکہ اس سے اصل حاکم
اور نائب منہر اور منہر کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

فعل رسول فعل الہی قرآن مجید میں فرماتا ہے **ما رمیت اذ رمیت**
ولکن اللہ رمی (انفال ۷) اسے رسول! جب تو نے لنگر یاں پھینکی
تھیں تو تو نے پھینکی تھیں۔ مگر خدا نے پھینکی تھیں۔

یہاں صاف صاف فرماتا ہے کہ اسے رسول! تو نے جو لنگر یاں
پھینکی تھیں وہ تو نے نہیں خدا نے پھینکی تھیں۔ اس عبارت سے یہ نہ
منہل کرنا چاہئے کہ یہاں رسول خود خدا ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ
مقصد یہی ہے کہ باوجودیکہ ظاہر ظاہر میں خود رسول نے ہی لنگر یاں
پھینکی تھیں لیکن خدا اس فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ کیونکہ اصل
میں تو قوت الہیہ تھی جو رسول کے وجود میں کام کر رہی تھی۔ اس لئے

(۹۱) الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ = جو لوگ اللہ اور رسول کی بات ماننے (آل عمران ۱۸) مانے۔

(۹۲) قَدْ رَوَاهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ = تو اسے اللہ اور رسول کے سامنے (نساء ۸) پیش کر دے۔

لَقَدْ قُلْنَا لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ = کہہ دیے الیٰ فہیت اللہ کا ہے اور (انفال ۸) رسول کا۔

(۹۳) اللَّهُ الْعَزِيزُ الرَّسُولُ = عزت اللہ کی ہے اور اس کے (مافنون ۸) رسول کی۔

(۹۴) مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَالرَّسُولُ = جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام (توبہ ۸) کر دیا ہے۔

(۹۵) مَا أَشْهَعَا اللَّهُ وَالرَّسُولُ = جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے (توبہ ۸) انھیں دیا۔

(۹۶) سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ = ہمیں خدا اپنے فضل سے اور اس کا (توبہ ۸) رسول دے گا۔

(۹۷) وَاللَّهُ وَالرَّسُولُ أَحَقُّ الْاِثْنِ = اللہ اور اس کا رسول زیادہ مقدار (توبہ ۸) ہے کہ اُسے خوش کیا جائے۔

(۹۸) اغْنَمْنَا اللَّهُ وَالرَّسُولُ مِنْ = اللہ اور اس کے رسول نے اپنے (توبہ ۸) فضل سے انھیں مالدار بنا دیا۔

(۹۹) اِذَا خَشِيَ اللَّهُ وَالرَّسُولُ امْرَأً = جب خدا اللہ اس کا رسول کسی امر کا (احزاب ۸) فیصلہ کر دے۔

(۱۰۰) وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَالرَّسُولَ = جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت (انامہ ۸) کرے۔

(۱۰۱) الَّذِينَ يَحَابِبُونَ اللَّهَ وَ = جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے (انامہ ۸) جنگ کرتے ہیں۔

(۱۰۲) شَاقَّكَ اللَّهُ وَالرَّسُولَ = اللہ اور اس کے رسول کی انھوں نے (انفال ۸) مشرتعہ کی۔

رسول کے وجود کو یہیں مقامِ فائز رکھا اور بقا باللہ کے لحاظ سے فضل رسول کو فعلِ مذکور کیا۔ کیونکہ حقیقت میں قوت و قدرت تو خدا ہی کی تھی۔ جو رسول کے ہاتھوں ظاہر ہوئی۔ رسول تو صرف منظر تھا۔ اسی لحاظ نظر سے خدا نے رسول سے بیعت کرنے والوں کو خدا سے بیعت کرنے والا بنایا ہے۔ اور رسول کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَبَايِعُوْنَكَ اَنَا يَبَايِعُوْنَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ يَدَيْهِمْ (فتح ۸) اے رسول! جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں حقیقت یہی ہے کہ وہ خدا سے بیعت کر رہے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

یہی حقیقت کو روشن کرنے کے لئے چند آیات قرآنی اور بھی لکھی جاتی ہیں۔ ۱۔ اِس تَرْجِمہ

(۱) وَمَنْ يَبِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ = جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا۔ (نساء ۸۔ غزب ۸۔ فتح ۸)

(۲) اطِيعُوا اللَّهَ وَالطَّيْعَ الْاَسْوَلَ = اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی (نساء ۸۔ امہ ۸۔ تہ ۸۔ نور ۸) اطاعت کرو۔

(۳) اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ = اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو (انفال ۸۔ مائدہ ۸)

(۴) اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ = اللہ اور رسول کی اطاعت کرو (آل عمران ۸۔ ۸)

(۵) وَمَنْ يَبِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ = جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا۔ (نساء ۸)

(۶) وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ = جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ وہی (نساء ۸) اللہ کا فرمانبردار ہے۔

(۷) وَمَنْ لِيْصِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ = جو اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہو (نساء ۸۔ احزاب ۸۔ جن ۸)

(۸) اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ = اللہ اور رسول کی بات مانو۔ (انفال ۸)

(۲۳) من تجا دیم اللہ ورسولہ - جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی چھوڑا
(۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۲۳) من تجا دیم اللہ ورسولہ - جس شخص نے اپنے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے عداوت کرے۔

(۲۴) ان کسنتن نزدن اللہ - اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو
اور رسولہ (احزاب ۶)

(۲۵) ان الذین یؤخرون اللہ - جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا
اور رسولہ (احزاب ۶) دیتے ہیں۔

(۲۶) من حاد اللہ ورسولہ - جس نے اللہ اور اس کے رسول سے
(بجادر لڑا) عداوت کی۔

(۲۷) یضہرون اللہ ورسولہ - مومن اللہ اور رسول کی مدد کرتے ہیں
(مشعر ۶)

(۲۸) مھاجر الی اللہ ورسولہ - جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی
(لڑا دے) طرف ہجرت کر کے نکلے۔

(۲۹) انقلوا بین یدی اللہ - مومن! اللہ اور رسول کے آگے مت
اور رسولہ (مجمرات ۶) چلو۔

(۳۰) فاذا جاء رسولہ قضی - جب ان کا رسول آجاتا ہے ان میں
بینہم (پوش ۶) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

(۳۱) وما ارسلنا من رسول - ہم سے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ خدا
ا (لیطاع باذن اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

ان تمام آیات مبارکہ میں خدا اور رسول کی نسبت کئے الفاظ
ہیں جن میں خدا اور رسول کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ
ان امور میں خدا اور رسول کی چٹانگت ہے۔ مثلاً کتنی ہی آیتوں میں
خدا اور رسول کی اطاعت کو ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ

خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت میں ہی مضمر ہے۔ یا یوں کہنے کو رسول
کی اطاعت کوئی الگ چیز نہیں۔ وہ صرف خدا کی ہی اطاعت ہے مگر
چونکہ اطاعت کا تمام دستور اعلیٰ رسول کے ذریعے ہی انسان کو ملتا ہے
اس لئے رسول کا ذکر بھی ہے۔ ورنہ اصل میں اطاعت تو صرف خدا کی ہے۔
اب بار بار اطاعت رسول کا حکم دینا کیا یہ معنی رکھتا ہے کہ خدا اپنے ساتھ
رسول کو بھی شریک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے
کہ خدا کی اطاعت کا چہرہ اب خدا کے منظر میں پیش کی اطاعت میں ہے۔
قل ان کسنتن تحتون اللہ فاتبعون یہ عجب کلام اللہ (آل عمران ۶)
اے رسول کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو۔ خدا
تم سے محبت کرے گا۔ اسی حقیقت کو یوں ظاہر فرمایا کہ تمام معاملات خدا اور
رسول کے سامنے پیش کرو۔ روشن ہے کہ بندوں کے سامنے صرف رسول
تھا۔ اس کے حضور میں معاملات کو پیش کرنا ہی خدا کے حضور میں پیش کرنا تھا۔
اسی طرح خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کا حکم ہے اور عیب
بات ہے کہ اس آیت میں یوں فرمایا ہے کہ خدا اور رسول اس بات کا زیادہ
مستحق ہے کہ اس کو خوش کیا جائے۔ ان میں منوہ "اس کو راضی کیا جائے۔
اس میں منوہ دیکھو خدا اور رسول کی چٹانگت ظاہر فرمادی۔ اس فقرے خدا
اور رسول الگ الگ نہیں۔

اسی طرح فرمایا کہ اللہ اور رسول کا فیصلہ ایک ہی ہے۔ یعنی فیصلہ
اصل میں خدا ہی کا ہے مگر وہ رسول کے ذریعے ظاہر ہو رہا ہے۔ اسی طرح پھر فرمایا
کہ جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں خدا رسول کی چٹانگت کا اعلان،
کہ اس آیت میں رسول کو ایذا دینا خدا کو ایذا دینا قرار دیا ہے۔ خدا تو اس
بات سے منزہ و مقدس ہے کہ اسے کوئی ایذا دے سکے تو پھر یہ کہنا کہ جو
اللہ کو ایذا دیتے ہیں یہی معنی رکھتا ہے کہ رسول کو ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا
ہے۔ اسی طرح ساتھ ساتھ بہت سی باتوں کو ملا کر خدا اور رسول کی چٹانگت
کو بتایا۔ مثلاً یہ فرمایا کہ اللہ اور رسول کے آگے مت چلو، بھلا اللہ کہاں

آئیے (۲) لَقَدْ جِئْتُمُونَا فِرَادَىٰ كَمَا خَلَقْتُمْکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ رَافَعُ
 تم تنہا تنہا ہمارے پاس آئے ہو جیسا ہم نے پہلی بار تمہیں بنایا تھا۔ (۷)
 وَاٰتٰیْنَا فِرْدَا (مریم ۵) اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔ (۸)
 وَکَلَّمْنٰ اٰتِیَہ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِرْدَا (مریم ۶) اور سب لوگ تمہا کے
 دن خدا کے پاس تنہا آئیں گے۔ (۹) اَسْمِعْ ہَمْدَہ وَالْبَصْرَ یَوْمَ یَا فِرْدَا
 (مریم ۶) کس قدر سننے اور دیکھنے پونے جس دن ہمارے پاس آئیں گے۔
 (۱۰) یَوْمَ عَشْرِ الْمُشْتَقِیْنَ اِلٰی الرَّحْمٰنِ وَفْدَا (مریم ۶) جس دن ہم
 پر ہر گزوں کے بارگاہِ رحمن میں آواز کریں گے۔ (۱۱) یَوْمَ یَقُومُ النَّاسُ
 لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الغنیف) جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے
 ہو گئے۔

خدا کا بندوں کے پاس آنا

(۱) فَاٰتٰی اللّٰہُ بِنَبِیِّہِمْ مِّنْ لَّدُنْہِمْ خَدَا اِنْ کِی عَارُوْنَ مِیْنِ اٰتِیَا (۱۳) وَ
 جَاؤْتَکَ (فجر ۲) اور تیرا پروردگار آئیے گا (۱۴) وَلَقَدْ جِئْنَاہُمْ بِکِتَابٍ
 (۱۵) اور ہم ان کے پاس کتاب لیکر آئے ہیں (۱۶) جِئْنَاہُمْ بِکَلِّ
 اَمَقَ شَہِیْدٍ (شاعر ۲) اور ہر جہت میں سے گواہ لے کر آئے ہیں (۱۷)
 جِئْنَاہُمْ بِکَلِّ حَوْلَاہِ شَہِیْدٍ (شاعر ۲) اور ان پر ہم تجھے گواہ لے کر
 آئیے (۱۸) حَلَّی نِظْرَہٗ اِلَآ اِنْ یَا تِیْہِمَا اللّٰہُ (ہجرہ ۲۸) یہ لوگ یہی
 انتظار کرتے ہیں کہ خدا ان کے پاس آجائے (۱۹) حَلَّی نِظْرَہٗ اِلَآ اِنْ یَا تِیْ
 رَکَ (نہام ۲) یہی انتظار کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار آجائے (۲۰) وَجِئَہُ
 یُوشِیْیَ نَاظِرًا اِلَآ اِنْ یَا تِیْہِمَا (قیامت) بہت سے چہرے اس دن تیرے
 مآزہ ہونے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

ان تمام آیات مبارکہ میں بندوں کا خدا کے پاس آنا تفریق سے مذکور
 ہے۔ اب مؤلف ار یہ ہے کہ ان آیات کا منہم کیا ہے۔ خدا کا بندوں
 کے پاس اور بندوں کا خدا کے پاس آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ مگر نقل مکانی

چلتا ہوا دکھائی دیا۔ جس کے آگے لوگ چل سکتے۔ البتہ رسول زمین پر
 چلتے تھے تو خدا نے لوگوں کو آدب سکھایا کہ رسول کے آگے مت چلو۔ پیچھے
 رہو۔ اور اس بات کو یوں کہا کہ اللہ اور رسول کے آگے مت چلو۔ تو
 بینہ یدی اللہ کا مظاہرہ بینہ یدی رسول اللہ میں ہوا۔
 مگر اس طرح ملا کر فرمایا کہ اللہ اور رسول کے آگے مت چلو۔ یعنی منظر کی
 بے ادبی کرنا منظر یعنی خدا کی بے ادبی ہے۔

ان آیات پر خوب غور کیجئے تو آپ کو بھی طرح معلوم ہو جائیگا
 کہ رسول کی حیثیت اپنے ذاتی وجود کے اعتبار سے مقام فنا میں ہے
 اور منظر حق ہونے کے اعتبار سے مقام بقا میں ہے۔ یہ کیفیت ہر
 ظہور حق میں نمودار ہوتی رہی ہے۔ اب حضرت پیاد اللہ کے
 زمانہ ظہور میں یہ کیفیت نسانی اللہ اور بقا باللہ نہایت ہی عظیم
 پیرائے میں ظاہر ہوئی۔ یہاں تک کہ فرماتے ہیں۔ آج خدا کا دن ہے۔ یہیں
 سوائے خدا کے کسی کا ذکر بھی نہیں ہوتا۔ آفتاب الوہیت کی کرنوں نے
 تمام اسما و العقاب کو ہی سوخت کر دیا ہے۔ اور جیسے چودھویں کے
 چاند کی روشنی میں تلے ماند پڑ جاتے ہیں۔ الفاظ بنی رسول اس تخیل عظیم
 میں گھومیں۔ یہی راز تھا جو پیغمبروں نے کہا تھا کہ خود خدا آئیے گا اور
 خدا سے بار بار فرمایا تھا کہ میں آؤں گا اور بندے خدا کے پاس حاضر
 ہو جائیں گے۔

بندوں کا خدا کے پاس آنا

(۱) مَن اٰتٰی اللّٰہُ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (شراعت) جو کوئی تندرست دل لیکر
 خدا کے پاس آئیے گا (۲) حَتّٰی اِذَا جَاہُنَا زُرْعَتُہٗ یٰہٰ نَکَکَ کَبَّہٗ وَہ
 ہمارے پاس آئے۔ (۳) لَقَدْ جِئْتُمُونَا حَمَآ خَلْقْتُمْکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
 رَافَعُ (۴) تم ہمارے پاس آئے ہو جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا۔
 (۵) مَن یَا تِ رَبَّہُ جُہْمًا (طہ ۲) جو اپنے رب کے پاس مجرم بن کر
 آئیے (۶) وَہ یَا تِہُمْ مَّثْمُنًا (طہ ۲) اور جو اس کے پاس مومن بن کر

مقرر ہوتا ہے۔ آیاتِ مذکورہ میں کس قدر وضاحت اور کس قدر صراحت سے بیان فرما دیا ہے کہ قیامت کے دن خدا اپنے بندوں کے پاس پہنچا اور بندے خدا کے پاس آئیے۔ جیسے کلامِ الہی پیغمبر کی زبان سے ہی ظاہر ہوتا ہے یعنی پیغمبر کے ذریعے خدا اپنے بندوں سے باتیں کرتا ہے یونہی پیغمبر کے ذریعے خدا بندوں سے ملتا ہے اور بندے خدا سے ملتے ہیں یہ معیتِ پیغمبر کے وقت نمودار ہوتی رہی اور پیغمبر کا زمانہ ظہور قیامت کا دن تھا۔ مگر ساتھ ہی ہر پیغمبر نے بڑے دور سے بشارت دی تھی کہ بڑی قیامت آنیوالی ہے جس میں خدا اپنے بندوں سے ملے گا۔ اُن سے باتیں کرے گا اور انھیں اپنے پاس بلائے گا۔ اور بندے خدا کے پاس جائیں گے۔ اور اس سے ملاقات کر لیں گے۔ اس بیان کی حقیقت وہی ہے جو ذکرِ کلی ہے کہ پیغمبر یا منظرِ الہی کے ذریعے یہ ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اب وہ قیامت کبریٰ اپنے وقت پر آگئی اور منظرِ ظہور نے حضور پھونک دیا۔ خدا نے الہی بلند کردی۔ اہل بعثتِ جمالی حق دیکھنے لگے اور ہمارے اکھڑنے لگے چکا چوند میں پڑے ہوئے ہیں اور حیرت سے اکھیں مل رہے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں صاف صاف فرمایا تھا کہ بہت سے لوگ اُس دن اپنے رب کا جلوہ دیکھیں گے اور بہت سے اہل حجاب و دیار حق سے محبوب و محروم رہیں گے۔

آیاتِ لقاء

”خدا نے واحد شہد ہے کہ لقاء سے بڑھ کر کوئی بات اور اس سے زیادہ صریح ترکوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے۔“ (ایقان)

(۱) اَلَّذِينَ يَلْقَوْنَ اهْتَمَامًا وَقُوا رَجْعَهُم وَاهْتَمَامًا لِّمَلِئَةِ رَاجِعُونَ (تغویج) جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ وہ اپنے رب کے لئے والے اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ (۲) وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ (بقرہ ۴) اور خدا سے ڈرو اور یقین کر دو کہ تم اس سے ملنے والے ہو (۳)

تَدْخُلُ السَّجَنَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ (انعام ۴) جن لوگوں نے خدا کی ملاقات

ظہر پر خدا بندوں کے پاس آتا ہے تو ظاہر ہے یہ خدا کے لئے جسم و محدودیت کا اثبات ہے۔ اسی طرح بندوں کا خدا کے پاس جانا اگر اس میں ہے کہ بندے کہیں سے ہیں کر کہیں دوسری جگہ جا کر خدا کے پاس پہنچے ہیں تو یہی وہ ختم کا اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔ اگر خدا ہر جگہ موجود اور ہر جگہ حاضر ناظر ہے تو پھر بندوں کا خدا کے پاس جانا کیا بات ہوگی؟ خدا کو کسی دور جگہ وحوش پتھر کے خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام ممالک کا سفر کر کے خدا کے پاس پہنچے تھے اور پھر حضرت موسیٰ کے کھانے پر بار بار لوٹ لوٹ کر خدا کے پاس گئے۔ سو اگر قرآن خدا کو جسم و محدودیت سے قویہ باتیں مٹا رہی ہیں ورنہ بالکل غلط حقیقت میں۔ اور اگر قرآن خدا کو جسم و محدودیت کہتا تو پھر خدا کا بندوں کے پاس آنا یا بندوں کا خدا کے پاس جانا کچھ اور حقیقت رکھتا ہے ہے معقول رنگ میں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ عقل سلیم کے خلاف ہو اور نہ سلتات قرآن کے خلاف ہو۔ اب سمجھو کہ بندوں کا خدا کے پاس جانا یہ ہے کہ انسان کے دل سے پردے ہٹ جائیں اور وہ چشمِ بصیرت سے رحمت یا قبرانی کی حق دیکھ لے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو حضورِ خداوندی میں مشاہدہ کرے۔ یکنیت زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی انسانوں کو سب حالات پیش آتی رہتی ہے۔ لیکن اس حقیقت کا سب سے بڑا اظہار اس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنی عقلی نظر کسی پیغمبر یا منظرِ ظہور کے ذریعے دنیا میں ظاہر فرماتا ہے۔ سب سے بڑی حقیقت کا وقت یہی ہوتا ہے جو ابدی رحمت ساتھ لاتا ہے۔ اور یہی قہر کا بڑا وقت ہوتا ہے کہ تمام قہر اسی سے نمودار ہوتے ہیں۔ جو کوئی منظرِ ظہورِ الہی کے ذریعے چشمِ حق میں سے جلوہ الہی دیکھتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی بعیر اور خوش نصیب نہیں۔ اور جو کوئی اس آفتابِ ظہور کو نہیں دیکھ سکتا وہ ہمیشہ کے لئے مدین حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ منظرِ ظہور ہی وہ بابِ رحمت ہے جس کے ذریعے انسان نعیمِ ابدی اور عرفانِ الہی کی جنت میں داخل ہوتا ہے اور اس سے باہر وہ کہ ہلاکت و ظلمت میں

انکار کر دیا ہے وہ ہر اس خسار سے میں بچ گئے۔ (۴۷) ثَعْلَا تَبَيَّنَا مُوسَى
الْكِتَابَ تَبَا مُعَالَى اِذْ ي اَحْسَنُ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهَدٰى
وَرَحْمَةً لِّعَالَمِهِمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ (انعام ۷۸) پھر ہم نے موسیٰ
کو کتاب دی نیکو کار پر اپنی نعمت پوری کرے کہ اور ہر چیز کی تفصیل اور
ہدایت و رحمت۔ تاکہ وہ لوگ اپنے ہر درگاہ کی ملاقات پر ایمان رکھیں
(۵) اِنَّ الَّذِيْنَ (ایرجون) لَقَاءُوا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
اطْمَأْنَوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيَاتِنَا غٰفِلُوْنَ اُولٰٓئِكَ مَا لَهُمْ
اَلنَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (یونس ۷) جو لوگ ہماری ملاقات کی آرزو
نہیں رکھتے اور غفلت زندگی میں تھیں اور مطمئن ہیں اور جو ہماری آیات سے غافل
ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے ان کا ٹھکانا جگ ہے۔ (۶) يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ
كَانَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُفْتَدِيْنَ (یونس ۸) جس دن
خدا انھیں جمع کرے گا گویا وہ دن کی ایک گھڑی ٹہرے۔ انہیں میں لغات
ماں کرتے ہوئے۔ جن لوگوں نے خدا کی ملاقات کو جھوٹا بتایا
وہ خسار سے میں بچ گئے ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں۔ (۹) وَمَا اَنَا
بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتَّخِذُهُمْ مُّلاَ قُوًّا رَّجِمَهُمْ وَلٰكِنِّيْ اَرٰ نَكَهَ قَوْمًا
يَّجْهَلُوْنَ (ہود ۷) اور نوح نے کہا کہ میں ایمانداروں کو اپنے پاس
ہٹانے والا نہیں۔ وہ تو اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں
تم نادان قوم ہو۔ (۸) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا هٰٓؤُلَآئِكَ لَعَلَّكُمْ يَكْفُرُوْنَ
وَلَا تَتَّبِعُوْنَ (رعد ۷) خدا امر کی تریز آیات کی تفصیل کر رہا ہے
تاکہ تم اپنے رب کی لعاد کا یقین کرو۔ (۹) اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَبِيْلُهُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّجْتَبٰوْنَ صُنْعًا. اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِعَالَمِهِمْ خَبِلَتْ اَعْمَالُهُمْ
خُلُوْا فَمِنْهُمْ يَوْمَ الْفِتْنَةِ وَرِثْنَا (کہت ۷) جن لوگوں کی تمام کوشش
دنیاوی زندگی میں بوجھ ہوئی اور اس خیال میں تھیں کہ ہم تو بہترین ہر بند

اور دستکار ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے پروردگار کی آیات اور اس کی ملاقات
کا انکار کر دیا ہے۔ سو ان کے کام ضائع ہو گئے۔ ہم قیامت کے دن ان
کیلئے کوئی دوزخ قائم نہیں کریں گے۔ (۱۰) وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا
لَوْلَا اَنْزَلْ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰ رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوْا فِى الْفُسْهَمِ
وَعَتُوْا عَتُوًّا كَبِيْرًا (فرقان ۷) اور جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے
انھوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ آتے یا ہم خود اپنے رب کو کیوں
نہیں دیکھ لیتے۔ یہ لوگ اپنے جہی میں بڑے بڑے ہیں اور بڑی سرکشی کر رہے
ہیں (۱۱) مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَانْ اَجَلَ اللّٰهُ (آپ) وہو
الْمَسِيْحُ الْعَلِيْمُ (عنکبوت ۷) جو کوئی تعالیٰ الہی کی آرزو رکھتا ہے تو
خدا کا مقررہ وقت یقیناً آ رہا ہے (۱۲) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ
وَلِقَائِهِ اُولٰٓئِكَ يَتَخَوَّسُوْنَ رَحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.
(عنکبوت ۷) جو لوگ خدا کی آیات اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں
وہ میری رحمت سے ایسے ہونگے کہ انھیں عذاب الیم ہے۔ (۱۳) اِنَّ
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ (روم ۷) (۱۴)
اور اکثر لوگ اپنے رب کی لعاد سے منکر ہیں۔ (۱۵) وَقَالُوا اِذَا
ضُلُّنَا فِى الْاَرْضِ اِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ
لَكٰفِرُوْنَ (التحجہ ۷) اور انھوں نے کہا کہ جب ہم ہستی میں گم
ہو چکے ہیں تو اب کیا ہم نئی پیدائش میں ہو گئے۔ بلکہ یہ لوگ اپنے
رب کی لعاد سے منکر ہیں۔ (۱۵) اِلَّا اَنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ
رَبِّهِمْ اِلَّا اَنَّهُمْ يَخْلُطُوْنَ بَيْنَ شَيْءٍ مِّمَّا يَخْلُطُوْنَ (آم اسجد ۷) خیردار یہ لوگ اپنے
رب کی ملاقات سے شک و شبہ میں ہیں۔ خوب سمجھو کہ خدا تو ہر چیز پر
میں ہے (۱۶) يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اَنْتَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا
فَمُلَاقِيْهِ (الانشقاق) اے انسان! تو اپنے رب کی طرف جانے کی
نہایت جدوجہد کر رہا ہے۔ سو آخر تو اس سے ملاقات کر جا۔
حضرت پیاء اللہ فرماتے ہیں تمام کتب الہی میں وعدہ لعاد

مرکباً تھا اور ہے اور اس نقاد سے مراد حق جل جلالہ کے مشرقی آیات اور مطلع تینیات اور منظر اساتے شمس اور معدہ وصفات علیا کی نقاد ہے حق بذات خود و منہس خود غیب شیخ لائیک ہے پس نقاد سے مراد اس شخص کی نقاد ہے جو بندوں کے درمیان خدا کا قائم مقام ہے۔
(روح ابن زب اردو ص ۱۸)

مشرق حی - مطلع امر مامور بالبناء و المنظر الہی بمقام نبی مرکز لفتاء

ات اقل ما کتب اللہ فدانے سب پہلا کام جو بندوں پر علی العباد عرفان مشرق فرم کر کہے یہی ہے کہ خدا کے مشرق ہی وحیہ و مطلع امرہ الذی اور مطلع امر کو شفا نیت کیا جاتا ہے جو کان مقام نفسه فی عالم الامر عالم ارواق میں منہ کا قائم مقام والمخلق (کتاب اقدس ص ۱۸) ہے۔

لیس لمطلع الا (مشرق بیک) عصمت کبریٰ میں مطلع امر کا کوئی فی العصمة الکبریٰ انشاء شریک نہیں۔ یہ مطلع امر عالم حق لمظهر یفعل ما یشاء فی میں یفعل ما یشاء یعنی خدا کے ملکوت الانشاء۔ (کتاب اقدس ص ۱۸) اختیار مطلق کا منظر ہوتا ہے۔

قل هذا المطلع الوحی و کہہ دے کہ یہ (رباء اللہ) مطلع وحی مشرق الاشراف الذی اور مشرق الاشراف ہے جس سے تمام بہ اشراف الاخاف لو انتم آفاق روشن ہو گئے ہیں۔ کاشش تعلمون (کتاب اقدس ص ۱۸) تحقیق اس حقیقت کا علم ہو۔

ما هذ الناس وخذ ما قوموں کی باتوں کو چھوڑ دے اور

النبی به مطلع وحی ربک (مجموعہ اقدس ص ۱۸) تیرے پروردگار کا مطلع وحی جو کچھ لایا ہے اسے تمام لے۔

یا محمد قبل علی ذکرک (مجموعہ اقدس ص ۱۸) اسے محمد علی! سخن منظم میں منظم ہوتے المظلوم فی التجن الاعظم یاد کر رہا ہے تاکہ وہ تجھے اس مالک لیقربک الی اللہ مولیٰ العالم جہان کے قریب کر دے جو اپنے الذی ظہر بظہر نفسه و منظر نفس اور مشرقی آیات کے ذریعے مشرق آیاتہ ان ربک ظاہر ہوا ہے۔ یقیناً تیرا رب قدرت لہو المقتدر القادر و اقتدار کا مالک ہے۔ (مجموعہ اقدس ص ۱۸)

تالله کنت ناشئاً ایقظتے خدا کی قسم میں سو یا ہوا تھا انتخاب ید ارادة ربکم الرحمن پروردگار رحمن کے ارادے کے ہاتھ وامر فی بالتداع بین الاوفیٰ تجھے بجا دیا۔ اور مجھے آسان وزمین کے والتمنا لیس هذا من درمیان نداء بلند کرنے کا حکم دیا۔ یہ عندی لو انتم تعلمون کاروائی میری طرف سے نہیں ہے۔ کاش اس حقیقت کو مشناخت کرو۔ (مجموعہ اقدس ص ۱۸)

قد اخذ الاختار من کفی فدانے نثار نے میرے ہاتھ سے خرامام الاختیار و اقامتی زمام اختیار لے لی اور جیسے چاہا مجھے کیف شاء و الطقنی کیف برپا کر دیا۔ اور جس طرح چاہا مجھے اطراد الله هو المقتدر علی کلوم کر لیا۔ یقیناً وہ مالک اقتدار ہے ما یشاء یعقلہ کن فیکون اپنے زمان کن فیکون سے جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ (مجموعہ اقدس ص ۱۸)

قل لا یرئ فی الکلمة اکلا کہہ دے کہ اگر اس کا علم میں پہنچے وہاں مکتوما ولا فی الحق الاکمال ہی دکھائی دیتا ہے اور تجھ میں کئی مینی المحلی ولا فی التنزیل الا المثل جلد ہو گئے والا ہی نظر آتے ہیں اور المحمیں علی ما خلق یقول لکن فیکون تنزیل وحی میں نازل کرنے والا ہی کہتا ہے۔ جو اپنے زمان کن فیکون سے بنائی ہوئی تمام (مجموعہ اقدس ص ۱۸)

از حق جلّ جلاله اظهار عنایت و مکرمت بر حسب ظاهر مشاهده نموده اند و این فقره را حمل بر عدم احاطه علیه الهیه کرده اند غافل از آنکه ایسم ستارم بیک استار را دوست نداشته و رحمت سابقه محبات خلق را ندیده ای علی العمری اسم غفارم سبب تعویق عقاب بوده و ایسم و هابم علت تأخیر عذاب تفصیل این ظهور عظم ذکر شده اعلیٰ قدر معلوم ناس اگر در منزل فی البیان درست فکر نمایند برخی از مطامع این کسب مرزوق خواهند شد آنچه تأکیدات که در اقرار عباد از سجده اراده مالک ایجاد در بیان نازل شده نظر بآن بوده که شجره ربانیه و سدره البتیه و قره امین ظهورات صدانیه را ظهور و موجود ملاحظه میبند و الا بکلمه از آنجمله نازل شده تکلم نمیشد مودند در این مقام بیان رحمن را با لفظ استماع نمودی متوهمین بسیارند و هر یک بوی مبتلی شده اند ناس را از موهوم منع نمودیم که بسطاطان شهود تنسک جویند بعضی با دیامات نفسانیه خود تنسک جویند و تشبث نموده اند در تیه و هم سازند و خود را از اهل مکاشفه دانسته اند و در معافه غفلت مایشیند و خود را از فارسان میادین شهود و شهود شده اند لعری انهم من المتوهمین انهم من الهائین انهم من النافلین انهم من الصاغرين و آنچه را که صبیان ادراک نموده اند هنوز بآن نرسیده اند چه که هر صغیری عالم است بر اینست که اگر هر روز ظهوری ظاهر شود او امر الهیه و احکام ربانیه مابین بریه منطل و معنوق و بی نفاذ خواهد ماند بگو ای قوم اگر بوی شمارا از مشرق بدهی منع نمود اقلّا از انصاف تجاوز ننمائید اگر نشی فی اکمله منصف باشد هرگز بکلمه که سبب تفریق ناس و اختلاف اصیاب شود تکلم ننمائید بلکه بهتمام همت و قدرت در ارتقاء اسم عظم سعی بلع و جهد بیع مبذول میدارد لعری هم راقدون لوتر انهم بسینی تعبد هم من المتینین در حین مهاجرت از عراق اکثری از عباد را خراب نمودیم بظاهر و بظاهر چنانچه اگر الواح منزله قرائت شود کل تصدیق مینمایند آنچه را که در این لوح از قلم صادق امین جاری شده قل یا قوم لوتریدون ماء الحمیوان تالندانه قد حسی باسم علی الاشی طوبی للشاربین و لوتریدون الافتداز انّه اشرق من افق تعالیٰ ربکم و رب العالمین لوتریدون الآیات اختلاط الآفاق خافوا ولا یؤمنون من المتوهمین لوتریدون البسینات انها یکینونتها قد ظهرت و اتمت

فصل علی الآم ولكن الناس اكثهم لا يفقهون بگو ای عباد امر الله بالعيب صبيان مشرید و از
 اما له عليه الهية غافل مباشید همچو بجهتیر و لسان صادق و قلب پاک در استقامت تمام و امانت
 و تقدیس بخت و تنزیه بات مابین بریه مشهود باشید و بزرگوشای حق ناطق کبر خدمت محکم ناسید که
 شاید در غرة عین ایام الله بخد متی ف از گردید و مرکب نشود اموریر که فرشتش بر شما و عباد الله وارد شود
 سبب هدایت باشید و لا و فضلا این است نصیح اعظم که از قلم قدم جاری شده چندین سنده عمل بلایا
 و رزایا نمودیم تا آنکه امر الله مابین سواه مرتفع و ظاهر شد حال سبب نصیج آن مشوید و ذیل مقدس را
 بطین ادبام النفس غافله میالانید فوالذی استامنی مقام لمن فی السموات و الارض که آتی ملاحظه خود را
 ننمودیم لم یزل و لا یزال طرف ایمنی باقی امر متوجه نظر بعزت امر ذلت کبری را قبول نمودیم و ما
 اردت نفسی بل النفس الله گوئیم من العارضین و ما اردت امری بل امر الله گوئیم من المصطفین
 و عمری امری و امری امره طوبی للعارضین و لکن از برای حق نفوسی است که ندانند ما سواه را
 طنین ذباب دانند و من فی العالم را معلوم مشاهده نمایند و از شطرت دم و منظر اکبر نظر
 باز ندارند ایشانند اهل بهاء و ساکنین فلک حمراء علیهم ذکر الله و شانه و شان الملأ الاعلی -
 انی سبیل قل علی بعضی از ما بسیار بی انصاف مشاهده میشوند در من کجبتانی مشاهده نمائید و قتی در
 عراق بین پیری حاضر و در امر لقطه اولی روح ماسوئه فنداه شهبانی بر او وارد چنانچه
 لقطه بدجه معروفین داشت و جواب بالمواحب از لسان مظهر احدیه استماع نمود و از جمله
 اعتراضاتیکه بر لقطه اولی نموده آنکه آنحضرت در جمع کتب منزل مروت حی را باوصاف
 لا تحلی و صفت نموده اند و من یکی از نفوس محسوم و بنفس خود عارت و مشاهده مینمایم که
 ابد قابل این اوصاف نبوده و شیتیم - نفس اوصاف سبب ریب و شبهه اوشده و غافل
 از آنکه زارع مقصودش سقایه گندم است و لکن زوان بالشیع سقایه میشود و شیع
 اوصاف لقطه بیان را حجت باطل من آمن و عدّه مسدودات حسن و اشغال او بالشیع
 بماد بیان و اوصاف رحمن فائز شده اند و این مقام باقی تا اقبال باقی و آه باغش مفر

راجح انیت که میفرماید بسا از اعلیٰ شجره اثبات در ظهور میر عظیم از ادنیٰ شجره نفی محسوب میشوند الامر بید الله انه لیهو الحکیم العظیم اوصاف حضرت نظر بان بوده که این نفوس بر حسب ظاهر بکلمه علیٰ فائز شدند و لکن حسیع را تصریحی معلق و منوط باین ظهور عظیم فرموده اند ان رأیت ذکره من قبل لعلک تتجدد من التراجعین الی الله الذی خلق کل شیء با مر من عنده انه ولی المتبیین قل ان النصف یاعبد الله لا تنصف و تفکر فیما نزل فی السببان للتصحیح باهی و مشتائی بین العالمین مخصوص میفرماید سببان و ما نزل فی السببان و حروفات بیان از منظر رحمن محجب نمانید چه که کل سببان و روقه ایست ازان رضوان متقی در امر لفظه اولیٰ هم مستقیم نبوده همیشه مضطرب و متزلزل مشایه میشده عسی الله ان یعرفه مطلع امره و لهیت رب الیه انه علیٰ کل شیء تدبیر مخصوص در بیان بحر وفات حتی خطابات فرموده اند که اگر عارف بان شوند البسته خود را هلاک نمانند که مباد کلمه از مصدر الوهیه نازل شود که راحته عدم رضا در حق ایشان استشام گردد بگو ای حسن تفکر لغت و لغتک سبحه الی المحبوب ببیلا بر او لازم کتاب بدیع که باسم کی از احباب از مطبع بیان رب الارباب نازل شده بسیار ملاحظه نماید لعلکه بتجدد المقصود لثقیف محسوب او عجبست که بحر فی از بیان فائز نشده اند و تفکر در تاکیدات لاثقیفی که از معین تسلیم اعلیٰ جاری شده ننموده اند لعمری لو تفکرون لیعرفون میفرماید اگر نفسی بیک آیه ظاهر شود ابدًا تکذیب او نکنید و اگر ادعا نماید نفسی من غیبه بر بان تعرض ننمائید این بی و مانع و مشهود است چون طلعت احدیه مطلع ظهورات عزه صد انبیا را مشهود ملاحظه معین نمودند و عالم بان بودند که احدی جز آن طلعت قدم قادر بر نداء نخواهد بود لذا کل را ترتیبیت فرمودند که بر این شریعه جمع شوند و بشانی در آیات منزله تاکید ننموده اند که از برای احدی مجال توقف و اعتراض باقی نماند و الا ابدًا با شال این کلمات حکم نمی فرمودند چنانچه حال قلم قدم و اسم عظیم میفرماید اگر نفسی بکل آیات ظاهر شود قبل از اتمام الف سبه کامله که هر سبه آن دوازده ماه بماند فی العنقران و نوزده شهر

ما تقول فی البیان کہ ہر شہرے نوزدہ یوم مذکور است ابدأ تصدیق مناسبت۔ در یکی از الواح
مادل من یذعی امر اقبل اتمام العتبتہ کاملۃ انہ کذاب متفر شغل اللہ ان یؤیدہ علی الرجوع
ان تاب ان ربک لہو التواب وان اضطر علی ما قال یبحث علیہ من لای رحمۃ ان ربک شدید العقاب
چکہ مقرر این نفوس بحقیقت شجرہ ربانیہ راجع و سبب اختلاف و جدال و نزاع و تزلزل قلوب ضعیفہ
و عدم اعتزاز امر ما بین بریہ بودہ و خواہند بود فاشل اللہ ان یغفرہم انہم و یؤیدہم علی ما اراد
ان ربک لہو الغفور الرحیم بگو امر اللہ را لغو مکنید ای صاحبان ذالقتہ بجز عذاب فرات
در امواج ببلع اجاج قانع مشوید در بیانات روحانی تفکر ننمایید و بہر حدید در آن نظر نکنید
کہ شاید برخی از بحر معانی کہ در بیان مستور است فائز شوید و در این مخبر روحانی خود
و عباد را از ہبوب ارباب قیص روحانی محروم ننمایند قسم بسافرج قدم ان الہیاء یوح علیکم
و سبکی لکم و ما اراد لنفسہ شیئاً و قبل صتر من علی الارض کلہا لخالصکم و
سبحانکم و اقبل لکم الی اللہ العزیز الحمید کذلک العتینا علیک
لست ببلغ امر مولک بالحکمتہ و البیان انہ یؤتیک و ائ
لہو المستعان و الہیاء علیک و علی ابنک و
علی الذین یسمعون قولک فی امر ربک
العزیز المتعان

ابونہ سالیانہ چہار روپیہ

بمختار ابونہ داران پیامبر عرض میشود کہ مقبویہ

مخلص مقدس روحانی فی ابونہ سالیانہ پیامبر کہ قبل

سر روپیہ بود حال چہار روپیہ معین شدہ ہست۔

(مدیر)

نطق مبارک

شب محفل عظیم مجلس جمعی در انجمن تیانفیسہای نیویورک بود و خطابہ مبارک از قدمت سلطنت الہیہ و عدم انقطاع فیوضات مخصوصہ ربانیہ کہ ہمیشہ من بود و خواہد بود و در ظل فیوضات رحمانیہ او ہمیشہ نلین مستقیض و موجود و از انوار مظاہر فضل وجودش مستنیر و منور ستہ اللہ تعالیٰ قد خلعت من قبل و لمن تجدد لستہ اللہ مبتدئاً و لا تحویلاً۔ و صورت خطابہ مبارکہ در آن مجلس انیسٹ (۳۴ دسمبر ۱۹۱۱ء)

هو اللہ

نفوسیکہ خبر از عالم حقیقت و متبع در کائنات ندارند اکتساب حقائق نتوانند و تخری حقیقت نمایند آن نفوس نظری سطحی دارند۔ چہل مجتہد و تقلید محض آنچہ از اباہم شنیدہ اند بآن معتقدند ابداً از خود نہ دانش و ہوش دارند و نہ چشم و گوش اعتماد بر حکایات و روایات نمایند و بر حسب افکار اجداد خویش رفتار کنند و ہرچہ گمان نمایند کہ سلطنت الہیہ حادث است چنین اعتقاد دارند کہ این عالم وجودش ہزار سال یا ہشت ہزار سال است و ہمیشہ خدا خلقی و سلطنتی نداشتہ اگر چنین باشد نفوذ باللہ الٰہیت حادث است نہ قدیم و حال آنکہ مادام خدا بود خلق ہم داشتہ مادام نور بود مستنیر ہم بودی زیرا بدون مستنیر نور ظہور ندارد و بدون خلق خالق ثبوت نشود الٰہیت متعلق خلق است۔ رازق باید مرزوق داشتہ باشد۔ تصور الٰہیت بدون مخلوقات و کائنات مثل ایست کہ تصور سلطنتی بدون کشور و لشکر نامسیم۔ پادشاہ لابد کشور دارد و آیا ممکن است شخصی پادشاہ باشد بدون مملکت و رعیت؟ این محتمل است اگر وقتی بودہ کہ نہ لشکری بودہ و نہ کشوری چگونہ میتوان گفت پادشاہی بودہ پس لابد حق خلق داشتہ در این صورت چنانچہ حقیقت الٰہیت اول و آخری ندارد خلق او نیز اول و آخری نداشتہ و نخواہد داشت ہمیشہ خدا خالق و رازق بودہ ہمیشہ می بودہ وقتی نبودہ کہ صفات الٰہیت و ربوبیت مطلق بودہ باشد ابداً تعطیل جائز نہ این خورشید بشمار و حرارتش آفتاب است اگر تصور کنیم کہ وقتی آفتاب شمع و حرارت نداشتہ باشد

باید گوئیم از اصل آفتابی نبونک مادام شعاع و حرارت نداشته شمس نبوده پس طور اگر بگوئیم وقتی خدا مخلوق نداشته مرزوق نداشته باید گوئیم خلائی نبونک و این انکار قدمت دلیل بر حدوث ربوبیت است این واضحست که این کائنات ناشی از این کارخانه قدرت این فضائی غیر مستحای و این اجسام عظیمه شش هفت هزار ساله نیست فیلی قدیمست اما اینکه در تورات ذکرشش هزار سال است این سخن دارد بظاهر نیست زیرا میفرماید خدا در هفت روز آسمان و زمین را خلق نموده بود با آنکه قبل از خلق آسمان و زمین آفتابی نبوده شرق و غربی وجود نداشته چگونه بدون آفتاب روز و تفتی باید پس سخن دیگر دارد مقصد نیست که سلطنت الهیه قدیم است نه حادث همیشه خلق داشته کشور و لشکر داشته و خواهد داشت لهذا فیض الهی و تجلیات او ستم است انقطاعی ندارد چنانچه برای شعاع و حرارت آفتاب انقطاعی نیست همچنین مظهر مقدس الهیه که ملاحظ فیوضات ربانیه اند همیشه بوده هستند و آن مظهر مقدس بحیث چه ظاهر میشود حکمت و تقیید ظهورشان نیست که در عالم انسانی صورت و مثال الهی ظاهر شود زیرا که حقیقت عالم انسانی حادث و صورت است و دارای دو جنبه یکی صورت و مثال الهی است و ثانی جهت جسمانی و جنبه شیطانی چه که غیر از جسم انسان را حقیقتی است که آنرا قالب شالی یا صورت و خلقت ملکی گویند در حینیکه انسان می گوید من دیدم من گفتم آن کسیت می گوید من دیدم واضح است که او غیر از جسم است و تیکه فکری می کند مثل اینست که با خود مشورت مینماید معلوم است حقیقت ثانویه هست که با او مشورت می کند جسم نیست که انسان رای میدهد که این کار را بکنم یا نه مضرش چیست و فوائدش چه چه بسیار میشود که انسان در امری اراده قطعی مینماید و بعد بانگ تامل و فکر از آن امر منصرف میشود پسرا بیجهت اینست که حقیقت مشورت کرده و خلقت مضررت آن امر شده لهذا از آن منصرف گشته از این گذشته در عالم بویا انسان سیری کند و حال آنکه جسم اینجا است اما روح سائر در شرق و غرب دنیا آنکه سیری می کند کسیت حقیقت ثانویه است مخصوص نمره است بمش زیر خاک است ولی روح انسان با او در خواب سوال و جواب مینماید آن کسیت که انسان با او سوال و جواب می کند او حقیقت ثانویه است پس در انسان غیر از جسم حقیقت دیگر است مثلاً بعد ضعیف میشود اما آن حقیقت برعالم است جسم فریه میشود و حقیقت بر حال واحد ماند جسم ناقص شود و حقیقت بر حالت اولیه مشایده شود جسم انسان در خواب مثل مرده است ولی آن حقیقت در بر و حرکت است ادراک دارد گشتگو مینماید و انکشاف امور می کند آن حقیقت قالب شالی است و سیکل ملکی و جسم غفیری کاشف حقائق است و مدرک اشیا و کشف علوم و فنون و صنایع میکند قوه بر تیه و سائر قوی را تیر میس نماید و با شرق و غرب عالم در آن واحد مخاברה می کند واضح است که این جسم و جد نیست اگر جسد بود بالیستی در حیوان هم نموده این

کمالات باشد زیرا حیوان با انسان در سیع قوی مشترک است پس آن قوه متقیّت ثانویّتی است که کاشف حقایق اشیاء است محیط بر کائنات است و اقصیٰ اسرار است مادی ملکوت است در سہر اہل ناسوت آن حقیقت است کہ انسان را از حیوان ممتاز نماید لکن این حقیقت با این عالم الہی و مرتبہ حیوانی است۔ اگر قوہ ملکوتیہ غلبہ نماید متقیّت انسانیہ اشرف مخلوقات شود و دارای صورت و مثال الہی گردد و اگر جہت حیوانیہ غالب آید از حیوان پست تر شود چکہ حالات و شئونات حیوانیہ در انسان ظہور بیش از کمتر و مضرتش شدیدتر است مثل غضب و شہوت و منازعہ لغت۔ جنگ و جدال۔ خد و تزویر حرص و وسع انقراض عالم انسانی و مضائق عالم حیوانی است مثلاً مانند روباه انسان بہ تربیت مکار است در حیوان حرص است در انسان ہم بہت در حیوان قہدی و شہوت است در انسان ہم بہت زیرا حقیقت انسانیہ جامع است لذا انہی در حیوان است ظہورش در انسان شد است و آن مقتضیات عالم طبیعت است و ظلمات نقائص کہ سبب ذلت کبریٰ است و بلایہ عقلی و از جہت دیگر در انسان کالات و فضیلت الہی است کہ سبب سعادت سرمدی است و مایہ عزت ابدی مانند عدل و وفا صدق و صفا حکمت و تقیٰ رحم و مروت محبت و مودت و معرفت کہ سبب این کالات انسان احاطہ بمقتضیات اشیاء نماید و کشف اسرار کند پس حقیقت انسانیہ برین خلقت و نور است و دارای سر صورت صورت ملکوتی صورت انسانی و صورت طبعی۔ صورت طبعی خلقت اندک خلقت است و مایہ رحمت و ذلت و سبب نزاع و جدال و حرب و قتال۔ اما صورت ملکوتی کہ شہادت بہ عالم انسانیست نور علی نور است و وسیلہ حصول سعادت عقلی و مراتب صلح و صلاح و عفو و مظلّمات ہر عقد الہیہ بہت این ظاہر شدند کہ ظلمات عالم حیوانی را با نور صفات ملکوتی زایل فرمایند و نقائص عالم طبیعت را بکالات الہیہ مبدل کنند تا جہت ملکوتی غالب آید و صورت و مثال الہی در عالم انسانی جلوه نماید نورانیت الہی و فضائل رحمانی ظاہر شود پس این مطالب مقدمہ ترقی عالم وجودند و تعلیم عالم انسانی نفوس بشری را از ظلمات خلقت و غفلت و فاقص و زایل عالم طبیعت نجات دہند و بفضائل و فضائل روحانیہ دلالت کنند ماہیہ عالم گردند میوایند انسان شوند۔ درندہ اند فرشتہ گردند عالم متکبران عاقل و فاضل شوند تا انسان زمین آسمانی شود ناسوتی ملکوتی گردد طبع رفیع مقام بلوغ یابد فقیر و ذلیل غنی و عزیز شود خلاصہ اگر ظہور مظاهر مقدسہ بود در صفت حیوان بودند بلکہ پست تر البتہ اگر اطفال بشر تربیت نشوند در مدارس و غل نگردند بدن ترقی باہل و نادان مانند و اگر تامل و حبال بحال طبعی گذارده شود منجل و آہام گردد اثار ابدار بہار نیارد و نوآکہ طبعیہ نہد اما چون در تحت تربیت باغبان در آید از بار و اثمار طبعیہ دہد فیض و برکت قلبی حاصل نماید پس عالم خلقت بمقتضای طبیعت جنگل و خارزار است و مظاهر مقدسہ باغبان الہی و ترقی عالم انسانی کہ تربیت عالم وجود و پرانند

تا اشجار نفوس سرسبز و خرم مانند لطافت و لطافت یابد و انما یطیبہ و یدر سبب زینت حدائق مطابق انسانیکرد و لهذا این فیض الهی و تربیت ربانی ستر است نمی شود که این فیض عظیم منتقل گردد و این مبلوۃ رحمانی تمام شود و شمس حقیقت همیشه در غروب باشد غروب که آن را طلوعی دلی نباشد. همانی که او را حیاتی از عتب نیاید آیا این سزاوار عالم الهی و شمس حقیقت است که در غروب ابدی ماند. و از تربیت عالم وجود ممنوع؛ لا اله الا الله وجود شمس برای افاضه است چگونه غروب دائمی نماید و فیض او انقطاع جوید بیکد فیض او ستر است آفتابش همیشه طالع است و آثارش در تمام وظایفش بدام در مرور است و الطاف و مهربانی در بروز و ظهور لهذا باید همیشه منتظر و امیدوار بود و متوجه ملکوت فیوضات پروردگار که ظهور مظاهر مقلده عالم بشر فیض جلیل اکبر یابد جهان جهان دیگر شود و عالم اسکان مبلطه جنت و بهشت و معوان گردد اما ظهور مظاهر الهیه باید با کمال صورت باشد و با اعظم شئون و کمالات ظاهر شود یعنی با قوتی الهی و نفوذی آسمانی تا امتداد از سایرین باشد و در جمیع صفات و آثار اولی و اقدم مثل اینکه آفتاب از جمیع ستاره امتاز است هر چند در مقام خود که اکسب نجوم نیز روشنند و در لیلی و منشنده آتش را تابش دیگر است و تأثیراتش برتر باید مظهر فیض الهی نیز چنین باشد تا ثابت شود که معتمد الهی است و تربیتی عالم انسانی شمس حقیقت است اعظم تجلی است و ازل مبلوۃ آسمانی تابش و تأثیراتش بنات خود است نه آفتاب از نفوس بشری و الا باید بگوئیم که آتش مأخوذ از سائرین است چگونه میشود شخصی را که دیگران تربیت کنند او مرتبی عالم انسانی شود مظهر فیض الهی باید مستقل باشد مستقل مرتبی باشد نه مربوط کامل باشد نه ناقص غنی از مساواه باشد نه محتاج تربیت الی دنیا خارج جمیع کمالات باشد نه محدود و محصور تا بتواند نوع بشر را تربیت کند ظلمات جهل و نادانی را زایل نماید بقوه الهیه عالم را عالم دیگر نماید مسلط عمومی را تردید کند و مدت عالم انسانی را مرتجع باشد و این مختلف را متحد سازد لهذا امید یگان است که الطاف و مهربانی ربانی ظهوری شدید یابد انوار شمس حقیقت دیده های ما را روشن کند و لها را نورانی نماید ارواح را مستبشر سازد بهم عالمی بخشد و حیات ابدیه دهد تا مستبشری رسته عالم انسانی نازل گردیم من نه ماه است در امریکا در اغلب شهرها در کنس و جمیع علمی صحبت کرده ام نفوس را بوجدت عالم انسانی متذکر نموده مسیح را لعنت و یحیی نوری انسان خوانده ام فی الحقیقه نهایت رعایت را از الهی امریکا دیدم الحق قلب امریکا قلب نجیبه است استعداد هر کمالی دارد و تحریر حقیقت نماید و عال عزم حرکت دارم فردا میروم لذا خدا مافعی می کنم. و از برای شما تا نیت آسمانی طلبیم و عزت ملکوتی و حیات ابدی بخواهم تا بمنتها مقامات عالم انسانی رسید و نهایت ممنونیت را از شما با دارم همچو ثقت شما را فراموش نخواهم کرد بیکد همیشه بدرگاه الهی تضرع و درازی ننایم و شما را توفیق دهی و برکت و فیض آسمانی جویم. انجلی

ماہنامہ

پیارے

نمبر نہم

ستمبر ۱۹۴۲ء

جلد سوم

برادرانِ روحانی :

تحیاتِ محبت - تائیدِ الہی شامل حال ہو
ہزار ہزار شکر کہ خداوند عالم نے ہمیں اپنے امر مبارک سے فائز فرمایا۔ اور
خدمتِ امر کی توفیق عطا فرمائی۔ پیاسہٴ نادبی امر اللہ ہے۔ آپ اُسے شوق اور محبت کے
ہاتھوں میں لیتے ہیں اور چشمِ بصیرت سے پڑھتے ہیں۔

۱۹۴۲ء کا اعانہ اپنے اپنے مقام کے خزانہ دار محفل مقدس روحانی کی خدمت میں پہنچا
دیجئے۔ وہ تمام اعانات جمع کر کے جنابِ آفاقی سہنشاہِ بختیار خزانہ دار محفل مقدس روحانی قلی
کارنر ہاؤس پر ٹیڈی روڈ کمپ کراچی کو ارسال فرمائیگی۔ جہاں محفل نہیں وہاں کے احباب اپنا اپنا
اعانہ براہِ راست اسی پتہ پر کراچی بھیج دیں۔ یاد رہے کہ پیامبر کی سالانہ قیمت اب تین روپیہ کی
جگہ چار روپے ہے۔ لہذا چار روپے کا منی آرڈر بھیجنا چاہئے۔ منی آرڈر کو بن میں تحریر فرمادیجئے کہ پیامبر کی قیمت

پادشاہان زمین

حضرت ولی امر اللہ شوقی ربانی کی کتاب ”آمد لیوم موعود“ سے ترجمہ

جلد کے لئے دیکھو پامبر ماہ اپریل ۱۹۴۲ء

اس کے علاوہ کتاب اقدس میں قسطنطنیہ کے لئے یہ سخت خطاب موجود ہے :-
اے وہ جگہ جو دوسندروں کے کناروں پر واقع ہے ! میں سچ جانتا ہوں کہ ظلم کی کرسی تجھ پر
بھائی گئی ہے اور نفرت و دشمنی کی آگ تیرے سینے میں بھڑک اٹھی ہے۔ اس حد تک کہ ملا اعلیٰ اور
طاہن عرش معلیٰ روئے اور آہ و زاری کرے لگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نادان تجھ میں عقل مند پر حکومت کر
رہا ہے۔ اور تاریکی و دشمنی کے خلاف لاف زنی کر رہی ہے۔ اور تو کھلے غرور سے منحور ہے۔ کیا تجھے تیری
ظاہری شان و شوکت نے مغرور بنا دیا ہے ؟ اس کی قسم جو تمام نوع انسان کا پروردگار ہے وہ دن
دور نہیں جب تیری یہ شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔ اور تیری بیٹیاں اور تیری بواہیں
اور وہ تمام لوگ جو تیرے اندر آباد ہیں آہ و بکا کریں گے۔ اس طرح تجھے عظیم و حکیم خداوند خیر دیتا ہے۔
ناصر الدین شاہ کے متعلق لوح سلطان میں جو عکاسے انھیں بھیجی گئی تھی اور جو حضرت بہاء اللہ کا کسی ایک بادشاہ کے نام
سب سے لمبا مکتوب ہے، فرمایا ہے :-

”اے بادشاہ ! میں بھی خدا تعالیٰ کے معمولی بندوں کی طرح اس کا ایک بندہ تھا اور راحت کے بستر پر
آرام سے سویا ہوا تھا کہ یکایک خدا کی نسیم لکھت مچھڑ ہو کر گزری اور جو کچھ ابتدائے آفرینش سے اب تک
ظہور میں آیا اس کا اس نے مجھے علم دیا۔ یہ بات بری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی غالب بحسبہ کی
طرف سے ہے۔ ابھی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دنیا میں اس کے نام کی شہادی کروں۔ اس حکم کی بجا آوری میں مجھے
وہ مصیبتیں جیلنی پڑیں کہ انھیں دیکھ کر حق مہمہ لوگوں کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ میں نے نہ وہ علوم پڑھے ہیں جو
لوگوں میں مروج ہیں اور نہ میں کبھی کسی مدرسہ میں داخل ہوا۔ جس شہر میں میرا مقام تھا۔ آپ وہاں کے باشندوں
سے دریافت کر لیجئے آپ کو ثابت ہو جائے گا کہ میں ہرگز جھوٹا نہیں ہوں۔ یہ دیرا بدن ایک پتہ ہے جسکو
تیرے ہی پروردگار نے حرکت دی ہے جو سب پر غالب اور ہر طرح قابل توفیق ہے۔ کیا تیرا اور خدا ہواؤں

موجودہ لوگوں کے سامنے ایک پٹا کھینچ کر دکھاتا ہے؟ نہیں اسما و صفات کے مالک کی قسم ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ہر مٹی میں طرت اور جس طرح چاہیں گی اسے آزاد سے پھر لیں۔ قدیم کے سامنے فانی چیز کا وجود نہیں۔ انہی کا حکم آیا جو کسی طرح نکل نہیں سکتا اور انہی نے مجھے جہان والوں میں اپنے ذکر کے ساتھ گویا کیا۔ میں اس کے حکم کے آگے بے اختیار ہوں۔ تیرا پروردگار جو نہایت ہر بان۔ رحم والا ہے انہی کے ارادہ کے ماتحت نے مجھے جدھر چاہا پھر دیا کیسا کیسی شخص کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی طرت سے ایسی باتیں اپنی زبان سے نکالے جن کو سننے ہی خدا کے نام اعلیٰ اور ادنیٰ بند سے اس پر اعتراض کی بوجھاؤ کرے۔ لہٰذا اس کی مزامت کرے؟ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے قلم کو عالمِ قدیم کے اسرارِ تعلیم فرمائے ایسی باتیں بجز اس شخص کے جو خدا سے قادر و مقتدر کی طرت سے متوید ہو اور کوئی اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ ”قلم اعلیٰ“ مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ تو بے خوف و خطر اور بے دھرمک ہو کر اپنی سرگزشت حضرت سلطان سے بیان کر۔ بیشک اس کا دل تیرے پروردگار رحمن کی چمکی میں ہے شاید عدل و انصاف کا آفتاب اس کے مشرقِ دل سے طلوع ہو۔ اس خدا کی طرت سے جو بڑی حکمت والا ہے مجھے ایسا ہی حکم ملا ہے جو کسی کے ہمارے نہیں مل سکتا۔

کہدے کہ اسے پادشاہ! اس غلام کی طرتِ عدل و انصاف کی نظر ڈال۔ پھر ان مصائب کے بارہ میں جو اس پر پڑی ہیں حق فیصلہ کر۔ خدا تعالیٰ نے تجھے مخلوق کے لئے اپنا سایہ رحمت بنایا ہے اور اہل دنیا کے لئے تیری ہستی کو اپنی قدرت کا نشان قرار دیا ہے۔ تو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کر جنہوں نے بغیر کسی کلمی دلیل اور روشن کتاب کے ہم پر ظلم کیا۔ واقعی بات یہ ہے کہ میرے اہل دربار اور علمہ محض اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر یہ غلام خاص تیرے ہی فائدہ کے لئے تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اس کا بجز اس کے اور کوئی مقصد نہیں کہ وہ تجھے لطف و کرم کے قریب پہنچا دے اور عدل کی راہِ راست کی طرت تیرا رُخ پھیر دے اور میرے اس قول کا گواہ تیرا پروردگار ہے۔ اسے پادشاہ! اگر تو قلمِ اعلیٰ کی روانی کی آواز اور بقائے قمری کا نقشہ جو وہ خالقِ زمین و آسمان و موجدِ سما کے ذکر و ثناء میں سدرۃ العقیقی کی شاخوں پر بول رہی ہے سن لے تو یہ آواز جھجکا ایسے اونچے مقام پر پہنچا دے کہ وہاں تیری ہی بود کے سوا تجھے کوئی دوسری چیز نظر نہ آئے اور تو اپنے اس ملک و سلطنت کو ایسا حیرت سمجھنے لگے کہ تجھے اس سے تقلید و نفرت ہو جائے اور اس کو اس کے طلبکاروں کے حوالے کرنے اور تو خود اس آفت کی طرت توجہ کرے جو انوارِ جمال (کبریا) سے روشن ہے اور تو ملک و سلطنت کے بارگراں کو ہرگز نہ اٹھائے مگر صرف اس نیت سے کہ (بندِ علیہ سلطنت) اپنے پروردگار بلند و بڑی کی نصرت کرے۔ اگر تو ایسا کر تجھ کو فرشتوں کی اعلیٰ جماعت تجھ پر رحمت بھیجے گی۔ یہ بلند مقام کیا خوب مقام ہے۔ کاش تو اس سلطنت کی مدد سے جو خدا کی سلطنت کے نام سے موسوم ہے اس مقام تک ترقی کرے اور اس مبارک مرتبہ

تک پہنچ جائے.....

اسے بادشاہِ زمان ! ان آوارہ گان (دشتِ غربت) کی آنکھیں حضرت جن کے مدیائے رحمت کی طرف متوجہ ہیں اور انہی کی طرف ٹھٹھکی لگائے ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ ان رحمتوں کے بعد (ان کے لئے) ایک بہت بڑی رحمت اور ان عظیم سختیوں کے پیچھے (ان کے واسطے) ایک بڑی آسانی حاصل ہو لیکن اس وقت) یہ امید ہے کہ حضرت شہر یار بنفیس نفیس معاملات پر توجہ فرمائیں تاکہ (یہ بات) مایوس دلوں کو امید دلانے کا سبب ہو جائے۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے محض غیر خواہی کی غرض سے ہے اور اس قول کی صداقت پر خدا تعالیٰ گواہ ہے..... کاش تو عجب کو اجازت دیتا کہ میں تیرے حضور وہ چہرہ بھیتا ہے دکھیکر آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا اور ہر ایک انصاف پسند اس بات کا یقین کر لینا کہ بیشک یہ شخص کتاب الہی کا زبردست عالم اسرار ہے..... اگر ٹھٹھکو جاہلوں کی ناانصافی اور عالموں کی چشم پوشی کا خیال نہ ہوتا تو (اس مقام پر) میں ایک ایسی بات کہتا جس کو منکر دل خوش ہو جاتے اور اس بلند ہی کی طرف اڑنے لگتے جس کی ہواؤں چلنے سے یہ آواز سنائی دیتی ہے بیشک اس مسبود کیتا کے سوا کوئی خدا نہیں!

اسے بادشاہ ! میں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ تکفیس اٹھائی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہیں..... کتنی ہی بلائیں نازل ہو چکی ہیں اور کتنی ہی ہونے والی ہیں۔ میں اس غالب فائن کی طرف توجہ کئے جا رہا ہوں اور میرے پیچھے ایک سخت موزی سانپ دوڑا رہا ہے۔ میرے آنسو اس قدر بہہ کر میرا بستر تر ہو گیا۔ لیکن پھر بھی مجھے کچھ غم نہیں۔ خدا کی قسم میرا سر اپنے مولا اور آقا کی محبت میں نیزہ (پر چڑھنے) کا مشتاق ہو رہا ہے۔ میں جب کبھی کسی درخت کے پاس سے ہو کر گذرا ہوں تو اس سے ضرور میرے دل نے یہ بات کہی ہے کہ ”کاش! تو میرے نام سے کاٹا جاتا اور سولی بنایا جاتا۔ پھر میرا جسم اپنے پروردگار کی راہ میں تجھ پر چڑھا جاتا..... خدا کی قسم! اگر دکھ درد کے صدمے مجھے کمزور بنا دیں اور جھوک پیاس کی ٹھٹھفیں مجھ پر پاک کر دیں۔ سخت پتھر میرا بستر بنایا جائے اور بھل کے درندے جانور میرے موٹس اور ہمدم کر دیں تو بھی میں مطلق فریاد اور آہ و زاری نہ کروں گا اور خدا تعالیٰ کی مدد سے جو ازل کا مالک اور قوموں کا پروردگار ہے ویسا ہی صبر کروں گا جیسا کہ دورانِ دلش اور اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہنے والوں نے کیا ہے اور میں ہر حال میں اللہ پاک کا شکر کروں گا۔ میں اس کے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس قید کے وسیلے سے اپنے دیگر بندوں کی گرفتوں اور زنجیروں سے آزاد فرمائے گا اور اپنے پاک بندوں کو اپنی غالب اور نہایت بخشش والی ذات پاک کی طرف خلوص کے ساتھ متوجہ بنالے گا۔ بیشک وہی ہر ایک دعا کرنے والے بندہ کی دعا قبول کرتا ہے اور ہر ایک مناجات کرنے والے کے پاس موجود ہے!

یتیم الاسرار میں حضرت بابؑ نے اپنی طرف سے پادشاہ محمد شاہ کو اس طرح خطاب فرمایا ہے :-
 "اے پادشاہ اسلام! کتاب کی مدد کرنے کے بعد اب تو حق کے ساتھ اس کی نصرت کر جو ہمارے لئے خدا کی
 سب سے بڑی نشانی ہے۔ کیونکہ الحق۔ خدا نے میرے لئے اور ان کے لئے جو میرے اور دیگر دھوکے سے ہیں قیامت
 کے دن اپنی راہ میں ایک بہت بڑا ذمہ دارانہ درجہ مقدر فرمایا ہے۔ اے پادشاہ! میں خدا کی قسم کھاتا ہوں اگر
 تو اس سے جو خدا کی سب سے بڑی نشانی ہے دشمنی کر چکا خدا قیامت کے دن بادشاہوں کے سامنے تجھے دوزخ
 میں ڈال دیگا اور میں سچ سچ کہتا ہوں اس دن سوائے پروردگار بلند و اعلیٰ کے اور کسی کو اپنا نامر و معین نہ پائیگا۔
 اے پادشاہ! اس دن سے پہلے کہ خدا کی نشانی (ذکر اللہ) پروردگار بلند و برتر کی اجازت سے اپنے
 زبردست امر کے ساتھ یکایک اور ہیبت و جلال کے ساتھ آئے تو ارض مقدس (طہران) کو ان لوگوں سے
 پاک کر جنہوں نے کتاب کا انکار کیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں خدا نے میرے لئے یہ فرض قرار دیا ہے کہ تو
 اس کی نشانی اور اس کے امر کے سامنے خاضع ہو اور بھر حق اور خدا کی اجازت کے ساتھ دیگر ممالک کو
 سر کرے۔ کیونکہ خدا نے اپنی رحمت سے تجھے اس دنیا میں بادشاہت عنایت کی اور دوسری دنیا میں تو
 اس کی رضا کی جنت میں رہنے والوں کے ساتھ عرش اقدس کے پاس رہیگا۔ اے پادشاہ! دیکھنا کہیں یہ
 بادشاہت تجھے دھوکا نہ دے کیونکہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ کھنا ہے اور بیشک یہ خدا کی طرف سے ایک
 فرمان کے طور پر لکھا گیا ہے"

علاوہ ازیں حضرت بابؑ اس لوح میں جو آپؑ نے محمد شاہ کے پاس بھیجی تھی فرماتے ہیں :-
 "میں نقطہ اولیٰ ہوں جس سے تمام کائنات پیدا کی گئی ہیں۔ میں وہ اللہ ہوں جس کا نور کبھی ماند نہیں پڑ سکتا
 میں وہ نور الہی ہوں جس کی ضیاء کبھی تدمم نہیں پڑ سکتی۔ بہشت کی تمام چابیاں خدا نے
 پسند فرمائی کہ میرے دہنے ہاتھ میں ہوں اور دوزخ کی تمام چابیاں میرے بائیں ہاتھ میں میں خدا
 کلید اولیٰ کے مضبوط اراکین میں سے ہوں۔ جو کوئی مجھے پہچان لیتا ہے وہ تمام حق و صداقت کو جان لیتا ہے۔
 اور تمام تکلی اور بھلائی حاصل کر لیتا ہے وہ جو ہر جس سے خدا نے مجھے بنایا ہے سنی نہیں ہے جس
 سے دوسروں کو بنایا ہے۔ اس نے مجھ کو وہ چیز عنایت کی ہے جسے دنیا دار ہرگز سمجھ نہیں سکتے۔ نہ مومن اسے
 پا سکتے ہیں

میری جان کی قسم! اگر مجھ پر اس کے امر کے اقرار کرنے کا فرض ملے نہ ہو تا جو خدا کی حجت ہے
 میں تیرے پاس یہ مسلمان نہ کرتا اسی سال (۱۲۵۷ھ) میں نے ایک قاصد اور ایک
 کتاب تیرے پاس بھیجی تاکہ شاید تو اس کے امر کے ساتھ جو خدا کی حجت ہے ایسا برتاؤ کرے جیسا تیری بادشاہت

کے درجہ کے شایان ہے

میں خدا کی صداقت کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر وہ شخص جس نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے یہ جانتا کہ وہ کس کے ساتھ ایسا سلوک کر رہا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی بھر کبھی خوش نہ ہوتا۔ بلکہ میں تجھے اصل حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس کا یہ عمل ایسا ہے گویا اس نے تمام انبیاء۔ اولیاء اور اصفیاء کو قید میں ڈالا ہے۔ حیف ہے اس پر جو بدی کرتا ہے اور سب رک ہے وہ جو نیکی کرتا ہے

میں خدا کی قسم کھاتا ہوں میں تجھ سے رانی کے دانہ کے برابر بھی دنیا کا مال نہیں مانگتا۔ میں خدا کی صداقت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو وہ جانتا جو میں جانتا ہوں تو اس جہاں اور اس جہاں کی بادشاہت کو لات مارتا۔ تاکہ شاید تو حق کی اطاعت کے ذریعہ میری رضا کو حاصل کرے اگر تو انکار کر چکا تو یہ دردگار عالم ایک ایسے شخص کو کھڑا کر چکا جو اس کے امر کو بلند کر چکا اور اسیں شک نہیں کہ خدا کا حکم پورا ہو کر رہے گا۔“

پیارے دوستو! یہ جواہر۔ یہ روح میں اتر جائے والے خدائی کلمات کیسا وسیع نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتے ہیں !

زمین پر خدا کا خلیفہ یا نائب

کیا کیا گزری ہوئی باتیں ہیں یاد دلاتے ہیں ! کیسے بلند و برتر اصول یہ پیش کرتے ہیں ! کیسی خوشگوار امیدیں پیدا کرتے ہیں۔ کیسے یاس آمیز خوف اگساتے ہیں ! یہ مذکورہ بالا باتیں اگرچہ میرے موجودہ موضوع کے لئے نہایت موزوں ہیں مگر بمقابلہ اس مغلوب کردینے والی شان و شکوہ کے جو پورا انص پڑھنے سے ظاہر ہوتی ہے بالکل کم ہیں۔ وہ جو زمین پر خدا کا نائب تھا اس نہایت نازک وقت میں جب اس کا امر اپنی پوری بلندی حاصل کر رہا تھا اُن کو خطاب کرتے ہوئے میں شان و شکوہ بادشاہت اور دنیوی فرائروانی کی طاقت مرکوز تھی بیشک اس وزن اور قوت سے ایک شوشہ بھر بھی کم نہ کر سکتا جس کا ایسے غلام و نادر پیغام کا پیش کرنا مستغنی تھا۔ نہ تو وہ خطرات جو تیزی سے آپ کو گھیر رہے تھے اور نہ ہی وہ خوفناک مستبدانہ طاقت جو اس زمانہ کے شہنشاہان مغرب اور سلاطین مغرب کو حاصل تھی۔ ایڈریانوئل کے جلاوطن اور قیدی کو اپنے دو عالم شہنشاہوں اور اُن کے ہمسفر دوسرے بادشاہوں کو اپنا پیغام پورے زور شور کے ساتھ دینے سے روک سکی۔

باقی پھر

(مترجم عباس علی بٹ)

(۳) وَلَهُدِكُن لِّذَٰلِكَ لَعْنًا اَحَدًا ۚ اِس جیسا کوئی نہیں۔ (اعظمیٰ)

بائبل کہتی ہے

”سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکبر خداوند ہے“ (دست نشانہ)
”میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا خدا نہیں۔ میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی
نہیں۔ (یسایہ ۴۴)

وید کہتا ہے

(۱) وہ ایک ہی پر اتنا ہے“ (یجورہ ۲۲)

(۲) وہ وحدہ لاشریک ہے (یجورہ ۲۵)

(۳) اسے پوجا کے لائق الیٹور آپ کا سودا لٹا دیا ہے۔ کوئی
دوسرا آپ کا شریک نہیں“ (یجورہ ۳۱)

میں منظر افشار نمونہ کے طور پر صرف چند حوالوں پر اکتفا کرتا
ہوں۔ ورنہ ذاتِ باری تعالیٰ کی ہستی۔ قدرت۔ وحدت۔ قدامت۔ علم
و عظمت وغیرہ غرض جملہ صفات کے متعلق تمام کتبِ آسمانی میں بالکل
یکساں بیانات موجود ہیں۔ جن میں ہر موقوف نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ
خود قرآن مجید اس بات کا شاہد ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب توحیدِ قرآنی کو مشرکینِ عرب کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے یہی جواب
دیا کہ ہم تو خود خدا کو ایک جانتے اور مانتے ہیں۔ ہیں اس چیز کی کیا
ضرورت ہے چنانچہ اس امر کی طرف قرآن مجید خود اشارہ کرتا ہے۔
وَمَا تَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْا اِلَیْکَ تِلْکَ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُوْنَ
اَلِی اللّٰہِ تَرْجِعُوْنَ۔ {ہم ان بتوں کی اس لئے تعلیم کرتے
ہیں کہ ہم کو خدا سے قریب کر دیتے ہیں}

سطور مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ خدا نے بزرگ و برتر کی ہستی
اور توحید کا جو عقیدہ عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہے وہ بعینہً روزِ زمین
کے تمام مذاہب میں مانا جاتا ہے۔ پس اگر توحید صرف اسی عقیدہ کا نام
ہے تو اس میں تمام دنیا کے مذاہب برابر کے شریک ہیں۔ پھر ایک کا
دوسرے کو مشرک کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام کا نظریہ توحید صرف یہی نہیں کہ وجود
خداوندی اور اس کے ایک ہونے کو مان لیا جائے بلکہ توحید
در اصل کوئی اور چیز ہے جو اس عقیدہ سے بہت بالاتر ہے۔ پس یہی
لازم ہے کہ خدا کی کتاب میں توحید کا جو اصل منشا پیش کیا گیا ہے
اسے معلوم کریں اور دیکھیں کہ قرآن مجید وہ خدا اور مومن کن لوگوں کو
بناتا ہے اور شرک کس گروہ کو کہتا ہے۔

ابتداء میں جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ پیش کیا گیا ہے اس کے
دو جز ہیں۔ ایک معرفت اور دوسرے توحید۔ اور حدیث شریف میں
معرفت کو توحید پر مقدم کیا گیا ہے۔ پس اگرچہ معرفت و توحید ایک
دوسرے سے الگ نہیں لیکن حدیث کا اشارہ صاف طور پر حقیقت کو
بھی روشن کرتا ہے کہ توحید بغیر معرفت مکن نہیں اور عقیدہ توحید سے پہلے
معرفت الہی حاصل کرنا لازم ہے۔ اور عقیدہ توحید معرفت سے خود بخود
پیدا ہو جاتا ہے اور دین کو ماننے کے لئے معرفت ضروری امر ہے۔ معرفت
خدا کو ایک کہہ لینا دین کے لئے کافی نہیں۔ پس ہمیں مزید یہ ہے کہ وہ
تدبیر تلاش کریں جس کے ذریعہ سے معرفت الہی حاصل ہو۔ کہہ نہ حدیث
کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ معرفت معن توحید یعنی خدا کو واحد سمجھ
لیے کا نام نہیں بلکہ توحید زائد از نامہ جز معرفت ہو سکتی ہے اور
معرفت میں توحید کے علاوہ اور بھی چیزیں شامل ہیں۔ انسانی فوٹوں
کی مناسبت سے کسی چیز کی معرفت کے لئے پہلے اس کو حواسِ ظاہری
کے ذریعہ سے محسوس کیا جاتا ہے۔ پھر عقل و ذہن کے ذریعہ سے سمجھا جاتا
ہے۔ لیکن ذاتِ اعدیت اس طرح کی معرفت سے بالاتر ہے۔ اب تک
کسی انسان نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ خدا کی ہستی کو حواسِ ظاہری سے
اساس کیا جاسکتا ہے۔ اور زبانِ قدرت نے بھی آخری حکم لگا دیا
کہ حواسِ ظاہری کے ذریعہ سے اس ذاتِ اقدس کو محسوس کرنا ممکن
نہیں۔

بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ جنابِ باری ہے:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہدو ان لوگوں سے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھیگا۔

پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر خدا کی دوستی اور محبتِ حاصل ہونا ممکن نہیں اور بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے خدا کی محبت اور اس کو پہچاننے کا دعویٰ لغو اور بے بنیاد ہے۔

ظاہر ہے۔

کبھی ذات سے محبت بغیر معرفت ممکن نہیں۔ پس جب خدا کی محبت کا دعویٰ بغیر اطاعتِ محمدیؐ سے تو دعوائے معرفت بھی بغیر اطاعتِ محمدیؐ غلط ہے۔

پس قانونِ عقل۔ احادیث اور کتابِ الہی یا الفاظِ دیگر عقل و نقل دونوں متفقہ طور پر ثابت کرتے ہیں کہ معرفت اور توحید ہل میں خدا کے منہ پر ظہور۔ نائب اور پیغمبرِ وقت کی شناخت اور اطاعت کا نام ہے اور منہ پر ظہور الہی کی معرفت کے بغیر کوئی شخص یہ کہے کہ میں خدا کی ہستی اور اس کے وجود کا قائل ہوں اور اس کو ایک ماننا ہوں تو یہ دعویٰ اگرچہ اپنی جگہ پر صحیح ہو لیکن مانتے والے کیلئے اس کا کوئی فائدہ و مشرب نہیں ہوتا۔ بلکہ غلطی طور پر ایسی معرفت ناممکن ہے پس ایسا دعویٰ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔

میں چونکہ مضمونِ مختصر سے مختصر اور کم سے کم الفاظ میں ختم کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے حدیث و قرآن سے جو ٹپے جوڑے محوئے حوالوں پر اکتفا کیا ہے در قرآن مجید و احادیثِ معتبرہ میں تو اس مضمون کو متعدد مقامات پر اور مفصل بیان کیا ہی ہے۔ دیگر کتبِ آسمانی بھی اس مسئلہ کے بیانات سے بھری پڑی ہیں جو صاحبانِ مطالعہ و بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔ بلکہ قرآن مجید تو صریحی طور پر یہ

یہ کہتا ہے کہ بغیر معرفت منہ پر ظہور الہی اگر کوئی شخص براہِ راست خدا کی معرفت اور اطاعت کا دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ غرور اور بھجن ہے۔

اور اس کا انجام کفر ہوتا ہے۔ چنانچہ ابلیس اور آدم کی حکایت جو قرآن مجید میں مفصل طور پر اور متفقہ طور پر اور متعدد مقامات پر مذکور ہے ملاحظہ ہو۔ ابلیس خدا کی ہستی کو ماننا تھا۔ خدا کو خالق اور اپنے آپ کو مخلوق کہتا تھا۔ خدا کو رب کہتا تھا اور عبادت گزار بھی اٹلی پائیگا تھا۔ اور کہا تو یہ بھی جاتا ہے کہ معظم الملکوت یعنی فرشتوں کو تعلیم و تربیت کرنے والا تھا لیکن اس نے آدم کی تعظیم کرنے سے انکار کیا تو قدرت

کی طرف سے سوال ہوا کہ یا ابلیس ما منعك ان تعبد لخالقتك
بیدی استکبرت ام کننت من العالین قال انا خیر منہ
خالقتنی من نار وخالقتک من طین ۳ ص ۱۱۱

ترجمہ لے ابلیس میں نے جس کو اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ پیدا کیا اُسے سجدہ کرنے سے مجھے کس نے روکا۔ کیا تو نے غرور کیا یا تو بڑے لوگوں میں سے تھا۔ ابلیس نے کہا کہ میں اس (آدم) سے بہتر ہوں (اے خدا) تو نے مجھے تو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ ابلیس خدا کا عبادت گزار بندہ خدا کی مصعبتِ غایت کا صانع طور پر معرفت لیکن جب اس نے پیغمبرِ وقت یعنی آدم علیہ السلام کے سامنے تسلیمِ خم کرنے سے انکار کیا۔ تو قدرت نے صانع طور پر کہہ دیا کہ:-

”ابی واسئلک رب دکان من الکاذبین الہم البقرہ ۳

ترجمہ۔ اے (ابلیس) نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

پس ظاہر ہے کہ ابلیس کو اقرار و صداقت اور اقرارِ وجود کی چیز نے فائدہ نہ دیا اور تمام عبادت و اطاعت صرف منہ پر ظہور الہی کے انکار کی وجہ سے بیکار ہو گئی اور ابلیس کافر ہو گیا۔

کیا ہے کہ وہ کمزور جس کے پاس کوئی وسیلہ و ذریعہ عزت نہ ہو تو اس کو عزت دے سکتا ہے اور وہ طاقتور اور باعزت جس کے مقابلہ سے سب عاجز ہوں تو اسے بھی ذلیل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تیرے ہاتھ یعنی اختیار و قدرت میں ہیں۔

پہلے معلوم ہوا کہ خدا کا ہاتھ اس کی قدرت کا مد کو کہتے ہیں اور آدم کے لئے جو لفظ "تیدی" استعمال ہوا ہے اس کے معنی ہیں خدا کی دو طاقتیں۔ پس اب معنی یہ ہونے کے قدرت نے ابلیس سے کہا کہ میں نے آدم کو دو قوتیں دے کر پیدا کیا ہے۔ اب دیکھنا کہ آدم کو جو دو قوتیں دی گئی ہیں وہ کون سی قوتیں ہیں۔

آدم کو قدرت نے جو دو قوتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک کا تذکرہ تو صریح اور شرح طور پر موجود ہے اور وہ قوت علم لدنی ہے جس کے مقابلہ میں تمام کائنات کے علوم بے حقیقت ہو گئے۔ اور فرشتے تک بھی عاجز رہ گئے۔ اور اسی علم کے متعلق ارشادِ باری ہے کہ و علمہ ادم (السماء ککھا پ البعہ پے ترجمہ اور آدم کو قدرت نے تمام اسماء تعلیم کئے۔

اور دوسری طاقت روحِ الہی ہے جو تمام چیزوں پر غالب ہے اور جس کے سامنے کائنات کی تمام طاقتیں بیچ و بوج ہیں اور وہ تمام کائنات کو شکست دیکر سبے بالا تر رہتی ہے۔ چنانچہ جناب باری کا ارشاد ہے کہ :-

فَاِذَا مَسَّيْتُكَ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَالَ سَاجِدٌ بَيْنَ يَدَيْ
ترجمہ۔ جب میں اُس آدم کو برابر کر لوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں تو (وہ فرشتہ) تم اُس کے سامنے سجدہ میں جھک جاؤ۔

آئیے سہارہ میں لفظ سویتہ صاف بتا رہا ہے کہ یہ انکی پہلی طاقت یعنی علم لدنی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ تعلیم و تربیت ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی گناہ کرنے والی قوتوں کا زور کم ہو جاتا ہے

اس مقام پر بعض لوگ غائبانہ ایک شبہ وارد کریں اور وہ یہ کہ جس طرح خدا کی معرفت براہِ راست نامکن ہے اور ضروری ہے کہ ہم ظہورِ خداوندی کی معرفت حاصل کریں تب خدا کی معرفت حاصل ہوگی۔ پس اسی طرح مظہرِ ظہورِ الہی کی معرفت بھی تو آسان نہیں۔ اگر کوئی آدمی جھوٹ اور غلط طور پر دنیا میں بڑا بننے کے لئے کہدے کہ میں مظہرِ ظہور اور خدا کا نائب ہوں تو کیا ایسے آدمی کی اطاعت بھی فرض ہے ؟ آدم اور ابلیس کا معاملہ تو ایک مخصوص واقعہ ہے جس میں خود خدا نے ابلیس کو بتا دیا تھا کہ یہ مظہرِ ظہور ہے۔ پس ابلیس پر اطاعت فرض ہوگئی تھی۔ ہمیں تو خدا خود بتائے نہیں آتا۔ ہم پر یہ اطاعت کیونکر فرض ہو سکتی ہے ؟

لیکن اوپر لکھی ہوئی آیت پر ذرا غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بشرِ معصی بے بنیاد ہے اور قدرت نے بندوں کو ناقابلِ برداشت تکلیف نہیں دی۔ اس آیت میں حق کا ارشاد ہے کہ میں نے آدم کو دو ہاتھوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ذاتِ احدیٰ حسم و میانیت سے سبتر ہے۔ پس لفظ "تیدی" یہاں مجازاً کسی دوسرے معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ کلامِ عرب میں بھی اور خود قرآن مجید میں بھی اکثر مقامات پر طاقت و قدرت کے معنی میں استعمال ہوا ہے "بید اللہ فوق اییدھیم (پے الفخ پے) ترجمہ اور اللہ کا ہاتھ ان سب کے ہاتھوں سے بالاتر ہے" مراد مقصد ظاہر ہے کہ اللہ کی قدرت سب سے بڑی ہے۔ اسی طرح :-

"لَوْ اَنَّ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِلُ مِنْ تَشَاءُ مَبْدَلُكَ لِلْخَيْرِ بِرَبِّكَ الْاَمْرَانِ
ترجمہ۔ تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ بہتری تر سے ہی ہاتھ میں ہے۔"

آئیے مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں خدا نے بزرگ و برتری و عظمت قدرت اور طاقت کے زبردست ہونے کو بیان

سجدہ کا حکم نہیں دیکھایا۔ بلکہ قدرت نے بتا دیا کہ ہم نے آدم کو اپنی دلیل باہر اور ثبوت ظاہر دیکھ پیدا کیا ہے اور اس دلیل اور ثبوت کے بعد کسی اور دلیل کی گنجائش نہیں بلکہ اگر ہر بھی کوئی شخص بحث کا دروازہ کھولے اور دوسری دلیلیں طلب کرے تو اس کی وہ بحث کٹھ جتنی اور لغو ہے اور ایسی بحثیں اور شہیم پیدا کرنے والا کا فرما تلے۔ یہاں تک کہ اس روشن دلیل کے بعد اگر نیک نیتی سے بھی اور دلیل طلب کی جائے تب بھی کفر ہی ہے۔ چنانچہ اُمیس کے معاملہ میں بھی ہوا کہ اُمیس نے ان دونوں دلیلوں کے سلوک سے اور قدرت کے الفاظ خلقت بیدی ”سننے کے بعد بھی کہا کہ ابھی میں مطمئن نہیں ہوں“ اور میری کجی میں نہیں آتا کہ آدم مجھ سے بہتر کیوں ہو؟ ”اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ“ میں اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔“

لیکن قدرت کی طرف سے اس دلیل کا جواب نہیں ملا بلکہ صرف کہہ دیا کہ ”خارج منہا فانك رجيم“۔ تو نکل جا۔ تو مردود ہے“ اور ”وكان من الكافرين“ اور وہ منکروں میں سے تھا،

اور یہ معاملہ کچھ آدم اور اُمیس ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام رسولانِ ماسلت کے سوانح حیات ہی بتاتے ہیں کہ ہر رسول کے زمانہ میں اس کی رسالت کی دلیل یہی دو زبردست طاقتیں بتانی گئی ہیں اور اگر کسی نے اس کے علاوہ اور دلیل طلب کی تو اس کا مطالبہ مردود اور وہ منکر و کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ میں یہ نظر اختصار اس وقت دیگر کتب سماوی کے حوالے نظر انداز کرتا ہوں۔ صرف قرآن مجید کا ایک حوالہ نمونہ کے طور پر نقل کرتا ہوں۔

جناب محمد مسلم کو ارشاد باری ہو تا ہے کہ تم اپنے رسالت کی دلیل لوگوں کے سامنے اس طرح پیش کرو کہ :-

اور خیر و نیک کی قوتیں نشو و نما پاتی ہیں اور اخلاقی حسن کی اہمیت پیدا ہوتی ہے اور اس کے اندرونی قوتی میں اعتدال و تسویہ اور برابری پیدا ہوتی ہے۔

دوسری قوت جو زبان قدرت نے آئینہ مندرجہ بالا میں بیان کی ہے وہ روح ہے۔ پس دیکھنا ہے کہ قدرت نے روح کس چیز اور کس قوت اور کس طاقت کا نام رکھا ہے۔

روح کی تشریح و تفصیل کے لئے قدرت کا ارشاد ہے کہ :-

”وَيَسْأَلُكَ عَنِ الرُّوحِ. قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“ پت بنی اسرائیل ۱۷۱

ترجمہ۔ (اے محمد) یہ لوگ تجھ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ پس کہہ دے کہ روح اللہ کے امر میں سے ہے اور تم کو علم نہیں دیا گیا مگر حقوڑا سا“

پس قدرت نے روح کو اپنے امر کا ایک عقدہ بتایا ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ امر اللہ کیا چیز ہے اور قدرت اپنا امر کس چیز کو کہتی ہے۔ ارشاد جناب باری ہے کہ ”اِنَّمَا اَمْرٌ اِذَا ارَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ“

ترجمہ۔ اللہ کا امر یہی ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہتا ہے ہو جا۔ پس وہ خود بخود ہو جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ روح خدا کے اس ارادہ کا نام ہے جو سب کائنات پر غالب ہے اور جو کُن فیکون یعنی ”نا معلوم اور غائب طریقہ پر کام کرنا“ اور جس کے مقابلہ کی کائنات میں کسی کو تاب نہیں۔

پس قدرت نے آدم کو یہ دو قوتیں عطا کیں اور اُمیس کو بتایا کہ دیکھ آدم کے ساتھ میری یہ دونوں زبردست قوتیں موجود ہیں اور خدا کے خلیفہ اور مظہر ظہور الہی کو پہچاننے کے لئے یہی دونوں قوتیں یعنی علم و غلبہ دلیل ہوتی ہیں۔ پس اُمیس کو خواہ مخواہ

رہج دینے والا عذاب ہے۔“

مفسد یہ ہے کہ جب خدا کے رسول نے دنیا میں اگر خدا کے علم کو پیش کیا اور دنیا کے لوگوں نے اپنی عادت کے موافق اس کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس نے جس بات کا دعویٰ کیا تھا وہ کر دکھایا یعنی لوگوں کے منہ کرنے اور روکنے پر بھی اس کے ماننے والے پیدا ہو گئے تو یہ دلیل اس کے خلیفہ اللہ ہونے کے لئے کافی ثبوت ہے اور اگر کوئی شخص اس کے علاوہ اور دلیل طلب کرے تو وہ مباحثہ اور طلب دلیل بے کار ہی نہیں بلکہ باعثِ غضب و عذاب ہے۔

الغرض آدم برسرِ طلب۔ ابلیس باوجود اس کے کہ خدا اور اس کے اوصاف کا قائل اور پوری طرح خائنے والا اور عبادت گزار بندہ ہے۔ لیکن جبروت ایک بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ یعنی خدا میں برگزیدہ اور مقدس ہی کو اپنا نائب بنا کر مہمتا ہے ابلیس اسے تسلیم نہیں کرتا۔ اسی گناہ کی وجہ سے توحید و اطاعت تمام بیکار اور چلے متوحد کے کافر بن گیا۔

پس معلوم ہوا کہ توحید اور خدا کی معرفت بغیر معرفتِ ظہورِ الہی ممکن اور ایسا دعویٰ کفر اور جہالتِ محض ہے۔ اور توحید دراصل معرفتِ منظرِ الہی یعنی اس نفسِ مقدس کی معرفت کا نام ہے جو خدا کی طرف سے ہدایتِ خلق کے لئے مبعوث ہوتا ہے اور جو علم لدنی اور قدرت و قوتِ غلبہ و نفوذ کے ذریعہ سے تمام مخلوق کو اپنے مقابلہ میں اور اپنے ارادہ کے مقابلہ میں عاجز کر کے دنیا میں دینِ الہی بھیلادیتا ہے پس اس کی معرفت خدا کی معرفت ہی اور اس کی تعلیم خدا کی تعلیم ہوتی ہے اور اس کو نہ پہچانا جائے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کے خیالات کی پیروی کرنا خواہ وہ خیالات بظاہر کتنے ہی خوشنما ہوں شرک اور گمراہی ہے۔“

قُلْ لَنْ أَحْتَمِلَ الْإِنْسَانُ الْحِجَّتَ عَلَىٰ أَنْ يَأْتِيَ تَوَابِعُ
هَذَا الْقُرْآنِ (لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا)
(پٹ بن اسرائیل ۲۱)

ترجمہ۔ کہہ دو اسے محمد صلعم کہ اگر تمام بین دانس جمع ہو جائیں اور آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بن کر بھی یہ ارادہ کریں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو یہ ممکن نہیں ہے۔
پس اشارہ خداوندی صاف ہے کہ قرآن مجید جو علم خداوندی کا مجموعہ ہے اور جو دنیا کو محمد صلعم کی معرفت اس لئے دیا گیا ہے۔ کر وہ دنیا سے شرک و کفر کو دفع کرے اور توحید و معرفت کو رواج دے اگر اس قرآن مجید کے علوم یا اس کی قوتِ ہدایت اور تربیتِ خلق کے مقابلہ میں دنیا کی تمام طاقتیں مل کر کوئی دنیاوی علم پیش کریں تو وہ ہرگز اس کے مقابل نہ آسکیگا اور جو ہدایت و تربیت اس قرآن مجید کے ذریعہ سے دنیا میں بھیلانی جاتی ہے۔ اگر کوئی اس کو روک کر اپنے خیالات کو رواج کرنا چاہے تو ہرگز وہ خیالات رائج نہ ہو سکیں گے یعنی اس کتابِ الہی اور اس کے حامل رسولِ عربی کے علم لدنی اور قوتِ غلبہ و قہارت کا مقابلہ کائنات کی سب سے بڑی طاقتیں مل کر بھی نہیں کر سکتیں اور ان دونوں قوتوں کو دیکھ کر اور معلوم کر کے بھی اگر کوئی شخص اس کتاب کو خدا کی کتاب نہ مانے اور اس کے احکام کو قبول نہ کرے تو قدرت نے اس کو لائقِ غضب قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ۔

وَالَّذِينَ يَحْتَابُونَ فِي اللَّهِ مِنْ عَدُوٍّ مَا اسْتَجِيبَ لَهُمْ
وَحَاجَتُهُمْ عَنْهُمْ وَهُمْ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
پٹ الشوریٰ ۲۲

ترجمہ۔ اور جو اللہ کی تعلیم کو قبول کر لیا گیا پھر بھی کوئی محبت کرنے تو اس کی محبت مردود ہے اور اس پر خدا کا غضب ہے۔ اور اس کی سزا

”ظہور اللہ ولساء اللہ“

گذشتہ نمبر سے پوسٹ

دیا ہے۔ اس کلمہ مبارک سے یہ حقیقت واضح اور برہنہ فرمادی کہ خدا کا آنا، خدا کا طلوع ہونا، خدا کا جلوہ گر ہونا پیغمبر و امت کا ظہور ہے۔ یہ کلام الہی کی اصطلاح ہے اور یہی حق ہے۔ کیونکہ خدا نے غیب الغیب آمد و رفت، طلوع و غروب، پوشیدگی و جلوہ گری جیسے حدودی حالات سے بڑا و منزہ ہے۔ ہاں اس کی قدرت و مشیت کا منظر اعلیٰ پیغمبر ہوتا ہے۔ چونکہ پیغمبر میں اپنا کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ نور و ظہور ہوتا ہے وہ خدای کا ہوتا ہے۔ اسے پیغمبر کی آمد، خدا کی آمد، پیغمبر کی لقاء، خدا کی لقاء ہے۔ جیسا کہ اس آیت تورات میں علامۃ اسلام متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اب اب غفلت اور حقائق دین سے بے پروائی کر کے اہل ہتک کے سامنے اپنے تسلیمات کا بھی انکار کیا جا رہا ہے

اسی طرح تائید لقاء میں آیت نمبر ۲۲ وَمَا آتَا بِلَادِ الَّذِينَ آمَنُوا أَفْعَدًّا مِّمَّا قَدْ وُعِدَهُمْ حضرت نوح کا قول ہے ہمیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ان مومنوں کو اپنے پاس سے نہیں دھتکاروں گا یہ تو اپنے رب کے ملنے والے ہیں۔ خدا کے حضور میں پہنچے ہوئے ہیں یہ صاف بیان ہے کہ جو لوگ پیغمبر و امت کی رفاقت میں ہیں وہ خدا کے حضور میں داخل ہیں اور اپنے رب سے مل رہے ہیں۔ انھیں لقاء اللہ حاصل ہو رہی ہے۔

اس مضمون کی تصدیق و تائید میں ہم جناب فاضل ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں:

قرآن مجید سے ثابت ہو چکا ہے کہ خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت سے ہوتی ہے۔ خدا کا فیصلہ رسول کا فیصلہ ہی ہوتا ہے۔ خدا پر ایمان جب ہی ایمان کہلاتا ہے جبکہ رسول پر ایمان ہو۔ خدا کی حکومت کا ظہور رسول کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ خدا کا قرب اُن انسان کو حاصل ہوتا ہے جس قدر انسان رسول کی عادات و صفات عبودیت میں قرب حاصل کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ اصول کی بناء پر خدا کی بعثت انسان کو پیغمبر و امت کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے کیونکہ خدا کو ذات غیب لا یرک ہے۔

یہ بات کہ پیغمبر کے ظہور کو خدا کا ظہور کہا جاتا ہے علامہ سلا تیرسوس برس سے تسلیم کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں رسول کریم کی نسبت فرمایا ہے جِئْتُمْ بِحُجَّتِكُمْ بَعْدَ مَعْذَرَةٍ لَّكُمْ فِي الشَّوْكَ کہ اہل کتاب رسول کریم کے ظہور کی پیشینگوئی تورات میں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ چنانچہ علامۃ اسلام نے حضرت موسیٰ کی کتاب استثناء سے لے کر یہ آیت ہمیشہ ظہور رسول کریم کے بارے میں پیش کی ہے۔ ”خداوند سستی سے آیا۔ شعیب سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے ان پر جلوہ گر ہوا۔“

اس جگہ فاران سے خدا کی جلوہ گری سے مراد ظہور عتدی ہے جسے تمام علامۃ اسلام ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں اور کسی عالم اسلام نے اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ اس آیت میں حضرت موسیٰ کے ظہور اور حضرت عیسیٰ کے ظہور کو بھی جو سینا اور سبیر سے ہوا خدا کا آنا قرار

ہی آیت وَمَا اَنَابُوا لَكَ مِنْ اَمْنُوا اَعْمَدَ مَلَا قُوا رَقْعَدَ
کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

اور نہ میں ایمانداروں کو جنہیں تم حقیر اور ذلیل سمجھتے ہو
تمہاری خاطر تمہارے آنے پر مجلس سے دھٹکار سکتا ہوں
کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے
ہیں۔ خدا کے حضور واصل ہیں۔ ظاہری زینب و زینت
اگر ان میں نہیں تو اس کی انہیں پرواہ بھی نہیں کیا
تم نہیں جانتے کہ

چو بچو گشت مافظ کے شمار د
بیک جو مملکت کا دس و کے را

(لاحظہ ہو تفسیر ثنائی سورہ ہود)

اَعْمَدَ مَلَا قُوا رَقْعَدَ صافات اور صبح ترجمہ یہی ہے کہ وہ اپنے رب
کے ملنے والے ہیں۔ خدا کے حضور واصل ہیں۔

حضرت ذریعہ اپنے مومنین کو رب سے ملنے والے اور خدا کے
حضور واصل "مہر سارے ہیں۔ کیا آیات کا اعلان نہیں کہ پیغمبرِ دت
کی سرفت و لقاء حاصل کرنا خدا کی لقاء حاصل کرنا اور خدا کے حضور واصل
ہونا ہے۔

اسی طرح آیت مُسَلِّمٌ يَلْقَوْنَ اَعْمَدَ مَلَا قُوا رَقْعَدَ میں
بھی یہی مراد ہے کہ بنی اسرائیل میں سے مخلص مومنین پیغمبرِ دت کے
ساتھ رہے ہوئے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ہم خدا کے ملنے والے ہیں
ہیں لقاء الہی حاصل ہے۔

نیز اسی طرح آیت مُسَلِّمٌ يَلْقَوْنَ اَعْمَدَ مَلَا قُوا رَقْعَدَ میں لانا
فعلیم دی جا رہی ہے کہ اظہارِ محمدی میں ایمان و عرفان حاصل کر کے اس
ظہیر کے ذریعہ ہم لوگ خدا کے ملنے والے بن گئے ہو۔ تمہیں لقاء الہی
کا مقام حاصل ہو گیا۔ کیونکہ مَلَا قُوا صِیغۃ اِہِم فاعل ہے جو اپنے اہل

مستی میں حال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "مَلَا قُوا رَقْعَدَ" ملا قوا اللہ
"ملاقوہ" ان سب الفاظ کا مفہوم یہی ہے کہ مومن جو پیغمبرِ دت کی
سرفت و لقاء سے فائدہ ہوتے ہیں خدا کے ملنے والے خدا کے حضور
میں واصل ہیں۔ یہ مرتبہ انہیں موجودہ زندگی میں ابھی حاصل ہے۔
مرے کے بعد کے لئے موقوف نہیں اور جو آیات آئندہ زمانے میں
لقاء الہی کی خبر دیتی ہیں ان میں بھی یہی مدعا ہے کہ جب آئندہ
ظہورِ حق ہوگا اور لوگ ایمان و عرفان سے فائدہ ہونگے تو انہیں بھی
لقاء الہی حاصل ہوگی۔ جیسا کہ پہلے مومنین کو حاصل ہو چکی ہے۔

لقاء الہی کی شرط | خداوند فرماتا ہے لقاء الہی کا مقام حاصل
کرنے کے لئے عملِ صالح اور توحیدِ خالص پر قائم ہونا شرط ہے۔
فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اِحْدًا (سورہ کہف ۱۱۰) (وہ آخری)

جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی آرزو کرتا ہے وہ نیک عمل کرے اور
اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس شرط کے مطابق ہر ظہورِ حق میں مخلص مومنین کو لقاء الہی کا
شراف و امتیاز حاصل ہوتا رہا ہے اور حاصل ہوتا رہے گا۔ جو لوگ بدعملی و بھڑ
ہیں اور غیر اللہ کی محبت۔ غیر اللہ سے خوف۔ غیر اللہ کی بندگی و نکلانی
کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ لقاء الہی کا مقام بلند حاصل
نہیں کر سکتے۔

کیا لقاء اللہ لُبُّ الْوَلَوْتِ حاصل ہوتی ہے؟

فاضلِ علم برآمدی نے آیاتِ لقاء کے معلق جو کچھ اپنی تفسیرِ القرآن
میں لکھا ہے انہیں سے ایک بات ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں کہ اَعْمَدَ مَلَا قُوا
اَعْمَد کا ترجمہ انہوں نے یہ کیا ہے کہ مومن اپنے رب سے ملنے والے
اور خدا کے حضور میں واصل ہیں۔ یہاں تصریح ہے کہ یہ لقاء الہی
مومن کو ہی زندگی میں ملتی ہے۔

۲۲) یٰغٰفِرُونَ اٰھم مَلٰٓئِکَہٗ رَاجِعٌ (سورہ بقرہ رکوع ۳۳)

اس کا ترجمہ مولانا ثناء اللہ نے یوں کیا ہے "جن کو یقین تھا کہ اللہ کی مدد پاؤں گے۔" (تفسیر ثنائی سورہ بقرہ)

نیز اِنْفِ تَفْسِیْرِ الْقُرْآنِ بِحِلَامِ الرَّحْمٰنِ میں لکھتے ہیں مَلٰٓئِکَہٗ اللہ اِی مَلٰٓئِکَہٗ رَاجِعٌ (بقرہ رکوع ۳۳) یہاں بھی لقاء اللہ کے معنی اللہ کی مدد پاؤں گے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی مدد پانا جس کا پہلا ذکر ہے مرنے کے بعد نہیں بلکہ اسی دنیا کی زندگی میں ہوتا ہے پس مولانا کی تسلیم کے مطابق لقاء اللہ اسی دنیا میں ہوتی نہ مرنے کے بعد یہ باتیں خود تسلیم کرنے اور کھٹنے کے باوجود پھر مولانا ثناء اللہ صاحب اہل جہاد کے مقابلہ پر کر اپنے مسلمات کے خلاف تجویز فرماتے ہیں کہ

"پس ان آیات اور احادیث میں لقاء اللہ سے مراد

اللہ کی لقاء ہے جو بعد موت ہر مومن کو حاصل ہوتی ہے

اور ہوتی ہے جی " (اخبار المحدثہ ص ۱۰۷)

ان آیات لقاء میں کہاں لکھا ہے کہ یہ لقاء موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور جبکہ آیات میں یہ نہیں ہے تو پھر بلا دلیل بات کیوں تسلیم کی جائے؟ چونکہ ان آیات لقاء میں کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ یہ لقاء موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ خود فاضل مدبر الہدیت نے بھی اس کی شہادت یوں دیدی ہے کہ اس مضمون الہدیت میں ایک آیت سے بھی نہیں دکھایا کہ یہ لقاء بعد موت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے لئے ایک روایت کا سہارا لیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی طاعات پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے؟

اس روایت میں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جس لقاء کا ذکر ہے وہ مرنے کے بعد مومن کو حاصل ہوتی ہے۔ پھر کوئی ثبوت ہوا کہ قرآن مجید میں جو وعدہ لقاء ہے وہ مرنے کے بعد کے لئے ہے۔ مولانا مدبر الہدیت نے مشکوٰۃ سے ایک روایت نقل فرمائی

مگر اسی مشکوٰۃ کی ان احادیث مروجہ کو نظر انداز کر دیا جن میں صاف صاف لکھا ہے کہ "تم اپنے رب کو عبادت کرو گے۔" "لوگ خدا کا چہرہ دکھیں گے" خدا بے حجاب اور بلا ترجمان ہندوں سے باتیں کر چکا ہے۔ خدا مومن کو اپنے پاس کر کے اپنا کندھا اس سے ملا چکا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم خدا کی قسم کہ میں کہ تم خدا کو ایسا صاف بے روک ٹوک دکھو گے جیسے غر شید اور بدھ کاں کو دیکھتے ہو" اور حضور اکرم نے اس پر یہ آیت بھی تلاوت فرمائی جس کا یوشیٹا ناظرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ "یعنی اُس دن ترمنازہ چہرے اپنے رب کو دیکھتے ہو گے" (لاحظہ فرمائے مشکوٰۃ باب رویت اللہ اور الیٰ حبیبہ والقصاص والمیزان)

نیز اسی مشکوٰۃ کے باب رویت اللہ میں لکھا ہے مالک ابن انس سے آیت الٰہی ربہا ناظرۃ کے متعلق پوچھا گیا اور کہا کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ الٰہی ربہا ناظرۃ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہو گے۔ یعنی الٰہی ثوابہ خدا کی جزا کی طرف دیکھتے ہو گے۔ مالک نے فرمایا بھوت کہتے ہیں۔ وہ آیت کَلَّا اَعْمَدُ عَنْ رَہْمٰہٗ یَوْمَئِذٍ لِّمُحِبِّیْنَ کو کیا کر رہے؟ مالک نے کہا کہ لوگ قیامت کے دن اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور کہا کہ اگر مومن قیامت کے دن اپنے رب کو نہ دیکھیں تو خدا نے کفار کو محبوبیت سے کیوں شرم دلائی ہے کہ وہ کفار خدا سے دن محبوب ہوں گے؟

کیا مولانا ثناء اللہ صاحب قیامت کے دن دیدار الٰہی اور لقاء الٰہی کا انکار کرتے ہیں؟ اور جب انکار نہیں کرتے تو یہ کہاں قرآن مجید میں جس لقاء الٰہی کا وعدہ دیا گیا ہے وہ لقاء موت کے وقت حاصل ہوتی ہے مہماتنگ صحیح ہے اور کیا یہ قیامت کے وعدہ لقاء کی تردید ہے۔ اور اگر مولانا صرف بحث کی خاطر اسی باتیں لکھتے ہیں تو تعجب ہے۔ علم کا ثمرہ حقیقی عباد الٰہی سے غافل ہونا ہے۔ یہ نعمت ہر تقلید سے آگاہ ہر مومن کو حاصل ہوتی ہے۔

پہنمبروں کی عجیب آزمائش

پروفیسر شیر ازی مرحوم جن کا نام میرزا محمد رضا تھا۔ اذین کی داکھی یادگار کراچی اور حیدرآباد سندھ میں موجود ہے۔ برہی ہمیری روحانیت اور لطیف قلب کے مالک تھے اور بلند روحانی معنوں کو بہت دلچسپ بنا کر بیان کیا کرتے تھے۔ میری ہدایت کا ذریعہ بھی وہی ہوئے۔ اپنے صغور سے کچھ جینے پہلے یہ معنوں انھوں نے ہند اور برہم کے پانچویں سالانہ کنونشن میں بیان کیا تھا جو کنونشن نمبر کوکب ہند جلد دوم میں چھپا تھا۔ امید ہے ناظرین کے لئے دلچسپی کا باعث اور مرحوم کے جانتے والوں کے لئے یاد تازہ کر کے کا ذریعہ ہوگا۔ (حشت اللہ)

چلو۔ جاؤ۔ تم جھوٹے ہو۔ جو ہم سے ایک دل اٹھنے گئے ہو۔ یہ تمام تعجب خیز جھوٹی باتوں سے جو آج تک ہم نے سنی ہیں زیادہ جھوٹی ہے۔ کیونکہ آج تک کون ہے جو آدمی کا دل اٹھنے آیا ہو ہمارا خدا محبت والا ہے۔ وہ خود غور نہیں ہے جو اسے آدمی کا دل ورکا رہو۔

پس امتیوں نے اپنے پہنبر کو مار کر نکال باہر کیا۔ انہی پہنبر کو جن کے نام سے لوگ گرجوں، مسجدوں اور مندروں میں جمع ہو کر دعا کیا کرتے تھے۔ اور یہ پہنبر روتے پھرتے اپنی اُمت کا گلہ لے کر خدا کی طرف لوٹ گئے۔

مذہب کی تاریخ اٹھا کر دیکھو۔ کیا دیکھتے ہو؟

جب کبھی دین محض تقلید بن جاتا ہے اور اُن کی تمام گرمی اور جان گل جاتی ہے تو خدا اپنے پہنبروں کو دنیا میں اُتار تا ہے جو خدا کے اور پہلے پہنبروں کی تشریف کرتے ہوئے آئے ہیں۔ اور لوگوں کو تاکید کرتے ہیں کہ خدا کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ صرف اُن کی پیروی کریں۔ لوگ ان کو صرف تھوڑے سے طرز بیان کے فرق کی وجہ سے نہیں پہچان سکتے۔ اُن کو سناتے ہیں۔ اُن کا مذاق اڑاتے اور ان کو مارتے پیٹتے ہیں۔

ایک دن خدا نے اپنے تمام پہنبروں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا۔ تم نے دنیا میں کیا کیا؟ ہر پہنبر نے بیان کیا کہ اتنے اتنے لوگ آپ کی عبادت ان طریقوں پر کر رہے ہیں جو ہم نے اُن کو بتائے ہیں۔ اتنے اتنے عبادت خانے جاری یادگار میں بنائے گئے ہیں۔ ایسی ایسی عظیم الشان کتابیں ہماری تائید میں لکھی گئی ہیں۔ اور ہم میں سے ہر پہنبر کے اتنے والے ایسے ایسے نیک کام اور ثواب کی باتیں کر رہے ہیں۔

خدا نے کہا مجھے تمہاری رپورٹ سے اطمینان نہیں ہوا۔ میں خود چل کر تمہارے اتنے والوں کا معائنہ کرونگا۔ جماعتوں کا معائنہ کرنے کے بعد خدا نے ہر پہنبر کو اُس کی اُمت کی طرف بھیجا اور کہا

ہلو۔ میرے لئے ایک انسان کا دل لے کر آؤ۔

اُن سے کہنا۔ خدا بیمار ہے اور تمہارا ماندہ جو رہا ہے اس کے علاج کے لئے ایک انسان کے دل کی ضرورت ہے۔

تمام پہنبر اپنی اپنی اُمت کی طرف یہ خدا کا پیغام لے کر گئے لیکن امتیوں نے کہا۔

”بہائی کون ہے؟“

اس سوال کا جواب پچھلے جہیز کے پیامبر میں درج ہے۔

معنوں کا سلسلہ تازہ کرنے کے لئے وہ عقیدہ نقل کرتا ہوں۔

”درحقیقت بہائی وہی ہے جو حضرت بہاء اللہ کی بعثت کو بھی تسلیم کرتا ہے اور جو دستور العمل حضرت بہاء اللہ نے دیا ہے اُس پر بھی عامل ہے۔ مگر بعض لوگ حضرت بہاء اللہ کی اہمیت کو اُن کی تعلیمات کی اہمیت اور اُن کے مفید مطلب ہونے کے احساس کے بعد محسوس کر گئے۔ اور بعض لوگ پہلے حضرت بہاء اللہ کی ذاتی عظمت سے آگاہ ہو گئے اس کے بعد اُن کی تعلیمات کی بلندی سے۔“

سب سے پہلی حالت تینوں صورتوں میں اہل مقصد اور نازل مقصود ہے اور بعد کی دونوں مذکورہ حالتوں میں اس شخص کے پڑاؤ پر پہنچنے سے پہلے کے حال کی تصدیق ہے۔ ایک شمس مشہور ہے الطارق الی اللہ بعدد انفس الخلائق۔ مذکورہ بالا دونوں قسمیں ان عام مختلف راستوں کے یکجا ریلان کا اجمالی بیان ہے۔

جو لوگ اہل تہاد کے طرز بیان یا اصطلاحات کو واقف نہیں یا اپنے طرز بیان کے ایسے معتقد ہیں کہ اس کے خلاف کسی طرز بیان کو ٹھنڈے دل سے سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں وہ مذکورہ بالا تعریف کو پڑھ کر تعجب اور حیرت کا اظہار کرتے ہیں اور بعض تو یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں تو پھر کہے کہا جاسکتا ہے کہ یہ شخص بہائی نہیں ہے۔

جب تک ہمارے اس سوال کا جواب نہ دیا جائے ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس جدید اور عجیب تعریف میں کوئی مفید بات بھی مضمر ہے یا نہیں۔

خدا انسان کا دل اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اپنے ہی کاموں کے لئے علیحدہ کرنا چاہتا ہے مگر لوگ اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور گمراہ ہوتے ہیں۔

دنیا کی تاریخ میں پھر ایک مرتبہ بیابان سے ایک آواز نکلی ہے اور لوگوں کو خدا کی طرف بلائے ہوئے سب کچھ چھوڑنے کی تاکید کرتی ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اب کی مرتبہ میں ہزار مرد عورت اور بچے اپنا سب کچھ قربان کرنے ہوئے اس آواز کی طرف دوڑ پڑے لیکن یہ کافی نہیں ہے۔

یہی آواز دوسرے صدیوں سے پھیلنے لگی جب تک کہ ایک دل بھی پیش کرنے سے ڈکا رہ گیا۔ اور جب تک کہ سب مل کر اس نذر کو پیش کر گئے۔ کیونکہ

کج خدا کو ساری دنیا کے دل کی مزدورت ہے۔

آج دنیا کو لڑائی، جھگڑا، خونریزی ترک کر دینی چاہئے۔ دیسی، جسنی اور پولیس اختلافات چھوڑ دیے جائیں۔ ساشرائی، نکلی اور دم و دواج کے جھگڑے بند کر دیئے جائیں۔ رعنائی اور عمومی طریقوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہی حضرت بہاء اللہ کا پیغام ہے اور جو کوئی اس مقصد کے لئے کوشش کرتا ہے وہ بہائی ہے۔ خواہ وہ تسلیم کرے یا نہ کرے کہ وہ بہائی ہے۔

زبانی نیاز مندی کا زمانہ ختم ہوا۔ اور اب وہ کبھی نہ لوٹے گا اب غلوں کا عصر شروع ہو گیا ہے۔ (تام شد)

ہو فیر شیرازی - روح نے اپنے لکچر کے اخیر میں کہا ہے۔

”جو کوئی اس مقصد کے لئے کوشش کرتا ہے وہ بہائی ہے۔ خواہ

وہ تسلیم کرے یا نہ کرے کہ وہ بہائی ہے۔“

جس لئے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

لیکن اگر اس کا قدم رحمتِ تہنری کی طرتِ مائل ہے اور وہ پیچھے لوٹ رہا ہے تو غیر سبائی کہنا صحیح ہوگا۔ اور اس میں تذکرہ اور تنبیہ کا مفید پہلو بھی شامل ہوگا۔

مثلاً جو درخت نشو و نما کی طرتِ مائل ہو اور پڑھ رہا ہو وہ خواہ کتنا بھی شکستہ حال ہو۔ زندہ ہے۔

برعکس اس کے جس درخت کی جڑ ٹکٹھٹی ہو۔ اور وہ تنزل کی طرتِ مائل ہو۔ وہ خواہ کتنا بھی سرسبز ہو، اس کے شلخ پتے پھول اور پھل موجودہ حالت میں کتنے ہی اچھے ہوں لیکن چونکہ جڑ ٹکٹھٹی ہے موت کے منہ میں ہے۔ اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا وہ ہمدیات اور زندگی پالنے میں ہے۔

میں نے اپنے خیال بڑی صفائی کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دیے۔ حل جزاء الاحسان آلاء الاحسان۔ کیا آپ اپنے شکوکِ شبہات یا امراضِ پیامبر کے پتے سے مجھے لکھ کر سناؤ نہ پہچانیں گے؟ (راستم مٹ ع)

انہیں حیات

جناب ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ غفری نے کتاب انہیں حیاتِ تابعیہ فرا کر اہل وطن پر ایک احسان کیا ہے۔ انہیں حیات میں طبی معنوی اخلاقی صفائیں درج ہیں۔ ۵۰ بہترین نئے جو مختلف امراض میں نہایت کارآمد ہیں۔ ۲۵ مفید دستکاریاں۔ اخلاقی تعلیم کا اہم ترین ٹکصد۔ یہ سب چیزیں نہایت قابلِ قدر ہیں۔ ۶۰ صفحات حجم۔ سائز ۲۰×۳۰ قیمت اپنی آنے۔ جناب مصنف کو طلب فرمائیے پتہ۔ جناب ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ غفری۔ ایوانِ اخلاقی کھارپور

جیسے سبائی تین قسم کے ہیں۔ ایسے ہی غیر سبائی بھی تین طرح کے ہیں۔

(۱) وہ جو نہ تو حضرت بہاء اللہ کے دعاوی کو سمجھتا ہے نہ ان کی ماموریت تسلیم کرتے ہیں اور نہ ان کے دیئے ہوئے دستور العمل کو قبول کرتے ہیں۔

(۲) وہ جو ان کی منہریت و ماموریت پر تو ایمان رکھتے ہیں مگر ان کے عطا کئے ہوئے دستور العمل پر پلے سے کوتاہی یا پہلو تہی کرتے ہیں۔

(۳) وہ جو حضرت بہاء اللہ کی منہریت کے قطعی متکد ہیں۔ مگر ان کے دیئے ہوئے دستور العمل پر عامل اور اس کے مذاخ ہیں۔

جب آپ اس تعریف کا مقابلہ پہلی (سبائی کون ہے؟) کی تعریف سے کریں گے تو نمبر ۲۔ اور نمبر ۳۔ دونوں میں ملیں گے۔ میرٹ نمبر ایک دونوں میں الگ ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔

صحیح معنوں میں سبائی وہی ہے جو نہ صرف حضرت بہاء اللہ کے اصلی مقام، ان کے دعاوی اور ان کے دستور العمل کو تسلیم کرتا ہو بلکہ جہانگیر اس کے لئے ممکن ہے اور اس سے ہو سکتا ہے غل کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔ خواہ حشر کچھ ہی ہو۔

اس کے بعد یہ سوال کرنا بجا ہوگا کہ میں نے نمبر ۲۔ اور نمبر ۳۔ کو دونوں تعریفوں میں کیوں داخل کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ تاثیر رفتہ رفتہ واقع ہوتا ہے اور اس درمیانی حالت میں درجائنِ طبع کے لحاظ سے تعین کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص آہستہ آہستہ درجہ اول کی طرتِ قدم بڑھا رہا ہے تو رغبت اور تشوین کے پیمانے سے اسے سبائی کہنا صحیح ہے۔

امرِ سبائی اور اسلام

بعد میں آنیوالے پیغمبروں کی افضلیت ماننے سے فطرتاً عاجز و ناتواں
قامر ہیں۔ اس مسئلہ کا لکیر اصول سے آپ کیسے مستثنیٰ
ہو سکتے ہیں؟

حضرت سیّد الفیہ کی ظاہری قید و بند کا ذکر کرنے کے بعد
پیغمبروں کی کامیابی اور ناکامی کی حقیقت کے متعلق سوال کیا ہے
اس کا جواب میں نے کوکب ہند جلد دہم کے صفحہ ۱۹۲
(دُنوی طاقتوں کی مغلوبیت اور دہائی برحق کی فتح کس طرح واقع
ہوتی ہے) میں دیا ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب المحدث اپنے
اخبار میں درج کرنا چاہیں تو میں مجیدوں۔ میرے مضمون کا
طور پر مختصر ہوتے ہیں۔ زیادہ جگہ نہیں گھیرتے۔

جناب ایڈیٹر صاحب المحدث کے خیال میں ہمارے (ایک
بڑی غلطی یہ ہے کہ آنحضرتؐ اور حضرت بہاء اللہ کے دعووں میں
فرق نہیں جانتے۔)

میرے خیال میں حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کو جاننے والے
غلطی پر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ کلا فرق بین احدین و رسولہ کے
موضوع کو خوب سمجھتے ہیں اور تامل الزیل فضائل بعضہ علی بعضہ
کے معنی بھی صحیح طور پر سمجھتے ہوئے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں اور تاریخ اور
اس کی گواہی کے ہر پیغمبر اپنا درجہ اور مقام ایک نئے رنگ اور پہلو
میں پیش کرتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی نظر میں حضرت موسیٰ کا مقام
اور تھا۔ عیسائیوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کا مقام اور تھا۔ مسلمانوں کی

سببیت اور اسلام کے عنوان سے المحدث مورخہ ۲۴
جولائی میں چھ مضمون چھاپے وہ میں نے دیکھا۔ ہمارا جولائی کے
صفحہ ۱۲ کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ مضمون جو ایڈیٹر صاحب پایا سہری
سمجھا گیا ہے وہ جھوٹ کا مضمون ہے۔

اصل یہ لکچر میں نے اپنی سالانہ کنونشن کے جلسہ سبائی
میں دیا تھا۔ اور کوکب ہند جلد دوم کے کنونشن نمبر ۹ جولائی ۱۹۲۵ء
کے صفحہ ۱۵-۲۲ پر [امرِ سبائی اور اسلام پر تقریر] کے عنوان سے
چھاپا ہے اور اب دوبارہ مضمون کی صورت میں چھپا۔ پس یہ کوئی
نئی حجت نہیں ہے۔

چونکہ جناب ایڈیٹر صاحب المحدث نے تنقید کے ساتھ
کچھ سوال شائع کر کے جواب مانگے ہیں۔ اور اس کا طم المحدث کے
پڑھے والوں کو ہو چکا ہے اس لئے وہ بھی جواب معلوم کرے گا
ایسے ہی مشتاق ہونگے بیسے جناب ایڈیٹر صاحب۔ لہذا امید ہے
میرا یہ منقہ جواب ناظرین المحدث تک پہنچا دیا جائے گا۔

آپ کا دعویٰ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ سید الانبیاء
ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سے نمایاں طور پر افضل ہیں۔ یہ
دعویٰ میں تسلیم ہے۔ لیکن کیا آپ کی ہر دلیل اور جرآن کے اوجہ
کوئی بھی یہودی حضرت موسیٰ سے اور کوئی بھی عیسائی حضرت عیسیٰ کو
آنحضرتؐ کو افضل مانتا ہے؟ اگر نہیں مانتا تو آپ کی دلیل اور برہان
کا نقص ہے۔ یا تو ایک مسئلہ اصول ہے کہ پہلے پیغمبروں کے ماننے والے

شائع فرمادیجئے جن سے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ فرما ثابت ہوتا ہے ؟ حضرت بہاء اللہ کی کتاب کو دنیا بے مثل بتاتی ہے اور محض اس وجہ سے نہیں کہ میں بہائی ہوں بلکہ قوی دلائل سے اسے بے مثل مانتا ہوں۔ مگر واقعی اس مسئلے کو ایسا صاف کرنا منظور ہے کہ اجمہدیش کے ماعزین بھی سمجھنے سمجھانے میں شریک ہو سکیں تو میرا موجودہ مضمون بالکم و کاست چھاپ دیجئے۔ اور قرآن مجید کی برویت گذشتہ آسمانی کتابوں پر ثابت کیجئے اور دیکھئے کہ میں اس دلیل سے زیادہ مضبوط دلیل حضرت بہاء اللہ کی کتاب کی اخلاصیت کی پیش کرتا ہوں یا نہیں۔

تتقدیدی مضمون کے اصلی مطالبات کو لے کر میں نے ہر ایک کا مختصر جواب دیا ہے۔ فردعی مطالبات کو اخفاص کی خاطر نظر انداز کر دیا۔ یاد زندہ صحبت باقی
راستم مشقت عبدالبہاء۔ ۳۵ رجوبلائی ۱۳۳۲ھ

بہائی سمر سکول دہلی میں

بہائی سمر سکول کا اجتماع اس لئے ہوتا ہے کہ امر اللہ کے متعلق مزید علم و عرفان حاصل کیا جائے۔ امریکہ اور ایران وغیرہ ملک میں سمر سکول کے لئے باقاعدہ مقامات اور سامان فراہم ہیں۔ چند سال سے ہندوستان میں بھی بہائی سمر سکول شروع کیا گیا ہے۔ مختلف اطراف و اعجاب شریک ہوتے ہیں۔ باقاعدہ مجلسیں ہوتی ہیں مشابہات اور تلاوت آیات ہوتی ہے۔ کتب امری کا مطالعہ اور عقود معنائیں پر کچھ اور سوال و جواب ہوتے ہیں۔ ایک ہفتہ علمی و روحانی فضا میں صرف ہوتا ہے۔

امسال ۵ اراکتوبر سے ۲۲ اراکتوبر تک سمر سکول دہلی میں منعقد ہوگا

تقریباً حضرت محمد رسول اللہ کا مقام اور مقام اور بہائیوں کی نظر میں حضرت بہاء اللہ کا مقام اور ہے۔ جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے وہ شکر ہیں کہ حضرت بہاء اللہ اپنے مقام کی تعریف انہی الفاظ والفاظ سے کریں جن سے حضرت رسول اللہ نے کی۔ یہ توقع غلط ہے حضرت بہاء اللہ کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ وہ ہمدی موعود ہیں یہ دعویٰ حضرت باب (میرزا علی محمد شیرازی) کا تھا۔ (میرزا حسین علی نوری) حضرت بہاء اللہ کا مقام اور لقب عیسائی اصطلاح میں نزول ثانی مسیح اور رب الجنود کہا گیا ہے۔ لیکن کتاب بیان کی جدید اصطلاح میں حضرت باب کا لقب لفظ بیان اور حضرت بہاء اللہ کا من بنظر اللہ ہے۔ جناب ایڈیٹر صاحب نے کتاب اقدس کا جو حوالہ اپنے مضمون میں نقل کیا ہے اس کے معنی غلط کئے ہیں ذرا سیاق و سباق کو پھر غور سے پڑھیں تو خود تعجب کریجئے کہ ایسی غلطی کیسے ہوئی۔

جناب ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں [اس حوالے کے علاوہ کئی ایک حوالجات بتا رہے ہیں کہ شیخ بہاء اللہ کا دعویٰ فرع ہے رسالت احمدی کی]

میں نے ۱۹۰۷ء کے شروع میں حضرت بہاء اللہ کو سچا مانا ہے۔ اس درمیان میں ان کی تمام عربی اور فارسی کی مکتوبہ جملہ میرے پاس رہی ہیں۔ غالباً ہندوستان میں حضرت بہاء اللہ کی الواح کا مجموعہ اس سے زیادہ اور کسی کے پاس نہ ہوگا۔ ان کے علاوہ غیر مکتوبہ الواح بھی اس ۳۳ سال کے عرصے میں بہت ہی دیکھی اور غور سے پڑھی ہیں۔ لیکن مجھے تو ایک بھی حوالہ ایسا نہ ملا جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ فرع اور ان کے پہلے مبعوث ہونے والے کسی بھی پیغمبر کا دعویٰ اصل ہے۔ کیا ان کئی حوالجات میں سے ہر ایک کرم صرت ۹ حوالے اجمہدیش میں

تمام دنیا کا دین

اُس کے مقاصد تعلیمات اور تاریخ کا خلاصہ

از حضرت شوقی آفندی ولی امر اللہ (ترجمانِ انگلش)

یا ایکنا کا قائل ہے۔ سچائی اور صداقت کی بے درگزر ٹوک تھلے بندوں تلاش کرنے کے لیے کھول کا حامی ہے۔ تمام قسم کے توہمات و مضامین کی نیت یا کھنڈن کرتا ہے۔ اتحاد و محبت کی تعلیم دیتا ہے اور سکھاتا ہے کہ اتحاد و محبت ہی دین کا اصل مقصد ہے۔ دین اور ساتیں کو ایک دوسرے کا حامی اور مددگار سمجھنا دین کو پُر امن۔ جمہذب اور ترقی پذیر و سوسائٹی کی آخری اور تنہا بنیاد سمجھنا ہے مرد و عورت کے حقوق کی مساوات کا علم دار ہے۔ لازمی تعلیم کا حامی ہے۔

در تندی اور خلاص کی باہمی نگاہ کا اندازہ کرتا ہے یعنی نہ تو حدود و در تندی کا حامی ہے اور نہ انتہائی مغلی کو پسند کرتا ہے۔ کام جو عزت کی نیت سے کیا جائے اسے عبادت جانتا ہے۔ ایک امدادی مین الاقامی زبان کا اختیار کرنے کی سفارش کرتا ہے اور ایک پائدار امن ماحول کے قائم کرنے کے طریقے بتا ہے اور اس کی نگرانی اور حفاظت کئے لئے ذرائع دنیا کو بتا ہے۔

یہ دین آسویں صدی کے وسط میں ایران میں جو اس وقت تاریخ ترین ملک تھا شروع ہوا شروع ہوتے ہی تعصب اور مذہبی تشدد کی قوتوں نے چاروں طرف سے اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے منبر کو شہید کیا۔ اس کے ابائی کو ملک بھگ جلا وطن کیا اور اس کے مروج کو قرین ساری عمر نظر بند کیا اس کے لئے والوں میں سے کم از کم میں ہزار نفوس کو سخت سے سخت دھمک دے کر قتل و غارت کیا۔ پھر بھی یہ دین خاموشی و استقلال کے ساتھ مشرق و مغرب میں پھیل گیا۔ اور پھیلتا جا رہا ہے۔ اس وقت دنیا کے کم از کم چالیس ملکوں میں پوری طرح قائم ہو چکا ہے۔ اور بے حد

اہل بیار کا عقیدہ ہے کہ حضرت بہادر اللہ نے جس دین کا اعلان فرمایا ہے وہ خدا کا بھیجا ہوا دین ہے۔ اس دین کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ سب وہیں اس میں شامل ہیں۔ اس کی نظر وسیع اور اس کا دستور اعلیٰ علم پر مبنی ہے۔ اس کے اصول ان دنوں میں محبت بھلائی والے اور اس کا اثر انسانیوں کے دلوں میں قوت میں پیدا کر رہا ہے۔

اہل بیار کا عقیدہ ہے کہ ان کے دین کا بانی اس بات کا اعلان کرنے کے لئے مامور ہوا تھا کہ دینی حقیقت مطلق نہیں بلکہ انسانی یا تقابلی ہے یعنی خدا کا کلام جاری رہتا ہے اور ترقی پذیر ہے۔ گذشتہ اویان کے باتوں کی تعلیمات اگرچہ فروعات یعنی غیر متفق رسومات میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر وہ سب ایک ہی خیر میں یکجہ۔ ایک ہی آسان میں ملن پر مدار ایک ہی عیش و یکجہ۔ ایک ہی کلام کے منظم اور ایک ہی امر کے آکر ہیں۔

اہل بیار نے یہ عقلا ثابت کر دکھایا ہے کہ حضرت بہادر اللہ کے دین کا بنیادی اصول وحدت عالم انسانی یا عالمگیر انسانی برادری ہے اور یہی اصول ارتقاء انسانی کی نگین اور انتہا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اس عقلا ثن ارتقاء کا اس آخری منزل (یعنی عالمگیر اتحاد) تک پہنچنا نہ بہت ہر ذریعہ بلکہ قطعی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آخری منزل آہستہ آہستہ قریب آ رہی ہے اور وہی طرانی پیغام اسے قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی نیت پر آسانی قوت کا ر فرما ہے۔

سچائی دین خدا اور اس کے ظہورات (رسولوں) کی توحید

اس سال حضرت عبداللہؑ کا جد مبارک بھی اسی عمارت کے ایک کمرہ میں دفن کیا گیا۔

اس دین کے بانی حضرت سیدنا احمدؑ میں آپ کے ظہور کی بشارت حضرت باب نے دی تھی۔ حضرت سیدنا احمدؑ نے اپنے امر کا کھلا اعلان ۶۳ھ میں کیا۔ آپ اس وقت بغداد میں غور فرماتے۔

اعلان امر کے بعد آپ نے اس نئے دین اور دعائی تمدن کے اصول دیتے جو آپ کے دعویٰ کے مطابق آپ کے ظہور سے اس دنیا میں شروع ہو گیا ہے۔ آپ کو بھی سنت خلافت سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ کی سب جائیداد ضبط کر لی گئی اور آپ کو پہلے عراق۔ پھر فلسطین۔ پھر شینا بلج اور پھر خونی اور شدید مجرموں کے قید خانے عکا میں قید کر دیا گیا۔ یہاں ۹۲ھ میں ۵ سال کی عمر میں آپ صود فرما گئے۔ آپ کا حیدر الطہر عکا کے شمال میں کججی کے مقام پر ایک روضہ میں مدفون ہے۔

حضرت سیدنا احمدؑ کے کلام مبارک کے مستند مفسر اور آپ کے دین کے ازل و روز آپ کے سب سے بڑے زندقہ حضرت عبداللہؑ ہوتے۔

مغیص ان کے والد ماجد نے مرکز میناقی مقرر فرمایا اور تمام اہل بیابان کو حکم دیا کہ ہر ایت اور رہنمائی گسٹے سب عبداللہؑ کی طرف متوجہ ہوں حضرت عبداللہؑ بچپن سے ہی اپنے والد ماجد کے ماتھے ان کے دکھ

درد میں اور تکالیف و مصائب میں ساتھ رہے۔ سیدنا ابی آپ قید بند میں رہے۔ اس سال ترکی میں پڑائے طرز حکومت کے بدلنے پر سلطنت پھر جس تمام سیاسی اور مذہبی قیدیوں کو رکھ دیئے گئے

روائی پائے کے بعد آپ نے فلسطین کو ہی اپنا وطن بنا لیا۔ مصر۔ یوپی اور امریکا میں سفر کئے اور ہمیشہ اپنے والد ماجد کے دین کے اصولوں کو

کھلاتے اور اپنی روزانہ زندگی میں ان پر عمل کر کے ان کو جاری فرماتے رہے اور دنیا بھر میں اپنے اصحاب کو بھی ترغیب دیتے اور ان کی

رہنمائی فرماتے رہے۔ ۱۹۲ھ میں آپ حیفہ فلسطین میں صود فرمایا

کئی کھوں میں دینی اور ملکی حکام نے اسے ایک علیحدہ مستقل دین مان لیا ہے۔

اس دین کے تشریف شہر اذکے دہنے والے میرزا علی محمدؑ تھے۔ وہ

باب کے نام سے مشہور ہیں۔ انھوں نے ۲۴ مئی ۱۸۵۳ء کے دن اپنی دُہری باموریت کا اعلان فرمایا کہ وہ ایک مستقل ظہور الہی ہیں اور اپنے سے ایک بڑے ظہور الہی کے تشریف ہیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ آئندہ ظہور عظیم نوع انسان کی دینی تاریخ میں ایک نئے اور بے مثل دور کا آغاز کرے گا۔

آپ کی زندگی۔ آپ کی مصیبتوں۔ آپ کے شاگردوں کی شجاعت

اور آپ کی دل جلا دینے والی شہادت کے حالات یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ کی پاک زندگی کے کئی حالات ڈان پر کیونڈ (سیاتی

دین کے آغاز تک تاریخ) میں نہایت صاف طور پر درج ہیں۔ یہاں صرف اتنا کھنا کافی ہو گا کہ حضرت باب کو ۹ جولائی سنہ ۱۸۵۸ء کے دن ایران

کے شہر تبریز میں ایک فوجی دستے نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ اور اسی دن شام کو آپ کے جد مبارک کو بارکوں کے صحن سے شہر کے دروازہ کے

باہر خندق میں پھینک دیا۔ جہاں سے رات کو آپ کے خدا کا رشاگردائے اٹھا کر طہران لے گئے۔ یہاں یہ اس وقت تک چپا کر رکھا گیا جب تک کہ

ارض مقدس میں لے جانا ممکن نہ ہوا۔ آپ کے کچھ شاگردوں نے حضرت عبداللہؑ کی ہمتیوں کے مطابق اس حقدوق کو جس میں آپ کا جد مبارک

تھا شدید شکنوں اور سخت خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے حیفہ پہنچا دیا۔ ۱۹۰ھ میں حضرت عبداللہؑ نے اپنے مبارک انھوں سے کئی بیانی جانتے

کے غامضوں کے سامنے اس حیدر الطہر کو اس روضہ مبارک میں دفن کھلیا۔ جو آپ نے اس کے لئے خاص طور پر بنوایا تھا۔ اس وقت سے بیانی

دین کے پیشانے والے اس مقدس مقام کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ اس مقام کا تقدس ۱۹۲ھ میں اور بھی زیادہ ہو گیا۔ جبکہ

یہ تمام مرکز ایک واحد ممکن اور ایک واحد ادارہ کے اجزاء کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس ادارہ کے روحانی اور انتظامی مرکز عکلا اور حفا کے دو بہت بڑے شہر ہیں۔

متصاعن الی اللہ من یرتھ ایل روٹ

مرحوم تبتائی مبلغین میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ وہ پانچ مرتبہ تمام دنیا میں بھر کر نڈائے امر اللہ اہل جہان کو سنائیں۔ بہت سے نفوس نے ان کی تبلیغ سے دولت ایمان و عرفان حاصل کی۔ مقررہ ان پاک ہستیوں میں سے تھیں جو دن رات ذکر الہی کے سوا اور کسی چیز میں مصروف نہیں ہوتیں۔ تمام عالم میں گشت کرتے ہوئے مرحوم نے مشہور مقامات اور آثار قدیمہ دیکھنے میں بھی شوق و شغف پیدا نہیں کیا۔ انھیں مرث پاک روح کی تلاش تھی جن کو وہ نئی زندگی کی بشارت پہنچا سکیں۔ تمام دنیا کی یونیورسٹیوں اور سائنسوں میں انھوں نے امر اللہ کا پیغام سنایا۔ کثرت کتابت و تقسیم کیں۔ علیہا حضرت مکرّمہ دہانیہ انھیں کی تبلیغ کو حضرت بیاد اللہ کے عرفان سے فائز ہوئی تھیں۔ مکرّمہ عمر نے خود اپنے مضامین و احادیث میں نہایت خوبصورتی سے اپنی تصدیق کا حال بیان کیا ہے۔ احباب کرام کو معلوم ہے کہ مقررہ مس مارٹھا روٹ کے صوفیہ پر حضرت ولی امر اللہ شوقی راہی نے نہایت مفصل تار کے ذریعہ نصرت فرمائی تھی۔ ایسے نفوس زکیم کی یاد تلوٹ امداد کیلئے بھتید حیات کا پیغام ہے اچانک ہندو برا کے دلوں میں بلکہ تمام عالم کے اہل کے قلب میں مرحوم کی یاد تازہ ہے۔ وہ ہمارے لئے اپنی مخلصانہ زندگی کا بہترین نمونہ موجود تھی ہیں جہاں امر اللہ کے مقدس و محترم مبلغین کا ذکر تاریخ میں اور کمال امتیاز الہی میں نہایت بڑی و اہل محترم مس مارٹھا روٹ کا نام بھی روشن ستارہ بن کر چمکتا رہے گا۔

اور جیسا پہلے ذکر ہوا آپ کوہ کرمل پر حضرت باب کے روح مبارک کے ایک کمرہ میں دفن کئے گئے۔

آپ کی وصیت کے مطابق میں (آپ کا سب سے بڑا نواسہ) دین تبتائی کا سپہا دلی اور بیت العدل عمومی کا صدر مقرر ہوا۔ بیت العدل عمومی میرے ساتھ ملی کر حضرت بیاد اللہ کے دیئے ہوئے اصولوں کے مطابق مشرق اور مغرب کی تبتائی جامعوں کے اتحاد کی رہنمائی کیا کرے گا۔ حضرت عبداللہ کے صعود کے بعد تبتائی اور ملی شخصیں ساری دنیا میں قائم ہوتیں۔ یہ شخصیں وہ بنیادی شخص ہیں جن پر بیت العدل عمومی کی عمارت تعمیر ہوگی۔

طہران کی تازہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ ایران میں پانچ سو سے زیادہ شہروں میں تبتائی روحانی شخصیں قائم ہو چکی ہیں۔ دنیا کے ہر براعظم میں تبتائی جامعیتیں بنائی جاتی ہیں۔ قی شخصیں ریاستہائے متحدہ امریکا و کینیڈا۔ ہندوستان۔ برما۔ برطانیہ عظمیٰ۔ جرمنی و آسٹریا۔ ایران۔ عراق۔ مصر۔ اور سنٹرل ایشیا میں قائم ہو کر کام کر رہی ہیں۔ تققاز۔ ترکستان اور دوسرے ملکوں میں اس قسم کی شخصیں قائم ہونے لگی ہیں۔ فرانکس۔ روس۔ کینیڈا۔ جاپانی۔ ناروے۔ سوئیڈن۔ مالدیو۔ ڈنمارک۔ ترکی۔ روآنیہ۔ بلجیئم۔ یوگوسلاویہ۔ یونان۔ البانیہ۔ ابی سینیا۔ چین۔ جاپان۔ برازیل اور جنوبی افریقہ میں شخصیں قائم ہو چکی ہیں۔

مختلف فرقوں کے عیسائی۔ جی۔ اور شیعہ۔ مسلمان۔ یہودی۔ ہندو۔ سکھ۔ جڑشتی اور بودھ مت کے پیروں نے نہایت شوق سے اس کی صداقت کو قبول کیا ہے۔ ان کے مذہبی حکمران ہونے کو مانا گیا ہے۔ ان لوگوں نے دین تبتائی کے زیر اثر پہلے تمام دینوں کے مانوس کی تعلیمات کی اساسی وحدت کو سمجھ لیا ہے اور اس کے روز بروز ترقی کرتے ہوئے آئین و قوانین کی وضع اور روح کو آزادی سے مان لیا ہے

نعت فارسی

لوح مبارک حضرت عبدالہبار

ہو اللہ

ای جوانانِ قرنِ یزدان شما باید در این عصرِ جدید قرنِ ربِّ مجید چنان
 مجذبِ جمالِ مبارک گردید و مستونِ دلبرِ آفاق شوید کہ مصداقِ این شعر گردید
 ای عشقِ منم از تو سرگشته و سودائی = اندر مہمہ عالمِ مشہور بشید ای
 ای عزیزانِ عبدالہبار آیامِ زندگانیِ رافضِ ربیع است و جلوةِ بدیع، سنِ جوانی را توانائی است
 و آیامِ شبابِ بہترین اوقاتِ انسانی لہذا باید بقوتیِ رحمانی و نیتیِ نورانی و تائیدیِ آسمانی و
 توفیقیِ ربانی شبِ روز بکوشید تا زینتِ عالمِ انسانی گردید و سرِ حلقہٗ اہلِ عشق و دانائی و
 بہتِ سیر و تقدیس و علوِ مقاصد و بلندِ ہیبت و عزمِ شدید و علوِیتِ فطرت و تمہمت و
 مقاصدِ بلند و خلقِ رحمانی در بین خلقِ مبعوث گردید و سببِ عزتِ امرِ اللہ شوید مظهرِ مہبتِ اللہ
 گردید و بموجبِ وصایا و نصائحِ جمالِ مبارک روحیِ لاجبائہ الفناء را روش و حرکت جوئید
 و بعضاً نصِ اخلاقِ بیانی ممتاز از سایرِ احزاب شوید۔ عبدالہبار منتظرِ آنست کہ ہر یک
 بیشہ کما لا تراشیرِ ثیان شوید و صحرائِ فضائل را نافہ مشکبار باشید۔ و علیکم البہاء الابدی ع ع

هو الله

ای ثابت بر پیمان نامه های متعدد از شمار سید المنة لله که حبیب دالالت بر ایمان و
 الیتان یاران و متانت بر عهد و پیمان داشت نهایت مسرت حصول یافت که در این سالها
 چند انقلاب که در جهان حرب مانند طوفان نوح بود با وجود این اختیاریتی بجزبت صمیمی افزودند.
 و چنانکه باید و شاید ثبوت و رسوخ نمودند یقین است که با سید روز بروز ترسید با بدو سبب
 روشنائی البصار و نورانیت قلوب و حیات ابدیه ارواح گردد. الحمد لله در این حرب
 شدید و عذاب الیم ثابت و محقق گشت که جز تعالیم الهی سبب فلاح و نجات نه و حبه
 شریعت سماوی حافظ عالم انسانی نیست نتیجه در نیت کبری این بود که حسین واقع گشت
 پس معلوم گردید که راحت و آسایش عالم انسانی و حفظ و صیانت هدایت اجتماعی بجهت تنها
 مستحیل بلکه باید منضم بقالیم الهی گردد و بنفحات روح القدس عالم انشاء زنده و تروتازه شود
 و بنفوذ کلمه الله علم صلیح عمومی بلند شود و الا توای بشریه عاجز است هنوز سیل اینخرب بنیان کن
 ساکن نشده غوغا از مشاغل دیگر در پیش آمده و هتیهات جهات حربیه منظور نظر است
 فاعتب و ایاولی الالباب جمع یاران را علی الخصوص مریم خانم و ستاره خانم و مس
 استنارد و پروین خانم و نوری خانم و مس و رویه مس و دوزه
 و سائرین و همچنین محترمه شایسته برسان و
 علیک البهائم الالباب

چگونه ممکن است پائیدہ باشیم ؟

حضرت بہاء اللہ در کلمات مکتونہ میفرماید :-
(یا ابن الانسان انت مُلکی و مُلکی لا یفنی)
صحیف تختان و انت نوری و نوروی (لا یطفی)
کیف تضطرب) کہ ترجمت آن بغاری اینست
ای پسر انسان تو مال من یا ازداری من من جہتی۔ و داری من
فنا و نابود شدن من نیست چرا مضطرب نی۔

از بیان مبارک واضح است کہ آنچه را نام انسان گذاشتہ
اند آن ہمیشہ پائیدہ و تابندہ است و مقصد از انسان انسان حقیقی
است کہ خلق کلمہ خدا باشد نہ این ہیکل و یا مہولانی ظاہری
انسان کہ از آب و گل پیدا شدہ است و آب و گل باز میگردند
چنانچہ حضرت بہاء اللہ در جای دیگر در کلمات مکتونہ میفرماید
ای پسر من (ترسم کہ از لغتہ و رقائے نہیں نبرہ بدیارتنا
راجع شویہ جال کل ندیدہ آب و گل باز گردید)

پس معلوم شد کہ ما اگر در این ہیکل جہانی لغت و رقائے
الہی یعنی کلمات منظر ظہور را بشنویم و موجب تعالیم الہی
کہ توسط منظر ظہور بما میرسد عمل نمانیم ہرگز بدیارتنا راجع
نمی گردیم و شاید یکبارہ کہ در قای الہی نفس منظر ظہور است
اینکہ در لوح احمد میفرماید (هذه ورقة الفردوس)
تفتی علی افذات سدرۃ البقاء بالحنان قدم ملیح)
و در جای دیگر میفرماید (و هذا لك تذکرکم للورقاء
فی هذا التجن وما علیہ الا البلاغ المبین)

یعنی این است میں بہشتی کہ میسر آید بر شاخہ درخت باقی
باوان پاک بلج و جای دگر میفرماید و چنانچہ نصیحت میکند
و رقار و براونیت جز اینکہ برساند بر شما یعنی بنیام الہی
و اما این قبل نیز سہن سیران کرام و مظاہر مقدس الہیہ
بہدہ ان سیمانی و بازان شاہی مش زده چنانچہ تلمای روحی
گفت باز از یک پرزن بشکند بچ جعدستان ٹھنڈ بر کند

پر و بال من غنایت دمی است ہر کجا من ہر دم شدہ دہی است
و انہیسم باید دانست کہ خلقت انسان حقیقی از انوار کلمات الہی کہ
بواسطہ پیغمبران بسوی خلق میرسد و آن نور الہی گاہی خاموش
نمی شود و اینکہ در ذوات میفرماید خداوند گل انسان را
با آب و خاک سرشت و پس روح خود شہادہ انسان برسد
فان کل عبارت از ہیکل ظاہری انسان است کہ از غافلہ
مرکب گشتہ و روح الہی کہ در انسان دمیدہ شد عبارت از روح کا
و تعالیم الہی است کہ بواسطہ ملائکہ بای آسانی یعنی پیغمبران
بر ہیکل انسانی دمیدہ میشود و انسان غامی را منظر فیضات الہیہ
میگرداند و منی خلقنا الانسان علی صورتنا و مثالنا ظاہر و باطن
میستند و آن انسان کسی است کہ از خلق کلمات الہی باشد
و آنچه خداوند لبسان انبیاء فرمودہ است رفتار کند و آن
اختیار کردن صفات حسنہ الہیہ است مثلاً خداوند پاک است
عادل است رحمن است رحیم است کریم است و وہ کہ اگر
تا سر روز شمردہ شود بانہای آن نمیدرسیم۔ بلکہ

موموم

از قلم مرحوم سید مهدی گلپایگانی

این کلمه است بسیار مختصر و در تلفظ سهل و آسان. لکن از حقیقت معنی و مومنون و انفراد و انواع و اثر و نتیجه در عالم بشر به حد و پایان. و هم در عربیت سهو و غلط و در اصطلاح قوه است جهانی که دقیقه آن ادراک معانی جزئیه متعلق بحسوس است که بواسطه آن گوسفند ادراک نماید که اگر از گریز بگریز و با فرزند باید آسخت و سلطنت این قوه بر سایر قوای جسمانی مانند حکومت و نفوذ عقل است بر قوای روحانی. بعبارت اخروی و هم ظلالی در وجود انسانی سلطنت در مقابل عقل نورانی تکمیل داده و بدان معتاد که عقل در این اسلک مکتم مباد ارتقا و علو و عزت و سعادت است و هم نیز مثالی تدنی و انحطاط و ذلت و نکبت و شقاوت است و موموم در اصطلاح قضایای کاذبه را گویند که در امور غیر محسوسه و هم بدان حکم کنند و عقل و علم آنرا تصدیق ننمایند مانند حکم بوجود جن و غول و دهر امر غیر محسوس و معقول. اقسام سه مرتبه از شرح معجزات و نکبات وارده از ان بر سهیل جامع بشری از اول آیات تا مخصر عاصمه عاصبه و قاصر ماند و این فصیح تصدیق اقسام و انواع و کیفیات و کمیات و شتات و دغایم آنرا بانه از ساند موموم است که جلوه و جمال و لبر صیغ بلج ادیان الهیه را بوقامت و شتاعت و زوال و قناعت تبدیل نموده. موموم است که جل و ادیان

بمقتضی سعدی مجلس تمام گشت و بیایان رسید
ما چنگی در اقل و صفت تو مانده ایم

هر قدر بشماریم بانهای آن نیرسیم ولی هر قدر میخوانیم با نوار
این صفات حسن منور گردیم که بواسطه مطهر اسماء و صفات
الهیة یعنی تنبیران بمارسیده و میرسد و چون اثرات این
صفات فانی شدن نیست و انوار اخلاق حسن خاموش نخواهد شد
پس انسان حقیقی هم فانی نخواهد شد. ولی در عین حال باید
بدانسیم که از مال حسد بودن و از انوار او متور بودن معنی آتش
شریک خدا بودن نیست زیرا خدا لاشریک است و ما
نیستیم خداوند دانای مطلق و ما نیستیم. خداوند
قادر مطلق است و ما نیستیم. خلاصه خداوند همه چیز است
و ما هیچ نیستیم. چنانچه گفته است
ای برون از دهم قال و تسیل من
خاک بر فرق من و متشیل من

و اما اینکه بعضی از اشعار ملت پر دازی کرده نسبت به شری
بخود یعنی مقام بشریت داده اند البته از روی عشق و سستی
بوده است نه از روی خود پرستی. مثلاً حافظ گوید
چون نفخت فی من روحی شنیدم شالقیین
بر من این سببی که ما زان ویم اوزان ماست
یعنی وقتی این آیه مبارک را شنیدم که خداوند فرمود است
و میدیم در او روح خودم را " بر من واضح شد که ما از خدا
هستیم و خدا از ما است ولی اگر این آیه را انیلورسنی کنیم
که روح ما که باقیست از اوست و آنچه فانی میشود قابل انتشار
نبوده و نیست بهتر است چنانچه نعیم علیه الرحم گفته است
باین من جان نامی میبرد الی آخر (افند بختیاری)

و اقوام مختلفه را بیکدیگر و جدال و مباحثت و منافرت با یکدیگر
مبتلا ساخته جمیع انبیاء و رسل الهی و مومنین و مقربین و مخلصین
بواسطه موهومات از دست نفوس جاہله غافلہ دوچار زحمت
و مشقت و عقوبت و نکال گشته و در نهایت مظلومیت مشرب
شهادت چشیده و هم است که تژادای مختلفه را با این که
پرورده یک آب و خاک و زاده یک پدر و مادرند از یکدیگر
عدا و بغضت با یکدیگر برانگیخته - دهم است که برای یک بشر
گزده خاک که بجهت هر ذی روحی آیمی چنن محل نقیش و سکونت
و استقاده و پی انقضاء آیام حیات قبر ابدی ایشان است
دول و ملل مشرقیه اروپا را بزودیا و عساکر و ذخائر و ثمرات جنگی
و خیل مصاریف باهمه آن بر رعایای حبیله و غارتار و با دایم
وطن پرستی و ملت خواهی بیدم بنیان و اتحات بنی نوع انسان
و ادار ساخت - اوام است که ملل چین و هند و ترکیه
و افریقا و ایران را از عروج بمذاریج ترقی و تمدن ممنوع و
محرک گردانیده -

اینها شش از اوام کلیه قومیه اند که بسبیل نمونه
بر آن اشارت رفت - و لے اوام جز تیه از قبیل عقیده
بوجود جن و فلول و ساعت سعد و نحس و رل و فال و آتم الصیبا
و آل و تسخیر اجنه و ارواح و مبر و استغفار و جده و تریش
و استمداد از قبور و دشانی ابرص و اضم و کور که عالم بشریت
با بزمعت و فلاکت بے حد و حساب انداخته و از راحت و مسعاد
محرک ساخته از حوصله تقریر و تحریر افزون است و از حیز
احاطه و احصاء بیرون - دین اوام و خرافات دایم تزویر هزاران
غول بیابانی برای صید ساده دلان روزگار و اتلاف جان مال
عوام نادان شر قیان گردیده و نفوس بی شمار را از کسب کار

یازده داشته و اداره امور زندگانی و تهیه اسباب تقیش
و کلام رانی شان را بعهده ششی مردمان رنجبر از دنیا و مافیها
بر خیز گزاشته و این اوام را در اوقات غلبه طغمت جبل
بر عالم صاحبان اغراض شخصی و ارباب نفس و هوئی در میان کاس
شیوع و انتشار داده و وسیله جلب مقاصد باطله خود
ساخته و بسبیل توارث از ملل سابقه باکم لافحه طغمت آموختن
نقل و انتقال یانست و انبیا و رسل الهی و عساکر و علای ربانی
در سبیل حزن و موهوم و دلالت ناس بشیر معلوم در هر عصر و زمان
نخل اذاریع محن و آلام از دست عوام کالانعام بترک یک همان
موتسین خرافات و اوام گردیده - پس انانکه با نداد کاری
و جان فشان و محل مصائب و متاعب بجد و شمار جمیع را از
چنگال و هم و حمان و عادات فاسده پیشینیان نجات داده
و تعلیقاتشان در عالم نفوذ و جریان یافت - مجدداً غولان
راه حقیقت خود را در زمره متدینین و مومنین مندرج و
بانواع حیل و دسائس همان اوام را ملجاس دیگر مینماید
منتشر گردانیدند - آیه میله که قرآن و ما از کلمات غبی و لا رسول
آلا اذا تمشی الفی الشیطان فی امتیتهم فینفخ الله ما
یکلفی الشیطان شدحیکم الله آیاته تا شید این میان را
کفایت نماید و لب تشنگان علم و معرفت را بجر چشمه حق و
حقیقت رساند -

کنون اثبات مذمارا بیهیایان دو شال از اوام منتشره
موجوده فائز و همیم -

اول مسند تنجیم - یعنی حکم بشت آثر نجوم در اوضاع و احوال
و نظام و اعتدالی ماکان و ماکون است که مصراین و بلبلان شاه
و انتشار یافت که کوکب سید ستاره را می پرستیدند -

ہموالہ

ای یارانِ جانیِ عب الہیاء ! "شرقِ معطر نما غروب نما" نورِ بیلخار دہ روحِ بقلابِ بخشش " این بیت کیساں بعد از صعود از نسیمِ میثاق صادر و ناقضانِ استغراب مینودند و استہزا میکردند ولی محمدؐ آثارش با ہر دقتش ظاہر و برہانش واضح گشت۔ المقتدرہ مشرق و غرب در ہتزاز است و از لغاتِ قدسِ جمیع اقطار مشکبار۔ جالِ مبارکِ نفسِ صریح در کتاب و عدہ منہ بودند (و نہ نہ کہ من اخفی الالہی و ننصر من قام علی نصرة امری یجنود من الملائکۃ و قبیل من الملائکۃ الملقۃ بین) نوید نمودند (الحمد للہ) این نصرت و تائید مشہود و پدید و قطبِ عالم مانند آفتاب بدرخشید (پس ای یارانِ الہی) جہدی ببلغِ ناسید و سعی شدید کہ کنید تاموافقِ لیبودیتِ جمالِ قدیم و نورِ مبین گردید۔ سبب انتشارِ انوارِ شمسِ حقیقتِ شویید جسمِ قدیدِ قدیم امکا نرا روحی جدید پدید و مرزِ نہ آفاق را محتملِ پاکِ بغیشانید۔ بر نصرتِ امرِ قیامِ نمانید و لسانِ مبتلغِ بکشائید۔ انجمنِ عالم را شمعِ ہر می گردید و وفقِ امکان را بنجومِ نور اشوید۔ خلائقِ توحید را طیور رحمانی شویید و ملکبانگب خلائق و معانی زنجید۔ انذاسِ حیات را صرفِ امری عظیم کنید و مدتِ زندگانی را حصر در خدمتِ نوبیین نمانید۔ تا عاقبتِ گنجِ روانِ ملکوتی بدست آید و از زیان و ضران برہید۔ زیرا حیاتِ بشر مبع در خطرِ اطمینانِ بے تا در دقتی نہ با وجودِ این اقوام مانند سرابِ اولہام در موجند و گمانِ آون دارند۔ (ہیہات ہیہات) قرونِ اولیٰ نیز چنین گمان مینمودند تا آنکہ بوجی از اموان بترابِ پنهان شدند و بجزیرانِ وزیان افتادند مگر نقوی کہ فانی بمحض شدند و در سبیلِ الہی بکافشانی برخاستند کہ کوبِ نورانی آمان از افقِ عزتِ قدیم درخشید و آثارِ قرونِ داعصار برہانِ این گفتار۔ پس شب و روز آرام گیرید و راحتِ بنجوید۔ را ز عبودیتِ گوئید و راہِ خدمتِ پوشید۔ تا بتائید موعود از ملکوتِ احدیت موثق گردید (ای یاران) اُنقی عالم را سحابِ تیرہ احاطہ نمودہ۔ و ظلماتِ عداوت و بغضا و جود و مبنا و ذلتِ کبرئی انتشار یافتہ۔ جمیع خلق در غفلتِ غلطی و غوٹواری و در ندگیِ اعظمِ مناقبِ برابا

حضرت کبریا از بین جمیع بشر یا از انرا انتخاب فرموده - و بهدایت کبری و موهبت عظمی تفضیل داده - تا آنکه ما کل
 بحسب این و دل بکوشیم - جانفشانی نائیم و بهدایت خلق پروازیم و نفوس را تربیت کنیم تا درندگان
 عزالدین بترددت شوند و گرگان اغنام الهی گردند - و خوشواران ملائکه آسمانی شوند - نارعدوان خاموش
 گردد - و شعله وادی یمن بقبته مبارک روشنائی بخشد - را که رنگین جفا متلاشی شود - و لغات گلشن و فضا
 انتشار کلی یابد - عقول ضعیف استعاضد از عقل کلّی الهی نماید - و نفوس خبیثه الفاس طیبته طاهره جوید - این
 موهبت را مطا هری و این مزه را دهقانی - و این باز را غیبانی - و این دریا را مایانی - و این سارا کوکب
 نورانی - و این علایان را طبیبانی روحانی - و این گلشنگان را رهبرانی هر بان لازم تا بی نصیبانرا نصیب دهند
 و محرومان را بر هر کج بشند و مستند از گنج روان گردند و طالبا را قوت بر بان ببندند - (اللهم انی استعاضد
 یا مغیثی و استاذ کلّ یا مجیری و اتوجه یا طبیبی و اناجیلک بلسانی و روحی و جناتی و اقول) (الهی الهی)
 قد احاطت اللیلة الدلهاء کلّ الارحاء - و غطت محاب الاحجاب کلّ الافاق - و استغفر قوال الانام فی ظلام
 الادهام - و خاض الظلام فی عناد الجور و العدوان - ما اری الا و میض النار الحامیه المتعسرة من الهایة
 و ما اسمع الا صوت الترعور المددم من الکلات الملهبة الطاغیة التاریه - و کل اقلیم ینادی بلسان
 الخانیة (ما اغنی عنی مالیه هلك عنی سلطانیه) قد خبت یا الهی مصابیم الهدی و تسعرت نار الجوی و
 شاعت العداوة و البغضاء و خاغت الضغینه و الشناء علی وجه الغبراء - فما اری الا حزبك المظلوم ینادی
 باعلی السنداء - حی علی الولاة - حی علی الوفاء - حی علی العطاء - حی علی الهدی - حی علی الوفاق - حی علی مشاهدة نور
 الافاق - حی علی الحب و الفلاح - حی علی الصلح و الصلاح - حی علی نزع السلاح - حی علی الاتحاد و التجاح - حی علی
 التعاضد و التعاون فی سبیل الرشاد - فهو لاء المظلومون یفقدون کلّ الخلق بالنفوس و الارواح - فی کل قطر
 بکل سرور و انتشار - تراهم یا الهی بیکون لیکام خلقک و یخزنون لحزن بریتک و یترامون بکل الوری
 و یتوجعون لمصائب اهل الثری - رب انبت ایاها الفلاح فی جناحهم حی طیر و الی اوج نجا هم
 و اشدد انز و هم فی خدمة خلقک - و قو ظهورهم فی عبودية عتبة قدسک - انک انت الصریح
 انک انت الرحیم - (الا اله الا انت الرحمن الرؤف القدیم - (ع ع)

پیشکش ماہنامہ

جلد سوم

اکتوبر ۱۹۴۲ء

نمبر دہم

هُوَ الْإِلهُ الْحَكِيمُ

(وہ خدا، حکم فرمانے والا صاحبِ حکمت ہے)

قُلْ الْإِلَٰهُ الْوَاحِدُ ۖ اَشْهَدُ بِوَحْدَانِيَّتِكَ وَفِرَادِيَّتِكَ وَاعْتَرَفُ بِمَا أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ اسْأَلُكَ

کہہ اے میرے خدا! میں تیری وحدانیت اور یکمائی کی گواہی دیتا ہوں اور جو کچھ تو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے اس کا اقرار کرتا ہوں

بِأَمَلِ الظَّاهِرِ وَالْكَائِنِ ۖ بَانَ تَوْحِيدُكَ عَلَى الْعَمَلِ بِمَا مَرَّتْ فِيهِ أَيْ رَبِّ تَرَانِي مُقْبِلًا إِلَيْكَ وَمَقْرًا لِعَظَمَتِكَ

میں تیرے ظاہر اور پوشیدہ نام کے وسیلے تجھ سے یہ جانتا ہوں کہ تو نے اپنی کتاب میں جو احکام دیئے ہیں ان پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ اے میرے پروردگار! تو دیکھ رہا ہے کہ میں

وَسُلْطَانِكَ اسْأَلُكَ بِمَنَالِي حُجَّتِكَ وَتَحْلِيَاتِ شَمْسِ فَضْلِكَ بَانَ تَوْحِيدُكَ عَلَى ذِكْرِكَ وَتَتَاءُلِكَ مِنْ عِبَادِكَ

تیری طرف متوجہ اور غفلتِ سلطنت کا اقرار ہی ہوں۔ تیرے دربارِ حرمت کے مرتبوں کا اور تیرے اُن تائبین کی جلوہ ریزیوں کا واسطہ میری یہی مدد و تکریم تیرے بندوں کے

بِالْحِكْمَةِ الَّتِي أَنْزَلْتَهَا فِي زُحُرِكَ وَالْوَاوَاكِ ثُمَّ اسْأَلُكَ بِنَفْوَذِ كَلِمَتِكَ الْعَالِيَا وَتَصَرُّفِ ارَادَتِكَ وَاحَاطَةِ

درسیانِ اہلِ حکمت کے ساتھ جو کتبِ الواح میں تو نے اتاری ہے یا زائد کہ اور تیری قولیت کرتا رہوں۔ پھر میں تجھ سے تیرے اثرِ کلام اور غلبہ ارادہ اور احاطہ نسبت کا واسطہ دیکھ

مَشِيَّتِكَ أَنْ تَعْفَى عَنِّي بِجُودِكَ وَكَرَمِكَ وَتَكْتَلِبَ لِي مَا يَحْتَجُّهُ مَسْتَعِينًا عَلَى أَمْرِكَ وَرَاسِخًا فِي حَبْلِكَ أَنْتَ الْوَاحِدُ

سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی بخشش و غنايت بخش دے اور میرے لئے وہ جو چیز مفید و نفع دہ سے جو مجھے تیرے امر پر ثابت اور تیری محبت میں راسخ رکھے تو ہی وہ

الْأَفْجَلُ شُؤْنَاتِ الْعَالَمِ وَلَا تَضَعَنَّ قُوَّةَ الْأَعْمِ تَفْعَلْ مَا تَشَاءُ بِسُلْطَانِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

ذاتِ پاک! کہ تمام عالم کی نیڑتر میں تجھے کمزور نہیں کر سکتیں۔ سارے گروہوں کی طاقت تجھے کمزور نہیں بنا سکتی تو ہی قوت و قدرت سے جو چاہتا ہے کرتا ہے

الْفَرْدُ الْوَاحِدُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

تیرے سو اکوئی معبود نہیں تو اکیلا۔ کھبتا۔ علم و حکمت والا ہے

کلام اللہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے پاکیزہ ترین اور روشن ترین نام سے

هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ لَّدُنَا الْخَبْرِ قَبْلَ اِلَى اللّٰهِ وَانْقَطَعَ عَنَّا سُوْرُهُ اَلَا اِنَّهٗ مِّنْ فَازٍ
 یہ کتاب ہماری طرف سے اس شخص کی طرف ہے جو خدا کی جانب متوجہ ہوا اور غیر خدا سے الگ ہو گیا۔ بلکہ وہ ان لوگوں میں
 بِلِقَاءِ اللّٰهِ الْمُهِيْمِ الْعَزِيزِ الْحَكِيْمِ وَطَافَ بَقَعَةِ اللّٰهِ اِلَى اَنْ دَخَلَ فِيْهَا بِاَذْنِهِ
 ہے جو خدا کی غفرت سے بہرہ ور رہتے ہیں وہ خدا جو ہر جگہ سب پر غالب ہوگا اور اس نے جو وہ جگہ خداوندی کا طواف کیا یہاں تک
 وَحَضَرَ تَلْقَاءَ الْعَرْشِ بِخُضُوْعٍ مُّبِيْنٍ عَمِيَّتِ الْبَصَارُ الَّذِيْنَ مَنَعُوا الْعِبَادَ
 خدائی اجازت کی ہمیں داخل ہوا اور عرش کے دو دروازے نمایاں فرمادیں گے ساتھ حاضر ہوا۔ اُن لوگوں کی آنکھیں اندھی ہو گئیں جنہوں نے بندہ کو پروردگار
 عَنِ الْوُرُوْدِ فِيْ فَنَاءِ رَحْمَةِ رَّحْمَةِ الْغَفُوْرِ الْكَرِيْمِ وَكَلَّمَا ارَادَ اَنْ يَّحْضَرَ تَلْقَاءَ
 غفور و کریم کے ہمین رحمت میں آئے سے روکا۔ اور جب کبھی بندے نے حضور مبارک میں آنا چاہا تو سبکدوش
 الْوَجْهَ سَكَّرَتْ الْبَصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَمَنَعُوا اَحْبَابَهُ عَنْ التَّوْحِيْدِ اِلَى
 کی آنکھیں چوم گئیں۔ اور انہوں نے احباب الہی کو خدا کے درخشاں نورانی چہرے کی طرف متوجہ ہونے سے
 وَجْهَهُ الْمَشْرِقُ الْمُنِيْرُ يَا حَمْدُ اسْمِعْ مَدَّ اَعْيُنِ اللّٰهِ عَنْ شَطْرِ اسْمِهِ الْاِجْلَى ثُمَّ اَنْظُرْ
 منظر کیا۔ اے محمد! خدا کے اسمِ الہی کی سمت سے خدا کی نوا سن۔ پھر اُن اہل قرآن پر نظر ڈال
 فِيْ اَوَّلِي الْفِرْقَانِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيْمِ يَنْسِبُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِلَى
 جنہوں نے خدا سے عزیز و حکیم کی امتوں کا انکار کر دیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ کی طرف
 مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّهٗ يَكْبِيْ وَيُنُوْحُ وَهَمَّ لَا يَفْقَهُوْنَ يَعْتَرِضُوْنَ عَلٰی ذٰلِكَ
 منسوب کرتے ہیں اور محمد رسول اللہ عربیہ و نوحہ کر رہے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے ہی نہیں۔ یہ لوگ اُن کی ذاتِ مبارکہ
 يَفْتَلُوْنَ بِالْظُلْمِ وَبِاسْمِهِمْ يَفْتَحُوْنَ وَلَا يَشْعُرُوْنَ قُلْ اِنَّهٗ يَنَادِيْكُمْ مِّنَ الرَّمِيْقِ
 اعتراض کر رہے ہیں اور اُن کو ظلم سے تشکر کر رہے ہیں اور پھر انہیں کے نام پر غرور کر رہے ہیں اور دشواری کا نام نہیں لیتے۔ کہہ دے کہ محمد رسول اللہ

(اتخزن عن الخرج فامسئل الله ان يجعلك هادم ابنية ياجوج هذا عظم الامم)
درخواست کرد وہ تجھے یاجوج کی بنیادیں ڈھالنے والا بنا دے۔ خدا سے بڑے نزدیک یہ کام سب کاموں سے بڑھ کر ہے
عند العنی المتعال ولكن الناس هم اليعرون مع الابنية الظاهرة انا قصدنا
مگر لوگ نہیں جانتے۔ ظاہری بنیادوں کو چھوڑ دو۔ ہماری مراد دلوں کی بنیادیں ہیں۔ یوں تیرا پروردگار عظیم تجھے تعلیم
ابنية القلوب كذلك يعلمك ربك العليم قل يا قوم لا تقسدا في الارض
دیتا ہے۔ کہہ دے اسے لوگو! زمین پر نہ کرو اور کسی ظالم سرکش کی پیروی نہ کرو۔ میرے
ولا تبتعوا كل جبار عنيد يئبغ الاحباي ان يدعوا الناس بالحكمة والبيان
دوستوں کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو حکمت و بیان کے ساتھ اپنے پروردگار رحمن کی طرف دعوت دیں۔

الى رقبته الرحمن قد منع المجدال في هذا الظهور العزيز العظيم قد منع الناس بلحبا
اس عزیز و عظیم ظہور میں نزاع و جدال منع کر دیا گیا ہے لوگ اپنے نفسانی پردوں کے باعث وہاں تک
انفسهم لو عرفوا النبذ و اما عندهم واقبلوا الى شطر الله الذي فيه اشرق جمال القد
محروم ہیں۔ اگر نفس عرفان حاصل ہو جائے تو وہ اپنی تمام چیزوں کو چھوڑ دیں اور اس ذاتی سمت کا رخ کریں جہاں جمالِ قدیم
بسلطان مبين ان ربك ما اراد ضربه احد انه هو الغفور الرحيم - و اراد ان يدخل
نمایاں ملت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ تیرا پروردگار کسی کو دکھ دینا نہیں چاہتا۔ یقیناً وہ تو مغفور رحیم ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تمام دنیا کے
من على الارض كلها في ملكوته المقدس العزيز المنير لا تنظر الى الذين ظلموا احباي
لوگوں کو اپنے پاکیزہ پیارسے روشن ملکوت میں داخل فرمائے۔ تو ان لوگوں کو نہ دیکھ مجھوں نے میرے دوستوں پر

اغم غفلوا لو عرفوا القد و اما عندهم في سبيل سكون ياتي يوم فيه ينضعون بين انيا بهم
غفل نہ کیا ہے۔ وہ لوگ تو غافل ہیں۔ اگر وہ حقیقت کو شناسافت کر لیتے تو میری راہ میں اپنی جانیں فدا کر دیتے۔ مغرب وہ دن آگیا
و يكون على انفسهم كذلك قضى الامر من لدن مقتدر قدیر کہ تر من قبلی علی وجہ احبا
جیکہ روگ اپنے دوستوں میں اٹھکایاں دالیگے اور اپنے آپ پر روئیگے۔ خدا سے متقدر قدیر کی طرف تو اسی طرح فیصلہ ہو چکا ہے۔ میری جانب سے
قل طوبى لکم بما فرتم بعرفانی واستقمتم علی الامر الذی زلت عنه اقدام الذین یحسبون انهم
میرے دوستوں کا تو کبر و تجت یہ بھلاؤ اور کہہ تمہیں مبارکباد کہ تم میرے عرفان سے فائدہ نہ ہوتے اور اس امر پر متعجب نہ ہوتے جس سے ان لوگوں کے
محسنون الا اثم من المفسدين ليشهد بذلك حوامل عرش عظیم الحمد لله رب العالمین
قدم چھل گئے ہیں جو اپنے آپ کو نیکو کار سمجھتے ہیں (لیکن) بلا شک وہ مفسد ہیں۔ عرشِ عظیم کے اٹھانے والے اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں۔
تمام تعریف خدا سے رب العالمین کے لئے ہے

خدا کا ظہور

بائبل مقدس کو اگر ہم خوب غور سے پڑھیں اور اُس کی آیاتِ مبارکہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ایک عجیب انکشاف ہوتا ہے۔ ہم پر یہ روشن ہو جاتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ وہ سب کے سب خدا کی اس پاک کتاب میں نہایت وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ سب کے سب بنی جن کی مقدس کتابوں کا یہ پاک کتاب مجموعہ ہے اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ اس ہمارے زمانہ میں خداوند خدا اور اُس کا مسیح آئیں گے اور خدا کی بادشاہت کو زمین پر قائم کریں گے۔

یسوع لوقا باب ۴-۳۴ آیت ۴۴ میں اعلان فرماتے ہیں کہ "میں خدا کی بادشاہت کے بارے میں تمہیں بتانے آیا ہوں" اور آپ کی تمام تمثیلیں زمین پر خدا کی بادشاہت کے متعلق ہیں۔ مثلاً "انگورستان کے مالک کا خود آنا" (مرقس باب ۱۲-۱۳ آیت ۹) کہ وہ ایک بہت بڑا دسترخوان بچھائیگا اور بہتوں کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دے گا۔ (لوقا باب ۱۴-۱۵ آیت ۱۵) اور لوگ مشرق سے اور مغرب سے۔ شمال سے اور جنوب سے آئیں گے اور خدا کی بادشاہت میں رہیں گے۔ (لوقا ۲۲ آیت ۲۹) پولوس رسول فرماتے ہیں۔ ہم اس مبارک امید اور خدائے جلیل اور اپنے نبی یسوع مسیح کے نوازی ظہور کے منتظر ہیں۔ (۱ تیمتھس ۲ آیت ۸) خدا کا کلام میکاہ نبی پر آیا۔ یہ کہتے ہوئے۔ سنو تم تمام لوگو۔ سن تو اسے زمین۔ کیونکہ کچھ خداوند اپنے مقام سے آتا ہے اور وہ آئیں گے اور زمین کے اپنے مقامات پر چلیں گے۔ میکاہ ۲ آیات ۲-۳ اور مسیح سلیمان نبی فرماتے ہیں "کیا خارج مچ زمین پر رہیگا" (ملوک اول ۲ آیت ۲۷) زکریا نبی فرماتے ہیں کہ خدا کے آنے پر خدا تمام زمین کا بادشاہ ہوگا۔ اور اس دن صرٹ ایک پروردگار ہوگا۔ اور اُس کا نام "فرد الوحدہ" ہوگا (زکریا۔ باب ۱۴-۱۵ آیت ۹) ایشعیا نبی فرماتا ہے۔ باب ۲-۲ آیت ۲ و ۳۔ "آخری ایام میں ایسا ہوگا کہ خدا کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائیگا اور وہ پہاڑوں سے بلند ہوگا۔ اور تمام قومیں اس کی طرف جائیں گی اور بہت سے لوگ جائیں گے اور کہیں گے۔ آؤ ہم خدا کے پہاڑ (کرمل) کو جائیں۔ یعقوب کے خدا کے گھر کو اور وہ ہمیں اپنے طریقے سکھائے گا۔ اور ہم اُس کے راستوں پر چلیں گے۔ کیونکہ صہیون سے خدا کی شریعت اور یروشلیم سے خدا کا کلام نکلیگا۔" میکاہ نبی جی قریباً ایسے ہی لفظوں میں اس پیشگوئی کو دہراتے ہیں۔ زکریا نبی ۲ آیت ۲۰ سے ۲۲ تک) اُس زمانہ میں ایسے ہی حالات کا ذکر کرتے ہیں "رب الافواج نے فرمایا ایسا ہوگا کہ بہت سے لوگ اور بہت سے شہروں کے رہنے والے آئیں گے اور ایک شہر کے رہنے والے دوسرے شہر کے رہنے والوں کے پاس جائیں گے اور

کھینکے آؤ ہم جلد خدا کے سامنے جائیں اور رب الافواج کی تلاش کریں۔ میں بھی جاؤں گا۔ ہاں بہت سے لوگ اور ملامتور قومیں یوسلم میں رب الافواج کو ڈھونڈنے اور خداوند کے سامنے دغا مانگنے کے لئے آئیں گی۔“

کتاب مقدس کی بیٹھاریات میں سے یہ چند آیات ہیں جو اس بڑے واقعہ کی خبر دیتی ہیں جو آخری ایام میں ہونے والا ہے جو شخص ان آیات کو غور سے پڑھیں گا اور اس کا یہ ایمان ہوگا کہ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے سچ ہے تو معاً اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا۔ اگر خدا نے آنا اور اپنے آپ کو مخلوق پر ظاہر کرنا اور اس زمین پر اپنا گھر انا قائم کرنا ہے تو وہ کس طرح ظاہر ہوگا؟ کس طریقہ سے آئیگا؟ کہاں سے آئیگا؟ کب آئے گا؟ اور جب وہ آئیگا تو ہم کس طرح پہچان سکیں گے کہ وہ جو اس بات کا دعویٰ کرے آیا سچ کہتا ہے؟

بائبل مقدس ان تمام سوالات کے جواب نہایت مراحت سے دیتی ہے۔ بائبل مقدس میں لکھا ہے کہ خدا کو کسی نے نہیں دیکھا۔ محدود دل، محدود وجود جو ہر کو درک نہیں کر سکتا۔ مخلوق اپنے خالق کو ایسے ہی نہیں جان سکتا جیسے ایک بچی ہوتی چیز اپنے خالق کو نہیں جان سکتی۔

پس جب وہ آئیگا انسان اسے کس طرح پہچان سکیں گے۔ مرنے ایک ہی معقول راستہ ہے جس کے ذریعے ہم اسے درک کر سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ ہماری طرح انسانی شکل و صورت میں ہمارے پاس آئے۔ کیونکہ سوائے اس طریقہ کے اور ہم کسی طرح بھی اس کو پہچان نہیں سکتے۔ اگر وہ دائرۃ انسان سے باہر اور بالا ہوگا تو انسان اسے پہچان نہ سکیگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا انسان کی شکل میں آئے گا تو وہ زمین پر کس طرح پہنچے گا؟ کیا وہ اچانک پورے انسانی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے گا۔ بائبل مقدس میں لکھاتی ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ صاف لفظوں میں لکھا ہے (کرنیون ۱۶ آیت ۱۰)۔ ”آب اے مجاہدو! میں یہ کہتا ہوں کہ گوشت اور خون خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے۔“ پس ظاہر ہے کہ اس کا عوالم روحانی سے مادی جسم کے ساتھ اچانک اترنا بائبل مقدس کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ خدائی شریعت کے برعکس ہے اور سائنس اور عقل کے مخالف ہے۔ اصل میں اس معاملہ پر ہمیں زیادہ بحث مباحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بائبل مقدس میں صریح لفظوں میں لکھا ہے (۱ تیمتیا ۱ آیت ۶)۔ ”ہمارے لئے ایک بچہ پیدا ہوا۔ ہمیں ایک بیٹا دیا گیا۔ اور حکومت اس کے کندھوں پر ہوگی۔ اور اس کا نام عجیب، مشیر، قادر مطلق خدا۔ ابدی باپ اور امن کا شہزادہ ہوگا۔“

حضرت تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں ابدالآباد سے وہ ذات الہیہ اپنے اعلیٰ النفس کے بیچون تقدس میں غیب رہا ہے اور کچھ میں نہ آنے والی اپنی کینونت کے ناقابل رسائی راز میں ہمیشہ ہمیشہ تک چھپا رہے گا۔ ہزاروں نفس جن میں سے ہر ایک موٹی تھا طلب الہی کے سینا پر خدا کی یہ شیخ کرے والی آواز نہ کرے تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ مدہوش پڑے ہیں۔ لاکھوں ہی ہستیاں جن میں سے ہر ایک عیسیٰ صفت تھا اس اختلائی حکم کو من کر کرے تو میری ذات کو کبھی سمجھ نہیں سکتا۔ اپنے آسانی اعراض پر مایوس و بے اس کھڑے ہیں۔“

حضرت تبارک و تعالیٰ اپنی ایک مناجات میں فرماتے ہیں۔ ”میرے پیسے، اپوز کے لئے بڑے علم کی گہرائیوں کا اندازہ کرنا مجھے غیرت میں

ڈالتا ہے۔

ایک اور سنا بات میں جو آپ نے خود اپنے دست مبارک سے لکھی ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں: ”الہی جب میں اس تعلق کو دیکھتا ہوں جو تجھ میں اور مجھ میں ہے تو میں کل کائنات کو پکار پکار کر یہ کہنا چاہتا ہوں ”میشک میں خدا ہوں“ لیکن جب میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو میں اپنے آپ کو خاک سے بھی کمتر پاتا ہوں۔“

اب یہ بات رہی کہ پھر خدا کے اہل کی پیشین گوئی بابل مقدس اور قرآن شریف اور دیگر مقدس کتابوں میں لکھی ہے اس کا مطلب کیا ہے؟

کتاب الیقان میں حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں: ”چونکہ اس ذات قدیم کے عرفان کے دروازے ممکنات یعنی دنیا کی ہستیاں کے لئے بند ہیں۔ اس لئے وہ جو وہ کرم کا منبع پاک نوزانی جو اہر کو روحانی عوالم سے معزز انسانی مبسوں میں ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ اسی ازلی ذات اور ابدی جوہر کے آثار ظاہر کریں۔ یہ پاک آئینے اور اس کی ذات کو ظاہر کرنے والے اس آفتاب ہستی اور جوہر مقصود کے انوار و کمالات کو پوری طرح ظاہر کرتے ہیں۔ خدا کے سب نبی، اس کے سب پاک برگزیدہ اور مقبول رسول سب کے سب اس کے اسرار و صفات کے مجسمے ہوتے ہیں یہ پاک ہستیاں۔ یہ اصل آئینے جو ہمیشہ رہنے والے نور کو منعکس کرتے ہیں اس غیب الغیب کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہی نور موسیٰ میں تھا۔ یہی مریم میں۔ یہی محمد میں۔ یہی جبریل میں اور یہی سب خدا کے مظاہر میں تھا۔ یہ نور خدا کے ظہور کی حقیقت ہے۔ کلام جو اس شخصیت کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے وہ وحی ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں خدا کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔“

(عباس)

(باقی)

انیس حیات

جناب ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ فطری نے کتاب ”انیس حیات“ تالیف فرما کر اہل وطن پر ایک احسان کیا ہے۔ انیس حیات میں طبی صنعتی، اخلاقی، مہامین درج میں۔ ۵۵ بہترین نسخے جو مختلف امر میں میں نہایت کارآمد ہیں۔ ۲۵ مفید دستکاریاں۔ اخلاقی تعلیم کا اہم ترین خلاصہ۔ یہ سب چیزیں نہایت قابل قدر ہیں۔ ۶۰ صفحات حجم سائز ۳۰×۳۰ قیمت پانچ روپے۔ جناب صفت سے طلب فرمائیے

پتہ: جناب ڈاکٹر ایم ڈی فطری۔ ایوان احاطہ بجاولپور

اے طلبانِ الہی!

هُوَ الْعَلِيُّ الْعَالِيُّ الْعَلِيُّ

اے طلبانِ الہی! غارتخانِ ذلت سے گلشنِ معنوی کی جانب دوڑو۔ اور خاکِ دوستوں! روحانی گھر کا قصد کرو۔ جان کو خوشخبری دو کہ جاناں نے تاجِ ظہورِ سر پر رکھا اور گلزارِ قدیم کے دروازے کھول دیے۔ آنکھوں کو بشارت دو کہ دیدار کا وقت آپہنچا۔ اور کانوں کو خبرِ مسرت سنا دو کہ سننے کا وقت آگیا۔ بستیانِ شوق کے دوستوں کو مطلع کر دو کہ یارِ برسرِ بازارِ طہرہ نما ہے اور بہرِ ہوا سب کو آگاہ کر دے کہ محبوب نے مشرت بہ بارگاہِ ہونے کی اجازت دے دی۔

اے جمالِ جاناں کے عاشقو! غمِ فرقت کو سرورِ وصال سے بدل ڈالو اور زہرِ فراق کو شہیدِ امانت میں کھپا دو۔ اگرچہ آج تک عاشقِ طلبِ معشوق میں دوڑتے تھے اور حبیبِ محبوب کی جانب شتاباں تھے لیکن ان دنوں میں روحانی بریوں کی خدائی فعلِ نکلے اسبابِ چمکا کہ معشوق خود عاشقوں کو چاہتے لگا اور محبوب اپنے چاہنے والوں کو ڈھونڈتا ہے۔ اس فعل کو غنیمت جانو اور اس نعمت کو کم نہ سمجھو ہمیشہ اپنے والی نعمتوں کو ہاتھ سے نہ دو۔ اور شے والی چیزوں سے ہی دل لگائے نہ بیٹھے رہو۔ دل کی نگاہوں پر سے برق اٹھاؤ اور دل کی مینائی پر پڑے ہوئے پردے پاک کر دو تاکہ جمالِ محبوب کو بے حجاب دیکھو اور نہ دیکھا ہو اچھو اور نہ سوا ہو۔

اے طلبانِ فانی! گلزارِ اہلبیت میں وہ بھول کھلا ہے کہ اس کے سرور و تمام بھول خار اور اس کے سامنے جو ہر حال بیچ ہے۔ جان و دل سے جوش و فروغ کے ساتھ نعرے لگاؤ اور رُوح کے ذریعہ آجیات ہیرو اور خد ہی سے کوشش کرو کہ کہ تم بستیانِ وصال میں آپہنچو اور محلِ بے مثال کی خوشبو سونگھو اور بقائے بیروال سے حصہ پاؤ اور اس جہنمِ صبا کے خوشگوار جھونکے سے بے خبر نہ رہو اور اس پاکیزہ خوشبو سے روحانی سے محروم نہ رہو۔ نصیحتِ بیڑیوں کو توڑتی ہے اور زنجیرِ جنونِ عشق کو حرکت دیتی ہے۔ دلوں کو دلدار تک پہنچاتی۔ ندر جان کو جاناں کے سپرد کرتی ہے۔ نفس کو توڑتی ہے اور طائرِ روحانی کی مانند استہیانِ قدس کا قصد کرتی ہے۔ کس قدر راتیں گزر گئیں اور کتنے ہی دن طے گئے اور بہت سے وقت آخر کو سپینچے اور بہت گھڑیاں انتہا تک آگئیں اور دنیائے فانی میں مشغول ہوئیے سوا تم ایک دم بھی ذرہ کم کوشش کرو تاکہ یہ باقی ماندہ چند سانس برباد نہ ہو! عرب کی ہلکی ماند لہرِ رجا کی اور سرخا کی بھولنے پر جا پڑ گئیے۔ چارہ کار ہاتھ سے جاتا رہا اور سائے کام قابو ہی باہر ہو جائیے۔ شیخ بقائے فناؤں کے دشمن اور بدستور ہوئی استہنامِ فانی پر نہ کو جلا دی۔ اسے پردہ لگانے پر بدادرو اور اس آگ پر گر جاؤ۔ اے عاشقانِ لڑلِ دجانِ معشوق کے قریب آؤ اور قریب محبوب کے پاس نہ دیکھ کر سپینچو جس ستورے سے سر و حجابِ ثانی پر پہنچا اور جلوہٗ اراجِ مقدس کو وصال کی آواز دیتا ہے۔ اس کی طرف رخ کرنا لوں کا متوجہ ہو نا کیا ہی

پایہ سب دی

دنیا کی مشکلات کا حل

اگر بے دینی کا عام مظاہرہ ہے یعنی روحانی قحط ہے تو دوسری طرف جھوک جھوک "روٹی روٹی" کی صدا میں ہر سمت سے بلند ہیں۔

جنھیں رہنے کو محل میسر ہیں اور کھانے کو جو چاہیں اور جب چاہیں۔ مگر کیا انھیں امن و سکون حاصل ہے؟ جواب نفی میں ہے اور موجودہ جنگ اس پر شاید ناطق ہے۔

پیٹ بھر کر مست ہو جانے والے اور بھوکوں کی بھوک کا خیال نہ کرنے والے سوچیں کہ ہمارے بھوکے بھائیوں کی صدیاں کہیں دراجابت کو تو نہیں کھٹکھٹاتی ہیں۔ اور وہ وقت قریب تو نہیں آگیا جس کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو ان الفاظ میں تنبیہ کیا جا رہا ہے

بترس از آلودہ مظلوماں کہ ہنگام دفع کردن

اجابت از در حق بہر استقبال می آید

مذہبی مشکلات اور ان کا حل

ایک اور بڑی چیز جو امن عامہ میں خلل ہے وہ کسی مذہب کی غلط حمایت اور بے جا جوش ہے۔ ہمارے خیال میں اہل مذاہب کو اتحاد مذاہب کے لئے انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ مذاہب میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو مذاہب کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا چاہتے ہیں۔ یا اس قدر

آج دنیا جس طرح گوناگون مشکلات میں مبتلا ہے اس کی نظیر قرونِ اولیٰ میں نہیں ملتی۔ جس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ آج کی مشکلات کو سمجھانے کے لئے قدیم مشکلات کے حل قطعی بیکار ثابت ہو رہے ہیں اور دنیا کے ہر گوشہ سے "نظام جدید" "دور جدید" کی آوازیں آرہی ہیں دنیا بھر کے مذہبی۔ سیاسی لیڈر موجودہ مشکلات کے کچھالنے میں سر تاپا کوشش نظر آ رہے ہیں۔

مستند امر ہے کہ عصر حاضر اپنی ایسی پر شوکت قوت و قدرت سے آشکار ہوا ہے کہ اس کی نظیر ازمنہ گذشتہ میں نہیں ملتی۔ مذہبی، تمدنی، سیاسی شعبوں نے ایسی جدید ترین صورتیں اختیار کر لی ہیں کہ ایک ہی مذہب کے ماننے والوں میں قدیم اور جدید عقائد میں اتحاد ناممکن ہو رہا ہے۔ سیاسی لوگوں کے قدیم اور جدید نظریات کے اختلافات بصورتِ جنگ نوعِ بشر کا خاتمہ کئے جا رہے ہیں۔ قدیم اور جدید تمدن باہم متحد ہوتے نظر نہیں آتے۔ قدامت چاہتی ہے کہ جذت کے پاؤں نہ جمنے دوں۔ جذت کہتی ہے کہ قدامت کا یہ آخری سانس ہے۔

چونکہ جذت اور قدامت کی کشمکش نے قدیم سیاست اور تمدن میں ایک حیرت انگیز تغیر پیدا کر دیا ہے اس لئے ضروریات کی کڑیاں طولی اور کڑی ہو گئی ہیں۔ ایک طرف

مذہب سے بیگانہ ہیں کہ وہ نام کے مذہبی انسان ہیں۔
اول الذکر تو مذہب سے اس لئے بیزار ہیں کہ ہر مذہب نے دنیا میں کشت و خون کا بازار گرم کیا۔ اور مؤخر الذکر مذہبی دیوانگی میں دوسروں پر اس لئے قاتلانہ اقدام کرتے ہیں تاکہ عوام یکجہیں کہ ان میں مذہبی غیرت باقی ہے۔ اگرچہ مذہب کا ان سے دور کا بھی تعلق نہ ہو۔

مذہب سے متنفرد نفوس کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہئے کہ مذاہب کے باقی قابل احترام تھے۔ انھوں نے نوع انسان کے لئے امن و سکون کے راستے صاف کئے۔
نوع انسان کو ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے اپنا حق من وھن نشانہ کر دیا۔ تاکہ نوع بشر عذرا و قار کی چوٹیوں پر پہنچے۔ کیا ایسے وجود جنھوں نے مخلوقوں کی حمایت کی، خالوں کے ظلم کا مقابلہ کیا، نوع انسان کو ذلیل خیالات سے ہٹا کر انسانی وقار کی جانب زحمت متوجہ کر دیا۔ بلکہ اس صدقوں کی حمیت سے انسانی وقار کا ظہور بھی شد و مد سے ہوا، قابل احترام نہیں؟
دوسرا گروہ جو مذہبی تشیم سے قطعی نا بلند ہے انھیں تعلیم دینا ضروری ہے تاکہ وہ مذہب جیسی نورانی شے سے منور ہوں اور بیجا جوش اور تعصب کو استعمال میں لا کر خلقِ خدا کی ہلاکت اور تباہی کا باعث نہ ہوں۔

ایمنی میں اگر مذہب کے تیسرے گروہ کا ذکر کیا جائے تو بیجا ہوگا۔ یہ وہ گروہ ہے جو اپنے آپ کو دین کا عالم کہتا ہے۔ ہمیں بھی دگر وہ ہیں۔ ایک دین کو صحیح سمجھنے والے اور دوسرے کو غلط سمجھنے والے۔ چونکہ دین انسان کو نیکی، پاکیزگی اور امن و سکون کی تعلیم دیتا ہے اور مرد و زمانہ کی وجہ سے وہ حالات ہمیشہ نہیں رہتے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ

از سر نو حالاتِ زمانہ کے مطابق قانون وضع ہوں۔ ہر زمانہ میں دین کے کچھ فہم عالموں نے ہر دین کے باقی کو یہی کہہ کر قتل و کربلا کر دیا کہ ہمارا دین کامل ہے۔ ہمیں کسی دوسرے دین کی ضرورت نہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ زمانہ بدلتا رہتا ہے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں اور تبدیلی حالات کے ماتحت نئی نئی مشکلات پیش آتی رہتی ہیں۔ مگر قانونِ دین کے متعلق یہی نظریہ ہے کہ یہ لا تبدیل ہے۔

نتیجہ ہوتا ہے کہ حالاتِ زمانہ کے ماتحت اس دین کی کتاب میں کڑ کوئی کچھ ہتھکا کرنا ہے۔ کوئی کچھ نکالتا ہے۔ اور پھر یہ نقشہ ہوتا ہے کہ شہ پریشاں خواب من از کثرت تعبیر

قوم مختلف گروہوں میں بٹ کر غنا و فساد کی آماجگاہ بن جاتی؟ اور وقار انسانی سے گر جاتی ہے اور اس کی ترقیات رو بہ تنزل ہو جاتی ہیں۔ اور قوم ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ مگر نظریہ یہی ہوتا ہے کہ یہی دین کامل ہے۔ ہمیں کسی دوسرے دین کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ وہ دین خود فرقوں میں بٹ کر معدوم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور دینِ اوعل کا نام ہی نامِ زبانون پر رہ جاتا ہے۔ یہ وہ ذہنی تربیت ہے جو خواص و عوام کے لئے ضروری ہے۔ یعنی بجائے مذاہب کے تنفر کے ہر ایک مذہب کے انبیا کا احترام کیا جائے۔ اور عوام کے دل میں بانیانِ مذاہب کی عظمت کا سکہ بٹھایا جائے تاکہ آئے دن کے فساد کا خاتمہ ہو جائے جو نوع بشر کے امن و سکون میں مغل ہے۔

جہالت اور اس کا دھمیت

دوسری چیز جو نوع بشر کے امن و سکون میں مغل ہے وہ جہالت ہے جسے علم کی کوششی سے دور کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ لازمی طور پر اپنے بچے، بچوں کو تعلیم دلائے تاکہ وہ صحیح بات سمجھنے کے قابل ہوں۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ

اور دنیا بھر کے مدارس میں ای زبان کی تعلیم ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وحدتِ لسانی کے سبب ساری دنیا ایک ہی کنبہ نظر آجی جو باعثِ اتحاد و یکجہت اور افزونی امن و سکون ہوگا۔ اور دنیا مختلف زبانوں کی تحصیل و اشاعت کے بھاری بوجھ سے بکدوش ہو جائے گی۔

غلامی آزادی

غلامی نوعِ بشر کے لئے ایک بد خدا داغ ہے۔ بشر کا بشر کو بچ کھانا۔ اس امر کے مُرادت ہے کہ ہم اپنے بھائی کی حیثیت ایک بھیڑ بکری سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ مگر شکر ہے کہ یہ رسم دنیا سے اٹھتی جا رہی ہے۔

مگر غلامی یہی نہیں بلکہ اور بھی کئی قسم کی غلامیاں ہیں۔ اور سب کی سب غلامیاں نوعِ بشر کو پست حالی کی جانب لے جاتی ہیں آزادی و جدان اور زمین کی دشمن ہونے کی وجہ سے نوعِ بشر کے امن و سکون میں خلل ہیں۔ مثلاً ذہنی غلامی یعنی جو کچھ ہمارے بڑوں نے کہہ دیا وہی صحیح ہے۔ ہمیں اس امر کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی ذہنی غلامی انسان کو اضعاف اور خجانی کی قبولیت سے باز رکھتی ہے اس لئے چاہئے کہ ہر ایک بات کو جہانگیرِ علم و عقل کا تعلق ہے خود اچھی طرح سمجھا جائے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہ بات جسے ہم اپنے بڑوں کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ صحیح نہ ہو۔

علیٰ حُذا سیاسی غلامی: سیاسی غلامی پرانی شل تمس کی لامٹی اس کی بھینس کی قدیم یادگار ہے۔ عصرِ حاضر میں جھولے بڑے بیدار ہوتے جا رہے ہیں کہ ہر ایک ملک کے باشندوں کو اپنے اپنے ملک میں آزاد نظام کا مالک ہونا چاہئے اور اس آزادی کے ہوتے ہوئے جملہ آزاد نظاموں کو ایک بین الاقوامی عدالت قائم کرنی چاہئے جو اپنے لئے قوتِ اجرائیہ کی زبردست طاقت رکھتی ہو

ایسا نہیں جس میں تعلیم کام نہ دیتی ہو۔ بالخصوص لڑکیوں کی تعلیم نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ کیونکہ وہ آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ہیں۔ بے علم انسان خود ہی اندھا ہوتا ہے بلکہ اپنے اندھے پن کی وجہ سے دوسروں کے لئے بھی خلل امن و سکون مہماتا اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ لازمی تعلیم کے لئے بے مدکوشش کریں۔

افلاس اور اس کا علاج

افلاس بھی امن و سکون انسانی میں بہت حد تک ملنے ہے کمزور انسان اس بلا کے اھتوں تنگ آکر چوری۔ ڈاکہ، بدعہدی بدظنی، بددیانتی وغیرہ صفاتِ زلیہ کو اختیار کرتا ہے اور امن و امان اور وقارِ انسانی کے لئے بد خدا داغ بن جاتا ہے۔ اس لئے تعلیم و علم کے سلسلہ میں کوئی زکوٰۃِ صنعت و حرفت سکھانے کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔ اور موجودہ تعلیم میں صنعت و حرفت کا عنصر غالب ہونا چاہئے تاکہ ہر بچہ حالتِ بونوع کو پہنچنے پر ثروت کی تیج پر ہو۔ اور اہل دنیا کے لئے پریشانی کا سبب نہ ہو۔

تقصیبات اور ان کی بچگینی

مذہبی تعصبات کے علاوہ اہل دنیا میں تعصبات کی ایک اور طویل زنجیر ہے جو نوعِ انسانی کے امن و سکون میں خلل ہے۔ مثلاً نسلی تعصب۔ لسانی تعصب۔ لونی تعصب۔ قومی تعصب۔ یعنی جاہانی کو چینی سے عداوت ہے۔ عربی زبان سے سنسکرت و ان کو نفرت ہے۔ سمورا کالے کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ چٹھان موچی کو ذلیل سمجھتا ہے۔ ان تعصبات کو کسیر اکھا دینا چاہئے۔ ممالک کی نرضی لکیریں باعثِ عداوت نہیں ہونی چاہئے۔ زبانیں محض افہام و تفہیم کا ذریعہ ہیں۔ کسی قوم کی خاص زبان ہونے سے وہ قوم نوعِ انسان سے خارج نہیں ہو جاتی۔ بلکہ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ دنیا کے مفکرین دنیا بھر کے لئے ایک زبان تجویز کر لیں۔

یہ سترہ امر ہے کہ دنیا میں جینگ فاتح اور مستوح، غالب اور مغلوب کا سوال باقی ہے نوع بشر میں امن و سکون نامکن ہے ایک مین الاقوامی عدالت، ایک سکہ، ایک زبان تمام دنیا میں جاری ہو جانی چاہئے۔ تاکہ نوع بشر مختلف قسم کی غلامیوں سے رانی پائے اور امن و سکون انسانی جلوہ گر ہو۔

(اسیم بلے صمدانی)

اس مین الاقوامی عدالت میں اقوام کے مقدمات انفصال پلاکیں جلد مالک کی از سر نو حدود بندی ہو جانی چاہئیں۔ تاکہ کوئی ملک دوسرے ملک پر حملہ نہ کرے پائے۔ خلاف ورزی کی صورت میں توثیج اجرائیہ کو کام میں لایا جادے۔ اور اس طرح اہل دنیا کو جنگ کی مشکلات اور اس کے بھاری اخراجات سے بیکدوش کر دیا جائے۔

نیا نظامِ عالم جلد رونما ہو جائے گا

ٹھیکین نہ ہو اور خوف نہ کر۔ معتریب خدا زمین کے خزانے برپا کرے گا۔ یہ خزانے وہ لوگ ہیں جو تیرے ذریعے اور تیرے اُس نام کے ذریعے تیری مدد کریں گے جس سے خزانے عارفوں کے دلوں کو زندہ کر دیا ہے۔ (ترجمہ)

چار جیسے کی قید کے بعد آپ کو رہا کر دیا گیا اور ستمبر ۱۹۴۷ء میں آپ کو ایران سے بغداد بھیج دیا گیا۔ یہاں پہنچ کر آپ نے اٹھارہ فرمایا کہ جو ہادی و رہنما آئے والا تھا اور جس کا سب قومیں انتظار کر رہی تھیں وہ میں ہوں۔ آپ نے تمام جہان کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے تمام جہان کے لوگو! تم سب ایک ہی رحمت کے پھل اور ایک ہی شمع کے پتے ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب قومیں ایک ہو جائیں۔ تمام انسان بھائی بھائی بن جائیں۔ سب لوگوں میں محبت و اتحاد کے رشتے مضبوط ہو جائیں۔ مذہبی اختلافات اور قومی جھگڑے درمیان سے اٹھ جائیں۔

حضرت بہاء اللہ ایران کے دارالسلطنت طہران میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد میرزا عباس نوری حکومت میں وزیر تھے۔ بہاء اللہ جب ۱۳-۱۴ برس کے ہی تھے کہ اُن کی دانائی کا شہرہ تمام ملک میں ہو گیا۔ جب ۲۲ برس کے ہوئے، ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اور انھیں عہدہ وزارت پیش کیا گیا۔ لیکن انھوں نے قبول نہ کیا۔

۱۸۶۳ء میں حضرت سید علی محمد باب کے دعویٰ ہدایت سے تمام ایران گونج رہا تھا۔ حضرت بہاء اللہ نے بھی حضرت باب کی تصدیق فرمائی۔ جس کی وجہ سے حضرت بہاء اللہ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں حضرت بہاء اللہ کو طہران کے زمین دوز قید خانے میں رکھا گیا۔ تو ایک رات عالمِ رویا ہوا حضرت بہاء اللہ کو یہ عجیب آواز سنائی دی :-

”ہم تجھے تیرے ذریعے اور تیری قلم کے ذریعے مدد پہنچائیں گے۔ جو کچھ مصیبت تجھ پر آئی ہے اس سے

نصیحیں فرمائی ہیں۔ چنانچہ سورۃ ملک میں فرماتے ہیں:-
 اے بادشاہانِ روئے زمین! خدا سے ڈرو اور ان
 حدود سے تجاوز نہ کرو جو خدا نے اپنی کتاب میں تمہارے
 لئے مقرر فرمائی ہیں۔ خوب ہوشیار رہو۔ خبردار!
 حد سے تجاوز کرنے والے نہ ہو جانا۔ خبردار! کسی پر
 رائی برابر بھی غلظت نہ کرنا۔ عدل کے راستے پر چلتے رہنا
 کہ یہی حقیقت میں راہِ راست ہے۔“

بادشاہوں کو عام خطاب کے علاوہ حضرت بہاء اللہ نے خاص
 خاص شاہانِ عالم کو خصوصی طور پر مخاطب فرمایا۔ جن کے نام یہ ہیں:-
 (۱) نیپولین تھو شہنشاہِ فرانس (۲) انگلینڈ دوم نارویس
 (۳) ملکہ وکٹوریہ شہنشاہِ انگلستان (۴) ولیم اول شہنشاہِ جرمنی
 (۵) فرانسس جوزف شاہِ آسٹریا (۶) عبدالعزیز سلطانِ ترکی
 (۷) ناصر الدین شاہِ ایران (۸) پارس نسلیم پوپِ غلم روم۔
 بادشاہوں کے نام یہ تمام الواح اصل اور ترجمہ دونوں
 صورتوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ ان الواح میں نئے نظامِ عالم
 کے لئے نہایت مفصل ہدایات ہیں۔ یقیناً دنیا کا نیا دور چلا
 آ رہا ہے اور جدید نظامِ عالم جلد رونما ہونے والا ہے۔

خوش خبری

کتابِ بنیادِ علمی چھپ کر برائے فروخت تیار ہے۔ یہ کتاب
 ہلاک سے بچائی گئی ہے اور دونوں میں ہے۔ متن کے نیچے تحتِ لفظی
 ترجمہ اردو میں دیا گیا ہے۔ اس میں غازی اور مختلف مواقع کی مشائخاتیں وغیرہ
 درج ہیں۔ پاکٹ سائز کی ہے۔ قیمت ۱۲ روپے کتابِ علاوہ واک فریج
 سیاتی پیشکش کی سیاتی ال گراچی۔ ویپ چندا ہوا روڈ۔ بندر روڈ پشپٹ

تیار کن جنگیں برطرت ہو جائیں۔ یہ محکمشے۔ یہ لڑائیاں
 یہ خونریزیایں ختم ہو جائیں۔ تمام لوگ مل کر ایک خاندان کی طرح
 زندگی بسر کریں۔

حضرت بہاء اللہ بغداد میں آنے کے بعد دو سال کردستان
 میں پلے گئے۔ دس سال بغداد میں مقیم رہے۔ پھر ایران اور
 ترکی دونوں حکومتوں نے بل کر آپ کو قسطنطنیہ رکھنے کے بعد
 آپ کو ایڈریانوپل پہنچا دیا۔ جہاں چار سال اور دو ماہ رکھا گیا۔
 پھر وہاں سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مشرقِ وسطیٰ میں عسکریہ
 بسٹان پہنچا دیا گیا۔ جہاں آپ اپنے یومِ رحلت یعنی ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء
 تک مقیم رہے۔

حضرت بہاء اللہ نے دورِ جدید کے لئے جو پروگرام دیا ہے
 وہ بارہ بیانی اصول کے نام سے مشہور ہے جس کا اختصار
 یہ ہے کہ (۱) تمام مذاہبِ حقیقت میں ایک ہیں (۲) تمام پیغمبر
 یا اوتار ایک ہیں (۳) تمام اقوامِ عالم ایک ہی قوم ہیں (۴) نبی
 ملکی۔ قومی۔ نسلی۔ جنسی اور لسانی تعصبات قطعاً ترک کر دینے جائیں
 (۵) تمام اقوامِ عالم کے حقوق میں مساوات ہونی چاہئے (۶)

عورت مرد کے حقوق و مراتب میں برابری ہونی چاہئے (۷) دین
 اور سائنس میں اتحاد ہونا چاہئے (۸) دین محبت و الفت کا موجب
 ہونا چاہئے (۹) تعلیمِ جبریہ اور عالمگیر ہونی چاہئے (۱۰) کار و بار
 سب پر فرض اور عینِ عبادت ہے۔ گداگری حرام ہے (۱۱) تمام
 دنیا میں ایک زبان اور ایک رسم الخط ہونا چاہئے (۱۲) تمام
 جہان کے لئے ایک بین الاقوامی محکمہ عدالت قائم ہونا چاہئے۔
 جو اقوامِ عالم میں امن و امان کا ذریعہ ہو۔ حضرت بہاء اللہ نے
 عالموں۔ حاکموں۔ فلسفیوں اور ہر طبقہ کے لوگوں کو بار بار خطاب
 کر کے احکام دیئے ہیں۔ تمام جہان کے بادشاہوں کو بہت سی

یوم موعود یا عصر جدید

جس قدر نبی ہوئے خدا نے سب کی زبانی ان دنوں کی خبر دی تھی
(اعمالِ رسول)

تمام اہل مذاہب اس دور جدید کے منتظر تھے۔ بلکہ اہل مذاہب سے گزر کر وہ لوگ جو صرف نیچر پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ بھی اُصولاً اس زمانہ کے شائق تھے۔ کیونکہ قانون ارتقاء کے لحاظ سے وہ دنیا کے نئے دور ترقی کا آنا لازم سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ یہ زمانہ سب کا موعود زمانہ ہے۔ طبعیینِ نیچر کا قانون کی رو سے اور البتہ ان وعدہ خداوندی کے مطابق اس زمانہ کا انتظار رکھتے تھے آج وہ مبارک زمانہ آگیا۔ اہل یقین سہرت سے بکا۔ آئے ہیں کہ خدا کا شکر جس نے اپنا وعدہ ہمارے سامنے پورا کیا۔ مگر افسوس۔ اہل حجاب ابھی تک پردہ غفلت میں بیٹھے ہوئے کبہ رہے ہیں کہ یوم موعود ابھی نہیں آیا۔ اور نہ معلوم کب آئیگا۔

اليوم الحق

یوم یقوم التَّوَجُّعُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ اِلَّا مَنْ اُذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۔ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ۔

خدا فرماتا ہے جس زمانہ میں روح حق کا ظہور ہوگا اور وہ نفوسِ فاسدہ جو اطاعتِ حق میں ملکہ تانہ رکھتے ہوئے متحدہ و متفق ہو کر کھڑے ہوں گے اور جن جن کی تائید فرمایا گیا اور جو راست ہوئے وہی حقیقت آمیز کلام کر سکیں گے۔ یہ روزِ حق ہے۔

یہ زمانہ جس میں ہم موجود ہیں ایک عجیب زمانہ ہے۔ یہاں زمانہ کی خبر مقدس کتابوں اور پیغمبروں نے دی تھی۔ یہ زمانہ اپنی شان میں بے نظیر ہے۔ اس زمانہ میں علوم و معارف عام ہو رہے ہیں۔ وہ وہ ایجادات و انکشافات ظہور پذیر ہیں جن کی مثال دنیا کی آنکھ نے نہ دیکھی۔ انقلابات اس زور شور سے ہو رہے ہیں کہ ہر روز دنیا کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ مادیات و جسمانیات میں نیرنگی ہے۔ عقلیات و روحانیات میں تہجد اور ترقی ہے۔ پرانی زمین مٹ رہی ہیں۔ نئے احکام نافذ ہو رہے ہیں صفت و حرمت میں نئی جان ڈالی جا رہی ہے۔ تجارت میں نئے محمول جاری ہو رہے ہیں۔ مذہب اپنا ٹپنا لباس اتار کر نئی خلعت پہن رہا ہے۔ عقل ترقی کر رہی ہے اور یہ سب کچھ اتفاقی نہیں ہے بلکہ قدرت کے باقاعدہ پروگرام کے مطابق ظاہر ہو رہا ہے۔ کلامِ خدا میں اس دورِ حاضر کے بہت سے نام اور القاب وارد ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند ہم یہاں ذکر کرتے ہیں

اليوم الموعود

وَالسَّامَاءُ ذَاتُ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمُ الْمَوْعُودُ وَشَهِدُوْهُ
مَشْهُودٌ (پت)

اليوم الموعود یعنی وہ زمانہ جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ ابتداء

یومِ حق سے مقصود یہ ہے کہ اس کے وقوع کو کوئی روک نہیں سکتا۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ موعودِ حق حضرت بہار اللہ کے ظہور سے جب یہ روزِ حق شروع ہوا تو پڑی پڑی سلطنتوں اور قوموں نے اس کے وقوع کو روکنا چاہا۔ مگر تمام دنیاوی طاقتیں پامال ہو گئیں اور یہ دور شروع ہو کر ہرگز نہ ڈکا۔ بلکہ عالمگیر ہوتا جا رہا ہے۔ اس دورِ حق کو روکنے والی سلطنتیں ختم ہو گئیں مگر یہ دورِ جدید روز بروز اپنا نازہ اور نرالا اور وسیع اثر دنیا پر ڈالتا جا رہا ہے۔ یہ یومِ حق ہے ہے کوئی طاقت باطل نہیں کر سکتی اور حقیقت شناس اس یومِ حق کو شناخت کر کے اس کے دائرہ اثر میں آتے اور اس کے انوار سے معمور ہوتے جا رہے ہیں۔

یومِ الشّلاق

رفع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح من امرہ
علیٰ من یشاء من عبادہ لیسئلہم یوم الشّلاق یوم ہم
بارزون (رومن ۷۷)

خدا بڑے درجات عطا فرمانے والا ہے۔ صاحبِ عرش پر
میں بندے پر چاہتا ہے اپنے امر کی روح ڈالتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو
روزِ ملاقات کے لئے تیار کرے۔ جبکہ تمام انسان اپنے کمالات میں
ظاہر ہو گئے۔ یومِ الشّلاق کے سنی ہیں اپنے کائنات میں مقصد یہ ہے کہ
اس وقت انسان کو لغائے الہی حاصل ہوگی۔ فرماتا ہے
یا ایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحاً فلعلّک
اسے انسان! تو اپنے رب کے لئے سخت کوشش کر رہا ہے۔ آخر
تو اپنے رب سے ملاقات کر لیجے۔

من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ (الان)
جو کوئی خدا کی ملاقات کا آرزو مند ہے (اُسے بشارت ہو) کہ
خدا کا وقت یقیناً آئے والا ہے۔

ظاہر ہے کہ ذاتِ غیب جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور عقلیں
اس کی کنزِ ریاضت کرنے سے قاصر ہیں، اس کی تعاد تو محال ہے۔ ہاں
اس کی تعاد یہی ہے کہ اس کے منظرِ ظہور کی لقاء انسان کو حاصل ہو۔
کیونکہ خدا کی تمام تخلیقات بواسطہ مخلوق ہی نفرتا کرتی ہیں۔ یہ قانونِ کلی ہے

یومِ حق سے مقصود یہ ہے کہ اس کے وقوع کو کوئی روک نہیں
سکتا۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ موعودِ حق حضرت بہار اللہ کے ظہور سے
جب یہ روزِ حق شروع ہوا تو پڑی پڑی سلطنتوں اور قوموں نے
اس کے وقوع کو روکنا چاہا۔ مگر تمام دنیاوی طاقتیں پامال ہو گئیں اور
یہ دور شروع ہو کر ہرگز نہ ڈکا۔ بلکہ عالمگیر ہوتا جا رہا ہے۔ اس دورِ حق
کو روکنے والی سلطنتیں ختم ہو گئیں مگر یہ دورِ جدید روز بروز اپنا
نازہ اور نرالا اور وسیع اثر دنیا پر ڈالتا جا رہا ہے۔ یہ یومِ حق ہے
ہے کوئی طاقت باطل نہیں کر سکتی اور حقیقت شناس اس یومِ حق
کو شناخت کر کے اس کے دائرہ اثر میں آتے اور اس کے انوار سے
معمور ہوتے جا رہے ہیں۔

یومِ عظیم

ذیلُ الذّٰین کفروا من مشہد یوم عظیم یوم یاتوننا
لکن الظّٰلمون الیم فی ضلال مبین ہ

وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں آپ پر جلوہ گاہِ یومِ عظیم سے انہوں
ہے جبکہ وہ لوگ ہمارے منور میں آئینگے پرستگارِ سوفتِ نایاں
گمراہی و سرگمی میں گرفتار ہیں۔ اس دور کی غفلت کا ہی اثر ہے کہ تم
اہلِ عجب و مبہوت و مگرشتہ ہیں۔ جیسے آفتاب کی تیز کرنوں سے آنکھیں
چکاچوندہ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح آج آفتابِ ظہور سے لوگوں کی بصیرت
متحیر ہیں قرآن مجید میں فرمایا ہے:-

حتیٰ اذا فطحت یا جوج و ما جوج و هم من کل حداب
ینسلون ہ واقتراب الموعد الحق فاذا همی شاخصۃ
ابصار الذّٰین کفروا

یا جوج و ما جوج دنیا میں پھیل جائیجے اور وعدہِ حق قریبِ ظہور
ہوگا تو اہلِ عجب کی آنکھیں جھٹ سے مات و مبہوت ہو کر رہ جائیگی

اسے رسول اہم نے قرآن مجید پر نازل کیا تاکہ تو کہہ اور اس کے اور دیگر کو انجام سے ڈرائے اور تاکہ تو لوگوں کو یوم الحج میں ٹھوکر کھانے سے ڈرائے۔ یہ یوم الحج یقیناً آنے والا ہے۔

یوم الحج کے معنی ہیں اکٹھے ہونے کا زمانہ۔ سورہ زمانہ میں ہر جہیں ہم تم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں متفرق قومیں جمع ہو رہی ہیں۔ اللہ الگ پڑے ہوئے ملک جمع ہو گئے۔ نوری انسان ایک ہی میدان میں جمع ہے۔

اس یوم الحج میں عالم انسانی کی ایک مشترکہ بزم اتحاد قائم ہو رہی ہے جس میں تمام قوموں اور ملکوں کے قائم مقام اکٹھے ہو رہے ہیں اور اتحاد عالم کی کوشش کر رہے ہیں اور نئے نظام کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس یوم الحج میں نوری انسان کے مجمع ہونے کی بہت سی راہیں کھل گئی ہیں جن میں سے یہ بھی ایک ہے کہ انسان مہربانی سے آج تمام دنیا سے بات چیت کر رہا ہے بلکہ جن سے باتیں کرنا ہے انہیں دیکھ بھی سکتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آج ہر شعبہ میں ایک نئی اجتماعی کیفیت نمودار ہے۔ سب اہل علم اس زمانہ کو عظیم الشان دور اجتماعیت کہتے ہیں۔

یوم التغابن

یوم مجبکہ لیوم الجمع ذلک یوم التغابن (سورہ تغابن) جبکہ خدا انھیں سیل ملاپ کے زمانہ میں اکٹھا کرے گا۔ یہ تغابن کا وقت ہو گا۔ تغابن کے معنی نقصان و خسران ہیں۔ مقصد یہ کہ سیل ملاپ کے زمانہ میں جب انسانوں کو بٹایا جائیگا تو بہت لوگ ہونگے جو سیل ملاپ کو چھوڑ کر قومی نسلی، ملکی اور فرقہ وارانہ تعصبات و فسادات میں مصروف ہو گئے۔ یہ لوگ نقصان و خسران اٹھائیں گے تغابن کے معنی ایک دوسرے کے حقوق غبن و غصب کرنے کے

یوم التلاق یعنی روز ملاقات میں شیدائے حق انسان نے جلوہ حق کھیا اور دیکھ رہا ہے اور منکرین دید سے محروم ہے جیسا کہ مقرر تھا۔ کَلَّا وَهَمَّ عَنْ دَقْبِهِ يَوْمَئِذٍ يَخْبُونَ ۝ مَنكِرِينَ مَنَ وَ دَقَّتْ دِيَارُ يَوْمَئِذٍ رَّا رُءُوسَهُمْ حَرُّ مَ عَرُومَ رَمِيں گے۔

یوم التلاق کے معنی ہیں سیل ملاپ کا زمانہ۔ آج وہی سیل ملاپ کا زمانہ آگیا ہے جس کی تیاری ہزار ہا سال سے ہو رہی تھی۔ اور جو دنیا کے جہل کا زمانہ ہے۔ اور یہی نوع انسانی کے باغ کے پھل لانے کا وقت ہے اس یوم التلاق میں تمام دنیا اہم مل کر ایک آبادی ہو گئی ہے۔ محل نقل کے وسائل آسان ہو گئے ہیں۔ سفر کے رستے کھل گئے ہیں۔ مشرق مغرب سے اور مغرب مشرق سے مل گیا ہے۔ جنوب و شمال متحد ہو گئے ہیں۔ وہ قومیں جو کبھی آپس میں نہ ملتی تھیں اب بے تکلیف ہو رہی ہیں نسلی فخر جو سیل ملاپ میں سب سے بڑی روک تھا دنیا سے ہٹ رہا ہے جہل و ہزاروں برس سے مجہوت بھجات کے پتھر میں پڑے ہوئے تھے اب وہی جہنم سے آزاد ہو رہے ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم سے ایسی وابستہ ہو گئی ہے جیسے گھنے رشتوں کی شاخیں آپس میں ایک دوسرے کو پکڑ لیتی ہیں۔ رشتہ از دواج محدود خاندانوں سے آگے بڑھ کر نوع انسان میں عام ہوتا جاتا ہے۔ مذہب کے اختلافات فنا ہو رہے ہیں۔ اتحاد مذہب کی روح۔ دلوں اور دماغوں کو سرور کر رہی ہے۔ وقت آ رہا ہے جبکہ اختلافات عموماً ناپود ہو جائیں گے اور سیل ملاپ دلوں کو ایک کر دیگا۔ سب انسان ایسے مل کر بیٹھے جیسے ایک خاندان کے افراد متحد ہو کر رہتے ہیں۔

یوم الجمع

لَتَنذِرُ أُنْمُ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرُ يَوْمَ الْجُمُعِ
(لاریب فیہ (شوریع))

یوم الحسرة

وانذره يوم الحسرة اذ قضى الامر وهم في غفلة
وهملوا يحضون (مریم ۸)

اے رسول! انہیں روزِ حسرت سے ڈرائیے جبکہ امر کا فیصلہ
کر دیا جائے گا۔ اور وہ غفلت میں ہی پڑے ایمان سے بے نصیب
رہ جائیں گے۔

یوم الحسرة۔ آہ! کس قدر ذرّے چھا رہا ہے۔ ایک عالم ہے
جو عذابِ حسرت میں گرفتار ہے کذلک برہمید اللہ اعالمہم
حسرت علیہم ان کے کام ان کے لئے حسرت کا موجب بن رہا
ہیں۔ قوم کو حسرت کا عذاب گھیر رہے ہیں۔ ہم اس کے متعلق
زیادہ کہنا نہیں چاہتے۔ لوگ خود اپنے حالات پر نظر رکھتے ہیں۔

آیت مذکورہ بالا میں جو بات خدائے برحق نے بیان فرمائی
ہے وہ اس زمانہ کا عظیم الشان واقعہ ہے کہ منظرِ ظہور کے ذریعے
امر کا فیصلہ ہو گیا مگر غافلوں کو خبر تک نہ ہوئی۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ
اہلِ غفلت اب بھی تقویٰ و ایمان کے خلاف قدم اٹھاتے چلے جا
رہے ہیں۔ جو نہا گیا تھا وہی واقع ہو گیا۔

یوم عیسٰی

فاذا انقضى في الساعة ذلک يوم عیسٰی علی الکفرین
غیر عیسٰی (مٹھ ۲۱)

جب خدائی جھگڑا بجا یا جائیگا تو یہ وقت اہلِ حجاب کے لئے سخت
ہو گا۔ آسان نہ ہو گا۔

اہلِ حجاب اور جدید کے حالات سے خوف و خطر میں ہیں
ہر طرف سے ان کے خیالات و مذہب پر خوفناک القابات آ رہے ہیں

بھی ہیں۔ مقصد یہ کہ یومِ الحسرت میں جہاں میل پاپ ہو گا وہاں ایسے
واقعات بھی ہونگے کہ بہت لوگ ایک دوسرے کے حقوق و بائینگی
اور انسانوں کو نقصانِ عظیم پہنچائیں گے۔ جیسا کہ موجودہ حالات سب کے
سامنے ہیں۔

تغابن کے معنی ہار جیت کے بھی ہیں یعنی اس زمانہ میں
حق و باطل کی جھگڑ ہو گی۔ حق جیت جائیگا۔ باطل ہار جائیگا۔ چنانچہ
واقعات شاہد ہیں کہ حق کے مقابلہ میں بڑی بڑی سلطنتیں شکست
کھا گئیں اور حق تمام عالم پر غالب ہو رہا ہے اور ہر روز حق کا جھنڈا
بلند ہوتا جا رہا ہے۔ نیز بادشاہتوں اور قوموں میں ہار جیت کے لئے
ابھی کشاکش ہو رہی ہے جیسی دنیا میں کبھی نہ ہوئی تھی۔

یوم الوعد

ونفخ فی الصور ذلک يوم الوعد (ن پ)
اور صور پھونکا جائے گا۔ یہ وعید کا وقت ہو گا۔

جس طرح حاکم کا آنا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے عہدہ مذمت بھرا
دی ہیں خوشی کا موجب ہوتا ہے مگر مجرموں کے لئے تکلیف کا باعث
ہوتا ہے اسی طرح وہ زمانہ جس میں عدالتِ الہی دنیا میں اجلاس کرتی
ہے اور اپنے منظرِ ظہور کے ذریعے تمام فیصلے سنائے جاتے ہیں۔ وہ
وقت حق پرستوں کے لئے عہد اور مجرموں کے لئے ہولناک وعید
ہوتا ہے۔ مگر کذاب المرسل نجاتی وعید
وہ تمام لوگ جو خدا کے پیغام لانے والوں کی باتیں نہیں مانتے
ان کے حق میں وعید ثابت ہو جاتی ہے۔

قانونِ قدرت ہے کہ بارش کے وقت اچھا درخت اچھا پھل
دیتا ہے اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ بارش اپنی ذات میں ہر اک
درخت و برکت ہے۔

ہم ناظرین سے یہی درخواست کرتے ہیں کہ وہ یہ مضمون پڑھتے وقت اپنے چشم دید واقعات پر بار بار غور کریں۔ وہ جس قدر غور کریں گے اسی قدر انکشافات زیادہ ہوتا جائے گا۔

یوم الخروج

واستمع یوم یناد المناد من مکان قریب یوم یسمعون الصبحۃ بالحق ذلک یوم الخروج (ت پنا)

اس وقت خوب غور و توجہ سے سننا جب سنا دی حق مکان قریب سے پکارے گا۔ جبکہ لوگ آواز حق سنیں گے یہی ظہور کا زمانہ ہے۔

سنا دی الہی وہی منظر ظہور ہے جو وعدے کے مطابق نکلتے وقت اور مقام پر ظاہر ہوا۔ حضرت بہار اللہ جو موعود کل ہیں اور جو اس دور جدید میں خدا کی سلطنت مطلقہ کے واحد نامندہ ہیں آپ نے خدا کے بندوں کو مذا کی طرف پکارا۔ ہزاروں لاکھوں بندے پکارا گئے کہ

آتینا سمعنا منادیا ینادی لایمان ان آمنوا
برسکم فامتنا۔

اے ہمارے پروردگار ہم نے نداء سننے والے کو یہ ندا کرتے ہوئے سنا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔ سو ہم تو ایمان لائے۔ مکان قریب سے محضرہ بیت المقدس مراد ہے یہی مفسرین کرا مانتے ہیں۔ محضرہ بیت المقدس سے مقصود کہہ کر مل ہے۔ جہاں سے حضرت بہار اللہ نے دنیا کو دعوت دی۔ تورات مقدس میں بار بار آتا ہے کہ خداوند کرل پر خمیہ گاڑیگا۔ اور تمام قومیں نئی شریعت کے لئے کہہ کرل کی طرف روانہ ہوں گی۔ چنانچہ دنیا کی سب قومیں اسی جلوہ گاہ موعود کی جانب جا رہی ہیں۔ اور خدا کے نئے پیغام و کلام کے متحنے سب کے لئے لاری ہیں۔

ان کی سیاست الجھن ہے۔ ان کی ردعایت مردہ ہے۔ روزمرہ مجلسوں میں یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ بڑا خراب زمانہ آگیا ہے۔ سو جن لوگوں پر خرابی غالب ہے وہ سوا اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

لیکن اہل بصیرت دیکھتے ہیں کہ زمانہ عجائب و غرائب کا زمانہ ہے۔ یہ ایک دور جدید ہے جس میں دنیا نئی زندگی حاصل کرگئی۔ مبنی تخریب ہو رہی ہے اس کا انجام بھی ایک غلیظ انسان تعمیر جدید ہے۔ خداوند فرماتا ہے۔

یوم یدع الداع الی شئ تنکیر خضعا البصار ہم یخون من الاحداث کا فہم جہاد منتشر مٹھتین الی الداع یقول الکفر ون هذا یوم عسر (القر)

جس وقت داعی الہی ایک نالی چیز کی طرف بلائیگا لوگوں کی آنکھیں بھی ہونگی۔ وہ اپنے بستی کے گڑھوں سے اسی طرح نکلیں گے جیسے شہری دل بڑا گندہ ہو کر نکلتا ہے۔ وہ سب داعی الہی کی جانب جھکے پلے جاتے ہونگے۔ سنکر کہیں گے کہ یہ بڑا سخت زمانہ ہے۔ "واقعات سے انکار شکل ہے۔

دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ ہزار ہا سال کی مردہ اور دہلی ہوئی قومیں بھی خاکِ نکلت سے اٹھ رہی ہیں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ ظلام قومیں آزادی کے لئے زور مار رہی ہیں۔ وہ لوگ جو استبداد و سرمایہ داری کے پردوں میں خوابِ استراحت میں مصروف تھے عالم انسانی کے عام سہیلان سے خوفزدہ ہو کر چونک پڑے ہیں اور وہ بھی دل اور زبان سے کہہ رہے ہیں کہ سخت زمانہ آگیا۔

غرض کہ ان آیات مبارکہ میں جو خبریں دیکھی تھیں آج وہ واقعات ہیں اور ہر ایک صاحب بصیرت انھیں دیکھ رہا ہے

یوم الحزین کے معنی ہیں بکھنے کا دن۔ یعنی لوگ غمت کی قبروں سے دُائے حق سننے کے لئے نکلیں گے۔ ظاہری طور پر بھی لوگ اپنے وطنوں سے آجکل اس قدر نکلتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں تصور بھی نہ تھا۔ بلکہ ساری دسا کا دوبارہ اور ہنگامہ زندگی میں نکل پڑی ہے۔

یوم البعث

دیوم تقوم الساعة لیسع المجامون ما لبثوا غیارتاً
عذ لك كانوا یؤخکون ۵

جب ساعت موعود قائم ہو جائے گی تو مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ وہ بغیر ساعت تو رہے ہی نہیں۔ وہ اسی قسم کے خیالات میں پکڑتے رہے ہیں۔ مقصد یہ کہ جب اہل عرفان کہیں گے کہ ساعت موعودہ آپہنچی ہے اور وہ یہی دانا ہے جس میں ہم تم ہیں۔ یہ سن کر منکر کہیں گے کہ اگر یہی ساعت و قیامت ہے تو پھر ایسی حالت تو ہمیشہ ہی رہی ہے۔ ایسے تو کبھی بھی بغیر ساعت و قیامت کے ہم نہیں رہے۔ یوں تو روز ہی ساعت و قیامت رہی ہے۔ خدا فراماتا ہے کہ یہ لوگ ایسی ہی ناہمی کی باتیں کر کر کے نہیں حقیقت سے دور بہر پکڑاتے رہتے ہیں۔ پھر آگے خلافت مآدا؟

وقال الذین ادنوا العلم والایمان لقد لبثتم فی
کتاب اللہ الی یوم البعث فہذا یوم البعث وکنتم
کنتم لا تعلمون۔

اور جنہیں علم و ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ اسے لوگوں تم کتاب الہی کے وعدے کے مطابق زمانہ بشت تک موجود ہے ہو۔ سو یہی تو یوم البعث یعنی زمانہ بشت ہے لیکن تم میں موت سے پہلے خبر ہو گئے ہو۔

یوم الفصل

ات یوم الفصل کان میقاتاً یوم ینفخ فی الصور فتأتون
افواجاً وفتحت السماء فکانت ابواباً و مسیرت الجبال
فکانت سہائباً (سورہ نبا ۳)

فیصلہ کا دن ایک مبین وقت ہے۔ جس دن کہ خدا کے عظیم کاصور اعلان بلند ہوگا۔ اور تم اسے تمام دنیا کے گروہ انسانی فوج فوج جو کہ ایک میدانِ عظیم میں آؤ گے اور آسمان کھول دیئے جائیں گے ایک بلند تمدن نمودار ہوگا اور علوم و عرفان کے اونچے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اس بغلت یوم میں بڑی بڑی پہاڑوں کی ہستیاں ریت کے ذروں کی طرح کھرنی پھرنی نظر آنی لگیں گی۔ یہی بنا عظیم کی تجلی کا دن ہوگا جو تمام نبوتوں کا مقصد و آل اور ثمرہ ذوالجلال ہے

یوم الدین

وما ادرك ما یوم الدین ثمر ما ادرك ما یوم الدین
یوم لا ینفک نفس لنفس شیئاً والا صریحاً من اللہ۔
تم کیا سمجھتے؟ یوم الدین کیا ہے؟ بار بار غور کرو اور سمجھو کہ یوم الدین کیا ہے؟ وہی دن ہے جس دن لوگ رب العالمین کی حضور کی لئے کھڑے ہوں گے

چنانچہ آج اہل سہار سب لوگوں سے کہتے ہیں کہ عزیز و
یہی زمانہ بشت کا زمانہ ہے جس میں خدا کا منظر مطلق عالم مبعوث
ہوا ہے اور جس میں بڑے بڑے عارف و کامل انسان مبعوث ہو
رہے ہیں۔ بلکہ تمام نوع انسانی ایک نئی زندگی میں مبعوث
ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ تمام اشیاء ایک نئی صورت ترقی میں
مبعوث ہو رہی ہیں مگر اہل حجاب بے خبر ہیں اور اہل نثر
سب کچھ مشاہدہ کر رہے ہیں۔

ات یوم الفصل کان میقاتاً یوم ینفخ فی الصور فتأتون
افواجاً وفتحت السماء فکانت ابواباً و مسیرت الجبال
فکانت سہائباً (سورہ نبا ۳)

فیصلہ کا دن ایک مبین وقت ہے۔ جس دن کہ خدا کے عظیم کاصور اعلان بلند ہوگا۔ اور تم اسے تمام دنیا کے گروہ انسانی فوج فوج جو کہ ایک میدانِ عظیم میں آؤ گے اور آسمان کھول دیئے جائیں گے ایک بلند تمدن نمودار ہوگا اور علوم و عرفان کے اونچے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اس بغلت یوم میں بڑی بڑی پہاڑوں کی ہستیاں ریت کے ذروں کی طرح کھرنی پھرنی نظر آنی لگیں گی۔ یہی بنا عظیم کی تجلی کا دن ہوگا جو تمام نبوتوں کا مقصد و آل اور ثمرہ ذوالجلال ہے

پادشاہان زمین

حضرت شوقی رتانی دلی امراتہ کی کتاب آمدِ یوم موعود سے ترجمہ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو پیامبر ستمبر ۱۹۴۲ء

مضمون کی گونا گونی اور اہمیت - دلائل کی معقولیت و دل نشینی - زبان کی شوکت و عظمت - یہ سب امور ہماری توجہ کو جلب کرتے ہیں اور ہمارے دل حیرت میں گم ہو جاتے ہیں - شہنشاہ - پادشاہ اور شہزادے - وزرا و مٹیر - پوپ - پادری - لہب اور فلاسفر - علماء - سیاست دان اور مندوبین - امراء ارض - تمام ادیان کے پیرو اور اہل بہادری کے سب ان پیغاموں کے بانی کی وسعتِ مشار کے اندر لائے گئے ہیں - اور ہر ایک کو اس کی اہمیت کے مطابق ایسی نصیحتیں اور نہایتیں کی گئی ہیں جن کا وہ مستحق ہے - ان ابواب میں جن عنوانات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تنوع بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے کہیں بزرگ و برتر خدا کی ماورائے ادراک عظمت و وحدت کی تعریف کی گئی ہے - کہیں اس کے پیغمبروں کی وحدت کا اعلان اور اس پر زور دیا گیا ہے - کہیں امرتہائی کی کیا تھی - جامعیت اور اس کی امکانی قوتوں کو تاکید کے ساتھ بیان فرمایا اور حضرت اب کے ظہور کی نوعیت و مقصد کو کھول کر بتایا ہے - کہیں حضرت بہادری کی مصیبتوں اور جلا وطنیوں کی اہمیت و اسرار کو ظاہر کیا ہے - کہیں آپ کے مبشر اور آپ کے ہمنام پر بلاؤں کی بارش پر اظہارِ نوحہ و مذہب کیا ہے - کہیں خود اپنے لئے اس تاریخِ شہادت کی متناجواں دونوں نے ایسے نر اسرار طریقہ سے حاصل کیا تھا ظاہر کی گئی ہے اور کہیں خود اپنے ظہور کے آثار والے ناقابلِ بیان عروج و ادوج و حیرت انگیز کامیابی کی پیشگوئی کی گئی ہے - کہیں اپنی ماموریت کے مختلف مراحل پر واقع ہونے والے عجیب و گلداز و رقت انگیز وقائع بیان فرمائے ہیں - کہیں دنیوی شان و شوکت شہرت و دولت و حکومت کی لاپائنداری و برباد و ضامت کے ساتھ دکھائی گئی ہے کہیں انفرادی اور بین الاقوامی روابط میں اعلیٰ ترین اصول کے اطلاق کے لئے ہر زحہ اور مکر تر اپیلیں کی گئی ہیں - اور کہیں برسے رسم و رواج کو جو نزع انسان کی خوشی، ترقی، بہبودی اور اتحاد میں رکاوٹ کا سبب ہرگز کرنے کی نہایت کی گئی ہے - کہیں بادشاہوں کو زہر و توبیخ اور طائے ادیان کو طاعت اور نکو ہشی کی گئی ہے اور کہیں وزیروں اور سفیروں کو سرزنش کی گئی ہے - کہیں اپنی آمد کو خود باب کا آنا صاف صاف لفظوں میں تکرار کے ساتھ بیان فرمایا ہے - کہیں ان بادشاہوں اور شہنشاہوں میں سے چند ایک کی سخت تباہی اور بربادی کی پیشگوئی کی گئی ہے - ان میں سے دو کو صریحاً ٹوکا ہے - بہتوں کو متنبہ کیا ہے اور سب کو نصیحتیں کی ہیں - لوحِ سلطان میں حضرت بہادری اعلان فرماتے ہیں -

”کاش بادشاہ کی رائے جو جہان کے لئے باعثِ زینت ہے اس بات پر جم جاتی کہ یہ بندہ اور طائے دمانہ یکجا جمع ہوتے اور میں حضرت سلطان کے رو برو اپنی دلیلیں پیش کرتا۔ یہ بندہ اب بھی اس بات کے لئے حاضر ہے اور مڈائے پاک سے امید دار ہے کہ ایک اس طرح کی مجلس ترتیب دی جائے تاکہ دربار شاہی میں معاملہ کی صلیت واضح اور ظاہر ہو جائے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے اور میں آپ کے تحتِ سلطنت کے سامنے حاضر ہوں۔ آپ چاہے آپ میرے موافق حکم دیں یا مخالفت۔“

علاوہ ازیں لوحِ رشید میں حضرت بہاء اللہ نے اس ترکی اثر کے ساتھ اپنی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے جس کے سپر آپ کے عکار کے قلعہ بند شہر کی طرف جلا وطن کرنا تھا فرمایا ہے :-

”ایک معاملہ ہے جو اگر تمہارے امکان میں ہو تو میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم حضرت سلطان کے سامنے پیش کرو کہ وہ دس منٹ کے لئے اس جوان کو اپنے سامنے بلائے تاکہ وہ اس سے اس کی صداقت کی جو حق ہے وہ شہادت و دلیل طلب کرے ہے وہ کافی سمجھتا ہو۔ اگر مڈائے اسے اس دلیل کے لئے کی توفیق عطا کی تو سلطان ان ظالموں کو رہا کر دے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔“

اسی لوح میں حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ

”اس نے (یعنی ترکی اثر نے) وعدہ کیا کہ وہ یہ پیغام سلطان تک پہنچائے گا۔ اور جو وہ جواب دیا اُس سے ہم کو مطلع کرے گا۔ مگر ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں ملی۔ اگرچہ حق کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی شخص کے سامنے پیش کرے۔ کیونکہ سب اس کی تابعداری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مگر ان چھوٹے بچوں اور عورتوں کی بڑی تعداد کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے جو اپنے خویش واقارب سے اور اپنے وطن سے اتنی دور پڑی ہوئی ہیں ہم اس بات پر راضی ہو گئے۔ باوجود اس کے نتیجہ کچھ بھی نکلا۔ مگر زندہ ہے اور سب اس سے مل سکتے ہیں۔ اس سے دریافت کرو تاکہ سچائی تم پر روشن اور واضح ہو جائے۔“

ان الواح کی طرف جو تمام دنیا کے حکمرانوں کو لکھی گئی ہیں اور جن میں حضرت عبداللہؑ ”نہجۃ“ لکھ کر لکھے ہیں، اشارہ کرتے ہوئے حضرت بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

”ان میں سے ہر ایک، ایک خاص نام سے موسوم ہے۔ مثلاً پہلی کا نام ”الضیحة“ دوسری کا نام ”القارۃ“۔ تیسری کا نام ”الحاقۃ“۔ چوتھی کا نام ”الساہرۃ“ پانچویں کا نام ”القامۃ“ اور اسی طرح دوسری الواح کے نام ”الفصاحۃ“، ”الآذۃ“، ”الفرع الکبر“، ”الصورۃ“، ”التاقور“ وغیرہ وغیرہ تاکہ تمام اہل زمین یقین کے ساتھ جان جائیں اور اپنی ظاہری اور باطنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ مالکِ اسما ہر حالت میں تمام انسانوں پر غالب رہا ہے اور غالب رہیگا۔ دنیا کے آغاز سے آج تک خدا کا پیغام ایسی وضاحت کے ساتھ دیا

نہیں گیا۔۔۔ اس کی قدرت کی تعریف ہو جو ظاہر ہوئی اور تمام جہانوں کو گھیر لیا۔ مالکِ العلل کے اس فعل کے ظاہر ہونے سے دو نیچے پیدا ہوئے۔ اس نے مشرکوں کی تلواروں کو تیز کر دیا اور ان لوگوں کی زبانوں کو بھی گویا بنی بختی جو ذکر و شناس کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ ان عاملِ خیز ہواؤں کی تاثیر ہے جن کا ذکر ہم لوحِ ہیکل میں پہلے کر چکے ہیں۔ اس وقت کل زمین حالتِ حمل میں ہے۔ وہ دن قریب آ رہا ہے جب یہ اپنے بہترین پھل کی طرح جب اس سے بلند ترین درخت پیدا ہونگے۔ دلفریب شکوے ظاہر ہونگے اور اعلیٰ ترین آسمانی برکتیں نازل ہونگی۔ وہ نسیم بے انتہا بلند و برتر ہے جو تیرے پروردگار پاک کی قمیص سے آ رہی ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی خوشبو پھیلانی اور تمام چیزوں کو نیا بنا دیا۔ مبارک ہیں وہ جو سمجھتے ہیں۔ یہ بلا شک و شبہ صاف ظاہر و دہر ہے کہ ان تمام چیزوں میں سے مالکِ ظہور نے اپنے لئے کچھ نہیں چاہا۔ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ یہ باتیں ان کو دکھوں، تکلیفوں اور سخت امتحانات کا سبب ہونگی۔ اس نے محض اپنی ہر بانی و عنایت سے مردوں کو زندہ کر کے اور خداوندِ مالکِ اسماء و صفات کا امر ظاہر کرنے کے لئے اور اہل زمین کو دکھوں سے بچرانے کے لئے اپنی راحت کا خیال نہ کیا اور وہ کچھ برداشت کیا جو کسی شخص نے آج تک نہ برداشت کیا ہے اور نہ کر سکا۔“

الفنِ رادی حکمرانوں کو خطاب کی ہوئی اپنی نہایت اہم الواح کو حضرت بہار اللہ نے ایک چم کو فی ستارہ کی شکل میں جواشاری طرز میں جسمِ انسان کا نشان ہے لکھنے کا حکم دیا۔ اور ان کے آخر میں خاتمہ کے طور پر مفصل ذیل الفاظ لکھے جو اس اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں جو آپ ان بینامات کو دیتے تھے اور پڑانے عہد نامہ کی پیشینگوئی کے ساتھ ان کے براہِ راست ربط کا پتہ دیتے ہیں۔

”اس طرح ہم نے قوت و قدرت کے ہاتھوں سے ہیکل کو بنایا۔ اسے کاش کہ تم باطن والوں میں سے ہو جتے! یہی وہ ہیکل ہے جس کا وعدہ تمہیں کتاب میں دیا گیا ہے۔ اس کے قریب آؤ۔ یہی وہ ہے جو تمہیں فائدہ دے گی اگر تم ان میں سے ہو جو سمجھتے ہو۔ اسے دنیا کے لوگو! انصاف کرو۔ کونسی فائدہ مند ہے؟ یہ یا وہ ہیکل جو مٹی کی بنی ہوئی ہو؟ اس کی طرف متوجہ ہو۔ یہی حکم تمہیں اس خدا کی طرف سے دیا گیا ہے جو خطرے کے وقت مددگار اور خود اپنی ذات سے قائم ہے۔ اس کا حکم مانو اور اپنے خداوند خدا کی تعریف کرو کہ اس نے تم پر عنایت کی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ حق ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ اپنے ایک کلمہ کننِ نسکون“ سے جو کچھ چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔“

اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ اپنی ایک لوح میں حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں کو یوں خطاب فرماتے ہیں :-

”اے فرزندِ کومانے والو! بیشک ہیکل تمہارے خدا سے قاطعاً و طریقاً دھربان کے ارادہ کے ہاتھوں سے بنائی گئی ہے۔ پس اسے لوگو! جو کچھ میں کہتا ہوں تم اس کے گواہ رہو۔ کون سی بہتر ہے؟ کیا مٹی کی بنی ہوئی یا وہ تھاں پروردگار مالکِ آیات کے ہاتھوں سے بنائی گئی ہے؟ یہی وہ ہیکل ہے جس کا وعدہ تمہیں الواح میں دیا گیا ہے۔“

یہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے اے اہلِ ادیان۔ جلدی کرو تاکہ تم اس تک رسائی پاؤ جو تمام نبیوں کا سرچشمہ ہے اور ہر کا فرد شک کرے خدا کے پیروی مت کرو۔“

یہ یاد رہے کہ علاوہ ان خاص الواح کے جن میں بادشاہان زمین کو انفرادی اور مجموعی طور پر خطاب کیا گیا ہے حضرت بہاء اللہ نے اور بھی الواح نازل فرمائی ہیں۔ مثلاً لوح رئیس ان میں سے ایک نمایاں مثال ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی ضخیم کتابوں میں کبھی ہونی بشارتیں ہیں جن میں براہِ راست خطابات اور اشارات و زیروں۔ حکومتوں اور ان کے معتبر سفیروں کی طرف کئے گئے ہیں۔ جو اگرچہ اپنی جگہ بہت ضروری ہیں مگر ان خاص معانی کے حامل نہیں ہو سکتے جن کے وہ براہِ راست اور خصوصی پیغامات ہو سکتے ہیں جو خدا کے ظہور نے اپنی زبان سے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے سلاطین زمین کو پہنچائے ہوں۔

پیارے دوستو! ان مصائب اور تکالیف کو بیان کرنے کے لئے جو اتنے لمبے عرصہ تک اسے عظیم الشان ظہور کے بانیوں کو گھیرے رہے، بہت کچھ کہا چکا ہے۔ اور ان کی طرف سے دنیا کے لوگوں کی سخت بے اعتنائی کا ذکر بھی کافی ہو چکا ہے۔ ان حکمرانوں کو پیغامات کا بھی کافی ذکر ہو چکا ہے۔ جنہوں نے اپنی خود مختاری کے بل پر جان بوجھ کر ان مصائب کو بھڑکایا یا جو اپنی طاقت اور قوت کے زور سے ان کے تشدد کو کم کر سکتے تھے یا انھیں ان کے الناک راستے سے ہٹا سکتے تھے۔

اؤ اب ہم ان نتائج پر غور کریں جو ان سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ ذکر ہوا کہ ان حکمرانوں پر مختلف اور بے خطا اثر ہوا۔ اور جیسا کہ واقعات کی رفتار نے درجہ بدرجہ ظاہر کر دیا ہے اس کے نتائج براہِ کس ہوئے۔ ان میں سے ایک بہت بڑا حکمران اس خدائی دعوت کے ساتھ سخت گستاخی سے پیش آیا۔ اور اپنے وزیر کے ذریعہ ایک روکھا اور گستاخ جواب دے کر ٹال دیا۔ ایک دوسرے نے پیغام لے جانے والے قاصد کو گرفتار کر دیا۔ اُسے طرح طرح کا عذاب دیا۔ لوہے کی گرم سلاخوں سے اس کے بدن کو جلایا اور سخت و مشینانہ طریقہ سے اُسے قتل کیا۔ دوسروں نے عقارت آمیز خاموشی پسند کی۔ سب کے سب اپنے فرض کی ادائیگی میں قاصر رہے اور آپ کو مدد دینے کے لئے کچھ نہ کیا۔ ان میں سے دو نے خاص طور پر غصہ اور خوں کے دھڑکے کے تحت اس امر پر اپنی گرفت کو مضبوط کیا جسے دونوں نے بل کر براہِ کس لے کا تہیہ کیا تھا۔ ایک نے اپنے مقدس قیدی کو ایک ایسے شہر کو جلا وطن کیا جو شہری حیثیت سے بدنام۔ موسم کے لحاظ سے سخت قابلِ نفرت اور اس کا پانی گندہ تھا۔ دوسرے نے جو اس دن کے بانی پر تو ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا، اس کے سامنے والوں کو جو اس کی حکومت میں رہتے تھے و مشینانہ اور سخت مظالم کا شکار بنایا۔ حضرت بہاء اللہ نے ان پیغامات میں جو اپنے مصائب کا بیان فرمایا تھا، اُس کے پڑھنے سے بھی ان کے دلوں میں رسم پیدا ہوا اور اُس سے مس نہ ہوئے۔ آپ کی فریادیں جن کی مثال نہ تو عیسائیت کی تاریخ میں کہیں ملتی ہے اور نہ اسلام میں کہیں باقی جاتی ہے منکبرانہ ذم سے رد کر دی گئیں۔ وہ خوفناک تنبیہات جو آپ نے ان کو لکھیں غور اور تکبر سے کی افزودنی ہیں کچھ بھی ان کی پروا نہ کی گئی۔ آپ کے دلیرانہ درجہ و متحدی کو ٹھکرا دیا اور جن سزاؤں کی آپ نے پیشین گوئی کی اس کو انھوں نے عقارت آمیز طریقہ سے دور پھینک دیا۔

ایسے کامل اور ایسے ذلیلانہ رد کے مقابلہ میں کیا ہوا؟ اور خاکسار اس پہلی بیانی صدی کے آخری سالوں میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ وہ صدی ہے جس میں حضرت بہاء اللہ کے امر مبارک پر سخت ظلم و ستم جاری رکھے گئے اور دکھ اور مصائب کی ایک بے پناہ بارش ہوتی رہی۔ سلطنتیں خاک میں مل رہی ہیں۔ بادشاہیں ملیامیٹ ہو رہی ہیں۔ قدیم خاندان صغیر ہستی سے گم ہو رہے تاجدارانِ دنیا بے آبرو ہو رہے ہیں۔ بادشاہ تلواریں گھاٹ آتے جارہے ہیں۔ زہر دے کر ہاک کئے جارہے ہیں۔ جلاوطن ہو رہے ہیں یا اپنے ہی ملک میں محکوم بن کر رہ رہے ہیں۔ چند ایک سخت جواباتی رہ گئے ہیں اپنے ساتھیوں کی بربادی کے نتائج کے زیرِ اثر کاتب رہے ہیں۔

یہ پراشوب اور عظیم الشان عمل اُس قابلِ یادگار رات سے شروع ہوا ہے جب شیراز کے ایک غیر مردت گوشہ میں حضرت باب نے اپنے پہلے مومن کے لئے اپنی مشہور تفسیر سورۃ یوسف کا پہلا باب (قیوم الاسرار) نازل فرمایا۔ ہمیں آپ نے زمین کے بادشاہوں اور شہزادوں کے لئے اپنی دعوت کا صورت چھونکا۔ پھر یہ صاف طور پر اُس وقت ظاہر ہوا جب حضرت بہاء اللہ کی وہ پیشینگوئیاں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سورۃ یسکے میں محفوظ ہیں اور جو فیصلہ کن سوم کی حیرت انگیز برابری اور پوپ پائیس نہم کی دیکھیں (پوپ کی غلطی) میں خود ماند کردہ قید سے پہلے کبھی نہیں پوری ہوئیں۔ اس کی شہرت میں اس وقت اور چار چاند لگے جب حضرت عبداللہ کے زمانہ میں بڑی جنگ نے رونما نوہ۔ ہو چمیز ورن اور ہیسپرگ کے شاہی خاندانوں کو مٹا دیا اور قدیم طاقتور بادشاہوں کو جمہوریوں میں بدل دیا۔ حضرت عبداللہ کے صعود کے بعد جلد ہی انہیں مزید تیزی پیدا ہوئی۔ جب ایران کے خاندان قاجار کا خاتمہ ہوا۔ اور سلطنت اور خلافت دونوں کی زبردست بربادی واقع ہوئی۔

یہ عمل اب بھی ہماری آنکھوں کے سامنے جاری ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس بے پناہ اور برباد کن جنگ کے دوران میں براہِ ظلم یورپ کے تاجدار کس طرح یکے بعد دیگرے بٹ رہے ہیں۔ بیشک جو شخص اس اٹل اور انقلاب انگیز عمل کے ظہورات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتا ہے کہ اس ٹھوڑے سے عرصہ میں اس نے کیا کیا ہے وہ لازماً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ پچھلے سو سال میں جہان تنگ تاجدارانِ جہان اور خاندانہ ہائے شاہان سے اس کا تعلق ہے یہ ان کے لئے نوع انسان کی تاریخ میں نہایت ہی بیجانِ عظیم کا زمانہ رہا ہے۔ جس نے ان کی دنیا کو بالکل پٹ دیا ہے۔

جس وقت حضرت بہاء اللہ نے دنیا کے مکرانوں کو اپنے پیغامات پہنچائے اور ایڈریا نپل میں سورۃ ملک اُن کے لئے نازل فرمائی۔ اُس وقت اُن مکرانوں سے سب سے زیادہ طاقتور اور صاحبِ اقتدار فرانس کا شہنشاہ اور پوپ غلام تھے۔ سیاسی اور دینی مطلقوں میں یہ دونوں بالترتیب سب سے اول درجہ میں تھے اور دونوں کو جو ذلت نصیب ہوئی وہ فوری اور بھرپور تھی۔

لوئیس بوناپارٹ (نپولین اول کا بھائی) کا بیٹا نپولین سوم تمام موزعین متفق ہیں اُس زمانہ میں مغرب کا سب سے بڑا اور سربراہ اور حکمران تھا۔ اس کے مطلق یہ مشہور تھا کہ شہنشاہ ہی سب کچھ ہے۔ فرانسیسی پایہ تخت یورپ میں سب سے زیادہ دلکش شہر تھا۔ اور فرانسیسی دربار انیسویں صدی کا سب سے زیادہ شاندار اور عیش و عشرت کا متوالا دربار تھا۔

نیدرلینڈ سوم کی پکٹی اور انتہائی ہوس تھی کہ وہ اپنے چچا نیپولین اول کی طرح ہو جائے اور جو کام وہ ادھورا چھوڑ گیا تھا اسے پورا کرے۔ وہ خیالی ہلاؤ پکا پا کرتا۔ لوگوں کے ساتھ سازشیں کرتا۔ مگر وہ متلون مزاج۔ رہا کار اور نااعتب اندیش تھا۔ اس حکمت علی سے فائدہ اٹھا کر جس کا نصب العین یہ تھا کہ نیپولین غلیم کی زندگی کے متعلق شوق و اشتیاق پھر سے تازہ کیا جائے اس نے شاہی سلطنت کا تختہ الٹ دینے کی کوشش کی۔ وہ کوشش میں ناکام رہا اور امریکہ کو جلاوطن کر دیا گیا۔ پھر فرانس پر حملہ کرنے کی کوشش کے دوران میں گرفتار کر لیا گیا اور اسے عمر قید کی سزا ملی۔ مگر وہ بچ کر لندن کو بھاگ گیا۔ ۱۸۴۷ء کے انقلاب کے بعد وہ فرانس کو لوٹ آیا۔ اور انتظام سلطنت کے الٹ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی کے بعد وہ فرانس کا شہنشاہ بن گیا۔ اس میں غلیم الشان اور دور رس تحریکات کو شروع کرنے کی قابلیت تھی مگر ان کو قابو میں رکھنے کی نہ تو اس میں جرأت ہی تھی اور نہ فراست۔

اس شخص یعنی فرانس کے اس آخری شہنشاہ کو جو فرمالک کو فتح کر کے اپنے خاندان کو لوگوں میں ہر دلعزیز بنانے کی دھن میں تھا اور فرانس کو بحال شدہ سلطنت روم کا مرکز بنانے کی فکر میں رہا کرتا تھا۔ عکاک کے قیدی نے جسے سلطان جلال عزیز مین و فوج جلاوطن کر چکا تھا اپنے قید خانہ کی دیواروں کے پیچھے سے ایک خط بھیجا جس میں یہ کھلا الزام اور ڈراؤنی بیشینگی تھی ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ میں بات نے تجھے بیدار کیا وہ اُن کی آہ و بکا کی آواز نہ تھی (یعنی اُن ترکوں کی جو بحر اسود میں غرق کئے گئے تھے) بلکہ وہ تیرے ہوس کئی تحریک تھی۔ کیونکہ ہم نے تجھے ہانپا اور تو کم نکلا..... اگر تیرے الفاظ مخلصانہ اور سچے ہوتے تو خدا کی کتاب کو (پہلی لوح مبارک جو اسے بھیجی گئی تھی) پیٹھ کے پیچھے نہ پھینکتا۔ جب یہ تجھے اس کی طرف سے بھیجی گئی جو طاقتور اور سب کچھ جانتے والا ہے..... جو کچھ تو نے کیا۔ اس کے سبب تیری حکومت میں ابتری پھیل جائے گی اور سلطنت تجھ سے چھین لی جائے گی اور یہ اس کی سزا ہوگی جو کچھ تو نے کیا ہے۔“

(اپنی آئندہ)

مترجم عباس علی ہٹ

شنت فارسی

یوم موعود رسیدہ است

هوَاللّٰہ

خوهران و بہادران عزیز معنوی و یاران ارجمند روحانی در کشور مقدس ایران : روحی و کینونی المحبت تکم الفداء از انجاسیک افراد و قاطبہ اہل تہاء در ہر کشور و اقلیمی بالاخص یاران عزیز و قدیم ایران ہموارہ منتظر و مترصد اخبارات روح بخش کہ مبشر پیشرفت و منفعت ہای مختلفہ کہ نصیب احتبای جالفشان خدمش میگردد و میباشند این است کہ موقع را مغتنم شمرده اخبارات امری خوش جانفزای این کشور پہناور را کہ مخصوصاً در چند ماہ اخیر با تائید است متابعت مولای خون توانا بدان مغفرت و مودت گشتہ برشتہ بختیر در آورده و از نظر قرارمین محترم میگذازند۔

در کشور پہناور بار و جانیت عاطفہ و جہان و بالآخرہ پیروی نمودن با حصول مسکن و شرائع و ادیان الہی کم و ذی قیمت میباشند در اقلیمی کہ خدا پرستی و اعتراف و اقرار بوجدانیت کار مشکل و منتفی محسوب میگردد در سرزمینی کہ در اغلب نقاط آن الی حال معبود خود را صنم و مجتہد میدانند و از پرستش و سجدہ نمودن بآن عار و شگندارند و ہزاران صفات و ضماہل دیگر کہ خارج از خدا پرستی و وحدانیت است باید بغفلت کلام و نفوذ و قدرت حضرت بہاء اللہ بسبب از پیش ایمان و اعتراف نمود کہ در چنین کشوری اسنادی را مبعوث نموده کہ از تورا ایمان بحق محروم نگشتہ و قلوب آنها را مانند آئینہ صافی برای کسب نور و حقیقت الوہیت و شناسائی ذات مقدس خود آماده و ہتیا نموده کہ در ہر دم برای پیشرفت امر اتش نہ از ہرگونہ فاکاری و جالفشانی و جانبازی دریغ نموده و اطاعت و فرمانبرداری او امر مولای عزیز بی ہمتار از بزرگترین فتنارات و سعادت خود دانند۔ در سہ جاریہ عقل و روحانی بہائیان بمبئی با جاذبہ محفل مقدس قمی بہائیان ہند و برما بکمک مالی احتبای عزیز این تعلیم و با اجازہ مخصوص منبع مبارک حضرت ولی امر اللہ موافق شدہ کتاب ر یوم موعود رسیدہ است) تالیسی حضرت ولی امر اللہ را کہ قبلاً در سال ۱۹۴۱ء در امریکا بلسان انگلیسی چاپ نمودہ مجدداً در ہندوستان سہ ہزار نسخہ بجاپ رسانیدہ و بعنوان مدیہ بوسیلہ پست برای وزراء۔ امرای عالی رتبہ۔ معارین۔ علماء محققین دانشندان و بزرگان ہند ارسال با انتشار کتاب مذکور در کشور پہناور ہند (کہ مساحت آن باستانی موسیہ آسیا مساوی تمام اروپا محیبا شدہ) بار دیگر علناً عظمت جمال مبارک و کلام معجز شیم و مواعید مخصوصہ

کہ بقلم توانای گہریار شیرین دلی امرش ترمیم و تکمیل شدہ بود ولولہ برپا نمود و عموم لشکرانِ اوی حقیقت و آوارگان و دلدادگانِ جہان پر آشوب را نوید نوینی از سارسینِ شہرِ دینِ الہی بشارت و بجا لیدِ مردگانِ وادیِ ضلالتِ حیاتِ جدیدی رسیدہ و قرأت و بحث و درمواضیع مختلفہ کتاب نقل مجلس و محفل گردیدہ و باعث دل گرمی و تفتی قلب و نشاطِ ستمدیکانِ گشتہ . قلم و بیانِ ابنِ عبد قاصر دعا جزا و تشریح و تفسیر و تجسمِ روحیہ کافی است کہ بقراءتِ این کتاب نفیس فوق و متفخر و چون اشخاصِ محترمہ کی کہ برای آنها کتاب فرستادہ شدہ مراسلہ تشکر آمیز و صنائے اہلِ اعتقاد سے نیز کردہ . برای مزید اطلاعِ دوستانِ گرامی خلاصہ بعضی از مراسلات را ترجمہ و از نظر قارئینِ احبتِ میگذارند . در خاتمہ بالتاس دعا از طرفِ دوستان و طلب تائید و توفیق از درگاہِ حضرت بہاء اللہ برای ادامہ خدمتِ با تقدیمِ احتراماتِ شائستہ خود ۔

(فدایارانِ ربانی ۔ دکتر زنگ)

اینک خلاصہ از ترجمہ مراسلات

۱۔ منشی مخصوص والا حضرت دوک آف کلاستر در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد ۔
والا حضرت دوک آف کلاستر مرا مامور نمودند کہ رسید کتب (یوم موعود رسیده است) را کہ بنامِ اینجانب و اعلیٰ حضرت بادشاہ و ملکہ انگلستان ارسال داشتہ بودید محترمہ اشعار دارم و تشکراتِ فائقہ ایشان را برای دریافت چنین کتاب نفیسی بشما اطلاع دهم ۔

(منشی مخصوص دوک آف کلاستر)

۲۔ پیشکار منشی مخصوص جناب آقای سرشکر چیان کائی شک میثوائے چین در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد ۔

جناب سرشکر چیان کائی شک پیشوای ملت بزرگ چین و مہسر و بانوی بلند مرتبہ چین مرا مامور نمودند کہ ابلاغِ نام کتاب (یوم موعود رسیده است) کہ بوسیہ بہائیان بنا بودہ است بمن برسد تا بحال دریافت نگردہ علیہذا فوق العادہ تشکر و تالم کہ این کتاب را بوسیہ جنرل فنو لگری ما در کلکتہ در اولین فرصت جہت ما ارسال دارید ۔

(پیشکار منشی مخصوص سرشکر)

۳- جناب آقای پندت جواهر لال نهرو پیشوا و نماینده بزرگ هند و ما در کنگره هند در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد :-

تشکرات فائده خود را برای دریافت کتاب (یوم موعود رسیده است) تقدیم - چاپ اول این کتاب را که چند قبل برای من فرستاده بودید سترد داشتم با کمال دقت بعضی از مواضع کتاب را قرات نموده و لکن خیلی مشکل است از برای من که اغلب از عقیده در این مسائل معضله مشکل که در کتاب نوشته شده بنمایم محتویات کتاب و مضامین آن بسیار عالی و نفیس است - البته عقیده شخصی من به آئینه جهان چیز دیگری است و من می توانم از ابراز تمجید و تحسین نویسنده زبردست کتاب چشم پوشی نمایم - آقای جمشید ن - رهبر مهتا فرمان دار سابق کراچی در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد :-

کتاب (یوم موعود رسیده است) را با نهایت دقت مطالعه نمودم باید اقرار و اعتراف نمود که کتابی است که الهامات و بینات گذشته و حال و آینده را بطور وضوح تشریح و توصیف نموده - علای بزرگ و متقدمین امر عزیزش بایست خود را فدا نموده حق بزرگی برای تربیت عالم بشریت دارند - مطالعه تاریخ شهیدان بآئین می دهد که پروان و حواریون بپناه الله بعد از دریافت نور حقیقت و ایمان دمی آرام نگرفت و آرزوی نداشتند جز خدمت کردن بمولای عزیز خود و اشاعت امر انش - بر جهت مضامین شیرین و بیچ این کتاب ما را بعالم دیگر که در آن انوار روحانیت - اتحاد و اتفاق و ترک تقصبات بشری باشد توید و مژده می دهد و باید به مستحسن چنین دیانت بزرگی در نهایت احترام تکریم و تعظیم نمود -

۵- دیوان بهادر کریشنا لال ام - جواهری - رئیس محاکم صالحه دادگستری ناحیه بمبئی در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد :-

برای بچیک از فرزندان بشر مکن نبوده نیست که بدون داشتن اقتدار و نفوذ الهی بتواند دعوی بزرگی مانند پیغمبری بجهلاید - کتاب (یوم موعود رسیده است) را مفتخر مطالع نمودم مضامین و محتویات کتاب بسیار نفیس و بهترین دارای در دای عالم بشریت است - باید کلیت بشر آرزو کند که زنده بماند و آن روزهای بزرگ و خوشی را که بپناه الله توید داده است بحیث خود ببینند -

۶- سر - و - ت - کریشنا جاجاری نخست وزیر استان بارودا در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد :-

موضوع دستة قلم آئینه جهان بعتد ری هم هیچ دریچ که هر فردی از افراد شائق و اهل است از بهر آنه و چگونه آن اطلاع حاصل کند - تمام جنگ با دشمنهای داخلی و خارجی فعلی عالم زاده تقصبات جاهلان است - مریدان بزرگی که این مسائل معضله و لاخیل را می توانستند بسببوت حل نمایند البته راجع بشر را تقسیم نمایند

بنا بر این باقرات کتاب نفیس (یوم موعود رسیدہ است) بشارت و روح نوینی بمن دادہ شد چرا کہ محتویات آن الہامانی است کہ سبب راحتی بشر میگردد۔

۷۔ آر تور۔ مور۔ مدیر و نویسنده روزنامہ کثیر الانشار و معروف *Star* در جواب دریافت کتاب چنین میگوید:-

تشکرات فافته خود را برای دریافت کتاب (یوم موعود رسیدہ است) تالیفی شوقی آفندی را بدینوسیله اشعار میدارد۔ من از ابتدای جوانی فوق العادہ شائق وائل بودم کہ راجع بدیانت بپائی اطلاعاتی کسب نمایم و خوشبختانہ اولین فرصت من راجع بہ تحقیق بہائیت موقعی بود کہ سفرے بایران نموده در آن سرزمین کہ موطن مصطفیٰ بہاء اللہ است اطلاعاتی مفیدی کسب نمودم بعداً بیشتر خوشبخت و سعادتمند بودم کہ بحضرت عبدالہاء و شوقی آفندی در حیف رسیدہ و من از روزیکہ با مطالعه کتب بہائی انس گرفتہ معتقدم از ساعت پیدایش حضرت اعلیٰ مبشر این دیانتِ عظیم کہ تقریباً نزدیک بیک قرن است تغییرات کلی و بزرگی در عالم بشریت رتخ دادہ و خواہد داد۔

۸۔ مدیر و نویسنده روزنامہ *ٹائمز آف انڈیا* کہ بزرگترین و کثیر الانشار و معروفترین جرائد ہندوستان میباشد در جواب دریافت کتاب چنین میگوید:-

مسائل معتقد و بشارت و الہامات ہمگی در کتاب (یوم موعود رسیدہ است) کہ بوسیله شوقی آفندی نوشته شدہ و در سال ۱۹۴۱ء برای اولین دفعہ در امریکا بچاپ رسیدہ اکنون ہم در ہندوستان مجدداً چاپ نمودہ بعالم بشریت نوید عالم جدیدے را بطبق مواعید مخصوصہ بہاء اللہ مستحسن دیانت بپائی میدہد و با تمام شدن جنگ عالمگیر طبق پیش بینی بہاء اللہ در این کتاب عالم جدید و خلق جدید و نظم بدیعی بر پا خواہد شد۔ کہ بادیہہ آرزوی دیدن آن روز را داشتہ باشیم۔

۹۔ آقای دکتر ہال۔ برن تن۔ در جواب دریافت کتاب چنین میگوید:-

بہائیت امتنان تشکرات فافته خود را برای دریافت یک جلد کتاب تالیفی شوقی آفندی را بدینوسیله اشعار میدارد۔ پس از قرأت کتاب معتقد شدم کہ این جہان پر آشوب و ظلمت کدہ بشر موقی از جنگ و کشتن و بدبختی و بیماری نجات میابد کہ پیروی محتویات این کتاب نفیس و شخص جلیل را بنمایند فیصلہ شایستہ است کہ در موقع اناسف خود در امریکا و اروپا معتقد بشر فی بائی حضور عبدالہاء و شوقی آفندی نشدم۔ گرچہ مسائل معتقد کتاب بسیار فامض است و من نیستوانم بیش از این اظہار عقیدہ نمایم ولے ماگزیم اذعان نمایم کہ کتاب تالیفی شوقی آفندی بہترین را کہ مستقبی است از برای رستگاری بشریت

و مصائب این جهان -

- ۱۰- ب - ج - وادیا رئیس سابق دانشکاه بمبئی در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد -
 تشکرات خود را برای دریافت کتاب نفیس (یوم موعود رسیده است) یعنی شوقی آفندی تقدیم - با آنکه شخصاً
 بهائی نیستم درین اولین دفعت است که موفق بمطالعه کتاب بهائی شده ام مضامین و محتویات کتاب را
 تجزیه و تحسین مینمایم و بنویسنده بزرگ آن آفرین میگویم -
- ۱۱- سر - ش - پ - راموای ایرنخست وزیرستان تراونکور در جواب دریافت چنین مینویسد -
 با کمال صمیمیت تشکرات و امتنان قلبی خود را بدریافت کتاب (یوم موعود رسیده است) تقدیم -
 من بنا بر عقیده مند و که دارم معتقدم که هر پیغمبری در دور خود مقتدر و کلام آن البته نفوذ کلی دارد
 حضرت بهاء الله هم یکی از پیغمبران بزرگ می باشد -
- ۱۲- دکتر جرج - ش - از مدرس در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد -
 فوق العاده از دریافت کتاب (یوم موعود رسیده است) تشکر و ممنونم - همیشه بنظر تکریم و احترام
 کسانیکه برای آبادی جهان و نجات بشریت کار کرده و میکنند می نگرم - امیدوارم بهمانطور که محتویات و مضامین
 این کتاب را ندید میدید بواسطه تعلیم بهاء الله جهان از مصائب و مظالم را بای یابد -
- ۱۳- ک - ام - منشی در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد -
 کتاب (یوم موعود رسیده است) را با کمال وقت خواندم بدون شک حضرت بهاء الله پیغمبر بزرگ
 دوستی دایمت بهائیت که احکام و اوامر او به اساس وحدت بشر و اتحاد و اتفاق من علی الارض میباشد
 ما مور از طرف خداوند بزرگ و مقتدر بوده و اگر تمام محتویات و مضامین این کتاب عمل گردد بشر روی نیکینتی
 و سعادت را خواهد دید -
- ۱۴- سر تاج بهادر - ساپرو - در جواب دریافت کتاب چنین مینویسد -
 از صمیم قلب تشکرات فائقه خود را برای دریافت کتاب (یوم موعود رسیده است) تقدیم - من با نهایت
 شوق و دقت بعضی از قسمت های کتاب را قرات نموده و بسیار در بهائیت مجذوب شدم و امیدوارم
 آئینه جهان طبق گفته بهاء الله بسیار روشن و منور باشد من از تجزیه و تحسین احکام و اوامر
 بهاء الله که به اساس آزادی بشر و اتحاد و اتفاق کلی گذاشته شده خود دار می نمیتوانم بکنسم -
 مجدداً خواسته است - تشکرات مرا بپذیرید -

مجاوز از کیصد مراسلہ تشکرات آمیز از ایالات و ولایاتِ ہندوستان بوسیدہ اشخاص محترم دوا شمندان و مدیران جرائد رسیدہ کہ اگر بخوابم تمام آئینہ را ترجمہ نہایم صفحات فارسی مجلہ پیامبر گنجشای ربیع آنرا نخواہد داشت این است کہ ہمین قدر گفتا نمودہ و اگر در آستین فرصت دست دہد مرتباً بقیہ را ترجمہ و از نظر خوانندگان عزیز می گذراند۔
(مستبسم دکتور فرہنگ)

نطق مبارک حضرت عبداللہ

ہوائے

ماہیاء اللہ را اول مربی عالم انسانی میدانیم در زمانیکہ شرق را غلظتِ اختلاف احاطہ نمودہ بود و ملل مشرق زمین در نہایت عداوت و بغض بودند و مذاہب با یکدیگر در نہایت اجتناب و یکدیگر را بخش میدانستند و ہمیشہ مشغول جنگ و جدال و رجزان و فتنی حضرت بہاء اللہ چون شمس از افق شرق طالع شد و جمیع را ببحث معاشرت دعوت فرمود و بصیحت تربیت آئینہ پرداخت از ہر ملت و مذہبی ہدایت کرد و ملل و مذاہب مختلفہ را استیام و او بہائیت اتحاد و اتفاق رسانید بدینہ کہ چون در جمیع آئینہ داخل میشود نمیدانی کہ ام اسرائیلی است کہ ام مسلمان است کہ ام فارسی است و کہ ام سچی پادشاہستبد ایران با جمیع علماء بر خلاف تیاک نمودند و بہائیت از تیت پر داشتند حضرت بہاء اللہ را جس کردند تا بچین ایش را کشتند بدرجہ از تیت می نمودند کہ ہر نفی اطاعت حضرت بہاء اللہ میکرد جان و مالش بہر سیرفت ولی آخر مقاومت اورا نتوانستند و قلعیش انتشار یافت لہذا از ایران حضرت بہاء اللہ را بعبادہ واز بغداد برویلی و از آنجا بجن عکا فرستادند و درجن عکا صعود فرمودند من ہم در آن حبس بودم تا اعلان حریت انظر جمعیت اتحاد و ترقی شد جمیع محبوسین را آزاد کردند و من ہم بیرون آمدم اما از تعلیم حضرت بہاء اللہ اول تحریر حقیقت است

اساتیس جین انبیاءِ حقیقت است و حقیقت کی است حضرت اکبرؑ منادیِ حقیقت بود حضرت موسیٰؑ خادمِ حقیقت بود حضرت مسیحؑ مونسِ حقیقت بود حضرت محمدؐ مروجِ حقیقت بود حضرت اعلیٰٰ بشرِ حقیقت بود و حضرت بہاء اللہ نورِ حقیقت۔
حقیقتِ ادیانِ الہی یکیت در حقیقت اختلاف نیست اما تقالید چون مختلف است سبب اختلاف و جدال گشتہ اگر تحریری حقیقت و ترکِ تقالید شود جمیع مل متحد گردند زیرا اختلافی در حقیقتِ ادیان نیست بلکہ در تقالید است۔

ثانی تعلیم حضرت بہاء اللہ وحدتِ عالمِ انسانیست کہ فرمود جمیع بندگانِ خداوند مکمل را او خلق کرد و رزق میدہد سپہرورانہ جمیع درجہ رحمتِ او مستغرق اند و خدا بہمہمہر بان ماحپہرا یکدیگر ناہریان باشیم ما باید اطاعتِ سیاستِ الہی نہائیم آیا ما از سیاستِ الہی سیاحتی بہتر میدہئیم ؟
ثالث منہمود دین با علم توأم است زیرا دین و علم ہر دو حقیقت است اگر دین مخالفِ حقیقت باشد وہم است و ہر مسئلہ دینی کہ مخالفِ علم صحیح و عقل کامل باشد شایانِ اعتماد نہ پس تقالید و رسوماتیکہ منافی علم و ترقی است باید زائل نمود۔

رابع دین باید سبب اتحاد باشد قلوب را یکدیگر ارتباط دہد حضرت مسیح و انبیایِ الہی بجمہتِ اَلْفَتْ اتحاد آمدند پس اگر دین سبب اختلاف شود نہبودنِ آن مُرَجَح است۔

خامس تعصبِ دینی و تعصبِ جنسی و تعصبِ وطنی و تعصبِ سیاسی سببِ جدال است و آدم بنیانِ انسانی باید جمیع این تعصبات را ترک سادس صلح اکبر است۔ عالم بشر باید در صلح اکبر باشد تا نورِ این صلح بر دول و مل عالم تاباید عالم انسانی آسایش نیابد سابع مساواتِ حقوقِ رجال و نساء است باید نساء تربیت و تعلیم یابند تا ترقی کنند و بدرجہٴ رجال شوند ازین قبل تقالیم بسیار۔

لے میرے معبود! سب تعالین تیرے لئے سزاوار ہے کہ تو نے اپنے عرش الطاف کی سیاحی جانب بندوں کے رخ پھر دینے اور انھیں اپنی سلطنت و اجلال کے لئے اپنے سوا سے بے نیاز کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تیرا امر نافذ اور تیرا حکم جاری اور تیری مشیت غالب ہے۔ اور جو کچھ تو نے ارادہ فرمایا وہ باقی (لازل) ہے۔ ہر چیز تیرے قبضہ قدرت میں اسیر ہے اور سب تیرے ظہور و غیا کے حضور فقیر ہیں۔ پس اے میرے معبود! اور اے میرے محبوب! اور میری انتہائے آرزو! اپنے بندوں اور اپنی خلقت کے ساتھ ایسا معاملہ کر جو تیری جلالت و عظمت کے شایاں اور تیری مجبش و مہبت کے لائق ہے۔ بیشک تجہی وہ ہے کہ تیری قدرت تمام جہانوں پر چھائی ہوئی ہے اور تمام آسمانوں اور زمینوں والوں کو تیرا فضل گھیرے ہوئے ہے۔ کن ہے جس نے تجھے پکارا اور تو نے اسے جواب نہ دیا۔ اور کون ہے جو تیری طرٹ بڑھا اور تو اس کے پاس نہ آیا۔ اور کون ہے جس نے تیرے جلال کی طرٹ اپنا زح کیا۔ اور تیری فانیات کی گنجائش اس کی طرٹ متوجہ نہ ہوئیں۔ اب میں شہادت دیتا ہوں کہ بندوں کے تیری طرٹ متوجہ ہوئے سے پہلے ہی ان پر تیری توجہ تھی۔ اور بس اس کے کہ وہ تجھے یاد کریں تو نے انھیں یاد کیا۔ اور تو ہی فضل والا ہے اسے وہ کہ تیرے ہاتھوں میں عطا کی ملکوت اور رضا کی جہوت ہے۔ سو اے میرے معبود! اپنے طالبوں پر وہ چیز نازل فرما جو انھیں تیرے ماسوا کے بے نیاز کر دے اور انھیں تیرے قریب کر دے اور انھیں اپنی محبت و رضا کی توفیق عطا فرما۔ اور اپنی اس صراط امر پر مستقیم رکھ۔ جس سے تیری مخلوق میں سے ان لوگوں کے قدم پھسل گئے جو شک میں گرفتار ہیں اور وہ جو تیرے بندوں میں سے رجوع و روان لوگ ہیں۔ اور بے شک تو ہی معتمد و معین و عظیم ہے :

لوح مبارک

ازالوح مقدسہ حضرت بہاء اللہ علیہ السلام ذکرہ الاعلیٰ

(اصل لوح محفوظ پر درج ہے)

بہم محبوب عالمیان

آج خدا کا دن ہے۔ اور سب اس کی ہستی و بزرگی و اقتدار کے گواہ ہیں۔ بعض تو پہچان کر اس کی گواہی دیتے ہیں اور بعض گواہی دیتے ہیں مگر اُسے نہیں پہچانتے۔ اس میں نہ کبھی شک تھا اور نہ اب ہے کہ کُل درحقیقت عرفان الہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ جو اس مقام سے فائز ہو گیا وہ ساری بھلائی پا گیا۔ یہ مقام بہت بلند ہے۔ اس قدر بلند کہ اگر اس کی بزرگی پوری طرح بیان کی جائے تو کُل جہان کی قلمیں اور ساری دنیا کے کاغذ اس کے لئے کافی نہ ہوں گے اور مقام کے بیان کو انتہا تک نہ پہنچا سکیں گے۔ مبارک ہے وہ شخص جو آج خدا کے عصر میں اس کے منہجر امر اور مطلع آیات اور ظہورات الطوائف کے مشرق کی شناخت سے فائز ہو اور وہ مقدسین، مقربین اور مخلصین میں سے ہے۔ یہ مقام اگرچہ خود اس شخص میں ایسا پوشیدہ رہتا ہے کہ وہ خود بھی اسے نہیں جانتا۔ لیکن اس کے ظاہر ہوئے کا ایک دقت مقرر ہے۔

ذرا سوچئے! کتنے عبادت گزار گذار پروردگار عالم سے محروم رہتے اور بہت سے بے عمل اس نفیس عظیم سے فائز ہوئے۔ چنانچہ پہلے (انبیاء کے) زمانوں کی نسبت آپ سُن چکے ہیں۔ مثلاً تمنا کرنے لگاتے تمنا حاصل کی اور عالم جو اپنے آپ کو نیک اور بزرگ شمار کرتا تھا محروم رہا۔

منزل آیات کے کلمات پر ذرا غور کیئے! تاکہ وہ پاک شراب جو ان میں مستور ہے آپ پی سکیں۔ کتنے ہی گنہگار ہیں جن پر رحمت، عین کی ہوائیں ملیں اور انھیں پاک و مقدس کر دیا۔ اور کس قدر عامل اور امیدوار ہیں جو اپنی ہوائے انسانی میں پھنس کر بارگاہ احدیت سے محروم رہ گئے ہیں۔ امر اس طاقتور سلطان کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب کو ان کاموں کی توفیق عطا کرے جو وہ چاہتا اور پسند کرتا ہے۔

فرق شیعہ کے علماء کو دیکھئے کہ وہ اپنے آپ کو سب دوسری قوموں سے بڑا اور بزرگ و برتر اور کال تر شمار کرتے تھے۔ مگر امتحان ہوا تو اس کے چلنے پر اپنی ہوائے انسانی کے سبب مقام قرب و لقار سے دور رہے اور صغیر و

وصال کے کوثر کو نہ چکھ سکے۔ وہ اپنے آپ کو سب لوگوں سے بہترین سمجھتے تھے، مگر خدا کے نزدیک سب مخلوق سے بہت ترین بہتر تھے۔ پھر بھی وہ اس بات کو نہ سمجھے اور نہ سمجھتے ہیں۔ مبارک ہے وہ شخص جو کلہ الہیہ کے ذریعے اپنے ارادے اور اپنی رضا و مشیت سے پاک صاف ہو کر اس خدا کے ارادہ کو تمام رہا ہے جو سب جہان کے رہنے والوں کی مراد ہے۔ ایسا شخص خدا سے بہتر کے نزدیک جواہر خلق میں سے ہے۔

اسے خدا کی طرف توجہ دگانے والے بعض لوگ اپنی خواہشات کے بندے تھے اور ہیں۔ اور بعض ناموں کے غلام ہیں۔ جیسا کہ دیکھا گیا کہ انھوں نے کس قدر کتاب میں اثبات حق میں کھیں اور رات دن اس کی یاد میں شغول رہے۔ مگر پھر بھی خدا کے بیانات کے ایک حرف کو بھی سمجھنے سے قاصر رہے۔ اور خدا نے جن کے علم کے سمندر سے ایک قطرہ بھی نہ پاسکے۔ ان دنوں کی قدر پہچاننا اپنی جان کی قسم۔ دنیا کی آنکھوں نے کبھی ایسے دن نہیں دیکھے۔ خدا کو سب سے مقدس مشاہدہ کر۔ وہی اپنا جلوہ سب پر ڈال رہا ہے اور وہ ہی سب سے پاک ہے۔ توحید کے اصل معنی یہی ہیں کہ خدا کو واحد کو کُل پہچن جانو۔ اور اس کے جلوہ کو موجودات کے آئینوں میں مشاہدہ کرو۔ سب کو اس سے قائم اور اسی سے فیضیاب سمجھو۔ یہ میں توحید کے اصل معنی اور اس کا مقصد۔ بعض متوہین سب چیزوں کو خدا کا شریک سمجھتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو اہل توحید خیال کرتے ہیں۔ نہیں۔ ذات خدا کی قسم! ایسے لوگ تھلید اور تفتید و تہدید و تہدید کے بندے ہیں اور رہیں گے۔ توحید یہ ہے کہ ایک کو ایک جانیں اور اسے اعداد سے پاک سمجھیں۔ نہ کہ دو کو ایک سمجھیں۔ توحید کا جوہر یہ ہے کہ مطلع ظہور حق کو اور غیبیخ لایزر کو ایک جانو۔ ان معنوں میں کہ اس کے افعال و اعمال اور اوامر و نواہی کو بغیر کسی فاصلہ و تذبذب کی اور ذکر و اشارہ کے خدا کی جانب سے ہی سمجھو۔ یہ مراتب توحید کے مقامات کی انتہا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس سے فائز ہوا اور اس پر پوری استقامت سے قائم ہے۔ ان مقامات کے بارہ میں بے شمار بیانات قلم اعلیٰ سے جاری و ازل ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آپ ان کی جستجو میں رہیں گے کہ عربی و فارسی بیانات جو اس ظہور احدیہ میں آیات الہیہ کے مطلع سے نازل ہوئے انھیں بقدر قوت جمع کریں اور دیکھیں۔ اپنی زندگی کی قسم! ان کے ہر ایک کلمہ سے آپ کے دل پر علم و حکمت کے دروازے کھل جائیں گے۔ بیشک تیرا خدا علیم و حکیم ہے۔ اسی لئے اس لوح میں مختصر نازل ہوا۔ اور یہ بھی تجھ پر اس کے فضل سے ہوا ہے۔ اپنی زندگی میں اس فضل نبع پر خدا کا شکر کر۔

وہ لوگ جنھوں نے اس پیالہ سے پیا ہے اور جو اس اعلیٰ مقام اور نورانی میدان میں پہنچ گئے۔ ہیں ان پر لوگوں کی باتیں کچھ اثر نہیں کرتیں اور غفلت فی اشارات انھیں خدا کے سمندر کے کنارے سے دور نہیں رکھ سکتے۔ وہ لوگ جو آزمائشوں اور استحقاقوں سے لرزہ کھڑا جاتے ہیں وہ فی الحقیقت اس مقام تک پہنچے ہوئے نہیں مثلاً وہ شخص جو غنیمت قبل کو سن لیتا ہے وہ اور جانوروں کی کاتیں کاٹیں سن کر غنیمت نہیں سمجھتا۔ سننے سے رک نہیں سکتا۔ اس جگہ فضل کے مصدر اور رحمت کبریٰ کے مطلع سے ہم ایک بات سمجھیں سناتے ہیں۔ تاکہ جوگوں کے اور کُل اہل دنیا کے

اعتراف و اعراض اور خدا کی طرف سے آئے ہوئے امتحانوں اور آزمائشوں کے سبب تو خدا کی راہ کو نہ چھوڑ دے اور ملک و ملکوت کی ہمیشہ کی تک مالک و حیرت کے امر اور اس کی محبت پر ثابت و مستقیم رہے۔ اور وہ ایک کلمہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ سے خدا کی کتابوں میں ظاہر و باطناً موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فرمایا ہے۔ **بِفَضْلِ اللَّهِ مَا بَشَاءُ وَبِحُكْمِهِ مَا يَرِيدُ**۔ "خدا جو چاہتا ہے کرتا اور جیسی اس کی مرضی ہو حکم دیتا ہے" ایک شخص اگر عرفانِ خدا تک پہنچ جائے اور اُسے شکیبائی کی فعلِ مایشاء و بحکمہ مایرید سمجھ لے تو پھر کوئی منتہی اُسے ہلا نہیں سکتا۔ کوئی حادثہ اُسے بے چین نہیں کر سکتا۔ وہ ساغرِ اطمینان پیتا اور مقامِ اقبال پر پہنچ جاتا ہے۔ مبارک ہے وہ میں نے پایا اور پہنچا اور افسوس ہے اُن پر جو اس سے دور رہے۔ ذرا غور کر تاکہ تو مالکِ مبداء و معاد کے حشمتِ بیان کے صاف پانی سے پئے اور طیرِ روحانی کی طرح پھر تیل ہر کر پاک سمی فضا میں اڑتا پھرے۔

اگر کوئی شخص اس مقام سے فائز نہیں ہوتا تو وہ اہل اللہ میں سے نہیں ملتا جاتا۔ خدا کی عنایت سے اس مقام تک پہنچنا آسان ہے۔ پھر بھی بہت سے فائز نہیں ہوئے سوائے اُن کے جنہیں تیرے مقدر و قدیر خدا نے چاہا۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ عرفان کے دعویدار ہوتے ہیں اور ظاہر میں عرفانِ خدا اور اس کے انعام سے فائز ہیں۔ مگر موت کسی ایک بات سے اہل سافلین میں جا پڑے ہیں۔ اپنی زندگی کی قسم۔ جس نے میری ناک کو سنا اور اس کی حلاوت کا ذائقہ پایا اُسے بادشاہوں کا خوف، اہل دنیا کے اشارات۔ اہل جہان کے پردے نہ روک سکے۔ اس کے فضل کو دیکھ جو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تو اپنے گھر میں بیٹھا ہے اور حق بنِ غلیم میں بھیجا ہواؤں کے ہوتے ہوئے تیرے فکر میں مشغول ہے تاکہ تو اس کی فتانیتوں سے محروم نہ رہے۔ اور اس کے الطاف سے بے بہرہ نہ ہو۔

خدا کے عرفان کے بعد سب سے بڑا کام اس کے امر پر استقامت ہے۔ اسے اختیار کرو اور اس میں سے جو جاؤ۔ کوئی عمل اس سے بڑھ کر نہیں ہوا اور نہ ہے۔ یہ تمام اعمال کا بادشاہ ہے اور تیرا خدا بہت بزرگ اور جاننے والا ہے۔ اور اعمال کے بارے میں جو آپ نے چاہا ہے ان کا ذکر اس جہی لوح میں بندوں کی کمروری کے سبب جارتہ نہیں۔ خدا کے اعمال و افعال ظاہر و شہود ہیں۔ جیسا کہ سب آسانی کتابوں میں نازل و مسطور ہیں۔ مثلاً امانت اور راستی۔ خدا کی یاد میں دل کی پاکیزگی۔ پردہ باری۔ جو کچھ خدا کی طرف سے لئے اس پر راضی رہنا۔ جو کچھ وہ دے اس پر قناعت کرنا۔ اس کی طرف سے جو بلائیں آئیں اُن کے لئے مبرور و مشک کرنا۔ اور کل حالتوں میں اس پر توکل رکھنا۔ یہ امور بڑے اعمال ہیں اور سب سے بڑھ کر خدا کے نزدیک شکر ہے۔ دوسرے احکام فراموش نہ کرنا کہ اس کے تحت رہے ہیں اور پہلے اللہ شاکر بننا کہ جو پہنچ جائیے اور جیسا کہ الواح میں نازل ہوا ہے آپ اس پر عمل کر لیں گے۔ اس وقت اس سے زیادہ ان کا ذکر جارتہ نہیں۔ اور جو احکام آپ نے قابلِ وثوق حضرات سے سنے ہیں یا خدا کی الواح میں دیکھے ہیں اُن پر عمل کریں جب تک کہ باقی جو ہیں وہ آپ تک نہ پہنچیں۔ غرض کہ روحِ قلب خدا کی معرفت ہے۔ اس کا زیور **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** و بحکمہ مایرید

کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا لباس خدا کا خوف اور اس کا کمال استقامت ہے۔ اس طرح خدا ظاہر کرتا ہے جس کے لئے وہ چاہتا ہے۔ بیشک وہ انھیں پیارا کرتا ہے جو اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ کوئی خدا نہیں سوا اس کے وہ بچنے والا اور مہربان ہے۔ خدا کا شکر اور اس کی تعریف جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

جناب انہی علیہ السلام کو اس معلوم کی طرف سے بکیر منہ پہنچا دیں اور کہیں مبارک ہیں آپ کہ آپ نبی عالمین کی نظر متوجہ ہوئے۔ خدا نے یقیناً آپ کے لئے ان لوگوں کا حسبِ تقدیر کیا ہے جو لقاء سے فائز اور عرشِ عظیم کے سامنے حاضر ہوئے ہیں۔ اس صورت میں وطن کو واپس لوٹنا بہتر ہے کہ شاید تمہارے دہاں جانے سے بہشت کی ہوائیں لعین لوگوں پر گزریں۔ انشاء اللہ خدا کی تائید سے آپ اس کے امر کی تبلیغ کرنے میں مدد پائیں گے۔ وہ دل جو بحیرِ عظیم سے مل جاتا ہے اس سے جاری رہنے والی نہریں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس ملک کے اضطراب اور اس کے رہنے والوں کی شدت و غفلت پر نظر کر کے ہم نے حسبِ ظاہر اسے کی اجازت نہیں دی لیکن ہم نے تمہارے لئے آنے والوں کا اجر کھدایا۔ کہو خدا کا شکر اور اس کی تعریف جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے

پیامبر جلد سوم تمام

تکو کتب ہند اور سہائی سیکرین کے بعد "پیامبر" کی اشاعت سے جو مقصد تھا۔ اس کے لئے پیامبر نے جو کام کیا ہے وہ اہل فکر کے سامنے ہے۔ اس نمبر پر جلد سوم مکمل ہو گئی ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اپنے اپنے فائل کی جلدیں بندھالیں۔ یہ ذخیرے نہایت مہینہ بہار میں۔ آمند و نسلیں بھی ان سے بڑا فائدہ اٹھائیگا اور پیامبرانِ تمام معاصرین کرام کا شکر ادا کرتا ہے جو اپنے اپنے صحافت و صحافت پیامبر کے تبادلہ میں ارسال فرماتے رہے ہیں۔ نیز ان تمام اہل قلم احباب کی خدمت میں ہدیہ شکر پیش کرتا ہے جو پیامبر میں مقالات و تراجم سمیت خدمتِ امر اللہ میں قابلِ قدر حصہ لیتے رہے ہیں۔ تمام احباب نے کرام جو پیامبر کو خیر و خیر پڑھتے اور دوسروں کو دیتے رہے ہیں اور ان کے پیامبران کا بھی مشکور ہے۔

یہ بات بھی قابلِ یادداشت ہے کہ پیامبر کا سالہ اپنے خیر اہل سے کبھی بھی تاجرانہ جنگ میں نہیں رہا۔ ایسا بھی ہوا ہے کسی دوست کی طرف سے بیرونِ ہند جو ملے کے باعث کئی سال قید نہیں بھی۔ اور پھر انھوں نے بیٹری کی تقاضا کے آپ ہی تمام قید پہنچا دی۔ جس نے قید سے زیادہ بھی اعانہ دیا۔ کوئی خیر ادا نہیں جس نے قید دینے میں دروغ کیا ہو۔ بلکہ سب نے نہایت خوشی سے بوند ادا کیا۔ چونکہ ادارہ اس معاملہ پر سرت محسوس کرتا ہے اس لئے یہ بات فکری گنجی ہے تاکہ محبت کی یادگار رہے۔ — ادارہ پیامبر خداوندِ عالم کی ایگاہ میں بحدہ شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اپنے امر کی تبلیغ اور عالمِ انسانی کی خدمت کیلئے تائید و قوت عطا فرمائی اور مخالفتِ امر میں کھنے والے مسامحین کے جوابات میں بھی مدبر کے تم کو علی قدرت اور شائستگی و سلامت دوی سے نشانہ فرمایا۔ اور اس خدمت سے ادوار و قلوب نے فائدہ اٹھایا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

قیامت پر ایک تقریر

میر پیا سہر نے بہائی سمر سکول دہلی میں تقریر کی

جناب صدر! روحانی بھائیو اور بہنو!

احمد نڈ سمر سکول کا سیاب ہو رہا ہے۔ نہایت اعلیٰ معائن پر درس ہو چکے ہیں اور بہت سے بہترین درس ہونوالے ہیں۔ میرا مضمون ”سلسلہ قیامت“ ہے۔

”قیامت“ نہایت ہی اہم مضمون ہے۔ ہر دین و مذہب میں اس کو ضروری و لازمی اعتقاد نظر آیا گیا ہے۔ عقیدہ قیامت پر ہر الہامی کتاب نے زور دیا ہے۔ ہر پیغمبر نے قیامت کے متعلق تفصیلات دی ہیں۔ تمام انبیاء و اولیاء اس کا بیان فرماتے رہے ہیں۔ ہزاروں سال سے قیامت کے فتوے لاکھوں کروڑوں عارفوں کو سرست بناتے رہے ہیں۔ ہر فی کی اُمت قیامت کے بیانات سے اپنی روحانی زندگی کا سرمایہ چل کرتی رہی ہے۔ بے شمار عالم و زابر قیامت کی عظمت کا خیال کر کے ہر شخص ہراسے رہے ہیں۔ تمام نچے مومن قیامت کے عظیم الشان منظر کا ذکر سن کر لرزہ بر اندام ہوتے اور آستو بہاتے رہے ہیں۔ راقوں کو مبدار رکھ کر دعائیں مانگتے رہے ہیں کہ الہی ہمیں قیامت میں نیک انجام بناؤ۔

تمام انبیاء نے نبوت و بشارت سے دنیا کے دوں کو گرما دیا تھا کہ قیامت کبریٰ کا وقت آئے والا ہے جس میں مومن و صالح انسان بامراد ہونگے۔ رخصت الہی کی جنت فردوس پائینگے۔ خدا کے دیار سے مشرف ہونگے۔ ابدی سرور میں خوش و خرم رہینگے اس لئے ارواح طیبہ بڑی امید سے قیامت کے مبارک دن کا

انتظار کر رہی تھیں۔ اور سارے عالم میں ایک دوسرے کو اس عظیم کی خوشخبری سنارہی تھیں۔ کوئی اگر خواب میں بھی قیامت کا منظر دیکھتا تھا تو صبح اٹھکر خوشی خوشی سب کو اپنا خواب سنا دیتا تھا۔

پہلی الہامی کتابوں میں جس قدر بیانات قیامت خداوند عالم نے نازل فرمائے تھے وہ سب اور بہت سے دیگر بیانات قرآن مجید میں نازل فرما دیئے جن میں وہ باتیں ظاہر فرمادیں جو قیامت کبریٰ میں ہونے والی تھیں۔ قیامت کبریٰ کے متعلق قرآن مجید میں تکمیل تفصیل سے اعلان فرما دیا ہے کہ اب دور قرآن کے بعد قیامت کبریٰ کا ہی زمانہ ہے۔

قرآن مجید قیامت کے بیانات سے بھرا پڑا ہے۔ چند ہی سورتیں ہیں جن میں قیامت کا ذکر نہیں۔ درہ تمام سورتیں اور سورتوں کے رکوعات میں بار بار قیامت کا ذکر ہے۔ طرح طرح سے ذکر ہے۔ تاکیدات کے ساتھ ذکر ہے۔ قیامت کے اندازات ہیں۔ بشارات ہیں۔ تفصیلات ہیں۔ نصف قرآن کے بعد تو بہت سی سورتیں ایسی ہیں جو مکمل طور پر قیامت ہی کا بیان ہیں۔ جس قدر موجودہ ترتیب قرآن کا سلسلہ آگے بڑھتا جا رہا ہے قیامت کے بیانات کا زور بھی بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انیسواں اور سوسوا دونوں پارے سرا سر قیامت کے اسرار و حقائق سے پڑیں۔ ایسی صورت میں مضمون قیامت کی اہمیت کا اندازہ لکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن میں سب سے زیادہ مژگہ۔ مدلل و مفصل یہی سکہ ہے۔

صحیح مفہوم قیامت ہے وہ عرض کر دوں گا۔

مجھے بہت تیز روشنی سے آنکھیں چکا چوندھ ہو جاتی ہیں۔

دیے ہی قیامت کے منظر کے ہوا کہ جس قدر یہ مسئلہ اہم اور روشن

نہا اسی قدر اس کے سمجھنے میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔ یا یوں

فرمائیے کہ پیغمبروں کی تعلیم و تلقین کے ایک عرصہ گزرے پر قوم کے

روحانی وجدان پر کچھ ایسی رودی طاری ہوئی کہ وہ واضح قانون قدرت

اور کلام الہی کے معانی کو سمجھ لیتی۔ اور طرح طرح کے ادہام میں گرفتار

ہو گئی۔ یہ معاملہ بہت سی تعلیمات عقائد کے ساتھ پیش آیا۔ یہاں تک کہ

توحید الہی جیسے روشن ترین مسئلہ کی تعبیرات میں بھی اختلافوں نے

اختلافات پیدا کر لئے۔ ایسی ہی لغزشوں رفتار کا ایک مظاہرہ مسئلہ

قیامت میں نمودار ہوا۔

بیانِ وزیرِ اور کتابِ خدا میں قیامت کی جو حقیقت بیان فرمائی گئی

تھی اسے پس پشت ڈال دیا گیا اور ایک ایسا بے بنیاد عقیدہ بنالیا گیا

جو پیغمبر کی تعلیم اور وحی کا توں کے سراسر خلاف اور غیر معقول ہے۔

چنانچہ نبی سے پہلے اور بنیادی فلسفی یہ بتاتی کہ قیامت کو فنا کے عالم سمجھ

لیا گیا۔ اور دین کے نام سے عارس و مکاتب میں یہ تعلیم دی جانے لگی

کہ قیامت اس دن کو کہتے ہیں جب تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور گلیلا

خدا رہ جائے گا۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کسی پیغمبر نے ہرگز یہ تعلیم

نہیں دی کہ قیامت فنا کے کائنات کا نام ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ

بھی یہ نہیں ہے کہ فنا کے عالم کا نام قیامت ہے۔ ہم کو کتبِ ہندوستانی میں

اور پیامبر میں ساہا سال سے مطالعہ کر رہے ہیں کہ قرآن مجید کی

ایک ہی آیت ایسی دکھا دی جائے جس میں فنا کے عالم کو قیامت کہا ہو

لیکن آج تک کسی عالم دین نے ایسی آیت پیش نہیں کی۔ جو مرمت سے

کہتی ہو کہ فنا کے عالم کا نام قیامت ہے۔ جو آیات پیش کی جنہیں ان کا

ہم نے مدلل جواب دیدیا کہ ان سے ایک خاص دن فنا کے عالم کا

بہت زیادہ مرکزِ توجہ۔ قابلِ غور اور جذبات بھی معنون قیامت پر

مگر قیامت کے بیانات قرآن مجید میں سے الگ کر دیئے جاتے ہیں

تو قرآن مجید ہم پرے روح کی طرح رہ جائیگا۔ قرآن میں جگہ جگہ

ایمانِ باطلہ کے ساتھ ساتھ یومِ آخر کا ذکر ہوتا ہے جس پر ایمان لانا

لازم اور دین کی ضروری شرط ہے۔

کسی شخص کو کسی لفظ کی مقبولیت اور عامِ قیامت کا یہ بھی

ایک ثبوت ہوتا ہے کہ ادب و شاعر اسے لڑ پھر میں گہری دلچسپی

کے ساتھ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ لفظ قیامت۔ محشر۔ محشر

ایسے الفاظ میں جو دورہ اسلام کی دنیائے شاعری میں نہایت

کثرت سے ادا بردشتار کی زبان پر چڑھے رہے ہیں۔ قیامت

و محشر کے الفاظ نے فی الحقیقت دورِ آخر کی شاعری میں ہنگامِ محشر

برپا کر رکھا ہے۔ کسی شاعر کا کلام ان الفاظ کی دلچسپ نمود سے خالی

نہیں ہے۔ ایک لفظ قیامت کے گرد ہزاروں استعارات و تشبیہات

کے لشکر چکر لگا رہے ہیں۔ جب کبھی ان الفاظ کی کوئی اچھی بندش

کسی شعر میں ہو جاتی ہے تو مجلسِ شعراء وہ واہ کی صدا سے گونج

اٹھتی ہے۔

قیامت کو زورِ شتی کتبِ مقدسہ میں ”تس تاخیر“ کے نام پر

یا دیا گیا ہے۔ سنسکرت کی مذہبی پستکوں میں ”پرلے“ اور ”ہارلے“

مشہور و معروف الفاظ و حقائق ہیں۔

مختصر یہ کہ قیامت کی اہمیت مختلف پہلوؤں سے ایک

روشن بات ہے۔ فنا کے کائنات قیامت کی آمد آمد کے شور

سے گونج رہی ہے۔ ایسے اہم مسئلہ پر آج میں آپ کی خدمت

میں چند ضروری باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

معزز حاضرین! قیامت کے متعلق جو خیال عام طور پر

پھیلا ہوا ہے پہلے میں اسے بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد جو

اور لوگوں کے بھی فنا اور معدوم ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ہوش ہونے کا ذکر ہے۔ یہ ہوش وہی ہوتا ہے جس کا وجود باقی ہو اور جو اس ٹھیک طور پر کام نہ کر سکتے ہوں۔ یہ وجود کا باقی رہنا صفات صاف عدم و فنا کے خلاف ہے۔ پھر صاف طور پر فرماتا ہے ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ ہوش بھی نہ ہونگے ٹھیک ہوش دھو اس میں رہینگے۔ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ یہ آیت قیامت کے دن کائنات کے فنا ہونے کا بیان کرتی ہے یہ کس قدر غلط فہمی ہے جو مرتکب الفاظ کے ضد ہے۔ یہ بنیادی آیت ہے جس سے قیامت کے دن فناء عالم کا عقیدہ ثابت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری آیت کے غلط معنی کر کے یہ کہہ لیا گیا ہے کہ قیامت کے دن کائنات معدوم و فنا ہو جائے گی۔

پس مسند قیامت میں یہ بنیادی غلطی ہے کہ قیامت کو فناء عالم کہا جائے۔ خود فقط قیامت..... فناء عالم کے مفہوم کو رد کرنا ہے۔ قیامت کے معنی قیام و بقا ہیں نہ کہ عدم و فنا۔ جب یہ بنیاد غلط رکھ دی گئی تو اب سب بیانات جو قیامت کے متعلق ہیں غلط بنیاد پر ہونے کی وجہ سے کچھ ہلکے ہیں۔

حشبت اول چون ہند معمار کج

تا زیا می رود دیوار کج

حضرات! اب آئے چلے اور ملاحظہ فرمائیے کہ قیامت کو فناء عالم قرار دے کر کیا کیا باتیں بنائی گئی ہیں جو کتاب اللہ اور عظمت اللہ کے خلاف ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہر انبیا ایک خوفناک خوف ہے جس کا سر خدا کے عرش سے ٹکا ہوا ہے اور اس کے پاؤں ساتویں زمین تک پہنچے ہیں۔ اور وہ ہزاروں سال سے منہ میں صوفیوں کو دھپے اندھنہ کر رہا ہے کہ اسے حکم ملے اور وہ صوفیوں کو کہے۔ صوفیوں کو بڑا ترسناک ہو سکے ہے۔ جب وہ چمکے گا تو سب آسمانوں اور زمینوں کے بننے والے ٹھہرا بیٹھیں گے۔ اس کی چونکاؤناں سے کان پھٹنے لگیں گے یہاں تک کہ

واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک آیت کُلّ شیخ حالک الاکابر و جھکے پیش کی گئی اور اس کے یہ معنی کئے گئے کہ ذات خداوندی کے سوا ہر شیخ ہلاک و فنا ہونے والی ہے۔ ہم نے اس کے جواب میں تلک و متصل لکھا کہ اس بات سے کہ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے یہ ثابت نہیں ہو سکتی ایک وقت میں کچھ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی اور اس دن کا نام قیامت ہے۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ذات خداوندی کے سوا ہر چیز فنا پذیر ہے۔ فنا ہو رہی ہے اور ہو جائے گی۔ بقائے حقیقی صرف خدا کے لئے ہے۔ خدا واجب الوجود ہے اور باقی ہر چیز معرض فنا میں ہے۔ ہر اک اس پر فنا کا عمل جاری ہے اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔ چیزیں پیدا ہوتی اور فنا ہوتی ہیں اور پھر پیدا ہوتی ہیں۔ کائنات میں پیدائش و فنا کے دو سلسلے مسلسل چلے رہے ہیں۔ اسی طرح اور جو کچھ فناء عالم کو قیامت ثابت کرنے کے لئے کہا جاتا ہے ہم سب کا جواب دے چکے ہیں۔ یہاں سب کا سب دہرائے کی گنجائش اور ضرورت نہیں ہے۔

ایک بنیادی آیت جو قیامت کو فناء عالم ثابت کرنے کیلئے پیش کی جاتی ہے ہم اس کو بیان کئے دیتے ہیں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ قیامت کو فناء عالم قرار دینے میں کس قدر غلطیاں کی جاتی ہیں۔

سورة زمر میں دو دفعہ صورت چمکنے کا ذکر ہے۔ الفاظ ہیں وفتح فی المصور فصعق اور صورت چمکنا جانے کا تو جو لوگ من السموات وحت السموات واجل میں ہیں بے ہوش فی الارض الا من شاء ہو جائیں گے۔ مگر جنہیں خدا چاہے وہ بیدار ہو جائیں گے۔ اللہ ثم فیہ اخری نہیں ہونگے۔ چھ صورت چمکنا جانے کا فاذا هم قیام یتظرون تو وہ کھڑے ہونے دیکھتے ہونگے۔

اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے کہ لوگ یہ ہوش ہو گئے۔ یہاں ظاہر ہے کہ صرف لوگوں کا ذکر ہے۔ سب کائنات کا ذکر نہیں ہے۔

اس کے اڑے سب لوگ مر جائیں گے۔ زمین کھڑے کھڑے ہو جائیگی
آسمان کے پر پٹے اڑ جائیں گے۔ سورج۔ چاند۔ ستارے ٹوٹ ڈٹ کر
گر پڑیں گے اور آخرا رب کچھ معدوم ہو جائے گا۔ اکیلا خدا رہ جائیگا۔
یہ عدم کب تک رہیگا۔ خدا ہی کو معلوم ہے۔ البتہ بعض ولایت میں ہر
چالیس سال کا عرصہ ہوگا۔ اور اس کے بعد دوبارہ صور پھوٹکا جائیگا
مردے قبروں سے بچنے لگیں گے۔ مگر یہاں یہ خیال نہ رہا کہ
جب کل کائنات اور ساری زمین معدوم ہو جائے گی تو قبریں
کہاں ہوگی جن سے مردے نکالے جا رہے ہیں۔

بہر حال کہتے ہیں کہ مردے میدانِ محشر میں جمع ہونگے
اور میدانِ محشر سر زمینِ شام میں ہوگا۔ جہاں وہ سب لوگ
اکٹھے ہو جائیں گے جو ابتدائے آفرینش سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔
ہو کر مر چکے تھے۔

میدانِ محشر میں سورج سوائیزے یا سواہیل کے فاصلہ کی
مقدار میں سروں پر آجائے گا۔ جس سے لوگوں کے بھیجے اس طرح
پھیلنے جیسے ہانڈیاں کپتی ہیں۔ ہر شخص کی زبان پر نفسی لفظ ہوگا
میدانِ محشر میں لوگوں کو سخت پسینہ آجائے گا کسی کو ٹھنڈے تک
کسی کو پیٹل تک کسی کو کر تک کسی کو سینے تک کسی کو گلے تک
کسی کو منہ تک۔ اپنی اپنی بدگلی کی مقدار پر پسینے کی مقدار کم
زیادہ ہوگی۔ سب لوگ تمام پتھروں کے پاس بھاگتے پھریں گے
کہ ہماری شفاعت کیجئے۔ ہر پتھر اپنی کوئی خطا واری یا معذوری
ظاہر کرے گا۔ آخر سب لوگ حضرت رسول کریم کے پاس حاضر ہوں گے۔
آنحضرت فرمائیں گے کہ اُن آج میں شفاعت کرو دیکھا۔

خدا کا عرش زمین پر بچھایا جائے گا۔ عرش پر چند
بلوہ اسنور ہوگا۔ خدا کے سامنے ایک تہاڑو کھڑی کھائی
خدا کے عرش کی دائیں جانب نیک لوگ ہونگے اور بائیں جانب

بد عمل لوگ جمع ہونگے۔ ایک ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کے
ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ جن میں اس کے سب اعمال
لکھے ہوئے ہونگے۔ حکم ہوگا کہ اپنا نامہ اعمال پڑھو۔ ہر شخص پڑھنے
اور کوئی کوئی آدمی کہے گا۔ خدا یا یہ جو کچھ میرے نامہ اعمال میں لکھا یا
لکھا ہے میں نے تو یہ گناہ نہ کئے تھے۔ خدا اس کو گھڑکیگا۔ تب
آدمی مرعوب ہو کر چپ ہو جائے گا۔ حکم ہوگا کہ نیک و بد اعمال
تولے جائیں۔ ترازو کے ایک پرلے میں نیکیاں رکھی جائیں گی
دوسرے پرلے میں بدیاں رکھی جائیں گی۔ جس کی نیکیاں زیادہ
ہوں گی وہ جنت کا حقدار ہوگا۔ جس کی بدیاں زیادہ ہوں گی جہنم کا مستحق
ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ہر آدمی کے دو دن کا نعوں پر دو فرشتے
بیٹھے ہوتے ہیں۔ ایک فرشتہ نیکیاں لکھتا رہتا ہے۔ دوسرا
فرشتہ بدیاں لکھتا رہتا ہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ فرشتے
اپنی انگلیوں کو قلم بناتے ہیں اور انسان کے مذکورہ دو اسات
بناتے ہیں۔ اور انسان کا تھوک سیاہی کا کام دیتا ہے نیز عموماً
کاغذ پر یہ نامہ اعمال لکھے جاتے ہیں اور خدائی دفتر محفوظ میں
رکھے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن انسانوں کے ہاتھوں میں
دینے جائیں گے اور وہ بھی اس طرح کر یہ کاغذ اعمال اڑا کر
ہر ایک کے پاس پہنچیں گے۔ نیکیوں کے سب سے اچھے اور بدوں کے
اچھے ہاتھ میں جا پڑیں گے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ
جب خدا کے سوا سب کچھ فنا ہو جائے گا تو یہ نامہ اعمال اور
ان کا محافظہ فائدہ بھی فنا ہو جائے گا۔ تو کیا پھر نئے سرے سے کاغذ
بن کر نود نویس کا تہوں سے یہ اعمال نامے کھوائے جائیں گے۔
فنا ہو جانے کی صورت میں پہلے جو زندگی میں نامہ اعمال لکھے
گئے تھے ان کا کیا فائدہ ہوا؟ کیا فضلِ عبث خداوندِ حکیم کی سب
منسوب ہو سکتا ہے؟

کر دیا ہے۔ فنی آزادی پیدا ہو جانے کی وجہ سے لوگ کسی میل بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تقلید کا جو اپنے کندھ پر رکھنے کے لئے اب کوئی تیار نہیں ہے۔

الغرض قیامت کا یہ نقشہ ایسا ہے کہ جب اس کی نفی پر کوئی دلیل دی جاتی ہے تو قوت حق کا یہ اثر ہوتا ہے کہ انسان آسانی اس نقشے کو چھوڑ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے صرف کوئی آباء پرست مقلد ہوگا جو ان باتوں پر اڑا رہے گا۔

اگر بنیاد اعتقاد گر جائے یعنی سمجھ میں آجائے کہ قیامت نئے عالم نہیں ہے تو آگے تمام نقشہ بدل جاتا ہے۔ جو باتیں نئے عالم کے بعد سمجھی جاتی ہیں وہ اسی دنیا کے اندر کسی معقول پرانے میں سمجھنے سمجھانے کی باتیں ہو جاتی ہیں کیونکہ جو کچھ کتابوں میں کہا گیا ہے اور اس سے لوگوں نے غلط طور پر یہ نقشہ بنالیا۔ الہامی کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو ان کی باتیں سرسرمعقول اور واقعات میں ثابت شدہ حقیقتیں ہیں

قیامت کا صحیح مفہوم

قیامت کا صحیح مفہوم جو کتب الہیہ اور پیغمبروں کے مقدس کلمات سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ لفظ قیامت کے معنی قیام یا رہنا ہوتا ہے نہ کہ گرنا اور فنا ہو جانا۔ قیامت کلام الہی کی اصطلاح میں خدائی جلی کا اپنے مظہر ظہور میں قیام کرنا ہے۔ جس کے اثر سے لوگ خدا کے لئے نیا قیام کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے "وَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ" اپنے پروردگار کے قیام سے ڈرنے والے کے لئے وہ جنتیں ہیں۔ اور فرماتا ہے یوم یقوم الزّوج والمالئکۃ جبکہ روح اور فرشتے برپا ہوتے ہیں۔ روح سے مراد پیغمبر یا روح القدس جو پیغمبر کے

جب جنت دوزخ والوں کو جنت دوزخ کی طرف چلے گا مکم ہوگا تو وہ ایک پہل پر سے گزریں گے۔ جسے مسلمان پہل اور زلشتی پہل چنود کہتے ہیں۔ وہ بال سے باریک اور تلواریں تیز ہوگا۔ اس پر اپنے اپنے اعمال کی طاقت کے مطابق سب لوگ گزریں گے۔ کوئی چوٹی کی طرح چلیگا۔ کوئی گھوڑے کی طرح کوئی بچہ کی مانند۔ کوئی برقی رفتار سے گزر جائیگا۔ بہت کم لوگ کٹ کٹ کر نیچے جہنم میں گر رہے جائیگے۔

بہت سے مسلمان اسی خیال سے کہ پہل صراط پر آرام سے گزر سکیں جانوروں کی قربانی کرتے وقت مضبوط جانور لیتے ہیں کیونکہ قربانی کے جانور پہل صراط پر سے گزرتے وقت سواری کا کام دیں گے۔ اس لئے جس قدر تندرست جانور ہو سواری دینے میں عمدہ ہوگا۔

اس کے بعد کیا ہوگا؟ بدکار جہنم میں داخل کئے جائیگے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ نیک عمل لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہاں حوریں ہونگی۔ غلام ہوں گے۔ خدا سے ملاقات ہو کر سہ کی اور ہمیشہ آرام کی زندگی ہوگی۔ یہ ہے قیامت کا وہ مختصر خاکہ جو عام اعتقاد میں آجکل رائج ہے۔ اگرچہ اس کی جزئیات میں بہت کچھ اختلافات ہیں اور اگرچہ اب تعلیم یافتہ کہلانے والا طبقہ ان باتوں سے بیگانہ ہونا چاہتا ہے کیونکہ وہ تو صریح دینی احکام نماز و روزہ سے بھی بچا گئی اجتناب کر رہا ہے اور اگرچہ نئے علماء اسلام بھی ان باتوں کو کچھ فراموش سا کہتے ہوئے ہیں اور ان باتوں پر غور و فکر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ کیا کریں بیچارے مجبور ہیں کیونکہ اب دینی حقائق کے انکشافات جدیدہ نے انھیں حیرت میں ڈال دیا ہے۔ علوم و معارف کی وسعت اور روشنی نے نظروں کو خیرہ

ساتھ آتا ہے۔ ملائکہ نفوسِ مقدسہ مومنین وارواحِ ملکوتی جو ظہورِ حق کے ساتھ پاک اثرات پھیلاتی ہیں اور دنیاوی زندگی پانی کی یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ قیامت کا یوم عظیم وہ دن ہے جبکہ لوگ خدائے رب العالمین کے لئے قائم و برپا ہوئے ہیں اور جبکہ لوگوں کا حساب و محاسبہ قائم ہوتا ہے۔ یوم یقوم الحساب۔ اور جبکہ لوگوں میں سچا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اسی لئے یوم قیامت کا نام یوم الفصل بھی ہے۔ یعنی فیصلے کا وقت۔

اور یہ قیامت کا دن وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ خداوندِ عالم اپنے منظرِ ظہور یا پیغمبر کے ذریعے اپنی تجلی برپا کرتا ہے۔ وہ پیغمبر خدا کے حکم سے قائم ہو کر خدائے الہی کا سکھر بچھکتا ہے۔ لوگوں میں، پچھل جاتی ہے لوگ خدا کے لئے قیام کرنے لگتے ہیں۔ قوسوں کا محاسب قائم ہوتا ہے اور ان میں عدل و انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ہر اکمل امۃ رسول فاذا { ہر اُمت کے لئے رسول ہے جب جاء رسولہم فبینهما { ان کا رسول آتا ہے ان میں سچائی بالحق وھم لا یظلمون } سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اپنے ظلم نہ کر دیا جاتا ہے اسی سچے فیصلہ کو عدالتِ الہیہ کہتے ہیں جس کا ظہور پیغمبرِ وقت کے ذریعے ہوتا ہے۔ جیسا کہ صاف صاف فرمایا کہ جب رسول آتا ہے تو لوگوں میں سچائی سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ خدا کا وہ امر جو پیغمبر کے ذریعے نمودار ہوتا ہے تمام اختلافات میں فیصلہ کن ہوتا ہے۔

فاذا جاء امر اللہ قضی بینہم بالحق۔ جب خدا کا امر آتا ہے لوگوں میں سچائی سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ یہی امر اللہ وہ میزان ہے جس پر حق، باطل، حق و باطل، ناجائز و جایز، نیک و بد سب کا وزن کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا و لضع الموازنین القسط لیوم القیامۃ فلا تضلھم نفس شیئاً۔ ہم قیامت کے دن عدل کی میزانیں قائم کرتے ہیں جو کہ وہ خدائی بیانات ہیں جو پیغمبرِ وقت کے ذریعے

ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ارسلنا رسلنا وانزلنا معھم الکتاب والمیزان۔ ہم نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور ان کے ساتھ ساتھ کتاب و میزان اتاری۔ یہ میزان وہی مآئزِ انزل اللہ ہے جس کے مطابق حکم کرنا انصاف اور حق اور دیانت ہے اور اس مآئزِ انزل اللہ کے خلاف حکم کرنا کفر فسق اور ظلم ہے۔ من لہم یشککھم بآئزِ انزل اللہ فاولئک ھم الکافرۃ۔ ھم الظالمون۔ وہی چیز حقیقت میں کوئی چیز ہے جو میزانِ خدائی پر ٹھیک اترے۔ اور جو چیز میزانِ الہی پر ٹھیک نہیں اترتی وہ عالمِ حقیقت میں لاشے ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قیامت جو رسولِ برحق کے ذریعے قائم ہوتی ہے دنیا میں ہی ہوتی ہے نہ کہ خدائے عالم کے وقت یا خدائے عالم کے بعد۔ کیونکہ خدائے عالم کا نام قیامت کوئی طرح ثابت اور درست نہیں ہے۔ مضافاً قیامت میں ہم متحدہ دیانت سے اس حقیقت کو آشکار کر چکے ہیں۔ اور تاریخِ عالم اور کتبِ مقدسہ اور قرآنِ مجید ان واقعات سے بھرے ہوئے ہیں کہ قوموں کو امر اللہ کے قبول کرنے پر کیونکر عروجِ چل چلا۔ اور پھر امرِ حق سے دو گردانی کے نتیجے میں کس کس طرح تنزل۔ ادبار اور عذاب بھگتن پڑا۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے۔

وکان من قریۃ عنت { کتنی ہی بستیوں اپنے پروردگار کے عن امر مدحاً ورسلاً { امر اور اس کے پیغمبروں سے کرکش فاسبغھا حساباً شدیداً { ہومیں تو ہم ان سے محنت حساب لیل وعدۃ بناھا عذاباً لکلاً { اور انھیں درد انگیز عذاب دیا تب خداقت و جلال امرھا { انھوں نے اپنے کرمات کا مزہ کچھ لیا وکان عاقبۃ امرھا { اور ان کا انجام کا خسارہ ہوا۔

خساراً =

اس آیت مبارکہ میں تصریح ہے کہ خدا کے امر.....

یوم یسنا دھیکھ جس دن خدا بندوں کو تدار دیگا۔ یوم یلع الدعاء جس دن داعی الہی دعوت دیگا۔ اسی داعی و منادی کو پیشوائے عالم اور سب لوگوں کا امام کہا ہے۔ یوم ندعو اکل اناس بامامہم جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشوا اور رہنما کے ذریعے دعوت حق دیگے۔

صُور پھکنے پر لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ مراد یہ ہے کہ جب منادی الہی تدار ملن کر گیا تو لوگ دوستم کے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ہر ظہور حق میں قانون ہر ایک اہل ہدایت۔ ایک اہل ضلالت۔ اہل ہدایت باہوش ہوتے ہیں۔ اہل ضلالت بیہوش و مدہوش ہوتے ہیں۔ یہی روحانی بیہوشی اپنے انتہائی درجے پر موت روحانی ہو جاتی ہے۔ اس لئے خداوند عالم فرماتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ مردے ہوئے ہیں اور یہی مردے زندہ کئے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی گہری ہمارکاری کے باعث ایسے مرتبے ہیں کہ زندہ ہو ہی نہیں سکتے۔ قیامت کی پہلی میں تو سب پڑ جاتے ہیں اور سب میں ایک نئی حرکت نمودار ہو جاتی ہے۔ لیکن کوئی سعادت کی حرکت حرکت کرتا ہے۔ کوئی شقاوت کی جانب قدم بڑھا لیتا ہے۔ اسی بنا پر ایمان اور عمل صالح اختیار کرنے والوں کو ”محب المینہ“ برکت والے فرمایا ہے۔ اور بد عمل اور کمند جن میں کو ”محب المئثمہ“ نخواست والے قرار دیا ہے۔ صُور پھکنے پر اہل استعداد نئی زندگی پاتے ہیں اور ترقیات حاصل کرتے ہیں۔ ظاہر و باطن میں عروج و کمال پر پہنچتے ہیں۔

میدانِ محشر کے بارے میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ ارضِ شام؟ قرآن مجید میں بھی تصریح سے وارد ہے کہ ”واسمع یوم یسنا المناہر من مکان قریب۔ کان لکاکر سنا جب منادی قریب جگہ سے نوازے گا۔ قریب جگہ سے سرزمینِ شام مراد لی گئی۔ نغاسیر و مادیت میں نہایت کثرت و وضاحت سے یہ بات تذکر ہے اور خود آیت مذکورہ کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے کہ مکان قریب سے مراد شام کی سرزمین ہے۔ کیونکہ وہ عرب شعل ہی ہے۔ جب کہ قیامت کے محل ذکر کو اسی موجودہ زمین میں

اور خدا کے رسولوں کی نافرمانی سے قوموں کو عذاب مل چکا ہے اور یہ قانون الہی ہے کہ وہ نافرمانوں کو عذاب دیا کرتا ہے۔ اور یہ عذاب دنیا میں ہوتا ہے اور مرے کے بعد بھی اس کا سلسلہ چلتا ہے لیکن اصل بنیاد ہی دنیا میں پڑتی ہے۔ تنزل۔ ادبار۔ غلامی۔ بغلی۔ لہجہ بد حالی۔ بیماری۔ بیکردائی۔ قرب الہی سے محرومی وغیرہ سب عذاب کی زنجیریں ہیں جو منکرین حق کے گھمے کا مار ہو جاتی ہیں اور انہیں تباہ کر دیتی ہیں۔ بلکہ خدا یہ فرماتا ہے کہ منکرین حق یہ دیکھیں کہ انہیں جو مال دولت اور اولاد ملتی جا رہی ہے یہ ان کے لئے کوئی بھلائی ہے نہیں۔ انکار حق کی صورت میں یہی چیزیں ان کے لئے طوفانِ لعنت ہیں اور عذاب اور ہلاکتِ حقیقی کے سامان ہیں۔

قرآن مجید عاد۔ ثمود۔ آل فرعون وغیرہ وغیرہ اقدام کے حالات بار بار بیان فرمائے ہیں کہ کس طرح ان قوموں نے پیغمبر کا انکار کیا اور اپنی بدعملی پر تسخر رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاک و تباہ ہوئے دنیا میں بھی نامراد ہوئے۔ آخرت یعنی مرے کے بعد بھی عذاب الہی میں پڑ گئے کتب الرسل ختم ہوئی۔ عید۔ سب نے پیغمبروں کو چھوٹا قرار دیا۔ تب ان لوگوں پر خدا کا قانون وعید و عذاب واقع ہو گیا۔

الم غلک الاولین ثمود { زنداوند عالم فرماتا ہے } کیا ہم نے پہلی نسیبہم الاخرین کذلک { قوموں کو ہلاک نہیں کیا؟ (یقیناً کیا ہی) نفعل بالجسمین ویکل { پھر ہم کبھی قوموں کو ہلاک کر گئے۔ کیونکہ ہمارے یومئذ لدلکذبتین ۰ { قانون یہی ہے کہ ہم خیروں کو ہلاک کیا کرتے ہیں۔ ظہور حق کے جھٹلانے والوں کو اس دن ہلاکت و تباہی نصیب ہوتی ہے۔

قیامت میں صُور پھکنے کا جانا ہے۔ صُور پھکنے سے مراد نئے زنداوندی کا بلند ہونا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ صُور کی بجائے نذر فرمایا ہے۔ واسمع یوم یسنا المناہر کان لکاکر شنا جس دن منادی تدار دیگا

ہوتی۔ ولایتی عن ذنوبہم المجرمون۔ مجرموں سے ان کے حسن ہوں کے متعلق کچھ نہیں پوچھا جاتا؛ کیونکہ خداوند عالم ہر بات سے واقف ہے۔ اور انسانوں کا خدا کے ردبرو اس طرح کھڑا ہونا جیسے مجرم مجبڑ ٹیٹ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، مسلمہ اصول دین کے خلاف ہے کیونکہ خدا بھی مجسم دعوہ و دہنیں ہوتا۔ جس کے مقابل آدمی کھڑا ہو۔ یہ تصور ہی باطل ہے۔ کتاب اللہ ایسی باتوں کی نفی کرتی ہے۔

کتاب جو سیدھے اور اُلٹے ہاتھ میں دی جاتی اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کتاب جو پیغمبر پر نازل ہوتی ہے وہی لوگوں کو دی جاتی ہے سیدھے ہاتھ میں دینے جانے کے معنی یہ ہیں کہ انسان اسے سیدھے طور پر قبول کر کے صحیح طور پر سمجھتا اور اس پر عمل کر کے صاحب الہی میں داخل ہوتا ہے۔ اُلٹے ہاتھ میں کتاب ملنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان کتاب الہی کو اُلٹے طور پر لیتا ہے یہ بخونہ عوجا اُسے ٹیڑھے معنی پہناتا ہے۔ کج بخئی کرتا ہے اور وہ صاحب النمل میں داخل ہو جاتا ہے۔

میزان کی حقیقت یہ ہے کہ امر اللہ جو سرا پا عدل ہے۔ میزان گل ہے، تمام امور کا فیصلہ اسی سے ہوتا ہے اور یہ میزان رسول کے ساتھ آتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے:-

ارسلنا رسلنا وانزلنا { ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور
معهد الکتاب والمیزان { ان کے ساتھ ہم نے کتاب و میزان
لیقوم الناس بالقسط { نازل فرمائی تاکہ لوگ عدل و انصاف پر
قیام کریں۔

یہی قیام جو خدا کے لئے پیغمبر و نعت کی تعلیم کو عمل میں لا کر عدل و انصاف پر استقامت ہے۔ اصل حقیقت قیامت ہے جو اس قیامت میں قبر نفس و دہوی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے حیاتِ ابدی پا رہے۔ جو کوئی ظہور حق کے وقت میزانِ حق میں کم اترتا ہے خسارے میں پڑتا ہے

ایک ملک کا پتہ بتایا گیا ہے بالکل واضح ہے کہ قیامت و حشر کا واقعہ اسی سرزمین پر رونما ہوگا نہ کہ فنائے عالم کے بعد کیونکہ اگر فنائے عالم کے بعد قیامت و حشر کا ظہور ہوگا تو پھر اس کُتوہِ ارض کے کسی مقام کا پتہ بتانے سے کیا فائدہ؟ جبکہ سر سے یہ کُتوہِ ارض باقی ہی نہ رہیگا صاحب کتاب کی حقیقت یہ ہے کہ ظہور حق سے جب قیامت برپا ہوتی ہے تو فتنوں کا حساب کتاب ہوتا ہے اور ان کے اختلافات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ حساب و محاسب یہ ہوتا ہے کہ امت کی گزشتہ بیوہ بھی کارکردگی پر اسے ترقی دی جاتی ہے۔ وہ تازہ ایمان و عمل صالح سے فائز ہو کر اور اونچی ہو جاتی ہے اور بد عمل لوگ پہلے ایمان کو بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ ان کی پہلی قومی عزت بھی ہاتھ سے جاتی رہتی ہے نہ وہ تازہ ایمان و عمل صالح سے فائز ہوتے ہیں نہ وہ اقوام میں سرخرو ہوتے ہیں، بلکہ روزِ آخر وہ ادبار و ہلاکت میں گرتے اور دبے چلے جاتے ہیں۔

کتاب سے مراد کوئی فرضی نامہ اعمال نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کے علم حضور میں بندوں کے سب اعمال نیک و بد حجتِ معلوم ہیں۔ وہ خود فرماتا ہے دیکھی بولات بندوبست عبادہ، حبیب را بصیر۔ تیرا اب اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر دیکھے والا خود ہی کافی ہے۔ پھر کسی دوسرے کی اطلاع دی اور تحریر کیا شہادت کی اسے کیا ضرورت ہے؟ اس پر یہ بھی طرہِ تشابہ کہتے ہیں کہ خدا کے سامنے اپنا نامہ اعمال پڑھ کر بھی بعض آدمی کہیں گے کہ ہم نے تو یہ گناہ نہ کئے تھے۔ یہ تو یونہی بلا وجہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھ دیئے ہیں۔ بقول مرزا غالب سے

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر غالب
آدمی کوئی ہمارا دمِ خسریہ بھی تھا؟
خداوند عالم صفاتِ صاف فرماتا ہے کہ محاسب کی یہ صورت نہیں

انہار و بیان ہو سکتا ہے۔ نہایت واضح و سہل ہے کہ کائنات کے ہر ذرے میں قدرت کا نور نمودار ہے۔ لیکن کونسا کتاب نور قدرت کا ایک عظیم الشان منظر ہے۔ اسی طرح عالمِ هستی کے ہر وجودِ مَرَدُّی نوعی میں قدرتِ حق کا جلوہ ہے لیکن الوہان میں نوعِ انسان اعلیٰ منظرِ قدرت ہے۔ نوعِ انسان میں وہ وجودِ مقدس جو براہِ راست خدا کی وحی اور شاربیت اور صفاتِ کمال کا حامل ہے اعلیٰ ترین منظر ہے۔ ایسا کہ اس سے بڑھ کر اس عالم میں اور کوئی نہیں ہوتا۔ جیسے عالمِ مادی میں خدا نے ظاہری سوچ بنایا ہے وہ عالمِ روحانی میں آفتابِ حقیقت ہوتا ہے۔ جس طرح اہل دنیا اپنے دائرہٴ نظر میں سورج کو سب سے بڑا مرکز نور دیکھتے ہیں۔ اور ہر ستارہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ اسی طرح اہل دین اپنے دائرہٴ بصیرت میں پیغمبرِ وقت کو مرکز نور دیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہی امر قدرت کا محرز کیا ہوا ہے۔ اور جس طرح ہم سورج کے نیلے نور قدرت کو دیکھتے ہیں اسی طرح منظرِ ظہورِ حق کے ذریعے نورِ مطلق کی تجلیات مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہی ہے دیدارِ خدا۔ اور یہی ہے خدا کا مرکز کیا ہوا طریق جو اس عالم امکان میں ممکن ہے یہی کتبِ مقدسہ کی تعلیم کا جو ہر مقصود ہے۔ پس قیامت میں خدا کا دیدار اس کے منظرِ ظہور کا دیدار ہے۔ منظرِ ظہور کی لقاء خدا کی لقاء ہے۔ اس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ اس کی رضا خدا کی رضا ہے۔ اس کا ظہور خدا کا ظہور ہے۔ کیونکہ ہمیں اپنے نفس کا کوئی ظہور نہیں وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ اس میں شہیتِ الہیہ کے سوا اور کوئی شئی کارِ منہر ما نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا وجود مقامِ فنا میں ہے اور یہاں جبرِ تعالیٰ الہی مقامِ بقا میں ہے۔ اسی نقطہٴ حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے بشارتِ دی کی بھی کہ

اس کے سوا کوئی کھڑی یا لوہے و پیرہ کی ترازو نہیں ہوتی جو قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کو لینے کے لئے کھڑی کی جاتی ہو۔ کیا اعمال جو غیر مادی چیز ہیں کسی مادی پیمانے یا کھڑی سے ناپے یا تولنے جاسکتے ہیں؟ برزخ نہیں! خدا کی کتاب ایسی غیر معمول باتوں سے پاک ہے۔

دیدارِ خداوندی کے متعلق خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ذاتِ خداوندی غیبِ لایدرک ہے۔ علمِ انسانِ پیر محیط نہیں ہو سکتا۔ چشمِ فانی اسے نہیں دیکھ سکتی۔ ہر شخص کا عرفانِ حُثِ اس دائرے میں محدود رہتا ہے جو دائرہٴ تجلیِ مالکِ قدرت کسی کپڑے ہٹا کر فرما دیا ہو۔ انسان اپنے احساسات اور ادراکات سے بالاتر نہیں جاسکتا۔ اور معلومِ مسلم ہے کہ انسانی احساسات و ادراکات عالمِ خلق میں ہی گھومتے رہتے ہیں۔ کوئی حادثہٴ ممکن، واجب بالذات کے مقام کا ادراک کس طرح کر سکتا ہے۔ یا کوئی محدود و محدود کو اپنے تصور میں کیونکر لاسکتا ہے؟

آنکھوں سے دیکھنے کا قانون یہ ہے کہ ایک شخص کے تارِ نظر دوسرے وجودِ مادی سے ٹکراتے ہیں تو وہ وجود نظر آتا ہے۔ لازم ہے کہ مقابل میں وجودِ مادی ہو ورنہ کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اگر یہ بات دیدارِ خداوندی میں سمجھی جائے کہ خدا ان آنکھوں سے دکھائی دینگا تو لازماً خدا کا وجودِ مادی تسلیم کیا جائے گا جو محبت ہو اور ہر محبت مرکب اور ذی اجزاء ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث ہوتا ہے۔ اس قسم کا دیدار تسلیم کرنا عقل اور کتاب اللہ اور اصولِ دین کے سراسر خلاف اور غیر معقول ہے۔ اب ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ دیدارِ خداوندی کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟

جبکہ مقامِ ذات میں خداوندِ عالم کی نسبت کوئی ذکر و فکر ممکن نہیں ہے تو لازماً اس کی تجلیِ قدرت کے متعلق ہی بقدرِ امکان

ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں لیکن ہم ہر چیز کو ایک معلوم مقصد اور انداز سے پر ظاہر کیا کرتے ہیں۔

کائنات الہی بے شمار اور انسان کے محدود علم سے باہر ہے مابعدہ حنبیہ و ذہب الکاہلو۔ خدا کی کائنات کے لشکروں کو خدا کے سو کوئی نہیں جانتا۔ ہم جو کچھ کہتے اور ذکر کرتے ہیں۔ وہ اپنے اسی کرم و ارض کے متعلق ہے۔ اس کرم ارض پر خدا نے انسان کے لئے جو روحانی نظام مقرر کیا ہے جسے دین حق سے موسوم کرتے ہیں اس کے سلسلہ ظہور میں حضرت آدم سے ایک دور شروع ہوا جس میں انسانوں کو مناسب وقت و اوقات حاصل ہوتی رہیں اور ساتھ ساتھ نبیوت یعنی خیر دہی جاری رہی کہ ایک یوم غفران نے والا ہے جو یوم اللہ، یوم نیامت کبریٰ، الیم الموعود وغیرہ ناموں سے موسوم ہے۔ جو طلوع انسانیت کا دور ہے۔ جس طرح ایک ہونہار۔ تندرست۔ زمین بچے کے حالات اپنی زبان حال سے خبر دیتے ہیں کہ وہ ایک دن قابل انسان بنے گا۔ جبکہ اس کے کوئی درجہ کمال کو پہنچ جائیگے۔ اسی طرح نوع انسان تدریجی الرقت اور خبر دیتی تھی۔ نوع انسان میں نبوت کرنے والے انبیاء خدا کی طرف سے اس نبی عظیم کے حامل و مہتر تھے کہ دور تکمیل آئے والا ہے۔ جبکہ خدا کی عظیم الشان کجی ظاہر ہو گئی۔

انسان خدا سے نہایت قرب و وصال حاصل کر گیا۔ افراد و قوم وحدت کی روح سے ایک ہو جائیگی۔ تمام دنیا ایک وطن بلکہ ایک بستی کی مانند ہو جائے گی۔ امن و امان اور وحدت و یکجہت کا دور دورہ ہو گا۔ اس مبارک زمانے میں خدا کا عظیم الشان منظر ظہور جلوہ گر ہو گا۔ مومنوں کے لئے رہنمائے الہی اور ابدی کامیابی کی جنت آراستہ ہوگی۔ منکر بن حق کے لئے تہذیب خداوندی اور نامزدی کی جہنم بھڑکے گی۔ آخر ایمان و عرفان سے دنیا ہر طرح بھر جائے گی جیسے سمندر پانی سے بھرا ہوتا ہے نوع بشر کا باغ اپنے بیٹے پھل دے گا۔ تعلیمی اور یقینی ہے۔ ایسا ہی

من حیات میرجو { خدا کی ملاقات کے آرزو مندوں
لنقاء اللہ فان اجل { کو لبثت ہو کہ لقائے الہی حاصل
اللہ لات۔ { ہونے کا وقت یقیناً آئے گا۔

الحمد للہ کہ وہ مبارک وسود وقت آہنچا۔ اور ہزار ہا ارواح طیبہ نے لقائے الہی کا شرف حاصل کیا۔ اور اب بھی اپنے اپنے مدارج و مراتب کے مطابق مکاشفہ اور عالم رویا میں نعمت حاصل کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور یہ عالم تقیات غیر محدود ہے۔ اور اسی مقام بلند کے ادراک و حصول کے لئے سب پیدا ہوتے ہیں۔ بند برا الامر فیفضل الایات لعلمکم ببقاؤ دیکم توفیقون خداوند عالم امر کی ترمیم و تکمیل کر رہا ہے۔ آیات کی تفصیل فرماتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی لقائے کا الیقان حاصل کرو۔ اس لئے ہر بندہ حق زبان شوق سے کہتا ہے

اک نظر دکھیا جو اس نے مہر بانی سے مجھے
کر دیا فانی حیات جاودانی سے مجھے
بزم ہستی میں حلا آیا میں تیری دید کو
ورنہ کچھ مطلب نہیں تھا زندگانی سے مجھے

خداوند عالم نے اس کائنات میں ہر چیز کی ایک ابتداء اور ایک انتہا مقرر کی ہے۔ ایک وقت آغاز ہے۔ ایک وقت انجام ایک تہذیب کا زمانہ ہے۔ ایک تکمیل کا زمانہ۔ ایک سن طفولیت ہے ایک سن بلوغ۔

اس عالمگیر قانون سے کوئی چیز مستثنیٰ نہیں ہے۔ اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے قد جعل اللہ لكل شیء قدراً۔ خزانے ہر چیز کے لئے ایک مقررہ اندازہ مقرر کیا ہے۔ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً۔ خدا کا امر ایک مقررہ پایے پر منظم ہے۔ ان من یخی الا عندنا خزائنا وما ننزله الا بقدر معلوم۔

ہو کر رہی گی۔

پس حضرت آدم سے حضرت خاتم تک تمام انبیاء کریمؑ نے یہ نبوت و بشارت دینا کو شافی اور نوح انسان کو تیار کیا کہ وہ قیامت کبریٰ کے عظیم الشان دور میں کامیاب و بامراد ہو۔ ارتقاء کے بلند مقام پر پہنچے۔ حضرت خاتم النبیینؑ نے اس نبوت و بشارت کے دور کو ختم کر دیا اور اعلان فرمادیا کہ اب میرے زمانے کے بعد بلا فصل قیامت کبریٰ کا ظہور ہو گا۔ چنانچہ اس صحنوں کی چند آیات یہ ہیں:-

نوح الانسان ارتقاء کرتی ہوئی بہت بلند مقام پر پہنچے گی۔ لہٰذا کہتے طبقاً عن طبق - تم درجہ بدرجہ اونچے ہوئے جاؤ گے۔ تم خدا سے ملو گے۔ یا اھیا الانسان انک کا درجہ الی ذلک کد حافلاً قیہ۔ اسے انسان! تو اپنے رب کی جانب بڑھنے میں بڑی کاوش کر رہا ہے۔ سو تو اپنے رب سے ضرور ملیگا۔ اجل الله۔ یوم الله۔ خدا کا وقت۔ دورِ خدا و نہی یقیناً چلا آ رہا ہے۔ من کان یرجو لقاء الله فان اجل الله الیہ۔ جو کوئی لقائے خدا و نہی کا آرزو مند ہے اسے بشارت ہو کہ خدا کا معزز کیا ہوا وقت ظہور و لقاء آئے والا ہے۔

اگرچہ دورِ نبوت میں بھی حسب استعداد و مدارج عالم انسانی کو خدا کی لقاء، مظاہر ظہور کے ذریعے حاصل ہوتی رہی۔ اور ہر پیغمبر کا زمانہ ظہور حقیقت کی وحدت کے اعتبار سے قیامت ہے۔ سب سے بڑا کہ حضرت یسح نے فرمایا کہ قیامت اور زندگی میں ہوں۔ سری کرکشن نے فرمایا کہ ہر لے اور جا پر لے میں ہوں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا انالھا شہر قیامت بر بار کرے والا میں ہوں۔ لیکن پیغمبروں نے خدا کی پروگرام کا یوں اعلان فرمایا کہ قیامت کبریٰ آنے والی ہے۔ ہم سب اس کی خبر دیتے ہیں۔ حضرت خاتم النبیینؑ کی ذات گرامی پر اس نبوت کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ اب اجل الله آگئی ہے۔ جاؤ ذلک

تیرا پروردگار آئے گا۔ یا تھمد الله۔ خدا انسانوں میں آئے گا۔ فاذا جاءت الطامة الکبریٰ۔ قیامت کبریٰ آگئی۔ اذنت الانس فی قیامت قریب آچکی ہے۔ لیس لھامن دوت الله کا شفعہ۔ خدا کے برا کوئی اس کا پردہ نہیں اٹھا سکتا۔

الحمد لہ کہ سنت اللہ میں خداوند عالم نے قیامت کبریٰ کی نقاب کشائی فرمادی۔ حضرت باب اللہ کے ذریعے پہلی بار حضور پھونکا گیا۔ پھر حضرت سید اللہ نے دوسری بار حضور پھونک دیا۔ اور توالی قیامت کبریٰ جس کے سب منتظر تھے جلوہ گر ہو گئی۔ اب تمام عالم متقی اسی کے دور میں ہے۔ فالحمد للرب العلمین۔

نشرِ نجات

آج القلاب اصطلاح کے زمانے میں برت امر اللہ کا پیغام ہی ردیوں کیلئے تسکین و تسلی کا ذریعہ ہے۔ خدائی پروگرام ہی فلاح و کامیابی کا دستور العمل ہے۔ سارے امر اللہ میں داخل ہونے والے ہی حقیقی فاطت گاہ میں پہنچتے ہیں عالم انسانی میں فزع اکبر اور بھی بن غلیم بر با ہے۔ ظہور رحمت کے نجات چھپانے کی نہایت ضرورت ہے۔ محفل مقدس روحانی علی بیانیان ہند و برا کے اہمیت یعنی سرکاری۔ پونا وغیرہ سے متعدد احباب امر اللہ کسے باہر جا رہے ہیں۔ نیز اسی سلسلہ میں جناب عبداللہ فاضل شیرازی، جناب شمس اللہ قریشی، لے۔ جناب پروفیسر بہیم سنگھ ایم سٹے۔ جناب ڈاکٹر ایم لے صوفائی، جناب سید ابوالعباس رضوی، محترم خاتم علی ندیم پیرا مہر مختلف اطراف و مقامات کا سفر کر چکے ہیں اور کہیں گئے۔ احباب الہی نامی ہم مشرقین کی کامیابی اور عالم انسانی کی نجات و بہبودی کے لئے نجات دہانے ہیں

سماء اور سموات

اٹھا لیا۔ اور وہ چوتھے آسمان پر رہتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب قیامت کا پہلا طور ٹھیکہ گا تو تمام آسمان ٹوٹ پھوٹ جائیگے آسمان کا غد کے تاؤ کی طرح لپیٹ لئے جائیگے۔

ان خیالات کو دیکھتے ہوئے آسمان کی حیثیت سمجھنے سمجھانے کی بڑی ضرورت ہے۔ کیا یہ باتیں جو ذکر ہوئیں واقعی صداقتیں ہیں یا اداہام ہیں؟ اگر یہ اداہام ہیں تو انہیں کلام الہی کی طرہ متسوب کرنا اور ان پر اعتقاد رکھنا سراسر حماقت ہے۔

لہذا یہ تحقیق ضروری ہے کہ کلام الہی میں آسمان کی حقیقت کیا بتاتا ہے اور قیامت کے دن آسمان کا ٹوٹنا پھوٹنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جنوری ۱۹۳۲ء کے پیامبر میں ایک مقالہ علم السموات والارض

شائع کیا گیا تھا جس میں سماء اور سموات کے متعلق مفصل تحقیق و ترمیق کی گئی تھی۔ اور بتایا گیا تھا کہ لغت عرب میں سماء کے معنی بلندی اور بلند چیز کے ہیں۔ گو لغت معتبرہ لغات عربیہ سے مستند حوالے دئے گئے تھے اور قرآن مجید کی آیات سے بھی تائید و توضیح کی گئی تھی۔ بتایا گیا تھا کہ

سماء اور سموات جن کے معنی بلندی اور بلند چیزیں ہیں مادی اور معنوی دونوں پہلوؤں کی بلندی اور بلند چیزوں پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی مادی اور جسمانی بلندی اور بلند چیز کے لحاظ سے سماء

عربی زبان میں ہر اونچی چیز کو کہتے ہیں۔ چنانچہ سماء التعلیٰ جوتے کے اوپر والے حصے کو کہتے ہیں۔ بارش کو بھی عربی میں سماء کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اوپر سے آتی ہے۔ ہنرے کو بھی سماء کہتے ہیں کیونکہ وہ اوپر کو سر اٹھاتا ہے۔ بادل کو بھی سماء کہتے ہیں کیونکہ وہ اوپر ہوتا ہے

کہتے ہیں کہ آسمان ایک گنبد ہے جو زمین پر چھایا ہوا اگر کوئی آدمی زمین سے اُڑ کر اور پر کو چلتا جائے تو آسمان میں جا کر اسی کا سر ٹکرائے گا۔ اور آگے نہ جا سکے گا۔ بعض کے نزدیک آسمان میں دروازے ہیں جن میں ہو کر آسمان کے اندر جاسکتے ہیں جنہیں دروازوں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراجع کی رات آسمانوں میں ہو کر خدا کے عرش تک تشریف لے گئے تھے۔ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے۔ اسی طرح سات آسمان ہیں۔ پھر عرش ہے جس پر خدا تشریف فرما ہے۔ حکمائے یونان کہا کرتے تھے کہ افلاک میں خرق و التیام محال ہے۔

اُجکل کہا جاتا ہے کہ آسمان دفنائے بسیط کا نام ہے۔ ارشیائے کائنات کی تحقیقات اور ان کے متعلق صحیح علم حاصل کرنا بہت مفید ہے۔ لیکن جب کسی چیز کا تعلق دینی عقائد سے ہو جائے تو اس چیز کے متعلق علم صحیح کی نہایت درجہ ضرورت ہو جاتی ہے۔

آسمان کیا ہے؟ اس حقیقت کو جاننا ہمارے لئے نہایت لازم ہے کیونکہ کلام الہی میں سماء اور سموات کے الفاظ بکثرت وارد ہوئے ہیں اور ان کے متعلق طرح طرح کے خیالات لوگوں میں پھیل گئے ہیں۔ سماء اور سموات سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ نیلی چھت سی جو دکھائی دیتی ہے پہلا آسمان ہے اور ٹھوس دلدار چیز ہے اور اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو جب صلیب دی جا رہی تھی تو خدا نے انہیں آسمان پر زندہ بحیرہ غری

کہ رسالت ادیان عالم تاریخ کے شش ہزار سالہ دور میں پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں خصوصاً اللہ علیہ وسلم جن کی شریعت سابقین ہے حضرت آدم سے چھٹے ہزار کے اواخر میں ظہور فرما ہوئے تھے اس لئے قرآن مجید میں جو سموات کہ چھ دن میں پیدا ہونے کا ذکر ہے اس سے یہی مراد ہے کہ یہ رسالت سموات ادیان چھ ہزار سال کے عرصہ میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ خدا نے صاف فرمادیا ہے کہ ایک دن سے مراد ایک ہزار سال ہے۔

سماء وسموات کے دونوں معنی یا مورد جو مادی پہلو اور روحانی پہلو سے تعلق رکھتے ہیں ان کا ہم نے ذکر کر کے کلام الہی کے حقائق کو واضح کر دیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ الفاظ جو کلام انشریں وارد ہوئے ہیں ان کی لغوی حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے ظاہری اور باطنی یا مادی و روحانی دونوں پہلوؤں سے جان سنی مراد ہوتے ہیں جب تک کوئی ذہن دست درجہ ایک ہی پہلو کو مخصوص کرے گی نہ ہوتے تک جامعیت کلام کو مد نظر رکھنا کلام کے لفظ اور معنی کے جمال و کمال کا ضروری و لازمی تقاضا ہوتا ہے۔

جہاں جہاں سارے سموات یا ارض کا ذکر ہو وہاں لازمی طور پر وہی مفہوم لینا چاہئے جو قرآن کے مقصد و موضوع کا مرکز ہے جہاں مادی ارض و سماء مراد لینے کا قرینہ ہو وہاں مادی ارض و سماء مراد ہو جائے۔ اصل موضوع قرآن کی وجہ سے روحانی معانی مقدم ہو جائے خصوصاً جیکہ آیت میں کوئی لفظ ایسا ہو جو روحانی پہلو کو واضح اور متین کرنا ہو تو یقیناً وہاں روحانی معانی مراد ہو جائے۔

یہ ہے اس نقطہ نظر کا خلاصہ مقصد جو ہم نے پیامبر خدا ﷺ کے مقالہ علم السموات والارض میں عرض کیا تھا۔

صحیفۃ البیان امرت سرسہ ۱۹۴۲ء میں جناب خواجہ محمد عبداللہ اختر نے مقالہ علم السموات والارض "پرتقیہ فراتی

وسیع و بلند فضا، کو بھی سماء کہتے ہیں۔ اور اسی ظاہری بلندی کے لحاظ سے کرات فضا کی سموات ہیں۔ اور کلام الہی کی آیات نقل کر کے ہم نے سماء اور سموات کے اطلاقات دکھا دیئے تھے۔ ناظرین اصل مضمون میں تفصیل ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

پھر ہم نے کتبوں کے حوالے دکر بتایا کہ قدیم ہیئت داں خیال کرتے تھے کہ آسمان ایک محسوس ٹھوس چیز ہے اور ستارے اس میں گڑے ہوئے ہیں اور جدید ہیئت داں کہتے ہیں کہ آسمان ہمارے اوپر کی فضا کا نام ہے جس کی کوئی حد و انتہاء تصور میں نہیں آسکتی۔ اور اسی میں ستارے تیر رہے ہیں۔ اور عصر حاضر کے علمائے اسلام میں سے ایک جید عالم فریدی و جدی کی شہادت بھی پیش کر دی تھی کہ دوست وہی ہے جو موجودہ ہیئت داں کہتے ہیں اور

کتاب اللہ قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو گزشتہ ہیئت داؤں کے خیال کو قبول ترجیح نہ کرنے کے لئے

ہم نے بتایا تھا کہ سماء اور سموات کا مفہوم معنوی بلندی کے لحاظ سے روحانی نفیس اور دین حق کی بلند تعلیمات ہیں۔ پھر ہم نے یہ بھی قرآن مجید کی آیات سے واضح کیا تھا کہ مادی موجودہ تاریخ کے دور میں زمانہ قرآن تک سات روحانی بلندیاں یعنی سات تہذیبیں ہوئی ہیں۔ جو یہ ہیں۔ (۱) اسلام (۲) دین مسیحی (۳) دین یہودی (۴) دین صابئی (۵) دین زرتشتی (۶) ہندو دھرم (۷) بھدھ (۸) قرآن مجید میں خداوند عالم نے جو سب سموات سات آسمان کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے یہی سات ادیان عالم مراد ہیں جو سات بڑی روحانی بلندیاں ہیں۔ جن کے زیر اثر سات بڑی امتیں برپا ہوئی ہیں۔

اس کی تائید اور تشریح میں ہم نے قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ بھی مکتی جس میں خدا تعالیٰ نے سب سموات کی تفسیر لفظ سبع طرہ سے فرمادی ہے جس کے معنی ہیں سات ستر لکھیں۔ اور یہ بھی لکھا تھا

بطور حقیقت ثابت ثابتہ سمجھتے ہیں۔ میں چنانکہ میری ذاتی رائے ہے
ایسا نہیں سمجھتا۔“ (البیان کتبہ)

پیامبر یہ بات کہ آسمان ٹھوس چیز ہے اسی کے متعلق ہم نے
جناب سے مطالبہ کیا ہے کہ کیا قرآن سے ثابت ہے؟ جناب کی
ذاتی رائے جس کی بنیاد قرآن پر نہ ہو اس کی ہم ضرورت نہیں۔
اب تک تو جناب نے اس کے ثبوت میں کوئی آیت قرآن نہیں
فرمائی۔ اب تلاش کر کے پیش فرما دیجئے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ
سماء یا آسمان فضا ہے بسیط نہیں بلکہ ایک ٹھوس دلدرا ہے
یہی بات زیر بحث ہے کہ کیا آسمان ایک ٹھوس چیز ہے۔ ان فضا بسیط
کو سماء ہم بھی کہتے ہیں اور اس فضا سے بسیط میں جو کرات
یا تارے یا ستارے ہیں بلندی کے اذی مفہم کے اعتبار سے
انھیں سموات کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیات سے ہم نے
عرض کر دیا تھا۔ اور چونکہ یہ فضا کرات تعداد میں صرف سات نہیں
ہیں تو سب سموات یا سات آسمان کی تحدید میں یہ کیسے مراد ہو
سکتے ہیں؟ تسبیح سموات ”سماء یا بلندی کے معنوی اعتبار سے
سات ادیان عالم ہیں جو روحانی معنی میں بلند چیز ہیں۔

البیان۔ ہم نے فاضل محمد رح (مدیر پیامبر) کی توجہ توجہ
پیدائش ب ۲۰ کی طرف مبذول کی۔ وہاں ارشاد ہے سموات
والارض وما بینہما کی تخلیق سستہ ایام میں ہوئی (البیان لکچر)
پیامبر ہم عرض کر چکے ہیں کہ تورات کتاب پیدائش میں بھی
فضا کو آسمان کہا ہے (دب) نیز قرآن مجید میں سماء فضا سے وسیع
کو بھی کہا ہے اور سب سموات سے مراد سموات ادیان ہیں۔
اپنی اپنی جگہ دونوں مفہم درست ہیں۔

نیز ہم نے عرض کیا تھا کہ مادی سموات و ارض اور ان کی تخلیق
سے پہلے کب انکار ہے جس کے لئے کتاب پیدائش کا حوالہ دیا گیا ہے

جس کا جواب ہم نے پیامبر اپریل ۱۹۳۲ء میں بعنوان ”سج سموات“
عرض کیا تھا۔ اس پر جناب حواجد صاحب نے اکتوبر ۱۹۳۲ء کے البیان
میں ایک مضمون پر وقلم فرمایا ہے۔ پیامبر اور البیان کے مکالمے کا
مختصر خلاصہ اور نئی گذارشات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جس سے
حقیقت سما کی بحث میں مادی پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔
پیامبر ہم نے سماء کے مادی معنی پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا
”آسمان صرف فضا سے وسیع کا نام ہے کسی ٹھوس دلدرا چیز کا نام
نہیں۔“ (پیامبر مئی)

البیان سموات و ارض وہی مادی اشیاء ہیں جو ہم پرست
آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ (البیان مئی)

پیامبر جناب نے یہ توضیح فرمائی کہ وہ سماء جسے ہم آنکھ
سے ہم سب دیکھتے ہیں کیا چیز ہے۔ جسے آسمان کہا جاتا ہے کیا وہ کوئی
ٹھوس چیز ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آسمان اتنا موٹا دلدرا ہے
کہ پانچو سال میں یہ موٹائی طے کی جا سکتی ہے اور اس میں تارے
گھسے ہوئے ہیں یا یہ کہ آسمان نام ہے فضا سے بلند کامیں بے شمار
تارے اور ستارے موجود و متحرک ہیں۔ سماء یا آسمان کے متعلق
جناب کا کیا خیال ہے۔ اگر آپ اسے ایک ٹھوس چیز خیال فرماتے ہیں
تو کیا قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہے۔ اور اگر جناب آسمان کو ایک
فضا سے وسیع یقین کرتے ہیں تو ہم آپ متحد ہیں۔ (پیامبر اپریل)
البیان ہم نے لکھا تھا کہ سموات و ارض وما بینہما مادی عموماً
ہیں۔ فاضل مدیر اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس کی بھی توضیح
ہونی چاہئے کہ عموماً کیا شے ہے؟

”جو کچھ ٹھوس ہوتا ہے مادہ ہے جس کی مختلف صورتیں اور
تین حالتیں ہیں۔ جن میں سے ایک ٹھوس بھی ہے۔ یہ امر کہ سموات
معنی فضا سے بلند وسیع و لا متناہی و بسیط ہیں جسے حضرت علمی

قرآن میں تخیل کا مذکور تورات ہی کے الفاظ میں کیا گیا ہے تو قرآن و تورات کی ان سب باتوں میں تطبیق کر کے دکھائیے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاقولوا اللہ الذی الیہ نعشہ دن۔ ہیں خواجہ صاحب کے جواب اصواب کا نہایت شوق سے انتظار ہے۔

پایا سبر جب آسمان فضا کے بیٹے تھے تو سات ہزار آسمان کیا تھا؟

(پایا سبر اپریل)

الہ بیان آپ کے دونوں دعوے کہ سموات اور فضا کے بیٹے ایک دوسرے پر دلیل ہیں ایک دائرہ میں چکر لگاتے ہیں کہ سموات فضا کے بیٹے ہیں تو سبع چار سموات سبع ہیں تو فضا کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ پایا سبر ہم نے مسئلہ کو فضا کے بیٹے کہا ہے نہ سبع سموات کو فضا کے بیٹے کو بھی وسعت و بلندی کے اعتبار سے سماء کہتے ہیں۔

سموات بھی بلند کرات فضا کی کو ان کی بلندی کے باعث کہتے ہیں۔ فضا کے بیٹے میں سات عدد کیا سنی؟ فضا کے بیٹے تو ایک ہی فضا ہی اسی کو سماء کہتے ہیں اور سموات فضا کو نہیں کہتے بلکہ ان بلند کرات کو جو فضا میں موجود ہیں۔ اور فضا انہیں بلکہ آواز کی فضاں حالت جو تھا اور ابھر اور اس سے بھی لطیف اور لطیف تر صورتوں میں باقی جاتی ہے۔ اگر جناب یہی خیال رکھتے ہیں تو پھر اس امر میں ہمیں آپ سے اتفاق ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ فضا اس بیان کے مطابق بھی سات عدد نہیں۔ ایک ہی ہے۔ پھر آپ سات آسمان کے کہیں گے؟ اگر کرات فضا کی کہیں گے تو وہ بھی سات نہیں۔ سات سے بہت ہی زیادہ ہیں۔ ہم آپ کا جواب نہایت شوق سے سنیں گے۔

پایا سبر جناب نے آیت کو لکھ دی اور تیرہ پایا سبر کے بیان کردہ معنی پر اعتراض بھی کر دیا۔ لیکن یہ نہ فرمایا کہ جناب کے نزدیک سبع سموات سے کیا مراد ہے؟

الہ بیان حضرت علی ہم سے دریافت فرماتے ہیں کہ سموات کی نسبت

لیکن اس نکتہ کو حل فرمائیے کتاب پیدائش میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے فضا کو بنایا اور خدا نے فضا کو آسمان کہا۔ لیکن یہ اس کتاب میں کہاں لکھا ہے کہ سات آسمان بنائے۔ (پایا سبر اپریل)

الہ بیان۔ سموات تورات میں بصیغہ جمع استعمال ہوا ہے۔ (الہ بیان اکتوبر)

پایا سبر تو اس سے مراد بلند کرات ہو سکتے ہیں جو تعداد میں سات سے بہت زیادہ ہیں۔ سبع سموات یا سات آسمان تورات میں کہاں لکھے ہیں؟ فانوا بالقرآن فاقولوا ان کنتم صادقين الہ بیان قرآن کی ہر ایک آیت سے جہاں تخیل کا مذکور فی سترعینا تورات ہی کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ (الہ بیان اکتوبر)

پایا سبر۔ تورات میں ہرگز نہیں لکھا کہ خدا نے چھ دن میں سات آسمان بنائے۔ خواجہ صاحب کا یہ دعویٰ ہے تو کوئی آیت تورات میں سے پیش فرمائیں جہیں لکھا ہو کہ خدا نے چھ دن میں سات آسمان بنائے۔ سیر ہم نے اپریل کے پایا سبر میں خواجہ صاحب کے مطالبہ کیا تھا جس کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔ اب ہم پھر وہ مطالبہ دہرائے ہیں۔ محترم خواجہ صاحب جواب غایت فرمائیں کہ تورات میں آسمان دہن کو ایک ایک دن میں بنانے کی تصریح ہے اور قرآن مجید میں ارشاد الہی ہے کہ دو دن میں زمین کو بنایا۔ دو دن میں آسمان کو بنایا۔ یہاں قرابت اور قرآن مجید میں بین اختلاف ہے۔ ان دونوں میں تطبیق کیا ہے۔ جبکہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں تخیل کا مذکور فی سترعینا آیام تورا ہی کے الفاظ میں کیا گیا ہے حالانکہ ایسا ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرآن اور تورات میں صریح اختلاف ہے نیز قرآن مجید میں لکھا ہے کہ خدا نے دو دن میں زمین کو بنایا۔ چار دن میں زمین کی دیگر اشیاء بنائیں۔ پھر اس کے بعد دو دن میں سات آسمان بنائے۔ اور تورات میں لکھا ہے کہ آسمان دوسرے دن ہی بنایا۔ یہاں بھی قرآن و تورات دونوں کے بیان مختلف ہیں۔ بقول آپ کے

حقیقت واضح ہو جائے۔ پہلے قرآن مجید سے یہ عقائد روشن ہو جائیں پھر ہم تازہ کلام الہی سے بھی ان عقائد پر روشنی ڈالیں گے۔ اور کسی حد تک کسی بارہم پیامبر میں ایسا کر بھی چکے ہیں۔ پھر بھی ہم جناب محترم اود تمام محقق دوستوں کی خدمت کے لئے بجاں و دل حاضر ہیں۔

والسلام مع الاکرام

ہمارا اپنا خیال کیا ہے؟ وہی کچھ ہے جو اولی الالباب (یک) تذکر و فکر سے خلیل کرتے ہیں کہ سموات والارض وما بینہما کی تخلیق باطن کیا پیامبر۔ جواب واضح ہونا چاہئے۔ عقائد کے انکشاف میں ایسی گولک بائیں مفید نہیں۔ ہمارے نقطہ نظر کو غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ ہمارے سوالات کو نہایت توجہ سے حل فرمائیے تاکہ سماء و سموات کی

دنیا دار کا نظریہ دین

(محترمہ شیریں فوجدار کے قلم سے)

کوشش مخفی ہے کہ انھیں عبادت کے لئے روح انگیز اور مناسب ماحول بتایا گیا جاتے۔ کہتے ہیں کہ کھائی خراب، دھامیں برفیلے ہوتے، اٹھوں کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اونچا مینار خدا کی طرف اشارہ کرتی ہوئی انگشت التماس ہے۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ حسن سادگی پسند ہے۔ موجودہ فن کی ناکامیابی کی وجہ اس کی تدریس ہے۔ جوں جوں خلوص کم ہوتا گیا۔ نقاشی کے عظیم الشان مذاہب کمزور ہوتے گئے۔ انسانی کارکردگی اور کامیابی کا راز جو کام ہم کر رہے ہیں اس کام کی شان موزونیت میں جھلے۔ شہر فرانس میں مسٹف اناٹول فرانس اس حقیقت کو اپنے رنگ میں بیان کرتا ہے۔ ہمیں یہ بتاتے ہوئے کہ بڑے بڑے کاموں کو کرنے کے لئے کیا کیا باتیں ضروری ہیں وہ لکھتا ہے کسی چیز کا اندازہ لگانا ہی کافی نہیں ہے۔ اس پر اعتقاد رکھنا بھی ضروری ہے۔ رسومات کی بہت عبادت میں ریاکاری کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔ ہر چیز کے لئے ایک حلقہ مقرر ہے۔ حسن بھی ایک حد تک ہی اختیار رہتا ہے۔ وہ گھونکار

ہیت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مذہبی دنیا میں کسا دبا زاری کا بڑا سبب اس کے علل۔ پادری اور پنڈتوں کا عوام پر رعب ڈالنا اور منکبرانہ و معزورانہ رویہ اختیار کرنا ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ اگر دین واقعی دین ہے تو اس میں انتظام، صبح اصول اور عبادت کے مسئلہ طریقوں کا ہونا لازمی ہے۔ مگر یہ تمام ضروریات نہایت سادگی سے پوری ہو سکتی ہیں عبادت میں حسن خوبی کا ہونا ہمیشہ مرغوب رہا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتی کہ اس کا ہونا لازمی ہے۔ مگر ایک مہذب زمانہ اس کی تقاضی ہے۔

ہماری شہری زندگی، مناظر قدرت کے شرافت پیدا کرتی اثرات سے محروم ہے۔ (اس زمانہ میں وہ شہر حقیقت خوش قسمت ہیں جن میں تازہ ہوا آتی ہے اور نیلا آسمان دکھائی دیتا ہے) پس انھیں عبادت میں حسن پیدا کرنے کے لئے بناوٹی چیزوں سے مدد لینا پڑتی ہے۔ ہماری عبادت گاہوں کی تعمیر کی ت میں یہی

کیوں چلا۔ یا محمدؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کیوں گئے یا نہشت اپنی پیدائش کے وقت کیوں ہنسا۔ دینی تجربہ کے بڑے حقائق کیلئے ان میں سے کوئی بھی چیز موزوں نہیں۔ عام لوگ خلق نہیں جوتے مگر اتنا ضرور جانتے ہیں کہ ان کی اندرونی دینی تحریکات کی شہادت دینی پاک کتابیں دیتی ہیں اور ان کی توثیق ہیں۔ دین ہمارے انفرادی احساسات کا نام ہے مگر ان احساسات کی تعدیل، عقل اور درمزرہ کے تجربہ کی روشنی میں ہونی لازمی ہے۔

میں اپنا ذاتی تجربہ میان کرتی ہوں کہ پہلے تو میں کئی سال تک دین کی تلاش کرتی رہی اور بہترین دین کی تلاش میں لگی۔ بہت کچھ ذہنی مشقت کے بعد میں نے دین پایا۔ مگر کہاں پایا؟ ظاہری رسوم یا پوجا پاٹ میں نہیں۔ نہ کسی عقیدہ نہ ہی کے مقدس مہجوں میں بلکہ اپنے دل کے الطینان و سکون میں دین کے طالب کو جلوۂ حق کا ایسا ہی انظار کرنا چاہئے جیسا ایک شاعر شاعرانہ وجدان کا انتظار کرتا ہے۔ خدا کی موجودگی اکثر تنہا استوں میں یا نسیم محری کے جھوکوں کے ساتھ محسوس ہوتی ہے۔ میں یہ دعویٰ سے یہ کہتی ہوں کہ میں نے بہترین دین پایا ہے۔ میرا الیا کہنا شاید اچھے اچھے متزن لوگوں کو بھی پسند نہ آئیگا۔ مگر میں دلیری سے یہ کہتی ہوں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ سب سے بہتر دین وہ ہے جو خدا اور اس کی مخلوق کے لئے ہمارے نچے اور گہرے احساسات کا اظہار کرتا ہے۔ بعض ہندو دھرم کو دوسرے دھرموں سے بہتر خیال کرتے ہیں۔ بعض اسلام کی تعلیمات کو اچھا سمجھتے ہیں۔ مگر میں نے دین تبتائی کو اس زمانہ میں بہتر پایا۔ اور میں نے اس کو قبول کیا۔ تبتائی دین سب کا جامع ہے۔

منفعت میں ماحول اور ابتدائی رحمانات کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے مگر مجھے اس بات کا پتہ یقین ہے کہ دنیا دار سچے دین کے پاس سے اس لئے محروم رہتا ہے کہ وہ ادیان کی ظاہری شان و شوکت سے

جو اپنے چمنہ سے تو ہارنے کے لئے اپنے سر کے بل کھڑے ہو کر خدا سے معافی مانگتے پراسرار کرتا ہے اسے معافی ملنے کا اتنا خیال نہیں ہوتا جتنا اسے اپنے اس منکھک انجیز یا زنگیری کا خیال ہوتا ہے۔ پھر بھی یہ شخص اثار یا کار نہیں جتنا وہ شخص جو خدا سے فریاد کرتے وقت بے چارے ہوئے الفاظ کا گھٹ گھٹ کرنا کرتا ہے۔ روزی کماے کیلئے دنیا دار چالاک اور گہرا ہو سکتا ہے۔ مگر عبادت کے وقت سجدہ کرے یا سند میں وہ ایک بے شعور بچے کی مانند ہوتا ہے۔ وہ خدا کے قریب ہونے سے گھبراتا ہے۔ وہ ایسا محسوس کرتا ہے کہ وہ ایک مزدور ہے جو بادشاہ کے سامنے آیا ہے۔ اسی طرح جب ہم عبادت کی ظاہری باتوں کو چھوڑ کر ان اعتقادات کا جائزہ لیتے ہیں جو دین کی پشت و پناہ میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں بھی سادگی کا تقاضا موجود ہے مولیٰ انسان کی روح خدا کی طرف ایسے ہی پھرتی ہے جیسے ایک پھول سورج کی طرف گھومتا ہے۔

پس دنیا دار اگر دیندار ہے تو اس لئے نہیں کہ اسے دیندار ہونا چاہئے بلکہ وہ دیندار اس لئے ہے کہ اسے دیندار ہونا پڑتا ہے۔ اس کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ خدا ایک بہت بڑی قوت کہیں ضرور ہے۔ خدا کی قوت یا خدا کے مقصد کو جاننا وہ زیادہ ضرور نہیں سمجھتا۔ مگر یہی خدا کے مقصد اور اس کی قدرت کی عظمت کرنے کے پہلے سے مولوی۔ پنڈت اور پادری دنیا داروں میں ہڑ بونگ اور نفرت ڈالتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے بے چارے کچھ اور بڑی بڑی دلیلیں دیکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدا فلان بات کا دلہ ہے اور ان کی دلیلیں کے خلاف جو دلیلیں دی جائیں وہ ان کو بڑے تشدد کے ساتھ دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور غوراً اپنا نور غیر موزوں رسم و رواج کو پورا کرنے پر خرچ کر ڈالتے ہیں۔ لوگ ایسی باتوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ مسیح پانی پر

دعا نوح انسان کی خدمت ہے۔

کتاب بہاء اللہ و عصر جدید

ڈاکٹر جے اے ایلنٹ کی مشہور کتاب بہاء اللہ اینڈ دی نیو ایج
کا اردو ترجمہ۔ اس میں حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت
عبدالبہاء کے تاریخی حالات و واقعات۔ دین بہائی کی تعلیمات
و عبادات اور اہم دینی مسائل پر مفصل بیانات ہیں۔
قیمت ایک روپیہ۔ ایک درجن کے خریدار کو ۹ روپے
درجن کے حساب سے

بشارتِ عظمیٰ

کتاب بشارتِ عظمیٰ چھپ کر برائے فروخت تیار ہے
یہ کتاب ہلاک سے بچاؤ کی ہے اور دونوں میں ہے
من کے نیچے تخت الفیضی ترجمہ اردو میں دیا گیا ہے۔ ان میں
نمازیں۔ مناجاتیں۔ لوح احمد۔ سولے وقت کی مناجات
صبح و شام اور مختلف اوقات و مواقع کی مناجاتیں اور
خطبہ نکاح وغیرہ درج ہیں۔ کتاب چھپ سائز پر ہے
قیمت فقط ۱۲ روپیہ کتاب علاوہ ڈاک خرچ۔

ہر دو کتاب ملنے کا پتہ

بہائی پبلشنگ کمپنی بہائی ہال کراچی

دیسپ چند اوچا روڈ۔ ہند روڈ۔ آسٹریلیا

مرعوب ہو جاتا ہے۔ موجودہ ادیان کے رسم و رواج کے بندھنوں میں
بندھا ہوا وہ زندگی کی ندی میں بہتا چلا جاتا ہے۔ اگر ہمارے دینی امور
کے بہت کم واقعی دنیا دار کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ان کو لازم ہے کہ وہ عبادت
میں سادگی پیدا کریں اور دینی رسم و رواج کو دین کے ابتدائی اصول کے
ساتھ مطابق بنائیں۔ مثلاً حق و صداقت، وحی الہی کے بموجب پیش کریں
وہ اپنی عزم و استقامت کو بھول جائیں اور دنیا دار کو اس بات کا شک
کرتے ہیں کہ خدا اپنے کلام میں ایسا ہی پایا جاتا ہے جیسے
دن میں نور۔

ہندوستان کی زمین ہمیشہ سے دین کی حامل خیر زمین رہی ہے
اور اس میں شک نہیں کہ اب بھی یہ ملک عصر حاضر میں دنیا کو روحانیت
کی تعلیم و ترویج کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ
نمایاں جو حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ ترقی کی بہترین شکل اور بڑائی و عظمت کا
سب سے بہتر طریقہ مستقل اخلاقی و روحانی زندگی کے ساتھ وابستہ
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان جو روحانیت کا ہمیشہ سے گہوارہ رہا
عصر حاضر کی اسوناسک مادیات کے غلام ایک زبردست رکاوٹ بن گیا
ہندوستان کے مختلف حصوں میں بہائیوں کی محافل میں جا کر
دیکھا کہ ان میں ہر فرقت۔ ہر مذہب اور ہر دین کے لوگ موجود ہیں۔
اور وہ آپس میں اچھی محبت و الفت سے رہتے ہیں کہ میں احساس کرتی ہوں
کہ میں نے کہیں ایسا کون خیر حسن نہیں دیکھا۔ ان کی عبادت
رسم و رواج سے ایسی ہی بیزا ہے جیسے خاموشی آواز سے ہوتا ہے۔

ذوق ان میں کوئی دینی مولوی۔ پنڈت۔ پادری یا دستار ہے۔ نہ
کوئی لائسنس رہا ہے۔ سادہ۔ دیانتدار۔ فاکر لوگ سادگی۔ دیانتدار
اور فاکر رہی کے ساتھ اپنے خدا کی طرف اپنا دل اٹھاتے ہیں۔ یقیناً
کوئی ہندو یا عجمی اس سے بہتر زیارتش کا متقاضی نہیں ہو سکتا
کوئی عبادت ان لوگوں کی عبادت سے بلند و برتر نہیں ہو سکتی جن کی

مولود خوش صفات

دہلی ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء بموقع محفل عمومی جشن میلاد حضرت پھار اللہ عزوجل

۱	جہاں میں اُس کی ولادت ہے آج ملے احمد شأن و وصف کی اُس کے نہیں ہے کوئی حد	ہر ایک شأن مقدس میں جو ہے فرد و احد ظہور ذاتِ صمد لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ
۲	عجیب عقدہ ہے لیکن ہے اُس کا حل بھی عجیب شریک کوئی ہے اُس کا نہ ہمسر اور رقیب	نہیں ہے حق سے حقیقت میں کوئی دور و قریب ہے اپنا آپ وہ محبوب اپنا آپ جلیب
۳	نہیں ہے اُس کے سوا کوئی دوسرا موجود ہر ایک شأن میں ہر شان کا وہ مالک ہر	وہی ہے موجدِ نکل کا نکات و ستر وجود سوائے اُس کے نہیں کوئی دوسرا معبود
۴	شنا سچ نے کی کہہ کے آسمانی پدر خدا ہے طرزِ شنا۔ ایک ندما ہے ایک	رسولِ پاک نے لم یُولَدْ و یَلِدْ کہہ کر ہر اک ثنا سے ہے یعنی ثنا سے حق برتر
۵	ہیں اعتبار پر قائم تمام تو صفات جو کچھ کسی نے کہا حد وصف کے اندر	ہر ایک وصف سے برتر ہے حقیقت ذات وہ سب بجا ہے مگر درحد و محدودات
۶	اگر ہے اُس کی مشا اُس کو لا ولد کہنا حقیقی معنوں میں بالذات ہے وہ والدِ کل	تو لفظِ والد و مولود سے نہ کیوں ہو مشا تجلیات میں مولودِ خوش صفات بنا
۷	نچارے ارض و سما مرحبا۔ مبارک باد تمام پردہ آلودہ اٹھ جاتے ہیں،	خدا کا یومِ عظیم بگیا مبارک باد طلوعِ نیرِ دور بہا مبارک باد
۸	بنایا اہل زمین نے جسے نزار کا دن تمام قوموں میں۔ دینوں میں اور حقائق میں	قسم خدا کی ہے تکمیل و ارتضاع کا دن ہے خود تضاد کے جوہر میں اجتماع کا دن
۹	بڑے کا دہم دہی کا ہر اک نشان احمد بنے گا رستخبر چناں ایک دن جہاں احمد	مگر ابھی ہے عیاں روز امتحان احمد خدا کی حمد کہ کامل ہوا بیان احمد

سیدنا ابوالولہ شمس الدین عظیمی رکنِ مکتبہ اسلامیہ دہلی

باسم محبوب عالمیان

یوم، یوم اللہ است وکلّ ماسواہ برہتی غلط و اقتدارِ او گواہ بعضی شناختہ و گواہی دادہ و برحق گواہی میدہند و لکن اور ان شناختہ اند شکی بنوع و نیست کہ کلّ در حقیقت اولیہ بعرفان اللہ خلق شدہ اند من وناز بہذا المقام قد فنا بکلّ اغییر و انہما ہم بسیار عظیم است بشانیکہ اگر غلط آن بہ تمامہ ذکر شود اقلام امکانیہ و اوراق ابداعیہ کفایت ننمایند و ذکر انہما ہم را بہت نرساند طوبی از برای نفسیکہ در یوم اللہ بعرفان مظهر امر و مطلع آیات و مشرقِ ظہورات الطائش فائز شدہ دوست از مقدسین و مقربین و مخلصین اگرچہ انہما در خود او بشانی مستور باشد کہ خود او ہم ملقبت نباشد و لکن ظہور آن را وقتی مقرر است مشاہدہ نما چہ بسیار از ناسکین کہ از ربّ العلین محروم مانده اند و چہ بسیار از نازکین کہ باین فیض عظیم فائز گشتہ اند چنانچہ در اعصار قبل شنیدہ اید مثلاً تمار بلقاع مختار فائز شدہ و عالم کہ خود را از اخبار و احبار میدانت محروم ماند قدری تفکر در کلمات متزلّ آیات نمایند تا از حسیق صافی کہ در آن کمونست بیاشامند چہ بسیار از عصا کہ اریاح رحمتِ رحمن مرور نمود و ایشان را ظاہر و مقدس منہرود و چہ مقدار از عالمین و آلین کہ بہوای نفسیہ تنگ بستند و از شرطِ احدیہ ممنوع و محسوم ماندند امر در قبضہ قدرت سلطانِ مقتدر است نسّل اللہ ان یوفّق الکمل علی ما یحب و یرضی مشاہدہ در علایق فرّوشیمو نمایند کہ خود را اعلیٰ و عظم و اعلیٰ و اکمل از سائر اہم میسر دند و بعد از محبوب اریاح امتحان و ظہورِ جلالِ رحمنِ بیہوشی از کمینِ قرب و لقابعد ماندند و از کوثرِ حضور و وصال نیاشامیدند۔ خود را بہترین خلق میسر دند و بہت ترین آن نزد حق مذکور و مع ذلک شاعر نشدہ و نیستند

نیکو است حال کسیکه از اراده و رضا و مشیت خود بکلمۃ الہیت ظاہر شد و بارادۃ مراد عالمیان پیوست
اوست از جوهر خلق نزوح متعال امثال الی اللہ یعنی از عباد عبدہ مہولی بویک ہستند و بعضی
عبدہ اقبال چنانچہ مشاہدہ شد کہ چہ مقدار از کتب در اثبات حق نوشتند و لیلی و ایام مذکور
مشغول بودند مع ذلک حرفے از بیانات حق را ادراک نمودند و بعنۃ از بحر علم رمن فائز نشدند
قدیر این ایام را بدان عمری ما رست عین الابداع شجہا و حق را مقدس از کل مشاہدہ کن
اوست جلی بر کل و مقدس از کل اصل معنی توحید اینست کہ حق وحدۃ را ہمین بر کل و جلی بر برایای موجودات
مشاہدہ نمایند کلاً قائم باو مستند از او دانید اینست معنی توحید و مقصود اذکان بعضی از سوسہمین
باوہام خود بسبب اشتیاء در ترکیب حق نموده اند و مع ذلک خود را ہل توحید شمرده اند لاولفہ الحق
آن نفوس ہل تقلید و تقلید و تمحید بودہ و خواہند بود توحید آنت کہ یک را یک دانند و
مقدس از اعداد و شمرند نہ آنکہ دو را یک دانند و جوہر توحید آنکہ مطلع ظہور حق را باغیب منبع
لایدرک یک دانی باہیجی کہ افعال و اعمال و اواہر و نواہی اورا از او دانی من غیر فضل و صل و ذکر و
اشارہ اینست مثلی مقامات مراتب توحید طوبی لمن منازیم و کان من الزاسخین در این مقامات
بیانات لاختصی از قلم اعلی جاری و نازل باید انشاء اللہ در صدہ آن با شنید کہ بیانات عربیہ و فارسیہ
کہ در این ظہور احدیہ از مطلع آیات الہیہ نازل شدہ بقدر قوۃ جمعی نمایند و مشاہدہ کنید عمری یعنی من کل
کلمۃ علی قلبک باب العلم و الحکمۃ ان ربک لہوہلیم الحکیم لہذا درین لوح مختصر نازل شدہ ہذا من
فضلہ علیک الشکر ربک فی انیاک بہذا الفضل المبین نفوسیک ازین کاس آشامیدہ اند و
بین مقام اعلی و رفیع سہی فائز گشتہ اند کلمات ناس در ایشان تاثیر ننشاید و اشارات نفسانیہ
آن نفوس را از ساطع بحر احدیہ منع نکند و اینست کہ بعضی از امتنانات و امتحانات لغزیدہ و سلیغیند
آن نفوس فی الحقیقتہ باین مقام فائز نشدہ اند مثلاً اگر شخصی ندای و دستار را فی الحقیقتہ استماع نماید
البتہ بنیق حیوانات از او ممنوع نشود در این مقام کلمۃ از مصدر فضل و مطیع رحمت کبری بر تو اعطاء

میں خاتم تا از اعراض و اغراض عباد و من فی البلاد و مقامات قضائیه و انت تانائت محدثان مرابط
احدیہ بازمانی و بدوام ملک ملکوت بر امر و حب مالک جبروت ثابت و مستقیم مانی۔ و آن کلمہ کلمہ السیاق لم یزل
لا یزال و کتب الہیہ ظاہراً و باطناً بود و آن نیست کہ میفرماید لعل لایزال و حکیم مایرید۔ اگر نفسی بفرمان حق فانی شد
و اور لعل مایزال و حکیم مایرید فی الحقیقت دانست دیگر از هیچ فتنہ ممنوع نشود و از هیچ حادثہ مضطر
نگردد دوست شارب کابس اطمینان و دوست فائز بمقام الیقان طوبی لمن شرب و فاز و دل البعید
قدری تشکر نما تا از زلال سلسال بیان مالک مبداء و معاد بیا شامی و چون طیر روحانی خفیف شوی
دہرہای قدس معنوی پرواز کنی۔ و اگر نفسی با یتقام فائز نشود و از اہل حق محسوب نبوده و نخواہد بود و
فوز با یتقام بنیایت حق سہل و آسان بوده مع ذالک اکثری فائز نشدہ اند الا من شرب زبک
المعتد بالقدیر چنانچہ مشاہدہ شد بعضی از نفوس اذعای عرفان نمودہ اند و در ظاہر بایام اللہ و
عرفان آن مناسبت مع ذلک باہری از امور باطل سافلتین راجع شدہ اند لعمریٰ سمع مذاآئی
و وجد منہ حلاۃ بیانی لن تمنہ سطوة الملوک ولا اشارات من علی الارض ولا حجات العالمین
فضل را مشاہدہ کن بمقامی رسیدہ کہ تو در محل خود ساکنی و حق در بطن غلظت مع لایای لا یتحیٰ بذکر تو
مشغول تا از غنایاتش محروم نمائی و از الطافش ممنوع نشوی و بعد از عرفان حق غلظت امور استقامت بر امر
دوست تشکر بہا و کن من الرّاحمین ہیچ علی غلظت از این نبودہ نیست دوست سلطان اعمال و زبک العلی العظیم۔
و انچہ از اعمال خواستہ بودید در شل این الواح ذکر آن جائز نہ لاجل ضعف عباد و لکن اعمال و افعال حق شہود
و ظاہر چنانچہ در مسیح کتب سماویہ نازل و مرسوم است مثل امانت و راستی و پاکب قلب در ذکر حق و بردباری
و رضای ہما تعقی اللہ و العتاعة بما فتّرہ و الصبر فی السبیل الی الشکر فیہا و التوکل علیہ فی کل اللوالم
این امور از غلظت اعمال و سبق آن عند حق مذکور و دیگر البقی احکام فروغیب ذیل انچہ مذکور شد بودہ و خواہد بود
انشاء اللہ با یتقام میرسد و بما نزل فی الواح عال خواهند شد حال زیادہ بر این ذکر آن جائز نہ و انچہ
از احکام از موفقتین شنیدہ اید و یا در الواح الہیہ مشاہدہ نمودہ اید عال گردید تا بما بقی آن مناسبت شوید
باری روح قلب معرفت اللہ است و زمین او استدار باء لعل مایزال و حکیم مایرید و ثوب آن تقوی اللہ

و کمال کن استقامت کذلک یتین اللہ لمن ارادہ ان یمیت من توحب الیہ لا الہ الا هو الغفور الکریم۔
 الحمد للہ رب العالمین جناب اخوی علیہ بہاء اللہ را کبیر شیخ از قبل مظلوم برسانید قل لعلنا لک بما اقبلت
 الی قبلۃ العالمین۔ قد تدرکم احب من مناز بقاءم و حضر لدی عرشہ العظیم در اینصورت رجوع
 بوطن امن است کہ شاید از رجوع شما نجات حبیبہ بر بعضی مرد مرئوسانید و انشاء اللہ بتائیدات حق
 بتبلیغ امرش مژدہ خواهند شد قلب کہ بحر علم متصل شد البتہ از او انہار حباریہ لظہور خواہر رسید
 نظر باضطراب این ارض و شقاوت و غفلت اہل آن بر حسب ظاہر اذین ورود ندادیم و لکن قد کتبنا لکم
 احب الواردین۔ قل الحمد للہ رب العالمین

آیات بیان

اقتباس از کتاب تطایب

در یوم قیامت راجع بشجرہ محبت خود منسرمود و اینست
 اعلیٰ علو درجات جنت کہ برضاء اللہ من از گروندگان و باقرار
 بتوحید او متلذذ۔ و آسمانی کہ منداوند وعدہ نافرمودہ
 بود راجع بہ کلمہ نفی منسرمود و آہنہا در آن نفی معذب شدہ
 زیرا کہ بیچ عذابے اعظم از احتجاب عن اللہ و ایمان باوست

”قسم بذات مقدس خود کہ بیچ جنتے از برای این خلق
 اعلیٰ از ظہور من و آیات من نیست و بیچ نارسے اشد از
 احتجاب بمن و آیات من نیست۔“

”مراد از یوم قیامت یوم ظہور شجرہ محبت است۔“

”امروز بیچ علی انفع از برای عبد نیست کہ بطور انصاف
 نظر در آیات بیان نمودہ کہ حقیقت حق را بعین
 انصاف مشاہدہ نماید تا آنکہ از لقای مظلومی کہ لقاء او
 لقاء اللہ است و رضائے او رضاء اللہ است محتجب
 ماند زیرا کہ کل خلق شده اند از برای ہمیں۔ چنانکہ خداوند
 ہازل منسرمودہ اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد
 ترودھا ثلث استوی علی العرش و سخن الشمس والقمر
 کل یجرى لاحد سفقہ یدتا بر الامر لیفصل الایات
 لعلکم بلفقا و ربکم توفقون۔“

”ہر کس کہ خداوند در سر آن وعدہ جنت دادہ بود

حکے صادر شود الی یوم القیمہ خواہد شد و بہان اہل جنت در جنت منتقسم و اہل نار در نار معذب خواهند بود و حال کہ یوم قیامت است محل فصل قضا در این جبل است۔

و خداوند لم یزل و لایزال قُرب و بُعْد او بکل اشیار بر حد سواء بوده هیچ شے بالتبہ باہ اقرب از شے نیست یا البعد چہ عرش در فوق سموات باشد بر ہم متوہمین یا مقرر شخبہ کہ عن اللہ طاق است

و ذات الہی لم یزل و لایزال ظہور آن مین بطون است و بطون او مین ظہور است و انچہ از ظہور اللہ ذکر می شود مراد شجرہ حقیقت است کہ دلالت نمی کند الا براد۔

و انچہ ذکر استواء بر عرش شدہ استواء ظہور است بر قدرت نہ این عرش جسد کہ سریر یا کرسی در فوق ارض باشد یا فلک اطلس۔

اگر نظر کنی از ظہور اول کہ آدم باول باشد الی مالا نہایہ داشتہ نمی بینی الا اللہ و منی توانی عارف شوی بظہر الکھیمیت الا از شجرہ ظہور اذ کہ مشیت اولیہ باشد زیرا کہ غیر این در امکان ممکن نیست۔

ہر ظہور بعد علیت ظہور قبل است عند اللہ ظہور اثریت زیرا کہ خلق عینی از برای ظہور رسول اللہ شد چنانچہ خلق فتران از برای خلق بیان و خلق بیان از برای

و مشاہدہ نمی شود کہ احدی از شیعیہ یوم قیامت را ہمیدہ باشد بلکہ ہمہ مہومات امرے را توہم نمودہ کہ عند اللہ حقیقت ندارد و انچہ عند اللہ و عند عرف اہل حقیقت مقصود از یوم قیامت است اینست کہ از وقت ظہور شجرہ حقیقت در ہر زمان ہر اسم الی مین غروب آن یوم قیامت است۔

و از مین ظہور شخبہ بیان الی بالغرب قیامت رسول اللہ مہست کہ در قرآن خداوند وعدہ فرمودہ کہ اول آن بعد از دو ساعت و پانزدہ دقیقہ از شب پنجم جمادی الاول ۳۶۰ کذبتہ بعثت می شود اول یوم قیامت قرآن بودہ و الی غروب شجرہ حقیقت قیامت قرآن است زیرا کہ شے تا بمقام کمال نرسد قیامت او نمی شود و کمال دین اسلام الی اول ظہور منہی شد و از اول تا مین غروب شمار شجرہ اسلام انچہ مہست ظاہری شود و قیامت بیان در ظہور مین ظہور و نہ ہست۔

خداوند کل را وعدہ میوم قیامت دادہ زیرا کہ بونی است کہ کل عرض بر چند امی شوند کہ عرض بر شجرہ حقیقت باشد و کل بعثت اللہ فانی می گردند کہ لغت او داد باشد۔ زیرا کہ عرض بذات اقدس ممکن نیست و لغت او متصور نہ۔ و انچہ در عرض و بعثت ممکن است راجع شجرہ اولیہ است۔

ہیچ شے از محبوب خود محبت جھشتہ کہ اگر از کلام آن

ظہور من لظہور اللہ۔

بودہ و غیر از حد کسی محضی آنها نبوده و نیست۔

آثارِ ظہورِ حقیقت در ہر ظہور سے متغیر است من قبل اللہ
از برائے او در ظہور بعد او کہ نشانی از اے اوست۔

جنت در ہر زمان کمال آن زمان است و امروز
کمال در بیان است نہ در دین آن و در ظہور من لظہور اللہ
در کتاب او الی مالا نہایہ ہمین قسم ترقی می نماید۔

در ظہور شیتی با ارتقاء نفس ظہور کلمات آن ہم مرتفع تر است
از کلمات قبل او بل اقول نشاء اولی و ثانی نشاء آخری
عند اللہ و عند اولی الامر منہ معنی است بلکہ نیست اول
الا از برای ثانی و نہ ثانی الا از برای ثالث و نہ ثالث
الا از برای رابع الی مالا نہایہ بجا آید لہا بہا منها الیہا
ہما قدر کفضل رسول اللہ است بر عیسی ہما قدر فضل قرآن
است بر کتاب قبل و ہمین قسم در ظہور بعد و در ظہور بعد بعد
لیس لامر اللہ من حد و لا لما تحب لی اللہ من تلیل۔

چہ بسا نفسیکہ در ظہور سے مومنین و در ظہور دیگر در
نار و چہ بسا نفسیکہ در ظہور قبل در نار و در ظہور بعد
در جنت و از برائے ظہور اللہ نہ اول بوده نہ آخر۔

و لم یزل و لا یزال این نشان مشیت بوده عند اللہ
و خواہد بود و ہر چہ ظہور سے نمی شود الا آنکہ از مومنین بآن
ظہور از برائے ایمان بظہور بعد عہد گرفت می شود کہ
اگر وفا کنند احدے در نار نمی ماند۔

و اگر شبہہ اعظم بودن قرآن نزد اولوالافندیہ
بر کتاب الف در ظہورات بعد ہم شبہہ نخواہد ماند و نیست
ظہور بعد الا بعینہ ظہور اول بنحو اشرف و نہ کتاب او
الا ہما کتاب اقل بنحو اشرف۔

کل غیرے کہ در بیان ظاہر شود راجع باقول من قال بآی
میگرد کہ تصدیق نقطہ حقیقت را نموده و اول خلق او در علیین واقع
شدہ و کل شیون دونیہ راجع باقول من قال لا میکردد و اوست
مارے کہ فوق آن در بیان نیست و او جنتی است کہ فوق آن در
بیان نیست۔ الی ظہور من لظہور اللہ

و ظہور شیتی در ہر ظہور ظہور ہمیشہ بر کل است
ظہورات جزئیہ و دخل او ذکر می شود۔ مثلاً انجب از ائمہ یا
شیعیان ظہور اللہ مرتفع می گردد و دخل ظہور رسول اللہ
مستظل می گردد۔

در ہر ظہور شیتی ساعت بحقیقت اولیہ اوست۔
اگر در ظہور او خبر سے از قبل او نہ دے ذکر شود لائق است ذکر
ان الساعة آتیۃ لا ریب فیہا کہ مدلول بر علو اوست و امروز
ساعت نفس بیان است کہ می آید مردم را و حکم میکند بر ایشان الی یوم الدین۔

شکے نیست کہ از برائے خداوند عوالم و اودام مالا نہایہ

عید میلاد

در تمنیت مبارکبادی جشن ولادت با سعادت قلب عالم امکان منظر ذرات پاک و ان حضرت سیدنا محمد ﷺ

بیاد پنج ۱۲ - نوامبر ۱۹۳۳ هجری بموقع جشن عید میلاد در دهائی حال عینی خوانده شد

ساقیا ساغر بلور ضیاء است مبارک بادا دلبر افروخته از تاراج هلاست مبارک بادا
خبر تازه زارباب صفاء است مبارک بادا باغی گفت با و از مہین میگویم
عید مولود بہاء است مبارک بادا

غمبر فیض الہی بچہ بان پُر مژ است عاشق بی خبر از خویش چرانی خبر است
شاد مقصد من لؤلؤ و در گہر است کہ ز سر دشت افلاک برین میگویم
عید مولود بہاء است مبارک بادا

عاشق وصل بہاء زنگی ریحان بطلب عاشق را تو زہد و اندہ جانان بطلب
تشنہ گر تو بسیار شربت ایمان بطلب انجہ استاد ازل گفت ہمین میگویم
عید مولود بہاء است مبارک بادا

چشم جاودہ صم زویت دیدار بہاء است حسن اخلاق ائم مطلع انوار بہاء است
صفت جود و کرم خلقت کردار بہاء است کہ کہم شفت جگر دی بتو این میگویم
عید مولود بہاء است مبارک بادا

لب لب بارغ سمن عارفت بستان وفا غمخیز گلزار چین ساقی ایوان صفنا
مصدر خلق من عزن اسرار خفا حبوہ گم آمدہ باہل زمین میگویم
عید مولود بہاء است مبارک بادا

ز عتیقی روش عیش و مسرت آموز ز بہائی صفت ہر و محبت آموز
عین کبر بنہ عدل و مروت آموز کہ نجات است در این دین مبین میگویم
عید مولود بہاء است مبارک بادا

تقدیم کنندہ اقل العباد رحمت اللہ علیہ

ذوق التحباء

از کلام حضرت نبیل علیہ الرضوان

دگر دم مشر زده بر روانِ شخبِ بہات بہا بہا
 دگر دم کشانہ بطورِ جانِ جذبِ سنات بہا بہا
 دل و دینِ نماندہ مرا بکف کہ منشارِ خاکِ بہت کم
 سر و جان نہ در خوردِ این شرف کہ شود فدا ت بہا بہا
 نہ رہم بشیرِ بہت ادبی کہ ببہر کنم مقصبت
 نہ بسوی بحیرِ فنا رہی کہ شوم فدا ت بہا بہا
 تو کہ جانِ مجسمِ جہانِ بیکی نظارہ دمیدہ
 چہ شود کہ گاہِ محبہ فست نظرت بہا بہا
 بہا نہای تو ز مزمنہ بہ ثریٰ نہ اسم تو ہمہ
 دلِ دلبرانِ جہانِ ہمہ دود از فقا ت بہا بہا
 سر و جانِ جملہ اولیا شغفتا بحب تو شد فدا
 بنظارہ در طلبِ لقا ہمہ انبیات بہا بہا
 اثرے نماندہ فدا ت من کہ بہم دردِ سجات من
 چہ شود کہ از ظلمات تن دہیم نجات بہا بہا
 دگر دم کہیں سر و کار نہ بجزم تو دلبر دیار نہ
 دل من کیے و ہزار نے شدہ مستلالت بہا بہا
 چہ شود پیش بخوانیم ز زلال نور چشانیم
 بہا بہا روح نشانیم بیک التفات بہا بہا

پایہٴ رسالہ

جلد چہارم جنوری ۱۹۴۳ء نمبر اول

مناجات

ای خدا ذوقِ نکستہ دانی و	رہ سوی نکستہ نہانی و
چشم را نورِ حق شناسی و	گوش را ہوشِ حق ستانی و
قلب را جستجوئے حق جوئی و	روح را رزقِ آسمانی و
عمر را زندگیِ جاویدان و	جانِ باقی بعمرِ فانی و
جملہ را بامتِ ربانِ حضور و	ہم نشینی و ہم زبانی و
ظلماتِ جملہ کلمات و	تو اذانِ آبِ زندگانی و
لفظِ معنی بقدرِ دانشِ ماست و	تو بالفاظِ ما معانی و
انچہ میباید۔ انچہ میباید و	ماند انیم انچہ دانی و

اِنَّكَ اَنْتَ قَاضِي الْحَاجَاتِ

عَالَمَ الْغَيْبِ رَافِعُ الدَّرَجَاتِ

تقدیس

خداوند عالم فرماتا ہے۔

”بتقدیس اللہ قریبک تا یبد و بذیل تقدیس تثبت کیند“

تقویٰ اختیار کرو اور پاکیزگی کا دامن مضبوط مقام لو۔

”تقدیس ہی وہ اعلیٰ مقام ہے جو انسان کی

شان کے مابق ہے۔ اسی مقام پر پہنچکر انسان معراج کمال حاصل کرتا ہے۔ بغیر تقدیس کے کوئی خوبی میسر نہیں ہوتی۔

گناہ کی آلودگی وہ دلدل ہے جس میں پھنس کر انسان قعرِ نیکت میں گر جاتا ہے اور اسی راہ سے ابدی ہلاکت میں گرفتار ہوتا ہے۔

تقدیس انسان کے لئے وہ عظمت ہے جس سے انسان

بارگاہِ الہی میں شرفِ قبول حاصل کرتا ہے۔ اور بقائے دوام

کی عزت و راحمت پاتا ہے۔ پاکیزگی ہی وہ قلعہ ہے جو کوئی

اس میں داخل ہوتا ہے سرمدی امن و امان میں رہتا ہے۔

جو روح گناہوں سے آزاد ہوتی ہے ہمیشہ کی خوشی اسی کے

لئے ہے اور وہ اس طرح عالمِ ہستی میں رہتے ہوئے سب سے

بالا تر رہتی ہے جیسے بھول پانی پر تاج کی مانند رہتا ہے

جو روح گناہوں اور بد اخلاقیوں میں آلودہ ہوتی ہے

وہ مادی دنیا کے بحرِ ظلمات میں اس طرح ڈوب جاتی ہے

جیسے پتھر پانی میں غرق ہو جاتا ہے۔ خداوندِ عالم نے فرمایا ہے

”لے میرے بندے! دنیا کے بندھن سے اپنے آپکو

رہائی دے اور اپنے نفس کے قید خانے سے

اپنے آپکو آزاد کر۔ وقت کو غنیمت سمجھ کر یہ وقت

جو آبِ حیات ہے پھر اٹھ نہ آسکا۔ اور پھر تو

اس عمر کو ہرگز نہ پائے گا۔“

چونکہ کچھڑ میں لٹھڑے ہڑے پروبال اڑنے پر قادر نہیں

ہوتے۔ اس لئے انسان کو لازم ہے کہ غفلت و اودم کی کچھڑ

میں پھنسے اپنے آپ کو بچائے۔ کینہ اور حسد کی دلدل کو

محفوظ رکھ کر تقدیس و عرفان کے آسان پر طبلند پرواز ہو۔

جسم اور جسمانی چیزیں انسان کی غلام ہیں۔ لیکن بہت لوگ ہیں

اپنے غلاموں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔

حبِ ہمک انسانِ عام ہوتا ہے

خواہشوں کا غلام ہوتا ہے

اور یہی چیزیں جو انسان کی غلام بنائی گئی ہیں حبِ انسان

ان کو اپنا مخدوم و مقصود بنا لیتا ہے تو پھر یہی چیزیں اس کے

لئے ہلک اور دشمن جان ثابت ہوتی ہیں۔

خداوندِ عالم فرماتا ہے۔

”دوست کی یاد میں گمن رہو اور دشمن سے بچتے رہو

تمہارے دشمن تمہاری وہ چیزیں ہیں جنہیں تم نے

اپنی خواہشِ نفسانی سے جمع کر رکھا ہے اور اپنی

جان کو ان میں آلودہ کر لیا ہے۔ جان تو جانان

کی یاد کے لئے ہے۔ اسے پاک و پاکیزہ رکھو۔“

اور فرماتا ہے۔

”تم زمین کی طرح سرِ پالتسیم ہو جاؤ تاکہ تمہاری

نیکی اور نیک آدمی

وہ مالک جس نے سب کو بنایا ہے اسی کی رحمت میں سب کے لئے پناہ ہے۔ جو کوئی اس کی رحمت کے سایہ تلے زندگی بسر کرتا ہے، سب سے بڑا خوش نصیب ہے۔

خدا کی رحمت کا ایک بڑا نشان یہ ہے کہ انسان کے دل میں دوسروں کے لئے رحمت کے جذبات موجزن ہونے لگتے ہیں۔ انسان کا دل تعصب سے پاک ہو جاتا ہے اور مطلق الہی سے محبت کا بتاؤ کرے لگتا ہے۔ سب کی بھلائی چاہتا ہے۔ جس شخص کے دل کی یہ حالت ہو وہ سمجھ لے کہ اس پر خدا کی رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔

دنیا کی سب نعمتیں خدا کی رحمت ہیں۔ لیکن دل کا محبت گاہ بن جانا بڑی رحمت کا ظہور ہے۔ ایمان اور نیکی رحمت الہی کے محبوب اثرات ہیں۔ ہنایت مستندی سے رحمت کی جستجو کرنی چاہئے۔ جو لوگ کمزوروں کی دستگیری کرتے ہیں قدرت کا ہاتھ ان کی دستگیری کرتا ہے۔ جو لوگ ظالموں کو دباتے ہیں اور مظلوموں کی مدد کرتے ہیں وہ بچے بہادر ہیں۔ خدا ان کا حامی ہوتا ہے۔ باہمت و شجاع وہ لوگ ہیں جو بے خوف ہو کر امر حق کو قبول کرتے ہیں۔ اور کسی سے نہیں ڈرتے۔ جو غیر خدا سے ڈرتے ہیں وہ شرک سے دور نہیں جو انسان با اخلاق ہوتا ہے قدرت دلوں میں اس کی عزت پیدا کر دیتی ہے۔ جو لوگ کلام الہی پر یقین رکھتے ہیں وہی الہی کی خوشگوار ہواؤں میں زندہ رہتے ہیں۔ جو مقدس رومیوں

زیرِ پستی سے خود مضبوط اور رنگارنگ اور پاکیزہ گلزارِ عرفان نمودار ہو جائیں اور تم آگ کی مانند تیز اور گرم ہو جاؤ تاکہ غفلت کے گہرے پردوں کو جلا ڈالو۔ اور غفلت کے پردوں میں پڑے ہوئے سرد جسموں کو محبت الہی کی گرمی سے زندہ اور قائم رکھو۔ اور تم ہوا کی مانند لطیف بنو۔ تاکہ تم میری محبت کی تقدیس کے غلے میں داخل ہو جاؤ ؟

مناوی غیب پکار رہا ہے ۔

اے فرزندِ وجود ! تیرا دل میری مسرور گاہ ہے میرے اترنے کے لئے اے صاف ستھرا کر۔ تیری روح میرا جلوہ گاہ ہے میری جلوہ آرائی کے لئے اے پاک و پاکیزہ رکھ ۔

آسمان رحمت سے صدا آ رہی ہے ۔

آپے پلٹی پھرتی تھی ؛ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں اور میں تیرے پاس ہوں اور تو مجھ سے بے تعلق اور بے اس بنا ہوا ہے۔ تیرے گناہ کی تلوار نے تیرے درخت امید کو کاٹ ڈالا ہے۔

لے خاک پر آگے والی گھاس ! یہ کیا بات ہے کہ شکر میں تنے ہوئے ہاتھ سے تو اپنے پرش کو نہیں چھوٹا۔ نفسانی خواہشوں کے میل کچل سے بھرادل لے کر میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے اور میرے پاک مقامات میں آنا چاہتا ہے ؟



نکلے ہیں۔ ان کی باتوں میں زندگی بخش اثر ہوتا ہے۔
عالم غیب سے انھیں فیض الہی پہنچے ہیں۔ ایسے لوگ
روحانی طبیب ہوتے ہیں جو دل کی بیماریوں کو اچھا کرتے
ہیں۔ اُن کا سراپا امانت کی قمیص سے آراستہ ہوتا ہے۔
راستبازی اُن کا لباس ہوتا ہے۔ وہ روحانی کمالات میں
ترقی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام عالم سے اونچے مقام پر
جا پہنچتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر لوگوں کی آنکھ کھل جائے تو سب لوگ
حق پرستی کے لئے جان نسا کر دیں۔ سیدھی سادھی بات یہ ہے
دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو سچائی اور اچھائی کو پسند
نکرتا ہو۔ ہر انسان کی روح بھلائی کو چاہتی ہے۔
ایک یہ بھی حقیقت ہے کہ نیک آدمیوں کی عزت و عظمت
سب کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بُرے اخلاق و
اعمال اور بُرے آدمیوں سے سب کو گھبرا آتی ہے۔ یہ ایک
فطری اور قدرتی بات ہے۔ اس سے حق و صداقت کی
عظمت آشکار ہو جاتی ہے۔

جنابِ فاضل علمی

لکھنؤ نمبر میں طویل تبلیغی سفر کے لئے پہلی و تشریف لیگے ہیں
آپ ان مقامات کا بھی دورہ کر چکے جہاں نئی محافل اور
جامعات قائم ہوئی ہیں۔ تاکہ وہ ان جامعات کی تعلیم
کر سکیں۔ ایدہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا مجبورہ چہ یہ ہے۔
پریم ہجر۔ علی گڑھ۔

اسرار حقیقت کی تلاش میں سرشار رہتی ہیں۔ انھیں ایک لازماً
خزائن ملتا ہے۔ وحی الہی کا ہر کلمہ ایک جام حقیقت ہے۔ جس کی
نوشہو سے حیات ابدی کا دماغ منظر ہوتا ہے۔ ہر تپ سحر
باد و وحدت کا ساقی ہوتا ہے۔ شرابِ مندی کے پینے والے
سراپا عقل و ہوش ہوتے ہیں۔ جذباتِ نفسانی میں مبتلا
رہنے والے کو ذرا روحانی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جود حقیقت
انتخابِ مالتاب کی مانند ظاہر و آشکار ہے۔ لیکن مجازی آنکھیں
دید سے محروم ہیں۔ نفرت جذبہ شوق سے لبریز ہے۔ لیکن
مازیت کا حجاب نظر کو مرکز تک نہیں پہنچنے دیتا۔ شعلہ اشتیاق
پورے طور پر بجڑک اٹھتے تو تمام پردے جل جاتیں۔ اور
اس محبوب کا جلوہ نور دکھائی دے جائے جو سب نوروں کا
نور ہے۔ اس کام کے لئے ایک عظیم محرک لازم ہے۔ ایک
سچے ہادی و رہنما کی ضرورت ہے۔ جن کی نفرت پر غبار نہیں
آیا وہ جلوہ متصوّد کو بلے حجاب دیکھ لیتے ہیں۔ آنکھ جب
تندرست ہوتی ہے تو سب کچھ خود بخود دکھائی ہے۔ اور
باہینہمہ ذرا سے پلک سے آنکھ ڈھک جاتی ہے اور ساری
کائنات نظر سے چھپ جاتی ہے۔ ہمیشہ دھیان رکھنا چاہئے
کہ چشمِ بصیرت پر کوئی حجاب نہ لگ جائے۔ جو لوگ روحانی
بیداری میں ہوشیار رہتے ہیں وہ صحیح علم و عمل پر ایسے
قائم رہتے ہیں کہ دنیا بھر کی فوجیں اور طاقتیں انھیں ہٹا
نہیں سکتیں۔ وہ دوسروں کو بھی اچھی ترغیب دیتے ہیں۔ وہ
اپنے اقوال سے بھی نصیحت کرتے ہیں اور اعمال سے بھی
بہترین نمونہ دکھاتے ہیں۔ وہ اپنے پاکیزہ اخلاق سے دلوں
کو مسخر کرتے ہیں۔ ان کے پاک اعمال دینِ حق کے کامیاب
بیغ ہوتے ہیں۔ ان کے قلوب سے علم و معرفت کے پھل

رفتار جنگ اور جدید تمدن

اقوام گمراہ ہوئیں۔ اور سیاسیوں کی غلط سیاست نے اقوام عالم کو جہنم کا نمونہ بنا دیا۔

عالم انسانی کی اس جہنم انگ جہنمی موت کو دیکھ کر ماہرین سیاست دنیا کے مستقبل میں جس "تفہیم جدید" کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ ایک ماہر قانون کے الفاظ میں ہم درج کرتے ہیں۔

دہلی کے اخبار "دفتار جنگ" کے صفحہ ۵ پر بعنوان "ایک چینی ماہر قانون کی رائے" لکھا ہے :-

"چین کے ایک مشہور ماہر قانون دانگ چنگ ہوئی نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ جنگ کے بعد دنیا کے نظام کی بنیاد قوموں اور نسلوں کی مساوات کے اصول پر ہونی چاہئے اور یہ جماعت کثرت رائے سے جو کچھ فیصلہ کر دے اسی کی سب حکومتیں پابند ہوں ہتھیاروں کا استعمال منوع ہونا چاہئے۔ سوائے اس صورت کے کہ بین الاقوامی جماعت کی ملک کو اپنی حفاظت کے لئے اسکی اعانت دے۔ بین الاقوامی بری۔ بری اور ہوائی پولیس ہونی چاہئے جو ایک بین الاقوامی عدالت کے ماتحت ہو۔ معاشی معاملات کے طے کرنے کے لئے بھی ایک بین الاقوامی ادارہ ہونا چاہئے۔ دنیا کے مختلف ملکوں کو چاہئے کہ اپنی حفاظت کے لئے گروہ بنالیں۔"

ایک ماہر قانون کی یہ تقریر ہے آج نظر استخوان دیکھا جا رہا ہے آج سے تقریباً ایک صدی پہلے یہی تبدیلیات میں کل اور مفصل طور پر پیش

تین سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا کہ مغربی جنگ کے شروع میں جہاں مغربی دنیا محکم چوری ہے وہاں مشرقی دنیا بھی ان شعلوں کی لپٹوں سے جھلس رہی ہے۔ بڑی بڑی حکومتیں پریشان ہیں۔ روس اور مغرب ہیں۔ اُمرار متفکر ہیں۔ غزبا۔ بے چین ہیں۔ علماء مضطرب تو جہلاً مضطرب ہیں۔ یہ مضطرب والقلاب موت اس لئے ہے کہ دنیا بھر کے علماء۔ مدبرین اور سیاسیوں کو بتایا جائے کہ حقیقی علم۔ صحیح تدبیر۔ بہترین سیاست کا جاننے والا صرف اور صرف خدائے عالم الغیب ہی ہے۔ جو ہمیشہ ہمیش سے ضرورت کے وقت اپنے بندوں کو اپنے فرستادہ کے ذریعے حقیقی علم۔ صحیح تدبیر اور بہترین سیاست دیتا رہا ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہ تھی خواہ علمی ہو یا سیاسی جو اس خدائی علم اور سیاست کو پچھلے سے لوک کی ہو۔

آج سے تقریباً ایک صدی پہلے حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم نے دنیا بھر کے علماء و مدبرین اور سیاسیوں کو گونا گوں طریق سے مطلع فرمایا کہ عصر حاضر کے جس علم اور تدبیر اور سیاست کی ضرورت ہے خداوند عالم نے کمال طور پر اس علم و سیاست کو میرے ذریعے ظاہر کر دیا ہے۔ جو شخص بھی اس صحیح علم اور سیاست سے استمساک نہ کر لیا پستی کے جہنم میں گر ایا جائیگا۔

دنیا بھر کے نام نہاد علماء اور سیاسیوں نے اس باہر حق کی آواز پر کان نہ دھرا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کے غلط علم سے

کرایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ، حضرت بھاء اللہؓ، حضرت علیؓ اور اعلیٰ کی تعلیمات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”کہ

”مسند صبح عربی کے متعلق حضرت بھاء اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک فکر کر لی بنا چاہئے کیونکہ تمام قوموں کی جماعت اور لیگ آف نیشنز اگرچہ وجود میں آچکی ہے لیکن پھر بھی وہ وسیع عمومی کا مقصد پورا نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ ممکنہ کبرئے وہ لیگ اقوام جس کو حضرت بھاء اللہؓ نے فرمایا ہے وہ اس فرض کو نہایت طاقت و قوت کے ساتھ ادا کر سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر سلطنت و ملت کی پارلیمنٹ اپنی اکثریت و اقلیت کے مطابق اسے دو یا تین مدتہ آدیموں کو منتخب کرے جو تمام حکومتوں اور قوموں کے حقوق اور قوانین اور عالم انسانی کی ضروریات کی واقف ہوں۔ اور ان منتخب شدہ اشخاص کے متعلق والاکلر یا مجلس حکام یا مجلس وزراء یا صدر جمہوریت یا بادشاہ تصدیق کرے تاکہ یہ لوگ اس سلطنت و ملت کے منتخب نمائندے سمجھے جائیں۔ یہ ممکنہ کبرئی ایسے اشخاص سے مرکب ہوگا۔ اور تمام عالم انسانی اس میں شریک ہو جائیگا۔ کیونکہ ان میں سے ہر نمائندہ اپنی ملت یا سلطنت کا قائم مقام ہوگا جب یہ ممکنہ کسی بین الاقوامی عدالت کا بالاتفاق یا اکثریت آراء سے فیصلہ کرے یا تو مدعی یا مدعا علیہ دونوں کو چون و چرا کی گنجائش نہ ہوگی۔ جس وقت کوئی سلطنت اس ممکنہ کبرئی کے اہل فیصلہ کو التوا میں ڈال دے گی یا اس کے نفاذ میں تاخیر کرے گی تو تمام عالم انسان اس کے خلاف کھڑا

ہو جائے گا۔ کیونکہ اس لیگ اقوام کی کشت پر تمام سلطنتیں ہونگی۔ غور کیجئے کس قدر مضبوط اصول ہے۔ لیکن کسی محدود اور بے طاقت جماعت سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔“

(رسالہ صلح کل صفحہ ۲۳ - ۲۴)

مختصر یہ کہ رفتار جنگ اپنی سرعت رفتاری سے زور اور زور کی طاقتوں کو کچلتے ہوئے عالم انسانی کے ذہنوں کو اس اصول اتحاد بشر کے قریب لا رہا ہے۔ جسے ہر جانور کے لئے خدا نے مقرر فرمایا۔ کاشی زور اور زور کے بل بوتے پر حکومت کرنے والے آج بھی اس سنہری اصول، خوبصورت مضبوط اور مکمل اصول حکومت کو سمجھیں۔ اور ماہران قانون اس اصول حکومت کو حکومتوں کے سامنے زور و شور سے پیش کریں۔ تاکہ نوبع بشر گوارہ امن میں چین کی زندگی بسر کرے۔ ورنہ سیاسیوں اور حکومتوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ عصر حاضر کے مستقبل کے لئے خدا نے آج اسی اصول حکومت کو پسند فرمایا ہے جو نافذ اور جاری ہو کر رہیگا۔ اور دنیا کا کوئی علم اور کوئی طاقت اسے نہ روک سکیگی۔ ع

برسرولان بلاغ باسند ولس

ایم۔ اے۔ صہل آفنی، جلی

علمائے اسلام سے چند سوالات

کے بعد ملتی ہے تو

(الف) قبر کے ستر گز کھنکھنے اور کاغذ کو دبائے گا کیا مطلب ہے؟
(ب) اس قبر میں کاغذ کو ۹۹ یا ۱۰۰ اثر دیوں کے کاٹنے اور
ڈسنے کے کیا سستی ہیں؟ (مشکوٰۃ المصابیح جامع) کیا ان
اثر دیوں سے مومن خوف نہ کھائیگے؟

(ج) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف دھی کی گئی ہے کہ تم
قبروں کے اندر قند میں ڈالے جاؤ گے۔ یعنی تم کو آزار ما جائیگا
اور یہ امتحان فتنہ و قبال کے قریب قریب ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح اردو ص ۷۷)

پس اگر قبر سے مراد مرنے کے بعد ملنے والی جگہ ہے تو اس
قبر کے مردوں کو فتنہ و قبال کے قریب امتحان سے کیا تعلق ہے؟
جبکہ ظہور و قبال اس دنیا میں ہے اور اس کے فتنہ و امتحان کا
تعلق زندوں سے ہے نہ کہ مردوں سے؟

(د)

برزخ

(۱) اگر قیامت تک ادواح برزخ میں رہیں گی اور انھیں جنت
اور دوزخ کی کسی راحت یا تکلیف قیامت تک پہنچنی نہ پڑے گی تو
(العت) اس راحت اور رنج میں وہ دو آدمی کیسے سادی

ہو سکتے ہیں جو ابتدائے آفرینش میں مرے

(مومن یا کافر) اور جو عین اس وقت مرے جبکہ

(۱) عذاب قبر

اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ جدید برقی پریس ڈی
کے صفحہ ۳۸ پر لکھا ہے:-

ما تشہدئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کا حال
پوچھا۔ آپ نے فرمایا قبر کا عذاب حق ہے
(بخاری مسلم)

اسلامی معتقدات کے مطابق جیسا کہ محمولہ بالا حدیث سے
ظاہر ہے۔ اگر قبر کا عذاب حق ہے۔ تو کیا فرماتے ہیں
علمائے دین اس بارے میں کہ

- (۱) حکم نکیر قبر کے اندر کیسے داخل ہوتے ہیں؟
- (۲) مردہ قالب میں روح کیونکر واپس آجاتی ہے؟
- (۳) اگر قبر ستر گز مربع مکمل جاتی ہے تو اوپر کی مٹی نیچے کیوں
نہیں گرتی؟ (۴) قریب کی قبروں کے مردے کہاں چلے جاتے
ہیں (۵) جلنے والے۔ ڈوب جانے والے مردوں کے لئے
یہ برحق عذاب کیونکر ثابت ہے (۶) اس حدیث کا کیا مطلب ہے
کہ وہ (یعنی کافر قبر میں) ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیگا۔ یہاں
تک کہ خدا اس کو اس جگہ سے (یعنی قبر سے) اٹھائے۔ (ترمذی)
(مشکوٰۃ المصابیح اردو ص ۷۷) جبکہ ڈوبنے والے کی قبر سمندر کی
پھلیاں ہیں؟

اگر کہا جائے کہ قبر سے مراد وہ جگہ ہے جو انسان کو مرنے

ذات اکیلی نہ رہی۔ اور فنائے کلی ثابت نہ ہوئی۔
دو گونہ رنج و عذاب است جان مجوں را

عذاب فرقت یلی و صحبت لیلیٰ

(ب) شیطان نے کہا انظر لی الی یوم بیعتوں (الاعزاز ۱۲)
مجھے اس وقت تک مہلت دیجئے جبکہ یہ لوگ مرکز جی نہیں
فرمایا انا من المنتظرین تو ان میں سے ہے جن کو
مہلت دی گئی ہے۔

اس سے مسلم ہوا کہ شیطان اور اس کے ساتھی لوگوں
کے مرکز جی اٹھنے تک فنا نہیں ہوئے۔ ورنہ یوم بیعتوں
تک مہلت ثابت نہیں ہوگی۔ اور اگر مہلت درست ہے
تو فنا نہ کلی ثابت نہیں ہوگی۔ یعنی یہ کہ صرت اور صرت
خدا ہی کی ذات اکیلی رہ جائے گی۔ حالانکہ لوگوں کے مرکز جی
پر شیطان اور وہ لوگ جو مہلت دیتے تھے ہیں زندہ رہیں گے
کیونکہ ان کی مہلت یوم بیعتوں تک ہے۔ یعنی مرکز جی
اٹھنے تک۔ پس خدا کی ذات اکیلی نہ رہی اور فنائے کلی
ثابت نہ ہوئی۔

4

یوم المبعث

(۱) یوم المبعث میں شکرین دو موتوں اور دو زندگیوں کے مقرر ہیں
(الرحمن ۱۱) یہ دو موتیں اور دو زندگیاں کون سی ہیں؟
(الف) اگر کہا جائے کہ ایک موت نبی کی حالت جس سے
انسان پیدا ہوا۔ اور ایک ظاہری موت۔ تو صورت کے
نفع اولیٰ کے وقت فنائے کلی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا
کی ذات کے ساتھ اہل بزرخ ہونگے۔

آسان اور زمین کی ہر شے مع بزرخ فنا ہو جائیگی اور صرت
خدا ہی کی ذات باقی رہ جائے گی۔ اور اس کے بعد مومن
اور کافر جنت اور دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے
(ب) جبکہ قبر کے معنی بزرخ ہیں اور عذاب قبر برحق ہے
اور یہ قربتِ امت کے دن ختم ہو جائیگی۔ تو عین قیامت
کے دن مرنے والوں کے لئے یہ عذاب بکرم کو نہ بکرم
ثابت ہوگا جبکہ قبر ہی ختم ہو چکی؟

رج، بزرخ کی راحت اور تکلیف کیونکر مجرادی جائے گی؟
(3)

فنائے کلی

۱) کہا جاتا ہے کہ صورت کے نفع اول کے وقت زمین و آسمان کی
ہر شے محو و معدوم ہو جائے گی اور صرت ذات خداوندی
باقی رہ جائے گی۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کی مفصلہ ذیل آیات
کے خلاف ہے۔

(الف) ونظم فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی
الارض الا من شاء الله (الزمر)

اور جب صورت بچو نہ جائے گا تو زمین و آسمان کے
رہنے والے بیہوش ہو کر گر جائیں گے۔ لیکن وہ جسے خدا چاہے
پس جبکہ صورت کے نفع اول کے وقت فنا و کلی
ثابت نہیں بلکہ بیہوش ہونا ثابت ہے۔ تو فنا و کلی کا
عقیدہ غلط ہے تو اگر صفت کے معنی موت کئے جائیں گے
تو بھی الا من شاء الله کے ظل میں بعض لوگوں کو موت سے
مستثنیٰ تسلیم کرنا ہوگا۔ اور اگر کہو کہ نفع صورت اول میں اہل بزرخ
یا مومن علی السلام بیہوش نہیں ہونگے تو بھی صرت خدا کی

شر احیاء

کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم انسانوں کو اسی جسم کے ساتھ کھڑا کرچا جیسا کہ فرمایا:۔ ایحسب الانسان ان لن یجمع عظامه بلی قادرین علی ان نستوی بئانه (القیڑہ ۳)

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے؟ ہاں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے (سارے) اعضا کو پکڑیں۔
افریقہ کے دمشق جو انسانوں کو کھاکھا کر پلے ہیں اگر قیامت

کے دن ان وحشیوں کے جسموں سے ذرات لیکر کھائے ہوتے انسانوں کے اعضا کو پورا کیا گیا تو افریقہ کے بشار وحشیوں کے اجسام عدم محض ہو جاتیں گے۔ در این صورت یہ لوگ جنت اور دوزخ میں کیونکر جائیں گے؟ اور ان کا حساب کتاب کیونکر ہوگا؟ اگر کہہ دوں کہ دوسرے انسانوں کے ذرات لیکر ان کے جسم پورے کئے جائیں گے تو دوسرے انسان عدم ہو جائیں گے۔ در این صورت وہ لوگ نہ جنت میں بھیجے جاسکتے ہیں نہ دوزخ میں؟

(۲) اور اگر کہہ دوں کہ ان تبدل امثالکم و تنشئکم فی ماکا قلعون ۵ (الواقفہ ۵۲: ۶۱) یعنی ہم اس سے عاجز نہیں کہ تمہاری شکل بدل کر لائیں اور تمہیں اس صورت میں پیدا کریں جو تم نہیں جانتے، کے باعث ان لوگوں کی شکل خدا اور بنادے گا تو سننے ہنسنے ہوئے لوگوں نے جب کوئی نیک یا بد کام کیا ہی نہیں کیونکہ یہ ابھی ابھی بنائے گئے ہیں تو حجت کا انعام اور دوزخ کی سزا کس عمل کی پاداش ہوگی؟

(۳) جبکہ قانون حرکت کے ماتحت ہر ساتویں سال جسم کا ہر ذرہ بدل جاتا ہے تو ستر سالہ بیٹے نے اپنی عمر میں دس قالب اختیار کئے۔ ان دس قالبوں میں سے جزا یا سزا کا مستحق

(ب) اور اگر نفع صور اولیٰ کے وقت اہل برزخ کی موت تسلیم کرو۔ تو نئے نئے کئی تو ثابت ہو گئی۔ مگر موتیں ڈو کی بجائے تین ہو گئیں۔ جو نئے نئے قرآنی کے خلاف (ج) اور اگر ایک موت ظاہری اور ایک نفع صور اولیٰ کی موت تسلیم کرو۔ تو چونکہ نفع صور اولیٰ میں مرے والوں کے ساتھ ہی برزخ ختم ہو گیا۔ اس لئے نفع صور اولیٰ سے مرے والوں کی ایک ہی موت ثابت ہوئی اور یہ بھی کلام الہی کے خلاف ہے۔

(د) اگر نفع صور اولیٰ سے مرے والوں کے ساتھ پیدائش سے پہلے کی موت نکال کر دو موتیں کہہ دو بعض کے لئے تین اور بعض کے لئے دو موتیں ثابت ہوئیں۔ اور کئی غلط ہو گیا۔ جو کلام الہی کے منشاء کے خلاف ہے۔
(ه) نیز برزخ کے متعلق یہ الفاظ ہیں:-

ومن ذلھم برزخ الی یوم یبعثون (المومن: ۱۱)
اور ان کے سامنے (یعنی مرنے والوں کے سامنے) برزخ ہے اس دن تک جو اٹھائے جائیں۔

پس برزخ کا یوم البعث تک رہنا ضروری ہے۔ اس لئے (۱) خدا کی ذات اکیلی نہ رہی اور نئے نئے کئی ثابت نہ ہوئی۔
(۲) پیدائش سے پہلی حالت کا نام موت رکھنا غلط ہے کیونکہ موت نام ہے لغو الٰہی حیات کا نہ کہ عدم الٰہی حیات کا (۳) جس کا بدیہی منتخب یہ نکلا کہ موت ایک ہی ثابت ہوئی یعنی ظاہر طور پر مرنا۔ برزخ چونکہ یوم البعث تک ہے اس لئے دوسری موت ثابت نہیں۔ پس دو موت اور دو حیات کے کیا معنی ہوئے؟

کون سا قالب ہوگا؟

(6)

دیدارِ خداوندی

(۱) قرآن کریم میں ہے، **يَذْكُرُ الْأُمُورَ الْفُضْلَ الْأَيَاتِ لَعَلَّكُمْ** بلقاءِ ربکم توقفون (رعد) یعنی دینِ اسلام کی تدوین و تکوین اور قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ کی تشریح و تفصیل کا مدعا ہے نہی یہ ہے کہ تم لقائے ربّانی کا یقین کرلو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ج میں فرمایا (اسے لوگو):
عنقریب تم اپنے پروردگار سے ملو گے۔ وہ تم سے تمھارے
احمال کو پوچھیگا۔ (اردو ترجمہ مشکوٰۃ الصالحین ص ۵)

پس نفسِ قرآنیہ و حدیثیہ کی رو سے سوال یہ ہے کہ کیا
خدا کی ملاقات اور اس کی دید و گفتگو ممکن ہے؟ اگر ممکن ہے تو
دوبارہ گفتگو کرنے والے اور ملاقات کرنے والے کا تہتم لازم آتا ہے۔
کیونکہ بغیر تہتم دوبارہ گفتگو اور ملاقات ناممکن ہے اور لزومِ تہتم
خدا کے حدوث پر دال ہے اور ہر حادث فانی ہے۔ جو ذاتِ خداوندی
کے ثانی ہے۔ پس بتایا جائے کہ ملاقاتِ خدا اور اس کا اعمال انسانی
کے متعلق پوچھ گچھ کرنا کیونکر ممکن ہے؟

(۲) قرآن کریم میں ہے **جَاءَ رَبُّكَ (الغفر) ۱** اسے محمد تیز ارب
آئیگا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ زبیر بن عدی کہتے ہیں کہ ہم
انس بن مالک کے پاس گئے اور ان سے حجاج کے مظالم کی شکایت
کی۔ انھوں نے کہا کہ صبر کرو۔ اس لئے کہ آئندہ جو زمانہ آئے گا
وہ زمانہ گذشتہ سے بدتر ہوگا۔ اور اسی طرح اس کے بعد کا
زمانہ اس سے بدتر ہوگا۔ یہاں تک کہ تم خدا سے جا ملو۔ یہ بات
میں نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (مشکوٰۃ الصالحین اردو ترجمہ ص ۵)

قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کا رب
آئیگا۔ اور وہ اپنے رب سے ہر روز ملے گی۔ نیز یہ کہ رب سے ملنے

سے پہلے پہلے کا زمانہ بدترین ہوگا۔ یعنی مسلمانوں کی بدترین حالت رب سے
ملاقات کے وقت سے رو بہ اصلاح ہو جائے گی۔ کیونکہ اہل اسلام کی
بدترین حالت لقائے ربّانی تک ہی بیان کی گئی ہے۔ تو کیا یہ لقائے ربّانی
اہل اسلام کو اسی دنیا میں حاصل ہوگی؟ تاکہ اہل اسلام کی بدترین حالت
رو بہ اصلاح ہو جائے؟ اور اگر نئے عالم کے بعد خدا سے ملاقات ہوگا
تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ فناء عالم تک اہل اسلام کی حالت بدترین
ہی رہیگی۔ درابن صورت

(الف) مہدی و مسیح کی آمد اور ان کے اہل اسلام کی حالت کو بہتر
بنانے کی پیشینگوئیاں مہیا کر دی جاتی ہیں۔ کیونکہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مستقبل کی ہر گھڑی بد سے بدترین ہے۔
حتیٰ تَلْقَا رَبَّکُمْ یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات
کر دو گے۔ درابن صورت کوئی مہدی۔ مسیح۔ انت محمد یہ کا صلح
قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(ب) فناء عالم کے بعد اہل اسلام کی حالت بہتر ہوگا کوئی باعثِ فخر
نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت نفعِ بشر کا ہر فرد جزائے اعمال کی وجہ سے
بہتر ہو جائیگا۔ نہ کہ مسلمان من حیث القوم بہتر ہو جائیگے۔

(۳) حدیث شریف میں ہے کہ

(الف) **عَدَا قَالَمَ بِمُحْضٍ** نہیں ہے۔ وہ کانا نہیں ہے
اور **مَسِیحُ الدِّجَالِ** کانا ہے۔

(ب) **خَرُّوا رَدِّجَالِ** کانا ہے اور تمھارا پروردگار کانا نہیں ہے۔
(اردو ترجمہ مشکوٰۃ الصالحین ص ۵۸)

ان احادیث میں اللہ اور رب کو مسیح الدجال کے بالقابل
رکھ کر فرمایا کہ اللہ اور رب تو کانا نہیں مگر دجال کانا ہے۔

کہ بقول اہل اسلام اسم اللہ کا اطلاق بجز حقیقی اللہ غیبیہ
لائیڈ رک کے کسی انسان پر ہوتا ہی نہیں۔ پھر غیب لائیڈ رک
کے بالمقابل رکھ کر کہنا کہ اللہ کا نام نہیں اور دجال کا نام ہے کیا حقیقت
رکھتا ہے؟ جبکہ مقابلہ دجال اور مسیح کا ہے نہ کہ اللہ اور دجال کا
۹ ۹ ۹

یہاں اللہ اور رب کو دجال کے بالمقابل کیوں رکھا ہے؟
اگر کہہ کر دجال اذعانے الوہیت و ربوبیت کر چکا۔ تو ہرگز تو احسن
انسان ہی پھر حقیقی اللہ اور رب کے بالمقابل اسے کیوں رکھا؟
کیا حقیقی اللہ اور رب کے بالمقابل یہ تمیز کافی نہیں؟ کہ وہ انسان ہے
اور کوئی انسان حقیقی اللہ اور رب نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص اس صورت میں

پیغام صلح کے نامہ نگار سے چند سوالات

کا قتل ہو جانا اس کے ملعون ہونے کا مترادف ہے“ تو کیا جماعت
احمدیہ آف لاہور حضرت یحییٰ کے بارے میں یہ اعلان کرے گی
کہ حضرت موصوف چونکہ مدعی ماموریت ہونے کی حیثیت میں
اس لئے قورات شریعت کے مذہب کے مطابق حضرت یحییٰ
(نعمو باللہ) ملعون تھے۔ کیونکہ بعض احادیث سے ثابت ہے
کہ حضرت یحییٰ قتل ہو گئے (دیکھو اخبار الفضل ۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء ص ۱۲)
نیز خود قورات شریعت سے بعض انبیاء کا فی الواقع قتل ثابت ہے
(ملاحظہ ہو تفسیر بیان القرآن ص ۷۷)

(۳) حضرت مسیح کو واقعہ صلیب ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا۔
(نعمو باللہ گولڈ دیہ ص ۷۱)

اس واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح پر کیا وحی نازل ہوئی؟
کتنے عرصہ تک وحی نازل ہوتی رہی؟ وہ وحی کس قوم کے پاس
ہے؟ ان امور کا تاریخ میں کوئی ثبوت نہیں۔ جو اس بات کا
قطعی ثبوت ہے کہ واقعہ صلیب کے ساتھ ہی حضرت مسیح ختم
ہو گئے۔ اگر ختم نہیں ہوئے تو واقعہ صلیب کے بعد کی وحی اور

اخبار پیغام صلح لاہور مجری ۱۲ نومبر ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے
”قورات شریعت کی طرح قرآن مجید کا بھی یہی مذہب ہے
کہ ایک مدعی ماموریت کا قتل ہو جانا اس کے ملعون ہونے
کا مترادف ہے“

(۱) جماعت احمدیہ آف لاہور جناب میرزا صاحب کو ایسا ہی مدعی ماموریت
خیال کرتی ہے جیسا کہ جناب سید احمد بریلوی کو تیرہویں صدی
کا مجدد“ مانتی ہے۔ اور اسلام کے یہ بارہویں خلیفہ مدعی ماموریت
ہونے کی حیثیت سے قتل ہو گئے (دیکھو نمونہ گولڈ دیہ ص ۷۱)
تیس اگر قرآن شریعت کا یہ مذہب ہے کہ ”ایک مدعی ماموریت
کا قتل ہو جانا اس کے ملعون ہونے کا مترادف ہے“ تو کیا
جماعت احمدیہ آف لاہور حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کے بارے میں یہ اعلان کرے گی؟ کہ حضرت موصوف چونکہ مدعی ماموریت
ہونے کی حیثیت میں قتل ہو گئے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کے
مذہب کے مطابق سید احمد بریلوی (نعمو باللہ) ملعون تھے۔

(۲) اور اگر قورات شریعت کا بھی یہی مذہب ہے کہ ایک مدعی ماموریت

کرے گی؟ کہ اس ۶۰۰ برس کے زمانہ کے یہودی حضرت مسیح کو ملعون سمجھنے میں حق پر تھے؟ ورنہ ثابت کرنا پڑیگا کہ فلاں فلاں یہودی نے حضرت مسیح کو بعد صلیب زندہ کھلیکے ان کی زندگی کا اعلان کیا تھا۔ اور اس اعلان پر فلاں فلاں یہودی ایمان لائے تھے۔ یا خدا نے ۶۰۰ برس کے اندر اندر فلاں فلاں شخص پر یہ وحی کی تھی کہ مسیح قتل نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ مدعی ماموریت تھا۔

اگر ہمارے عجیب کو ان سوالات کا جواب نہ آئے جیسا کہ ہم بیجا دہل اعلان کرتے ہیں کہ رہتی دنیا تک وہ اور ان کے ہم خیال جواب نہیں دے سکیں گے تو انہیں اپنے اس غلط عقیدہ سے رجوع کر لینا چاہئے کہ مدعی ماموریت قتل نہیں ہو سکتا۔ اور تورات شریعت اور قرآن مجید کے حقیقی مذہب کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

”ایڈیٹر الیہدیت رچرچر سوالات“

۹۹۹

قادیان اپنے پیشوا کو آج دنیائے اسلام کے سامنے ”موجود اسلام“ کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ پیغام صلح کے نامہ نگار کے جواب میں ہم نے پیامبر مہدی علیہ السلام کا قرآن کریم اور احادیث کی روش سے موجود اسلام ”جو صلح اسلام ہے۔ وہ لقائے ربانی کا مصداق ہے۔ اور اس مقام اور دعوے سے جناب میرزا صاحب اور بارہ سو برس کے مدعیان اصلاح اسلام کو دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ البتہ تیرہ سو برس میں اس مقام کا از غاد صرف حضرت بہاء اللہ قبل اس کے اعلیٰ ہی نے

اس قوم کا ثبوت جس قوم کو وہ وحی سنانی مئی پیش کرنا چاہیے مگر واقعہ صلیب کے بعد کی وحی اور اس وحی کے سننے والی قوم کا ثبوت نہ ہونا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ حضرت مسیح کی شہادت واقعہ صلیب سے ہو چکی ہے۔ ذرا اس صورت جماعت احمدیہ لاہور کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ واقعہ صلیب کے بعد کی سچی وحی اور اس قوم کا تاریخی ثبوت بہم پہنچاتے جس قوم کے پاس واقعہ صلیب کے بعد کی وحی کا مجموعہ ہو۔ اور اگر یہ ثبوت بہم پہنچ نہ سکے جیسا کہ یقیناً بہم نہیں پہنچایا سکتا۔ تو تسلیم کرے کہ واقعہ صلیب کے ذریعے حضرت مسیح کی شہادت واقع ہو گئی۔ اور اعلان کرے کہ تورات شریعت کے مذہب کے مطابق (نعوذ باللہ) حضرت مسیح کا قتل ملعون ہونے کے مترادف ہے۔“

(۴) جبکہ تورات شریعت کے مذہب کے مطابق ایک مدعی ماموریت کا قتل ہو جانا اس کے ملعون ہونے کے مترادف ہے۔ اور مسیح کا قتل نہ ہونا یہودیوں پر نہ کھلا۔ اور خدا نے ۶۰۰ سال بعد اس عہدہ کو کھولا۔ تو ۶۰۰ سال کے درمیان عرصہ کے یہودی حضرت مسیح کو (نعوذ باللہ) ملعون سمجھنے میں کیوں حق پر نہیں ہیں؟ جبکہ حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر کسی یہودی کے سامنے نہیں آئے۔ تا خدا کی طرف سے اتمام حجت ہو جاتی۔ اور یہود سمجھ جائے کہ مدعی ماموریت قتل نہیں ہو کر رہا۔ اور خدا نے جو فیصلہ نازل کیا وہ ۶۰۰ برس بعد۔ ذرا اس صورت حضرت مسیح اور انحضرت صلعم کے درمیانی زمانہ کے یہود تورات شریعت کے مذہب کے مطابق حضرت مسیح کو (نعوذ باللہ) ملعون سمجھنے میں قطعی حق پر ہونے چاہئیں۔ کیا احمدی جماعت آف لاہور یہ اعلان

کیا ہے اور وہی صادق مصلح اسلام ہیں۔ اس پر فاضل مدبر
الہدیت لکھتے ہیں کہ۔

”اِنَّ آیات اور احادیث میں لقَاء اللہ سے مراد اللہ کی
تھار ہے جو بعد الموت ہر مومن کو چاہ ہوتی ہے اور
ہوتی رہے گی۔“ (الہدیت ۱۹ ج ۱ صفحہ ۱۹۷ ع ۷)
ہم نے جو حدیث قرآن کریم کی آیات کے بعد پیش کی تھی۔
وہ یہ ہے :-

”ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ تھار
لئے (یعنی مسلمانوں کے لئے) کوئی ایسا سال نہیں ہے کہ
وہ ایک کے بعد دوسرا سال ہے مگر تھار سے لئے
بدترین نہ پہلے سال سے (تھاری یہ حالت اس طرح
ہے کہ بدترین ہوتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ تم
اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے۔ حضرت انس
سے یہ بھی روایت ہے کہ تم پہ کوئی سال اور کوئی
دن نہیں آئیگا۔ مگر وہ آئے والا دن اور آئو والا
سال گزشتہ دن اور گزشتہ سال سے بدترین
ہوگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات
کر دو گے۔ یہ حدیث بخاری اور نسائی نے روایت کی
ہے۔“ (رجح الکرامہ ۲۶۹)

(دپامبر مئی ۱۹۳۲ء ص ۱)

اسی حدیث میں صریح طور پر مسلمانوں کی حالت کے پوچھا گیا
ہے کہ بدترین ہونے کے لئے کا تذکرہ ہے اور اسی کی حد لقار و ربانی
ہے۔ یعنی مسلمانوں کی بدترین حالت لقائے ربانی تک رہیگی۔
جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ صادق مصلح اسلام یا موعود اسلام لقاء ربانی
کی پیشینگیوں کا مصداق ہے۔ اور تیرہ سو برس میں اس مقام کا

دعویٰ کسی مصلح اسلام یا موعود اسلام کی طرف سے پیش
نہیں کیا گیا۔ خواہ جناب میرزا صاحب ہوں یا کوئی دوسرا مسلمان
مدعی اصلاح اسلام بھی وجہ ہے کہ اہل بیاد مدعی قادیان کو مارق
موعود اسلام تسلیم نہیں کرتے۔ ایڈیٹر الہدیت فرماتے ہیں کہ
قرآن کریم اور اس حدیث شریف میں جو لقائے ربانی کی پیشینگیوں
ہے۔ وہ ہر مومن کو بعد الموت چاہ ہوتی ہے اور ہوتی رہیگی۔ اس پر
ہم جناب ایڈیٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ

(۱) اگر یہ پیشینگیوں (معلقہ لقائے ربانی) ہر مومن کی موت
معلق ہے۔ تو کیا ہر مومن کی حالت موت سے پہلے پہلے بدترین
ہوتی ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو مومن لقائے ربانی
کا مستحق نہیں ہے کیونکہ اس کی حالت موت سے پہلے بدترین
تھی۔ موت کا فی ہذا اعمیٰ فہو فی الاخرۃ اعمیٰ
پس یہ پیشینگیوں در این صورت بھی پوری نہ ہوئی اور اگر جواب
نفی میں ہے تو لقائے ربانی کی حد اور اس سے پہلے بدترین
حالت کے کیا معنی ہیں؟

(۲) اگر مسلمانوں کی بدترین حالت موعود اسلام کے ظہور
تک ہی رہیگی۔ کیونکہ موعود اسلام بدترین حالت کو بہترین بنائے
کے لئے ہی ظاہر ہوگا۔ تو بدترین حالت کی حد بندی ہوگی۔ اس
صورت میں موعود اسلام لقائے ربانی کی پیشینگیوں کا
مصداق ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی بدترین اور بہترین حالت میں
حد فاصل لقائے ربانی ہے۔ در این صورت لقائے ربانی اسی
دنیا میں ہوتی نہ کہ مرنے کے بعد۔ اور اگر کہہ کر مرنے کے بعد تو کیا
الہدیت کو تسلیم ہے کہ مسلمانوں کی حالت فنائے عالم تک بدترین ہی
رہیگی؟ کیونکہ مسلمانوں کی بدترین اور بہترین حالت میں حد فاصل
لقائے ربانی ہے۔ جو بقول الہدیت مابعد الموت ہے۔ اور

(۴) مرنے کے بعد اگر خدا سے ملاقات مسلم ہے تو خدا کا تجسم لادم آتا ہے اور تجسم حدوث کا متعنی ہے۔ اور حدوث فنا کا متعنی ہے۔ تو اہل حدیث خدا کو فانی خیال کرتا ہے؟ اگر نہیں تو خدا کی ملاقات بغیر تجسم کیونکر ممکن ہے؟

(۵) جب خدا کا تجسم غیر ممکن ہے تو اس کی ملاقات کا امکان بھی نہ رہا۔ پس مرنے کے بعد بھی خدا کی ملاقات نہ ہونگی۔ کیا دریاں صورت مومن مرکب میں بدترین حالت ہی میں رہیں گی۔ جبکہ بدترین اور بدترین حالت مسلم میں خدا حاصل صرف لقاح ربانی ہی ہے۔

موت سے پہلے مسلمانوں کے لئے بعد از موت صلیم ہر آنے والا دن بد سے بدترین ہے۔ بہتری کی کوئی گھڑی اس قوم کے لئے نہیں ہے۔

(۶) اگر اس حدیث (مستقلہ لقاح ربانی) کی رو سے قیام عالم تک مسلمانوں کے لئے ہر آنے والی گھڑی بدترین ہی ہے تو مہدی اور مسیح کے ظہور و نزول کا انتظار کیوں ہے؟ جبکہ بقول آنحضرت صلیم ہر سلم کے لئے لقاح ربانی تک ہر آنے والی گھڑی بدترین ہے نہ بہترین۔

المستفسر
ایم۔ اے۔ - محمد آئی دہلی - 42 - 11 - 29

قیامت کے متعلق پیشینگوئیاں

(از قلم مدیر ہیر لڈ آف "دی سوئٹھ" آسٹریلیا کا بھائی میگزین جولائی ۱۹۴۲ء)

مترجم پروفیسر پریم سنگھ

خل ہو گیا ہے۔ قیامت مادی اشیاء کی نہیں۔ بلکہ قیامت کی حقیقت اور ہی ہے جو مہوم اور ضمیمہ اعتقادات قیامت کے لفظ کے ساتھ وابستہ ہیں وہ اب دور ہو گئے ہیں۔ اور راستہ صاف کر دیا گیا ہے۔ الہامات کا سلسلہ ہذا اب کچھ میں گیا ہے۔ پہلے ہماری توجہ صرف الفاظ کی طرف ہوا کرتی تھی۔ اور عقل انسانی بھی تھیں تھی۔ اب تک بھی امتیں جو اس نئے علم سے مطلع نہیں وہ اسی غلطی میں مبتلا ہیں اور سخت لفظی الجھن میں پڑی ہوئی ہیں اور یہ سنیں جانتیں کہ ہر بعد کا صحیفہ پہلے صحیفہ کی چابی ہمارے ہاتھ میں دیتا ہے۔ فی زمانہ حضرت پیار اللہ کی تعلیمات ہی عالم انسانی کی مشکلات کا حل اور

مذہب عالم میں دین اسلام سب پہلے دینوں کا مصدق ہے جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ الہام کا سلسلہ جاری ہے۔ اس صحیفے میں حضرت محمد عالم انسانی کا ارتقا تسلیم کرتے ہوئے یوم قیامت کے موضوع کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ اس دن اعمال کے مطابق سزا اور سزا ہوگی۔ اس دن کا اشارہ دراصل یوم ظہور کی طرف ہے۔ اور سب پیشینگوئیاں اسی دن کے متعلق ہیں اور سب پیغمبروں نے یہ نبأ عظیم پہلے سے دے رکھی تھی۔

بات یہ ہے کہ متعین شرع سے ہی کثرت التعلیٰ معنی کرتے آئے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے ہیں۔ اب معاملہ کھل گیا ہے اور عقدہ

اس کی ہدایت کا موجب ہو سکتی ہیں۔

مثلاً قرآن میں لکھا ہے :-

”ایک دن ہم سب لوگوں کو مع ان کے رہنماؤں کے بلائیے اور ان کے دایں ہاتھ میں ان کا اعمال نامہ ہوگا اور وہ اسے پڑھیں گے اور ان سے بال بھر بے انصافی نہ ہوگی“ (سورہ ۱۷ - آیت ۷۳)

”اس دن صورت بچھڑا جائے گا اور لوگ آسمان میں یا زمین پر خوف زدہ ہو جائیں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا بچائے گا۔ اور سب عاجزان لباس میں خدا کے روبرو آئیں گے۔“ (سورہ ۲۷ - آیت ۸۰)

”اور جس کو خدا ہدایت کر چکا وہ ہدایت پائے اور جس کو وہ گمراہ کر چکا، اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا سوائے خدا کے اور قیامت کے دن ہم سب کو جمع کریں گے اور ان کے سینے کھولیں گے اور ہم دیکھیں گے اور بہرے اور جہنم ان کا گھر ہوگا۔ جب دوزخ کی آگ بجھے لگیگی تو ہم پھر اس کو روشن کر دیں گے۔“ (سورہ ۱۷ - آیت ۹۰)

”کہہ دو تم اس بات کا یقین کرو یا نہ کرو۔ جن لوگوں کو پہلے سے علم ہے وہ تو مرد جب ان سے مفصلہ ذل الفاظ کہے جائیں گے ان پر لبیک کہیں گے۔ جلال اسی خدا کے لئے ہے جس نے آج اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے“ (سورہ ۱۰۸ - آیت ۱۰۸)

انجیل مقدس میں سر ملایا ہے :-

”ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے اور وہ سب ٹھہر کھڑے وال چیزوں اور بدکاروں کو اس کی بادشاہت میں جمع کریں گے اور انہیں آگ کی بجلی میں ڈال دیں گے۔ وہاں رونا اور دانتوں کا چینا ہوگا اس وقت راستباز اپنے باپ کی بادشاہت میں آفتاب کی مانند

بچیں گے۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے“

(متی کی انجیل باب ۱۳ آیت ۴۴)

”اور اس وقت میکائیل مغرب فرشتہ جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے اٹھیکا اور وہ ایسی تکلیف کا وقت ہوگا کہ ابتدائی اقوام سے اس وقت تک کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اور اس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جس کا نام کتاب میں لکھا ہوگا رہائی پائے گا“ (دانیال باب ۱۲ - آیت ۱۱)

”کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہایتک ہوئی اور نہ ہوگی“ (متی کی انجیل باب ۲۱)

”اور جب یہ باتیں ہونے لگیں تو سیدھے ہو کر سر اوپر اٹھانا۔ اس لئے کہ تمہاری غلطی نزدیک ہوگی“ (لوقا کی انجیل باب ۲۸)

[نوٹ از مترجم - اس سے اوپر کی آیت یہ ہے :-

”اس وقت لوگ ابن آدم کو قدرت اور بڑے جلال کے بادل میں آتے دیکھیں گے“]

حضرت بہاء اللہ کے کلمات مبارک غور طلب ہیں۔ فرماتے ہیں

”لوح محفوظ اسی دن کے نام سے آراستہ ہے۔ یہ خدا کا دن ہے۔ اس دن میں سوائے اس کے جلال کے اور کوئی شے دیکھی نہ جائیگی اور کوئی چیز ذہن میں نہ لائی جائے گی۔ جب وہ ظاہر ہوا تو سب دنیا کی قومیں لرز اٹھیں اور غلام حیران اور ششدر رہ گئے اور سمجھدار لوگ گھبرا گئے سوائے ان کے جو اس کے قرب میں تھے اور جو نزدیک کی شرب میں مست تھے۔ اور وہ بول اٹھے اے سب کے دلوں کے عذاب تو قرعہ تیرے لئے ہے۔

اور حسد اور غیظ سے غافل ہیں۔ وہ اس کے غضب سے بچ نہ سکیں گے اور ان کے لئے عذاب نزدیک ہے۔ وہ ہے قادر اور سب کا مالک۔ وہ اس عالم کو اپنی غلاطت سے پاک کر دے گا اور اپنے مقربین کو اُسے ورثہ میں دے گا۔ سب اس کا خدائی علم بند ہو گا۔ تم مطمئن رہو اور اسی پر توکل رکھو۔ لے میرے بندو اگر ایسے دن میں اس دنیا میں تمہاری مرضی کے برخلاف کچھ واقع ہو تو ممکن مت ہونا کیونکہ تمہاری لئے خوشی اور آرام کے دن بھی آئیں گے ہیں۔“ (حضرت بہاء)

یہ ہے وہ دن سب دونوں کا سر تاج جس میں محبوب ظاہر ہوا ہے وہ چراغ ہے سب کا محبوب رہا ہے اسے اہل عالم جان لو کہ ایک ناگہانی عذاب تمہارے در پہ ہے اور کھٹکے بلا آئے والی ہے تمہارے اعمال ہمارے سامنے ہیں۔ میرا جسم سب مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے اور میرا فضل ہر ذرہ کائنات پر جاری و ساری ہے۔ مگر بیکاروں کے لئے میری برکت ہے۔ اور میرا غضب بہت خوفناک ہے جو لوگ مادیات میں مبتلا ہیں

کتاب

بشارتِ عظمیٰ

یہ جیسی ساری مختلف مناجات و نداء سگاز صلوٰۃ کبیرہ و خطبہ از دواج و لوح احمد وغیرہ پر مشتمل مجموعہ نہایت خوبصورت اصل مع ترجمہ دورنگ ہلاک سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ روپے

پتہ

بہائی پبلشنگ کمپنی۔ معرفت بہائی ہال ویسٹ چنڈ او سجاروڈ۔ گارٹن روڈ کراچی۔

کتاب

بہاء اللہ و عصر جدید

ڈاکٹر جے۔ اے۔ سیلنٹ کی مشہور کتاب ”بہاء اللہ اینڈ دی نیو ایرا“ کا اردو ترجمہ اسیر حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالباقی کے تاریخی حالات و واقعات۔ دین بہائی کی تعلیمات و عبادات اور اہم دینی مسائل پر مفصل بیانات ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔ ایک درجن کے خریدار کو ۹ روپے درجن کے حساب سے۔

ظہورِ خداوندی

واشرفت الارض بنور دیکھا

تیری آمد نے زمانے کو منور کر دیا
ہر طرف خوشبوئیں پھیلی ہیں تری آیات کی
ستیناد سائیر وفادائیں اور ارضِ قدس میں
حضرت موسیٰ ہوئے بیہوش جس سے طور پر
علم اور عرفان کی کچھ اس طرح بارش ہوئی
درسِ ایقان دیکے اپنے طالبوں کو سرسبز
ہو رہی ہے امر سے تیرے بیا خلقِ جدید
اولیں اور آخریں سب آج نیکیا ہو گئے
طلعتِ حق نے طلوعِ مہرِ انور کر دیا
نگہتِ ابھی نے عالم کو معطر کر دیا
جلوہِ شہ ماہو کے خود باطن کو ظہر کر دیا
اس تجلی کا احبالا تو نے گھر گھر کر دیا
اہلِ علم و عقل و حیران و ششدر کر دیا
بجزِ علمِ پاکِ قرآن کا شناور کر دیا
رازِ یحییٰ نے منکشفِ مردے جلا کر دیا
تیری جوتوں سے بپا عالم میں نشر کر دیا
(کاتریٰ نہا عوجاً ولا امتاً ۵)

پست قوموں کو خیالِ ارتقا آئے لگا
بندہ و صاحب نہیں اب اور محمود و آواز
طبقہٴ نسواں کی مغلوبی و حالِ زار پر
کچھ دلچسپی اور لبندی کا نشان باقی رہا
فذلک جزاءہم جہنمہم بہا کفرہم و اتخذوا آیاتی دلیلاً
تیری تو قیامت کی کندیب اور نقیض لے
تیرے فرمانوں کو جھٹلایا تھا جن اقوام نے
جو تری آیات پر ایمان لائے بالیقین
جنتِ الفردوس میں تیرے وہ مہاں ہو گئے
دایاں ملک کو معزول و مضطر کر دیا
ان کے ہاتھوں ہی نے ان کا حال بدتر کر دیا
ان کو لطفِ بیکراں سے پاک و اظہر کر دیا
قیدِ ہر خوف و نظر سے ان کو باہر کر دیا
صابر سی جیسے غریقِ بحرِ عصیاں ہیں بہت
ان کو بھی امیدوارِ آبِ کوثر کر دیا

محمد حسین صاحبی انبلی

خدا کے وجود کا عقلی ثبوت

اکتوبر ۱۹۴۲ء میں جو مدرسہ تالستانی بہائیان ہندوستان ہوا تھا۔ اس میں نے بھی اپنے تبلیغی تجربے بیان کئے تھے اور اس بات پر زور دیا تھا کہ دین اور عقیدے دونوں کی سچائی کی بنیاد خدا کے وجود پر ہے۔ اگر خدا کا وجود عقلی دلیل سے ثابت ہو سکتا ہے تو پھر عقیدے اور اس کے لئے چھپے پیغام کی سچائی بھی عقل تسلیم کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔ میرے تجربے میں اکثر لوگ حتیٰ مولوی۔ پادری۔ پنڈت اور دوسرے بزرگ جو اپنی پوری عمر دینی خدمت میں گزارتے ہیں وہ خود بھی عقلی طور پر مطمئن نہیں ہیں کہ خدا ہے یا نہیں۔ اس لئے بہائیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی پوری کوشش اس میں صرف کریں کہ ان کے دوست پڑوسی اور جان پہچان والے سرد اور عورت عقلی ثبوت سے خدا کے وجود کا یقین کریں اس مشیرہ کے ساتھ ہی میں نے جو عقلی دلیل اور ثبوت اپنے ذاتی تجربے میں سو فیصدی کامیاب اور ایسا سادہ پایا تھا کہ ہر شخص جس نے پوری گفتگو سن کر سمجھے کی کوشش کی تو خواہ بڑھا لکھا تھا یا نہیں اس کا دلینا ہو گیا۔ آج ہی دلیل کو پیا مبر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ براہ کرم جو صاحب اس کو آخر تک پڑھ کر سمجھے کی تکلیف گزارا فرمائیں وہ مجھے اپنی رائے سے مستفید فرمائیں۔ خاصہ اگر مشورہ کا پہلو یہ ہو کہ کون سا حصہ کس طرح اور زیادہ آسان طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ یا یہ کہ کون سا حصہ مبہم رہ گیا جس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی۔

علم اور فلسفہ کے جن موجودہ اور گزشتہ عالموں کے نوشتے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان کے بیان دو طرح کے نظر سے گزر رہے ہیں۔ ایک وہ جو کہتے ہیں کہ خدا کا وجود عقل سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ دوسرے وہ جو کہتے ہیں کہ جب کبھی ہم نے کوئی چیز دیکھی تو ایسا چیز کے اندر یا باہر یا اوپر یا ساتھ یا فوراً پہلے یا فوراً بعد حسد کو دیکھا۔ انہی میں سے بعض تو یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ خدا کے سوا کچھ ہے اور نہ خدا کے سوا اور کچھ دیکھا۔ سمجھا۔ سوچا یا جانا۔

سادہ علم۔ اور فلسفہ اور شہرت کے لحاظ سے دونوں مشہور روزگار ہیں۔ اب وہ کیا کریں جو ان دونوں کو مکمل و دانا اور دونوں کے قول کی وقعت کرتے ہیں؟ تقلید محض کے لئے البتہ کوئی چارہ ہی نہیں۔ لیکن اگر موجودہ تعلیم اور تربیت نے کوئی بڑا کام کیا ہے تو وہ یہ کہ تقلید کا بڑا عرق کر کے ہر کس و ناکس کو تحریری حقیقت کا صحیح سبق سکھا کر تحقیق کا گرویدہ بنادیا۔

اس مضمون میں بھی ان ہی لوگوں سے خطاب ہے جو اس بلند ترین حقیقت کی تحقیق کے لئے اپنی سلیم اور سادہ عقل کے بل بوتے پر کمزور بن چکے ہیں اور چند گم کردہ راہ دان لوگوں کے کہنے سے اور اپنے پتے پیغمبروں اور ان کے خدا کے وجود سے انکار کر کے گمراہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

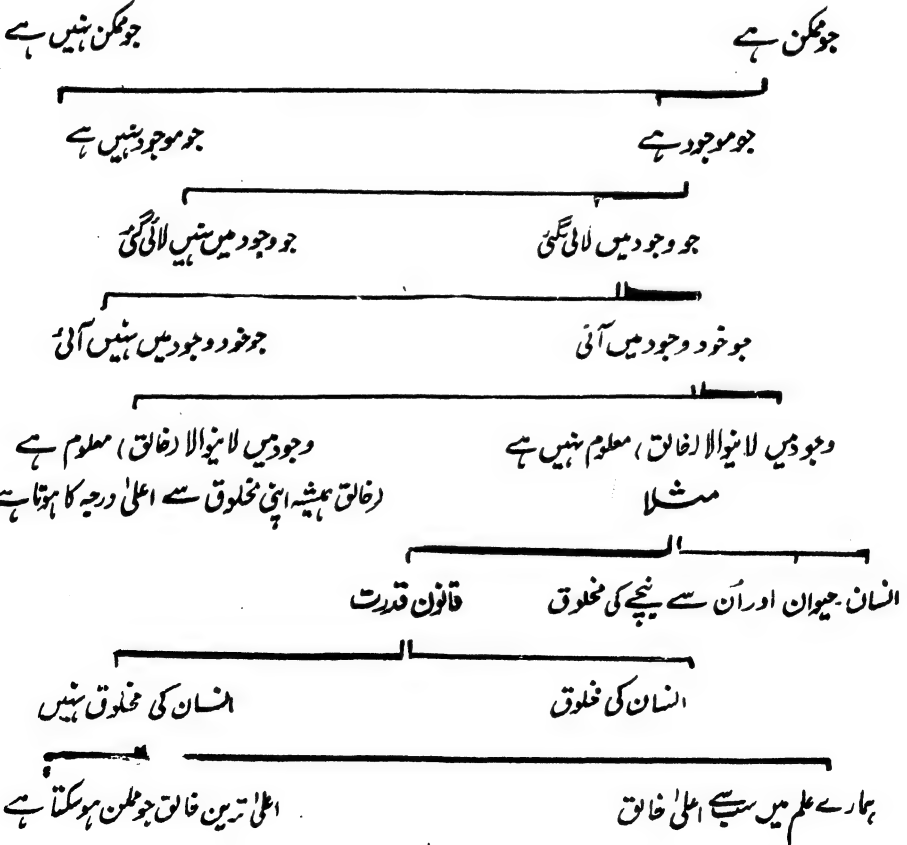
جس شخص نے اس دشتِ ناپیدائش کی سیاحت کی ہے وہ جانتا ہے کہ اس میں کہیں (علم کا) گمراہ ہے۔ کہیں (عقل کا) لالزار۔ کہیں (تصور کی) گمراہیاں ہیں۔ تو کہیں (تحقیق کی) رنگ آمیزیاں۔ کہیں (موجود حال کا) بازار ہے تو کہیں موجودِ ماضی (یعنی مفقود حال) کا محافظ خانہ۔ کہیں مستقبل کی (اُسیدیں) ہیں تو کہیں مستقبل کی (مادیوسیاں) یعنی امکانات احتمالات محالات اور تہلات کی بھول بھلیاں۔

اس دشت کی سیاحت میں صرف ایک ساتھی ساتھ لینے کے قابل ہے۔ جس کا نام (مسلمہ تجربہ) ہے۔ مسلمہ تجربہ کے علاوہ اور کسی کا مشورہ نہایت درجہ خطرناک ہے۔ جس راستہ پر چلنے کا مشورہ (مسلمہ تجربہ) دے اس راہ پر پلنا۔ اور جس طرف جانے سے منع کرے اس طرف جانے سے پرہیز۔ یہی شرط سیاحت ہے۔ ورنہ گمراہی اور بھول بھلیوں کی پریشانی اور الجھنیں سامنے ہیں۔

لیجئے اب ہم تصورات کے سرے سے اپنا سفر شروع کرتے ہیں اور جو کچھ بھی انسان کے (تصور) میں آسکتا ہے، اس کی سیر کرتے ہیں۔ سیر کرتے کرتے ہم اس مقام پر پہنچتے ہیں جہاں سے دور استے پھٹتے ہیں۔ ایک طرف اگر ہم جائیں تو (ممکن ہے) وہ دکھیں گے۔ اور دوسری طرف (جو ممکن نہیں ہے)۔ مسلمہ تجربہ مشورہ دیتا ہے۔ اُسے دیکھ کر کیا کرو گے (جو ممکن نہیں)۔ آؤ اسے دکھیں (جو ممکن ہے)۔ آگے چل کر پھر دور استے پھٹتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو (موجود ہے) دوسری طرف وہ (جو موجود نہیں) یہاں سے پھر ایک تڑا ہوا ملتا ہے (مسلمہ تجربہ) بتاتا ہے۔ منطق کی تقسیم اور عقل کی مسلمہ تحقیق کی رو سے (جو موجود ہے) وہ دو قسم کا ہے۔ ایک وہ (جو وجود میں لایا گیا) اور ایک وہ (جو وجود میں نہیں لایا گیا) منطق کی تقسیم کے صحیح قاعدہ کی رو سے اور کوئی تیسری قسم ممکن ہی نہیں۔ جو چیزیں (جو وجود میں لائی گئیں) وہ بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو (خود وجود میں آئیں) دوسری وہ (جو خود وجود میں نہیں آئیں) جو (خود وجود میں نہیں آئیں) وہ پھر دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم وہ جن کا (وجود میں لانے والا معلوم ہے) دوسری قسم وہ (جن کا (وجود میں لانے والا معلوم نہیں ہے) مثلاً جتنی ایسی چیزیں ہیں جو انسان کی بنائی ہوئی ہیں۔ یا جانوروں کی بنائی ہوئی ہیں ان کا (وجود میں لانے والا معلوم ہے) کہ انسان یا حیوان ہے۔ لیکن خود آدمی۔ جانور۔ درخت۔ پھول۔ بھل۔ جانہ۔ سورج یا ایسی ہی اور بہت سی چیزیں ہیں جن کے متعلق عقل صرف اتنا بتاتی ہے کہ یہ (خود وجود میں نہیں آئے) لیکن ان کا وجود میں لانا معلوم نہیں ہے) ان کے علاوہ ایک اور چیز ہے۔ وہ (قدرت کے قانون) ہیں۔ ان کا وجود میں لانے والا (خالق) بھی معلوم نہیں ہے۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یعنی مسلمات کو یاد کر لیا جائے۔
 منطقی قانون کے لحاظ سے صرت دو قسم صحیح ہے جس میں ایک طرف (ایک قسم) اور دوسری طرف اس کے علاوہ
 (باقی سب) ہو۔ یہ (نہیں) بڑھانے سے ہوتا ہے۔ مثلاً تمام رنگ کی صحیح تقسیم یہ ہے (سفید رنگ) (سفید رنگ نہیں)
 تمام جانوروں کی صحیح تقسیم (گھوڑا) (گھوڑا نہیں) اب جو رنگ سفید ہے۔ اس کے علاوہ تمام رنگ (سفید نہیں) ہیں
 گھوڑے کے علاوہ باقی تمام جانور (گھوڑے نہیں) ہیں۔ اس قسم کے لحاظ سے دیکھئے۔ یہ تقسیم بصورت نقشہ صحیح
 ہے یا نہیں :-

جو علم و قیاس میں آئے



ہمارے مسئلہ تجزیہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی قانون خود بخود وجود میں نہیں آتا۔ اس کا وجود میں لانے والا خود معین اور معلوم نہ ہو مگر ہوتا ضرور ہے۔ پس (قانون قدرت) یا تو (انسان کی مخلوق) ہے۔ یا (انسان کی مخلوق نہیں) اگر (انسان کی مخلوق نہیں) اس لئے کہ خود انسان پر مادی اور حاکم ہیں تو پھر ان کا خالق یا تو وہ ہے جو (ہمارے علم میں سب سے اعلیٰ خالق ہے) یا وہ ہے (جس سے اعلیٰ تر خالق ممکن نہیں) ہے

اگر عقل کی رو سے منطق کی صحیح تقسیم کے قاعدہ کی پابندی کرتے ہوئے تمام امکانی صورتوں کو زیر غور رکھنے کے بعد۔ معقول ترین نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قدرت یا قوانین قدرت کا خالق وہی ہو سکتا ہے (جس سے اعلیٰ تر خالق ممکن نہیں) اور اس خالق میں اور صفات کے علاوہ وجہ کی صنعت ہونا ضروری ہے تو سادہ عبارت میں عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ (ایک وجود ایسا ہے جو قدرت کا بھی خالق ہے اور جس سے اعلیٰ تر خالق ممکن نہیں) دیندار اسی وجود کو خدا کہتے ہیں۔ (مشرقت عبد البہاء)

کافرانس ادیان در کراچی

چندی قبل محفل مقدس روحانی بیهائیان کراچی با طالع محفل مقدس روحانی ملی بیهائیان هند و برما کافرانس بنام کافرانس جمیع ادیان لشکیں و سخنوران هر دین و آئینی را بعن رانی در آن انجمن نوزانی دعوت نمود و همچنین از محفل مقدس روحانی ملی بیهائیان هند و برما درخواست نمود که هر کس را صلاح دانست برای سخن رانی درباره تاریخ و تعلیم امر مقدس بدیع بیهائی بآن انجمن اعزام دارند لهذا محفل مقدس ملی جناب شیخ حسنت الله قریشی را انتخاب و اعزام نمودند و جناب مانجھی سر هر مزدجی میت نیز که برای حضور در سر اسکول مدرسه تابتانی بدلی رفته بودند و لفظی مبسوط در یکی از کالج یا دارالعلوم دلی داده بودند و سپس در لاهور نیز چند نطق داده و اردو کراچی شدند بصدارت کافرانس فوق الذکر مفتخر گشتند یعنی سه روز بنهم و دهم و یازدهم نومبر طول کافرانس بود و روز اول درباره عقاید هندو و سکھ معین شده بود و صدر جلسه آنروز رئیس سابق بلدیہ جناب حاتم علوی و ناطقین از طرف هند و جنابان لکھل چله رام و لاله گنیشترانی تلموار بودند و از طرف سیگھہ جناب سردار جگت سنگھ بودند و افتتاح جلسه کافرانس رئیس سابق بلدیہ جناب حبشید نسرانی میت نمود و پس از تلاوت مناجات و سرود بیهائی کافرانس رسمی گردید و جناب حبشید نسرانی که قبلاً برای صدارت کلئیه کافرانس معین شده بودند چون جناب مانجھی یمنی میت وارد کراچی شده در آن جلسه حاضر بودند صدارت کافرانس را با ایشان واگذار نمودند و روز دوم کافرانس که دهم نومبر واقع بود صدر جلسه رئیس کنونی بلدیہ جناب سہراب کتراک پسر سر هر مزدجی کراچی بودند و ناطقین از طرف یهودیان مترابے ملکہ معلم سینده مدرستہ الاسلام و متر سہگل مدیر کرامہ اسکول از طرف مسیحیان و ہتر هر مزدجی و انیا از طرف زرتشتیان نطق نمودند و روز سوم که یازدهم نومبر بود صدر جلسه جناب سادوتی ایل و اسوانی عالم و محترم مشہور سینده بود و ناطقین از طرف اسلام جناب شمس العلار داکتر داوودیت و از طرف بیهائیان جناب شیخ حسنت الله قریشی بودند و پس از انجام الخطباتی ناطقین و شرح مبسوطی کہ صدر جلسه درباره حقائق ادیان بیان نمود جناب منی ہتہ کہ هر روز در جلسات حاضر بود و دست صدارت کلئیه کافرانس را داشت شرح بیشتری راجع باہمیت این کافرانس در این ایام و کامیابی این کافرانس بطور شایان بیان نمود و مانند هر روز کہ کافرانس بتلاوت مناجات شروع و اختتام می یافت کافرانس برخواست کرد و روز واز دهم نومبر

بناسبت عید سعید میلاد سبیل مقدس حضرت نبیاء الله صل ذکره اغلب از اعیان و اشرف و عرفای شهر مجلس حقین
و حضرت چاه و عصرانه دعوت شده بودند و عدده زیادے در باغچه خضره القدس که شبیه سبزه تهرین است مجتمع
ولس از حضرت چاهی و شربت و شیرینی و تلاوت مناجات حضرت عبدالهیباء ارواحنا فدا جناب شیخ محمّد الله
قریشی قیام نموده حقیقت و اہمیت تعلیم حضرت نبیاء الله صل ذکره را چنان بیان نمودند کہ حاضرین خود را فراموش کرده
در فضای بافضای روح پرواز می نمودند و خود را در عالم دیگر تصور میکردند - مجدّد و آسان تر محفل مناجاتے بمن فارسی
از طرف یکی از جوانان بہائی قیادت شد و رئیس محفل مقدس روحانی کراچی با مزاج و شیرین سخنی اہل مجلس و بہانان را
خوش آمدید و تشکر گفت و مجلس بپایان رسید جناب منی میت خیال حرکت بمبئی داشت و لے جناب بہار
کتراک از طرف انجمن جوانان زرتشتی لطفی در ہال مدرسہ دختران زرتشتیان موسوم بہ ماما گز ہی اسکول در تاریخ
سیزدہم نومبر و جناب جمشید نرود راجی میتہ لطفی دیگر برای ایشان در تیا سنی ہال در عصر روز چہار و ہم نومبر
ترتیب دادند و مشارالیه حرکت خود را تا اخیر انداختند باضافہ رئیس محترم بلدیہ جناب بہار کتراک
برای شرف افزائی ایشان "منی میتہ" در بنگلہ مشہور پدرشان کتراک ولیہ مجلس ضیافت عصرانہ مفصلی تشکیل
و اغلب وزراء و اراکین دولت و بلد را دعوت و تعارفات لازمہ را بعمل آوردند و از بہان عزیز خود درخواست کردند
کہ شرح تعلیم بدیع را گوشزد حاضرین نمایند - چنانچہ در حقیقت سروش معنوی و ایزدی بود کہ از گفتارشان نمودار
گردید و لفظ سوم منشی یا مدیر کمرشیل کالج و لفظ چہارم در کاسولبتین مادران انگلیش ہائی سکول و لفظ پنجم
از طرف وکشی سراج ترتیب دادہ شد خلاصہ اقامت جناب منی میتہ در کراچی بیش از یک ہفتہ تقریباً نہ روز طول کشید
و ہر صبح و ظہر و عصر و شبی در منزل یکی از بہرگان یا برای صحبت یا بضيافت دعوت بودند و اخبار یومینہ بلد
در ہر لغت انگلیسی - سیندھی - گجراتی - اردوئی کل از تعلیم امر الله کہ توسط احباب ابلانہ شدہ بود منتشر و زینت مجلس
ادراک بود و لے البتہ قارئین محترم میدانند کہ اینہا از برکت تعلیم مبارک است کہ خلق عالم را جلب و جذب
نیکند نہ شہوات اشخاص و اندوہنائی - چنانچہ حضرت عبدالہیباء میفرماید قولہ عشر میاؤ :-
"بچہ کند او کند ماچہ تو انیسیم کرد فعل ما باشد در حکم ما یہیہ است

پس سر تسلیم نہ و توکل بر رب حسیم

والہبء علیک ع ع

در فائزہ موفقیت کل را از درگاہ حضرت احدیت راجی دلمتسم

(قدای یاران ربانی ہفتہ ایک بتیاری)

بچه دلیل ظهور جمال قدم جلالت قدرت عظم ظهور است

ارباب درایت دانستند که نوع انسان از بدو خلقت همواره محتاج و نیازمند به تربیت و هدایت و پهنائی بود و
 الهی لابد خواهد بود هادی و پهنسازنده انسان و کسیکه بشر را به حقیقت عظیمه اش آگاه می سازد باید دارای روح
 و قوه فوق قوت و توانائی بشری باشد تا او را هدایت و رهبری تواند و از عالم حیالت و حیجابگی نجات داد
 به پهن و شست سبز و خرم انشایت دلالت کند این هدایت کنندگان و رهبران و راهب نمایان انبسیای عظام
 و پهنی این کرامت که بار روح الهی در سیکل انسانی جلوه و ظهور نموی و با تعلیم الهی و دستورات خداوندی این اشراف
 مخلوقات را پهنائی کردند تا به شایسته صادق ما است که گرچه در میان ملل عالم نفوس خارق العاده با قدرت و شوکت
 تمام ظاهر شده و چندی در این محیط جلوه نموده اند ولیکن این جلوه ها چون مبنی و مبدا نبوده و مستند از روح
 فیضی نه با آن میان جنس صاحب آن همه تاثر و نیز پایان یافته است قدرت نامبین و شوکت ذرعون و
 توانائی امجد ملوک ساسان و رومان و هزاران امثال اینها شاید سبب قی این مدعا است و لکن مظاهر الهی
 با آنکه در آغاز امر در نظر عامه بی اعتبار و بظاهر مردود و مستغفروا می باشد و هزاران گونه صدقات و مشقات را
 تحمل نمودند و در هر مورد و مقام از خلق اذیت و آزار دیدند و برخیز از مظاهر الهیه باینجا جان نیز بر خاستند
 و پس از در گذشتن صاحبان ظهور و خواص و اصحاب شان نیز از این جرعه حساوش پزند و محبه ایزد و ذلیل و متیل
 گشتند و لکن پایان کار غلبه قدرت رحمانیه محقق شد و اعدا و دشمنان مقهور گشتند و بجا که تر خذلان گشتند
 و خاک بختی و سیه روزگاری بر سر بختی شدند و کبیر اعمال و حشیان رسیدند

صاحبان این قوه باطنی که پهنی بران الهی هستند هر یک در اعصار مختلفه در عالم ظاهر و تا با بدان که
 بحال بشر مفید دیدند دستورات مقدسه با اقتضای عصر منمودند زیرا انبسیای الهی بزرگان و طبیان روحانی هستند
 که نفس عالم را در دست قدرت گرفته و در زمان مقتضای امراض تجویز نمایند و چون عالم بشری در انحلال و
 تغییر است و امراض آن گوناگون گردد لابد در آن دو راه تغییر و تبدل لازم و بدیهی است

همه پهنی بران دارای یک شان و مقام نبوی و هر یک کیفیت قیام به هدایت بشر منموده اند بلکه هر یک
 مقامی مخصوص و کیفیت معلوم و مشهودی و هست آنچه انبسیا پهنی بران قبل از این قرن عظم ظاهر گشته اند
 هر یک در یک و با چند مملکت به نشر تعلیم مقدسه پرداخته اند زیرا و مسائل موجود و کنونی در آن از ممت

در میان بشر موجود نبود - نوع انسان با وسایل اولیه با هم دیگر مرتبط بوده رسانیدن این دستورات به همه جا امری مستحیل بود و بعلاوه دو قطعه عظیمه آمریکا و استرالیا مجهول و ساکنین بر قدیم را از وجود برتر عبید اطلاعی نبود، همه رسولان الهیه در کتب مقدسه خود بشارت دادند که روزی فراخواهد رسید که سولای کل در عالم موجود جلوه و ظهور خواهد نمود و عدل و داد در کل اقطار شائع - جهان ترویج خواهد نمود جهان قطعه واحد گردد و در عالم بشری از ظلمت جنگ و جدال ربانی یابد ادوات جنگ و جدال بآلات حرث و زرع تبدیل شود و نوع انسان با دیگر جنگ را نیاموزد -

چنین ظهور اعظمی را در هر کتابی با ساجی مخصوص ذکر نموده اند چنانچه بیوم الله و ظهور الله و اشیاء ذکر گشته و جمیع مظاهر الهیه آمدن وی چنین روزی را می کشیدند که در آن روز بقای معبود و نائل آیند چون میقات این ظهور عظیم رسید و موسم آن گشت که عظیم آمال انبیاء و پیغمبران تحقق پذیرد و جمال الهی از دای جمبات بی پرگی ظاهر گردد و جمال قدم و اسم عظیم حضرت پیر الله جلالت قدره از گوش و دماغ و دماغی ایران ظاهر و در دار السلام بعن داد اظهار امر فرمودند و آیه مبارکه *وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الدَّرَاسِلَامِ وَيَهْدِيْ مِنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ* مصداق یافت شریعت عظیم تشریع شد و حضرت بهاء الله جلالت کبریا در دستورات و تعلیمی فرمود که کافل صحت نوع انسان است و چون موضوع این مقاله ذکر دلائل عظمت این ظهور اقوم و اتم از سایر شرائع و ظهورات لذا با توضیحات نه گانه و از آن تسهیل بر این عظیم این ظهور عظیم را از سایر ادیان و شرائع الهیه مذکور دانسته تفاوت آنرا با ولی الان شده و صاحبان قلوب پاک و آگذا می نمایم -

دلیل اول بر عظمت ظهور جمال قدم جلالت قدره داشتن نبشیر عظیمی مانند حضرت باب عظیم نقطه اولی عز ذکره است - زیرا صاحبان ادیان گذشته اگر چه پر کدام دارای بشارت و یا نبشیرین بودند که ظهورشان بشارت دادند ولیکن آن مبشرین را نسبت بحضرت اعلی مقامی نبود زیرا ظهور حضرت باب همه ظهورات انبیاء سابقه هم تر بوده بدرجه ای که مطابق اخبار و فصوص صریحه اسلامیة ظهورات سابقه را با ظهور حضرت بابیستی برای مقایسه منیت - احادیث و آثار کثیره مدلل و مشرب بر این مطلب مهم است - چنانچه از احادیث صحیح اسلامیه است که *(العلیه سبعه عشر و عشرون حرفاً نجمه من جمیع ماجلات به الرسل حرفات و لم یعرف الناس حتی الیوم غیر الحرفین و اذا قام القام القاصح اخرج الحنسة والعشرون حرفاً) یعنی علم عبارت از بیست و هفت حرف است و آنچه از علوم که انبیاء از ازاقل ظهور آدم الی خاتم علیهم السلام آورده اند و حرف از این بیست و هفت حرف بود و چون قائم قیام فرماید ۲۵ حرف دیگر را خواهد آورد و در این مقام شهود و مبرهن می گردد که قدر و مقام حضرت رب اعلی از مقامات حبیب انبیاء از آدم الی خاتم بیشتر بوده و بعلاوه آثار ظاهره از آنحضرت اقوی دلیل عظیم بر این*

برصدق این گفت راست مگر در مؤمنین اولیة انسبای قبل ملاحظه نمایند که از عوام الناس و از لغو است که در آغاز از طبقات بسیار پست بوی بهیچ وجه دارای رسمی و آبی نبودند تشکیل شده بود چنانچه اعظم حواریین حضرت مسیح علیه السلام شمعون طلقب به پطرس بود که مطابق تاریخ کنیه از حساب ایام هفته عاجز بود و چون بصید ماهی می رفت هفت کبسته غذای بستان دروزی یک بسته صرف می نمود و چون بسته هفتم تمام می شد می دانست که روز شنبه فرا رسیده و باید فردا برای عبادت به کنیه حاضر گردد و این سخن در شبی که حضرت مسیح را صلیب شهید نمودند مطابق نص انجیل در مرتبه از مولای خود بترجیح است :

و همچنین در دوره حضرت رسول اکرم بنص صریح قرآن اعداء باحضرت اعراض نموده گفتند (ما نراك الا بشراً مثلاً و ما نراك الا متحكلاً) الا الذین هم اذ لنا بادی الزرای (یعنی نمی بینیم تو را مگر انسانی چون خوزان و مثلاً تو را استموده اند مگر اراذلی که بادی الزرای و جاهل و نادان هستند و مقصود نشان این بوی که چه اولى العلم و افضل المؤمن نشدند - ولی در ظهور رب اعلی روح ماسواه فداء جمیع کثیر از علای را شدین و فقهای بطین بآن طلعت ربانی مؤمن و مؤمن شدند که شماره آنان بسیار خند نفرا بل گشته و این نفوس مقدس چنان بمحبت آنحضرت برخاستند و استقامت نمودند که از هستی و اسم و رسم و نام و تنگ و اموال و عیال و طفلان گذشتند و جان را فدای محبت همان نمودند و با خون خویش شهادت بر حقانیت صاحب الامر دادند و همچنین در آیات و کتب انبیاء قبل باید نظر نمود - حضرت موسی احکام عشره تورات را نازل منمود و حضرت مسیح از خود کتابی بیادگار نگذاشتند انجیل را بعد از شهادت آنحضرت حواریین نوشتند -

کتاب قرآن که اعظم حجت الهی در میان اهل اسلام بوده با آنکه حضرت رسول اکرم از اهل عربستان بودند و زبان عربی بود - معذک کتاب قرآن در مدت ۳۳ سال بر آنحضرت نازل گشت ولی حضرت اعلی با آنکه در دوره جوانی و عقوان شباب و از اهل فطیس بودند و لسان عرب نیاموخته در مدت شش سال و کسری در حالی که بلایه و مدمات من حبیب الحیات حضرت را احاطه نموده بود که بی سحرگون به تبری و زمانه پاک و وقت به چهره می گشتند در آن تلامع شامخ قریب ۹۵ برابر آن آیات الله بلسان فارسی و عربی بدیع نازل منمودند و خود آنحضرت با اینهمه مقامات عظیمه که قطره از دریای عظمتش مذکور گردید خطاب به مقصود بزرگوار و معبود عالی قدر خویش یعنی حضرت بهاء الله جلالت قدر و انوار در کتاب قیوم الاسماء می فرماید (یا لقیته الله قد قدیت بکلی لك و رضیت السب فی سبیلک و ما تمیت الا القتل فی محبتک و کفی بالله العلی معصفاً قدیماً) و مکرر در الواح مقدس اش ارزدی مندا و سبیل محبت حضرتش منموده و در کترین آناری است که حضرت لفظه اولی مقصود از ظهور خود را بشارت بطلوع ظهوری عظیم و اتم که صاحب آن ظهور را برین ظهور الله و بقیة الله و بهاء الله نامیده ذکر منموده باشد این خود یکی از دلایل بسیار بزرگ بر اعظمت ظهور حضرت بهاء الله از سایر ادیان الهیه است .

(۲) دومین دلیل بسیار واضح، عظمت این ظهور است ایها اخبار و بشاراتی است که مظاهر قدسیه الهیه در ادوار گذشته در بیان عظمت این ظهور مرقوم شده اند. در قرآن شریف می فرماید (خلق الله السموات والارض فی ستة ايام ثم استوی علی العرش) آیات شش گانه منظور مقصودش ظهور مقدس است که در عالم ظاهر گشته و خداوند در روز سیم بر عرش جلال مستوی گردد. آشنایان معارف الهیه این بشارت عظیم را جز به ظهور مقدس حضرت بهاء الله علیه السلام که باریه تعالی توفیق نمود و کذلت در قرآن می فرماید (والله یدعو الی دار السلام و یدعی من یشاء الی صراط مستقیم) یعنی خداوند دعوت می کند بسوی دارالسلام و هدایت می نماید به راه راست کسی را که می خواهد. مصداق بشارت مذکور ظهور مقدس حضرت بهاء الله علیه السلام که باریه از دارالسلام بعثت است و کذلت می گویند که مذکور شد در کتب مقدسه تورات و انجیل و کتب زده شیطان و همچنین در کتب عرفا و ادباء و شعرا و حتی در کتاب شانها به این ظهور اعظم و عده صریح داده شده و انبیای عظام و اولیای کرام آمدن و لیثان وصول باین معجز عظیم و حضور و محضر انور مولا سبزه گوارشان بوده است -

(۳) سومین دلیل بر عظمت این ظهور جلیل ظهور علوم و فنون محیه العقول است که غالباً بل اغلب پس از این ظهور است و علی در عالم وجود ظاهر و مسبب ارتباط عالم وجود شده در ادوار انبیای سابق و قبل از دوره حضرت بهاء الله علیه السلام جسمیه برای حصول ارتباط بین عالم بشری موجود و وسائل قلبیه و خطوط ارتباطیه و وسائل محاسبه و غیره معنوقه و نصف کره ارض مجهول و مکن نبود یکی از مظاهر الهیه ممالک معلومه آن عصر را هم همه با یکدیگر مرتبط دارد و نبودن معارف کامله در میان نوع بشر مانع عمده و یکی برائے تحقیق این آمل بود ولی امروز بقوه نافه الهیه جمیع قطعات مجهوله معلوم و اختراع و مسائل و درابطه ارتباط نوع انسان را آسان نموده پیدایش التوسیل در راه آهین کشتی های بخاری و بالابر از همه هواپیما چنان راهها را نزدیک و ممالک شافیه عالم را بیکدیگر رابطه و اتصال داده که هر کس مسافت با شتر و الاغ و یا سب را بخاطر آورد از خوف برخورد و بلرز و همچنین اختراع تلگراف و تلفون و بی رسم و رادلو و اشال ذلک رابطه مهمتری را ایجاد می نماید که پیشینیان در عالم رؤا تحقیق این امور را مشکل می پنداشتند این همه آثار و اثار را میده این عصر و قرن مبارک است و اینهمه ترقیات علوم و فنون و اختراعات و محیر العقول از اثرات این دوره عظیم و چون عالم رو کمال سوق داده شده و مثل عالم در سوز و زیان و غیبه آن سیم مانند سلسله زنجیه بیکدیگر متصل گشته اند و یافتی چون امر تبائی لازم تا با احکام مقدسه عومیش این عالم را در ظل نیر یک رنگ و وحدت عالم انسانی وارد نماید -

(۴) چهارمین دلیل بر عظمت این ظهور مبارک اینکه آنچه انبیا از قبل مبعوث شدند بظواهر از نفوس صاحب قدر و عهده خود بودند. بیکدیگر میگویند که متفرق و متنازع است و این حضرت موسی به شبانی و حضرت محمد به شتر داری و سایر پیغمبران با مود و یکر می پرداختند بعد از این یعنی از انبیا قبل از آنکه به نبوت برگزیده شوند اهل ارض نسبت های بالالافه بان وجودات مقدسه دارند و لے حضرت بهاء الله شخصاً در ایران از دودمان وزارت و امارت بود و بعد از او حضرتش در بدو جوانی به امتیاز کامل از سایرین معروف و نفوس که در ذرا و انعیان که با پدر حضرت بهاء الله نهایت عداوت را داشتند کمال احترام را نسبت به حضرت بهاء الله

همی میداشتند چنانکه حاجی میرزا قاسمی که اعداد عظیمه جناب آقا میرزا بزرگ نوری بود همواره کمال احترام را نسبت به حضرت بهاء الله
عجری میداشت و میرزا تقی خان اسیر کبیر با آن همه سیاست و تدبیر در محضر حضرت بهاء الله اظهار عجب و تالوتانی نمود و از این
گذشته کوچک ترین امر ناشایسته را نتوانستند بجزش منسوب دارند جز آنکه علمائے عصر هم در کمالات منوچهر مفسر
تمیز و میران گشته و بی اختیار بر عظمت و جلال ملکوتیش آفرین گفتند -

(ه) بیخمن دلیل بر اعظمیت این ظهور انجلی شهادت نفوس دانشمند و علمای عصر و حتی نفوس که نهایت عداوت و
دشمنی را داشتند بر اعظمیت آن ذات اقدس است چه تاکنون مشاهده نشد که در دوره هیچ پیغمبر ک نفوس که
عداوت و دشمنی نسبت بآن ظهور داشتند بر عظمت و قدر جلال شان آن صاحب امر شهادت دهند و لے و دین
دوره بکرم علاوه بر عداوت و دشمنان و نفوس بی طرف نفوس نیز که عداوت دشمن بودند بی اختیار بزرگواری حضرت را
ستودند و انکار این اقتدار الهیه را نتوانستند - چنانچه مرحوم حاجی مرزا حسین خان میرالدوله سپه سالار اعظم
که سفیر کبیر ناصر الدین شاه پادشاه ایران در دربار عثمانی و متنبی جبهه کوشش او شورانیدن دولت عثمانی بر علیه حضرت
بهاء الله بود چون بایران آمد در مجالس و محافل رسمی دولتی ذکر عظمت جمال قدم را نمود و آن مظهر محمد و جلال را ستود -
کذات ستر برون معروف انگلیسی که عداوتش نسبت با مرتبائی بر احدی ستور میت در مقدمه که بر کتاب
نقطه الکاف نوشته اقرار بر عظمت و جلال لانهای به حضرت بهاء الله نموده و مضبوطاً در سفره که در عکاء به حضرت
مشرق گشته گوید (قدرت و جلای دیدم که همواره در نظر من بوده هرگز فراموش نخواهم نمود) و چون انقول غرض حقیقت
جمال قدم جلالت اقتدار که از افق امکان واقع گردید در چشم عکاء علمائے مالیت در مل مختلفه نظیر کلیمی میسی سلطان پخت
و ثنائے حضرتش پرداختند و مرثیه های جا بجا گدازد در این مصیبت سرورند که در کتب و تواریخ مکتوب و هیچ تاریخی نظیر چنین
واقع را قبلاً ثبت نموده است ل الفضل ما شهدت به الاعداء

(۶) دلیل ششم بر اعظمیت این ظهور جمیل تنظیم و دستورات بدیعه نعیه است که در هیچ یک از ادیان عالم سابقه
نداشت و جمال الهی عز اسمه الاطالی با تقضای این ظهور کلی آسانی تعلیم مهیمنه بر اهل عالم فرموده اند که با اینکه هیچ یک
از اهل عالم علی العماله ظاهراً و ظاهراً این شریعت اقوم مستفل گشته اند ولی بر خیز از ان دستورات و تعلیم مقدمه در عروق و
شریان عالم امکان جاری گشته و بموجب احبار و مل گداشته اند و بر خیز از ان تعلیم مهیمنه که کافل سعادت اهل عالم
و نوع بشر است عبارت از صلح عمومی، وحدت عالم انسانی، تساوی حقوق مرد و زن، وحدت اساس ادیان الهی، تعلیم اجباری
تأسیس مکتب عمومی بین المللی که بر بیت العدل نامیده می شود - ازاله و ترک تعصبات جاهلانه - تبدیل معیشت عمومی و امثالها
می باشد عهده دانیان عالم تصدیق می نمایند که رها نده نوع انسان از این اسقام و آلام و ناخوشیهای مستولیه گو تاکنون
این تعلیم مبارکه است و همچنین دستورات جامعه عالمیکه برای نظام عالم انسانی از طرف حضرت بهاء الله و حضرت عبدالهیه صادر

حضرت ولی امر الله شوقی ربانی ارواحنا لله در تسم الفنا تدون و تو منج گشته در این مختصر نگین
بحر راغبنا لیش اندر جری نیست

(۷) دلیل هفتم بر عظمت این ظهور ظاهر و شریعت اعظم وجود عهد و میثاق الهی و تعیین مقام مقدس صبیح
و دلی امر مبارک است چون در این سالبت ملاحظه شود مشا هر خواهر شد که آنچه اختلافات و انشقاقات در ادیان
الهییه میباشند واسطه مفرج و مکتوب نبودن نام جانشین هر پیغمبر بود. انشقاق و یاسنت حضرت مسیح به شقوق و
شعب بی اندازه و انقسام دیانت و درس فلسفه به دو طریقه و تفریق بحر حیات را اسلام به طبعهای متفاوت و حصول تفرقه
در میان این مذاهب و وقوع حروب با یکدیگر بواسطه مفرج نبودن نام جانشین هر پیغمبر بود ولی در این دور محترم و
قرن مکرم جلالی قدم در کتاب مستطاب اقدس در دو موضع مقام مقدس تبیین کلمات و توضیح دستورات را بمقتضای عمر و زمان به یکتا
عضن مقدس مبارک منشعب از اصل قدیم یعنی حضرت عبداللہاء ارواحنا لله در تسم الفنا تدون وجود مبارکی که دوستان و دشمنان
بر عظمتش گواهی دادند تفویض فرمود و بعلاوه در کتاب عیالیهی حضرت نبیاء الله این مقام شیع را تأیید فرمود و از برکت
این نفس عظیم با آنکه ناقصین کمال جد و جهد به انهدام کاخ رفیع شریعت الله گرفتند چنان شکست خوردند و از میدان بدر
رفتند که از روی این انشقاق و انشباب را بگور بردند و غایباً حاضر غسراً بترب را جع گشتند. حضرت عبداللہاء ارواحنا
لمطلوبیت الفنا در دوره مبارک امر الله را در شرق و غرب عالم از انقضی سواحل آسیا تا ابعده نقاط قاره شمالی از یکجا
نشر و ترویج فرمودند و از انواع و اوصایای مبارک بیاون غصن اقدس منشعب از دو شعبه مبارکه یعنی حضرت شوقی ربانی
ارواحنا لله در تسم الفنا را ولی امر الله و مرجع الی نبیاء و ریس لا ینزل بیت العدل اعظم تعیین فرمودند و بملکوت الهی
صعود نمودند و این شریعت الهی از خطر انشباب و انشقاق بر سید و فرمانروای کشتی مطلق عالم وجود به ید اقدار حضرت
شوقی ربانی گذاشته شد.

(۸) دلیل هشتم بر عظمت این ظهور اتم حصول ثمرات عظیمه از این تعالیم و دستورات مبارک است زیرا بدون کوچکترین
عفت و جبری بواسطه تعالیم و دستورات الهیه توفه نافذ و ربانیه در عالم ظاهر گردید که مل متبا غصنه که هزاران سال عذری
تهدید دشمن غوغا را یکدیگر بودند و بر روی یکدیگر شمشیر کشیده گشته خون هم بودند و ظل این شریعت مقدسه وارد
دچار برادران هر بان تکرار دیدند در ایران ممکن نبود شخص مسلمان زردشتی و کلی را انسان حقیقی داند و یا آنکه با آنان هم سفره
شود. بلکه آنان را بجنس میدانست و روز بارانی زردشتیان و یکدیگان حق حسد و روج از افغان را نداشتند زیرا چون
زمین مرطوب بود و آن نفوس طریق رای سپید بودند اراضی نجس می شد و چه ظلمها و ستمها که بر او می داشتند ولی قدرت معنوی
حضرت نبیاء الله بطورے این نفوس متبا غصنه را در ظل خیمه دیانت و احده جمع نمود که برادر وار بر سر یک سفره جمع گشتند و نوشیدین
گرگ و میش آب را از یک چشمه مصداق یافت و همچنین در امریکا که جنس سفید از سیاه متفرق و متفرشان فوق العاده منکوبت

بر چه که از کوچ که سیاهی هم در ناید شخص سفید پوست عبور را از آن کوچ عار میدارد -
 این دوزخ تباهش و مختلف در ظل شریعت بهائی بدجه ای محبت گشتند که یکدیگر از دواج نمودند و فرق بعدائی را
 از میان برداشتند و از آن گذشته بهائیان یک مملکت بابائیان مملکت دیگر و بی باجی اهل عالم در نهایت درجه محبت هستند
 اگر یک نفر از بهائیان از اقصای ممالک شرق با بعد ممالک غرب رود بهائیان او را چون دیده عزیز دارند و مقدس را اگر می
 شنوند و با یک صمیمیت خارج از وضعی او را خدمت کنند - با همه قدرت قلم اعلی چنان بدون جبر و غفقت مدائن قلوب را تسخیر
 فرمود و نمونه محبتی در عالم ظاهر هرگز نمرود که شبیه آنرا چشم عالم ندیده در تاریخ نمیگذشت -
 این هنوز ازل آثار جهان الله است باش تاخیر زندلشکر سلطان ایاز

(۹) دلیل نهم که علمیت این ظهور لکنی یعنی شریعت حضرت بکدام الله جل شانّه نزول آیات عظیمه و کتب مقدسات
 که شبیه آن در عالم وجود ظاهر نشده و علاوه بر این که آثار و کلمات این ظهور بعدی است که خارج از احصاء است و اگر شخصی
 تمام آیات عمر را مرور دارد مطالعه همه آیات این ظهور عظم را از عهد نیاید بکلمات مقدس الهیه لسان فارسی و عربی بدین
 در این شریعت اقوم تا نازل و هر گونه مسائل فاضله با شرح اعلی شرح و توضیح داده شده - آنچه را که در کتب آسمانی سابقه اهل همان اولیا
 از درک و فهمش عاجز بودند تبیین گشته - مسائل عمیه که علماء قرن از ادراکش عاجز بودند با بیانه بس شیرین و بسیط با همان مختلف
 تفریح گشته و ازین گذشته رسائل و الواح صادره از قلم انجمن جمال و قدس و رسم عظم خطاب ملک و سلاطین عالم در عالم
 سمون در عین عظم عکاء بودند و خطابه های همیشه بز ما در این ارض و تذکره شان به طالع محو که ایشان عظم دلیل بر اقتدار لایزیه
 حضرت بکدام الله است - و طالبان حقیقت تا حوز در کتب مقدسه این ظهور مبارک تعمق نمایند بر حقیقت این گفتار که این سبقت واقع
 نخواهند گشت - اینک نمونه از آیات تعالیه صادره از قلم اعلی لکن ملک الله حضرت بکدام الله زینت این مقاله می نامسیم -
 قوله جلّت کلماته -

«کلمه الله در ورق پنجم از فردوس اعلی عطیه کبری و نعمت عظمی در رتبه اولی خرد بوده است - اوست حافظ وجود
 و ناصر و معین او - خرد پیک حق است و مظهر اسم علام - با و مقام انسان ظاهر و مشهود - اوست دانای عظم اول در دبستان عبودیت
 اوست راهبها و دارای رتبه علیا - ازین تربیت او غنهر خاک دانی گوهر پاک شد و از افلاک گدشت - اوست خلیفه اول
 در مرتبه عدل - در سال نه جهان را به بشارت ظهور منور نمود - اوست دانای کیهان که در اول دنیا بر قافه معانی ارتقا حجت
 و چون باره رحمانی بر منبر بیان ستوی بدو حرف نطق منور - از اول بشارت و عطا هر و از ثانی خوف و عید -
 از وعد و وعید بیم و امید ظاهر و باین دو اساس تقسیم عالم حکم و برتر از تقالی حکیم ذو الفضل العظیم -
 و همچنین میسر نماید -

«فانظروا العالم کما هیکن انسان - الله خلق صحیحاً کاملاً فاعترفه الامراض بالاسباب المختلفة المتعارفة

وما طابت نفسه في يوم بل اشتد مرضه بما وقع تحت تصرف أطباء غير حاذقة الذين ركبوا
 مطية الهوى وكانوا من الهامئين والذى جعله الله الدرياق الأعظم والتسبب الأم
 لصحته هو اتحاد من على الارض على امر واحد وشريعة واحدة وهذا لم يكن ابداً الا
 بطبيب حاذق كما مل مؤتيد لعمري هذا هو الحق وما بعدك الا الضلال المبين
 ومجيبين معين مايد :-

ای دانایان منم ؛ از بیگانی چشم بردارید و به بیگانی نظر را بشید بابا بیکه سبب آساش و راحت
 عموم اهل عالم است تمتک جوید

ومجيبين معين مايد :-
 " نزد اهل بیاد اتمتار ببله عمل و اخلاق و دانش است ز بطن و مستام " -
 ومجيبين معين مايد :-

" قبول این سخن عظم نظر بخلاصی اغناقت از سلاسل نفس و هوی و قبول این ذلت نظر بمرت من فی الارض
 بوده چه که این لغت رحمانیه از برای حیات برتیه آمده زود است که اشراق شمس کمره را از جمیع اطراف
 مشاطه نمایند . انتهى "

انچه ذکر شد قلمه از اقبانوس تواج اغنیة این شریعت مبارک بود بدین است دانایان عظام و عظام ذوی القدر
 جهان از عهد طرخ ذره از آثار جلال این خورشید حقیقی برخوانند آمد تا چه رسد باین ذره ناقابل -
 مقاله خود را با ذکر قسمتی از اشعار جناب شمس شاعر تبریزی بهائی به پایان می رسانیم

تامت داخلین این سہی دین کرد	عالمی را بہشت آمین کرد
فطرت کل چہ بر محبت بود	خلق را دین بطبق تکوین کرد
مشکل ہر طریق آسان ساخت	معضل ہر طریق بتسہیل کرد
بہی نظم معاش و حسن معاد	وضع نیکو ترین قوانین کرد
بہی تکلیف دست و چشم و زبان	انچه شائستہ بود تلقین کرد
بہر اصلاح ملک و ملت و دین	خلق را مایع مصلحتین کرد
آمنہ اندام با بیان صریح	مرکز عہد خویش تعیین کرد
بیکہ نامتاسم حکمتی را	بطراز کمال ترسیم کرد

تمت الحقة على الامكان
 قوت الحجة على الاكوان
 افاني نورا هراخت فراوانی
 فی زلف قاف حاشیہ اکوان
 بنی حاشیہ " درود شمس شانی

پند نامه

از اشعار مرحوم مرزا قاتل آباغی

هَوَالَتِ اصَح

ای اهل بهائیت کامل بنمایید اثبات حقیقت بدلائل بنمایید
 باقوة قدسیه و برهان الهی کشف همه اسرار و مسائل بنمایید
 کوشید و فرمودید و بگوشتی چه دریا کاز اهل جهان حل مشکل بنمایید
 ز اعمال پسندیده و اخلاق حمیده بر خلق جهان من مفضل بنمایید
 تبلیغ و هدایت همه خلق جهان را فرض است تثبیت بوسائل بنمایید
 باخلق خوش چین سلوک و روش نیک در آئینه آیه است دامن بنمایید
 محبوب و صانع بگوشتی که شاید ز آفتاب در آورده و وصل بنمایید
 مستغرق در ایصال صلوات غلائق با فکر عمل راه بسا حل بنمایید
 چون سوی وقتید هزاران ید بر صفا اند بر سر عیون مجادل بنمایید
 با موعظه بیسته لیتنه ره را هر فرقه کور و کر و غافل بنمایید
 آفاق جهان پر ز غریبات و حیا کوشید که بل رفع غوائل بنمایید
 با عدل گیرید ابر خلق لبخند بل با همه بافضل معامل بنمایید
 با شهادت مصفا بیانات مبارک از کام جهان دفع حناظر بنمایید
 ز آیات الهی که بود محبت قاطع تفصیل میان حق و باطل بنمایید
 این خلق علیحدت شما ید طبیبان بر دفع عسل داروی کامل بنمایید
 در خوان کرم نعمت تقدیس نیابت زین مامه قدس مشاغل بنمایید
 از روی حقیقت بدر حضرت مختار اند دل اسرار تبارک بنمایید
 بعجب و تضرع بسوی قاضی حاجات تریل مناجات و نوازش بنمایید
 ز ادوار حال قدم و مرکز ميثاق با شوق شغف کسب فضائل بنمایید
 از آب صفای جسد و قلب روان را پاک از دُش و لوئش زدائل بنمایید
 دلها بجای پاک نماید ز لجن و صا و از نار محبت چو مشعل بنمایید

چو نفس بهر شهر تکلف لطیفیات اگر دید که تخفیل محافل بنمایید
 صوم بست و صلوة است که مامور بناید معمول با مرشد عادل بنمایید
 تحصیل معاش از جوف و جرات و جبار واجب شده است بمشغل بنمایید
 از بهر نفوس عبده راه امانت تشکیل امانت بفقیران و مسکین بنمایید
 فرض است ابراهیل تکیه اوقات فرض است بکل دفع تکامل بنمایید
 در کور بها نمی هرج است تکیه در کور بها نمی هرج است تکیه بنمایید
 اتفاق لدی الحق بود از تیر اعمال بذلی بره مالک باذل بسنجایید
 بر النفس مأموره مستبلیغ حایر حقم است بکل رفع تقاضا بنمایید
 فضل لا حاشا شده فرمان بجهت قی در مادیه اش کوشش عاقل بنمایید
 تعلیم نبات است بنشین امر الهی بل فضل گر این موهب حاصل بنمایید
 در امر بگوشتی که بل فضل بهار همواره بخود کاف و شاکل بنمایید
 البته صد البته که دوری و تنفر زافیون که بود مالک قائل بنمایید
 اخیون و دو خان نهی و حرمت شریح پر بهر از این خاسر سافل بنمایید
 پر بهر از این با ده که او موش و فردا بهواره کند خاد و ذابل بنمایید
 از قتل و زنا غیبت بهتان بگریزد بیزاری از این و طر ابل بنمایید
 فرمان الهیه بود مصقل ارواح ظاهر دل و جان را ز مصافل بنمایید
 در راه اوامر و نواهی الهی سالک شده اطاعتی مستازل بنمایید
 گرامر سیاست باو ذاق گو ارا از ذائقها دفع علائق بنمایید

تا سید پیاپی طلب اند و در گره سبحان

اند دل اسرار چو قابل بنمایید

پایہ نامہ

جلد چہارم سنوری ۱۹۴۳ء نمبر دوم

هو اللہ

ای بندہ خدا! ہر بندگی بندیت و ہر عبودیت کندی مگر بندگی درگاہ الہی
 اسے خدا کے بندہ! جو کوئی بھی بندہ ہے وہ ایک بندش میں بندھا ہے۔ ہر قسم کی عبودیت اور غلامی ایک کندی ہے
 کہ آزادی است این عبودیت در دریا در مان است و این بندگی رحمہ را
 صحت خدا کی درگاہ کی غلامی آزادی ہے۔ یہی غلامی ہر درد کی دوا ہے اور ہر زخم کے لئے مہرسم رحمانی ہے
 مہرسم رحمٰن آزادی بدل است نہ جسم و سرز انگی بروح است نہ
 آزادی دل سے ہوتی ہے نہ جسم سے۔ فرزانگی اور عقلمندی روح سے ہوتی ہے نہ
 بقوانین سیاسی پراسم پس تو از خدا مجزا کہ بندہ حلقہ مگوش
 بڑے بڑے نام والے سیاسی قانونوں سے۔ ہیں تو خدا سے دعا کر کہ جمال الہی کا حلقہ مگوش غلام بچے
 جمال الہی باقی و عبد صادق درگاہ کبریاء والہیاء علیک و علی
 بنا دے اور تو درگاہ کبریاء میں بھی حادث کرنے والا ہو جائے۔ خدا کا جلال تیرے اوپر اور

مکمل ثابت علی میثاق اللہ

اُن سب پر ہو جو خدا کے عہد و پیمان پر ثابت ہیں

ع ع

قوانین الہی

ذیل کا مضمون ایک تقریر کا خلاصہ ہے جو اہل مسلمان کی جمیعت میں ہوئی۔ اہل مسلمان وہ جماعت ہے جو روایت و حدیث سے منکر ہے۔ تقریر تمام سامعین نے توجہ سے سنی اور بعد کو کچھ سوالات بھی کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ مجلس مسرت کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ (مفتی اعظم اعلیٰ مدظلہ العالی)

سنت اللہ

سنت کے معنی ہیں طریقت۔ دستور۔ قاعدہ۔ قانون۔

سنت اللہ یعنی خدا کا مقرر کیا ہوا طریقت۔ اسی کو قانونِ قدرت بھی کہتے ہیں۔ ہر قانونِ الہی حکم اور اکل ہے۔ کبھی غلط نہیں ہو سکتا ٹوٹ نہیں سکتا۔ بند نہیں ہو سکتا۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے

سنت اللہ الٰہی قد خلت من قبلہ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً (فتح ۲) خدا کا قانون جو پہلے سے چل رہا ہے اور تم آئندہ بھی قانونِ الہی کو بدلنے ہوئے ہرگز نہ پاؤ گے۔ سنت اللہ فی الذین خلوا من قبلہ

ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً (احزاب ۳) خدا کا قانون گذشتہ زمانے کے لوگوں میں جاری رہا ہے اور تم خدا تعالیٰ کا قانون کو آئندہ بھی بدلنے ہوئے کبھی نہ پاؤ گے۔ فلن تجد لسنة اللہ تبدیلاً ولن تجد لسنة اللہ تحویلاً۔ (فاطر ۳) تم سنت اللہ میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم سنت اللہ کو واپس لوٹاؤ کبھی نہ پاؤ گے یعنی سنت اللہ

یا قانونِ الہی نہ بدلتا ہے۔ نہ اپنے عمل سے باز رہتا ہے۔ جیسے پہلے اس کا اثر عالمِ خلق پر محیط تھا آئندہ بھی اسی طرح محیط رہیگا۔ قانونِ الہی ایک زندہ اور قوی عامل ہے۔ جو کسی سے مغلوب نہیں ہوتا۔ سب پر

غالب رہتا ہے۔ ہمیشہ جاری رہا ہے اور جاری رہیگا۔ لا یتبدل لکلمات اللہ (انعام ۱۶) خدا کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ لا یتبدل لکلمات اللہ (یونس ۶۴) خدا کی باتیں ٹل ہیں۔

ظاہر و ستر ہے کہ وقت و وقت پر پیغمبر کا بھجنا۔ نئی شریعت و کتاب دہی کا نازل کرنا سنت اللہ ہے۔ جو ابتدائے آفرینش سے اب تک جاری ہے۔ چونکہ سنت اللہ بدل نہیں سکتی اس لئے نئے پیغمبر کا مبعوث ہونا۔ نئی کتاب و شریعت کا نازل ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اور اہل تبارہ

اس وقت دنیا کو فروہ سنا رہے ہیں کہ خداوند عالم نے نئی کتاب و شریعت نازل فرمادی ہے۔ سنت اللہ کو سمجھنے والوں اور قانونِ قدرت کو ماننے والوں کا فرض ہے کہ اہل تبارہ کی آواز پر کان نہ دھریں

سنت اللہ بدلتی اور رکھتی نہیں۔ وحی و شریعت کی آمد سنت اللہ ہے۔ پس وحی و شریعت جدیدہ کا انا بند نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید اس حقیقت کی تائید و تفصیل کرتا ہے۔ حضرت آدم کے وقت خداوند عالم نے اعلان فرمایا تھا انا یا تبتکھ متی حدیثی اسے بنی آدم؛ میری طرف سے تمہیں ہدایت آتی رہے گی۔ و امتات

شاہد ہیں کہ خداوند عالم بہت سے پیغمبروں کے ذریعہ وقت و وقت پر احکام و شرائع بھیجتا رہا ہے۔ اسی سنت جاریہ کے سلسلے میں آئندہ بھی

وحی و شریعت جدیدہ بھیجے گا۔ چنانچہ اس لا تبدیل قانون کے مطابق قرآن مجید میں تصریح کے ساتھ پیغمبر کی آمد اور آیات کے نزول کا وعدہ و اعلان فرماتا ہے۔ یا بانی آدم اقایا یتنکم دسل منکم یقضو علیکم ایاتی اسے بنی آدم! تم میں سے میرے پیغمبر تمہارے پاس آتے رہیں گے میری آیات بیان کریں گے فمن اتقی واصطی فلاحون علیہم ولا ھدم یحزنون تو جو کہ تقویٰ اور اصلاح اختیار کریں گے انھیں خوف و غم نہ ہوگا۔ واذنہ یون کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون۔ اور جو لوگ ہمیں سب سے برحق کو جھوٹا بتائیں گے اور ہماری آیات وحی کو جھٹلائیں گے اور ہمارے احکام کے مقابلہ میں تکبر کریں گے وہ آگ والے ہیں۔ اسی میں پڑے رہیں گے۔ (ماخذ ہر سورۃ اعراف ۱۰)

اس سال رسک کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے وما نرسل المرسلین الا مبشیرین و منذرین فمن آمن واصطی فلاحون علیہم ولا ھدم یحزنون۔ (انعام ۶) ہم مرسلین کو خوش خبری دینے والے اور خطرات سے آگاہ کرنے والے بنا کر بھیجتے ہیں اور بھیجیں گے۔ سو جو لوگ ایمان لائیں گے اور اصلاح اختیار کریں گے انھیں خوف و غم نہ ہوگا۔ نرسل صیۃ مفذراع ہے جو متقبل کا مفہوم بھی رکھتا ہے۔ اور ارشاد ہے افتاحکننا مرسلین (دکن ۶) ہم اپنا امر و حکم بھیجے پالے ہیں خدائی قانون اور وعدہ صاف و صریح ہے کہ پیغمبر آتے رہیں گے اور یہ وعدہ قرآن مجید میں بھی دیا ہے۔ اس لئے روشن ہو گیا ہے کہ قرآن مجید کے بعد بھی وحی و شریعت یا جدید کتاب الہی اور منشیبہ کا ظہور ہوگا۔ یہ ایسی صاف باتیں ہیں جن میں کوئی ایچ پیچ نہیں ہے پیغمبروں کا آنا مسند سنت الہیہ ہے جو سب کو معلوم ہے۔ اسی سنت الہیہ کے ماتحت حضرت ابراہیم اور پھر حضرت موسیٰ اور اپنے وقت پر حضرت یسوع اور بعد ازاں حضرت محمد رسول اللہ کی بعثت ہوئی۔ اسی سنت جاریہ کے

مطابق اب حضرت باب اور حضرت نبیاء اللہ کا ظہور ہوا ہے۔ اور لاکھوں حق پرستوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا جو ہر روز بڑھتے جا رہے ہیں اور انکار کر کے والے روز بروز کم ہوتے جاتے ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:-

سنۃ من قد ارسلنا } اسے رسول! ہم نے تجھ سے پہلے جو قبلك من ارسلنا ولن تجد } پیغمبر بھیجے ان میں بھی یہ قانون کام لستنا تخویلا { (بخاری ۱۸۸۸) کر رہا تھا اور تم آئندہ بھی ہمارے قانون کو پٹا ہوا نہ پاؤ گے۔

حضرت نبیاء اللہ روح السلطان میں فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عالم خلقت میں مطاہر الہی پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق رہا جنھوں نے خدا کے ہاتھوں کو بندھا ہوا سمجھا؟

اور فرماتے ہیں:-

قد بعثنی اللہ وادعینی } مجھے خدائے مبعوث فرمایا اور مکلی الیکہ بایات یتینات } مکلی آیات دے کر تمہاری طرف (کتاب اقتدار ص ۵۸) بیجا ہے۔

فطرت اللہ

خداوند عالم نے انسان کو بہترین فطرت عطا فرمائی ہے۔ نکلی۔ پائی حق پرستی روح انسانی کو محبوب ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے اذنا یحب الخیر لشدید { انسان اچھا ہے اور بھلائی کی محبت میں (والعادیات ۶) بڑا پچا ہے۔

یعنی انسان کے اندر بڑی مضبوطی سے یہ بات موجود ہے کہ وہ

اچھائی کو پسند کرنا ہے اور بھلائی کو چاہتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے
خداوند عالم فرماتا ہے:-

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین بنائے پھر بنایا ہے۔ یعنی انسان کی فطرت نیک (اور چھیڑی) پھر رجحانی فطرتِ صلیبہ پر مبنی چڑھا لیتے ہیں، ہم انہیں بچوں کے بچ اور بدتر نیکر دیتے ہیں، مگر اہل جو لوگ ایمان اور عملِ صالح اختیار کرتے ہیں (ردہ حسن تقویم و فطرتِ صلیبہ پر قائم رہ کر بلند و بہتر ہوتے ہیں)

انسان کی فطرت اہلیہ کو قائم رکھنے اور برسرِ فطرت لانے کے لئے خداوند کا
 پسینوں کو پیشرو و وزیر بنا کر بھیجتا ہے۔ شریعت اور احکام نازل فرماتا ہے
 دنیا کی تاریخ و مذاہب و اقوام کے واقعات کا ریکارڈ اس گناہگار
 فطرت اہلیہ پر ہے کہ انسان سچائی اور انچائی پر قائم رہے۔ اسی غرض
 سے خدا پسینوں کو بھیجتا رہا ہے۔ کتب نازل فرماتا ہے

اور سنا سنا وافر لٹا مہم
الکتاب والمیزان ليقوم
التاس بالقسط

ہم نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور ان
کے ساتھ کتاب اور میزان نازل فرمائی
تا کہ لوگ اعتدال والہانہ پر قائم رہیں

اب ظاہر و سلم ہے کہ جیسے پہلے زمانوں میں انسان فطرتِ اہلیہ سے غافل ہو کر مٹ رہا ہی میں پڑتا رہا اور اسے اٹھانے کے لئے پیغمبر آتے رہے۔ ہر پیغمبر احسن تقویم کا سب سے اعلیٰ منظر ہوتا تھا۔ وہ اپنی فطرتِ اہلیہ سے دوسروں کی فطرت کو متاثر کر کے بیدار کرتا تھا اور انھیں اچھائی اور بھلائی پر قائم کر دیتا تھا یہیت سے انسانوں کی سوئی ہوئی فطرت جاگ اٹھتی تھی۔ موجودہ زمانے میں بھی انسان نے اپنی فطرتِ اہلیہ پر بہت غبار ڈال لیا ہے۔ بے دینی کا غبار ہے۔ دین کے نام سے تعصب کا غبار ہے۔ اوہام کا غبار ہے۔ غلط عقائد اور برے اعمال کا

غیر ہے۔ فرق بندی اور اختلافات کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ مرض
بڑھ جانے پر طبیب اور علاج کی سمجھ ضرورت پیش آتی ہے۔ گذشتہ
زمانوں میں جتنی ضرورت پیش آتی تھی اس سے ہزاروں درجہ بڑھ کر آج
مصلح رومانی کی ضرورت ہے۔ انسانیت کی فطرت بڑے نور سے اصلاح
اور مصلح کی طلب گار ہے۔ خداوند عالم کا کلام بھی پھکار رہا ہے کہ خاقم
وجہک للعتین حنیفا۔ اے انسان! کیسے ہو کر دین میں اپنی پوری
توجہ صرف کر۔ فطرۃ اللہ الخ فطر الناس علیہا۔ حق حق پر قائم
ہو جائی فطرت اصل پر قائم ہونا ہے، خدا کی دی ہوئی فطرت پر قائم
ہو جا۔ جس پر خدائے نگوں کتابا ہے لا تبدل لخلق اللہ خدا کا بنا
ہوا قانون فطرت اور خلق میں اس کا عمل و اثر اٹل ہے۔ خلقت اللہ
العتیم۔ یہی سب کو قائم رکھنے والا دین ہے۔ وذلک احوالہ
لا یعلمون مگر سب سے لوگ جہالت میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

پس قانونِ فطرت کے مطابق موجودہ ظلمت و خرابی میں انسان کو فطرتِ اصل پر قائم کرنے کے لئے مصلحِ روحانی حضرت مہدیؑ کے نام سے جلوہ گر ہے۔ اور لاکھوں انسانوں کی سونپ ہوئی فطرت کو جگا کر انھیں بلند مقام پر قائم کر چکا ہے۔ اس نے امراضِ قلوب کو شفا بخشتی ہے۔ غافلوں کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیئے ہیں۔ دہوشوں کو ہوشمند بنادیا ہے۔ گم گشتہ راہروں کو منزلِ مقصود پر پہنچا دیا ہے۔

اور جیسے لباس اور غذا کا انسانی عمر کی مناسبت سے بدلا جانا ضروری ہے ویسے ہی فطرتاً نوع انسان کی طفولیت کے احکام و شرائع بلوغ کے وقت کارآمد نہیں ہو سکتے۔ اسی اصول پر وقتاً فوقتاً سننے احکام خداوندی نازل ہوتے رہے ہیں اور مستند کتابیں انہی میں اب بھی کتاب حالات اور اقتصاد وقت بہت کچھ بدل گئے ہیں۔ اس لئے اب بھی نئی کتاب وشریعت خداوندی عالم نے بھیج دی ہے جو وقت کے مناسب حالات میں فطرت انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔

قانون مقدار

خلق کل شیء فقد رآه تقدیراً (فرقان ۷) خدا نے ہر چیز کو بنایا ہے اور اسے ایک مقررہ انداز پر رکھا ہے قد جعل الله لكل شیء قدراً (طلاق ۷) خدا نے ہر چیز کی ایک مقدار مقرر کی ہے اتنا کل شیء خلقنا کا بقدر (قرآن) ہم نے ہر چیز کو ایک انداز سے بنایا ہے

ہر چیز کا پیمانہ اور انداز وہ ہے کہ ہر چیز کی ابتداء اور انتہا ہے۔ اس کے لئے طرف زمان و مکان ہے۔ اس کی مقدار معین ہے اس کے اثر و عمل کا ایک مقررہ دائرہ ہے۔ کیونکہ اس عالم محدود میں لاحد و دوشی تو آپس میں کچھ برساں ظاہر ہوتا ہے کیفیت و کم اور مکان و زمان کی حدود میں محدود ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔

ان من شیء الا عندنا خزائنه { کوئی چیز ایسی نہیں جس کے بے انت و ما ننزلہ الا بقدر معلوم } خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم ہر چیز کو (عبر ۷) ایک مقدار معلوم پر ہی عالم ظہور میں لاتے ہیں اور منتہا ہے۔

وكان امر الله قدراً { خدا کا امر مکمل و تشریع ایک مقداراً (احزاب ۷) مقررہ پیمانے پر ہے۔ } وکل شیء عندہ بقدر { خدا کے نزدیک ہر چیز مقدار سے وابستہ ہے (نور ۷) }

ظاہر و منہم ہے کہ ہر شے کا ایک وقت تھا ہر شے کا ایک زمانہ تھا۔ جب ایک کتاب و شریعت کا دور ختم ہو گیا خداوند عالم نے اس کی کتاب و شریعت بیچ دی۔ یہ سنت اللہ عالم میں کام کرتی رہی ہے۔ اس بات کا عمل جاری رہا ہے اور رہیگا۔ جیسے قانون مقدار کے مطابق

پہلے ہر ایک چیز کا ایک زمانہ تھا۔ ہر ایک کتاب و شریعت کا ایک وقت تھا اور ہر امت کا ایک دور تھا جو اپنی مقدار پوری کر کے ختم ہو گیا۔ اور اس کے بعد دوسرے چیز اور دوسری کتاب و شریعت کا زمانہ آیا۔ واقعات عالم اور کتب الہیہ شاہد و ناظر ہیں۔ اسی قانون مقدار کے تحت شریعت قرآن کا ایک وقت تھا جو اب پورا ہو چکا ہے۔

دنیا میں اس بات سے تو کوئی منکر نہیں کہ شریعت و امت قرآن کا ایک وقت مقرر ہے لیکن مسلمان کہتے ہیں کہ وہ وقت جو شریعت و امت قرآن کے لئے مقرر ہے دنیا کے آخر تک ہے۔ مگر خود قرآن عید اس بات کی تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس شریعت و امت کا مقررہ وقت ایک ہزار سال اور کچھ سال ہے۔ نہ یہ کہ دنیا کے آخر تک۔ چنانچہ یہ بات ہم قرآن ہی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

شریعت اسلام کے متعلق فرمایا ہے ذلک امر الله انزلہ الیکم (طلاق ۷) یہ خدا کا امر و حکم ہے جو تمہاری طرف نازل کیا ہے۔ فسق عن امریہ (کہت ۷) اہل بیت نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ ثم جعلناک علی شریعۃ من (الامر دجانی ۷) پھر ہم نے اسے رسول بنایا۔ سچے امر کی راہ پر کر دیا۔ پس خدا کے دین کو امر اللہ بھی کہتے ہیں۔ اب ملاحظہ ہو خداوند عالم

شریعت و امت کی مقدار زمانہ قیام بیان فرماتا ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض خداوند عالم امر اسلام کی تدبیر کر رہا ہے آسمان سے زمین کی طرف۔ ثم یسجد جبرائیل فی یوم کان مقداره الف سنۃ مما تعدون۔ پھر زمانہ تدبیر (یعنی قرون ثلاثہ) کے بعد یہ امر اسلام خدا کی طرف اٹھا جائے گا۔ ایک دن میں جس کی مقدار ہزار سال ہے تمہارے حساب سے۔ پس ایک ہزار سال اور کچھ سال شریعت و امت اسلام کا زمانہ ہوا۔ جو اب پورا ہو چکا ہے۔ اس لئے شریعت اسلام کا

وقت تمام ہو کر اب نئی شریعت کا دور ہے۔

امت کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہم کو پانچ سو سال سے پوچھا جائے گا کہ بشتیم فی الارض عدد سنین تم کوئے زمین پر کتنے سال قائم رہے قالوا البشنا یومًا اوبعض یوم کبھی کبھی ہم ایک دن اور دن کا کچھ حصہ قائم رہے۔ ایک دن اصطلاح قرآن میں ہزار سال اور دن کا کچھ حصہ نصف سے کم۔ ایک ہزار دوسو ساٹھ سال پر دور اسلام ختم کر کے حضرت باب کے ظہور سے خداوند عالم نے نیا دور شروع فرمایا۔ اس آیت مبارکہ میں امر اسلام کی مدت اور مقدار عمر صریح الفاظ میں ایک ہزار سال اور کچھ سال بیان فرمادی ہے۔ قانون مقدار کے مطابق زمانہ اسلام کی مقدار کس قدر واضح اور روشن کر دی گئی ہے۔ پھر بھی اگر مسلمان یہی کہتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک ہمارا دور ہے تو وہ ان گذشتہ اور دورہ آنتوں کی سی بات کہتے ہیں جن کے دور ختم ہو چکے اور وہ ہلاک و برباد ہونے پر بھی آج تک یہی کہہ رہی ہیں کہ ہمارا اور ہمارے مذہب کا دور رہتی دنیا تک ہے۔ جیسے پہلی قوموں کی بات قانون قدرت کے خلاف اور غلط ہے ویسے ہی مسلمانوں کی بات بھی غلط اور قانون قدرت و قرآن مجید کے خلاف ہے۔ عجیب بات ہے کہ عین اوبار و زوال کے اندر ہوتے ہوئے تو یہی کہتی ہیں کہ ہمیں زوال نہ ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی اپنے حالِ زار پر روتی بھی ہیں۔ وقت ایسا آجاتا ہے جب مومن لوگ زوال سے مضطرب ہو جاتے ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔

وانذر الناس یوم یأتیہم { لوگوں کو خطرے سے آگاہ کہ دو العذاب فیقول الذین { کہ جب عذاب آجائے گا تو ظالم کہیں گے ظلموا ربنا اخرجنا { کہ اسے ہمارے یہ ہیں تو ربی مت کیڑو

عہ مائة الف او زیدون - او بمعنی واو

اجل قدیب تجب دعوتک { ہلت دے کہ ہم تیری دعوت کو قبول دنتبع الرسل۔ { کریں اور پیروی کریں۔

خداوند عالم اس کے جواب میں فرماتا ہے۔

اولم تکنوا اقسامتم { کیا تم قسمیں کھا کر نہ کہتے تھے کہ ہمیں مالککم من زوال الابرار { زوال نہ ہوگا۔ ؟

سواب نہیں کیا زوال نصیب ہوا ہے ؟ مسلمانوں کو بھی اس

آسانی نہ دے عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ وہ بھی عین زوال میں مبتلا

ہو کر یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں زوال نہ ہوگا۔ زبان قدرت انہیں للکار

رہی ہے کہ کیا نہیں دیکھتے کہ تم زوال میں گرفتار ہو اور پھر یہی کہتے ہو

کہ ہمیں زوال نہ ہوگا۔ اور جبکہ اپنی بری حالت پر روتے ہو تو خود

سمجھو کہ کتنا یا کہتنا کہ ہمیں زوال نہ ہوگا کس قدر حقیقت سے دور ہے ؟

اب تمہارے زوال کا وہی علاج ہے جو پہلے تھا کہ جب غلبہ میں تھا کہ

اسلام منکلات میں پڑے ہوئے تھے اور خداوند عالم نے اپنے

پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور قرآن نازل کیا تمہارا

اسلام میں سے جنہوں نے ایمان اور عملِ صالح اختیار کیا وہ زوال سے

نجات پا کر ترقی کے آسمان پر جا پہنچے۔ آج تم بھی اگر زوال سے نکل کر

رفعت و ترقی پا رہے ہو تو امر اللہ کو قبول کرو۔ ظہور حق پر ایمان لاؤ

عملِ صالح اختیار کرو۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔

وتلك القرى اهلکناهم { اور یہ بستیاں ہیں جنہوں نے نیک کام

لما ظلموا وجعلنا { گئے تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور انکی

لمہلکهم موعدا { ہلاکت کیلئے وعدہ گاہ مقرر کر دیا تھا۔

اپنے وعدے کے مطابق آج یوم موعود میں فرماتا ہے

لقد جستمونا حکما { جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا آج

خلقناکم اول مرة { پھر تم ہی حال میں ہمارے پاس آتے ہو

بل نرعمتم ان نجعل لکم { بلکہ تم اس زعمِ باطل میں مبتلا ہو چکے تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَاذَا يَأْذَنُ اللَّهُ { نہیں لانا اور نہیں لاسنے کا۔
لکل اجل کتاب۔ عیجو { ہر دور کے لئے ایک کتابِ شریعت
اللہ مایستاء ویشیت { خدا کو کچھ چاہتا ہے جو کہنا ہے اور کر دینا
وعندکہ اتم الکتاب { اور جو کچھ چاہے برقرار کر رہا ہے اور کر دینا
(رد مدغ)

صریح طور پر فرمادیا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک معززہ دور ہے
اور ہر دور کے لئے ایک کتابِ شریعت ہے۔ امتِ محمدیہ بھی ایک امت
ہے۔ قانونِ اجل کے مطابق اس امت کا بھی ایک معززہ وقت تھا۔
اور اس معززہ وقت کے لئے کتابِ شریعت قرآن مجید معلوم ہو گیا ہے
یہ امت اپنا وقت پورا کر چکی۔ جیسا کہ آیت الف سہ سے واضح ہے
اس وقت کی کتاب بھی اپنا کام پورا کر چکی۔ اس لئے اب خداوند عالم نے
دوسری کتابِ شریعت نازل فرمادی اور دوسری امت برپا کر دی جسے دینا
اہلِ سیاہ کے نام سے پہچانی ہے۔

قانونِ تہادی

عالمِ خلق میں ہر چیز کی ایک عمر ہے۔ جس کے سنی یہ ہیں کہ وہ
ایک وقت پیدا ہوتی ہے۔ طفولیت کے زمانے سے گذرتی ہے، شباب
وجوانی میں آتی ہے۔ پھر بڑھاپے میں پہنچ کر کمزور ہو جاتی ہے۔ آخر کار
اجلِ تعین مہم ہوتے ہی مر ت کے دواڑے میں داخل ہوتی ہے۔ افراد اور
اقوام سب کا یہی حال اور آلِ قانونِ قدرت میں معززہ ہے۔ تمام افراد کے
حالات روزمرہ مشاہدے میں آ رہے ہیں۔ اقوامِ دُعم کے واقعات
چشمِ عالم کے سامنے ہیں۔ اسی حقیقت کو خداوندِ عالم یوں بیان فرماتا ہے
اللہ الذی خلقکم مِّنْ نَّحْنِ { اللہ وہی ہے جس نے تمہیں مکرر حالت
خروجِ محل من بعد ضعیف { میں بنایا۔ پھر کمزوری کے بعد قوتِ عطا کی
قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ { پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا

مَوْعِدًا۔ (تسبیح) { کرم تمہارے لئے وعدہ گاہ نہ بنائے
سواب وہ وعدہ گاہ آپہنچا۔

قانونِ اجل

ما خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ { اللہ نے سموات وارض اور ان میں کہ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا أَكَلًا { سب چیزیں حق و حکمت اور معززہ
بالحق و اجل مستحق (رد مدغ) { وقت سے وابستہ بنائی ہیں۔
هَلْ يَجِيءُ الْإِنْسَانُ أَجَلُ شَيْءٍ { ہر چیز ایک معززہ وقت تک
(لقد عا) { پہنچتی ہے۔ ..
هَلْ يَجِيءُ (اجل مستحق) { ہر چیز ایک معززہ وقت کے
(رد مدغ) { لئے پہنچتی ہے۔

ان آیاتِ نبیات میں قانونِ اجل بیان فرمایا ہے کہ ہر چیز کی
عمر مہم ہوتی ہے۔ ایک آغاز اور ایک انجام ہوتا ہے۔ زندگی و
مرگت مل کر ایک مدت مقررہ ہوتی ہے۔ جب وہ مدت ختم ہو جاتی
ہے ہر چیز حکمتِ عمل سے ٹک جاتی ہے۔ یہ قانون ساری کائنات میں
جاری و ساری ہے۔ کوئی چیز اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہر شریعت اور
ہر امت بھی اسی قانونِ اجل کے ماتحت ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔
لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ { ہر امت کے لئے ایک معززہ وقت
أَجَلُهَا دَاسَتْ أَخْرُوفُ { ہے۔ جب ان کا آخری وقت آجائے
سَاعَةٌ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ { تو وہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتے ہیں
(اعوات غ۔ یونس غ) { نہ پیچھے رہ سکتے ہیں۔

مَاتَبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلُهَا { کوئی امت اپنے مقررہ وقت کو
وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ بِهِمْ { آگے نہ پیچھے نہیں ہوتی۔
کتاب و شریعت کے بارے میں فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ { کوئی پیغمبر حکم خدا کے بغیر ایک آیت بھی

قانونِ بدآو اعادہ

اللہ بیدار الخلق شمس { کہہ دو کہ اللہ آغا ز پیدا نش کرتا ہو
یعیدہ { (روم ۷) } اور پھر دوبارہ کرتا ہے

وہو الذی بیدار الخلق { وہی پہلی بار بناتا ہے - پھر وہی
شمس یعیدہ { (روم ۷) } دوبارہ بناتا ہے۔

اللہ بیدار الخلق شمس { اللہ خلق کو شروع کرتا ہے اور
یعیدہ { (روم ۷) } پھر اسے مکرر بناتا ہے۔

آیات مبارکہ میں صاف فرمایا ہے کہ خداوند عالم خلق کو
ایک بار پیدا کر کے دست کش نہیں ہو جاتا۔ بلکہ پھر سلسلہ خلق

چلاتا ہے۔ ایک نسل کو پیدا کرتا ہے اور پھر اس کی جگہ دوسری
نسل پیدا کرتا ہے۔ ایک قوم کو برپا کرتا ہے اور پھر اس کا جانشین

دوسری قوم کو بناتا ہے۔ ایک شریعت کی مانند والی آنت کو بناتا ہے
اس کا دوسرے قسم کے دوسری نئی شریعت کو ماننے والی آنت قائم کرتا ہے

یہ قانونِ ستم ہے۔ دنیا میں خدا ایسا ہی کرتا رہا ہے اور ایسا ہی کرتا رہیگا
بیدار۔ یعیدہ۔ مفسر اس میں جو استمراری ہوتی دیتے ہیں جس

سے بلا شک واضح ہو گیا کہ آئندہ بھی خدا ایسا ہی کرتا رہیگا۔ پس نئی امت
کا پیدا کرنا۔ خدا کا دائمی قانون ہے۔ جس کا عمل پہلے ہی رمل اور آئندہ بھی

وہی ہے گا۔ قوموں اور امتوں کی پیدائش کے واقعات روئے زمین پر
عالم آشکار ہیں۔ سب جانتے ہیں اور سب دیکھتے ہیں۔ ہم میں سے

ہر شخص کسی نہ کسی پرانی یا نئی آنت کا فرد ہے۔ یہ واقعات پیشِ عالم
کے سامنے ہیں۔ اسی بات کو خداوند عالم یوں ظاہر فرماتا ہے:-

اولم یبدوا کصف { کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ خدا کس طرح
میدہ اللہ الخلق شمس { نئی آفرینش کرتا ہے۔ پھر دوبارہ لائے

یعیدہ { انت خالک { کرتا ہے۔ یہ خدا کا معمولی کام ہے۔

علی اللہ لیسیر۔ قتل

سیر وافی الارض

فانظر واکصف بدآ

الخلق شمس اللہ یبشیخ

التشاة الاخرة انت

اللہ علی الخلق شمس قدير

(علیوت ۷)

برجس پر قدرت رکھتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں صاف وعدہ ہے کہ امت محمدیہ جو

اس وقت پیدا کی گئی ہے۔ پھر دوبارہ نئی زندگی میں اٹھائی جائے گی

سورۃ اعراف میں اسی بات کو یوں بیان فرماتا ہے:-

کما بدآ کما تعودون { مسلمانو! جس طرح خدا نے تمہیں اب

فریقاً حدی و فریقاً { آغا ز کیا ہے پھر لوٹ کر تم اسی طرح کے

حق علیہم الصلۃ۔ { ہو جاؤ گے۔ میں ایک فرقہ ہدایت پر

ایک فرقہ گمراہ (جیسا کہ ظہور محمدی میں ہوا تھا)

مروج وعدہ اعادہ فرماتا ہے:-

کما بدآ انا اذل خلق { جیسے ہم نے پہلی خلق بنائی ہے اسے

نعیدہ { وعداً علینا { دوبارہ بنائیں گے۔ یہ ہمارا حق وعدہ ہے

انما کفنا فاعلمین (نبیاء) { ہم یقیناً ایسا ہی کریں گے۔

خداوند عالم نے اپنے اہل قانون اور پختہ وعدے کے مطابق

حق پرست امت کو کو باہر بنایا ہے جو اس دورِ جدید میں برپا ہوئی ہو

سورۃ روم میں یہ فرما کر کہ تمہیں کفر و حالت سے بنایا اور قوت دی۔

اور قوت کے بعد پھر کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ یہ بھی فرماتا ہے کہ

یخلق ما یشاء وهو العلیم { خدا جو کچھ چاہے گا پیدا کرے گا۔ وہی ہے

القدیر (روم ۷) { سب کچھ جاننے والا اور عظیم امانت دار مقرر کرنا

پس عظیم مقررہ پروگرام کے مطابق نئی آنت عالم خلق میں نمودار ہو

(اگر انہوں نے یہ خدائی کام نہیں کیا

تو اب ظہور محمدی میں دیکھ لیں)

ان سے کہہ دو تک میں جہل پھر کچھ

کہ خدا نے (ظہور محمدی کے ذریعے) کس طرح

نئی خلق بنائی ہے۔ خدا اسے دوسری

اٹھان میں پھر اٹھائے گا۔ یقیناً اللہ

برجس پر قدرت رکھتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں صاف وعدہ ہے کہ امت محمدیہ جو

اس وقت پیدا کی گئی ہے۔ پھر دوبارہ نئی زندگی میں اٹھائی جائے گی

سورۃ اعراف میں اسی بات کو یوں بیان فرماتا ہے:-

کما بدآ کما تعودون { مسلمانو! جس طرح خدا نے تمہیں اب

فریقاً حدی و فریقاً { آغا ز کیا ہے پھر لوٹ کر تم اسی طرح کے

حق علیہم الصلۃ۔ { ہو جاؤ گے۔ میں ایک فرقہ ہدایت پر

ایک فرقہ گمراہ (جیسا کہ ظہور محمدی میں ہوا تھا)

مروج وعدہ اعادہ فرماتا ہے:-

کما بدآ انا اذل خلق { جیسے ہم نے پہلی خلق بنائی ہے اسے

نعیدہ { وعداً علینا { دوبارہ بنائیں گے۔ یہ ہمارا حق وعدہ ہے

انما کفنا فاعلمین (نبیاء) { ہم یقیناً ایسا ہی کریں گے۔

خداوند عالم نے اپنے اہل قانون اور پختہ وعدے کے مطابق

حق پرست امت کو کو باہر بنایا ہے جو اس دورِ جدید میں برپا ہوئی ہو

سورۃ روم میں یہ فرما کر کہ تمہیں کفر و حالت سے بنایا اور قوت دی۔

اور قوت کے بعد پھر کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ یہ بھی فرماتا ہے کہ

یخلق ما یشاء وهو العلیم { خدا جو کچھ چاہے گا پیدا کرے گا۔ وہی ہے

القدیر (روم ۷) { سب کچھ جاننے والا اور عظیم امانت دار مقرر کرنا

پس عظیم مقررہ پروگرام کے مطابق نئی آنت عالم خلق میں نمودار ہو

یہ خدا کے علم و اقتدار کا زبردست نشان ہے۔ غافل و نادان اولیٰ الاہصار

قانونِ احیاء و امات

واللہ انزل من السماء ماءً
فلحیا بہ الارض بعد موتھا
ان فی ذلک لآیۃ لِّقوم
یسمعون (غل غ)

وینزل من السماء ماءً فحیی
بہ الارض بعد موتھا ان فی
ذلک لآیۃ لِّقوم یعقلون
(ردم غ)

فانظر الی انشاء رحمۃ اللہ
کھیت یحیی الارض بعد موتھا
ان ذلک لمحیی الموتی -
(ردم غ)

مکہ سے مراد حقیقتِ انسانیت کے مردہ ہیں جن کے متعلق
ذاتک لا تسمع الموتی ولا
تسمع الصم الدعاء اذا ولّو
مدبرین ہ (ردم غ)

مسلمانوں کو اسی حقیقی موت سے نکال کر زندہ کیا تھا اور پھر دوبارہ
موت اور پھر زندگی کی خبر دی تھی۔

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم
ثم یمیتکم ثم یرفعکم
(ردم غ)

کل اللہ عجیب کہ شہادتِ حیات کے بعد

ثم یجمعکم الی یوم البعث
لاریب فیہ وذلک اکثر
النام لا یعلیصون (جانیہ غ)

افمن کان میتاً فاحیئناہ
وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ
فی الناس کمن مثلاً
فی الظلمات لیس بخارج
منہا (خام غ)

کنتم امواتاً فاحیاکم
ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم
الیہ ترجعون (بقہ غ)

ثم بعثناکم من بعد
موتکم لعلکم تشکرون (بقہ غ)

كَذَلِكَ الْفُتُورُ (فاطر غ) } اس کے ذریعے مردہ نہیں کو جلا
دیجے ہیں۔ اسی قانون کے مطابق قومی زندگی ہوتی ہے۔

اسی قومی زندگی کو نشور اور خروج فرمایا ہے۔

وَاجِبِينَاهُ بِلَدِّهِ مَبِيتًا } ہم نے مینہ سے مردہ کو بستی کو زندہ
كَذَلِكَ الْخُرُوجُ (نزل غ) } کیا۔ اسی طرح قوم کا نئی زندگی میں نکلا
ہوتا ہے

خاص طور پر وعدہ فرمایا ہے کہ دعوت حق دیکر ہم تمہیں نئی زندگی دے گا

وَمِنْ آيَاتِهِ انْ خَلَقْنَاكُمْ مِنْ } اور اس کے نشانوں میں سے یہ بھی
تَرَابٍ ثَرَىٰ اِذَا دَعَاكُمْ } ہے کہ اس نے تمہیں خاک سے بنایا
دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ } پھر جب وہ تمہیں بستی میں سے اُٹھنے کی
تَخْرُجُونَ (روم) } دعوت دے گا تو تم نکل کر پڑے ہو گے۔

چنانچہ یہی لفظ مسلمانوں کے لئے فرمایا۔ خروج کی حقیقت بتا دی

كَانَتْ خَيْرًا مِّنْ اٰخِرَتِ } تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے
لِلنَّاسِ - } لئے نکالی گئی ہو۔

یوم الخروج کا وعدہ اور ہمیں دئے حق سننے کی تاکید فرمایا ہے۔

وَاسْمِعْ يَوْمَ يُنَادِ } اور کان لگا کر سننا جس دن کہ
مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ يَوْمَ يُسْمِعُنَا } سنا دی الہی قریب کی جگہ سے ندا
الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ } بلند کرے گا جبکہ لوگ آواز حق نہیں گئے
يَوْمَ الْخُرُوجِ (ق) } یہی ہو گا یوم الخروج نئی زندگی میں نکلنے
کا دن

قانون تبدیل و تبخیر

جب کبھی خدا تعالیٰ اپنا نیا کلام نازل کرتا ہے اور کسی حکم کو
بدل کر دوسرا حکم دیتا ہے تو حقیقت ما شناس پکار اٹھتے ہیں کہ
یہ بہتر جو نیا کلام ملا ہے مغتری ہے۔ درحقیقت یہ لوگوں کی
جہالت ہے کہ وہ قانون الہی اور اختیار و قدرت ربانی سے منکر ہو جاتے

ہیں۔ خداوند عالم مقرر فرماتا ہے:-

اِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ } جب ہم ایک آیت و حکم کو بدل کر
آيَةً وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا } اس کی جگہ دوسری آیت و حکم لائیگے اور
يُنَزِّلُ قَالُوا اِنَّمَا اَنْتَ } اللہ جو کچھ رفتہ رفتہ نازل کر رہا اے
مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ } غیب جانتا ہے تو نئی آیت لائے پھر
لَا يَعْلَمُونَ (نحل غ) } لوگ پیغمبر سے کہتے تو مغتری ہے۔

پیغمبر تو مغتری نہیں بلکہ اکثر لوگ علم حقیقت سے بے بہرہ ہیں
اور مقرر فرماتا ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ } ہم کوئی آیت و حکم منسوخ کرتے ہیں
نَنْسَخْهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا } یا کر گئیے یا اسے بحال ہے اور بھلائیگے
اَوْ مِثْلَهَا (بقرہ) } تو اس سے بہتر آیت و حکم لائیگے یا اس کی
ماندے آئیگے۔

آیت کے الفاظ دیکھئے طور پر قانون تبدیل و تبخیر کو دائمی و مقرر
بتا رہے ہیں کہ آئندہ بھی آیات بدل کر دوسری آیات دی جائیں گی اور
بعض احکام منسوخ کر کے ان جیسے یا ان سے بہتر احکام دیئے جائیں گے
اس قانون کے مطابق اب نئے وعدہ میں خداوند عالم نے بہت ہی قوانین
دیئے ہیں جو شرعیات و فرقانہ کے احکام سے بہتر ہیں۔ جن کی تفصیل
اپنے مقام پر بلا حوصلہ ہو سکتی ہے۔ جس طرح احکام شرعیات میں تبدیل
و تبخیر ہوتی ہے اسی طرح امت کی بھی تبدیلی ہوتی ہے۔

وَ اِذَا اسْتَشْنَأْ جَدَّ لَنَا } جب ہم چاہیں گے تمہیں بدل کر تم
اَمْثَلًا لَّكُمْ مَّتَدَبَّلَا - } جیسے اور لوگ لے آئیگے۔

وَن تَقْوُوا لِيَسْتَبْدِلَ } تم لوگو! ان کو ہواؤ گے تو تمہارے
قَوْمًا غَيْرَهُمْ () } بدلے خدا اور قوم لے آئے گا۔

اور مقرر فرمایا

یٰۤاَرَا بَے پڑا اور صاحب رحمت ہے۔ جب چاہے گا تمہیں لیجا لے گا

قوی جسمانی۔ روحانی۔ دنیاوی۔ آخری۔ ایک پہلو کو سمجھ لینے سے دوسرا پہلو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ سورۃ الشقاق میں فرمایا ہے کہ انسان نہایت ہی جدوجہد کر رہا ہے۔ جس کے نیچے میں اپنے ترقی دینے والے رب سے مل جاؤ گا۔ تب جبکہ کتاب الہی سیدھے ہاتھ میں لیگی وہ بڑا خوش ہو کر اپنے گھروالوں میں لوٹے گا۔ اور جس شخص کو کتاب پس پشت لیگی وہ ہلاکت و بربادی کو اپنی طرف بلائیگا۔ جیسے شفق کی سرخی جو آفتاب کا اثر ہے آہستہ آہستہ تم ہو جاتی ہے اسی طرح کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے والے کا نور ایمان غائب ہو جائے گا۔ اور جس طرح چاند بڑھتے بڑھتے چودھویں رات میں بدر تمام ہو جاتا ہے اسی طرح دل ایمان کلام الہی کے آفتاب کی روشنی سے استفادہ حاصل کر کے سبز ہو جائیگا اور بلند ترین اور روشن منازل پہنچ جائیگا۔ چنانچہ نہایت وضاحت سے اس قانون ارتقا کو بیان فرمایا ہے۔

لترکتہ بت طبقاتہن طبق کہ تم یقیناً درجہ بدرجہ اپنے چڑھ جاؤ گے۔ پسستی سے نکل کر بلند ہو جاؤ گے۔

قرآن مجید نے جس بلند مقام کے لئے امت کو تیار کیا تھا اس کو اچھی طرح سمجھنا اور ہر موعود میں نئے ظہور حق اور نئی کتاب اللہ پر ایمان لانا ہی وہ اسباب ہیں جن کے ذریعے یہ نشو و ارتقا حاصل ہوگی۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ تم لوگوں نے ہمیشہ پیہر وفت کو فریب کار۔ جادوگر۔ کذاب۔ مجرب روزگار۔ اور عرض مند قرار دیا۔ اور اس کی باتیں سن کر کہا ہم نے پہلے دین میں یہ باتیں بالکل نہیں سنی ہیں۔ اس لئے اس نئے پیہر کی باتیں نبی نہی نہی مکرر کرتے ہیں۔ کیا انہیں حضرت پر خدا کی وحی و کتاب اتنی ہے۔

خداوند عالم ان باتوں کے جواب میں فرماتا ہے۔ اہل بات یہ ہرگز یہ لوگ میری وحی و کتاب کی حقیقت سے ہی بے خبر اور شکوک میں مبتلا ہیں۔ اذی میش واکرام میں پڑے ہوئے ایسی باتیں بنا رہے ہیں

اور تمہارے بعد تمہاری جگہ سے چاہتا ہے نے آئیگا۔ جیسے تھیں دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ بلا شک تھیں جو وعدہ دیا جا رہا ہے البتہ اگر رہیگا اور تم لوگ نہیں سکتے۔

قانون نشو و ارتقا

واقئہ ہوامات واجلی خدانے مارا اور جلا یا ہے اور واقئہ خلق المروجین اسی نے زودادہ کا جوڑا بنایا ہے البتہ کرو (لا نفی من) ایک ہی نطفے سے جو گرایا جاتا ہے نطفۃ اذا استمنی وات اور اسی کے ذمہ ہے دوسری علیہ النشأۃ (الآخری انجم) اٹھان۔ اٹھانا۔

جیسے مادی تولید کا سلسلہ دائمی و جاری ہے ویسے ہی روحانی ولادت کا سلسلہ بھی برابر چلتا رہیگا۔ پہلے لوگ مر جائیں گے تو بھی دوسرے لوگ اٹھائے جائیں گے۔

نحن قد دنا ببینکھ الموت ہم نے تمہارے اندر موت مقرر و ما نحن بمسبوقین کر دی ہے اور ہم اس بات سے علی ان تبدل امثالکھ پیچھے نہیں رہ سکتے کہ تمہاری جگہ و منشکھ فیما لا تقبلون تم جیسے اور لوگوں کو لے آئیں اور تمہیں ایسی حالت میں اٹھائیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔

جیسے شخص کی اذی زندگی اس کی روحانی زندگی کے لئے دلیل ہے۔ ویسے ہی قوم کی پہلی زندگی اس کی دوسری زندگی کے لئے ایک نشان و ثبوت ہے۔

ولقد علمتم النشأۃ تم پہلی اٹھان کو جان چکے ہو (اولیٰ فلولوا لتذکرون) سواب دوسری نشأۃ کو کہہ دوں گے (دائمہ ع)

حیات ایک حقیقت ہے جس کے مختلف پہلو ہیں۔ فردی

واضح کرتی ہے کہ انسان برابر بلندی کی جانب ارتقاء کر رہا ہے۔ اس لئے
ذمہ کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ وحی و شریعت الہی بھی ارتقائی صورت
میں نمودار ہوتی ہے اور اب بھی اہل حق ہے۔

اس قانون ارتقاء کی بنا پر احکام جدیدہ وقت و وقت پر
پتھروں کے ذریعے نازل ہوتے رہے ہیں جس کا بیان خداوند عالم
نے یوں فرمایا ہے لکھل احل کتاب۔ ہر دور کے لئے ایک کتاب
ہوتی ہے۔ اس لئے نئی کتاب کے نزول کا سبب صرف یہ نہیں کہ پہلی
کتاب پر اختلافات کے پردے پڑتے ہیں بلکہ نئی کتاب کے آنے کی
بڑی اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ زمانہ چونکہ ترقی کر گیا ہے اور پہلے
احکام موجودہ وقت کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے نئی کتاب اور نئے
احکام کی آمد ضروری ہے۔ ورنہ دین رفتار زمانہ سے پیچھے رہ جائے گا
اور وقت سے پیچھے رہے ہوئے احکام پر عمل کرنے والی قوم ترقی کی
قوت میں پیچھے رہ جائے گی اور پس ماندہ اقوام میں شامل ہو جائیگی۔
زمانہ آگے بڑھ گیا۔ اور پس ماندہ امت آخر اپنے دین پر عمل کرنے
سے جی جھوٹ بیٹھے گی۔ جیسا کہ پرانی شریعتوں اور قدیم مذہبوں کے علمبرداروں
کا حال سب کی نظروں کے سامنے ہے کہ وہ ہزاروں کوشش کے باوجود
اپنے مذہب کو قائم نہیں کر سکتے۔ بولتے اس کے مذہب کی روحانی قوتیں
انہیں شک و رفا رہا کرتی ہیں کہ وہ لوگ خود مذہب کو اپنے کندھوں پر اٹھائے
پھر اسے کی کوشش کرتے ہیں اور کامیاب نہیں ہوتے۔ پریشاں ہو کر اپنے
حال ناز پر دوتے اور پھلتے ہیں اور دھمکتے ہیں کہ اہل حق ہیں پھر
انہی سے حایت اور شان و شوکت عطا فرمادے۔ مگر مشرق و مغرب
محبوب۔ شمال میں کہیں بھی یہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ حیرت و حسرت بڑھتی
جاتی ہے۔ اس تمام مصیبت کا علاج یہی ہے کہ سب لوگ وقت پتھر اٹھیں
اور آج جماعت خداوند عالم کی طرف دی جا رہی ہے اسے قبول کریں۔
اور مذہب ارتقاء کا بلند مقام حاصل کرتے جائیں۔

مذہب الہی کا مزہ کچھ لینے کو ایسی باتیں بھول جائیں گے۔ کیا خدا کی حیرت
کے خوابوں پر ان کا قبضہ ہے؟ کیا سموات و ارض اور استیلا پر
ان کی حکومت ہے؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ جب یہ بات نہیں ہے تو
انہیں چاہئے کہ خدا کے مقرر کردہ اسباب و ذرائع سے فائدہ اٹھا کر
ارتقاء حاصل کریں (بہترین زندگی اور دین میں ارتقاء حاصل کرنے کے
اسباب خدا کے مقرر کردہ پیغمبر پر ایمان اور کتاب اللہ کی پیروی ہیں
اگر ان اسباب کو پس پشت ڈال دینگے تو لوگ ہلاک ہونگے)
خداوند عالم فرماتا ہے کہ یہ لوگ خود تو زمینی و آسمانی نعمتوں کے مالک
نہیں ہیں۔ اس لئے

خلیق تقوا فی الاسباب ان لوگوں کو چاہئے کہ خدا کے مقرر کردہ
جنڈا ماہنا لك همزوم اسباب میں داخل ہو کر ارتقاء حاصل کریں
من الاحزاب۔ کذبت (دیکھو) اسی مقام پر قوموں میں سے
قبلہ قوم نوح و عاد مجتہد کے مجتہد ہوتے رہ چکے ہیں۔
و فرعون ذوالاوتاد چنانچہ ان سے پہلے قوم نوح۔ عاد۔
و شمود و قوم لوط و فرعون ذوالاوتاد۔ شمود۔ قوم لوط۔
احزاب الایکۃ اولئک اصحاب ایکہ یہ سب جماعتیں ل جو
الاحزاب۔ ان کل الآ پیغمبر وقت کو پہچاننے اور سامنے سے
کذاب المرسل حق عروج رہیں) ان سب سے نہیں کیا کہ
عقاب ہ (ص ۵) پیغمبروں کو قبول کیا اور سزا پائی۔

یہاں آیت مبارکہ خلیق تقوا فی الاسباب نے ثابت کر دیا
ہے کہ جہاں ہر مقصد کے لئے اسباب ہیں وہاں انسانی اور دینی ارتقاء
کے لئے کتاب اللہ اور پیغمبر وقت پر ایمان سب سے بڑا سبب ہے۔ اور
جب ان اسباب سے ارتقاء وابستہ ہے تو خود یہ اسباب بھی وقت کے
مناسب ارتقاء کرتے ہیں۔ وہ اپنی ہیئت اپنی ارتقائی تشکیل میں جلوہ گر
ہوتی رہی ہے۔ نیز آیت مبارکہ لست کے بت طبقا من طبق

قانون اکمال و اتمام

سنت اللہ کے مطابق عالم خلق میں ہر چیز کی مقدار زمان و مکان و حدود کے لحاظ سے متین ہوتی ہے قانون قدر کے تحت ہر چیز کا اندازہ معلوم مقرر ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس موجود ہیں۔ مگر ہم ہر چیز کو ایک قدر معلوم چاہی دنیا میں نازل کرتے ہیں۔ لاشعاً ہی چیزیں دنیا میں نہیں آسکتی۔ اس عالم مقید و محدود میں کمال مطلق کا ظہور نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر چیز کا اکمال ہی مقررہ و محدود میں ہوتا ہے۔ کمال اضافی عالم میں ظاہر ہوتا ہے نہ کہ کمال مطلق۔ اسی طرح کسی چیز کے اتمام کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے دائرے میں پوری ہے۔ نہ کہ اب یہ چیز دوسرے دائرے میں کسی طرح ظہور پذیر ہی نہیں ہوتی اتمام کے معنی یہی ہیں کہ جس قدر اس غرض میں ساسکتی ہے اور اس کے لئے ضروری ہے اس میں بھر پور کر دیتی ہے۔ جیسے ایک بچے کو غذا میں دودھ دیا جاتا ہے وہ بچے کے لئے پوری غذا ہے۔ جو لباس بچے کو اس کی عمر و قد کے لحاظ سے پہنایا جاتا ہے وہ اس کے لئے پورا ہے۔

اکمال و اتمام ایک عام چیز ہے۔ جو اپنے ہر مقام کے اعتبار سے جدا جدا ہے اور سب جگہ اکمال و اتمام ہی ہے۔

سورۂ نمل کا حوالہ فرمائیے۔ خدا تمہیں پیدا کرتا ہے۔ کان۔ آنکھ۔ دل دیتا ہے۔ رہنے کے لئے مکان عطا کرتا ہے۔ چرشمے کے نیچے تمہیں تیار کرتا ہے۔ اولاد اور صوف کے کپڑے۔ خشکی چھاؤں۔ پہاڑوں میں آرامگاہیں تمہیں اور زرہیں عنایت فرماتا ہے۔ ان چیزوں کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہذا لك یتقنہ نعمتہ علیکم بعدلکم تشکرمون ہ اسی طرح اپنی نعمت تم پر پوری کرتا رہتا ہے تاکہ تم اس کی اطاعت کرو۔

ان آیات مبارکہ میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو عام طور پر

انہوں کو روزمرہ ملتی رہتی ہیں۔ اور دوزخ کے عمل کو خداوند عالم اتمام نعمت کہتا ہے۔ تو اتمام نعمت ایک عالمگیر اور ہر وقت کا قانون ہے جس کا ظہور ہوا ہی رہتا ہے۔ یہاں آیت میں اتمام نعمت سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ یہ چیزیں انسانوں کے کسی خاص گروہ کو دے دی گئیں۔ اب دوسروں کو نہیں مل سکتیں۔ اسی طرح جب دینی نعمت کے اتمام کا ذکر ہو تو وہاں بھی اس قانون عام کو نبھانا چاہئے اور مقصد کو صحیح طور پر سمجھنا چاہئے کہ پہلے بھی نعمت دین کا اتمام ہوتا رہا ہے اور اب ہم پر ہوا ہے اور آئندہ اور لگوں پر بھی ہوگا۔ جب تک یہ نعمت کسی کو دی گئی اس کے سبب حال پوری پوری دی گئی۔ خدا کا کوئی عمل ناقص نہیں ہوتا

انالمزقوہم فصیبہم { ہم انہیں ان کا حصہ پورا ہی غیر منقوص (بہرہ دے) دیتے ہیں۔

سورۂ یوسف میں فرماتا ہے۔

و یتقنہ نعمتہ علیک و اے یوسف! خدا تجھے اپنی نعمت علی آل یعقوب کما کا اتمام کر گیا جیسا کہ وہ پہلے تیرے استہا علی ابویک من باپ دادا ابراہیم و یحییٰ پر اتمام نعمت قبل ابراہیم و یحییٰ کر چکا ہے۔

اگر اتمام نعمت کے معنی نعمت ختم کر دینا اور روک دینا ہو تو پھر جو چیز پہلے حضرت ابراہیم و یحییٰ پر ختم ہو چکی وہ حضرت یوسف کو کیا مل سکتی ہے؟ اور مسلمانوں کو تو ملنا محال ہے۔ لیکن نہیں اتمام نعمت ایک قانون اور عمل مستمر ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور پہلے حضرت ابراہیم پر اتمام نعمت ہوئی۔ پھر حضرت یعقوب پر۔ پھر حضرت یوسف پر پھر ابراہیم کے کرام پر۔ حضرت یحییٰ پر حضرت محمد رسول اللہ پر اور ان کے زیر سایہ مسلمانوں پر اتمام نعمت ہوئی۔ اور اب حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ اور متبعین پر اتمام نعمت ہوئی۔

آیت الیم امکملت لکم دینکم وانتممت علیکم
نعمتی میں اس بات کا اظہار فرماتے کے بعد کہ میں تم پر
اکامِ نعمت کر چکا ہوں اس سے چند آیات آگے چل کر پھر فرمایا اور
ما یرید اللہ لیجعل علیکم
من حرج و لكن یرید
لیطہرکم ولیسمّٰہ
نعمتہ علیکم لعلمکم
تشکرون ۵

” ” ” ”

نعمت پوری کر چکنے کے بعد پھر نعمت پوری کرنے کا ارادہ قابلِ غور بات ہے۔ اس سے اتمامِ نعمت کا قانون اور اس کی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔

پارہ سیتول عالمین ارشاد فرماتا ہے کہ تم مسجد حرام کو
قبلہ بنائے رکھو تاکہ لوگ تمہیں الزام نہ دیں اور تم لوگوں سے
نہ ڈرو۔ مجھ سے ڈرو تاکہ میں تم پر ہی طرح اتام نعمت کروں
جس طرح اب ایک صاحب کتاب رسولی بھیکے تم پر اتام نعمت
کی ہے۔ فرماتا ہے۔

اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری
کروں اور تاکہ تم اسی طرح ہدایت
پاؤ جس طرح اب ہم نے تم میں
رسول بھیجا ہے جو ہماری آیات
تم پر پڑھتا ہے اور تمہیں پاک
صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب و
حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور وہ راہ
و شرائع و افکار تمہیں سکھاتا ہے جو تم
نہ جانتے تھے۔

رسول کریم علیہ السلام کے بعد پھر اتمام نعمت اور صاحب مکتبہ پیغمبر کی بعثت کا مشرودہ بنایا ہے۔ اسی نعمت علی کے لئے ہر غماز میں دعا و التجار کے لئے حکم دیا ہے۔ نمازی ہر گھرت میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور خداوند عالم سے درخواست کرتا ہے اهدنا الصراط المستقیم { خدا ہمیں راہِ راست پر چلا۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ ان لوگوں کی راہ جنہیں تو نے اپنی نعمت عطا فرمائی ہے }

اور وہ (نعمت پانے والے) بنی و صدیق و شہید و صالح
ہیں جنہیں خداوند عالم نے دین و شریعت الہیہ کی تعلیم الشان
نعمت عطا فرمائی تھی۔ بندوں کو تسلیم و محبت ہے کہ وہ دین و شریعت الہیہ
کی نعمت عظمیٰ خدا سے طلب کرتے رہیں۔ کیونکہ فیض خداوندی
اور نعمت الہی کی عطا بند نہیں ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے
ما کان عطا لربک { محظوراً (بجی اسرائیل) }
عطا ہوگی نہیں مئی ہے۔
بل میداہ مبسوطان { خدا کے موبوں ہاتھ فیض و عطا فرماتے
کیلئے کھلے ہوئے ہیں۔ جیسے چاہے
دیتا ہے۔

اُس سداً فیاض میں مَجلِ نہیں ہے۔ اس کا فیض وسیع اور
اجہی ہے۔ جس کی تشکیلات بے شمار ہیں۔

مفاوضات عبد الہیاء اردو - ج ۱۱ فلسفیانہ مسائل پر مشتمل ہے قیمت عام
عصر جدید (اردو) تاریخ و تعلیمات دین بربائی - قیمت ایک روپیہ
رسالہ صلح کل (درجہ اردو) حضرت عبد الہیاء کی ایک لوح جمعیت لانا کی
کے نام حسین آپ نے تبلیغ کے جنگ کی نعت دینا سے بکھر کر دور ہو چکے ہیں
تمت دو آنہ - دس نسخہ صرف ایک روپیہ میں دے جائیگی۔

کیا امام غائب پیدا بھی ہوئے تھے؟

نہیں۔ کیونکہ یہی سہتی جو محدث قرآن ہو اور جس کی آمد آگے کے لئے ایک ہزار سال سے نہایت تفرغ و تاراجی کے ساتھ دعائیں کی جا رہی ہیں اور جس کی آمد پر زمین مژدہ میں زندگی کی نوح چھوٹے جانے کا اخصار ہو اس کے مشق یقینی طور پر یہ بھی معلوم نہ ہونا کہ وہ کس دن پیدا ہوئی۔ وہ تاریخ کیا مانتی۔ سنہ کیا تھا۔ تاریخ کا ایک انضمام واقعہ ہے۔ لیکن ہم ان احباب کی خاطر اس حادثہ پر صبر کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اچھا خاک ڈالے۔ ان اختلافات پر۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ خیر دن تاریخ اور سال اور ماں کا نام اگر معین نہیں تو نہ ہی۔ بہر حال ان روایات میں یہ ضرور سمجھا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کے مگر میں ایک فرزند پیدا ہوا۔ لیکن جب ہم ان روایات پر نظر غائر ڈالتے ہیں اور واقعات ولادت کا ازروئے روایت امتحان کرتے ہیں تو ہمارے لئے اس مسئلہ کی ولادت کا فرض کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے اور صریح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ تمام روایات معمول ہیں۔ ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔ مروت یہی نہیں بلکہ ابن واقعات کے بیان کر کے والوں نے اپنی شخصی و ذاتی اغراض کے حصول کے جوش میں اپنی واجب الطاعت اور لازم الاستقامت کی پوزیشن کو بھی منظر میں ڈال دیا ہے۔ یہ واقعات ولادت کی ہیں ہم ان کو ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، فیصلہ تاریخی حجت پر چھوڑتے ہیں۔ چند مشہور معنوں میں ہم نے یہ لحاظ رکھا تھا کہ ہمارے قلم سے کوئی ایسی روایت صحت و ہر جیسے جس کے راوی کی حیثیت کسی نوع سے بھی مکروہ ہو۔ اس لئے ہم نے سب سے بہتر اور مستند مگر وہ

مجتہد یا مسررابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء میں "الم غائب" کے عنوان سے ایک مضمون پیش کیا تھا۔ جس میں فرقہ شیعہ کی نہایت مبسوط جانے اور مستبر کتاب "تہذیب اللادار" جلد ۱۳ کے متعدد حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت امام غائب کے معنی ولادت، تاریخ ولادت اور سنہ ولادت، نیز آپ کی مادر گرامی کے متعلق بے شمار اور اہم اختلافات ہیں اور قطعی اور یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کی ولادت کس دن ہوئی۔ کس تاریخ کو ہوئی اور کس سنہ میں ہوئی۔ اور آپ کی والدہ صاحبہ کون تھیں۔ حتیٰ کہ جناب حکیمہ دختر امام محمد تقی علیہ السلام جن کی شخصیت فرقہ شیعہ کے نزدیک معمولی نہیں ہے، ان کے بیانات بھی کیا انہیں ہیں۔ ان اختلافات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ حضرت امام غائب کی ولادت یقینی طور پر ثابت نہیں ہوتی۔ ہمارے بعض احباب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ کون سا مسئلہ ہے جس میں اختلافات نہیں ہیں اس لحاظ سے تو ہمیں تمام مختلف فیہ مسائل کا انکار کر دینا پڑیگا۔ اگر حضرت حجت ابن الحسن کی تاریخ ولادت۔ سنہ ولادت وغیرہ کے متعلق اختلافات ہیں تو ان اختلافات سے یہ نتیجہ کس طرح برآمد ہوا کہ آپ کی ولادت ہی نہیں ہوئی۔ یہ اختلافات زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت کا دن تاریخ اور سنہ متعین نہیں کیا جاسکتا لیکن ولادت بہر حال ثابت ہے خواہ وہ کسی تاریخ کو ہوئی ہو اور کسی سنہ میں ہوئی ہو۔ ہمیں ان دوستوں کے اس اظہار خیال کے بعد بعد بھی اپنی ہی رائے پر اصرار ہے اور ہم ان کے خیال سے بالکل متفق

جناب حکیم و خیر الامم حضرت علی علیہ السلام کو انتخاب کیا گیا۔ یہ خبر
کی بہت فرقہ شنید کی کہ جس وقت ہے جو حضرت امام حسن عسکری کی بچوگی
بائیں کی جاتی ہیں۔ یہ خبر حضرت جنتہ النسنس کی ولادت کے شروع
سے برابر موجود رہی ہیں اور آپ ہی نے وایہ پوسنے کے فرائض انجام
دیے ہیں۔ آئیے حضرت جنتہ کی ولادت کی کہانی خود ان کی زبان
سے سنیں۔

۱) جناب حکیم موسیٰ بن محمد سسم سے بیان کرتی ہیں کہ
امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ آج
رات کو طہ سے ساتھ انتظار کیجئے۔ کیونکہ آج نصف شبان ہے۔ آج
رات کو خدا بہت جلد اپنی محبت کو ظاہر کرے گا۔ اور وہی دسے زمین
پر جنت خدا ہوگا۔ میں نے امام سے عرض کیا کہ اس کی ماں کون ہے
فرمایا زرجس۔ میں نے عرض کیا آپ پر خدا ہواؤں۔ میں عرض میں
کوئی اثر عمل نہیں پاتی۔ فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ میں نے سلام کیا اور
بیٹھ گئی۔ زرجس خاتون آئیں اور میرے پاؤں سے موزہ اتارے لگیں
اور کہنے لگیں اسے سیدہ من؛ آپ کی رات کس طرح گزری۔ میں نے
کہا کہ آپ ہی میری اور میرے تعلق کی مراد ہیں۔ زرجس خاتون نے میرے
اس قول کا انکار کیا اور کہا یہ آپ کیا فرماتی ہیں۔ میں نے کہا کہ میری
بیٹی! آج شب کو خداوند عالم بہت جلد آپ کو ایک ایسا جوان ملا کرے گا
جو دنیا و آخرت میں بزرگ ہے۔ پس زرجس خاتون شرم سے اپنی جگہ
بیٹھ گئیں۔ جب میں نماز عشاء سے فارغ ہوئی تو دوبارہ انتظار کیا اور
سو گئی۔ نصف شب گزرے پر بیدار ہو گئی۔ نماز شب ادا کی۔ زرجس خاتون
ابھی تک بخواب تھیں اور ولادت کا کوئی اثر ان میں نہ پایا جاتا تھا۔
توقیف نہ مانے کہ بعد میں پھر سو گئی۔ اس کے بعد مغرب ہو کر پھر بیدار ہو گئی
اب زرجس بھی بیدار ہوئیں اور نماز میں مصروف ہوئیں۔ میرے دل میں
لگے لگے گئے۔ دفعہ امام حسن عسکری نے اپنی نشست گاہ سے

اواز دی کہ اے بچو بی عجلت نہ کیجئے کیونکہ ولادت نزدیک ہے۔ میں
سورہ الم سجدہ پڑھنے لگی کہ دفعہ زرجس حیرت میں رہ کر بیٹھ گئیں۔
میں بھی کھڑی ہو گئی۔ اور میں نے کہا کہ اسم اللہ علیک۔ کیا آپ کچھ
مسموں کرتی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اپنے دل کو کتنی
دیکھو۔ کیونکہ یہ کیفیت کیفیت ولادت ہے۔ جس کے متعلق میں کہہ چکی
ہوں۔ اس کے بعد میری اور زرجس کی بھی لگ گئی۔ اور میں اس حدود
کی حرکت سے بیدار ہوئی۔ میں نے اس کے اوپر سے کپڑا اٹھایا۔ کیا
دیکھتی ہوں کہ بچہ اپنے اعضاء ہنٹ گانہ کے ساتھ مجھ میں ہے۔
میں نے اس کو اٹھایا۔ سینہ سے لٹکایا۔ دیکھا کہ آلائش ولادت سے
بالکل پاک ہے۔ امام حسن عسکری نے مجھے پکارا کہ اے بچو بی!
میرے بیٹے کو لاؤ۔ میں نے تعین کی۔ آپ نے بچہ کی رانوں کے پیچھے
اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ اور اس کے پیروں کو اپنے سینہ سے
لگا کر اپنی زبان اس کے منہ میں دبی اور اس کے چشم و جو مشن پر
ہاتھ پھیرا۔ اور نہ پایا کہ اسے شرم نہ گلام کہہ۔ پس بچہ نے کہا کہ
اشھد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشھد ان
محمدًا رسول اللہ۔ اس کے بعد امیر المومنین اور تمام ائمہ پر
کیے بعد دیگرے درود بھیجا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اے بچو بی
اس کو اس کی ماں کے پاس پہنچائیے تاکہ ان کو سلام کرے۔ اور پھر میرے
پاس لائیے۔ میں نے گئی۔ بچہ نے اپنی ماں کو سلام کیا۔ میں نے بچہ کو پھر
امام کے پاس لائی۔ آپ نے فرمایا کہ اے بچو بی! ولادت کے ساتویں
روز اس کو پھر میرے پاس لائیے۔ میں شب ولادت کی صبح کو حضرت
کی خدمت میں گئی تو میں نے بچہ کو نہ دیکھا۔ میں نے کہا آپ پر
قرآن۔ بچہ کیا ہوا۔ فرمایا میں نے اس کو اس کے سپرد کر دیا جس کے
سپر دادم موسیٰ نے موسیٰ کو کر دیا تھا۔ ولادت کے ساتویں دن میں
حضرت کی خدمت میں گئی۔ سلام کر کے بیٹھ گئی۔ فرمایا کہ میرے بیٹے کو

لاؤ۔ میں نے تمہیں کی۔ حضرت نے اس کے ساتھ وہی عمل کیا جو شہدِ ولادت کو کیا تھا۔ اپنی زبان اس کے منہ میں دی۔ گویا کہ آپ اس کو دو دھ یا شہدِ ولادت ہے جس اس کے بعد فرمایا کہ اے فرزندِ باتیں کرو۔ بچے نے کہا اشهد ان لا الہ الا اللہ الخ اس حدیث کے راوی ہونی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق عقبہ خدمتِ محارم امام حسن عسکری سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ حکیمہ نے سچ بیان کیا۔

ولادت کے اس واقعہ کو موسیٰ بن جعفر نے حکیمہ سے سنا اور جب یقین دہا تو عقبہ خدمتِ محارم امام حسن عسکری سے اس واقعہ کی تصدیق چاہی وہ نہ جواب دیا۔ جسی جی کے بیان کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر عقبہ خادم کی تائید بھی قابلِ غور ہے۔ ایک نا عزم شخص اس واقعہ کو شروع سے آخر تک کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ بچہ کی ولادت کے وقت اپنے مرد بھی علیحدہ ہو جاتے ہیں اور صرف عورتیں موجود ہوتی ہیں۔ اور وہی تمام فرائض انجام دیتی ہیں۔ بہر حال اس روایت میں چند باتیں قابلِ غور ہیں۔

(۱) حکیمہ امام علیہ السلام سے روایت کرتی ہیں کہ آپ کا سنہ زندہ کس کے بطن سے پیدا ہوگا۔ تو ان کو جواب ملا ہے کہ تمہارے بطن سے۔ یہ جواب سن کر حکیمہ امام علیہ السلام سے فرماتی ہیں کہ میں تو نہ جس میں حمل کو کوئی اثر نہیں باقی۔ اس کا جواب امام نے یہ دیا کہ نہیں ایسا ہی ہوگا۔ عام قاعدہ ہے کہ حاملہ عورت کا حمل ابتداءً چند بیضوں کے اندھی سلوم ہو جاتا ہے۔ مگر کے دورِ مری لوگ حمل کی حالت سے جاننے والی عورتیں شکل و صورت سے پتہ لگا لیتی ہیں کہ یہ عورت حاملہ ہے یا نہیں۔ اس کو بھی ہانے دیجئے۔ حمل کے آخری ایام میں ضرورتاً ایسے وقت میں جبکہ وضعِ حمل کی مدت میں چند گھنٹے ہی رہ گئے ہوں حمل کا پوشیدہ ہونا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔ جناب حکیمہ کی

آمد وقت اس مہر میں برابر رہتی تھی۔ یوں بھی وہ نہایت بجز بہ کار قانون تھیں۔ انہوں نے بچے پر پہلے تین اماموں کا زائد دیکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ کتنی ضعیف العروگی اور اس لحاظ سے ان کو ان حالات کا کس قدر بجز بہ ہوگا۔ ان کو مستقرِ حمل کے زائد سے لیکر وضعِ حمل کے وقت تک یہ معلوم ہی نہ تھا کہ نہ جس قانونِ حاملہ میں ہیں یا نہیں۔ اگر واقعی وہ حاملہ تھیں تو ہر وقت کی نشست و برخاست رکھنے والی قانونِ جناب حکیمہ کو نہ جس قانون کے حاملہ ہونے کا علم نہ ہونا بے حد تعجبِ غیر ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے یہ سنا کہ نہ جس قانون کے بطن کر سنہ زندہ پیدا ہوگا تو وہ حیران ہوئیں اور اپنی اس حیرت کے ازالہ کے لئے وہ نہ جس کے پاس پیش اور ان کا بغور معائنہ کیا۔ اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد بھی یہ بجز بہ کار قانون اسی نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ نہ جس قانونِ حاملہ نہیں ہے۔ اور انہوں نے یہ امتدادی کے ساتھ اپنی تحقیقات کے نتیجہ کو امام علیہ السلام کے سامنے رکھ دی دیا۔ اور فرمایا کہ میں نہ جس قانون میں حمل کو کوئی نشان نہیں پاتی۔ کیا آپ کا یہ واضح بیان اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ نہ جس قانونِ حاملہ نہ تھیں۔ پس جب ان کا حاملہ ہوا ہی ثابت نہیں تو پھر ولادت حقہ بن الحسن کس قاعدہ سے ثابت ہوگی۔ میں بتایا جا سکتا کہ کون سا قانون ہے جس کے تحت ایک حاملہ عورت کا حمل وضعِ حمل کے وقت تک تحقیقاتِ کامل کے باوجود ثابت نہ ہو اور ولادت وقوع میں آجائے۔ اگر بہتر التفات دیکھا جائے تو جناب حکیمہ کا بیرونِ ہی ایک نذر کہ میں نہ جس میں حمل کا نشان نہیں پاتی۔ اس تمام دعایت کو نہ صرف مشکوک ثابت کرنا ہے بلکہ بالکل باطل اعتبار سے عجز دینے کے لئے کافی ہے۔ ہم نے احتیاطاً اس فقرہ کی یہ تاویل کی کہ غالباً راوی جناب حکیمہ کے بیان کو اچھی طرح واضح نہیں کر سکا۔ آپ نے فرمایا ہوگا کہ میں نہ جس میں وضعِ حمل کے آثار نہیں پاتی۔ یعنی نہ جس قانون تو میں لیکن موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وضعِ حمل آج ہی

ہو جائیگا۔ لیکن جب ہم نے ان کے دوسرے بیانات پر نظر ڈالی تو مجبوراً ہمیں اپنی اس ذہنی کئی تاویل کو انفس کے ساتھ واپس لینا پڑا۔ ان دوسرے بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے طرح تحقیقات کرنے کے بعد بھی جناب حکیم کو زحمت فاقون کے حاملہ ہونے کا یقین نہیں ہوا۔ ہم ان بیانات کو آئندہ پیش کر گئے۔ ابھی ہمیں اسی روایت کے دوسرے حصوں پر غور کرنا ہے۔

(۳) اسی روایت میں جناب حکیم بیان کرتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے سجدہ کیا۔ ماں کو سلام کیا۔ وحیاً، الہی اور رسالت عسکری کا اقرار کیا۔ اور عہدات، ائمہ معصومین پر درود و سلام بھیجا۔ صفت انسانی نہیں۔ جناب حکیم کے دوسرے بیانات میں تو یہ بات تک جود ہے کہ اس بچے نے تورات و انجیل و زبور و مستران کو بھی پڑھ ڈالا۔ یہ واقعات سراسر خلاف فطرت، خلاف عقل اور خلاف قرآن ہیں جو رنگ و بون سے پوشش عقیدت و ارادت یا ولادت امام غائب کے معاملہ کو اہم بنانے کے لئے تصنیف کئے گئے ہیں۔ اور منسوب کر دیتے جناب حکیم کی طرف۔ اس موقع پر یہ کہا جانا ممکن ہے کہ یہ واقعات خلاف فطرت و خلاف قرآن نہیں ہیں۔ حضرت یحییٰ کا گھبراہ میں کلام کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جبرئیل کا گھبراہ میں کلام کرنا ہم فرض بھی کر لیں تو اس کا جواب صاف ہے۔ مریم مژدرا کو سید دیوں کی تہمت سے بچانے کے لئے قدرت نے یہ انتظام کیا کہ میح سے گھبراہ میں باتیں کر لیں۔ لیکن امام حسن عسکری کے گھر میں مذاک کو کیا مزدت پیش آئی تھی اور حضرت حجتہ بن الحسن کے کلام کرنے سے اس وقت مخلوق کو کیا فائدہ پہنچا۔

(۴) اس روایت میں تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ جب حکیم شب ولادت کی صبح کو دوبارہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دلکش و بشریت لے گئیں تو انھوں نے بچہ کو نہ دیکھا۔ ماں کی گود خالی دکھ کر ام سے دریافت کیا کہ بچہ کیا ہوا۔ تو امام نے جواب دیا کہ میں نے اسکو

اس کے سپرد کر دیا جس کے سپرد مادر موسیٰ نے موسیٰ کو کیا تھا۔ اہل تو حضرت حجتہ بن الحسن شیعہ صفات کی بنا پر شب میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔ اس وقت تک حکیم وہی عرصہ تھیں اور اگر ماں لیا جائے کہ مزید صحت و عافیت ادا ہوئی تو حکیم کا بچہ کو باپ کے پاس لے جانا۔ وہاں بچہ کا شہادتیں ادا کرنا۔ درود و سلام بھیجنا۔ قرآن و تورات و زبور و انجیل کا در دکرنا۔ اور بعض روایات مندرجہ بھار لاف و اڑکی بنا پر تمام صحت انبیاء و مرسلین کا پڑھنا تمام باتوں کے وقوع میں آنے کے لئے بھی کافی وقت دیکر ہے۔ اس تمام کادروائی کے ختم ہونے تک یقیناً کافی دن چڑھ چکا ہوگا اور ان تمام واقعات کے وقوع میں آنے تک میں کافی دن چڑھ چکا ہوگا حکیم خانہ امام حسن عسکری میں موجود رہی ہیں۔ پھر ان کا یہ فرمانا کیا منی رکھا ہے کہ میں شب ولادت کی صبح کو جب حضرت کی خدمت میں گئی تو میں نے بچہ کو نہ دیکھا۔ کیا اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روایت سراسر جعل ہے۔ علاوہ بریں جناب حکیم نے بچہ کو کوئی نہ دیکھا۔ بچہ کا کیا حشر ہوا۔ اس واقعہ کو حکیم خود امام سے دریافت کرتی ہیں تو امام جواب میں فرماتے ہیں کہ وہ اس کے سپرد کر دیا گیا۔ جس کے سپرد موسیٰ کر دیئے گئے تھے۔ ہم اس کلام امام سے کیا کہیں۔ موسیٰ تو دریا میں ڈھل دیئے گئے تھے تو کیا اس کا یہی مطلب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بچہ بھی سپرد دریا کر دیا گیا۔ یا اس ارشاد امام سے یہ سمجھنا چاہئے کہ مادر موسیٰ نے موسیٰ کو خدا کے سپرد کر دیا تھا۔ اسی طرح یہ بچہ بھی خدا کے سپرد کر دیا گیا۔ ان دونوں میں جو مطلب بھی آپ چاہیں سمجھ لیجئے۔ دونوں صورتوں میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہ پیدا تو ہوا مگر فحاشا گیا۔ چنانچہ ایک تاریخی واقعہ اس بچہ کی وفات کی تائید کرتا ہے اور وہ یہ کہ بعد وفات جناب امام حسن عسکری جب آپ کے بھائی جعفر نے دولہا امات کیا تو علامہ مشعلانی نے ممبر پر چڑھ کر جعفر پر لعنت بھیجی۔ اور یہ کہا کہ امام حسن عسکری کے بعد ان کا ایک فرزند

موجود ہے جو غائب ہے۔ اس کے جواب میں جعفر نے کہا کہ میرے بھائی نے لاہور کے کسی حالت میں وفات پائی ہے۔ ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کی قبر موجود ہے۔ اُوں قبر کو دکر اس کی لاش دکھاؤں۔ لیکن شیعہ حضرات جعفر کے اس قول کو تسلیم نہ کریں گے۔ کیونکہ وہ جعفر کو جعفر کذاب کہتے ہیں۔ اچھا غلط ہے۔ لیکن اس کا کیا جواب ہے کہ میں بھار الا فاریں ایک اور روایت ملتی ہے جس کے راوی ابوسعید بن ادریس ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری نے میرے پاس ایک جو سفند بھیجا۔ اور فرمایا کہ اس کو میرے فلاں جیسے کے لئے معیت کر دو۔ خود کھاؤ اور اپنے اہل و عیال کو کھلاؤ میں نے تعمیل حکم کی۔ اس کے بعد جب میں خدمت آنحضرت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹے نے وفات پائی۔ (دیکھو بجا والا نور منہ) لیجئے۔ چھٹی پائی۔ اگر ایک طوطا بنام کبیر کی شہادت ہے کہ حضرت حجت پیدا ہوئے تو دوسری طوطا امام علیہ السلام کے بھائی جعفر بن امام علی نقی اور ابوسعید بن ادریس جو حضرت امام کے معتقد ہیں، شامل ہیں دونوں کی شہادت یہ ہے کہ اس بچے نے وفات پائی۔ جہانگیر روایت کا نقل ہے الفضل سے دیکھو کہ ولادت حضرت حجت یقینی ہے یا ان کی وفات یقینی ہے یا ولادت و وفات دونوں مشکوک ہیں۔ کم از کم ولادت و وفات دونوں کو مشکوک تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ پس ایک ایسا معتد بہ رجز جنہو ایمان نہیں بنایا جاسکتا جس کی بنیاد مشکوک بیانات پر قائم ہو۔

آب ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔

(۲) محمد بن عبد اللہ طبری بیان کرتے ہیں کہ وفات امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد میں کیمہ کے پاس گیا اور حجت خدا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ چلیے گاؤ۔ میں چلیا۔ تو سفند لایا کہ محمدؐ خدا دے زمین کو حجتہ المظہرہ و معاصرہ سے خالی نہیں رکھتا۔ اور امامت کو خدا نے حسن و حسین کے علاوہ کسی اور شخص میں قرار نہیں دیا۔ اور یہ اس لئے کہ

یہ دونوں سب سے افضل ہیں۔ خدا نے حسین کو اولاد حسن پر فضیلت دی۔ جس طرح اولاد ہارون کو اولاد موسیٰ سے فضل قرار دیا اور ضروری ہے کہ امت میں حیرت واقع ہو تاکہ باطل پرست شکرین۔ اور حق پرست خاص ہو جائیں۔ یہاں تک کہ مخلوق کی محبت خدا پرندہ ہے۔ اور ضروری ہے کہ یہ حیرت امام حسن عسکری کے بعد واقع ہو۔ میں نے کہا کہ اے میری سردار! کیا امام حسن عسکری کا کوئی فرزند ہے؟ حکیم چنبی۔ اور فرمایا: میاں نہوتا تو محبت خدا کون ہوتا۔ میں نے ابھی تم کو خبر دی کہ حسن و حسین کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے امامت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ حق خدا کی ولادت کا حال سنائیے۔ تو کلمہ لے کہا کہ میری ایک کینز مٹی۔ جس کا نام نر میں تھا۔ میرا بیٹھا میرے پاس آیا اور اس کی طرف گھورنے لگا۔ میں نے کہا کہ اے سید من میرا خیال ہے کہ تم اس کینز کو دل دے بیٹے ہو۔ تو کیا میں اس کو تمھارے پاس بھیج دوں؟ اس نے کہا جیے اس سے فتنی نہیں ہے لیکن اس کو دیکھ کر مجھے تعجب مزور ہے۔ میں نے کہا تعجب کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ سیت جلد اس کینز سے ایک فرزند بزرگ پیدا ہو گا۔ جو زمین کو عدل و داد سے بھر دیا۔ جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ میں نے کہا تو میں اس کو کھلمے پاس بھیج دوں؟ تو امام حسن عسکری نے فرمایا کہ اگر باپ سے اجازت حاصل کیجئے۔ میں لباس بدل کر اپنے بھائی (امام علی نقی) کے گھر گئی۔ سوگم کر کے بیٹھ گئی۔ ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ امام علی نقی نے فرمایا کہ لے کیمہ۔ جس کو حسن عسکری کے پاس بھیج دو۔ میں نے عرض کیا۔ میں ہی ان سے آئی تھی۔ میں نے کینز کو راستہ کیا اور حسن عسکری کو دیا۔ اور میں نے دونوں کو کچھ دن اپنے گھر رکھا۔ اس کے بعد میں نے دونوں کو اپنے بھائی کے گھر بھیج دیا۔ پھر میرے بھائی کی وفات چھٹی اور حسن عسکری ان کے جانشین ہوئے۔ میں ان کی زیارت کو گئی۔ جس طرح اپنے بھائی کی زیارت کو جلا کرتی تھی۔ ایک موز جب میں امام حسن عسکری کی خدمت میں گئی۔ تو نر جس میرے پاس آکر میرے موزہ آٹا رنے لگی۔ میں نے کہا آپ میری سردار ہیں

بھنا میں اپنے پاس تمہارے اہل حق میں نہ دھکی کر آپ موزہ ماناں۔ بلکہ
 مجھ کو آپ کے خدمت کرنی چاہئے۔ امام حسن شکر نے ہمارے گھٹنگوئی تو فرمایا
 کہ اسے بچھو، خدا آپ کو جو جسے خیر دے۔ میں خدوب آفتاب تک وہیں
 رہی۔ میں نے ترجمیں کو پکڑا اور کہا کہ میرے کپڑے لاؤ تاکہ اپنے گھر جاؤ
 حضرت نے فرمایا کہ آج کی رات ہی مجھ پر قیام فرمائیے۔ اٹھ شب کو وہ ولیکرم
 پیدا ہوگا۔ جس کے سبب خدا زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرے گا
 میں نے عرض کیا کہ کس کے لبوں سے ہوگا حالانکہ میں ترجمیں میں آثارِ عمل
 نہیں باقی۔ تو فرمایا کہ ترجمیں ہی سے ہوگا۔ میں ترجمیں کے قریب گئی۔ اس کی
 پشت کو دیکھا اور جل کا گوئی اثر نہ دیکھا۔ پس حضرت کی خدمت میں گئی اور لڑائی
 خیر دی۔ حضرت ہنسے اور فرمایا کہ آج کی رات صبح کے وقت اس کا عمل ظاہر
 ہوگا۔ اس کی مثال اور بوٹی کی مثال ہے کہ کوئی شخص اس کے عمل سے مطلع
 نہیں ہوا۔ کیونکہ فرعون، حامد عورتوں کے پیٹے چاک کر ڈالتا تھا۔ یہ مولود
 بھی شس ہوئی ہے۔ میں ہی رات صبح تک منتظر رہی جاگتی رہی اور ترجمیں
 اس طرح سو رہی تھیں کہ کدھ تک نہ بولتی تھیں۔ جب آخر شب ہوئی تو
 تڑپ کر اٹھی۔ میں نے سینہ سے لٹکایا اور حال پوچھا تو کہا وہ بات ظاہر ہو گئی
 جس کی خبر امام نے آپ کو دی ہے۔ ناگاہ امام نے صدا دی کہ انا انزلناہ
 پڑھو۔ میں پڑھنے لگی کہ دھشت میں نے سنا کہ مولود بھی شکم مادر میں وہی
 پڑھتا ہے جو میں پڑھتی ہوں اور اس نے مجھے سلام کیا۔ میں مضطرب ہو گئی
 اور رونے لگی۔ امام نے فرمایا کہ خدا کے کاموں میں قیام نہ کرو۔ خدا
 ہم کو خیر فراہم کی حالت میں اپنی حکمت سے گواہ کرنا ہے اور جب ہم چشم
 ہو جاتے ہیں تو ہم کو اپنی محبت قرار دیتا ہے۔ کلام امام آخر تک نہ پہنچا
 تھا کہ ترجمیں بری نوروں سے غائب ہو گئی۔ گویا کہ میرے اور اس کے
 درمیان پردہ خالی ہو گیا۔ میں فریاد کرتی ہوئی امام کے پاس دوڑی۔ اپنے
 فرمایا کہ وہاں جاؤ۔ ترجمیں کو تم ہی جگہ دکھیو گی۔ میں واپس گئی۔ ترجمیں
 موجود تھیں۔ اور میں ان کے امداد نور دیکھ رہی تھی۔ اس نور سے بری آنکھوں کو

خیر کر دیا۔ دھشت میں نے اپنے برابر ایک لڑکا دیکھا۔ جو زمانہ کہ اپنے
 کردار تھا۔ امداد محبت شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے اشد اذات لا الہ
 الا اللہ وان جدی رسول اللہ والی امیر المؤمنین کہتے تھے اس کے
 بعد اس نے تمام ائمہ کا یکے بعد دیگرے نام لیا۔ یہاں تک کہ اپنا نام لیا اور
 کہا اللہم انتخانی وعدلت والتمصلی امری ونبئت وطائی واصلی
 الارض بل عدل لا وقسطا۔ امام حسن شکر نے کہا کہ مجھے دیکھو۔ میں بچہ کو
 لائے کے پاس نے تھی اور کھڑی تھی۔ اس حالت میں کہ بچہ میرے اہل حق پر
 تھا۔ اس نے حضرت کو سلام کیا۔ حضرت نے اس کو لے لیا۔ فوراً ہی صحت مرغا
 آپ کے سر پر آؤتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت نے ان میں سے ایک کو بچھا ما۔
 اور اس سے کہا کہ اس بچہ کو لے جا۔ حفاظت کر اور ہم مدینہ میرے پاس
 پس مرغا نے اس کو اٹھایا اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ اور تمام مرغا
 اس کے پیچھے پیچھے آؤٹے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں مجھ کو پسر کو اٹھا لیا
 وہ چیز جو اور بوٹی نے تیرے پسر کی تھی۔ ترجمیں رونے لگی حضرت
 نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ کیونکہ اس مولود کے لئے تمہارے سوا
 دوسرے کا دودھ پینا حرام ہے اور جلد ہی تمہارے پاس واپس
 آئے گا۔ جس طرح مٹی اپنی ماں کے پاس واپس آ جئے تھے۔ اس کی تصدیق
 کلام خدا یوں کرتا ہے کہ ضرور دنا الی آئندہ کی فقر عینہا ولا
 تخزن۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مرغا کون ہے۔ فرمایا روح اھل حق
 جو اللہ پر مومل ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے۔ مکہ نے کہا کہ ہم روز
 بعد آنحضرت نے مجھے بتایا۔ میں گئی۔ تو میں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو
 چل پھر رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو طفلی دو سالہ معلوم ہوتا ہے۔
 حضرت نے فرمایا کہ انبیاء وادھیاء وہ اولاد جو امام بنتی ہے ان کی
 نشو و نما تمام لوگوں کی نشو و نما کے خلاف ہوتی ہے۔ ہمارا ایک ماہ کا
 بچہ دوسروں کے ایک سال کے بچے کے برابر ہوتا ہے۔ ہمارا بچہ
 تکلم مادر میں کلام کرتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے۔ عبادت خدا کرتا ہے

اور شیر خوارگی کے وقت ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ حکیم نے کہا کہ میں ہر چالیس روز کے بعد کو دیکھا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ امام حسن عسکری کی وفات سے چند روز پہلے وہ بچہ پورے انسان کے قد و قامت کے برابر ہو گیا۔ اور پھر میں نے اس کو نہ بچھا اور امام حسن عسکری سے عرض کیا کہ یہ مرد کون ہے جس کے سامنے آنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں۔ فرمایا زحس کا بیٹا اور وہ میرے بعد خلیفہ ہے۔ میری وفات اب بہت جلد ہوگی۔ تم ابھی کی اطاعت کرنا۔ چند روز بعد امام نے وفات پائی۔ لوگوں نے کپ کی نسبت جھوٹی باتیں مشہور کیں۔ قسم بخدا۔ میں صبح و شام قائم کو دیکھتی ہوں۔ اور وہ مجھ کو ان باتوں کا جواب دیتے ہیں جو لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ قسم بخدا میں جس وقت کوئی بات پوچھتی رہا تو وہ پہلے ہی اس کا جواب دیدیتے ہیں۔ انھوں نے بڑے آئے کی خبر مجھے مل رات دیدی تھی۔ اور مجھ سے فرمایا تھا کہ میں تجھ سے تمام باتیں پرچ کہیوں۔ محمد بن عبد اللہ راہی حدیث کہتے ہیں کہ حکیم نے مجھے وہ باتیں بتائیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ اس لئے میں نے حکیم کی صداقت کا یقین کر لیا۔

ہم نے روایت منکدرہ کو تمام کمال دین کر دیا ہے تاکہ ارباب ہوش اندازہ کر سکیں کہ شیعہ راویوں نے حضرت قائم آل محمد کے مسئلہ کو ظلم و ہوشربا بنائے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ان کی افسانہ تراشی اور غلط گوئیوں کے باعث حضرت ائمہ طاہرین پر دھبہ آئے تو آئے مگر ان کی اپنی افواہوں کے حصول میں فرق نہ آئے۔ سب سے زیادہ انھوں میں اس بات کا ہے کہ شیعہ صاحبان ایک ہزار سال سے ان بے سرو پا افسانوں پر سر دھنتے چلے آئے ہیں اور ان روایات کے ایک ایک حرف کو وہی آسانی سمجھتے ہیں۔

روایت مابقی میں حکیم فرماتی ہیں کہ شب ولادت میں امام

حسن عسکری نے ایک شخص کو بھیج کر ان کو اپنے گھر بلایا۔ اس بیان میں وہ فرماتی ہیں کہ وہ خود ہی امام حسن عسکری کے گھر تشریف لے گئیں تھیں۔ کہ امام نے حضرت حجت کی ولادت کی ان کو خبر دی۔ پہلی روایت میں فرماتی ہیں کہ ہارشدان کو امام نے خبر دی کہ یہ بچہ زحس کے بطن سے ہوگا۔ اس بیان میں فرماتی ہیں کہ شب ولادت سے بہت عرصہ پہلے امام حسن عسکری اس بچہ کی پیدائش کی خبر دے چکے تھے۔ اس اختلاف بیان کے علاوہ یہ بات ایک مرتبہ پھر قابل غور ہے کہ جب بہت عرصہ پہلے جبکہ امام کا تعلق زحس سے ہوا بھی نہ تھا حکیم کو زحس کے بطن سے حضرت حجت کی ولادت کی خبر مل چکی تھی۔ تو وہ برابر زحس کے گل کا اندازہ کرتی رہی تھیں۔ کئی کہ شب ولادت کو آپ امام سے پوچھتی ہیں کہ فرزند کس کے بطن سے پیدا ہوگا۔ حالانکہ زحس میں تو گل کا نشان تک نہیں۔ اور جب امام نے فرمایا کہ نہیں زحس ہی کے بطن سے ہوگا۔ تو ان کو زحس کے قریب جاکر ان کی پشت کو دیکھنا پڑا۔ اور پھر بھی ان کی رائے یہی قائم ہوتی ہے کہ زحس حاملہ نہیں۔ اور یہ دوسری شہادت ہے جس سے زحس کا حاملہ نہ ہونا ثابت ہے۔

یہاں ہم پھر اپنے اس امر اصرار کو دہراتے ہیں کہ ایام گل کے پورا ہونے کے بعد ایک حاملہ صحت کے گل کا نشان تک نہ پاسے جانے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ لیکن اس روایت میں گل کا پتہ نہ لگنے کی ایک وجہ بھی نظر آتی ہے۔ امام اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ ان کی مثال مادر موی کی تھی کہ کوئی شخص بھی ان کے حمل سے مطلع نہیں ہوا۔ کیونکہ فرعون حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر ڈالتا تھا۔ اگر حقیقت یہ بیان درست ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ مادر موی کے گل ظاہر نہ ہونے کی وجہ تو یہ تھی کہ ایسا نہ ہو فرعون خبر ہو جائے اور وہ مادر موی کا پیٹ چاک کر ڈالے۔ لیکن امام حسن عسکری کے وقت کی حکومت حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک نہیں کر دیتی تھی۔ پس جب پیٹ چاک ہوئے گا تو خود ہی نہ تھا تو حضرت خیرہ کا گل پر مشیدہ رکھنے میں کیا صحت تھی۔ علاوہ براین یہ بات بھی قطعی غلط ہے کہ موی کا گل ایسا غنی تھا

کہ اگر کوئی مادرِ مری کا امتحان کرنا تو بھی محل کا پتہ نہ پتا۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ کوئی شخص اس امر کی طرف توجہ نہ کر سکا کہ مادرِ مری حائل ہیں اس کے علاوہ یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ فرعون حائل عورتوں کے بیٹ پاجک کر ڈالنا تھا۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ لڑکیوں کو زندہ رکھنا تھا اور لڑکیوں کو مار ڈالنا تھا جیسا کہ قرآن مجید شہادت دیتا ہے۔

اس کے بعد حکیم ایک اور بات بیان کرتی ہیں جو انھوں نے بیانِ اسبق میں بیان نہیں کی۔ یعنی زحسب کا فرزند شکمِ مادر میں اتنا اتر لیا کہ اس کی قوت کرنا تھا اور اس کا وزاں تلاوتِ شکمِ مادر سے باہر نہ رہی تھی۔ یہ نیز العقول واقعہ جناب حکیم برداشت نہ کر سکیں چنانچہ فرماتی ہیں کہ میں منقلب ہو کر رونے لگی۔ جناب حکیم کی طرح جو شخص بھی اس واقعہ کو سنے گا وہ حیران رہ جائے گا۔ یہیں بھی حیرت ہوئی لیکن ہماری یہ حیرت بہت جلد دور ہو گئی جبکہ آگے چل کر انہی روایت میں ہم نے پڑھا کہ امام نے فرمایا خدا کے کاموں میں تعجب نہ کرو وہ ہر حالتِ شیرِ خوارگی میں اپنی حکمت سے گویا کرتا ہے۔ بچہ کو شکمِ مادر میں کلام کرنے کی شائیں عالمِ نظر میں موجود نہیں ہیں۔ اس نے حضرت بن الحسن کا شکمِ مادر میں تلاوتِ قرآن کرنا ہمیں تسلیم نہیں ہے۔ لیکن اگر واقعی یہ واقعہ پیش آیا۔ اور اس کی وہ وہی ہے جو امام فرماتے ہیں (اگرچہ میں یقین نہیں ہے کہ یہ کلامِ مصوم ہے) تو شاید علماءِ ہرانی عقلی و نقلی معتبر دلائل سے ثابت کریں کہ خدا کا انبیاء و اوصیاء کو حالتِ شیرِ خوارگی میں بے ضرورت گویا کرنا کس حکمت و دانائی کا اظہار کرتا ہے اور یہ بھی ثابت کریں کہ انبیاء و اوصیاء حالتِ شیرِ خوارگی میں کلام کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ واقعہ درست ہے تا کہ ائمہ طہارین حالتِ شیرِ خوارگی میں یا شکمِ مادر میں کلام کرتے رہے ہیں تو جناب حکیم جیسی معتبر بزرگوار جہادِ فائق کو جو امام علی رضی اللہ عنہما حسنِ عسکری کو شکمِ مادر میں اور حالتِ شیرِ خوارگی میں دیکھ چکے ہیں اور ان ہر دو اماموں کو انھوں نے ضرور شکمِ مادر میں کلام کرنا دیکھا ہو گا۔ وہ اس واقعہ کو دیکھ کر کیوں حیران نہیں

اس کے بعد زحسب خاتون حکیم کی نفروں سے غائب ہو جاتی ہیں اور پھر وہیں موجود ملتی ہیں اور حکیم ان کے جسم سے ایک نور نکلتا ہوا دیکھتی ہیں جو ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ اور اسی انوار میں دھندلے ایک نورِ نور دیکھتے کہ سمجھ میں نہ آتا ہے۔

اس امر کی وضاحت کی ضرورت ہے کہ نور کی کیا حیثیت ہے۔ وہ کیا شے ہے اور وہ کیونکر زحسب کے بدن سے اٹھتا ہوا مصوم ہوا؟ ایک دنیا ایسی پوشنی اور نور کے فقور سے بالکل بے خبر ہے جو باطنی طور پر انسانی بدن سے چھوٹ نکلتے اور مردوں کی آنکھوں کو چند عیادے۔

بعد ازاں چند مرغ بالائے ہوا اُڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو امام پکارتے ہیں۔ وہ نیچے آتا ہے۔ آپ اپنے فرزند کو یہ کہتے ہوئے اس کے حوالہ کر دیتے ہیں کہ کجا اس کو لے جاؤ۔ ہم روزِ تک اس کی حفاظت کر اور ہم روز کے بعد اس کو لاؤ۔ وہ آسمان پر لے جاتا ہے۔ حکیم دریافت کرتی ہیں کہ یہ مرغ کون تھا۔ تو امام فرماتے ہیں کہ روح القدس تھا جو امت کی تربیت کیا کرتا ہے۔ ہماری کچھ میں یہ بات آئی کہ روح القدس کیا چیز ہے۔ اور کیا

روح القدس مرغ کی شکل میں تبدیل ہو سکتی ہے؟ اور یہ کہ اگر وہ مرغ روح القدس تھا تو اس کو کجا سے کی کیا ضرورت تھی وہ برائے تربیت خود آتا اور خود آیا تھا۔ اور پھر امام نے ہم روزِ تک حفاظت کرنے کے لئے اس کو اپنا بچہ کیوں حوالہ کیا؟ کیا اس نے اپنے بچہ کی بہرِ حفاظت نہ کر سکتی تھی۔ اور جب یہ جہت

قانونِ فطرت کے مطابق دودھ پیتا تھا اور ہم روز کے بعد بھی آسمان سے واپس آکر اس نے اس کا دودھ پینا شروع کیا تو پھر آسمان پر چالیں روز تک یہ بچہ بغیر دودھ کے کیونکر زندہ رہا؟ کیا حضراتِ علمائے شیعہ اس بیان کو جائزہ مستوفیت پہننے کی کوشش کر چکے؟

مکیر فرمائی ہیں کہ جب فرزند بچہ کو ۴۰ روز کے لئے لایا تو میں ۴۰ روز کے بعد امام کے بلانے پر نہ ان کے گھر گئی۔ تو میں نے ایک لڑکے کو چلے پھرتے دیکھ کر عرض کیا کہ یہ تو طفل دو سالہ مسلم ہو جائے۔ امام نے فرمایا کہ انبیاء و اوصیاء کی وہ اولاد جو امام بنتی ہے اس کی نشو و نما عام لوگوں کی نشو و نما کے خلاف ہوتی ہے۔ ہمارا ایک ماہ کا بچہ دوسروں کے اکیال کے بچے کے برابر ہوتا ہے۔“

یہ بیان بھی باطل فرمائی اور خلاف حقیقت ہے۔ ابھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ جناب مکیر نے موسیٰ بن جعفر سے بیان کیا کہ میں شب ولادت کی صبح کو دوبارہ خدمت آنحضرت میں پہنچی۔ لیکن اس روایت میں فرمائی ہیں کہ میں ۴۰ روز کے بعد امام حسن عسکری کے گھر گئی۔ دونوں بیانیوں میں اختلاف ہے۔ فرمائیے صبح کو کون سا ہے۔ ۴۰ روز کے بعد جب وہ دوبارہ ان کے گھر گئیں تو انھوں نے ۴۰ روزہ لڑکے کو دو سال لڑکے کے برابر دیکھا یہ بات مراسرہ خلاف غلط ہے۔ پھر اس خلاف غلطی و افتقار مطابق غفلت بنانے کے لئے ایک اور فرمائی بات امام کی طرف منسوب کی گئی ہے کہ انبیاء و اوصیاء کی امام بننے والی اولاد کی نشو و نما دوسروں کے بچوں کی نشو و نما کے خلاف ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح غلط ہے۔ غیب بات ہے کہ پیغمبر اسلام تو اپنے لئے امتنا انسانا بشر مشاککہ میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں) فرمائیے لیکن ماہتین چنبیب۔ اس کے خلاف فرمائیے۔ ہم مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ واقعات کی روشنی میں یہ بات ثابت کی جائے کہ انبیاء و اوصیاء کی امام بننے والی اولاد کی نشو و نما دوسرے انسانوں کے خلاف ہوتی ہے۔ یہ معاملہ اسی کیلئے ختم نہیں ہوا جتنا تکیر فرمایا بلین میں یہاں تک فرمائی ہیں کہ میں ہر ۴۰ روز کے بعد اس بچہ کو دیکھ کر کئی قحی۔ حتیٰ کہ یہ بچہ امام حسن عسکری کی وفات سے چند روز پہلے پورے انسان کے قد و قامت کے برابر ہو گیا اور پھر میں نے اس کو نہ پہچانا۔ اور میں نے امام سے عرض کیا کہ یہ مرد کون ہے جس کے سامنے آئے گا آپ مجھے حکم دیتے ہیں۔

امام نے فرمایا کہ زحس کا بیٹا کیا سب بھی یہ روایت ملا ہے تو انچھٹا بھی بیٹے جی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ پانچ سال کا بچہ پورے انسان کے قد و قامت کے برابر ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ خود فرمائیوں کو کسی دوسری طرح ایک فرمائیوں کا عقیدہ تو انھوں نے تسلیم کرنا تھا۔ جب ایک لڑکے کی پیدائش مشہور ہو گئی تو انھوں نے سوچا کہ مشہور شدہ سنہ ولادت کے سبب امام حسن عسکری کی وفات تک فرمائی امام کی عمر صرف ۵ سال قرار پاتی ہے۔ کہیں کچھ سمجھا۔ لوگ یہ اعتراض کریں کہ ایک نابالغ لڑکا اور وہ بھی چنبال کہہ کر امام ہو سکتا ہے تو انھوں نے ایک اور فرمائی بات کا اعتراف کیا اور لکھا کہ خدا کی قدرت نے اس چنبال لڑکے کو پورا انسان بنادیا اور وہی واجب الامتثال امام ہے۔ لیکن یہ بات بھی نہ سہی۔ کیونکہ اس کے بعد مکیر فرمائی ہیں کہ قسم بخدا۔ میں ہر صبح و شام امام کو دیکھتی ہوں اور وہ ان مسائل کا جواب دیتے ہیں جو لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات شیعہ کلمات سے ہے کہ وفات امام حسن عسکری کے بعد امام دوازہ ہفتم غائب ہو گئے اور ۹۹ سال تک اپنے تابشیں کی واسطے سے لوگوں کے مسائل کا جواب دیتے رہے۔ اب بین مکی چاہتے۔ جن میں سے سب سے پہلے اب عثمان بن سعید تھے۔ جب عثمان بن سعید کی پہلی نیابت ستر حضرت شیعہ فرمائیے کہ جناب مکیر کی نیابت بالبدایت باطل ہے۔ فرمائیے تمام روایت غلط اور خلاف عقل اور معصومات سے لبریز ہے اور کسی طرح بھی حضرت امام غائب کی ولادت کے اثبات کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتی۔

(۳) ولادت حضرت حجۃ علیہ السلام کے متعلق جناب مکیر کے وہ بیان پیش کئے جا چکے ہیں۔ موصوفہ کا ایک بیان اور ملاحظہ ہو حسین بن حمدان بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے چند مہتر لوگوں نے بیان کیا کہ مکیر نے بیان کیا کہ میں جب کبھی امام حسن عسکری کی خدمت میں جاتی تھی تو دعا کرتی تھی کہ خدا آپ کو فرزند عطا کرے۔ ایک روز حسب دستور میں ان کو دعا میں دے رہی تھی کہ حضرت نے فرمایا کہ

اسے پھوپھی۔ آپ جس مولود کی خدا سے دعا کیا کرتی تھیں وہ بہت جلد کچ کی شب پیدا ہوگا۔ یہ شب جمعہ تھی۔ شبان کا ہینہ تھا اور شمشیدہ تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج شب کو ہمارے ساتھ انتظار کیجئے میں نے کہا اے میرے سردار! وہ مولود کس سے پیدا ہوگا۔ فرمایا نہ جس سے۔ میں نے عرض کیا تمھو کو نہ جس کے مقابلہ میں کوئی کمینہ پاری نہیں معلوم ہوتی میں نہ جس کے پاس عیسیٰ۔ انھوں نے حسب دستور میرا استقبال کیا۔ میں نے اسی وقت جھک کر ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ لیکن انھوں نے تمھو کو ایسا کرنے سے روکا۔ انھوں نے تمھو کو سیدہ کہا۔ میں نے بھی ان کو سیدہ کہا۔ انھوں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں۔ میں نے کہا تم پر تمام دنیا فدا ہو۔ انھوں نے میرے اس قول سے انکار کیا۔ میں نے کہا انکار دکرو۔ آج رات خدا تم کو ایسا بیٹا عطا کرے گا جو دنیا و آخرت میں بزرگ ہے۔ وہ میری باتوں سے شرمائیں۔ میں نے ان کو غور سے دیکھا۔ لیکن ان کے اندر آثارِ حمل نہ دیکھے اور میں نے امام حسن عسکری سے عرض کیا کہ میں نہ جس میں حمل کا کوئی نشان نہیں دیکھتی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم اوصیاء کا محل پیٹ میں نہیں ہوا کرتا۔ ہمارا محل لیلوں میں ہوتا ہے۔ ہم رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ وہاں کی داہنی دان سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم فوراً خدا میں اور ہم کو نجاست آلودہ نہیں کرتی۔ تا آنکہ — (بخاری الاوار باب ولادت)

جناب حکیم کے سب سے پہلے بیان پر تنقید کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ جناب حکیم کے بیانات سے نہ جس خاتون کا حاملہ ہونا تک ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے ثبوت میں ہم نے ان کا یہ فقرہ پیش کیا تھا کہ میں نہ جس میں آثارِ حمل نہیں پاتی؟ اس کے بعد ہم نے عرض کیا تھا کہ ہم نے احتیاطاً اس فقرہ کی یہ تاویل کی کہ شاید جناب حکیم کا مطلب یہ ہے کہ آج محل نہ جس دھنچ ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ اور یہ لکھنے کے بعد عرض کیا تھا کہ جناب حکیم کے دوسرے بیانات کو دیکھ کر ہمیں اپنی یہ زبردستی کی

تاویل بھی انہوں کے ساتھ واپس لینا پڑی۔ ان بیانات میں سے ایک یہ بیان ہے جو زیر بحث ہے۔ حدیث مذکورہ میں حکیم فرماتی ہیں کہ مجھے نہ جس میں آثارِ حمل معلوم نہیں ہوئے تو میں نے امام سے عرض کیا کہ نہ جس کو محل نہیں ہے تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ہم ان کا محل پیٹ میں نہیں ہوتا۔ اگر پیٹ میں ہوتا تو ہم کو آثارِ حمل معلوم ہو جاتے۔ ہمارے نزدیک حضرت علامہ شیعہ اور ان کے قابل احترام مقلدین کی تفسیر غلط کے لئے یہ روایت بہت ہی کافی ہے۔ کیونکہ نہ صرف جناب حکیم بلکہ خود حضرت امام حسن عسکری کی شہادت بھی جیتا ہوئی۔ گو نہ جس کے پیٹ میں حضرت حجتہ ابن الحسن کا محل نہیں تھا۔ اگر پیٹ میں محل ہوتا تو حکیم کو موزوں معلوم ہو جاتا۔ ان تمام روایات کو متذکر رکھتے ہوئے جو فرقہ شیعہ کا متبع و عقیدہ ہیں بشیر صاحبان کو متفقہ طور پر اعلان کر دینا چاہئے کہ حضرت حجتہ ابن الحسن کی ماں نہ جس خاتون یقیناً نہ تھیں۔ کیونکہ امام حسن عسکری اور ان کی چھوٹی کا متفقہ بیان ہے کہ نہ جس حاملہ نہیں۔ اب رہی بات کہ حضرت امام غائب کا محل نہ جس کے پیٹ میں نہیں تھا بلکہ داہنی دان میں تھا اور اس کی وجہ یہ کہ حضرت علی علیہ السلام سے لیکر حضرت امام حسن عسکری تک تمام ائمہ اپنی اپنی پاؤں کے شکم سے نہیں باہر داہنی دان سے پیدا ہوئے۔ اور داہنی دان سے پیدا ہونے کی وجہ یہ کہ وہ خون نفاس کی نجاست سے آلودہ نہ ہوئے۔ پائیں۔ اس کے متعلق رقم الحروف کیا عرض کرے۔ شیعہ حضرات خود انصاف کے ساتھ غور کر لیں اور سوچیں۔ ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ان راویوں کے مقابلہ میں جناب امام حسن عسکری اور ان کی قابلِ محبت دام چھوٹی جناب حکیم کی ذاتِ باریہ کو ہرگز گھوڑا نہ کریں گے اور یقین کرینگے کہ یہ بیانات ہرگز ہرگز لسانِ اہل بیت سے صادر ہو سکے ہیں اور نہ جناب حکیم سے۔ بلکہ نہایت مہارت اور گستاخی کے ساتھ ان بیانات کو جناب حکیم سے منسوب کر دیا گیا ہے۔

اب تک ہم نے جنابِ حکیمہ کی ان روایات کو قلباً گنیا ہے چونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا۔ اسی سلسلہ میں جنابِ حکیمہ کا ایک اور بیان سن لیجئے۔

(۴) احمد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں ۲۶۳ھ میں حکیمہ و حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملا۔ اور پس پردہ ان سے گفتگو کی۔ اور ان کے دین و طریقہ کے متعلق ان سے سوال کیا۔ حکیمہ نے ان حضرات کے نام میرے سامنے بیان کئے جن کی امامت کی وہ معتقد تھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے ائمہ میں سے ایک حجتہ ابی الحسن بن علی ہیں۔ اور آپ نے حضرت حجتہ کا نام بتایا۔ میں نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ آپ پر قربان کرے کیا آپ نے حجتہ ابی الحسن کو دیکھا ہے؟ جن کی آپ ٹھیکو خبر دے رہی ہیں۔ یا ان کی خبر آپ تک پہنچی ہے۔ آپ نے کہا کہ امام حسن عسکری نے حجت علیہ السلام کے بارے میں اپنی ماں کو ایک خاص مکتوب لکھا تھا۔ جب میں نے اس خط کو دیکھا تو ان کی والدہ سے پوچھا کہ وہ فرزند کون تھا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ پوشیدہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حکیمہ سے جب یہ بات سنی تو میں نے کہا کہ جب وہ پوشیدہ ہیں تو شیعہ بوقت ضرورت کس کے پاس جانیگے اور کون شخص ان کی مشکلات کو حل اور شبہات کو رفع کرے گا۔ تو حکیمہ نے کہا کہ حجت علیہ السلام کی دادی جو کہ امام حسن عسکری کی ماں ہیں۔ شیعوں کو ان کے پاس جانا اور اپنی مشکلات کو ان سے حل کرنا چاہئے۔ میں نے عرض کیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ایسی وصیت کرنے میں کس کی تعلیم کی ہے کہ شیعوں کو ایک عورت کے سپرد کر دیا۔ تو حکیمہ نے کہا کہ انھوں نے عیسیٰ بن علی علیہ السلام کی پیروی کی ہے۔ اس لئے کہ امام حسن نے بظاہر اپنی بہن زینب دختر علی کو وصیت فرمائی تھی اور یہ بات اس طرح تھی کہ جو کچھ علوم و مسائل امام زین العابدین سے ظاہر ہوتے تھے وہ تمام امر امام زین العابدین کے پوشیدہ رکھنے کے لئے زینب کی جانب

منسوب ہوتے تھے۔ پس یہی حال قائم علیہ السلام کے متعلق امام حسن عسکری کا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم تو صاحبِ اقبال و احادیث ہو کیا تمھارے پاس یہ روایت نہیں ہے کہ امام حسن عسکری کی میراث ان کی زندگی میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (دیکھو بحار الانوار ص ۱۶۱ جلد ۱۳)

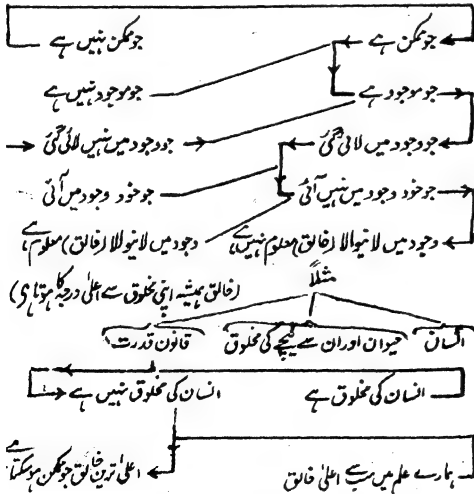
حضرت شیعہ کے ہاتھوں میں جنابِ حکیمہ سے بڑھ کر اور کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس نے بیان کیا ہو کہ حضرت حجتہ ابی الحسن اس کی انگلیوں کے سامنے پیدا ہوئے لیکن مذکورہ بالا روایت نے سب سے پہلا اور سب سے آخری چشم دید گواہی ان کے ہاتھوں سے کھودیا۔ تمام عمارت منہدم ہوگئی اور تمام سابقہ بیانات پر پانی پھر گیا۔ اس بیان میں وہی جنابِ حکیمہ جو متواتر بیانات دے رہی تھیں کہ میں نے امام غائب کی قابلہ ہونے کے فرائض انجام دیئے اپنے اس بیان میں فرماتی ہیں کہ حضرت حجت میرے سامنے تو پیدا نہیں ہوئے ہاں میں نے ایک خط میں ان کی پیدائش کا حال پڑھا تھا جو امام حسن عسکری نے اپنی ماں کو لکھا تھا۔ اور امام حسن عسکری کی والدہ ہی سے مجھے یہی معلوم ہوا کہ وہ پوشیدہ ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں معلوم۔ نیز ایک مرتبہ اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام غائب اور قوم کے درمیان نوابِ راجہ کام نہیں کرتے تھے بلکہ درمیانی سفیر امام غائب کی دادی تھیں۔ پس ان حالات میں ہمارا یہ دعویٰ یعنی روشن کی طرح ثابت ہے کہ امام دوازہوا کی ولادت کی کوئی یقینی و مبنی شہادت موجود نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ مصنف جناب الخود کا بیان بھی پڑھ لیجئے جو ولادت حضرت امام غائب کے سلسلہ کی ایک حسیبت خیر کڑی ہے۔

مصنف مذکور اپنی تصنیف تکوید میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ایک ہدایت کے مطابق دو لڑکے رکھتے تھے اور بائیں لڑکیاں۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ کے دو لڑکے تھے اور دو لڑکیاں۔ لڑکوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک علی بن محمد مقلب بن تقی علیہ السلام تھے

خدا کے وجود کا عقلی ثبوت

پیامبر ماہ جنوری ۱۹۵۳ء میں اس عنوان سے جو مضمون چھپا ہے اس کے متعلق بعض ناظرین نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ ایک مقام پر کتبائیت کی غلطی ہو گئی ہے۔ یعنی سید سے اٹھ کر (جو خود وجود میں نہیں آئی) ہونا چاہئے۔ اور اگلے ہاتھ کو (جو خود وجود میں آئی) پس ناظرین براہ کرم اسی طرح تصحیح کر لیں۔ اور چونکہ بعض دوستوں نے مزید سوال بھی کئے ہیں جن کا جواب دلچسپی سے خالی نہیں۔ اور جواب سمجھنے کے لئے لکھنا ضروری ہوگا۔ اس لئے تصحیح شدہ نقشہ بھی اس جواب کے ساتھ چھپ رہا ہے۔ ۱۲

جو کچھ بھی انسان کے تصور میں آ سکتا ہے



اگر تفصیل دیکھنے کی ضرورت ہو تو ماہ جنوری کا پیامبر ملاحظہ کریں

اور دوسرے نمبروں۔ اور روکیوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روکی کا نام خاطر اور دوسری کا امامہ تھا۔

اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام کے یہاں حکیم نام کی کوئی روکی ہی نہ تھی۔ یا کم از کم حکیم کا وجود مشکوک ضرور ہے جب جناب حکیم ہی کا وجود شک و شبہ سے خالی نہیں تو پھر یہ بیانات بھی شک و شبہات سے خالی تسلیم نہیں کئے جاسکتے جو آپ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ اب ہم سوال کرتے ہیں کہ ان ضعیف مجروح، مشکوک اور خلاف عقل روایات کے علاوہ وہ کون سی روایات ہیں جن سے حضرت امام دوازہم کی ولادت عقلی اور یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے۔

نتیجہ

(۱) عقلی اور یقینی طور پر ثابت نہیں کہ حضرت جتہ ابن العسکری کس دن پیدا ہوئے
(۲) عقلی اور یقینی طور پر ثابت نہیں کہ حضرت جتہ ابن العسکری کس تاریخ کو پیدا ہوئے
(۳) عقلی اور یقینی طور پر ثابت نہیں کہ حضرت جتہ ابن العسکری کس سن میں پیدا ہوئے
(۴) عقلی اور یقینی طور پر ثابت نہیں کہ حضرت جتہ ابن العسکری کس کے بطن سے پیدا ہوئے
(۵) عقلی اور یقینی طور پر ثابت نہیں کہ حضرت جتہ ابن العسکری پیدا بھی ہوئے یا نہیں
(۶) عقلی اور یقینی طور پر ثابت نہیں کہ حضرت جتہ ابن العسکری زندہ بھی رہے یا نہیں
(۷) عقلی اور یقینی طور پر حضرت جتہ ابن العسکری کی ولادت کے واقعات حضرت عقل ونقل کے خلاف ہیں۔

(۸) عقلی اور یقینی طور پر حضرت جتہ ابن العسکری کی مدنی گواہ جناب حکیم کا وجود ثابت نہیں ہے

(۹) ہر حضرات شیعہ کو غیر عقلی اور غیر یقینی روایات کی تقلید سے آزاد کرنا ایک فرضی وجود کے عقیدہ سے دست بردار ہو جانا چاہئے اور حضرت قائم آل محمد کے مسد کی چھان بین یقینی دلائل کی روشنی میں اندر نہ کرنا چاہئے۔ (سید ابوالعباس (صنوی) حبار چودی)

ہے جس سے اعلیٰ تر خالق ممکن نہیں۔

عقل کے مسئلہ تجزیہ نسبہ کی رو سے اس خالق کو نہ صرف اپنی مخلوق سے اعلیٰ تر مہنا چاہئے بلکہ مسئلہ نسبہ کی رو سے اُن تمام موجودات کی اعلیٰ ترین صفات بھی اُس میں ہونی چاہئیں جو اس سے ادنیٰ طبقہ میں موجود ہیں اور کچھ صفات اُن سے اعلیٰ تر بھی۔

اس نقشہ کی رو سے قانون قدرت سے شروع کر کے اگر اوپر کی طرف صعود کریں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا [وجود میں لانے والا (خالق) معلوم نہیں ہے] لیکن وہ بھی [خود وجود میں نہیں آئے] بلکہ [وجود میں لانے گئے] اور اب بھی [موجود ہیں] اور اس فیصلہ کی بنیاد صرف وہی اہل انجیل ہیں جو [انسان کے تصور میں آگے تھے] میں جو

ایسی طرح ان کے خالق کے مطلق جب ہم نقشہ میں اوپر کی طرف صعود کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کو وجود میں لانے والا خالق کوئی نہیں ہے، مگر وہ خود موجود ہے۔ اس کا امکان انسان کے تصور سے بھی باہر نہیں ہے۔ اور نہ (منطقی قانون کے مطابق صحیح تقسیم) کے خلاف ہے۔

سوال: خالق اور مخلوق دونوں میں مشترک کیا ہے؟

جواب: دونوں انسان کے تصور میں آگے تھے۔ امکان کے اندر ہیں اور موجود ہیں۔ (نقش ملاحظہ ہو)

سوال: اس خالق میں کیا چیز زیادہ ہے جو اس کی مخلوق میں نہیں ہے؟

جواب: یہ خالق کسی کا مخلوق نہیں ہے۔ اور جو کچھ بھی ممکن ہے اُس میں بھی اعلیٰ ترین ہے۔

پس مسئلہ تجزیہ کی رو سے عقل کا فیصلہ ہے کہ ایک ایسا

اس نقشہ کی بنیاد چند مسئلہ تجزیہ ہیں جن کو ہر شخص تسلیم کرتا

اور مانتا ہے۔

۱۔ جو کہہ رہے وہ اس سے اعلیٰ ہے جو زیر ہے۔ یعنی حاکم اپنے محکوم سے۔ خالق اپنی مخلوق سے اعلیٰ ہے۔

۲۔ کوئی قانون خود بخود وجود میں نہیں آتا۔ اس کا وجود میں لانیوالا خواہ معلوم اور یقین نہ ہو۔ مگر ہوا حاضر رہے۔

۳۔ کوئی قانون خود بخود جاری نہیں ہوتا۔ اس کو جاری اور نافذ کرنے والا اور نافذ رکھنے والا ضروری ہے۔ اگر نہ ہو تو قانون توڑے والے کو خود بخود سزا نہیں ملتی۔ بلکہ رفتہ رفتہ وہ قانون بالکل مٹ جاتا ہے جیسا کہ منوع شدہ شرعیات کا حال ہو رہا ہے۔

۴۔ ہر ادنیٰ طبقہ موجودات کی اعلیٰ ترین صفات اُس طبقہ سے اعلیٰ درجہ کے اندر نہ صرف موجود ہوتی ہیں۔ بلکہ اُن صفات کو اعلیٰ تر صفات بھی موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً جمادات کی جو صفات اعلیٰ تر مانی جائیں وہ سب نباتات میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ پھر پھول پھولنے اور پھلنے کی اعلیٰ تر صفت بھی ہے۔ ایسے ہی جانور جو اعلیٰ تر طبقہ ہے اس میں جمادات اور نباتات کی اعلیٰ ترین صفات کے علاوہ نقل و حرکت اور جو اس قسم کی اعلیٰ تر صفات موجود ہیں۔ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس میں جمادات و نباتات اور حیوانات کی تمام اعلیٰ صفات کے علاوہ بہت سی اعلیٰ تر صفات ہیں جو ان میں نہیں ہیں۔ جملہ تنظیم و ایجاد کا مادہ اور قوانین قدرت میں جڑی قدرت کی قدرت وغیرہ۔ پس قانون قدرت اس لئے انسان کی مخلوق نہیں کہ خود انسان پر حاوی اور حاکم ہے۔ اور قانون قدرت کا خالق یا تو وہ ہے جو (ہمارے علم میں سب سے اعلیٰ خالق) ہے۔ یا وہ

یا باہر یا اوپر یا ساتھ فوراً پہلے یا فوراً بعد
خدا کو دیکھا۔"

کیا اب بھی یہ کہنا صحیح مانا جاسکتا ہے کہ :-
"خدا کا وجود عقل سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا"
یا یہ صحیح ہے کہ

عقل اگر کسی چیز کا وجود ثابت کر سکتی ہے تو خدا کا وجود بھی
ثابت کر سکتی ہے۔ ورنہ کسی چیز کا وجود ثابت نہیں کر سکتی۔

(رحمتہ اللہ علیہ)

محفل مقدس ملی بہائیان ہندوستان بڑے

نے

امسال اپنے اجلاس منعقدہ دہلی میں ایک کمیٹی انتخاب کی ہے
جس کے ذریعہ خدمت ہے کہ اردو زبان میں جو مضامین امر بہائی
کے خلاف شائع ہوں ان کا جواب تجویز کرے اور حتی المقدور اپنی
اخباروں یا رسالوں میں شائع کرانے کی کوشش کرے۔

پس رسالہ پیامبر کے پڑنے والوں سے بالعموم اور بہائیوں
ہندوستان سے بالخصوص درخواست ہے کہ جو مضمون امر بہائی
کے خلاف دکھیں اور بے جواب کے قابل سمجھیں اس کو ذیل کے
پتے پر روانہ کر دیں۔ تاکہ کمیٹی مناسب کارروائی کرے اور
جو فرض اس کے فائدہ کیا گیا ہے اس کو ادا کر سکے۔

نیز وہ محققین جو دین بہائی کے متعلق سوالات کرنا چاہیں
براہ راست ذیل کے پتے پر روانہ فرمائیں :-

شیخ محبت اللہ قریشی۔ روبرو گڑدوارہ قزولہ، دہلی

خالق موجود ہے جس سے اعلیٰ تر خالق ممکن نہیں جس کے
اعلیٰ ترین ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کو وجود میں لایا والا
خالق کوئی نہیں۔ اور جو کوئی وجود بھی ایسا موجود ہو جس کا
(وجود میں لانے والا خالق معلوم نہیں ہے) مگر جو ہمارے
قیاس کے مطابق (خود وجود میں نہیں آیا) بلکہ غالباً
(وجود میں لایا گیا) تو جب تک اس کا وجود میں لایا والا
خالق لفظی طور پر معلوم ہو۔ عقل کی سفارش ہے کہ کجائے
ستعد غیر معلوم اعلیٰ خالق ماننے کے جرات ایک اعلیٰ ترین
قانون کو ان سب کا خالق مان لیں۔

دیندار اسی غیر مخلوق خالق کو خدا کہتے ہیں۔

اس مزید تشریح کے بعد غالباً اب وہ ایہام
بھی رفع ہو گئے جن کے متعلق بعض دوستوں نے خط
کے ذریعے سوال کیا تھا۔

اب ایک اور پہلو پر نظر ڈالئے
جن لوگوں کی عقل نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ صحیح تقسیم کی
دوسے تمام موجودات کی ایک قسم ایسی ہے جو وجود میں
نی جھٹی۔ یعنی مخلوق ہے اور دوسری قسم ایسی ہے جو وجود میں
نہیں لائی گئی۔ یعنی مخلوق نہیں۔ اگرچہ موجود ہے۔ تو جب وہ
ی چیز کو دکھیں گے ان کے ذہن میں قدرتا یہ سوال پیدا
وگا کہ کیا ہم اس چیز کو مخلوق مانیں یا نہ مانیں۔ یعنی اس چیز کا
ابق ہے یا نہیں ہے۔

چلے آپ اس بات کو خوب بھی طرح سمجھ لیجئے اور اس کے
مدان لوگوں کے قول پر غور کیجئے جو کہہ گئے ہیں کہ
"جب کبھی ہم نے کوئی چیز دیکھی تو یا اس چیز کے اندر

تست فارسی

کلام الله بلسان الله

باسم الله الناطق بلسان قومہ

و از دورای چادر عصمت صدای روح پرور یا حنیفی انظر ترائی نشنیده است -

پس کلام الله یعنی چه ؟ لسان الله یعنی چه ؟
 ناطق بلسان قومہ یعنی چه ؟ قومہ یعنی چه ؟
 کلام الله لسان میخوابد - لسان و تعب میخوابد - وجه
 بیکل میخوابد - بیکل تشکل میخوابد - تشکل تنقص میشود - و بعد از
 تشکل و تنقص ذکر محدود بودن بحدود - صعود و نزول -
 دخول و خروج - ظهور و مشهود - غرض سائر شیون که منافی
 تقدیس و تشنه به الهی است جائز بل واجب میشود - و
 برای همچنین خداوندی نمیتوان گفت غیب منج لایدرک
 است - پوشیده است - اجازه نیست کسی بسوی او قدم بپاید -
 حتی فهم و ادراک انسان با و نمیرسد -

شأن کان و میكون مقدّم ساعن الاذکار
 والاسماء مقدس بوده و خواهد بود از هر ذکر و هراسی
 و منزهّا عما یدرک اهل الانشاء -
 و برتر است از هر چه که در فهم عالم مجبّد -
 السبیل مسدود و الطلب مردود - راه وصول
 بسته شده و طلب مردود بوده -

می گویند که خداوند با برگزیده گانی چند کلام فرمودی
 و بعضی از اینها را انبیاء و بعضی را رسول می نامند و
 با وجودیکه کلام خداوند بلسان قوم این انبیاء و مسلمین نازل شد
 مردمان آنرا لسان الله گفته و مومنین آن قوم بر اقوام دیگر
 اخصت نموده گفت و زبان خود را لسان الله افتخار کرده و
 لغات دیگر را ساقط از اعتبار دانسته اند - چرا چنین کرده ؟
 و آیا این قول فعل ایشان مطابق آیات الهی است که در دست
 موجود است یا نیتیه افکار غیر معتبر آن قوم و خلافت تعلیمات الهی است ؟
 میگویند خداوند اجازه نموده که تمام جاهای او را بفرشته
 ببرند - حرجی نیست و عیب نه - مثلاً عادل - رحیم - کریم - سلطان - قهار
 جبار و سایر نام های خداوند - اگر برای یکی از بندگان او که صفتی
 از این صفات الهی از او ظاهر باشد ذکر نمایند عیبی نه و جائز است
 ولی اسم الله مضموم است بذات او - و ذکر کردن این اسم است
 برای غیر الله حرام و خلافت تقدیس و تشنه به ابری و علم توحید
 و کون تجرید و تعصب ید او تعالی شأنه میدانند - و اگر کسی سهواً
 و یا عمدتاً مرتکب این ذکر شود گمان می برند که عاریت متقی نیست -
 سینۀ او گشوده نشده - در بحر عرفان الهی شناوری ننموی
 و تا سائر قرب الهی پرداز نگردد - نزد پرده های نور نه ایستاده -

ص ۲۳۱ لا یعرف بالافکار ولا یدرك بالابصار
اور انی توان نہیںید بالفکر و نمی توان یافت بالبصارت روح۔
علی ما هو علیہ من علو علوہ و ستمو ستموہ
پہچینی کہ ادہست و در لمبت ہی مقام بلند خود و برتری شان بہتر خود
پس کلام اللہ یعنی چہ ؟

یعنی کلامی کہ رسول اللہ بخدای خود نسبت دہد مثلی کہ
حضرت رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ قرآن مجید و قرآن مجید
را بباری تعالیٰ نسبت داد و حضرت روح اللہ کھانیکہ برا و نازل
شد بہر آسمانی منسوب نمود و حضرت کلیم آن قانون الہی را
بنام حکم طور ذکر فرمود و حضرت فیصل و انبیای بنی اسرائیل
بشارت و نبوت را منقول از سائر ارادہ من ہوہو۔ یحو
متم کہ منم بیان کردند و در کتب و میان قوم نیست مقصد
غیر از این از کلام اللہ۔

پس لسان اللہ یعنی چہ ؟

لسان اللہ در عصر قرآن لسان عربی و قبل از ان تا ایام
خلیل لسان عبرانی و قبل از ان لسان سریانی و قبل از زبان ہرانی
بابی و شیرہ چنانچہ در اخبار انبیای بنی اسرائیل موجود است۔
پس لسان اللہ یعنی لسان آن رسول اللہ ایکہ اوقفا می کنند
انظر خداوند پیامی آورده و در کتب و زبان قوم نیست مقصدی
غیر از این از لسان اللہ۔

پس ناطق لسان قوم یعنی چہ ؟ و قوم یعنی چہ ؟
یعنی کلامیکہ نازل می فرماید بر رسولی بلسان قوم آن رسول
چنانچہ دیدیم کہ از آدم تا خاتم خداوند زبان و کلمات قوم رسول خود
را برای نزول کلام الہی انتخاب سینموکی و این تخصیص قومیت
نظر بولادت آن رسول اللہ در آن قوم بوده است۔

پس تخصیص کلمہ اللہ فقط و فقط برای ذات باری جائز نہ۔
و در کلام الہی و لسان قوم و بیان علماء و عرفاء اسلام
چہ در عربی و چہ در فارسی استقامت این کلمہ برای غیر ذات قدیم
یعنی برای رسول او موجود و متفق است۔ نیز ثابت شد کہ
ساحت آن ذات مقدس از جمیع جہات و منزہ از جمیع
اسماء و صفات۔ بولج تا چہ رسد بعضی از کلمات

چنانچہ می فرماید

ص ۲۳۲ حق لم یزل و لا یزال مقدس از صعود و نزول
و حدود و افترا و ارتباط بوده و خواهد بود و اشیاء
در اکسہ حدود موجود و مشہود۔

و یطلق علیہ اسم الباطن (لأنه لا یوصف بوصف
ولا یعرف بعلم ذہن) چگونہ گفته میشود برا و اسم الباطن
چونکہ نمیتوان وصف کرد در اینچ و صفی و نسبت ان شناخت او را
از بیچ ذکرے۔

لأن ما ذکرہ هو احد اثنہ فی عالمہ الذکور
چونکہ ہر ذکر کی کردہ شود آن ذکر اثری است از او در عالم ذکر
فتعالیٰ من ان یعرف بالذکر
و مقام او بلند تر است از اینکہ شناختہ شود بذکر
او یدرك باللفظ
یا فکر بمعنی او برسد

ص ۲۳۳ تعالیٰ تعالیٰ بان یخلف بشیٰ او یخلف
بحد۱ و یفتن بہا فی الابداع لمدیر کان
مقدہ ساعد دونه و منترہا عما سواہ۔

بلند و برتر است او از اینکہ مغل شود در بیچ چیزے
و یا حدے از حدود اختیار نماید یا نزدیک شود یا بچہ کہ

در کورس رقان و بیان شیت الهیه بمنزله
و تقدیس بحبت تلقین گرفته

• لذا در امده عبادت علی این بیانات ثابت و
ظاهر و الا

آن بحر قدیم از جمیع این کلمات محدث مقدس
وساحت اقدس از جمیع این بیانات منزله -

نظر باید باصل امر الهی باشد نه بعلو و دونو
مرا تبحر فانی نظیر که بین بریه محقق شده

(حشمت عبدالبهاء)

حواله جات این مضمون از الواح مبارکه
بانشانهای زیرین بیابند

لے اقتباس از کتاب اقتدار مطبوعه سیسی بخط نستعلیق خطی رقم شده

۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳
۶۳	۷۳	۸۳	۹۳	۱۰۳	۱۱۳	۱۲۳	۱۳۳



خلق شده همیشه مقدس بوده از غیر خود منزله است
از سوای خود -

تشهداته لکات واحدانی ذاته و واحدانی
فی صفاته و کل فی قبضه قدرته المهیمنه
علی العالمین

ما گواهی میدهم برایمکه او در ذات خود واحد بود و
در صفات خود یکیت بود و همه در قبضه قدرت او هستند
که بر تمام عوالم مهمن است -

صفت آنچه در مرتبه ممکن ذکر میشود محدود است
بحدودات امکانیه و حق مقدس از آن لم یزل بود
و نبوده با او احدی نه اسم و نه رسم و نه وصف
ولا یزال خواهد بود مقدس از کل ما سواه -

کلمه از کلمات قوم نیست که مدارج تنزلی را
ملی کرده با ساحت تنزیه مرتب او رسیده باشد
و از این دائره محیط لفظ (الله) خارج نیست - چنانچه در یکی
از الواح میفرماید - امید وثیق آنکه در الفاظ لوح مبارک
پیمانی کلمه کل منظمه و دقیق تلقین فرمایند -

ص ۸۹ کل الفاظ در آن ساحت در مرتبه واحد
مذکور مثلاً لم یقول ولدت کقولہ لم یولد و
لم یولد -

اگر چه بر حسب ظاهر تنزیه الهی از شبه و مثل
و نظیر منتهی مقام عرفان نام است چنانچه بیناس
هم این مقام علی و ارفع است -

و لکن این امتیاز هم نظر بعبود حق است و
باراده او محقق شده - چنانچه

سامعہ نامہ

شمارہ سوم

مارچ ۱۹۴۳ء

جلد چہارم

بشارتِ یومِ اللہ

بہار میں دو طرح کی جلوہ گر ہیں آج عالم میں
 بہارِ جاوداں تکمیلِ وحدتِ بن کے آئی ہے
 دوئی کا وہم دنیا میں بہارِ جنگ لایا ہے
 جو اس دنیا میں آتا ہے وہ ماتم کرتا آتا ہے
 تمام اولادِ آدم کی حقیقت ایک آدم ہے
 دوئی جیتک ہے باقی ہے ہر اک دردِ عالم باقی
 ہویت کی ہوائے ہوش افزا اثر دیتی ہے
 وہ دن مشہور دن اسپینا با احبالِ ربانی
 وہ ساری نہریں جو جاری ہوئی تھیں بحرِ عظم سے
 لقاے حق ہے جنت۔ ناشناسی اصلِ دوزخ ہے
 ہے آمدِ آسمان سے صفتِ حور و ملائک کی

بہار بے خزاں ایک ہے خزاں پوشیدہ دوم میں
 دوئی کا دم لبوں پر ہے خزاں کے بیج اور خم میں
 کہ رنگیں پھول چل ہیں غرق جس کے خون اور غم میں
 بنی محی کیا یہ دنیا خاص کر ماہِ محرم میں
 بھلا کیا فرق از روئے حقیقت تم میں اور ہم میں
 ہوا معلوم رشتہ ہے دوئی میں اور ماتم میں
 دوئی ٹپتی ہوئی دیکھو گے کچھ دن بیش اور کم میں
 تھی جس کی آمد آمد کل کتبائے مکرّم میں
 اب آتے آتے آکر مل گئیں سب بحرِ عظم میں
 حقیقت میں یہی ہے فرقِ جنت اور جہنم میں
 وہ شیخ کبریا روشن ہوئی پھر بزومِ آدم میں

جمالِ احسن اور اسرار اور انوار اے احمد
 جو کچھ تیرے سخن میں ہیں کہاں آ مینہ جہم میں

کلام اللہ رب العالمین

تبارک الذی ینطق بما ینتفع به العالم و لکن القوم فی حجاب مبین •
وہ ذات باریکات ہے جس کے کلام سے تمام جہان فائدہ اٹھاتا ہے مگر لوگ ایک نمایاں پردے میں پوشیدہ ہیں

انما اردنا ان نقر بھم الی الملکوت و ہم اختاروا لانفسھم بیوتاً کبیت العنکبوت
نشهد انھم من الخاسرین -

ہم انھیں عالم ملکوت میں پہنچانا چاہتے ہیں اور وہ اپنے لئے کمزوری کے جالے کی مانند گرہ بند کر رہے ہیں۔ ہم کو ابھی دیتے
میں کہ وہ ناخر اویں۔

قد حضرت النعمۃ و ہم لا یأکلون - قد ظہرت الحجۃ و ہم لا یعرفون - قد
نزلت الایات و ہم لا یفقیہون و قد ظہرت البینات و ہم علی اعقابھم منقلبون •

انا اظہرنا السبیل فضلاً من عندنا و انہ لہو الضراط المستقیم و المخلصون علیہم یمرقون
ہم نے اپنے فضل و کرم سے راستہ صاف اور نمودار کر دیا ہے اور یقیناً وہی سیدھا راستہ ہے اور اظلام مندوں پر گندے
چلے جا رہے ہیں۔

تمسکوا بکتاب اللہ و ما نزل فیہ انہ ینفخک فی کل عالم من عوالم ربکم المقتدر القدر
کتاب اللہ کو معبود و مقام اور جو احکام کتاب اللہ میں نازل ہوئے ہیں ان پر عمل کرو۔ یہی چیز تمہارے پردہ و گار کے
جہازوں میں سے ہر ایک جہان میں تمہیں مفید ہے۔

طوبی لمن وجد حلاوة التذات الذی ارتفع من شطط الکبریا و عمل ما امر بہ
من العلم الخیر -

نعمت مافریں کہ وہ کھاتے نہیں۔ محنت ظاہر ہوئی اور وہ ناشائستہ ہیں۔ آیات نازل ہوئیں اور وہ کچھ سمجھ نہیں سکتے۔ اور دنیا کی لذتیں اور وہ لوگوں میں ہیں۔

اسے تیار لباد جس نے جانبِ کبریائی سے بلند ہونے والی نلادِ سنی اور عظیم و خیرِ خدا کی طرف سے جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کیا۔

لَا يَنْفَعُكُمُ الْيَوْمَ شَيْءٌ وَلَا مَهْرَبَ لَكُمْ إِلَّا بَابُ تَتُوبُوا وَتَرْجِعُوا إِلَى اللَّهِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ
هَلْ نَفَعَ كَسْرِي مَا عِنْدَكَ مِنَ الْكُنُوزِ أَوْ قِصْرُ مَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُصُورِ (ادعویٰ)
اِنَّ اَنْتُمْ مِنَ الْعَالَمِيْنَ۔

آج کوئی چیز، تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی اور خدا سے عزیز و حمید کی طرف رجوع اور توبہ کے سوا تمہارے لئے کوئی جائے قرار نہیں۔ کیا کسریٰ کے خزانے اُسے کچھ فائدہ پہنچائے اور کیا قیصر کے محلات اس کے کچھ کام آئے؟ مجھے اپنی قسم۔ تم جانتے ہو کہ سب بے کار ثابت ہوئے۔

تَبَارَكَ الَّذِي أَنْزَلَ الْكَلِمَةَ وَفَضَّلَ بَهَا بَيْنَ الْبَرِيَّةِ إِنَّهُ لَهُوَ الْمُفْضِلُ الْحَكِيمُ۔
وَجَعَلَهَا خِمَارَ الْحَيَوَانِ لِأَهْلِ الْأَمْكَانِ وَكَوْثَرَ الْبَقَاءَ لِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ الْأَعْلَى
اِنَّ الَّذِي فَازَ بِهَا قَدْ فَازَ بِمَا ارَادَ مَوْلَاهُ الْكَرِيمُ۔ وَالَّذِي اسْتَكْبَرَ اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ
الْخَسِرَانِ يَشْهَدُ بِذَلِكَ لِسَانُ الرَّحْمَنِ فِي هَذَا الْمَنْطَرِ الْمُنِيرِ۔

وہ ذاتِ بابرکات ہے جس نے اپنا کلمہ نازل کیا۔ اور اس کے ذریعے جہان میں تمام امور کی تفصیل فرمادی یقیناً وہ تفصیل فرمائے والا صاحبِ حکمت ہے۔ اور اس کلمہ کو اہلِ عالم کے لئے شرابِ حیات بنادیا۔ جو شخص اس سے فائدہ ہوا اپنے خداوندِ کریم کے مقصد سے فائدہ ہوا۔ اور جس نے ٹکڑے کیا وہ نقصان اٹھائے والوں میں سے ہے۔ اس روشن منتر میں خداوندِ رحمن کی زبان اس بات کی گواہ ہے۔

قَدْ ضَلَّ سَعْيَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَسَوْفَ يَرَوْنَ أَنْفُسَهُمْ فِي عَذَابٍ أَلِيمٍ
اور حق سے انکار کرنے والوں کی تمام کوشش ضائع ہوگئی۔ وہ مقرب اپنے آپ کو دردناک عذاب میں مبتلا دیکھینگے۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُنْزِلُ مِنَ سَّمَاءِ الْفَضْلِ مَا شَاءَ وَارَادَ أَنَّهُ لَهُوَ الْمُتَنَزِّلُ الْحَكِيمُ
قَدْ تَزَيَّنَ الْمَلَائِكَةُ الْمُقَدَّسُونَ بِالْكِتَابِ الْأَقْدَسِ طُوبَى لِمَنْ تَهَمَّلَ بِهِ وَوَيْلٌ
لِلْغَافِلِينَ۔ اِنَّ الَّذِي عَمِلَ بِمَا تَنْزَلُ فِيهِ اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْبَهَاءِ فِي هَذَا الْوَجْهِ الْبَلِيغِ

خدا کو اہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہر سان فیض سے جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے یقیناً وہی نازل فرمائے والا صاحب حکمت ہے۔ ملکوت مقدس کتاب اقدس سے مزین ہو گیا ہے۔ جو شخص کتاب اقدس کو مضبوط تھام رہا ہے اسے مبارکباد اور غافلوں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو شخص کتاب اقدس کے احکام پر عمل کرتا ہے وہ اس لوحِ مدیح میں اہل بہاء میں سے ہے۔

قد حاج عرف الریحان من نفحات الوحی وماج بحر الایقان من هذا الہبوب
العزیز البدیع۔

وحی کی خوشگوار ہواؤں سے خوشبو کی لہریں اٹھیں اور اس پیارے اور نئے جھونکے سے ایقان کے سمندر میں موجیں آنے لگیں۔

کونوا ایۃ الظمینان لاهل الامکان ونفحات الرحمن بین العالمین۔
تمام اہل جہان کے لئے تم نشانِ اطمینان ہو جاؤ اور سب جہانوں میں خداوندِ رحمن کی رحمت کے جھونکے بنو۔

طوبی لمن حمل البلاء فی حب اللہ انہ من اهل هذا المقام الکریم
لا تخزن من شیء قل یا اهل البقاء اذا اخذتکم الاحزان فی ارض علیکم
بارض اخری انھا واسعة من اللہ العزیز الحکیم۔

اسے مبارکباد جس نے خدا کی محبت میں مصیبت برداشت کی۔ یقیناً وہ اس بزرگ مقام کے لوگوں میں سے ہے۔ کسی چیز سے غمزدہ نہ ہو۔ کہہ دے اے اہل بہاء جب تمہیں کسی جگہ رنج و غم گھیر لیں تو دوسری جگہ چلے جاؤ۔ یہ شک سرزد نہ ہو خدا سے عزیز و حکیم کی طرف سے وسیع ہے۔

اقتباسات از کتاب مجموعہ اقدس والوح

صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۵

پادشاہان زمین

سلسلہ کے لئے دیکھو دیکھو پیامبریات اکتوبر ۱۹۴۲ء

حضرت بہاء اللہ کی پہلی لوح مبارک کا جو شہنشاہ کے ایک وزیر کے ذریعہ بھیجی گئی تھی جو نتیجہ ہوا وہ ان الفاظ سے قیاس کیا جاسکتا ہے جو لوح ابن ذئبؓ میں مخصوص ہیں۔

”مگر اُس نے اس کا پہلی لوح کا جواب نہ دیا۔ جن عظم میں ہماری آمد پر میں اس کے وزیر کی طرف سے ایک خط ملا۔ جس کا پہلا حصہ فارسی زبان میں تھا۔ اور آخری حصہ خود اس کے اپنے خط میں تھا۔ اس میں اُس نے نہایت اخلاص کے ساتھ یہ لکھا تھا۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے آپ کی لوح پہنچادی تھی۔ مگر ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے فطرتاً ہی اپنے سفیر اور ان علاقوں میں اپنے توفیوں کو آپ کے متعلق سفارشات لکھ بھیجی ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی کچھ خدمت کروں تو آپ مطلع کریں اور میں اس خدمت کو کوشش انجام دوں گا۔ اس کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس عہد کا مقصد یہ سمجھا کہ ہم نے مادی مدد کے لئے درخواست کی ہے۔“

اپنی لوح مبارک میں حضرت بہاء اللہ شہنشاہ کے ارادوں کے خلوص کو آزمائنے کے لئے عدا ایک صاحبزادہ اور متانت آمیز لہجہ میں اپنی مصیبتوں کا بیان کر کے ذیل کے کلمات اسے لکھے۔

”دو بیان جو پادشاہ زمان کی زبان سے نکلے ان مظلوموں کے کانوں تک پہنچے ہیں یہ بیانات حقیقت میں تمام بیانات کے بادشاہ ہیں اور پہلے کبھی کسی بادشاہ کی زبان سے سننے میں نہیں آئے ہیں۔ پہلا بیان روسی حکومت کے اس سوال کا جواب تھا کہ اس کے خلاف جنگ کریں گے کیوں کی گئی تھی۔ آپ کا جواب یہ تھا ”ان مظلوموں کی آہ و سہک نے جو بلا جرم و الزام بحیرہ اسود میں غرق کر دیئے گئے تھے صبح کے وقت سوتے سے جگا دیا ہم نے میں نے تیرے خلاف جنگ کی۔“ مگر ان مظلوموں نے اس سے بھی بڑھ کر ظلم برداشت کئے ہیں۔ اس سے بھی کہیں زیادہ مصیبتیں اٹھائی ہیں

ان لوگوں کے (جو بحیرہ اسود میں غرق کئے گئے تھے) مصائب فقط ایک دن کے تھے۔ مگر ان بندوں کی مصیبتیں ۲۵ سال سے جاری ہیں۔ اور ان ۲۵ سال کے دوران میں ہر لمحہ ان پر ایک نئی مصیبت وارد کی گئی۔ دوسرا اہم بیان جو حقیقت دنیا میں ایک عجیب و غریب اعلان تھا یہ تھا: "مظلوموں کا بدلہ لینا اور بے چاروں کی مدد کرنا ہمارا فرض اور ہماری ذمہ داری ہے۔"

شہنشاہ کے عدل و انصاف کی شہرت نے بہت سے نفوس کی امید اور اس بندہ ہادی ہے۔ بادشاہ زمان کی شان کے شایاں ہے کہ وہ مظلوموں کے حالات کی تفتیش کرائے اور کمزوروں کی حفاظت کرے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا میں تو کوئی ایسا مظلوم ہو اسے اور نہ ہے جیسے کہ ہم ہیں اور نہ ہم جلاوطنوں کی طرح کوئی بیکس ہے۔"

یہ لکھا ہوا ہے کہ اس پہلے پیغام (پہلی لوح نیپولین) کے ملنے پر اس سکار اور مغرور شہنشاہ نے اسے زمین پر پھینک کر کہا کہ "اگر یہ شخص خدا ہے تو میں دو خدا ہوں۔"

یہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ دوسری لوح مبارک کے لیجانپوالے نے سپاہیوں اور پہرہ داروں سے بچنے کی غرض سے اسے اپنی ٹوپی میں چھپایا تھا اور اس طرح وہ اسے اس فرانسیسی ایجنٹ تک پہنچا سکا تھا جو عکا میں رہتا تھا اور جس نے بقول مطلع الافوا مؤلفہ جناب نبیل اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا۔ اور اسے شہنشاہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ شخص اس لوح مبارک میں لکھی ہوئی پیش گوئی کے پورا ہوئے پر حضرت تبارک و تعالیٰ پر ایمان لے آیا تھا۔

دوسری لوح کے عبرت انگیز اور عقوبت نیز کلمات کا مفہوم بہت جلد ظاہر ہوا۔ وہ شخص جس نے اپنی شخصی اغراض کے لئے جنگ کر لیا چھیڑی تھی جس کے دل میں شہنشاہ روس کے خلاف شخصی دشمنی تھی جو شہنشاہ کے عہد نامہ کے پرچے اڑانے کے لئے بے چین تھا تاکہ حادثہ موسکو کا بدلہ لے۔ جو اپنے عہد کو فوجی شہرت اور جاہ و جلال کے عہد کے طور پر شہر کرنا چاہتا تھا خود ایک ایسی آفت و افتاد میں پڑا جس نے بہت جلد اسے خاک میں ملا دیا۔ اور فرانس کو اس کے اعلیٰ ترین درجہ سے گر کر دنیا کی قوموں میں چوتھے درجہ کی طاقت بنا دیا۔

شہنشاہ میں جنگ سیڈان نے فرانسیسی شہنشاہ کی قسمت پر تقدیر جرحہ کی ہر لگا دی۔ اس کی تمام فوج نے ہزیمت اٹھا کر ہتھیار ڈال دیئے۔ اس دقت تاریخی میں یہ سب سے بڑی ہزیمت و شکست خیال کی گئی۔ ایک ٹکڑے دینے والا تان و زبردستی لیا گیا۔ وہ خود قید کر لیا گیا۔ اس کا اکلوتا بیٹا و لیدہ کچھ سال بعد جنگ زولو میں لڑتا ہوا کام لیا۔ سلطنت تباہ ہو گئی۔ اور شہنشاہ کے سارے ارادے خاک میں مل گئے۔ جمہوری حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے بعد پیرس محصور ہو گیا۔ اور آخر کار اسے اطاعت قبول کرنی پڑی۔ اور ایک ہیبت ناک سال پیش آیا جس میں ایسی غارتگری واقع ہوئی جو جنگ جرمین و فرانس سے بھی زیادہ خونریز و مہلک تھی ولیم اول پادشاہ پروسیا آسمان میں بطور شہنشاہ اعلان کیا گیا جو لوئیس چہار دہم کی قوت اور جلال کی زبردست یادگار اور نشان تھا۔ وہ قوت اور جلال جو کچھ حد تک جرمنی کو نچا دکھا کر حاصل کیا گیا تھا۔

ایک ایسی آفت کے ذریعہ معزول ہو کر جس لی دھوم چار د آنگ عالم میں مچل گئی۔ اس جھوٹے اور شیخی خورے بادشاہ کو اپنے آخری دم تک وہی جلا وطنی اٹھانی پڑی جس کی اس نے حضرت بہاء اللہ کے متعلق سنگدلی سے کچھ پروا نہ کی تھی۔

ایسی ہی ذلت جو اگرچہ اتنی شاندار نہ تھی مگر تاریخی نقطہ نظر سے اس سے بھی زیادہ معنی خیز تھی پوپ پائیس ہنم کا انتظار کر رہی تھی اس شخص کو جو اپنے آپ کو حضرت مسیح کا خلیفہ سمجھتا تھا حضرت بہاء اللہ نے لکھا کہ ”وہ کلمہ جو بیٹے (حضرت عیسیٰ) نے ظاہر کیا تھا اب ظاہر کر دیا گیا ہے۔“ اور کہ ”وہ انسانی بیٹیل میں بھیجا گیا ہے“ یعنی وہ خود وہ کلمہ تھا اور وہ خود ہی ”باب“ تھا۔ اس شخص کے پاس جو اپنے آپ کو بندہ بندگاری خدا کہتا تھا، موعود کل زمانہ نے اپنے درجہ کو پوری کاملیت کے ساتھ ظاہر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ”وہ جو خداوند خدا ہے بادلوں کے سایہ تلے آگیا ہے، اس شخص کو جس کا دعویٰ تھا کہ پطرس رسول کا جانشین ہے حضرت بہاء اللہ نے آگاہ کیا کہ ”یہ وقت وہ وقت ہے کہ چٹان (پطرس) پتھر پتھر کر کہہ رہی ہے دیکھو! باب آگیا ہے اور جو وعدے ملکوت میں تم سے کئے گئے تھے پورے ہو گئے۔“ اس شخص کو جو تین تاجوں کا پہننے والا تھا اور جو بعد میں پوپ کے محل میں پہلا نظر بند ہوا، انکا کے خدائی قیدی نے حکم دیا تھا کہ تمہوں کو ان کے لئے چھوڑ دے جو ان کے متمنی ہیں۔ اور آرائش کے تمام زیورات کو بیچ دے جن کا تو مالک ہے اور انھیں خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔“ اور آپنی بادشاہت کو بادشاہوں کے لئے ترک کر دے اور اپنے گھر سے ملکوت کی طرف متوجہ ہو کر باہر نکل آ۔“

کادنٹ مستانی۔ فری۔ بشپ مولو جو پطرس رسول کے منصب، افضلیت کے آغاز سے لیکر موت تک ۲۵۴ دن پوچھا اور جو حضرت باب کے اعلان کے دو برس بعد پاپائی تخت پر بیٹھا تھا اور جس کی پاپائی حکومت تمام پہلے پوپوں سے زیادہ عرصہ تک رہی تھی، ہمیشہ اس کی (فرمان پوپ) کے لئے یادگار رہیگا جس سے اس نے مبارک کنواری (حضرت مریم) کے متعلق امیکوٹ کنسیشن (عقیدہ معصومیت حضرت مریم کے متعلق کہ ان کی فطرت گناہ سے اصلاً و ازلاً پاک تھی) (۱۸۵۴ء) کا اعلان کیا کہ وہ کلیسیا کا ایک عقیدہ ہے۔ اس کا ذکر کتاب الیقان میں بھی کیا گیا ہے۔ یہ پوپ نے عقیدہ معصومیت پوپ رستیم کے لئے بھی یادگار رہیگا۔

یہ شخص فطرتاً آمارانہ مزاج کا تھا۔ بھدا سیاست داں۔ ضلع و آشتی سے بے رغبت اپنے تمام اختیار بچا کر رکھنے پر تامل ہوا۔ اگرچہ اقتدار پاپائی کے ڈھنگ کو اختیار کر کے اپنے درجہ کو زیادہ سے زیادہ رافع کرنے اور اپنے روحانی اختیار کو بڑھانے میں کامیاب ہوا۔ مگر آخر کار اس دنیاوی حکومت کو قائم رکھنے میں ناکامیاب ہوا جو اتنی صدیوں سے کیتھولک کلیسیا کے سرور یعنی پوپ کے ہاتھ میں رہی تھی۔

یہ دنیاوی حکومت امتداد زمانہ کے سبب گھٹے گھٹے بہت مختصر سی رہ گئی تھی۔ اس کی تباہی کے قبل جو سال گزرے ان میں بہت تباہی چڑھاؤ ظہور پذیر ہوئے۔ جن جنوں حضرت بہاء اللہ کے امیر مبارک کا آفتاب نفع النہار کی طرف چڑھتا گیا تھا۔ وہ سالے جو پطرس رسول کی اس طعنتی ہوئی وراثت کو گھیرے ہوئے تھے گھرے ہوئے تھے۔ حضرت بہاء اللہ کی لوح مبارک حسین پوپ پائیس ہنم کو خطاب کیا گیا اس کی تباہی کو اور بھی قریب کر دیا۔ ان برسوں میں اس کے گھٹے ہوئے اقبال پر ایک سرسری نقشہ کافی ہوگی۔ بیو لین اول نے پوپ سے اس کی ریاست چھین لی تھی۔ روین کی کانگریس نے اسے پھر اپنے رئیس کے طور پر قائم کیا اور اپنے نظام کو پادریوں کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا۔

دشوت سستانی۔ اندرونی نقض امن اور مذہبی ظلم و ستم کی بجالی نے ایک موزن کو یہ کہنے پر مجبور کیا۔ اعلیٰ اور شاہید یورپ کے کسی حصہ میں ترکی کے علاوہ اس طرح حکومت نہیں کی جاتی جس طرح اس کلیسیائی ریاست میں کی جاتی ہے

دوماً مادی اور اخلاقی کھنڈرات کا شہر تھا۔ بغاوتوں اور بلوؤں کے سبب آسٹریا کو مداخلت کرنی پڑی۔ ہانچا بڑی طاقتوں نے وسیع اوصاف کے جاری کرنے کا تقاضا کیا۔ جن کو ماری کرنے کا پوپ نے وعدہ تو کیا مگر جاری نہ کر سکا۔ آسٹریا نے پھر دباؤ ڈالا۔ فرانس نے اسکی مخالفت کی۔ دونوں حصے ایک دوسرے کی گھات میں ایک دوسرے کی گھات میں گئے رہے اور جب وہ اپنے اپنے ملک کو واپس لوٹ گئے تو خود مختاری کا پھر وعدہ ہو گیا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ خود پوپ کی رہایا میں سے بعض نے اس کی دنیاوی حکومت کا انکار کیا جو سنہ ۱۸۷۰ء میں اس کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اندرونی بیچپٹوں نے اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اور وہ اسی رات کے وقت تھما سے ایک معمولی پادری کے ہمیں میں بھاگ نکلا۔ روم میں جمہوری سلطنت کا اعلان کر دیا گیا۔ بعد میں فرانس نے پھر اسے پہلی حالت پر بحال کر دیا۔ سلطنت اٹلی کا وجود میں آنا۔ نپولین سوم کی متون حکمت عملی۔ سیڈان کی آفت و شکست۔ کلیرنڈن کا پیرس کی کانگریس میں ہانچا حکومت کی بعلینوں کو اہم الشرح کرنا۔ جنگ کریمیا کا ختم پوپ کے طور پر ختم ہونا۔ ان سب واقعات نے اس لوگوں کو مادی حکومت کی قسمت پر تقدیر کی مہر لگا دی۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں جب حضرت بہاء اللہ پائیس نہم کو اپنی روح ارسال فرما چکے تھے بادشاہ و کٹر عاصیوں اول نے ہانچا ریاستوں کے خلاف جنگ چھڑ دی۔ اور اس کی فوجیں روم میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گئیں۔ اس پر قبضہ ہونے سے ذرا پہلے پوپ لیٹیران (سینٹ یوٹا کا گرجا روم میں) کو گیا۔ اور باوجود پیری اور آئسٹوؤں سے چہرہ شراور ہونے کے رکوع کی حالت میں سکالا ساٹنا پر چڑھ گیا اچھی صبح کو جو نہی بیماری شروع ہوئی اس نے حکم دیا کہ سینٹ پیٹرک کے گنبد پر سفید علم چڑھایا جائے۔ تباہ و غارت ہونے پر بھی اس نے جدید انقلاب کو ماننے سے انکار کیا۔ اپنی ریاستوں پر حملہ آوروں کے حق میں کفر کا فتویٰ لگا یا۔ بادشاہ عاصیوں کو ڈکوا بادشاہ کہا۔ اعلان کیا کہ وہ ہر ایک دینی اصول سے بے پڑا۔ ہر ایک حق کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والا اور ہر ایک قانون کو پائمال کرنے والا ہے؟ دوماً وہ دائمی دینہ جو جلال و شہرت کے کچھیں سو سال گزار چکا تھا۔ اور جس پر پوپوں نے دس صدیوں تک خود مختار حکومت کی تھی آخر کار ایک نئی حکومت کا پایہ تخت ہو گیا۔ اور اس ذلت کا تماشا گاہ بن گیا جس کا ذکر حضرت بہاء اللہ نے کیا تھا۔ اور جو پوپ نے خود اپنے اوپر قائم کی تھی۔ ”بڑے پوپ کے آخری سال“ اس کی سوانح عمری لکھنے والا ایک موزن لکھتا ہے۔ ”عم ولفہ سے بھرے ہوئے تھے“ اس کی بسانی کمزریوں پر یہ اضافہ اور ہوا کہ اسے باہر روم کے عین وسط میں دین کی توہین ہوتے دیکھنی پڑی۔ دینی عہدہ داروں کو لکھتے ہوئے اور عدالت میں ماخوذ ہوتے ہوئے۔ بشپ اور دیگر پادریوں کو اپنے اپنے کام سے زبردستی روکتے ہوئے دیکھنا پڑا؟

سنہ ۱۸۷۰ء کی پیدا شدہ حالت کو سدھارنے کے لئے ہر ایک کوشش کا مایاب رہی۔ پوسن کا آئین بیٹپ پوپ کے لئے بساک کی سفارش حاصل کرنے کے لئے وارسائی گیا مگر وہاں اس کا استقبال بہت بے دلی سے کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جرمنی میں ایک کیتھولک پارٹی بنائی گئی تاکہ جرمن چانسلر پر سیاسی دباؤ ڈالا جائے۔ مگر یہ سب بیکار ثابت ہوا۔ وہ زبردست عمل جس کا ذکر ہو چکا ہے اپنے نئی راستے پر چلا گیا۔ حتیٰ کہ اب تک جبکہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے دینی حکومت کی نام نہاد بجالا نے کچھ عرصہ پہلے اس زبردست بادشاہ کی بیچارگی

اور بے گئی کو اور بھی الم نشرح کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک وقت تھا جب پوپ کا نام سن کر بادشاہ کاہنٹے تھے اور جب اس کی حکومت اور مملکت کے سامنے وہ خوشی سے تسلیم نہ کر دیتے تھے۔ یہ دینی حکومت جو مدینہ پوپ کے چھوٹے شہر تک محدود ہے اور باقی تمام روم دنیاوی حکومت کے ماتحت ہے۔ اطالوی حکومت کے وجود کو بلا شرط و مشروط ماننے کے بعد مال کی گئی تھی۔ حالانکہ اطالوی حکومت کے وجود کو ماننے کے لئے برسوں تک ضد اور ہٹ کی گئی تھی۔ عہد نامہ لیٹران نے جس کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ اس سے روم کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو گیا ہے ایک دنیاوی طاقت کو بلا شک اس غیروں سے محصور پاپائی شہر کے متعلق آزادی عمل کا یقین دلادیا ہے۔ جو خطرہ اور اندیشہ سے خالی نہیں ہے۔ ایک کیتھولک معنف لکھتا ہے کہ اس دائمی شہر کی دو روئیں ایک دوسرے سے جدا کر دیں گی ہیں اور منتخب یہ ہو گا کہ ایک دن یہ پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائیں گی!

پاپائی فرمانروا اپنے پیش روؤں میں سب سے طاقتور کے عہد حکومت کو یاد کرے۔ مثلاً انوسینٹ سوم جس نے اپنی پاپائی حکومت کے ۱۸ سال میں بہت سے بادشاہوں اور شہنشاہوں کو تخت پر بٹھایا اور معزول کیا۔ جس کے فرمان نے قہروں کو عیسائی عبادت کرنے کی مجاز دیا۔ کیا جس کے سفیر کے پاؤں پر انگلستان کے بادشاہ کو اپنا تاج رکھنا پڑا۔ اور جس کے حکم سے جو تھی اور پانچویں صلیبی جنگ لڑی گئی۔ کیا وہ مل جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اپنے دربار میں کئی آئینہ سالوں میں جو نوع انسان پر آئینہ لے ہیں اسی ملک کے اندر ہر ایک ایسا غوغا و شورشیں پیدا کر چکا جو اس سے بھی زیادہ تباہ کن ہو۔ جو اب تک اس نے پیدا کی ہے۔

حضرت تبارک و تعالیٰ کی حسین حیات میں شیریں سلطنت اور خاندان فیولین کا خراب اور نابود ہو جانا اور پوپ غلام کی دنیاوی حکومت کا تباہ ہونا ان سے بھی بڑی بلاؤں اور آفتوں کا پیش خیمہ تھا اور جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ کے زاد کے نشان تھے۔ وہ قہر میں جو ایک ایسی جنگ نے آزاد کر دی جس کے پورے مفہوم کا ابھی تک اندازہ نہیں کیا گیا اور جسے اس موجودہ جنگ کا جو سبب بنجوں سے زیادہ تباہ کن ہے مقدر کہہ سکتے ہیں ان خوفناک بلاؤں کا سبب تصور کی جاسکتی ہیں ۱۹۱۴ء کی جنگ نے خاندان رومافو قست سے معزول کیا اور اس کے خاتمہ پر دونوں خاندان یعنی ہسپسبرگ اور ہونزولرن کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ (باقی آتی)

نئی بہائی تقویم

سال نو کی بہائی تقویم جس میں فارسی اور انگریزی تاریخیں بھی دی گئی ہیں ایک خوبصورت اور مرتین تختہ کاغذ پر مشرق آواز کا رام سیکا کے فوٹو کے ساتھ لجنہ مطبوعات بہائی نے چھپوائی ہے۔ جو دیوار کے لئے باعث زینت بھی ہے۔ قیمت انگریزی ۸ فارسی ۴ کتب خانہ ملی بہائی ہال کراچی سے طلب کیجئے۔

آسمانِ ظاہری اور آسمانِ دین

جنوری ۱۹۴۲ء کے پایہ بندے مقالہ ”علم السموات والارض“ میں بتایا تھا کہ سماء کے معنی ہیں اونچائی۔ بلندی۔ اونچی چیز۔ ارض کے معنی ہیں نیچائی۔ پستی۔ نیچی چیز۔ اس کی شہادت میں لغت عربی کی کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے۔ کنز العدم واللغة۔ مختار الصحاح۔ کلیات ابی البقار۔ مفردات راغب۔ محیط المحيط وغیرہ کی عبارات پیش کی تھیں۔

قرآن مجید کی آیات سے بھی لفظ سماء و ارض کے لغوی معنی دکھا دیئے گئے۔ چنانچہ آیات ذیل میں سماء کے معنی اونچائی اور بلندی ہیں۔ کَلَّمَا يَصْطَعِدُ فِي السَّمَاءِ (پے انعام ص) گویا وہ شخص بڑی وقت سے اونچائی پر چڑھ رہا ہے خلیفہ مدد یہ پب الی السماء (پے حج ع) اُسے اوپر کی طرف ایک رسی باندھنی چاہئے اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء (پے ابراہیم) اس درخت کی جڑ اپنی جگہ خوب جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں بلندی میں پھیلی ہوئی ہیں۔

سماء کے مقابل ارض ہے۔ جس کے معنی نیچائی۔ پستی یا نیچی چیز ہیں۔ اسی لئے زمین کو ارض کہتے ہیں۔ کیونکہ زمین کے پائوں تلے ہی ہے نیز فضاے بلند کے مقابلے میں نیچی ہے۔ پایہ بندے قرآن مجید کی آیت بھی لفظ ارض کے معنی بتائے کیلئے لکھی تھی۔ اَخْلَدُ إِلَى الْأَرْضِ کہ وہ خود ہی پستی کی طرف جھک گیا لفظ سماء اور ارض کے لغوی معنی بیان کر کے بتایا تھا کہ لفظ سماء ظاہری اونچائی کے اعتبار سے آسمان پر ہی اطلاق پاتا ہے۔ مگر تحقیق قلبی

کہ آسمان کیا چیز ہے؟ کیا آسمان کوئی ٹھوس چیز ہے؟ کیا آسمانوں کی تعداد سات ہے؟ اگر قرآن مجید سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز ہے تو یہ تو یہ تو کیا ہے؟ اگر مرث فضاے بلند کا نام ہے جیسا کہ موجودہ خیال ہے تو کیا یہ بات قرآن مجید سے ثابت ہے؟

پایہ بند جنوری ۱۹۴۲ء میں مقالہ ”علم السموات والارض“ شائع ہوا تھا۔ رسالہ ”البیان“ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں اس مقالے پر کچھ تنقید کی گئی۔ پایہ بند اپریل ۱۹۴۲ء میں اس تنقید کا جواب دیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں ہمارے جواب کا جواب ”البیان“ میں نکلا۔ پایہ بند دسمبر ۱۹۴۲ء میں اس کا جواب ہم نے بعنوان ”سماء اور سموات“ شائع کیا۔ ”البیان“ جنوری ۱۹۴۳ء میں سماء اور سموات پر مجید بحث کی گئی ہے۔ جس کے متعلق ہم ذیل میں چند ضروری امور عرض کرنا چاہتے ہیں۔

آسمان کیا ہے؟

لفظ سماء پر بحث کرتے ہوئے پایہ بند جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۳ پر لکھا تھا ”علم ہیئت کے اکتشافات نے ثابت کر دیا ہے کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز نہیں ہے۔ کتاب کنز العدم واللغة میں ہے کہ آسمان نامحدود فضاے بلند ہے۔“ المنجد میں ہے کہ آسمان وہ چیز ہے جسے ہم اپنے اوپر نیلے گنبد کی مانند زمین کو گھیرے ہوئے دیکھتے ہیں اور جو فضاے وسیع زمین کے ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔“

پایہ بند اپریل ۱۹۴۲ء میں ہم نے فاضل مقالہ ”نجم البیان“ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ سماء یا آسمان کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ اگر آپ اُسے ایک ٹھوس چیز خیال فرماتے ہیں تو کیا قرآن مجید سے یہ بات

مکتبہ میں کیا قرآن مجید اس بارے میں کوئی صحت بات بیان نہیں کرتا؟ یا خود جناب موصوف بھی تک قرآن مجید سے کوئی یقینی بات نہیں سمجھ سکے؟ حسبِ زمان قرآن احمالی ظنی بات حق و حقیقت کے مقام پر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ان یتَّبِعُونَ اَلا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يَفِئُضُ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ نیز جبکہ سماء یا آسمان دُخان یا ایتھر ہے تو پھر اس پر تقسیمِ مضمون فرماتی ہے کیونکہ ایتھر کے متعلق البیان کے اسی مقالے میں درج ہے کہ ایتھر علی الاطلاق چاگیا ہے اور اس میں کوئی وقفہ اور شکاٹ نہیں پھر جناب فاضل مقالہ نگار البیان اپنے اسی مقالے میں فرماتے ہیں کہ قرآن کی نظریہ کو جو قدیم ہیئت دانوں کا جو یا جدید ہیئت دانوں کا بلکہ حقیقت ثابتہ بیان نہیں فرماتا، قدیم نظریہ بلکہ حقیقت ثابتہ تسلیم کیا گیا۔ جدید نظریے نے پہلے کر غلط ٹھہرایا۔ ”کسے معلوم ہے کہ آئندہ علمی اکتشافات اسے بھی غلط ٹھہرائیں؟“

ایسی صورت میں ”سبع سموات“ سات آسمان کی جو احمالی تعبیر جناب فاضل موصوف نے کی ہے کہان تک قابلِ عقاد ہو سکتی ہے؟ اور اسے قرآن عظیم جیسی کتاب ”لاریب فیہ“ میں ایمان و اعتقاد اور تفسیر صحیح کا درجہ کیونکر دیا جاسکتا ہے؟ کہیں یہ عمل ویسا ہی تو نہیں جیسا یونانی خیالات کو دہ کر پہلے مغسٹرین نے سموات کی تفسیر فرمائی تھی؟ جس کی شکایات اب یوں کی جا رہی ہے کہ قرآن کو فلسفہ یونانی کی مصطلحات میں الجھا کر دور از کار بحثیں پیدا کر دیتی ہیں اور نظامِ بلیبوس کو قرآن پر چپکا دینے کی کوشش کی جاتی۔ جس طرح آج کل کے دانش فروش موجودہ علم ہیئت کے مسائل قرآن پر چپکا رہے ہیں۔

(ترجمان القرآن ابوالکلام)

ثابت ہے؟ اور اگر جناب آسمان کو ایک فضا سے وسیع تعین کرتے ہیں تو ہم اور آپ متحد ہیں۔؟

جناب موصوف نے البیان اکتوبر ۱۹۷۷ء میں فرمایا: ظل آیت ۴۹) السماء اس آیت میں سماء دینا ہے۔ آپ اسے شوق سے فضا سے لپیٹ کہیں لیکن ہے یہ بھی مادہ“

اس کے متعلق پیامبرِ رحمت ﷺ میں ہم نے کمرِ درخ طور پر لکھا ہے کہ ”فضا سے لپیٹ کو بھی دست و پند کی اعتبار سے سماء کہتے ہیں اور فضا خلا نہیں بلکہ مادہ کی خاص حالت جو ہوا، ایتھر اور اس سے بھی لطیف اور لطیف تر صورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر جناب یہی خیال رکھتے ہیں تو پھر اس امر میں آپ سے اتفاق ہے۔“

پیامبرِ رحمت ﷺ میں ہم کتاب پیدائش تورات کی یہ آیت بھی درج کر چکے تھے کہ ”تب خالے فضا کو بنایا“ اور خالے فضا کو آسمان کہا“ جبکہ فاضل موصوف جنوری ۱۹۷۷ء کے البیان میں سماء کو ”دُخان“ اور ”ایتھر“ بتاتے ہیں تو ہمارا اور ان کا خیال متحد ہے۔

سات آسمان کیا ہیں؟

جبکہ آسمان دُخان اور ایتھر ہے تو اب یہ بات قابلِ غور ہے کہ سات آسمان سے کیا مراد ہے؟ فاضل مقالہ نگار البیان جنوری ۱۹۷۷ء میں فرماتے ہیں کہ یہ میری ذاتی رائے ہے جو آیاتِ قرآنی پر مبنی ہے کہ سبع سموات جن کا تسویر دُخانی سماء سے ہوا وہ سلسلہ ہے جن کی ایک کڑی سا لڑائی ہے اور الارض سے وابستہ ہے۔“

پھر اس رائے میں تردید کے ایک اور رائے ظاہر فرماتے ہیں کہ ”اوریہ بھی ہو سکتا ہے کہ سموات یوں تو میثار ہیں لیکن ان کی تقسیم سات طبقات میں ہو سکتی ہے۔“

موصوف کا یہ بیان اس بات کی شہادت ہے کہ وہ ابھی تک سبع سموات کا یقینی مفہوم نہیں جانتے۔ احوال و تشکیک میں

سموات

سموات یعنی فضا کی کرات بے شمار ہیں۔ اللہ الذی رفع السموات بغیر عمدہ متروکھا۔ خدا وہ ہے جس نے فضا سے بلند کر کے کزدن کو محض تم بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو بلند کر رکھا ہے۔ هو الذی خلق اللیل والنهار والشمس والقمر کل فی ذلک سیجون۔ وہ خدا ہی ہے جس نے رات دن اور آفتاب و ماہتاب بنائے۔ سب کے سب اپنے اپنے گھر سے میں تیر رہے ہیں۔ ”یسجون“ کے نفی معنی ہیں ”تیر رہے ہیں“ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اجرامِ سماوی کسی ٹھوس چیز میں گڑے ہوئے نہیں بلکہ کھلی فضا میں تیر رہے ہیں۔ (پیامِ ربی ص ۱۱۱)

فاضل مقالہ نگار البیان فرماتے ہیں جب یہ امر ثابت شدہ ہے اور مدیرِ ممدوح (مدیرِ پیامِ رب) تسلیم کرتے ہیں کہ کراتِ آسمان یا سیارے سموات ہیں (دوسرے علماء و مبراہر) تو کیا یہ ٹھوس نہیں؟ عرض ہے کہ مدیرِ پیامِ رب نے کرات کے ٹھوس ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا البتہ یہ یقیناً کہا ہے کہ سماء جو فضا و وسیع ہے ٹھوس نہیں ہے۔ جسے فاضل مقالہ نگار البیان بھی دفان اور ایتر کہتے ہیں۔ اس تبادلہٴ افکار کا نتیجہ یہ نکلا کہ سماء یا آسمان کے فضاء۔ دفان۔ ایتر ہونے میں طرفین کو اختلاف نہیں ہے۔ کراتِ فضا کی کو سموات کہتے ہیں بھی دونوں متفق ہیں۔ اب یہ بحث رہ جاتی ہے کہ مدیرِ پیامِ رب نے روحانی پہلو سے سماء کو روحانی بلندی یا آسمان دین بتایا ہے اور سیاحتِ کرمات سے سات ادیانِ حق مراد لئے ہیں۔ یہ کہا تک درست ہے؟

زبانِ عرب میں سماء کے معنی بلندی اور بلند چیز ہیں۔ بلندی ظاہری اعتبار سے بھی ہوتی ہے اسی اعتبار سے فضا بلندی کو سماء اور

بلندی کزدن کو سموات کہا جاتا ہے۔ اور بلندی سنوئی و معتدلہ سے بھی ہوتی ہے جیسے درجے کی بلندی۔ عزت کی بلندی۔ اور جیسے شظیور کا صدق ظاہری اعتبار سے آفتاب۔ آفتاب کی روشنی اور چاند کی روشنی بھی ہے۔ بحرِ سنوئی اعتبار سے عقل کی روشنی۔ علم کی روشنی۔ دین کی روشنی پر بھی نور کا اطلاق ہوتا ہے۔ ”سبیل“ کے معنی راستہ ہیں۔ یہ زمین کے راست پر بھی اطلاق پاتا ہے اور دینی راستہ پر بھی سبیل کا اطلاق ہوتا ہے۔ ایک لفظ کے مواضع استعمال آدنی اور روحانی پہلو سے اپنے مقام پر دونوں یکا ہوتے ہیں۔ یہی طرح ”رفع“ یا ”رفعت“ ظاہری بلندی اور باطنی بلندی دونوں پر سب موقع اطلاق پاتا ہے جیسے آیات ”رفع السموات“۔ ”رفع سماء“۔ ”رفع ابویہ علی العرش“ وغیرہ میں رفع ظاہری مراد ہے۔ اور آیات ”رفع بعضہم درجات“۔ ”رفع بعضکم فوق بعض“۔ ”رفعاہ مکاناً علیاً“۔ ”لرفعاہ بھا وغیرہ میں سنوئی رفعت مراد ہے۔ اصل اسی طرح لفظ ”سماء“ کے معنی بلندی ہیں۔ ”سماء“ ایک موقع پر ظاہری بلندی یا بلند چیز پر اطلاق پاتا ہے اور دوسرے موقع پر روحانی و سنوئی بلندی یا بلند مرتبہ پر اطلاق پاتا ہے چنانچہ فاضل مقالہ نگار البیان ماری ص ۱۱۱ پر فرماتے ہیں ”آیت واستکبروا عنہا لا تفتخر لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة کے معنی یہ ہیں کہ مستکبروں کے لئے آسمان کے دروازے اور جنت کا داخلہ بند ہے۔“ یہ ابواب آسمان یا آسمان کے دروازے کیا چیزیں؟ کیا ایتر میں دروازے ہیں کیا ابواب آسمان سے مراد رفعت روحانی کے ابواب نہیں ہیں؟ اور فرماتے ہیں ”قرآنِ عظیم نے عالمِ انسانی کے لئے آسمانی راستوں کو کھول دیا ہے۔ دنیوی لکھ مافی السموات“۔ یہ آسمانی راستے کیا چیزیں؟ روحانی رفعتوں کے سوا اور کیا مراد ہے؟

پس فاضل مقالہ نگار البیان کے اعتراف سے بھی ثابت ہو گیا کہ سماء یا سموات کا اطلاق مادی معنی کے علاوہ روحانی رفعت پر بھی ہوتا ہے۔

جہاں جہاں سماء اور سموات یا ارض کا ذکر ہے وہاں قرآن کے موضوع اہلی کی بنا پر روحانی معانی مقدم ہو گئے خصوصاً جبکہ آیت میں کوئی ایسا لفظ و قرینہ ہو جو روحانی پہلو کو واضح و معین کرنا ہو تو یقیناً وہاں روحانی معانی مراد ہونگے اور جہاں جہاں ظاہری مادی پہلو کے معنی ثابت ہوں وہاں وہی مراد ہے۔

پس اب ملاحظہ فرمائیے کہ السموات السبع اور سبع سموات جو آیات قرآن مجید میں آیا ہے اس سے مراد سات کرات فغنائی تو ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ سموات مادی یعنی کرات صرف سات نہیں بیظہر ہیں۔ اس لئے سات سموات سے مراد سات روحانی رفتیں ہیں جن سے تمام بلندیاں وابستہ ہیں۔ یعنی سات ادیان عالم جن کے زیر سایہ اقوام عالم نے روحانی ترقیات کی ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے

اللہ الذی خلق سبع سموات { خدا وہ ہے جس نے سات بلندیاں

ومن الارض مثلھن { سات شریعتیں اور انہی کے مطابق

یتنزل الامر بینھن { سات ماتحت رہنے والی امتیں بنائیں

لتعلموا ان اللہ علی { جن کے درمیان امر دین نازل ہوا تھا

کل شیء قدیر (طلاق ع) { تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ سب کچھ خدا کے

تبعہ قدرت میں ہے اور اس نے ہر چیز کا طے کیا اذازہ متراکب دیا۔

سبع سموات کی تشریح خود خداوند عالم نے سبع طرائق سے فرمادی ہے۔ طرائق، طریقہ کی جمع ہے۔ طریقہ اور شریعت ہم معنی ہیں۔ فرماتا ہے۔

ولقد خلقنا فو کلمہ { ہم نے تمہارے اوپر سات طریقے

سبع طرائق وما کنتا { سات ادیان (بنائے ہیں اور ہم

عن الخلق غافلین { اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوتے۔

(چاندی مومن ع)

اس آیت میں لفظ سبع طرائق، سبع سموات کی جگہ لایا گیا ہے

سماء اور سموات کے الملاقات معنوی مفہوم پر قرآن مجید میں بہت ہیں۔ چنانچہ آیت مبارکہ لواتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن { میں سموات دین مراد ہیں۔ یعنی اگر حق ان منکرین حق کے تابع ہو جائے تو تمام روحانی و دینی رفتیں تباہ و برباد ہو جائیں اور نظام دینی کے اندر رہنے والے خراب ہو جائیں۔ نیز اگر حق منکرین حق کا تابع ہو جائے تو کرات فغنائی خراب ہو جائیں یا آخر میں ضل لہ جائے۔ دنیا میں منکرین حق موجود ہیں۔ کرات برباد نہیں ہوتے۔ حق و وحدانیت کے سموات و ارض یعنی نظام روحانی کا بیان اس قسم کی آیات مبارکہ میں بھی ہے خلق اللہ السموات والارض بالحق ان فی ذلک (ایۃ للامؤمنین (تکوین ع) خدا نے حق و وحدانیت کے ذریعے بلندیاں اور پستی بنائی ہے۔ اس امر میں ایمان لانے والوں کے لئے ایک نشان ہے۔ جیسے فرمایا کہ یحییٰ اللہ الحق بکلمہ ماتم خدا اپنے کلمات کے ذریعے حق کو حق ثابت کر رہا ہے۔ اسی طرح خلق اللہ السموات والارض بالحق کے معنی یہ ہیں کہ حق کے ذریعے بلندیاں اور پستی بنائی ہیں۔ یہ تلقین دین کا ظہور ہے۔ دین حق سے کتنی ہی قوموں کو ترقیات کی بنیادیں پر پہنچا دیا اور کتنی ہی قوموں کو انکار حق کی سزائیں پہنچ کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ نظام روحانی جسے حق کہتے ہیں اسی کو حق و وحدانیت کے آسان و زمین کہا ہے۔

سبع سموات حق

چونکہ ہر علم کا اپنا موضوع الگ ہوتا ہے جس علم کی کتاب ہوئی اسی علم کی بحث کرتی ہے۔ قرآن مجید کا موضوع دینی و روحانی حقائق و امور ہیں علم ہیئت و کلیات قرآن مجید کا موضوع نہیں ہے۔ روحانی بلندی پیدا کرنا اور انسان کو پستی سے بچانا اس کا مقصد اہلی ہے۔ پس روحانی بلندی پسپائی کے حقائق و انکشاف و بیان قرآن مجید کا دائرہ موضوع ہے اسی دائرے میں بیانات قرآن کو کبھی کی ضرورت ہے۔

سار شریعت اسلام سے لے کر بساط امت تک امر دین کی تدبیر و تنظیم کر رہا ہے۔ احکام نازل فرما کر انھیں جاری اور مقبول امت میں قائم کر رہا ہے۔ فقہ تہذیب البیہ فی یوم کلان مقدار الف شتہ معلقہ ونا اس تدوین و اجراء کے بعد یہ امر نظام اسلام خدایا طرت ایک یوم میں اظہار کیا جس کی مقدار تھارے حساب سے ایک ہزار سال ہوگی۔

۱۲۶۰ھ میں خداوند عالم نے حضرت باب کے ذریعے تدبیر سابق کے اختتام اور نئے دور کے آغاز کا اعلان فرمادیا۔

اس بیان پر اعتراضات اور ان کے جوابات

مذکورہ بالا بیان جو ستماء کے معنی پہلے سے خلق رکھا ہے اور سبغ کوا سے مراد سات ادیان عالم لئے گئے ہیں اس پر جناب خواجہ عباد اللہ صاحب مقالہ شکار البیان نے جو اعتراضات کئے ہیں ان کے جوابات ہم پیاہر میں دے چکے ہیں اور بعض اعتراضات کے جوابات ذیل میں دیئے جاتے ہیں

(۱)

قرآن کی کسی بھی آیت میں مذکور نہیں کہ سبغ سموات ، شتہ ایام میں خلق ہوئے کتب مقدسہ کی کسی آیت کی بنا پر آپ نے دعوائے تخلیق سبغ سموات فی شتہ ایام کیا ہے ؟ (البیان جزوی سترہ ۱۹۴۳ء ص ۷۷)

جواب

جس شش ہزار سالہ دور کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کا بیان قرآن مجید کے سوا کوئی اور کتاب نہیں کرتی کیونکہ قرآن مجید کے وقت ہی تو چھ ہزار سالہ دور کے آخری ایام تھے۔ سبتہ ایام میں سبغ سموات کا بنا ہوتا ہے قرآن مجید سے سمجھا ہے۔ سورہ سجدہ میں فرمایا ہے کہ خدا نے سموات و ارض چھ ایام میں بنائے ہیں۔ سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ کیونکہ قرآن ارض ارض ارض ارض کا ہی ذکر ہے اور اس کے ساتھ تھریک فرمائی ہے کہ امر شریعت محمدی کیلئے ایک ہزار اور کچھ سال مدت ہے و نہایت سے

اس سے زیادہ توضیح اور اس سے احسن تفسیر جو خدا نے خود فرمادی ہے اور کیا ہو سکتی ہے ؟ پس سبغ سموات (سات بلندیاں) سبغ طرائق (سات شریعتیں) ہیں۔ یعنی دین اسلام۔ دین مسیحی۔ دین دوسری دینیاتی دین زرتشتی۔ ہندو دھرم۔ بودھ دھرم۔ سات امتوں کا بیان بھی قرآن مجید میں فرمادیا ہے جو سات شریعتوں کے نیچے پیدا ہوئیں اور نشو و نما پائی۔

ساریخ عالم میں دو قسم کی امتیں ہیں۔ (۱) امم دنیہ (۲) امم غیر دنیہ شش ہزار سالہ تاریخ میں سب ذیل سات آستیں معلوم و موجود ہیں (۱) مسلمان (۲) مینائی (۳) یہودی دہم، صابی (۴) زرتشتی مذہب (۵) ہندو (۶) بودھت۔

پہلی پانچ امتیں غیر دنیہ ہیں۔ چھٹی اور ساتویں دو آستیں دنیہ ہیں۔ جن کا موجودہ قومی نشان بت پرستی ہے۔

ان سات ادیان و ائم کے بنانے کا زمانہ جو قرآن مجید میں بیان فرمایا وہ سبتہ ایام یعنی چھ ہزار سال ہے۔ کیونکہ اصطلاح خداوندی میں یوم ایک ہزار سال کا نام ہے ان یوماً عند ربک کالفت سبتہ ممتا لعدون۔ ایک یوم تیرے رب کی اصطلاح میں انسانی حساب کے ایک ہزار سال کا نام ہے (ج) خداوند عالم فرماتا ہے اللہ الذی خلق السموات والارض دعابھائی شتہ ایام اللہ وہ ہے جس نے یہ نمونہ ادیان اور بساط ائم اور ان کے متعلقات شش ہزار سالہ دور میں بنائے ہیں۔ سات ادیان جن کا ذکر ہوا شش ہزار سالہ دور تاریخ کے اندر ہیں چکے ہیں۔ جن میں سے ساتویں دین اسلام شش ہزار سالہ دور کے ابتدائی چھ ہزار کے اواخر میں ظہور کر چکا تھا۔ اور اس کی حکومت کا دور ساتویں ہزار اور دوسو ساٹھ سال کا عرصہ تھا جو پورا ہو چکا ہے۔ جس کا ذکر تفصیل سے اپنے مقام پر کیا گیا ہے سورہ سجدہ کی آیت سبتہ ایام کے بعد یہی ذکر مسلسل چل رہا ہے ہمیں فرمایا ہے یدکبرا الامر من السماء الی الارض کہ خداوند عالم

امتوں میں سے ہر ایک امت کے لئے ایک شریعت اور ایک طریق معزز کیا ہے۔ تو یہ متعدد شریعتیں ہوں گی۔ ان متعدد شریعتوں کے لحاظ سے متعدد ادیان کہنا بالکل درست ہے۔ خداستائی بہت سے رسولوں کا ذکر فرما کر کہتا ہے انزل معہم الکتاب۔ رسولوں کے ساتھ کتاب نازل کی گئی ایک ہی کتاب سب رسولوں کو ملی۔ نہیں بلکہ متعدد کتابیں ملی تھیں۔ لیکن ان کی معنوی وحدت وجہیت کے اعتبار سے کتب کی جگہ کتاب فرمایا جو کسی طرح غلط نہیں ہے۔ جب رسولوں کی متعدد کتابیں اور متعدد شریعتیں ہوئی ہیں تو ایک خاص دائرے کے لحاظ سے ایک شریعت کو ایک دین قرار دینا اور جمع ادیان استعمال کرنا بالکل صحیح و درست ہے۔ حیثیت ہی کی وجہ سے اپنی جگہ ایک حقیقت مسلمہ ہے۔ اسی حقیقت واحدہ کی یہ سات تشکیلات ہیں جنہیں سبع طرائق اور سبع سموات فرمایا ہے۔ بولنے اور لکھنے والے علماء اور مؤرخین اور اہل زبان لفظ ادیان بصیغہ جمع بولنے اور لکھتے ہیں۔

(۳)

کوئی مشہور مقام ایسا نہیں جس میں رسول مبعوث نہیں ہوا۔ اور اب مختلف ممالک میں ان کی امتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے چھ اور سات کا تعین امر واقعہ نہیں۔ (البیان مارچ ۱۹۰۷ء)

جواب

ستۃ ایام دنیا کا شش ہزار سال دور ہے۔ اس دور تاریخی میں دیکڑ دھم - بودھ دھرم - دین زرتشتی - دین صابی - دین موسوی - دین عیسیٰ - دین محمدی۔ یہ سات تشکیلات دین ہیں جنہیں سبع طرائق اور سبع سموات فرمایا ہے۔ ان سے پہلے بیٹک دنیا موجود تھی اور دین خداوندی بھی تھا پھر نبی بھی تھے۔ لیکن اس شش ہزار سال دور تاریخی میں یہ سات متقل ادیان اور ان کی امتیں تھیں جن کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ان کے سوا کوئی مستقل دین وامت موجود ہے تو ثبوت پیش کیجئے اور اس امت کی کتاب دینی اور رسول اپنی کا نشان دیجئے۔

ارشاد فرماتا ہے کہ ایک یوم سے مراد ہزار سال ہے۔ جب یہاں دین کے سموات اور ارض کے بنانے کا وعدہ ستۃ ایام چھ ہزار سال ہے اور سورۃ طلاق میں تھریج ہے کہ یہ سموات سات ہیں۔ جنہیں سورۃ مومنوں میں سبع طرائق (سات ادیان) فرمایا ہے تو خود قرآن نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ سبع سموات ادیان ستۃ ایام دور شش ہزار سالہ میں بنے ہیں۔

(۲)

دین تو ایک ہی ہے جو دین اللہ اور دین الحق ہے اور قرآن میں اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے اور کل کائنات کا دین الغلظت ہے۔ ولکہ اسلام من فی السموات والارض۔ اس لئے قرآن میں اگر نفسیہ سموات ادیان صحیح ہوتا اور یہ سبع شہاد ہوتے تو ادیان بصیغہ جمع استعمال ہوتا۔ لیکن کہیں نہیں۔ تمام قرآن میں دین بصیغہ واحد استعمال ہوا ہے۔ (البیان اکتوبر ۱۹۰۷ء)

جواب

جب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ستارہ سے قرآن مجید کی بہت سی آیات میں سائر دین اور سموات سے مراد سموات شائع ہیں جیسا کہ ہم نے آیات قرآن مجید سے دکھا دیا ہے تو پھر ستارہ کو دین اور سموات کو ادیان کہنے میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں دین اگر بصیغہ جمع نہیں آیا تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکھتا کہ نظریہ سموات ادیان غلط ہے جیسے ایک ستارہ یا ایک ہجر میں بے شمار کرات ہیں جو بلند ہونے کی وجہ سے سموات کہلاتے ہیں۔ اسی طرح دین حق اپنی حقیقت کے لحاظ سے دین واحد ہے۔ مگر تشریحی تشکیلات چوتھہ متعدد ہیں اس لئے ایک ایک تشکیلی کے لحاظ سے متعدد دین یا ادیان کہلاتے ہیں۔ ہمیں کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ لکل جعلنا منکھ شرعۃ ومنھما حیا (مائہ غ) ہم نے تم

(۴)

حضرت فوح اور ان کے مکتب انبیاء کل عالم انسانی میں مبعوث ہوئے۔ حضرت ابراہیم اور ان کے بعد رسول اکرم سامیہ میں مبعوث ہوئے۔ پھر چھ ہر ایک رسول کی ایک آیت ہے اس لئے صرف اکرم سامیہ کے مصلحت کی فہرست چھ سات سے تجاوز کر جاتی ہے۔ (البیان مارچ ۱۹۳۷ء)

جواب

چونکہ اللہ عز وجل فرمایا: ”حضرت فوح اور ان کے مکتب انبیاء علیٰ کلمہ انسانی میں مبعوث ہوئے“ تو لہذا اصل دین کے سب کا دین وہی تھا جو حضرت فوح لائے تھے۔ باقی انبیاء جو ان کے مکتب مبعوث ہوئے وہ خواہ کتنے ہی ہوں یہ سلسلہ ایک ہی تھا۔ جیسا کہ حضرت زرتشت کے بعد سب سے پیغمبر ایران میں ہوئے مگر سب ایک ہی دین کے پیرو تھے۔ اس لئے دین زرتشتی ایک ہی دین شمار ہوتا ہے۔ پس اگر ایک سلسلے میں سب سے ایسے پیغمبر آئے جو کسی بڑے پیغمبر کے مکتب تھے تو وہ ایک ہی دین اور ایک ہی سلسلہ رہا۔ اس طرح یہ سات ادیان جن کا قرآن مجید سے ہم نے ذکر کیا مستقل ادیان ہیں۔

(۵)

یہ دین اور ہندو اور بودھوں سے دریافت فرمائیں کہ وہ کس ادا آدم سے اپنا دور شروع کرتے ہیں اور اسی کی شریعتیں کب نافذ ہوئیں اور کب تک جاری رہیں۔ ویدوں کی تہہ میں کا زمانہ محققین کے نزدیک ہزار ہا سال قبل از مسیح ہے اور ہندو تو کہتے ہیں کہ ان زرتشت سے موجود ہیں۔ مصری کتبوں سے مصر کے حالات تک کی پیدائش سے دس ہزار پینتیس لاکھ سال کے مسلم ہو چکے ہیں“

(البیان جنوری ۱۹۳۷ء)

جواب

ہم کہہ سکتے ہیں کہ دین کا سلسلہ مرت چھ ہزار سال سے چلا ہے۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ دین کی موجودہ تشکیلات اور ان تشکیلات کے مکتب یہ استیں جن کا ذکر قرآن مجید کرتا ہے اور جن کا وجود اب بھی ہے شش ہزار سال دور تاریخ کی پیداوار ہیں۔ وہ دین کب شروع ہوئے اور ان کی کتابوں کی کب تدوین ہوئی یہ تاریخ کی نظر میں ٹھیک ٹھیک متعین ہو یا نہ ہو ہمیں قیہ دیکھنا ہے کہ ہر ایک دین کی وہ تشکیلات جو ظہور محمدی کے وقت تھی ان ہی مسلمہ موجود تشکیلات کو وسیع طرائق یا سبب سموات کا نام دیا ہے۔

(۶)

جس آیت سے سات آیتیں اخذ کی گئی ہیں اسی میں والدین اشرا کھوا صیفہ جمع ہے۔ اس لئے اشرا کھوا میں ہندو اور ج کے علاوہ اور بھی ہونے چاہئیں اور کم از کم تین ہوں۔ اگر صیفہ تشبیہ ہوتا تو کچھ بات تھی۔ (البیان مارچ ۱۹۳۷ء)

جواب

والدین اشرا کھوا میں لاکھوں کر دہوں انسان شامل ہیں تو صیفہ جمع لانا بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ الذین اشرا کھوا سے مراد اگر دو قومیں ہوں تو صیفہ تشبیہ ہونا چاہئے۔ ہاں اگر صرف دو فرد ہوں تو صیفہ تشبیہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ دو قومیں مراد ہیں جو کر دہوں افراد پشتمل ہیں تو صیفہ جمع ہونا نہایت مناسب ہے۔

اسی سورہ ج میں مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی۔ صابی۔ زرتشتی اور الذین اشرا کھوا (ہندو اور بڑھ) کا ذکر ہے۔ اسی کے ذرا آگے یہ آیت ہے جس میں اہل حق اور منکرین حق دو جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے خداوند عالم فرماتا ہے: ”هٰذَانِ خَصْمَتَانِ اِخْتَصِمَا لِيْ بِحَقِّمِ“ یہ دو فریق ایک۔ دوسرے کے خلاف ہیں جو اپنے رب کے پاس میں مجھلائے ہیں۔ یہاں هٰذَانِ خَصْمَتَانِ تشبیہ ہے اور اِخْتَصِمَا لِيْ بِحَقِّمِ بصیفہ جمع فرمایا ہے۔ اختصا نہیں فرمایا۔ اسی لئے کہ دونوں جماعتیں یہ

والذین اشرا کھوا میں لاکھوں کر دہوں انسان شامل ہیں تو صیفہ جمع لانا بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ الذین اشرا کھوا سے مراد اگر دو قومیں ہوں تو صیفہ تشبیہ ہونا چاہئے۔ ہاں اگر صرف دو فرد ہوں تو صیفہ تشبیہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ دو قومیں مراد ہیں جو کر دہوں افراد پشتمل ہیں تو صیفہ جمع ہونا نہایت مناسب ہے۔ اسی سورہ ج میں مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی۔ صابی۔ زرتشتی اور الذین اشرا کھوا (ہندو اور بڑھ) کا ذکر ہے۔ اسی کے ذرا آگے یہ آیت ہے جس میں اہل حق اور منکرین حق دو جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے خداوند عالم فرماتا ہے: ”هٰذَانِ خَصْمَتَانِ اِخْتَصِمَا لِيْ بِحَقِّمِ“ یہ دو فریق ایک۔ دوسرے کے خلاف ہیں جو اپنے رب کے پاس میں مجھلائے ہیں۔ یہاں هٰذَانِ خَصْمَتَانِ تشبیہ ہے اور اِخْتَصِمَا لِيْ بِحَقِّمِ بصیفہ جمع فرمایا ہے۔ اختصا نہیں فرمایا۔ اسی لئے کہ دونوں جماعتیں یہ

کیا امامت اور غیبت حضرت محمد بن الحسن ثابت ہے؟

شاب تیر ابو العباس رضوی یارِ چوی نے ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کے رسالے پیامبر میں ایک بصیرت افروز مضمون لکھا تھا جس میں دکھایا گیا کہ مرحوم مجلسی علیہ الرحمہ کی ستر کتاب بجاہر الانوار کی تیرھوں جلدوں میں جو روایات درج ہیں ان سے زیادہ معتبر روایات امام غائب کی پیدائش کے متعلق موجود ہیں۔ اور ان روایات کی بنا پر مطلقاً یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ آپ پیدا بھی ہوئے تھے۔

ماہ فروری ۱۹۸۲ء کے پیامبر میں پھر ان روایات پر مفصل بحث اور جرح کر کے یہ دکھایا کہ سنی اہلی - قانون قدرت اور تاریخ اسلام کی رو سے ان روایتوں کے مضمون قابل قبول نہیں ہیں۔ بلکہ مروجہ روایات کا ایک مجموعہ ہے۔

موجودہ مضمون میں یہ بحث کی ہے کہ امام غائب کے تقریر اور عقیدے اور اس کے بعد غیبت کے متعلق جو راوی اور ان کی روایات ہیں وہ بھی قبول کرنے کے لائق ہیں یا نہیں؟

امام غائب کے ظہور کے دن طالب حضرات سے جو انکا نام سن کر ابھی تک عقل اللہ فرجہ نہ کہتے ہیں خصوصاً اور شیعوں علماء سے عموماً تقاضا ہے کہ ان معانی کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور اگر پیدائش امام غائب اور تقریر و عقیدے کے متعلق جو روایتیں ان معانی میں بیان کی ہیں ان سے بہتر روایتیں یا زیادہ قابل اعتماد راوی یا بجاہر الانوار کی تیرھوں جلد سے زیادہ مشہور و مستند کتاب پیش کر کے کہ امام غائب کی پیدائش - ان کا تقریر امامت و غیبت ثابت کر سکتے ہیں تو بسم اللہ کریں۔ ورنہ اس مجموعہ روایات کے مجموعہ سے دست بردار ہوں اور ملت کو سب آگاہ کر دیں۔ کیونکہ آخر الامر یہ چکا۔ اب کوئی حقیقت منظرہ باقی نہیں ہے۔ (استقامت اللہ)

ماہ فروری ۱۹۸۲ء کے مضمون کیا امام غائب پیدا بھی ہوئے تھے؟ میں یہ ثابت کرنے کے بعد کہ حضرت حجۃ ابن الحسن کی ولادت مشکوک اور قطعی غیر یقینی ہے آپ کی امامت و غیبت پر بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن اس خیال سے کہ عقیدہ حجۃ ابن الحسن کے تمام پہلو بھی طرح روشن ہو جائیں مناسب کہ چند باتیں آپ کی امامت و غیبت کے متعلق بھی عرض کر دی جائیں۔

حضرت امام حسن عسکری نے مستند حرمین وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا وہ مرنے والا فرزند جس کی تاریخ ولادت کا پتہ ہے نہ روز و نہ وقت کا اور نہ اس کی ولادت کا سال معلوم۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی ولادت بھی مشکوک ہے۔ پانچ سال کی عمر میں حدود پندرہ راوی کہتے ہیں کہ عہدہ امامت پر فائز ہوا اور اس تختی میٹھی قوم کا بارگراں اس کے کمزور کاڑھوں پر ڈال دیا گیا۔ مگر وہ بھی ایسے کہ خود نظروں سے ہمیشہ پوشیدہ اور امام حسن عسکری کوئی تحریری وصیت موجود نہیں۔

اس مضمون کے پڑھنے والے غور فرمائیں کہ کیا پانچ برس کا بچہ رہنمائی قوم کے فرائض ادا کر سکتا ہے اور یہ واقعہ قانون عقل - قاعدہ نفرت - سنت الہی اور شریعت اسلام کے مطابق ہے یا نہیں! بہر حال یوم ولادت سے ۵ سال کی عمر تک تقریباً دو پوشش اور ۵ برس کی عمر میں بالکل رو پوش ہو جاتا ہے۔ اس رو پوشی کی حالت میں قوم کی مشکلات کیونکر حل ہوئیں۔ اس بارہ میں بہت کچھ اختلاف ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) حکیمہ بیان کرتی ہیں کہ لوگ جو سالک مجھ سے دریافت کرتے ہیں وہ میں اس پنج سالہ امام غائب سے مل کر رہتی ہوں اور جواب دہی ہوں (دیکھئے بحار الانوار باب ولادت حضرت حجت)

(۲) حکیمہ بیان کرتی ہیں کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی مشکلات امام غائب کی دادی سے حل کریں۔ (دیکھئے بحار الانوار باب ولادت حضرت حجت) ان دریاؤں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کس دن و تاریخ امام غایت کے مطابق خاموش تھا۔ اور اس کی طرف سے جناب حکیمہ یا امام حسن مسکری کی والدہ قوم کی مشکلات حل کرتی تھیں۔

(۳) بحار الانوار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات امام حسن مسکری کے بعد چونکہ امام کی یقیناً باقاعدہ عمل میں نہیں آتی تھی اور اس زمانہ کے شیعہ اس مسئلہ میں حیران و پریشان ہوئے کہ اب ہم کس کی طرف رجوع کریں تو شیعہ جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ ایک جماعت نے جعفر ابن امام علی نقی علیہ السلام کو امام تسلیم کر لیا۔ جنفر مذکور نے خود بھی دعویٰ امامت کیا اور بیان کیا کہ امام حسن مسکری لا ولد فوت ہوئے ہیں۔

(۴) جعفر کے دعویٰ امامت نے اصحاب حضرت امام حسن مسکری میں کھلبلی مچا دی۔ ان اصحاب میں سے عثمان بن سعید عری نے اس راز کا انکشاف کیا کہ جعفر کا دعویٰ غلط ہے۔ امام مرحوم کا ایک فرزند موجود ہے اور نفروں سے پتہ چلا ہے اور وہی امام ہے۔ میں ان کا نائب ہوں۔ تمام قوم میری طرف رجوع کرے۔ عثمان بن سعید عری کی اس حکمت عملی کی تائید بعض دیگر اصحاب امام مرحوم نے بھی کی اور اس طرح قبول کیا کہ کچھ محدثان بن سعید عری کے ساتھ ہو گیا۔ لوگ سالک پوچھتے۔ عثمان بن سعید عری ان سالک کو باطل و حجت خلا کے پاس لے جاتے اور تقریری جواب لاتے۔ جس دکانہ کا روپہ وصول کر کے امام کے پاس پہنچاتے۔ اور اس روپہ کی رسید روپہ دہندگان کے حوالے کر دیتے تھے۔ زمین و جو امام سے کبھی غالی نہیں رہتی۔ اس عقیدہ کی موجودگی میں تحقیقات کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ اور کوئی خدا کا بندہ اگر پوچھا کہ عثمان بن سعید عری کا یہ دعویٰ کچھ ثابت ہے جبکہ وہ معصوم نہیں تو جواب حاضر تھا کہ امام حسن مسکری کے اصحاب کیا کذب ہو سکتے ہیں؟ لیکن جب عثمان بن سعید سے پوچھا گیا کہ بھائی کم از کم امام غائب کا نام تو بتا دو تو عثمان جواب دیتے ہیں کہ نام بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ لکھا ہے کہ عثمان بن سعید نے بیان کیا کہ میرے پاس امام کی توثیق آئی ہے کہ جو لوگ میرا نام دریافت کریں ان کی جزا بہشت ہے اور جو لوگ دریافت کریں ان کی جزا جہنم ہے (دیکھئے بحار الانوار ص ۱۵۷-۱۵۸) اب کس کی مجال تھی کہ عثمان امام کی طرف سے کوئی رسید لاکر دیتے اور وہ پوچھتا کہ اس خط پر یا اس رسید پر امام کے دستخط کون نہیں ہیں اور یہ ہے کہ عثمان بن سعید حضرت خدیجہ کے نزدیک نہایت معتبر تھے۔ ابن ادرائیب امام ہیں۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ شیعوں کے لئے امام غائب کا نام تک پوچھنا جائز نہیں اور نہ مجھ پر ان کا نام بتانا حلال ہے۔ لیکن حضرات علمائے شیعہ سے کوئی امام غائب کا نام پوچھے (صفات ارشاد ہو گا کہ م۔ ح۔ م۔ دینی محمد ابن حسن مسکری اور اس کی سند یہ پیش کی جائیگی کیواہی اسمہ اسمی یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ قائم آل محمد کا نام میرا نام ہو گا کیسا ہم اس مرتبہ یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث رسول عثمان بن سعید عری نائب امام دوازہ ہلک کو بھی یقیناً معلوم ہوگی۔ پھر عثمان بن سعید نے حضرت حجت کا نام پوشیدہ کیوں رکھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عثمان بن سعید حدیث مذکور کو درست نہ سمجھتے تھے اور امام غائب کا نام کچھ اٹھاتا جو اب تک شیعہ حضرات کو معلوم نہیں ہے۔ اور اگر یہ حدیث درست ہے تو انھوں نے صفات حدیث کو نہایت کیوں پڑھ دی۔

عثمان بن سعید عری کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے ابو جعفر امام غائب کے سفیر مقرر ہوئے۔ ان کی سفارت بھی عمل میں آئی ہی کہ امام حسن مکرری کے دوسرے اصحاب باؤنا جنھوں نے مصلحتاً عثمان بن سعید کے دعویٰ کی تائید کر دی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور مختلف دعوایں کئے۔ ان میں سے ایک محمد بن نصیر نصیری تھے۔ جن کا دعویٰ تھا کہ میں پیغمبر ہوں اور محمد کو امام علی نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ ان اصحاب میں سے ایک احمد بن ہلال کرخی تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ابو جعفر امام زمان کے وکیل ہیں۔ جب بعض شیعوں نے کہا کہ کیا تم امام حسن مکرری کی تصریح کے مطابق ابو جعفر کا وکیل ہونا تسلیم نہیں کرتے تو انھوں نے جواب دیا کہ آنحضرت نے میرے سامنے ابو جعفر کو وکیل مقرر نہیں بنایا۔

امام حسن مکرری کے ایک اور صحابی ابو طاہر محمد بن علی بن ہلال تھے۔ جنھوں نے ابو جعفر کی وکالت سے انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ امام غائب کا سفیر میں ہوں۔ پھر نئے صحابی حسین ابن منصور حلاج تھے جنھوں نے ابو جعفر مکرری کی وکالت کا انکار کیا اور خود وکیل ہونے کا دعویٰ کیا۔

فرغن مسلم چار اشخاص ۳۲۹ھ تک فرقہ شیعہ اور امام غائب کے درمیان سفارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور دوسرے اصحاب امام حسن مکرری کی مخالفت کرتے رہے۔ اور کوشش کرتے رہے کہ لوگ ان کی سفارت کو تسلیم کر لیں۔ اور یہی وہ اصحاب خاص حضرت امام حسن مکرری تھے جنھوں نے عثمان بن سعید عری کے دعویٰ کی تائید کی تھی۔ اب غالباً اس معنوں کے ناظرین بھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ ان اصحاب کے تائید کرنے کی وجہ کیا تھی کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ عثمان بن سعید عری کے زیادہ باوقفت ہونے کی وجہ سے مصلحتاً لوگ خاموش ہو رہے اور موقع کے منتظر رہے۔ جب عثمان کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے موقع کو غنیمت بنا لیا۔ اور دہی فائدہ اٹھا چاہا جو عثمان بن سعید اٹھا رہے تھے اور ان کی تائید جتنی حقیقت بذاتی۔

شیعہ طائر امام حسن مکرری کے اصحاب محمد بن نصیر۔ احمد بن ہلال۔ ابو طاہر محمد بن علی اور حسین ابن منصور کو مذہبی کاذب سمجھتے ہیں۔ اور عثمان بن سعید ابو جعفر حسین ابن روح۔ اور علی ابن الحسن مکرری کو دعویٰ وکالت امام غائب میں صادق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان صادق اصحاب کے ہاتھ میں بھی امام غائب کے نبوت اور سفیر ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے کیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان سب کا دعویٰ باطل ہے۔ ذکوئی وکیل تھا۔ ذکوئی امام۔

براہ کرم حضرات علامتہ شیعہ ابن سند کو صاف کریں کہ جبکہ امام غائب کے سفیر ہونے کے مدعی حسب ذیل اشخاص ہیں

(۱) والدہ حضرت امام حسن مکرری (۲) جناب مکبہ (۳) عثمان بن سعید عری (۴) ابو جعفر عری (۵) حسین ابن روح

(۶) الحسن مکرری (۷) احمد بن ہلال کرخی (۸) ابو طاہر محمد بن علی بن ہلال (۹) حسین ابن منصور حلاج۔

ان میں سے ہر آپ کے مستند چار خط شیعہ اصحاب کے سفیر بن القوم والا امام ہونے کا ناقابل تردید ثبوت کیا ہے جو مجھے نائب ابو الحسن مکرری کی وفات کا دست جب قریب آیا تو متعقدین نے پوچھا کہ تم ہم کو کس پر چھوڑتے ہو تو انھوں نے بیب سے امام غائب کی آنرز و صیت نکالی جس میں لکھا تھا :-

اے علی ابن محمد مکرری خداوند عالم تیرے دینی بھائیوں کو تیری وفات کی مصیبت میں اجر عظیم عطا فرمائے تو ہجہ روز کے اندر مرجائے۔ پس تو تیار رہ اور وکالت کے بارے میں کسی کے متعلق وصیت ذکر جو تیری وفات کے بعد تیار جانشین ہو۔ کیونکہ اب غیبت کبریٰ واقع ہو گئی۔ پس میرا ظہور نہ ہوگا مگر خدا کی اجازت سے اور یہ ظہور جب ہوگا کہ مدت غیبت طولانی ہو جائیگی اور دل

سخت ہو جائیگے۔ اور زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ مغرب میرے کچھ شیعہ میرے دیکھے کا دعویٰ کرینگے آگاہ نہ ہو کہ جو شخص سفیانی کے خروج اور صلے آسمانی سے پہلے میرے دیکھے کا دعویٰ کر گیا وہ کذاب اور مغتری ہے۔

اگر حضرت امام غائب کی تذکرہ بالا آخری وصیت کو غور سے پڑھا جائے تو واضح ہو گا کہ یہ تحریر علمائے علوم علم لدنی حضرت امیر طاہرین معصومین کے لب و لہجہ کے بالکل خلاف ہے۔ لکھا ہے کہ اب میرا ظہور اس دلت ہو گا جبکہ دل سخت ہو جائیگے اور زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ کیا اس وصیت کے وقت دل سخت نہیں ہو گئے تھے۔ کیا زمین ظلم و جور سے بھری ہوئی نہ تھی۔ ۲۶۰ برس کا زمانہ حضرات معصومین نے انتہائی مظلومیت کے عالم میں بسر کیا تھا اب دلوں کی سختی اور زمین کے ظلم و جور سے پرہوئے کا عالم دکھو کہ خود حضرت امام غائب کو اپنے قتل سے خون کھا کر ایک نامعلوم مدت تک کے لئے غائب ہو جانا پڑا۔ اب تو خدا کے فضل سے سرور کونین شیعہ موجود ہیں۔ رات دن ظہور کی دعائیں مانگتے ہیں اور جان و مال نثار کر کے کو موجود ہیں حتیٰ کہ ایران خالص شیعوں کی حکومت ہے۔ اب ان کو لیا غوث ہے۔ ظہور کا زمانہ تو دراصل وہی زمانہ تھا جس زمانہ کے ظلم و جور سے گھر پر آپ کو رو بہ شکن ہونا پڑا۔ اس کے بعد زمانے ہیں کہ مغرب میرے کچھ شیعہ میرے دیکھے کا جھوٹا دعویٰ کرینگے۔ جو لوگ جھوٹا دعویٰ کرینگے کیا ان کے لئے امام غیر شیعہ کا لفظ استعمال فرما سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ارشاد امام ہی نہیں ہے۔ ہیں اس وصیت کے صحیح یا غلط ہونے میں بھی کچھ اصرار نہیں ہے لیکن اگر اس کو ارشاد امام تسلیم کر لیا جائے تو پھر حضرات علمائے شیعہ کو بخدا الانوار سے وہ تمام باب خارج کر دینا چاہئے جو ان لوگوں کے بیانات پر مشتمل ہے جنھوں نے حضرت امام غائب کو راستوں میں۔ گذرگاہوں میں۔ جنگلوں اور بیابانوں میں دیکھا ہے اور اعلان کر دینا چاہئے کہ یہ تمام لوگ جھوٹے ہیں۔ نیز کہ امام اپنی آخری وصیت میں ارشاد ہے کہ زمین کے خروج سفیانی سے پہلے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نے امام کو دیکھا ہے وہ کذاب اور مغتری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حجتہ ابن الحسن کی ولادت و امامت و غیبت اور نواب اربعہ کی نیابت کسی معقول شہادت سے ثابت نہیں اور نہ وجود امام دوازہ صلہ کا مسئلہ کسی محکم و متین بنیاد پر قائم ہے۔ حضرات علمائے شیعہ کی خدمت میں ہماری یہ گندار سش ہے کہ وجود امام غائب کو معقول اور مستند روایات و احادیث کی روشنی میں ثابت فرمائیں۔ لیکن ثابت کرتے وقت اپنے مستند حسب ذیل معیار روایات و احادیث کو ہمیشہ نظر رکھیں۔

روایات و احادیث کی صحت و عدم صحت کا معیار

وہ خبر جو پیغمبر اسلام یا ائمہ معصومین کے کسی قول یا فعل کا اظہار کرے حدیث کہلاتی ہے۔

(۱) حدیث کے بیان کرے والے اگر اس قدر کثرت سے ہوں کہ جنی بر کذب اور جعلی حدیث پر ان سب کا متفق ہوا محال ہو تو ایسی حدیث حدیث متواتر کہلاتی ہے۔ مثلاً ایک ہزار اشخاص جو وقت واحد میں موجود نہ ہوں اور ایک دوسرے سے آشنائے ہوں اگر کوئی حدیث بیان کریں تو یہ حدیث یقیناً صحیح ہوگی اور دلیل قطعی قرار پائے گی۔

(۲) وہ حدیث جس کے بیان کرنے والوں کی تعداد اتنی قلیل ہو کہ کسی جعلی حدیث پر ان کا متفق ہو جانا عادتاً محال نہ ہو تو ایسی حدیث احاد کہلاتی ہے جو دلیل قطعی قرار پائے گی۔ نیز اس صورت کے کہ کوئی خارجی اوردیوبی قرینہ موجود ہو۔ اور علمائے شیعہ اس بات پر متفق ہیں کہ

کرتی، دلائل اس وقت تک اصولی مسائل میں قابل استدلال نہیں جب تک کہ کوئی قرآنی آیت تائید نہ کرے۔

متواتر حدیث بھی اس وقت یقینی اور صحیح قرار پائے گی جبکہ حسب ذیل دو شرطیں پائی جائیگی۔

(۱) حدیث میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے وہ محسوس ہو اس خستہ ظاہری ہو۔ مثلاً اگر تنو اشخاصی یہ خبر دیں کہ انھوں نے رسول یا امام سے یہ سنا یا یہ کر کے ہوئے دیکھا تو یہ حدیث متواتر ہوگی۔

(۲) سلسلہ روایات اپنے تمام طبقات میں حد تو اتار تک پہنچنا ہو۔ یعنی تنو اشخاصی جنھوں نے اکیس دوسرے کو نہ دیکھا ہو اور مجلس واحد میں حدیث پر متفق نہ ہوئے ہوں ایسے دوسرے تنو اشخاص سے کہ وہ بھی مذکورہ بالا صفات سے شہادت ہوں کوئی حدیث بیان کریں اور یہ تنو اشخاص ایسے ہی دیگر تنو اشخاص سے نقل حدیث کریں یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت رسول یا حضرات ائمہ تک پہنچے ہو جائے تو اس صورت میں تواتر ثابت ہو جائیگا اور ایسی حدیث بالکل یقینی ہوگی۔ لیکن اگر تنو آدمی یا پنج یا سات آدمیوں سے نقل حدیث کر رہے ہیں اور یہ پنج یا سات اشخاص حضرت رسول سے روایت کریں تو ایسی حدیث متواتر نہ ہوگی۔ کیونکہ پنج یا سات اشخاص کا کسی جعلی حدیث پر متفق ہو جانا عادتاً محال نہیں ہے۔“

حدیث کی تعریف اور اس کی صحت کا معیار بیان کرنے کے بعد ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا معیار پر جو فرقہ شیعہ کا مسلک معیار ہے یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی فرزندِ نرینہ نہ رکھتے تھے جو آپ کے بعد آپ کا جانشین قرار پایا۔

بحار الانوار کے صفحات کو بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو گا کہ وجودِ امام دوازہم کا صرف ایک ثبوت۔ ایک "اسلموم الاسم کنیز اور ایک غلام کے بے سرو پا بیانات کی بنا پر یقینی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ ایسے غلط فہم لفظان اصولی مسئلہ کا تصفیہ صرف ایک عورت۔ ایک "اسلموم لاکنیز اور ایک غلام کے بیانات سے کر لینا کسی قاعدہ سے جائز نہیں ہے۔

پھر حجتِ خدا کون تھا؟

شیعہ عقیدہ ہے کہ غائبِ رسلانویہ اور ائمہ معصومین کی احادیث و روایات کی بنا پر یہ مسئلہ بالکل طے شدہ تھا کہ قائم آل محمد کے عہدہ

پر امام حسن عسکری کا فرزندِ فائز ہوگا۔ گوئی کی نظروں سے غائب ہوگا۔ اس کی پہلی غیبت کم ہوگی۔ دوسری طولانی ہوگی۔ اگر ایسی کچھ احادیث و روایات ہیں تو ہمیں بھی ان سے انکار نہ ہوگا۔ لیکن ہمیں ان احادیث کی ضرورت ہے جو کم از کم اس معیار کے مطابق ہوں جو ہم نے صفحاتِ مابین میں پیش کیا ہے۔ پھر ان احادیث و روایات کو واقعات سے بھی تطبیق دینی ہوگی۔ اگر واقعات نے ان احادیث کا ساتھ نہ دیا تو یہ تمام روایات جہنی برکتِ بکبھی جائیگی۔ واقعات کا جہانِ تکلف ہے اچھی طرح یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ فرزندِ امام حسن عسکری علیہ السلام کا وجود امامت۔ غیبتِ نو ابِ اربعہ کی سفارت ہرگز ثابت نہیں ہے۔ اس لئے وہ تمام احادیث و روایات جعلی ہیں جن میں مذکورہ بالا عقائد موجود ہیں اور جو پیغمبرِ اسلام اور ائمہ طاہرین سے منسوب ہیں۔ اگر ایسی احادیث موجود ہیں جو شیعہ عقائد کی تائید کرتی ہیں تو بحار الانوار میں ایسی احادیث و روایات کا ذخیرہ بھی کافی موجود ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ عقائد متفقہ قائم آل محمد پہلے سے طے شدہ نہ تھے۔ پس ان دونوں قسم کی احادیث و روایات کی صحت اور عدمِ صحت کا بہترین معیار صرف واقعات ہی ہو سکتے ہیں اور واقعات کی کوئی پر شیعہ عقائد ثابت نہیں ہیں۔ پس

جسید اقامت کی کسوٹی نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت امام حسن عسکری کے بعد سلسلہ امامت کا خاتمہ ہو گیا تو اب حضرات شیوخ طوف سے ایک اور سوال پیش ہوا۔ اپنی اہمیت کے اعتبار سے نظر انداز کر دینے کے قابل نہیں اور یہ موضوع تشنہ بحث رہ جائیگا اگر اس سوال کو حل نہیں کیا گیا

اور یہ سوال حسب ذیل ہے۔

سوال

مخوف گنہگار و خطاکار ہے۔ یا دینی مستحق عذاب و عالم پر فرض ہے کہ وہ کسی ایسی طاقت کو ہر وقت دیکھ کر زمین پر برقرار رکھے جو حقوق کی رہنمائی کرتی رہے۔ یہ طاقت امام کہلاتی ہے۔ اس لئے زمین وجود امام سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور عجب خالی نہیں رہ سکتی تو ثابت ہوا کہ سلسلہ امامت امام حسن عسکری پر ختم نہیں ہو سکتا۔ آپ کے بعد امام کا رہنا واجب ہے۔ اور یہ امام حجت ابن العسکری کے سوا کوئی نہیں۔ اگر ان کی امامت یا ان کا وجود باطل ہے تو مخالفین پر کسی دوسرے شخص کی امامت کا ثبوت دینا واجب ہے۔

جواب

بیشک یہ سوال ایک اصولی سوال ہے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ مخوف گنہگار و خطاکار ہے۔ اس کی رہنمائی کے لئے ہر وقت ایک رہنما کی ضرورت ہے۔ لیکن ہمیں اس سے اختلاف ہے کہ یہ رہنما ہر امام ہی کے نام سے موسوم ہو۔ امامت صرف ایک اصطلاحی منصب ہے جو ہر دور اسلام کی ایک زبان یا اصطلاح قرار پائی۔ دورہ اسلام سے پہلے اس لفظ کے وجود سے زمین ہمیشہ خالی رہی ہے۔ ان رہنما سے زمین کی خالی رہنمائی نہیں دی۔ اسی لئے حضرات ائمہ طاہرین نے اس رہنما کا نام حجتہ خدا رکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ یہ حجت خواہ ظاہر و مشہود ہو خواہ خائف و مستور ہو۔ حجت خدا کا لفظ ایک جامع لفظ ہے اور اس میں شک نہیں کہ حجت الہی ہمیشہ موجود رہی ہے۔ مخوف پر سب سے پہلی حجت کتاب دوسری حجت صاحب کتاب۔ تیسری حجت یانشین صاحب کتاب ہے جو مفسر کتاب ہوتا ہے۔ چوتھی حجت علمائے حق ہیں۔ قرآن مجید سے بھی یہی چاندی جھٹیں ثابت ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانہ میں یہی چاروں جھٹیں رہی ہیں۔ مثلاً دور موسیٰ میں حضرت موسیٰ حجت تھے۔ ان کے بعد انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے بعد طلحے یہود اور ان سب کے ساتھ کتاب تورات حجت تھی۔ چنانچہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ اَنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيْهَا هُدًى وَ نُوْرٌ يَّحْكُمُ بَآلِ التَّيْبَتِيْنَ الَّذِيْنَ اسْلَمُوا لَا يَزِيْنُ هَآدُوًا وَ الرِّبَايُوتُ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتَحَقُّوا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَ كَا نُوْا عَلِيْهِ مَثَلًا عَآء -

ترجمہ :- تم نے تورات اُتاری۔ جو ہدایت اور نور سے مہر ہوئی۔ خدا کے فرمانبردار انبیائے موعبین اور ربانین اور احبار یہودیوں ۱۰۔ کتاب کے ذریعے فیصلہ کیا کرتے تھے۔ کیونکہ امیر راہب اور ربائی و اجار کتاب الہی کے محافظ اور نگران تھے۔

دوسری میں انجیل۔ حضرت مسیح رحوم میں مسیح حجت تھے اور ان کے بعد علمائے انجیل حجت تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں

وَ اَنْتَ اَنْزَلْتَ الْاِنْجِيلَ فِيْهِ هُدًى وَ نُوْرٌ - مصداقاً لعلامین یہ یہ من التَّوْرَةِ وَ هُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وَ لِيَحْكُمَ اَهْلُ الْاِنْجِيلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ - یعنی ہم نے مسیح کو انجیل دی جس میں ہدایت و نور ہے جو مصدق تورات ہے۔

ہدایت اور نصیحت ہے متعین کے لئے۔ اہل انجیل کو ان باتوں کا حکم دینا چاہئے جو انہیں میں خدا نے نازل کی ہیں۔ پس اسی طرح دوسرے مذہبوں میں سے بڑی محنت قرآن مجید ہے۔ پھر پیغمبر قرآن۔ اس کے بعد ائمہ اور ان کے بعد علماء قرآن محبت تھے۔ اس مقام پر شاید شبہ ہو کہ علمائے قوم محبت الہی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ معصوم نہیں اور محبت الہی کو معصوم ہونا چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی آپ نے علمائے یہود و علمائے انجیل کے متعلق قرآن مجید کا فیصلہ پڑھ لیا ہے۔ کتاب الہی فرماتی ہے کہ خدا نے علمائے یہود اور علمائے انجیل کو فیصلے کا حق دیا تھا۔ لہذا ان کا فیصلہ معصوم تھا۔ اسی طرح دوسرا سلام میں بھی ہوا۔ جناب رسالت نے علم کتاب انجیل طہرین تک پہنچایا اور ائمہ طہرین سے علم قرآن علمائے اسلام کی جانب منتقل ہوا۔ آج قرآن کی کوئی ایسی آیت نہ ملے گی جس کی تفسیر کتب تفسیر میں نہ ہو اور غالباً یہی وجہ ہے کہ علمائے شیعہ اپنے لئے حدیث رسول علماء اہل سنتی کا بنیاد بنی اسرائیل پیش کیا کرتے ہیں۔ پس جبکہ حضرات علماء کے پاس ایک ایسی عمدہ سند موجود ہے جس کی دوسرے وہ انبیائے بنی اسرائیل کے مساوی قرار پاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اگر وہ حدود الہی کے ماتحت رہ کر ہدایت کریں تو ان کا فیصلہ معصوم نہ ہو۔ لہذا حضرت امام حسن مکی کی وفات کے بعد جو علماء حدود الہیہ قرآن اور تفسیر ائمہ طہرین کے مطابق قومی مسائل کا حل کرتے رہے وہی علمائے حق تھے اور وہی محبت الہی تھے اور ان کا فیصلہ معصوم تھا۔ چنانچہ بارہویں اور تیرہویں صدی کے دینی زمانہ میں ہم کو شیعہ علماء میں سے دو بڑی تاریخی ہستیاں ملتی ہیں۔ جنہوں نے اپنے زمانہ کی ان تعلیمات کے خلاف سخت آواز اٹھائی جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ائمہ طہرین کے خلاف مسلمانوں میں عموماً اور شیعوں میں خصوصاً پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ دو تاریخی ہستیاں شیخ احمد اسائی اور علامہ سید کاظم رشتی کے نام سے مشہور ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت امام حسن عسکری کے بعد حضرت امام غائب کے مشکلات سے کبریٰ عقیدہ کو تسلیم کے بغیر بھی مخلوق علمائے برحق کے معصوم فیصلے سے محروم نہیں رہی۔ اگر اب بھی تشکی نہ ہوتی ہو اور شیعہ علماء ہم سے یہ مطالبہ کریں کہ چونکہ علماء معصوم نہیں ہیں اس لئے امام حسن عسکری کے بعد ہر زمانہ میں ایک ایسے معصوم شخص کو ثابت کر دو جو مخصوص من اللہ والرسول ہو تو ہم عرض کریں گے کہ آپ سید کی وفات سے حضرت رسول اکرم کے زمانہ تک ایسے اشخاص کو ثابت فرمائیں جو مخصوص من اللہ والرسول ہوں۔ اس کے جواب میں آپ جو کچھ ارشاد فرمائیں وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ میں۔

آپ بھی کیوں شیوین؟

ہمارا دین ہمارے لئے بہت اچھا ہے۔ ہم ایک نیا مذہب کیوں اختیار کریں؟
 ہمارے دینی تعلیم دینے والے مذہبی پیشوا ہمارے لئے اور سب کے اچھے تھے۔ ہم کسی نئے تعلیم دینے والے یا مذہبی
 پیشوا کی پیروی کیوں کریں اور ایک نئے پیغمبر کو کیوں مانیں؟
 وہ کون سی نئی تعلیم ہے جو حضرت سید اللہ نے دی ہے؟
 حضرت سید اللہ کی تعلیمات میں ہمیں کوئی بات نئی نہیں دکھائی دیتی۔ یہ تو سب وہی تعلیمات ہیں جنہیں ہم پہلے
 سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔

مفضل روحانی بہاؤن کراچی نے ۹-۱۰-۱۱ نومبر ۱۹۳۷ء کو کراچی میں ایک کنفرانس مذاہب منفذ کی
 تھی۔ ۱۲ نومبر کو ہر سال حضرت سید اللہ کی پیدائش کی یادگار میں ایک جلسہ عام اور ضیافت بھی کیا کرتے ہیں۔ اس کانفرنس
 میں ہر مذہب کے نمائندوں کو دعوت دی تھی کہ اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات پیش کریں۔ چنانچہ پہلے دو دن سنا تن دھرم
 اکریہ سماج۔ سکھ۔ سودی۔ زردشتی۔ عیسائی نمائندوں نے اپنی اپنی مذہبی تعلیمات پیش کیں اور ساتھ ہی ساتھ کچھ تھوڑے
 بیان کے اختلاف سے وہ سوال اور خیال بیان کئے جن کو اس مضمون کے شروع میں درج کر دیا ہے۔ مفضل روحانی بہاؤن کراچی
 کی درخواست پر مفضل قلی بہاؤن ہندوستان نے راقم الحروف کو بہائی نمائندگی کے لئے انتخاب کیا تھا۔ اس کے لئے تیسرا دن مقرر
 تھا۔ اور اسی دن مسلمان نمائندہ بھی اپنا کچھ دینے والا تھا۔ چنانچہ جس نے مناسب سمجھا کہ ان سوالوں کا جواب کانفرنس کے
 سامنے پیش کروں۔ اور سوال و جواب چھوڑ کر جلسہ میں تقسیم بھی کر دیے تھے۔ اس درجہ کا ترجمہ مختصر تفسیر کے ساتھ ناظرین کی
 خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

ان ضروری مسئلوں پر خوب غور کیجئے

سوال :- ہمارا دین ہمارے لئے بہت اچھا ہے۔ ہم ایک نیا مذہب کیوں اختیار کریں۔
 جواب :- دنیا میں بے شمار نجائیاں اور حقائق ایسے ہیں جن کو سال بسال نئے نئے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے اور ہر فرد
 کوئی پرانی بات کسی نئے رنگ میں پیش کی جاتی ہے تو کوئی نہ کوئی نیا فائدہ اور نیا پہلو ایسا روشن ہو جاتا ہے جو پرانے طرز بیان کو

روشن نہ تھا۔ اور اس نئے پہلو کے روشن ہو جانے کی وجہ سے سبھیوں اور بچ بچ ہو جاتے ہیں۔ تو کیا اس فائدہ کے باوجود نئے رنگ کو اس لئے الگ چھوڑ دینا چاہئے کہ پرانے رنگ سے اتنے نہ سہی مگر پھر بھی ابھی کچھ نہ کچھ تو کام چلتا ہی ہے۔ اگر ڈاکٹری زراعت - شاعری - فلسفہ - انجینئری وغیرہ سب میں نئے رنگ کو قبول کر لے اور اس سے فائدہ اٹھائے تو دنیا اس لئے اٹھار کرے کہ وہی پرانی بات ایک نئے رنگ میں بیان کی جا رہی ہے تو کیا دنیا میں کوئی ترقی ممکن ہے اور کیا ترقی کے معنی یہی نہیں ہیں کہ پرانی بات کسی ایسے نئے رنگ میں کی جا رہی ہے جو زیادہ مفید ہے ؟

سوال :- ہمارے دینی تعلیم دینے والے مذہبی پیشوا ہمارے لئے اور سب پیشواؤں سے اچھے تھے ہم کسی نئے تعلیم دینے والے یا مذہبی پیشوا کی پیروی کیوں کریں ؟ اور ایک نئے پیغمبر کو کیوں مانیں ؟

جواب :- ایسا کون سا پیغمبر ہے جو صرت اپنے ماننے والوں کو تعلیم دینے آیا تھا ؟ کیا حضرت موسیٰ کے ماننے والے یہودی پہلے سے موجود تھے ؟ یا جب حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ کو پیغمبر مری ملی تو ان کو ماننے والے ہزاروں بلکہ لاکھوں پہلے سے موجود تھے ؟ کیا حضرت زردشت ' زردشتیوں کو تعلیم دینے کے لئے آئے تھے یا حضرت عیسیٰ نے حضرت موسیٰ کے ماننے والوں کو تعلیم دی اور ان میں سے عیسائی بنے۔ حضرت محمد نے عیسائیوں اور یہودیوں میں سے مسلمان بنائے اور حضرت زردشت نے اپنے سے پہلے پیغمبر کے ماننے والوں میں سے زردشتی پیدا کئے۔ غرضیکہ ان میں سے ہر بعد میں آئے نئے پیغمبر نے اپنے سے پہلے گزرنے والے پیغمبر کے ماننے والوں کو تعلیم دی۔ اور ان میں سے اپنی امت تھی۔

جواب :- کیا کوئی بھی پیغمبر ایسا گذرا ہے جس نے یہ تعلیم دی ہو کہ میرے بعد جو پیغمبر مجھے سچا اور میری تعلیم کو اچھا اور خدا کی طرف بتا کر میری تعلیم جیسی تعلیم دے اسے ہرگز نہ ماننا ؟ کیا ہر پیغمبر نے اپنے بعد آئیوں کو پیغمبر کی پیشگوئی نہیں کی ہے اور اپنے ماننے والوں سے تاکید نہیں کی ہے ؟ کہ جب وہ آئے تو اسے ضرور ماننا۔

جواب :- کیا حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ نے ان لوگوں کو سخت سخت اور برا بھلا نہیں کہا ہے۔ بھلوں نے ان پیغمبروں کو ان کی زندگی میں ماننے اور ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے انکار کیا ؟ یا یہ کہا کہ تم سے پہلے جس پیغمبر کو خدا نے بھیجا تھا وہ خدا کا آخری پیغمبر تھا۔ اس کے بعد اب خدا کی پیغمبر نہیں بنائے گا۔ اب اگر کوئی خدا کی طرف سے آئے گا تو وہ گندشتہ پیغمبر کے برابر نہیں بلکہ اس سے چھوٹا اور اُنکی دین کو پھیلانے والا ہوگا۔ جو لوگ یہ بہانے بنا کر پیغمبروں کو ان کی زندگی میں ماننے سے انکار کرتے ہیں ان کو جب ہر پیغمبر نے برا بھلا کہا ہے تو پھر آج ہم کیسے سوال کر سکتے ہیں کہ نئے پیغمبر کو کیوں مانیں ؟

سوال :- وہ کون سی نئی تعلیم ہے جو حضرت بہاء اللہ نے دی ہے ؟ ہمیں تو کوئی بات نئی نہیں دکھائی دیتی، ہم تو پہلے سے ہی ان تعلیمات کو مانتے ہیں !!

جواب :- کیا جتنے پیغمبر حضرت بہاء اللہ سے پہلے گزرے ہیں۔ ان سب کی بنیاد ہی تعلیم ایک نہیں ہے ؟ کیا سب پیغمبروں کی تعلیم

حقیقت ایک ہی نہیں ہے؟ اگر سب کی تعلیم ایک ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم سب پیغمبروں میں سے صرف ایک آدم کو چھانٹ لیں اور باقی کو یا کبھی ایک کو ماننے سے انکار کریں؟ بعض مذہب والے ہیں جو سینکڑوں پیغمبروں کو خاص اپنا پیغمبر ماننے ہیں اور بعض صرف ایک یا دو پیغمبروں کو۔ ان دونوں جماعتوں میں سے کس جماعت کو اپنی میراث پر فخر کرنے کا زیادہ حق ہے۔ اس کو جو سینکڑوں پیغمبروں کی دہائی اور تعلیم کی وارث ہے یا جو صرف ایک آدم پیغمبر کی شاگرد ہے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ ایک آدم پیغمبر کی شاگرد جماعت اس سے حسد رکھتی ہے جو سینکڑوں پیغمبروں کی تعلیم کی وارث ہے؟ کیا اسی لئے وہ اس دوسری جماعت کے ذریعہ خواہ بصورت نیابت ہی کیوں نہ ہو اس میراث کی بھی وارث ہونا چاہتی ہے؟ کیا یہی وجہ تو نہیں ہے کہ عیسائی تورات و زبور اور دوسری کتابوں کو جو پرانے عہد نامے کے نام سے مشہور ہیں اپنا بتاتے ہیں اور حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم تک تمام پیغمبروں کو مسلمان اپنا پیغمبر بتاتے ہیں؟

اگر اپنے پیغمبر سے پہلے آنیوالے پیغمبروں اور ان کی تعلیم کو سچا اور اچھا بتانا ٹھیک ہے اور غر کی بات ہے تو پھر یہودی کیوں نہ حضرت عیسیٰ حضرت محمد حضرت باب اور حضرت تہجد اللہ کو سچا مانیں اور اچھا بتائیں اور عیسائی مسلمان زروشتی ہندو۔ برہ کیوں نہ اس طریقہ کو اختیار کریں۔

جواب (۲)۔ کیا ایسا بھی کوئی دین ہے جس نے تعلیم دی ہو کہ نیک خیال، نیک گفتار، اور نیک کردار مذہبی زندگی کا جو ہر اصل بنیاد

نہیں ہیں؟

جواب (۳)۔ کیا اس شخص کو اچھا و نیکار مانا جا سکتا ہے جس کے خیال اور قول و فعل کا فیصلہ اچھا نہ ہو بلکہ؟

اس مضمون کے پڑھنے والوں سے بھی آپ میں وہی درخواست کرتا ہوں جو میں نے کراچی کی مذہبی کانفرنس میں اپنی تقریر میں دیا تھا۔ اس سے کہی کہ آپ ان سوال اور جواب پر پورے غور کے ساتھ سوچیں اور اپنے وسیع مطالعہ اور گہرے مذہبی تجربہ سے ان کا حل و حوالہ نکالیں۔ اس کے لئے اگر آپ خدا سے بھی دعا کریں اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مدد مانگیں تو وہ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔ ساتھ ہی آپ کو اس کا ایک خوب ذاتی تجربہ کی بنا پر بھی مل جائے گا کہ خدا اپنے بندوں سے تعلق رکھتا ہے اور دل سے جو دعا کی جائے اسے سننا ہر مکہ جواب بھی دیتا ہے۔ اب ذرا اس نکتہ کی طرف بھی توجہ کیجئے۔

دین ایک جاری سلسلہ ہے | خدا ایک پوری کتاب لکھ رہا ہے۔ ہر دین اس کتاب کی ایک فصل ہے۔ ہر پیغمبر اس کی قلم تحریر ہے۔ فصل کا پڑھنے والا بعد والی فصل کو پڑھے اور سمجھے کے لئے تیار ہونا ہے۔ ہر بعد والی فصل اس خیال اور نقشے کو جس سے پہلے والی فصل میں بیان کیا گیا تھا ایک منزل آگے بڑھاتی ہے۔ ان میں سے ہر فصل پہنی ہے اور کتاب کے مصنف کا مقصد بتاتی ہے بشرطیکہ سب فصلوں کو ایک دوسرے کی روشنی میں پڑھا جائے لیکن اگر کسی فصل انکی اگلی اور پچھلی فصلوں سے جدا کر دیا جائے تو وہی خطہ ہوجاتا ہے جس جو مصنف نے اس فصل میں خود رکھے تھے اور اس کے مقصد کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً کسی فصل میں بیان کیا کہ جدّ خدا افراد کی تربیت کیونکر کی جائے کسی اور فصل میں کہ پوری قوم کی تربیت اور تنظیم کیونکر ہو۔ آج حضرت تہجد اللہ کی قلم اعلیٰ وہ دستور العمل بیان کرتی ہے جسکی رو سے تمام مختلف اور متضاد اقوام کی شیرازہ بندی کر کے عالم انسانی کو ایک انجمن واحد کی صورت میں منظم اور مرتب کیا جا سکتا ہے۔

والسلام

(حشمت عبدالبہاء)

قسمت فارسی

برخی از نصائح مرکز عهدیثاق

فقره از کتاب الله که مدلل برست

یا حزب الله علامی را شدین که بهدایت عباد شغولند و از
سادس نفس آماره مصنون و محفوظ ایشان از انجیم ساهم عرفان
نزد مقصود عالمیان محسوب احترام ایشان لازم ایشانند
عیون جاریه و انجیم مضیئه و انذار سدره مبارکه و آثار
قدرت الهیه و بجز حکمت صدانیه طوبی لمن قرتک بهم
ایه من العنایون فی کتاب الله رب العرش العظیم
البهاء من لدی الله رب العرش والشری علیکم یا اهل البهاء
و اصحاب الغینة العمراء و علی الذین سمعوا نداءکم لا علی و علوا
بما امرونی هذا القول العزیز البریح - ۳۴۳

و لزوم مشورت میفرماید

ای جمیع در امور کلی و حسنی انسان باید مشورت نماید تا
بآنچه موافق است اطلاع یابد شور سبب تبصر در امور
است و قنوت در مسائل مجهول انوار حقیقت از رنج اهل مشورت
طالع گردد و معین حیات در چنستان حقیقت انسان جاری
گردد - انوار عزت قدیم بتابد و سدره وجود با ثمار بعینه
مزین شود ولی باید اعضای مشورت در نهایت محبت و الفت
و صداقت بیکدیگر باشند اصولی شور از عظیم اسباب الهی
و باید امر او قنوت در امور مادی نیز مشورت نمایند ۳۶۹

ع

در لزوم حفظ مراتب میفرماید :-

باید حفظ مراتب نمود و قانون وجودی و مآل آنکه مقام
معلوم را مراعات کرد - اصاغر باید رعایت و احترام اکابر کنند
و اکابر باید عنایت وهربانی در حق اصاغر نمایند جوانان باید
خدمت و حرمت پیران نمایند و پیران باید محافظت و رعایت
جوانان نمایند این حقوق متبادله است نه چنان باشد که
هر کس خود را می مستقل الفکر باشد -

در لزوم اطاعت و افتیاد میفرماید

حضرات محله ایادی علیهم بقاء الله هرگاه در مجلس قرار یابند
نگل باید اطاعت و افتیاد نمایند و در کمال سرور و رضا مجری
دارند زیرا این اطاعت فرض و واجب است هر نفسی و صده پی
بعواقب امور نبرد آنچه الیوم لازم است نداند و رأی مصیب
ندارد اگر چنین باشد که مختار مطلق باشد و هر چه پسندیده
سبب مجری دارد بخی شیره انوار امور از هم در رود و امور نقل گردد -
و پریشانی صورتی و معنوی دست دهد -

در لزوم اطاعت محفل میفرماید

هنگامی که هر یک از احباب تصویری نمایند
و امر مهمی بخواهد مراجعت مجلس حضور حضرات ایادی علیهم السلام
و مشورت و عطا و علاقه نماید هرگاه حضرات ایادی تجویز
نمودند معمول دارد و الا فلا - ۳۷۰

در لزوم اتحاد میفرماید

در خصوص اتحاد مردم شد این امر اساس دین الهی است و اگر این محکم نگردد عاقبت بنیان کلی برانهد و کل نفوس در خسران میین افتند در این خصوص جدید بیغ و سخی شدید نایند که الزم امور است زیرا که ای بزرگ در پیش است و عدم اتحاد ایادی و عدم الفت دوستان یکدیگر مانع و حائل گشته و اگر چنین بماند وقت از دست خواهد رفت و من بعد نثری ننمایم و بسبب ندامت و پشیمانی کل گردد و نذرت عموم را احاطه نماید زود تدارک این کار را بنمایید

ص ۳۹۵

در لزوم ملح و ستایش یکدیگر

امیر طایف قدم روی لاجبائے العباد عبارت از حقیقت محبت است و بسبب اتحاد و الفت تا کل امواج یک بجز گردند و نجوم باهره اوج ناقتنای یک فلک لسانی اصداف توحید گردند و جواهر مثلثه مدین لغت بدیده یکدیگر گردند و نیایش و ستایش و پیشش همدیگر کنند زبان بدوح و ستایش هر یک از اجزاء کشایند و نهایت شکرانه را از یکدیگر نمایند نظر بافتی عزت کنند و بانساب آستان مقدس جبر خیر یکدیگر نه بینند و جزو لغت یکدیگر نشوند و بجز ملح و ستایش یکدیگر کلمه برسان نه رانند (ص ۳۹۸)

در لزوم جلوگیری از غیب جوئی میفرماید

ای یاران الهی اگر لغتی غیبی نفسی ننمایید این واضح و مشهود است که نثر جبر خودت و وجودت نیارد و اسباب تفریق است و علم

و سیار تشیت اگر چنانچه لغتی غیبی دیگری کند مستعین باید در کمال دو حایت و با شاست او را منع کنند که از این غیب چه نثر و چه فائده ای آیا بسبب رضایت حال مبارک است یا ملت عزت ابدی اتبای الهی آیا بسبب ترویج دین الهی است یا ملت تثبیت ثبات الله لغتی مستفید گردد و یا شخصی مستفیض لا والله بلکه چنان غبار بر قلوب نشیند که دیگر نه گوش شنود و نه چشم حقیقت را بیند. ۲۴۱

در مدح ستایش میفرماید

ولی اگر لغتی بستانش دیگری پردازد و بدوح و ثنائیسان بکشاید مستعین بدوح و ریحان آییند و بنجات الله بهتر گردند قلوب را فرح و سرور آید و ارواح را بشادت احاطه کند که الحمد لله خلق کلمه الهی نفسی پیدا شده که مرکز فضائل و فضائل عالم انسانی است و منظر عوالم و الطاف حضرت رحمانی درخ روشن دارد و زبانی ناطق در هر انجمن روحی پرستوح دارد و جانی مؤید و نفحات حضرت رحمن حال کدام یک خوشتر و دلگشتر. ع (ص ۲۴۲)

مجلدی از امواج مبارک حضرت عبداللّه که کتاب بسیار خوشی در این نوشته و نزد آقا فخری غفرل فرنگ بود از ایشان گرفته زیارت و بعضی امواج آنرا سواد بدستم چون جناب و کتور و شرف و کثرت و مسافرت از دلی بودند سواد را با مجله اهل کتاب مقابل کرده ام لغت عزیزم احتیاطاً سواد کتاب را یادداشت نموده ام و از شاکر الیه ثنا دارم اگر شتابهای یافتند بنده را آگاه نمایند تا اصلاح شود.

چون سال نوروز هم هجری بیانی نزدیک بیایم رسیده و نقد کمال عده اقل بیانی باقیانده لذا برمی از شعاع و صیای مبارک مرکز محمد و خدای الهی لبنان یا آهلی در این شاکه پل سمر مرصی شد امید دام مودت استفاده عموم واقع گردد و حوث

مشرق باد مشرق باد مشرق باد

اولین معبد پنهانی در مغرب زمین که از حیث ساختمان و تشنگی نیز از اولین عمارت قرن اول بهائی بشمار میرود و سنگ اولین پایه آن در ۱۲۱۳ هجری بدست حضرت عبدالباقی بشرح ذیل که از قلم مرحوم مرزا محمود زرقانی در صفحه ۶۴ کتاب جلد اول بدائع الآثار نوشته است گذاشته شده است در این سند موجب تلکراف و اصد از حضور مبارک حضرت ولی امر الله ارواحنا فداه اتمام و اکمال یافته است -
مرزا محمود زرقانی در کتاب بدائع الآثار جلد اول در صفحه ۶۳ و ۶۴ میفرماید :-

روز ۱۴ جمادی الاولی (اول ماه مایو ۱۲۱۳ هجری) صبح در حالتیکه سواد بعضی از عمارات شهر و فضای بارغ مقابل را از درب بالاخانه ملاحظه می نمودند شجره ای از ایام اوایل سجن عظیم و مصائب جال قدم بیان می نمودند تا آنکه آمد و شد احباب شروع شد و تلکراف بشارت و نصرت جمال الهی بجایع شرق از منب اطهر صدور یافت پس گفتگو و اظهار عنایت با حبا پرداختند و ساعتی بعد بزمین مشرق الاذکار بیهوش شهر که برای این بستان عظیم خرید شده بود عازم شدند و آنروز احباب حبیب در آنجا مجتمع بودند و خیمه برای محفل عشاء و تشریف احباء زوک بودند

اول سوانح دور آنزمین گردش فرمودند و حدود را ملاحظه نمودند بعد از خیمه
ایستادند و جمیع احباب همه طاعت و متوجه وجه النور بودند در آن حالت
نطقی فصیح در قوه خارق العاده امر حضرت پناه الله و اجتماع نفوس شرق و غرب در
خلی کلمه الله و ذکر مشرق الاذکار عشق آباد و امر یکا فرمودند و بعد محل سنگ بنا
تشریف بردند و امته الله مسلمانان از طبلا که بجهت آرزو از پیش ساخته بود
نقشیم نمود که با آن آلت اول بدست مبارک جای سنگ بنا را کنند بعد
مترزمین رکاب مبارک یک یک بحفر زمین مشغول و مفتخر گشتند آنگاه وکلای مجامع
امریکا را حسب الامر صلا زدند و هر یک تیشه زد و خاک پاکی برداشت بعد از قبل
اجتبابی مشرق نفوسی را نیابت عنایت فرمودند که هر یک بالنیاب از جمعی بخدمت مفتخر آمد
منجمله مهتر اردو شیر بهرام سر و شس از قبل اجبابی پارسیان جناب سید الله
از قبل دوستان فرقانیان جناب دکتر ضیاء بالنیاب از دوستان غرب و امته الله
قدسیه خانم اشرف ایرانی از قبل امام الله مشرق هر یک بحفر مشغول چون نیابت کل
باتمام رسید رنگ مینا در بدست مبارک گذاردند پس از آن یک یک اجباب را نوازش فرمود
حرکت کردند ولی اکثر اجباب آرزو در آنجا ماندند و ناچار در زیر خیمه صرف نمودند اما عصر در تالار
هتل پلنر مصلی از اجباب خیلی آراسته و لطف مبارک و مخصوص کمالات روح و مدنیته الهی بود و قبل بعد
مجلس متصل اجباب اغیار مشرف می شدند و در اطاق مبارک بسوال و جواب مشغول و مشغوف بودند و

دلائل حقانیت حضرت پیا الله عز و مه

(از اشرف طبع جناب مولوی عبداللہ وکیل کشمیری)

شاہِ آبہا دلبرِ ماطلمتِ پروردگار	تجبت آیاتِ یزدان از وجودش آشکار
اولین تجبت ندایش در زمین و آسمان	دعوتِ حق شد مسلم از برائے کردگار
استقامت در سبیلِ ادعای اندر بلا	ایستادن نزد اعدا در میان کارزار
آیتِ باقی کتاب اللہ بدتش میجو سیف	دافعِ اداہام و ظلمت چون خورِ نصفِ النهار
گرچہ آن بہشتِ سرقان از برای ہر صبر	اقدرس والواح روشن کرد چشمِ روزگار
حاکمِ حکمِ سماوی واضح دینِ بدیع ،	کس نہا شد جزہِ خدای قادر ذوالاقتدار
امتِ نوکر و پیدا در جہاں بس جان نثار	خالقیت شد عیان از خالق ذوالاحنتیار
بر زمین در خلق استقرارِ دینِ متقل	دینِ حق را حجتی باشد بزرگ و استوار
ہست اعجاز و کرامت ہا اگر بر ہمان حق	معجزات او بین چون کجہر ناپیدا کنار
لوحِ ناپیون و برلین و رئیسِ ناسور	لوحِ ایران لوحِ برہان حالِ رقتا یاد آور
الغرض در ذاتِ پاکِ شاہِ ابجے سر بسر	ہر دلیل و تجبت آمد مستقیم و پایدار
تا عیان گردد بعالَمِ قدرتِ بازوئے حق	منکرِ یزدان نیابد از حسدِ اراہ فرار

ذات حق لایدرک والا یوصف آمد و رازل شاه ابلی مطلع آن شمس غیب برقرار
 یفضل الله مالیشا هم حکیم است از مایرید حکمران دیکل انسان و بر ابرے سوار
 یک تنه بے برگ سامان در جهان پر خطر بانی دین الہی مالک روز شمار
 ہر کہ شد محروم از عرفان این شمس الضعی کبر و نخوت شد جالبش چون شب یلای نار
 منکر دین بہا تکذیب قرآن می کند دور ماند زین حماقت عاقل پر ہیزگار
 من کہ رہ بردم بسوی گلشن امر بہا یمنتم ایمان و ایقان از قصد آگوشدار
 ہست عبد اللہ عبد آستانت یا بہاء
 فی بضاعت آملج او بردرت امیدوار

تقوم بریں بہائی

در این سنہ با وجود قلتِ وسائلِ طبع و چیز ہای لازمہ باز ہم لجنہ مطبوعات و
 نشریاتِ بہائی از فضل و عنایتِ الہی از خدمت باز نماند اما ہم طبع دوم
 تقویم دیواری یکی با حروفِ فارسی و دیگری انگلیسی کہ بر تختہ برت مزینہ
 لیکن مشرق الاذکار شیکاگو امریکا است موفق گشتہ قیمت انگلیسی ہشت آنہ و فارسی چہاگانہ بدو سہ
 آدرس۔۔۔ کتب خانہ ملی بہائی ہال کراچی

ماہنامہ پیا دھن

شمارہ چہارم

اپریل ۱۹۴۳ء

جلد چہارم

مناجاتِ عیدِ ضروان

ہو الاقدس الاهی

وہ پاک تر روشن تر ہے

سبحانک یا ربنا الرحمن هذا يوم من ايام عيدك الذي سميت به بالرضوان واظهرت فيه
تو پاک ہے اے ہمارے پروردگار رہبران! آج تیری عیدِ رضوان کے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ تو نے اس میں تمام زمین و آسمان والوں پر
سلطانت علیٰ من فی الارضك وسماءك بعد الذي كل قاموا علی صراطك واطفأ نورك وفيه اشرفت شمس الجنات
اپنی سلطنت کا نیا ظہور فرمایا جبکہ سب لوگ تجھے مڑ پھنچائے۔ اور تیری روشنی کو بچائے کے لئے اللہ کھڑے ہوئے۔ اور اسی دن تیرا
من افق الغیب علی من فی الغیب والشہود اسألك یا الہی بلہ ویا الذی جعلتہ مشرق وحک وطلع الہامك
آفتابِ اعدیت افن فیك تمام غیبِ شہود والوں پر نمودار ہوا۔ یا الہی! تمہا اس دن کا اور اس کا واسطہ دے کر جسے تو نے اپنا مشرق بھی اور مطلعِ اہام
بان تقدر لراخبارك خیر الذی اوالاخرة وتجعلهم من الذین لا یشغاهم ماسواك عن ذکرک وثباتك
بنایا ہے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے احباب کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی مقدر فرما دے اور انھیں ان لوگوں میں داخل کر تجھیں جہان بھر کی کوئی
قدرة قلوبہ علی شان لا یخوفہم اقتدار الذین یخفواک ویا یا تاک ایت رب انصارہم بنور معرفتک
ہیز تر ہے نہ کہ وہ شے غافل نہیں کر سکتی۔ پھر ان کے دلوں کو ایسا قوی بنا دے کہ تیری ذات و آیات کے نہ کر سکیں تو قدرتِ تھیں ذرا بھی نہ ڈر سکے۔
وقلوبہم بیضاء وجعل ثمار جعل اقدس تھم والفسھم متحدۃ لیسجد با اتحادہم اهل مملکتک
لے میرے پروردگار! ان کی آنکھوں کو اپنے نورِ معرفت سے اور ان کے دلوں کو اپنے حیرے کی روشنی سے متونفر دے۔ پھر ان کے دلوں اور جانوں کو اپنا عقد
انک انت المقتدر علی من فی ملکوت امرک وخلقک انک انت العزیز الکریم
فرما دے کہ ان کے اتحاد سے تیری مملکت کے باشندے متحد ہو جائیں۔ یقیناً تو اپنے امر و خلق کی ملکوت میں رہنے والوں پر پورا اقتدار رکھتا ہے۔ بیشک تو
والحمد للک یا اللہ العالمین
غالب کریم ہے۔ سب تو زمین پر ہی لئے ہے اے تمام جہانوں کے سہو!

تبلیغ و مبلغ

اگر حق لوگوں تک پہنچانا بزرگترین عمل ہے۔ سب سے اول خداوند عالم خود تبلیغ کرتا ہے اور اپنے مامور مرسل کو اپنا حکم پہنچاتا اور بھیجتا ہے۔ مرسل الہی کا دل پاک صاف آئینہ ہوتا ہے۔ وہ فوراً امر اللہ کو قبول کر لیتا ہے اور دوسرے بندوں کو اس امر کی تبلیغ شروع کرتا ہے جب پاک دل انسان خدا سے حق سُننے میں شوق سے لپیک کہتے ہیں اور دوسروں کو تبلیغ کرنے لگتے ہیں۔ سرزمین تبلیغ حق کی صدائوں سے گونج اٹھتی ہے۔ تبلیغ کرنے والوں کو خداوند عالم ابدی عزت کا آج پہناتا ہے۔ مبلغین حق ساقی کو شہر پہنچاتے ہیں جن کے ہاتھوں بندگانِ خدا جامِ حقیقت پیتے ہیں۔

آج دینِ خداوندی میں ہر شخص تبلیغ کرنے کے لئے مامور ہے سب پر فرض ہے کہ وہ امر اللہ کی تبلیغ کریں اور خلافی تعلیمات سب کو پھیلانے پر حالت میں تبلیغ پر کمر بستہ رہیں اور یقین رکھیں کہ افریقہ پہلی سے تائیدات نازل ہو چکی۔ علمِ اعلیٰ کے لشکر مدد کریں گے۔

تبلیغ امر اللہ میں شجاعت و استقامت بہترین جوہر انسانی ہے ایسی دلی قوت سے تبلیغ کرنی چاہئے کہ مغلوب اور متزلزل قلوب مطمئن و مستقیم ہو جائیں۔ انفسِ دلی نازگی سے بدل جائے اور بوسیدہ چٹریوں میں جان چڑ جائے۔ امر اللہ کا پیغام مردوں کو جلا دینے والا صورت ہے۔ زبان و بیان اور اعمال و اخلاق سب ہی سے تبلیغ ہونی چاہئے۔ قبلِ جذبات اور دلائل و مبینات باہم مل کر تبلیغ کریں۔ قدرت نے ہر کام کے لئے ایک ذریعہ مقرر کیا ہے۔ جیسے ہاتھوں اور اذکار کے

مکان تعمیر کئے جاتے ہیں پر حکمت بیان سے دلوں کے عمل بنائے جاتے ہیں۔ قوتِ بیان کے لشکروں سے دلوں کی بستیاں فتح کی جاتی ہیں۔ مبلغ کی نظر ہمیشہ افریقہ اعلیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ غیر اللہ کو شہادتِ حق نہ سمجھے، اپنے ظاہر و باطن کو تمام نہایت سے پاک و پاکیزہ رکھے۔ اس کے سر پر بے نیازی کا تاج ہو اور اس کا سر اپنا لباسِ تقویٰ سے مزین ہو مبلغِ حلالِ دوزخ سے ہمیشہ دور رہے۔ زبانِ حقیقت ہی دلوں پر قبضہ کرتی ہے۔ کوئی دل دکھانے والا کلمہ نہ سنے نہ ٹکے۔ ہر مبلغ کو شیریں زبان ہونا چاہئے کسی کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ اگر کوئی سختی و جفا کرے تو اس کے حق میں دعا کرنی چاہئے۔ جو قسمت اپنے پاس ہو وہ دکھا دینی چاہئے۔ قبول ہو تو بہتر در نہ بے رحمی کرنے والے کو خدا کے سپرد کرنا چاہئے کسی کے لئے سز و عذاب کا موجب نہ بننا چاہئے ہمیشہ محبت کی فضا میں پرواز کرنی چاہئے۔ تقدیس و تقویٰ، عفت و عصمت۔ بے نیازی و فداکاری روحِ تبلیغ ہیں۔ قول کی سچائی، عمل کی ہی ثابت ہوتی ہے۔ عمل سے ہی انسان کا رتبہ و مقام ظاہر ہوتا ہے۔ ہر عمل اور ہر قول کلامِ الہی کے مطابق ہونا چاہئے۔ اقوال کی خوشبو اور اعمال کی برقی لہر دلوں کو جذب کر لیتی ہیں۔ تبلیغ امر اللہ کی کامیاب نگہ پیغامِ الہی پہنچانے میں محدود ہوتی چاہئے۔

تبلیغ امر اللہ کو شبی تا نید پہنچتی ہے۔ جب دل بجز غلصہ سے متصل ہو جاتا ہے تو دم و عرفان کی تہریں پہنچ گئی ہیں۔ جب کوئی خالص غلصہ ہو کر تبلیغ پر قائم ہوتا ہے تو عالمِ غیب سے فیض پہنچتا ہے۔

ہونے سے مایوس نہیں ہوتا۔ بعض بعض لوگ میں میں سال تک تبلیغ کچھ کے بعد تصدیق کرتے ہیں اور پھر نہایت پختہ ہوتے ہیں۔

ایک صاحب چار سال تک مطالعہ اور تحقیق کرتے رہے اور اس طرح کہ دن کا زیادہ وقت اسی کام میں صرف کرتے تھے بعض صاحبان نے کہا کبھی کہ اتنا عرصہ مطالعہ میں تمام کر دیا اور کوئی نتیجہ نہ نکالنا عجیب بات ہے لیکن چونکہ جانتے مختلف ہیں اس لئے تبلیغ کے نزدیک یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ آخر چار سال کے بعد جب مطالعہ کرنے والے صاحب نے امر الہی کی تصدیق کی تو وہ اس قابل تھے کہ دوسروں کو بھی مفصل تبلیغ کر سکیں چنانچہ انہوں نے خود کہا کہ اگر میں مطالعہ و تحقیق میں یہ چار سال نہ نکالتا تو اب جو خدمت تبلیغ کر سکتا ہوں نہ کر سکتا بلکہ وہ چار سال اب صرف کرتا۔

ایک صاحب کو تبلیغ کی گئی وہ اس قدر مائل ہوئے کہ روزانہ پورا دن تحقیق میں صرف کرتے رہے ایک ہفتہ مسلسل مشغول رہنے کے بعد پورے اطمینان سے تصدیق سے فائدہ ہوئے اور اب خدمتِ امر میں مشغول ہیں ایک صاحب کو جب تبلیغ کی گئی تو وہ کلمات مکونہ سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ برابر ایک ہفتہ روزانہ اعلیٰ العبادت تشریف لاتے رہے اور الہی سنتے رہے۔ انہیں الواح سنائی جاتی تھیں انکی حالت خضوع یہ تھی برابر آنسو بہتے تھے۔ آخر دن کے بعد نو سو دن انہوں نے کہا کہ میں رات کو تصدیق کرتا ہوں۔ تصدیق کے بعد نہایت مستقیم رہے۔

غرض یہ کہ جنہیں تبلیغ کی جاتی ہے ان کے حالات بھی مختلف ہوتے ہیں لیکن جب وہ امر اللہ کو قبول کر لیتے ہیں تو سب مقبول و محبوب ہیں اور ہر ایک کے باطنی درجات کو خداوند عالم ہی خوب جانتا ہے۔

اطلاع پیامبر کی سالانہ قیامت چار روپے مقرر ہے جو اس پتہ پر بھیجی جاوے (جناب اسفند یار محبت یاری خزینہ دار قلمی) کارز ماؤس۔ پریٹری روڈ کیمپ کراچی

تبلیغ طیبہ روحانی ہوتا ہے جو اس علم کے تریاق سے لوگوں کو امراضِ باطنی سے شفا دیتا ہے۔ اسرارِ الہی کا اظہار کرتا ہے۔ دلوں میں نئی زندگی کی روح بھونکتا ہے۔ وہ کام الہی کی روشنی میں چلتا ہے۔ انسانی اقوال کی حکایت و روایت میں معروف نہیں ہوتا۔ وہ شجاعت اور قوتِ قلبی کے ساتھ نہایت نرم دل ہوتا ہے۔ ہر ایک کی بات سنتا ہے۔ انسانی ادب و احترام کا پورا لحاظ رکھتا ہے وہ پرورش تبلیغ کرتے ہوئے شیریں بیان ہوتا ہے وہ مناسب زمین میں تخم بڑی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بنجر زمین میں اپنی قوتِ تبلیغ صرف کرنے سے احتیاط کرتا ہے وہ ان مصائب کو جو اسے براہِ تبلیغ میں پیش آئیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ یہ مصائب دین کے چراغ کیلئے تیل ہیں وہ چشمِ بصیرت سے دیکھتا ہے کہ زمانہ میں تاثیر امر الہی کی ہوا میں بیل رہی یا تمام کائنات چلا بل رہی ہے۔ امر اللہ کی تعلیمات محض جدید کی روح ہیں دنیا ان تعلیمات کے قبول کرنے کو تیار ہو انسان پرانے خیالات کو چھوڑ کر امر اللہ کے پروگرام کی طرف قدم بڑھا رہا ہے

چونکہ لوگ عقل و فہم کے درجات میں مختلف ہیں۔ اس لئے تبلیغ کا اثر سب پر یکساں نہیں ہوتا۔ دین حق جنت عرفان ہے تحقیق ہی مراد ہے۔ کوئی اس میں مراد پورے بجلی کی مانند گزارنا ہے۔ کوئی تیز دھوڑے کی رفتار اور کوئی چوڑی کی چال چلتا ہے۔ بعض انسان پتھر ہوتے ہیں جن پر کوئی کلام اثر نہیں کرتا بعض دل آئینے کی مانند شفاف ہوتے ہیں ان میں نور حق کی کرنیں فوراً نمودار ہو جاتی ہیں بعض لوگ عرصے تک تحقیق میں مصروف رہتے ہیں اور کانی مرید میں منزل مقصود پہنچتے ہیں تبلیغ ہمیشہ امتحانِ عقول و استعداد کو نظر رکھتا ہے شخص کی فہم کے مطابق کلام کر تا ہے غلوں کے مطابق دیتا ہے اور قانونِ حدیکہ کو بھی فراموش نہیں کرتا وہ جانتا ہے کہ ایک نیک آہستہ آہستہ بڑھنا اور درخت بننا ہے اس لئے وہ تبلیغ میں دیر

رجائی اور قنوطی

کہ یہ نئی زندگی کی پکار بھی بس ایک فریب ہے

بڑی بڑی قومیں ہزاروں سال سے دنیا میں موجود ہیں بار بار خدا کے پیغمبروں نے آواز دی کہ آؤ زندگی حاصل کرو۔ مگر پرانی قوموں نے اس آواز پر توجہ بھی نہ کی کیونکہ ان قوموں کو یہ امید نہ تھی کہ ان پیغمبروں کے پاس نئی زندگی ملیگی بلکہ پیغمبروں کی باتوں کو فریب ہی سمجھا۔ ہاں جن لوگوں کو یہ امید ہو گئی کہ یہاں نئی زندگی مل سیکگی وہ پیغمبروں کی طرف بڑھے اور انہوں نے نئی زندگی پائی۔

اس قانونِ طبیعی کے مطابق ہر قوم میں رجائی اور قنوطی دو قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی جب حالت اجتر ہو گئی تھی تو ایک گروہ نے کہا کہ اس قوم کو خدا نے برباد کر دیا ہے اب انہیں غلط نصیحت کیوں کرتے ہو امید رکھنے والوں نے کہا کہ ہم تمام محنت کرنا چاہتے ہیں اور امید بھی رکھتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اصلاح اختیار کر کے ہلاکت سے بچ جائیں کسی قوم پر جس وقت زیادہ عرصہ گزرتا جاتا ہے وہ اوپر اور ہوتی جاتی ہے اور اس میں ناامیدی کا اثر زیادہ پھیلنا جاتا ہے جب دل خدا سے دور ہو جاتا ہے پس خوشی اور ریاوسی غالب آجاتی ہے جب قوم میں گناہ بڑھ جاتا ہے تو گناہ کی تیلوار امید کے درخت کی جڑ کاٹ ڈالتی ہے جب بھر دئی و محنت کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے تو افراد ایک دوسرے سے ناامید ہو جاتے ہیں لیگانگت معدوم ہو جاتی ہے بیکانگی کا زور ہوتا ہے بے اعتمادی پھیل جاتی ہے تب قوم میں سے امید کی روح غالب ہو جاتی ہے۔ قنوطیت عام طور پر چھا جاتی ہے۔

دنیا میں امید بڑی چیز ہے تمام کاروبار اسی امید پر کیا جاتا ہے کہ اس سے ہیں یا منافع ہوگا جس سے ہماری زندگی قائم رہے گی اگر غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ تمام جہان میں ایک حرکت عمل کسی نہ کسی امید سے وابستہ ہے سچ ہے دنیا ہاں امید قائم، کتنا ہی بڑا کاروبار ہو یہ یقین ہو جانے پر کہ اس میں ہرگز اب کسی فائدہ کی امید نہیں ہے انسان فوراً اسے ترک کر دیتا ہے

اس دنیا میں انسان دو قسم کے ہیں آشا وادی یا زشا وادی یعنی ایک وہ جو امید کو پسند کرتے ہیں اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی اس انہیں توڑتے دوسرے وہ جو ناامیدی میں گرفتار رہتے ہیں ذرا سی تکلیف پہنچنے پر بھی بے آس ہو جاتے ہیں آجکل کی اصطلاح میں ان دونوں کیفیتوں کو رجائیت اور قنوطیت کہتے ہیں۔ قانون قدرت یہ ہے کہ انسان حالات سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ جب ایک قوم کو محسوس تک مغلوبیت میں رہنا پڑتا ہے تنزل و ادبار بد اخلاقی و بربادی میں گرفتار رہنے کے باعث قوم بہت حد تک پست خیال اور ریاوس ہو جاتی ہے دلوں میں ایسی ناامیدی جاگزیں ہو جاتی ہے جو تو اسے عمل کو مفصل کر دیتی ہے قوم باوجود لاکھوں غلط و ناکیدات کے عمل کی طرف جوش سے قدم نہیں اٹھاتی۔ ان کے دل امید سے خالی اور ریاوسی سے بھرے ہوتے ہیں اس لئے انہیں نئی زندگی حاصل ہونے کا یقین نہیں رہتا اگر کوئی بڑی سے بڑی آواز بھی انہیں سنائی جائے کہ آؤ ہمیں یہاں نئی زندگی ملیگی تو قوم اس آواز پر کان نہیں لگاتی کیونکہ سمجھتی ہے نئی زندگی ملنا دشوار ہے اور یہ خیال کرتی ہے

ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور ان سے کہہ کر خداوند یوں کہتا ہے کہ دیکھ اسے میرے ترک میں تمہاری قبروں کو کھود لو گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤ گا۔ میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا اور تم جیو گے۔ اور میں تم کو تمہاری سرزمین میں بساؤں گا تم جانو گے کہ تمہارے خداوند نے کہا اور پورا کیا۔ خداوند فرماتا ہے (کتاب حزقیل ص ۲۷) سورہ بنی اسرائیل میں ذکر ہے کہ

ظہر محمدی کے وقت بھی جبکہ بنی اسرائیل تباہی میں مبتلا تھے بار بار یایسی کی باتیں کرتے تھے۔ خداوند عالم انہیں یقین دلاتا تھا کہ وقت آنے والا ہے جبکہ سابق وعدہ الہی عنقریب پورا ہوگا۔ امید رکھو۔ مگر وہ ملت یایوس ہی تھی کہ جب ہم بالکل فنا ہو چکے ہیں۔ ہم سوکھی ہڈیاں ہو گئے ہیں اور کھڑے ہیں تو کیا اب نئے بن کر جی اٹھیں گے؟ خداوند عالم نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ تم اپنے دلوں کو سراسر تھریا لو یا ادد کوئی سخت چیز بنا لو تو بھی وہ خالق قدرت جس نے پہلے تھیں سترن قوم بنایا تھا پھر بھی تھیں پہلی سی حالت میں لے آئیگا۔ یہ سن کر بنی اسرائیل سرسٹکا ٹکا کر کہنے لگے کہ یہ بات کب ہوگی؟ خداوند عالم نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ یہ بات منقریب ہی ہوگی۔ جس وقت کہ خداوند عالم تھیں بکاڑیگا اور تم اس کی تعریف کرتے ہوئے آؤ گے (یعنی جب ظہور موعود عظیم ہوگا۔ چنانچہ اب ظہور حضرت مہدیؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل یہود کو تمام دنیا سے ہٹا کر فلسطین میں بسایا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا تھا کہ میں تھیں بنی اسرائیل کی سرزمین میں لاؤں گا۔

یاد رہے کہ ان کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے کہ کیا یہ آدمی خیال نہیں کرتا کہ ہم نے اسے ایک قطرے سے بنایا اور اب وہ ٹھکڑا ہے۔ وہ اپنی خلقت و قدرت کو مجبور کیا ہے اور تیشی سکرم

ایک طرف قوم کا دوبار میں مبتلا ہونا دوسری طرف یہ اعتقاد رکھنا کہ اب کوئی پیغمبر خدا یا مصلح ربانی نہیں آسکتا اور یہی قوم کو خشک و مایوس بنادیتا ہے چنانچہ جو کہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ ظہور میں فتولیت میں مبتلا تھے وہ کہا کرتے تھے عاذاضلنا فی الارض جبکہ اپنے ملک میں ہم تباہ و عاتنا لفی خلق جدید بر باد ہو چکے ہیں تو کیا اب ہم نئے سرے سے ٹھیک بن جائیں گے؟

خداوند عالم ان لوگوں کی مایوسی کا سبب بتاتا ہے کہ بل ہمہ بلقاء دجھم { بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار سے غفلت و غور کی تعداد و تربیت کو غافل و سرکش بن کر بن کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے نشو و ارتقاء سے مایوس ہو رہے ہیں۔ اس معیت کو کتاب مقدس میں مندرجہ ذیل مکاشفہ کے ذریعے بیان کیا گیا ہے حزقیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھایا اور اس وادی میں جو تہیوں سے بھر پور تھی مجھے اتار دیا۔۔۔۔۔۔ دیکھ وہ نہایت سوکھی تھیں اور اس نے مجھے کہا اے آدم زاد! کیا یہ تہیاں جی سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔ ان سے کہہ کہ اے سوکھی تہیو! خداوند کا کلام سنو۔۔۔۔۔۔ دیکھو میں تمہارے اندر روح ڈالوں گا اور تم جیو گے۔۔۔۔۔۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور جب میں نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا۔ اور دیکھ ایک جنبش ہوئی اور تہیاں آپس میں مل گئیں۔ نیس اور گوشت ان پر چڑھ آئے۔۔۔۔۔۔ ان میں روح آئی اور وہ جی اٹھے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر“ اس مکاشفہ کے معنی | حزقیل علیہ السلام فرماتے ہیں تب اس نے مجھے کہا کہ اے آدم زاد! یہ تہیاں سارے ہل اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی

دردِ بغیر اس کے تباہی و بستی ہی جائیگی۔

سورہ بنی اسرائیل میں خداوند عالم فرماتا ہے جس کا جوہر مطلب ہے کہ خدا کی ہدایت پر چلنے والا ہی ہدایت یافتہ ہے اور جو کوئی اس مقام سے ہٹ جاتا ہے اسے کوئی رہنما نہیں مل سکتا بلکہ جب بلورِ حق بتا جو تو ہم ایسے لوگوں کا چکر کرتے ہیں کہ وہ زندگی کی روشنی سے اندھے رہ جاتے ہیں حق بات کہنے اور سننے سے گونگے اور ہرے چوتے ہیں جہاں وہ پناہ لیتے ہیں وہی ان کے لئے آگ جوتی ہے جب کبھی وہ آگ نکلتی ہے ہم آگے بڑھ کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ جبرِ احشاء اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ہماری آیات و احکام کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اب جبکہ ہم بڑیاں ہو کر بکھر چکے ہیں تو کیا نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟ خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے کہ خیال نہیں کرتے کہ خالقِ آسمانوں والا ماضی تم جیسے اور لوگ نہا سکتا ہے اور ان لوگوں کے لئے خدا نے ایک دقت مقرر کر رکھا ہے مگر ظالم تو مقررہ وقت کا اور ہر امر واقعی کا انکار ہی کرتے ہیں۔ ناشکری میں قدم بڑھائے جاتے ہیں۔

سورہ ق میں فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو توبہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہی ایک آگاہ کر لے والا پیغمبر آگیا وہ کہتے ہیں کہ یہ تعجب انگیز بات ہے کہ ہم جو بے روح ہو کر خاک ہو گئے ہیں تو پھر پتی ابھی حالت کی طرف لوٹنے یہ لوٹنا تو موجودہ حالات میں بعید از قیاس ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ یہ منکر لوگ سرزمین میں سے کم ہوتے جاتے ہیں یعنی نئی زندگی بار ہے جس نئی کتاب اور نئے پیغمبر کا ظہور نئی زندگی اور امید کا سبب بڑا دروازہ ہے جو یایوس دلوں کو امید وارتنا ہے اور نئی زندگی میں ٹھاکر کھڑا کرنا جو الٰہی فیلمِ رحمت کا نامیدی انہیں لوگوں کا کام ہے جو حق و حقیقت و در و جہور پہنچیں لا میث من روح اللہ اَلَا اَلْعَمَلُ الْکَرَمُ خدا کی رحمت اہلِ حجاب ہی ناامید ہوتے ہیں ورنہ یقطعن (رحمۃ ربہ) اَلَا الضَّالُّونَ اپنے تئیں دالے خدا کی رحمت سے ہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو دنیا میں ربا و گمشدہ ہیں۔

کہتا ہے کہ چرائی بلیوں کو اب کون جلا سکتا ہے؟

خداوند عالم فرماتا ہے کہہ دو کہ وہی جلا سکتا ہے جس نے پہلے نہیں اٹھایا اور وہ سب کچھ پیدا کرنا جانتا ہے۔

کیا وہ جس نے سموات و ارض کو بنا ڈالا ہے وہ قادر نہیں کہ ان لوگوں کی مانند اور لوگ پیدا کر دے کیوں نہیں وہ خالقِ علیم ہے (سورہ یٰسین)

قوموں کی ذمیت بہت حد تک ملتی جلتی ہے اس لئے بے درپے قومیں بایوی کشاکش ہوتی رہتی ہیں چنانچہ اسی قسم کے لعن اور لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے خداوند عالم فرماتا ہے۔

خداوند عالم اور موت دیتا ہے لیل و نہار کا پے در پے آنا ہی ایک قدرتی نشان ہے کہ ہر روشنی کے بعد تاریکی اور تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے کیا ان کی عقل انہیں رہنمائی نہیں کرتی۔ یہ لوگ عقل سے غافلہ نہیں اٹھاتے بلکہ پہلی قوموں کی طرح بے ہودہ باتیں بولتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ جب ہم سر کر خاک اور بکھری جوتی بڑیاں ہو گئے ہیں تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے؟ ہیں اور ہمارے باپ دادا کو یہی وعدہ دیا گیا مگر ہمارے نزدیک تو یہ اگلوں کی فرضی و خیالی باتیں ہیں اس کے جواب میں خداوند عالم فرماتا ہے ان سے پوچھو کہ زمین اور زمین کے پہنے والے کس کے قبضے میں ہیں؟ ہمارا علم اس کے متعلق کیا ہے؟ جواب میں یہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کے قبضے میں سب کچھ ہے ان سے کہہ دو کہ تو پھر تم سچ سے کیوں کام نہیں لیتے کہ جس کے قبضے میں سب کچھ ہے وہ مردہ قوم کو پھر زندگی و تازگی عطا کر سکتا ہے اور لیل و نہار کے انقلاب سے تمہیں سمجھ لیا جائے کہ اگر اب قوم پر ادبار کی رات ہے تو کل ترقی کا دن نمودار ہو سکتا ہے اور ہو گا۔ دلا خط ہو سورہ مومنون ۵۷

نئی زندگی حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ نئی دعوتِ الٰہی پر نیک کہا جائے

دُنیا کا مرض اور اس کا علاج

دنیا میں اس وقت جو قتل و غارت - بربادی و تباہی ہو رہی ہے یہ سب کچھ ہمارے ہی اعمال کی شامت ہے اس لئے اس آفت کو دور کرنے اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر ہی ہے۔ یہ آفت دنیا پر اس طرح آئی کہ لالچ - تکبر - نفرت - قوت کی خواہش اور بدلے کی چاہت نے لوگوں کے دلوں پر اپنا تلخ جالیا ہے۔ دنیا کی ہر ایک قوم دوسری قوم پر نفرت حاصل کرنا چاہتی ہے۔ موجودہ جنگ ان ہی خواہشات کا نتیجہ ہے۔ ہر ایک قوم خود غرضی سے اپنے ہی فائدہ کو مد نظر رکھ رہی ہے۔ یہ بلا دنیا سے فوراً دور ہو سکتی ہے اگر دنیا سے خود غرضی دور ہو جائے اگر ہر ایک شخص دنیا میں اپنے ذہن سے خود غرضی کو دور کر کے کی کوشش میں لگ جائے تو یہ بلا دنیا سے اٹھ سکتی ہے جو جوں جوں ہم خود غرضی سے پاک ہوتے جائیں گے اسی قدر ہماری نگینیں کھلتی جائیں گی اور ہم پر یہ حقیقت واضح ہوتی جائیگی کہ ساری دنیا کے انسان ایک ہیں اس طرح ملکوت الہی اس دنیا میں جو اس وقت جہنم بن رہی ہے قائم ہو جائیگا

موجودہ دنیا کے تمام ادارے خواہ وہ سیاسی ہوں، سماجی ہوں یا اقتصادی خود غرضی پر مبنی ہیں پھر بھلا یہ ادارے دنیا کو امن و امان کیسے دے سکتے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم ان اداروں کو نئے سرے سے درست کریں اور ان کی بنیاد وحدت عالم انسانی یا منش مائتزی، اکتیا پر رکھیں۔ جب تک دنیا کے اداروں کی بنیاد اس اصول پر نہ رکھی جائیگی دنیا میں امن قائم نہ ہوگا۔ یہ اصول مشرق کے لئے کوئی نیا اصول نہیں ہے

مغرب کے لئے یہ تو ہو۔ آئندہ دنوں اور یہ دیں اس اصول کی تعلیم نہج دوپ میں موجود ہے ہمارے سارے علم کی انتہائی کوشش یہ ہو کہ ہم اپنے آپ کا علم حاصل ہو اگر ہم اس علم کو پوری طرح حاصل کر لیں اور دنیا کا ہر فرد بشر اس علم کو حاصل کرے تو دنیا بربادی اور تباہی سے ہمیشہ کے لئے بچ جائیگی۔

یہ سنہری اصول دنیا کو ایک بار پھر حضرت بہاؤ اللہ کے وسیلے دیا گیا ہے آپ کی تعلیمات کا محور ہی اصول ہے۔ جب "معرفت نفس" کا علم حضرت بہاؤ اللہ کی تعلیمات کے ذریعہ عام اور ہمیں الحصول ہو جائیگا تو اس سے وہ غلط فہمیاں جو اس وقت قوموں میں بربادی اور تباہی کا سبب ہو رہی ہیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ ہر شخص اپنے فرائض کا احساس پوری طرح کرنے لگ جائیگا اور احساس کا نتیجہ فرائض کی پُر شوق انجام دہی ہوگا۔ دنیا میں وحدت کا دور دورہ ہو جائیگا ہر شخص احساس کرے گا کہ تمام انسان ایک ہیں اور ہر ایک انسان دوسرے انسان سے محبت کرے گا۔ ردا داری - برادری - ہمدردی - تحمل اور بربر واری ہر شخص کی بنیاد میں ہوگی اور دنیا سے جنگ ہمیشہ کے لئے اٹھ جائیگی یہ ہے وہ انقلاب جو دنیا میں حضرت بہاؤ اللہ کی ایک تعلیم کے ذریعہ پیدا ہوگا اسی طرح حضرت بہاؤ اللہ کی کل تعلیمات جو آپ کے نئے انتظام عالم میں مفصل دی گئی ہیں دنیا میں پھیل کر دنیا کو ملکوت آسانی میں تبدیل کر دینگی۔ قارئین کرام اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ امر بھائی اور دیگر تحریکات دینی میں جو اس وقت ہر مذہب میں اٹھ رہی ہیں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ مبنی دوسری

یہ ہے کہ امر بہائی کی پشت پر خدائے قادر مطلق کی قوت اور طاقت ہے جو اس کے اصولوں کو بلا دنیوی ذرائع کے نافذ کر رہی ہے۔

نبیل کنھ لال

سری منگر کشمیر

تقریبات ہیں ان میں فقط اصول دئے گئے ہیں مگر ان اصولوں کو چلانے کے لئے کوئی وسائل نہیں بتائے گئے مگر امر بہائی میں جہاں اصول دئے گئے ہیں جو دنیا کے موجودہ امراض کا شافی علاج ہیں وہاں ان اصولوں کو جاری کرنے کے لئے وسائل بھی کافی دئے گئے ہیں سب سے بڑا وسیلہ

عروسی

کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان اصولوں سے بہتر خوشتر اور آسان تر اصول کسی بھی ملک یا قوم میں پائے جاتے ہیں؟ اگر کسی فرد کو معلوم ہو تو وہ مجھے کرم فرما کر بتائے۔ میں انکا تہ دل سے شکریہ ادا کر دینگا۔ کوئی نہیں بتا سکتا چونکہ میں بونہی جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص دنیا کا کوڈ کوڈ نہ جھان ڈالے پھر بھی ایسے قانون سوائے بہائیوں کے، اور کسی جگہ نہیں پائے جائیں گے۔

بعض قوموں میں سینکڑوں لوگوں کا بیاہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ لوگوں نے ہزاروں روپیوں کی رقم کا مطالبہ کیا ہے جو بیاہری لوگ یا ان کے والدین دے نہیں سکتے۔ بعض قوموں میں شادی کے لوازمات اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ جو بیچارے لڑکے یا ان کے والدین معقل نہیں ہو سکتے غرضیکہ شادی ان کے نزدیک بجا رحمت کے زحمت بن جاتی ہے۔ ایک نقطہ کے فرق لئے تو خدا سے جدا کر دیا اگر خدا کی تعلیمات کے مطابق ہے تو رحمت و درخت رحمت ہی ہے اس کے بعد جناب موصوف نے دواہا اور دواہن اور ان کے والدین کو مبارکباد دی اور پھول و عطریات شیرینی اور شربت کے تقیم کرنے کی اجازت دی مجمع پُر رونق تھا شادمانی اور خوشی کی ایک عجیب کیفیت پائی جاتی تھی مبارکبادی کے نعرے بلند تھے

پیر ابراہیم ابی جناب حبیب اللہ اور دختر بایان خرد پیریں خاتم کی شادی کی تاریخ ۱۳۳۷ء بروز اتوار پونہ میں مقرر کی گئی تھی یہ ایک ایسا شاندار جلسہ تھا جس میں ہر قوم کے محترم اشخاص موجود تھے پونہ کی محفل روحانی نے جلسہ کی صدارت کے لئے جناب فاضل ڈاکٹر نعمانی صاحب کو انتخاب کیا تھا جلسہ کی ابتدا مناجات سے کی گئی لوح از دواج اور نکاح خوانی کے بعد جناب ڈاکٹر نعمانی نے بہائی نکاح کی نسبت تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ بہائی مذہب میں شادی کے قانون اتنے آسان کر دئے گئے ہیں کہ ہر کس و ناکس فائدہ اٹھا سکتا ہے فی الواقع یہ قانون باعث رحمت ہیں دوسری قوموں میں شادی کی رکاوٹوں کا بیان کرتے ہوئے کہا کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں خاندان قرض کے دریا میں ڈوبے جا رہے ہیں اور لاکھوں انسان تنہا اور بربادی میں مبتلا نظر آتے ہیں

بہائی شادی میں دوہا اور دھن اور جانیہن کے والدین ان چھ اشخاص کی رضامندی درکار ہے اور وہ متفق الائے ہو کر محفل مقدس روحانی کو اتنا س کرتے ہیں کہ نکاح خوانی ہو جی چاہئے۔ اس کے سید ہے ساد ہے قانون جو محبت و اتفاق کے پھولوں سے منظر ہیں۔ اور آپ حضرات نے ابھی مشاہدہ فرمایا ہے

ہر شخص اس محفل میں بشارت نظر آتا تھا

ہندہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب صدر نے پھر محفل شروع کر دی اور جناب فاضل ڈاکٹر فرہنگ صاحب لے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ قومیں ترقی کے مدارج پر چڑھتی ہیں اور ایک عتقین وقت کے پورے ہونے ہی ان کی اہل آجاتی ہے خداوند کریم ٹھیک اس وقت پر اپنے منظر کو بھجوتا ہے جو قیامت پر پکارتا ہے اور ایک ایسی روح اس قوم میں بھونکتا ہے کہ دیکھنے والے حیرت میں پڑ جاتے ہیں حضرت بہاء اللہ نے لوگوں میں بھی ہمدردی اور انسانیت پیدا کر دی ہے جو آج بہائیوں میں نظر آ رہی ہے جناب فرخ افغان صاحب نے بزبان فارسی بہائیوں کی خلوص متقی اور ان کے اخلاق پر بیان فرماتے ہوئے کہا کہ میں دنیا کے مقامات پر گہا ہوں حتیٰ کہ یدب وغیرہ کے بھی میں نے سیر کی ہے مگر جہاں بہائیوں کو پایا وہاں ایسا معلوم ہو کہ میں اپنے گھر میں ہی ہوں یہ تمام باتیں بہائی امر کی ہی بدولت میں

جناب صدر نے انگریزی میں سینگ آپ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں رئیس محفل روحانی آفائے سفیداری لکھنؤ اور سرکریٹری جناب شاہ بہرام موبدزادہ اور دیگر اعضاء محفل روحانی کا دل سے ممنون ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میں ایسے مجمع میں حاضر ہوں کہ جو روح و ایمان سے مملو ہے تاہم حال مبارک شامل حال ہے۔ اگر چشم حقیقت دیکھا جائے تو گوشت و صورت سے مستعد و بین کن ان میں ایک ہی روح جلوہ گر ہے۔ جناب موصوف نے حضرت بہاء اللہ کے فضل و کرم کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ منظر الہی نے بارہ اصول دیکر ہم انسانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور جس پر عمل کر لے سے یقیناً نجات مل سکتی ہے آگے چل کر انہوں نے بتایا کہ انسان جسمانی لحاظ سے جانور سے مشابہت رکھتا ہے مگر عقل و شعور

میں وہ سب مخلوق سے ممتاز ہے جسم مانند بتور کے ہے اور روح مانند بتور۔ بتور کشائی خوبصورت کیوں نہ ہو مگر وہ چور کا محتاج ہے جسم میں تناقص کشائی کیوں نہ ہو مگر روح برقرار رہتی ہے مثلاً ایک شخص کا ہاتھ کٹ جائے یا ایک شخص کی آنکھ بھوٹ جائے پھر بھی روح برقرار رہتی ہے مگر روح کے نکل جانے سے جسم کشائی میں کیوں نہ ہو بیکار ہو جاتا ہے اگر ان تعلیمات الہی یا روح القدس سے متصل ہو جاتا ہے تو حیات ابدی پاتا ہے۔

ہم ہم پر فرض ہے کہ تحریر حقیقت کریں۔ سہائی کی تلاش یا سستیا کی کوج کرتے ہیں تاکہ ہم روح القدس سے مستفیض ہو کر خدا کے علبردار ہو جائیں یہ زمانہ دور انگشت کا ہے سستہ لوگ کا آخر نہ ہے یہ قرن رب الجلیل ہے جنگ و جدل بہت جلد کا فور ہو جائیں گے اور فقریب دنیا میں صلح عمومی قائم ہو جائیگی دنیا جو آج رنج و بلا کا گھر نظر آتا ہے فردوس بریں بن جائیگی۔ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کی بدولت تعصبات کی جڑیں کٹ جائیں گی۔ دشمنی، عداوت، بغض و کینہ، نفاق و نفرتیں وغیرہ کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ لوگ آپس میں شیر و شکر کی طرح مل جل کر رہیں گے ہر شخص کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہو گا کہ یہ بہشت ہے یہ جنت بلجی ہے۔

والسلام۔ (درپوڈر)

بہائی کنونشن

المحمدیہ۔ چودھواں سالہ کنونشن بعقام پونا منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں تمام اطراف ہند سے احباب اور نمایندگان تشریف لائینگے ذیل کی تاریخیں مقرر ہیں :-

۲۶ - ۲۸ - ۲۹ اپریل ۱۹۳۳ء

عروج و نزول دین

پیاری بہنو! اور پیارے بھائیو!

میرے معنوں کا عنوان "عروج و نزول دین" ہے یعنی دین کا بڑھنا اور گھٹنا۔ عام طور سے دنیا میں ہر دھرم اور دین کے ماننے والے کا یہ خیال ہے کہ اس کا دھرم یا دین ناقابلِ رد و ال ہے۔ آؤ ہم اس خیال کو سائنس اور قدرت کے قوانین کی کوئی پرکھ کر دیکھیں کہ خیال سچا ہے یا نہیں۔ دنیا میں جب ہم نگاہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس میں کچھ قانون ہیں جن کے مطابق یہ بڑا انتظام چل رہا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ایک وقت موسم بہار کا ہوتا ہے چاروں طرف پھول ہی پھول دکھائی دیتے ہیں دنیا میں جس طرف بھی نظر پڑتی ہے ہر چیز جوانی کے جوہن میں دکھائی دیتی ہے آہستہ آہستہ بہار کا موسم گرمیوں کے موسم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھل پک جاتے ہیں رسوا ہو جاتے ہیں گرمی کا دور دورہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر گرمیوں کے بعد خزاں کا موسم آتا ہے درختوں پر سے پتے جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں اور درخت بالکل ننگے ہو جاتے ہیں سب طرف بربادی کے آثار پھیلنے لگتے ہیں خزاں کے بعد سردی کا موسم آتا ہے سب چیزیں سرد ہو جاتی ہیں بربادی پر سردی کا حملہ اور کچھ نہیں برباد کرتا ہے۔ جب بربادی انتہا کو پہنچتی ہے تو پھر موسم بہار شروع ہونے لگتا ہے۔ جس قانون کے ماتحت یہ عمل ہوتا رہتا ہے اس کا نام قانون دوراں رکھا ہے دنیا کے انتظام میں اس قانون کو آپ ہر جگہ پر پائیں گے۔

دوسرے قانون جو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں وہ قانون حرکت ہے

حرکت درحقیقت زندگی ہے اور سکون موت کا نام ہے۔ حرکت ہمیشہ کسی مرکز کے گرد ہوتی ہے یہی زندگی کا ایک مرکز ہے جس کے گرد زندگی گھومتی ہے۔ اسی طرح سے قدرت کی ہر ایک شے جو زندہ ہے وہ حرکت کرتی ہے اور اس کی حرکت کسی مرکز کے گرد ہوتی ہے۔

۱۲) قدرت کا ایک اور قانون قانون تبدیلی ہے یعنی دنیا کی کوئی چیز ایک حالت پر قائم نہیں رہتی اور ہر چیز بدلتی رہتی ہے ہر ایک چیز قانون تبدیلی کے ماتحت ہے اس کا ثبوت کچھ شکل نہیں ہمارا ہر روز کا مشاہدہ ہے دنیا میں ہر کچھ حالات بدلتے رہتے ہیں اور نئے حالات نئے اعمال کا تقاضہ کرتے ہیں۔

۱۳) قدرت کا ایک اور قانون قانون ارتقاء ہے یعنی ہر ایک چیز ترقی کرتی جاتی ہے۔ قانون ارتقاء میں گو سب قانون آجاتے ہیں قانون ارتقاء کا عمل قانون تبدیلی کے زیر اثر دنیا کو ترقی کے زینہ پر چڑھاتا جا رہا ہے آؤ اب ہم ان قوانین کو دین یا دھرم پر چسپاں کر کے دیکھیں۔ دین یا دھرم بھی ایک وقت شروع ہوتا ہے یہ گو یا اس کی بہار ہوتی ہے پھر اس کا دور دورہ تمام دنیا پر ہو جاتا ہے اس کے بعد آہستہ

آہستہ یہ جوانی و دھل کر خزاں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور آخر کار دین یا دھرم بالکل ختم ہو کر رہ جاتا ہے جب یہ حالت انتہا کو پہنچتی ہے تو دین یا دھرم کی دنیا میں پھر بہار آتی ہے پس کوئی دین یا نہیں ہوتا بلکہ قانون دوراں کے ماتحت دین میں مختلف قانون تبدیلی اپنا عمل کرتا اور دین میں حرکت قائم رکھنے کے لئے یہ پیکر جلتا رہتا ہے

”پیامبرؐ کی رفتار

ہذا کے فضل سے کعبہ ہند اور تہائی سیکڑین کے بعد پیامبرؐ کی اشاعت منظم طور پر جاری ہے۔ ہم مذاکا کشہ کرتے ہیں کہ اس مشکلات کے دور میں بھی پیامبرؐ اپنی رفتار میں کامیاب ہے۔ پیامبرؐ میں جو عذرات دیگر معاصرین سے ہوتے رہتے ہیں وہ تمام اہل نظر کے نزدیک مسانت کا بہترین نمونہ ہیں حتیٰ کہ کسی اختلاف رکھنے والے شخص کو بھی کبھی شکایت نہیں ہوتی۔ کیونکہ پیامبرؐ کے صفات میں اس بات کا پورا اہتمام رکھا جاتا ہے کہ فتنہ سازوں پر غلطی دلوں سے روشنی ڈالی جائے۔ شخصیات سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا۔ انسانی ادب و احترام کو بھی ہاتھ سے نہیں ہٹایا جاتا۔ دین کو روائی جھگڑے کا باعث نہیں بنایا جاتا۔ حقیقت میں یہ ایک نئی بنیاد جو ادارہ پیامبرؐ کو حاصل ہے۔ باوجودیکہ بعض مخالفت کرنے والے پیامبرؐ کے مقابلہ میں مقام ادب سے گریز کرتے ہیں۔ مگر بھی پیامبرؐ اپنے مقام و قدر کو نہیں چھوڑتا۔ پیامبرؐ کو امید ہے کہ مخالفت میں کئے گئے والے بھی آخر کار پیامبرؐ کی اس رفتار سے متاثر ہو گئے اور اگر متاثر نہ ہوں تو وہ دستہ دار ہیں۔ پیامبرؐ اپنی شانستہ رفتار نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ آج دین خداوندی میں نہایت تاکید کے ساتھ ایسے احکام دئے گئے ہیں اور کئے اور بولے والوں کو ہر مقام پر ادب و وقار پر قائم رہنا چاہئے۔ خیالات کے لحاظ سے جو اخلاقیات و خوبیوں کو اہل تہذیب سے ہے اس کے متعلق بھی اہل بیاد یقین رکھتے ہیں کہ مستقبل میں لوگوں کو ان نظریں ضرور وسیع ہوگی۔ اور وہ امر اللہ کی روشنی کو دیکھیں اس کے جلال کے گرد ویدہ ہو جائیں گے۔ اور اپنے اندر ایسے احسانات بیدار پائیں گے جو اس سے پہلے نہ تھے۔

مگر چونکہ قانون ارتقاء بھی موجود ہے اس لئے ہر دور کے آخر میں جب نیا دور شروع ہوتا ہے تو گویا دنیا ترقی کے زیر پر ایک قدم آگے لگتی ہے اور ان سب قوانین کو حرکت کا قانون حادی ہے کیونکہ حرکت کے بغیر یہ قوانین کچھ بھی نہیں حرکت کا ایک مرکز کے گرد گھومنا لازمی ہے دنیا کی حرکت کا مرکز سورج ہے اسی طرح دین کی حرکت کا مرکز آفتابِ روحانی یا مشیتِ الہی یا عقل کل یا پیغمبرؐ یا اوتار ہے۔ پس اگرچہ ہر دور کے ہندو ہی سورج ہوتا ہے مگر ارتقاء کا تحت دینا کہلاتا ہے مثلاً پیر کے دن بھی وہی سورج تھا، درختل کے دن بھی وہی مگر وہ پیر کا سورج کہلاتا ہے اور یہ منگل کا یہ ایک برج میں بیٹا ہے اور وہ دوسرے میں سورج ایک ہی ہے برج علیحدہ علیحدہ ہیں اسی طرح آفتابِ روحانی ایک ہی ہے اور اوتار یا پیغمبرؐوں کے روپ جدا جدا ہیں

۱۰۔ پس اے بنو! اور بھائیو! لوگوں کا عام طور یہ کہنا کہ بارادین یا دھرم لازماً ال ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ کہنا قوانین قدرت کے خلاف ہے اسی طرح لوگوں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ بارادین یا دھرم ہمارے لئے کافی ہے ہم کیوں ایک نئے دھرم کو قبول کر س؟ کیونکہ اول تو کوئی دین یا دھرم بنیادی نہیں ہوتا قانون قدرت کے مطابق دین پھر سے تازہ ہوتا ہے مگر چونکہ قانون ارتقاء اور قانون تبدیلی کا عمل بھی ہوتا ہے اس لئے پھر سے تازہ کئے ہوئے دین میں کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں جو کہ نئے حالات کے مطابق ہوتی ہیں اگر ہم ان تبدیلیوں کو نہیں مانتے اور اسی پر اٹے دین پر جمے رہتے ہیں تو ہم روحانی طور پر مرنے میں یعنی انسان کی ایک حقیقت جو روحانی حقیقت ہے وہ مردہ رہتی ہے۔

پس ہر ایک انسان پر یہ فرض ہے کہ وہ ترقی حقیقت کر کے یعنی سوچ بھکر اپنی جہانی زندگی کے دور میں نئی روحانی حیات حاصل کرے مثلاً وہ اٹھائے۔ دیکھو ہر نامی معرفت جناب (مکرم) اسی مقامی خواہر

قیامت کی دیوار منہدم

اَلَا يَنْظُرُوْنَ اُولٰٓئِكَ اَتَمَّ مِعْوٰثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

کتاب الیقان میں حضرت بیار اللہ نے یوم قیامت کی آیات کو جو قرآن مجید اور دیگر کتب مقدسہ میں وارد ہوئی ہیں بے نقاب کر دیا۔ آپ ان آیات کے معنی جو اصل منشاء خداوندی ہے خوب سمجھ میں آتے ہیں۔ آج سے قریباً ایک صدی پہلے تک جو تفاسیر بزرگان دین نے لکھی تھیں وہ ان کی اپنی سمجھ اور علم کے مطابق ہیں۔ چونکہ اس وقت اصل حقیقت سے آنت پہلے خبر ہو چکی تھی۔ اس لئے ان بزرگوں نے جو کچھ لکھا اور بیان کیا وہ قابلِ ستائش ہے۔ کیونکہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو چراغ ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پس وہ بزرگوار اپنے علم و عقل کی روشنی سے کام لیکر دین کی خدمت کرتے رہے۔ جمہور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اب جبکہ آفتاب حقیقت طلوع ہو چکا ہے پھر بھی انہیں قیاسی خیالات پر قائم رہنا درست نہیں۔

اہل بیار نے ان دنوں یوم قیامت کی بڑی دیوار کو جو فتنائے عالم کے نام سے تمام مسلمانوں میں مشہور ہے منہدم کر دیا۔ یہ دیوار اسلامی عقائد میں کچھ اس طرح جاگزیں ہو چکی ہے کہ بچے سے لے کر بوڑھے تک اور جاہل سے لیکر عالم تک سب اسے مانتے ہیں۔ حالانکہ کلام الہی میں کہیں اس کا پتہ اور نشان نہیں ہے۔ اہل اسلام کے موجودہ عقائد کے لئے جو متعلقہ قیامت۔ مشرور نشر۔ میزان و صراط ہیں اس دیوار (عقیدہ) فتنائے عالم کا رہنا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو خیالی اور قیاسی قیامت اور اس کی کہانی باقی ہی نہیں رہتی۔ یہ دیوار اس موجودہ دنیا کو دوسری دنیا سے ہمیں حساب و کتاب ہڈا بتایا جاتا ہے الگ کرتی ہے۔ اگر یہ دیوار گر جائے تو پھر حساب و کتاب والی کسی اور دنیا کا وجود باقی نہیں رہتا۔ جب وہ خیالی دنیا باقی نہ رہی تو پھر یوم قیامت میں جو کچھ ہوا ہے جس کا ذکر کتاب الہی میں موجود ہے وہ کہاں ہو گا؟ ظاہر ہے کہ وہ اسی جہان میں اور اسی زمین پر اور موجودہ قانونِ قدرت کے مطابق ہی ہو گا۔ اس لئے مسند فتنائے عالم پر در قیامت اہل اسلام اور اہل تبارک کے اختلافات کا سو فیصدی فیصلہ کر دینا لاہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر فتنائے عالم ثابت ہو جائے تو جو کچھ قیامت کے متعلق پرانی تفاسیر اور کتب میں لکھا ہے صحیح ہو گا۔ اگر ثابت نہ ہو تو اہل اسلام کو ناچار اسی راستہ کی طرف آنا پڑے گا کہ جس کی طرف حضرت بہار اللہ نے رہنمائی فرمائی ہے۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی راستہ باقی ہی نہیں رہتا۔ اَمَّا هٰذَا الْخَدِیْثُ لَيَجْبُوْنَ دَفْعًا كَوْنٌ وَلَا يَسْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سَامِدُونَ ۝ (کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور تم بڑے غافل ہو۔)

علمائے سند میں کئی بھی اس مسئلہ پر بحث کے لئے تیار نہیں ہوا۔ صرف اخبار الامم و الحدیث اتر سر منہ قدم چلا اور رہ گیا۔

حالانکہ پیامبر نے کئی ایک مقالات لکھے مگر کسی طرف سے قوج نہیں ہوئی۔ عمار کے روزمرہ بحث و مباحثہ کا دار و مدار انھیں چند گفت و نہ مسائل تک محدود ہے جو صدیوں سے زیر بحث چلے آتے ہیں۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یوم قیامت ہی کیلئے تیار کیا تھا اور حضور کی سبکے بڑی خواہش یہی تھی کہ اس یوم غنیم (قیامت) میں میری آنت سب سے زیادہ کامیاب اور بامراد ہو۔ لیکن اہل اسلام اسے بالکل فراموش کئے ہوئے ہیں۔ ان کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو اپنے باپ کے بعد گھر کے معمولی سامان کی تقسیم کے لئے دست مگریاں ہو رہے ہوں اور باپ نے جو ایک بہت بڑے مخمی خزانے کی خزانے کے بار بار وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے غافل نہ رہنا، کیونکہ وہی اہلی چیز اور ہمیشہ باقی رہنے والا خزانہ ہے، بھولے ہوئے ہیں اور حصول ساز و سامان کی محبت میں پرمکراپنی ہستی کو بھی فراموش کر چکے ہیں۔ فخذوا بعنانہم لئلا یفرحوا بکم هذا انا سنیدکم وذر فوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون ۵ (پس اس دن کو بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو۔ ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو) ۱

۱) کیا حضرات علمائے اسلام اس خیال میں ہیں کہ یوم قیامت میں دنیا کی نفاک مسلمان قرآن مجید میں صاف اور صریح موجود ہے اور ثابت کیا جاسکتا ہے اگر ایسا ہے تو ان آیات کو مع تشریح و توضیح کے پیش کیوں نہیں فرماتے؟۔ توبہ ذکر نایا دھوری بات کر کے رہ جانا یا بالکل ہی خاموشی اختیار کر لینا تو کچھ معقول نہیں۔ اس سے تو یہی یقین ہوتا ہے کہ علمائے کرام کا پہلو اس مسئلہ میں بالکل کمزور ہے۔

(۲) یا اس خیال میں ہیں کہ موعود قرآن ظاہری ساز و سامان اور فوج و لشکر لیکر آئیگا۔ اس لئے جب ایسا کوئی نہ ملے گا تو دیکھا جائیگا لیکن کیا وہ نہیں جانتے کہ اسی خیال میں تو اہل کتاب بھی آج تک مستغرق ہیں، ان کی قننا اور غومش اور قیامی خیالات کے مطابق ان کے موعود ظاہر نہیں ہوتے اس لئے یہ سب قومیں محروم اور ناکام رہ گئیں اور اب تک خدا تعالیٰ کے عذاب و غضب میں مبتلا ہیں۔ دنیا کی شان و شوکت تو کتاب الہی میں پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اب ہے۔ قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقى۔

(۳) کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کے بعد شریعت کا آئنا بند ہو گیا۔ یہ خیال تو عقلمند دنیا کے نزدیک معقول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت اگر پہلے آتی رہی ہے تو آئندہ کیوں نہ آئیگی۔ کلام الہی کی تو کہیں حد نہیں ہونی چاہئے تاہم اگر اسی خیال پر دار مار ہے تو بتائیں کہ خود قرآن مجید نے کیا کہا ہے۔ موت تقلید ایک بات کہتے جانا کہ جس کا کلام الہی میں مذکور نہیں ثبوت ہے نہ ذکر اہل علم کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ (۴) کیا وہ اس گمان میں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین کہا گیا ہے اسلئے آئندہ کوئی مذکر طرک نہیں آ سکتا۔ بیشک آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے عذاب کوئی نبی نہ ہوگا۔ اب نبوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ساری نبوتیں اسی یوم غنیم (قیامت) ہی کیلئے تھیں چنانچہ قرآن بشت اناد الساعۃ کھا این میں اور قیامت ایسے متصل ہیں جیسے یہ دو انگلیاں رنختہ الاخبار ترجمہ شارق الاوارض)

(الف) الساعۃ کیا مراد ہے اور دو انگلیوں کا مطلب کیا ہے۔ یہی فرمائیں کہ (ب) اللہ عجلہ کیسے یوم القیمۃ دنیا کسٹم نہ تھنخلون کا فہور یوم قیامت میں کس طرح ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ (ذات مین الغیب) خود بنفس نفیس سخت پر اجلاس فرما کر فیصلہ فرمائیگا؟ (ج) کیا قرآن مجید میں ایسا کوئی کلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اختلافات کا کبھی پہلے فیصلہ فرمایا ہو۔ اگر ہے تو وہ کس طرح تھا؟۔ کیا علمائے کرام پر واجب نہیں کہ وہ سند قیامت کی اہمیت کا خیال فرماتے ہوئے علم و انصاف کے ساتھ تہربہ تفکر کئے لئے کھڑے ہوں؟ والسلام

(محمد حسین صابری از بریلی)

بہائی زندگی

(دہلی - نعل نوروز میں ایک بہائی بچے کی تقریر)

بزرگو! اور بچہ شمو!

بہائی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے آج پہلی مرتبہ اہلکار خیالات کی جرأت کر رہا ہوں یوں تو اس دنیا میں ہزاروں آئے اور چلے گئے لیکن انسان کو یہاں اپنی زندگی کے کچھ ثمرات دکھانے جائیں بے ثمر آدمی بقول حضرت عیسیٰ ایک بے ثمر درخت کے مانند ہے جو صرف جھانسنے ہی کے کام آسکتا ہے بہائی کے اس معنی میں وہ شخص جو دنیا سے محبت کرے انسانوں سے محبت کرے مخلوق کی خدمت کرے امن عامہ اور یگانگت عمومی کے لئے کوشاں رہے

ایک موقع پر حضرت عبدالبہاؤ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو بہائی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہو وہ پہلے ہی سے بہائی ہے اور برعکس اس کے اگر کوئی پچاس سال سے اپنے کو بہائی کہے اور تعلیمات پر عمل نہ کرے وہ ہرگز اپنے کو بہائی کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو نظریات خداوندی کو نہیں پہچانتا، اسکی مثال اس پودے کی ہے جو سایہ میں اگا اور نہیں جانتا کہ سورج کیا چیز ہے اور اس کی گرمی اور روشنی سے محروم رہتا ہے۔ خدائی ظہورات بھی اس دنیا میں انسانوں کے واسطے اس سورج کی طرح ہوتے ہیں جس سے دنیا کا ہر ذرہ فیض پاتا ہے اور بالکل اس طرح آج کے زمانے میں اس دنیا کے روحانی سورج حضرت بہاؤ اللہ ہیں وہ شخص جو حضرت بہاؤ اللہ کی تعلیمات سے بے بہرہ اور غافل ہے اس کی مثال بھی بالکل اس پودے کی سی ہے جو خدائی

عرفان سے بالکل محروم ہے چونکہ اصل معنوں میں بہائی زندگی بسر کرنے کے لئے ہر بہائی کے لئے ضروری ہے کہ وہ براہ راست حضرت

بہاؤ اللہ کی طرف متوجہ ہو جو آج اس عالم میں روحانی سورج کی حیثیت سے درخشاں ہیں اور ان کی تعلیمات کے ذریعہ علم انسانی کی نشوونما ہو سکتی ہے۔

ہر ایک بہائی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت بہاؤ اللہ میں جمال خداوندی کو پہچانے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو امر بہائی اس کے لئے صرف بے معنی لفظ ہے۔ بہائی کو نہایت آزادی۔ بہادری سے سچائی کی تلاش کرنی چاہئے اس کی تلاش صرف مادی ذرائع تک ہی محدود نہ ہونی چاہئے بلکہ روحانیت سے بھی برابر کام لینا چاہئے۔

اس کو تمام ذرائع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے اور تلاش حق کرنی چاہئے اور جب تک خاطر خواہ یقین نہ ہو جائے جب تک کسی بات کو نہ ماننا چاہئے اگر ایک سچا طالب جس کا دل دنیا کے تمام تعبات سے پاک ہے کبھی بھی جال الہی کو ماننے میں غلطی نہیں کھا سکتا ہے خواہ کسی شرق سے جلوہ گر ہو۔ منظر الہی کو پہچاننے کا مطلب یہ ہے اس سے محبت کرنا اور دونا کی ہر چیز سے محبت کرنا کیونکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی بنائی ہوئی ہے ایک ایسی بہائی محبت کا جسم نہ ہونا چاہئے وہ ہر شخص سے صاف دل سے محبت کرے کسی سے نفرت نہ کرے۔ ہر ایک بہائی ہر قسم کے تعبات سے بالکل پاک ہونا چاہئے بہائی جو ایسا نہیں ہے وہ حضرت بہاؤ اللہ کے فرمان کے مطابق ملکوت الہی میں داخل ہونے کے قابل نہیں ہے

ہر ایک بہائی کے لئے فرض ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی صنعت و حرفت یا تجارت سیکھے اور اختیار کرے کیونکہ خدا نے آج اس کو عبادت قرار

کیونکہ یہ سب بڑا گناہ ہے خطا ہے ہر بہائی کو درگزر کرنا چاہئے کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی ہو حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں

”اے پسر انسان جب تک تو خود خطا کار ہے کسی انسان کے گناہوں پر دم نہ مار اگر تو اس حکم کے خلاف کرتا ہے تو میرا نہیں اس میں خود گواہ ہوں“ غیبت ایک بدترین گناہ ہے اس سے بچنا فرض ہے دوسروں کی عیب جوئی نہ کجائے اپنے اعمال پر غور کرے انسان بہت سے عیب چھوڑ سکتا ہے

حضرت بہاء اللہ کی دی ہوئی تعلیم وہ تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان انسانیت کے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

ناصر عباس نورانی - لاہور

حُشْنِ عیدِ رضوان

۱۲ اپریل کو عیدِ اعظم کا پہلا دن ہے۔ ۲۹ کو دوسرا دن - اور

۲۰ مئی کو تیسرا دن ہے۔ ان دنوں تمام دنیا میں عید منائی جا رہی ہے۔

ہندوستان میں بھی جہاں جہاں احباب ہیں جشنِ عید کا انتظام ہو گا۔ خصوصاً بمبئی - کراچی - پونا - شالاپور - کلکتہ - دہلی - لاہور - امرتسر - حیدرآباد دکن - بنگلور - کٹوالی - حیدرآباد سندھ - کوٹراچوٹانہ - احمدآباد - سورت - کانپور - علیگڑھ - بریلی - سری نگر - بڑی افغانان - پنجاب - بھادول پور وغیرہ کے بہائی گروپ اور محافل اس جشنِ اعظم میں خدا کے فضل پر خوشیاں منائیں گے اور نجاتِ روحانی چیلانگے انشاء اللہ دہلی میں ۱۲ اپریل کو اردگرد کے احباب بھی تشریف لائیں گے۔ جلبِ عمومی کا بھی انتظام ہو گا۔ امید ہے کہ قرب و جوار کے دوست و احباب خاص طور پر کوشش کر کے تشریف لائیں۔

دیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے انسان دنیا کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے اور اس سے بہت سے ایسے کام ہو سکتے ہیں جو اس کے اپنے اور اپنی نوعِ انسان کے واسطے مفید ہو۔ آج ہر ایک بہائی پر تعلیم فرض ہے کیونکہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ دنیا میں کوئی بے علم نہ رہے تعلیم میں لیا کا لڑکی دونوں میں کچھ فرق نہیں دونوں کو برابر تعلیم دینی چاہئے اگر کسی شخص کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ لڑکی کو پہلے تعلیم دے کیونکہ وہ آگے چل کر ماں بنے گی اور آئندہ نسلوں کا دار مدار انہی کی تعلیم پر ہے کیونکہ بچے کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اور اولاد کی تعلیم دینے کا فرض ماں باپ پر ہے۔

ہر ایک بہائی پر تبلیغِ فرض ہے ہر ایک بہائی نہایت بہتر مقرر اور مباحث ہی فکر تبلیغ نہیں بن سکتا بلکہ اسکی روزمرہ زندگی اس کے سہیلیوں اور ساتھ رہنے والوں کے لئے بہترین تبلیغ ہے۔ بہائی کے لئے دوسروں کو لوگوں سے ہر بھی ایک خصوصیت ہونی چاہئے کہ کچھ والا اس کے اعمال سے سمجھ جائے کہ یہ بہائی ہے اعمال کا اثر زبان سے زیادہ ہوتا ہے اور وہ تبلیغ جو صرف الفاظ تک محدود ہو کبھی ہرگز دوسروں کو نہیں بچھ سکتی، اخلاق و آداب کے متعلق حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں

”اے اہلِ عالم تمہیں ادب کی نصیحت کرتا ہوں فی الحقیقت ادب تمام خوبیوں کا دروازہ مبارک ہے وہ شخص جو اسکی چادر سے ملبوس اور ادب کے نور سے منور ہے۔ ادب و تعلیم سے آراستہ شخص ایک بڑے مقام کا مالک ہے امید ہے کہ یہ سب لوگ اس سے ناگزیر ہوں گے، اس پر قائم رہیں گے اور اس کا لحاظ رکھیں گے ہم اعظم کے قلم سے یہ اہلِ حکم جاری ہوا ہے۔ ہر ایک بہائی کا فرض ہے کہ وہ ہر شخص سے نرمی اور محبت سے پیش آئے کبھی کسی کی دل شکنی نہ کرے

ساری دنیا کے لئے اب عقل ہے درکار ایک!

(فضلِ نوری میں بھائی)

دیدہ و دل ہیں ہزاروں - مرکزِ دیدار ایک
نورِ سب کا ایک ہی ہے - مطلعِ الانوار ایک
ہے مرادِ دیر و کعبہ - سجدہ و زُتار ایک
گل ہیں گوناگوں جن میں - لیک ہے گلزار ایک
مختلف سودے ہیں لیکن گرمی بازار ایک
چشمِ وحدت کے لئے ہے اصل نورِ نار ایک
ہے مگر چشمِ حقیقت میں گل اور خار ایک
ایک کی تکرار دوسے - دوہے بالستار ایک
محو دیا ہو کے پھر موجیں ہیں آئندہ کار ایک
ہو رہا ہے اک بشر کے واسطے خونخوار ایک
دہر ہوگا امر حق سے مُنتہا سارے کار ایک
ساری دنیا کے لئے اب عقل ہے درکار ایک
تا کہ ہونے کے لئے ہو کل جہاں تیار ایک
جلوہ کثرت پکارا ہے جلالِ یار ایک
کل خالق کا یوں ہی ہے مرجعِ اسرار ایک
دائرے ہیں مختلف - ہے گردشِ پرکار ایک
ہو گئے اس دورِ عظم میں تمام ادوار ایک
سب کے سب حاضر ہوں - ہو کر بسرِ دیار ایک

۱ راستے لاکھوں میں - لیکن - منزلِ دلدار ایک
۲ گر چہ زنگارِ رنگ ہیں فانوس اور شمع و چراغ
۳ اہم و رسم و رنگ و صورت مختلف گر ہیں تو کیا
۴ جن پر تارے بہت ہیں - ان کی عقل ایک ہے
۵ غور کر کے ہم نے دیکھا - عالم کثرت - تمام
۶ چشم کثرت کے لئے صدقین ہیں نور اور نار
۷ چشمِ ظاہر کے لئے دو چین ہیں گل اور خار
۸ ہے دونی باطل - دونی کی بھی حقیقت ایک ہے
۹ ایک دریا میں ہزاروں موجیں اکٹھی دیکھئے!
۱۰ ایک ہے ایک بڑھ کر جنگ جو - جنگ آزما
۱۱ اختلافِ دہر کی اب ہو رہی ہے انتہا
۱۲ ایک تھے ہم - دو ہوئے - پھر ایک ہونا ہے ضرور
۱۳ عقل ایسی چاہئے بالا ہو جو - اصفاد سے
۱۴ تھی جو کچھ حکمتِ دونی کی آسٹکارا ہو گئی
۱۵ جیسے اک نقطہ سے صورتِ یاب ہیں سارے حروف
۱۶ موجودِ حروفِ دونی ہے قدرتِ پروردگار
۱۷ نقطہ آئندہ سے آئندہ نقطہ اولِ بلا
۱۸ سارا عالم ایک وطن ہے - ساری قومیں ایک قوم

۱۹ ہر غزل تیری ہے احمدِ نغمہِ صورِ جلال

حشر کرتے ہیں بپا ہر دم ترے اشعار ایک

التوحید والشک

دوسری قسط

لوثی ہیں۔

میں تم اپنے زامنی خیالات کے ذریعہ خدا کو نہیں پہچان سکتے۔ کیونکہ قادرِ مطلق اور قدیم و ازلی ذاتِ حادث اور مخلوق چیزوں سے پہچانی نہیں جاسکتی۔ اس کے لئے تو خدا فی علم اور عالمِ علم لائق ہی کی ضرورت ہے اور وہ ذاتِ غمیرِ غمیر کے سوائے اور ممکن نہیں۔ پس خدا کو پہچانا ہو تو سبھی انسانوں کے خیالات کی پیروی نہ کرو بلکہ غمیرِ غمیر کے ذریعے پہچانو اور قرآنِ مجید تو صاف طور پر کہتا ہے کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ زامنی خیالات کے ذریعے خدا کی معرفت کے مدعی ہوتے ہیں وہ خود بھی اور ان کے ماننے والے بھی سب مشرک ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہے :-

وَلَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ

هُوَ الَّذِي شَفَعْنَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ - قُلْ أَتَدْعُونَ اللَّهَ بَعْدَ الْإِيمَانِ

فِي السَّمَوَاتِ دَالًّا (الارض سبحانه و تعالیٰ عبادتِ شریکوں کا پورا ناسخ)

(ترجمہ) اور یہ لوگ (یعنی مشرکینِ عرب) اللہ کو چھوڑ کر اس چیز کی تعظیم کرتے ہیں جو انھیں نہ نفع پہنچائے نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔ کیا یہ اللہ کو ایسی چیز کی تعظیم میں جس کو وہ زمین و آسمان میں جانتا نہیں؟ اللہ ان کے اس شرک کو پاک اور بزرگ و برتر ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں واضح طور پر بتا دیا کہ مشرکینِ عرب جن بتوں کی پوجا کرتے تھے ان کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ خدا کی بارگاہ میں سفارشی اور شفاعت کرنے والا مانتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے خاص بندوں کی

اور کسی قدر صریح طور پر بیان ہوا ہے یہ مضمونِ حدیث میں کہ من مآ ولہ یعنی امام زمانہ فقہ مآت مدینۃ الحجا علیہ (ترجمہ) جو رہ گیا اور اس نے اپنے زمانہ کے مظہرِ ظہورِ الہی (امام) کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

میں بہ نظرِ افتخار اسوقت اس حدیثِ شریف کی مزید تشریح نظر انداز کرتا ہوں۔ ہر کسی وقت فرصت ہوتی تو انشاء اللہ ناظرین کی ضیافتِ روحانی کئے۔ اس حدیث کے معانی مع اسناد پیش کر دوں گا۔ اس وقت صرف اتنا ہی سمجھ لینا چاہئے کہ اصطلاحِ دینی میں امام اُنہی نفسِ مقدس کو کہتے ہیں جو کہ سخائبِ اللہ امور بہ جاہلیت ہو اور اس کے ساتھ علمِ لدنی اور قوتِ غیبہ موجود ہو۔

پس توحید و معرفت در اصل معرفتِ غمیرِ الہی کا نام ہے اور اس مقدس ہستی کے بغیر بندے اگر خدا خدا بچھارتے رہیں تو وہ خدا تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے اور کوئی عالم اور کوئی صوفی اور کوئی مجتہد اور کوئی ماہب اور کوئی فاضل بغیر معرفتِ غمیرِ غمیر اور لوگوں کو توحید کی تعلیم بھی دے تو وہ اس کے دماغ کے اہل ہونگے اور خدا سے ان کو کوئی علاقہ نہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے :-

”صَلِّ مَا تَزِيدُكَ بَادِءًا مَّا كُنْتَ فِيهِ اِدْقَ مَعَانِيكَ فَهَوَ

مخلوقِ مشککہ و مردودِ کرہ (الیکم۔) (ترجمہ)

اگر تم خدا کو اپنے اہل اور خیالات کے ذریعہ انتہائی باریکیاں پیدا کر کے بھی پہچانو تو وہ باریکیاں تمہاری ہی ش مخلوق اور تمہاری ہی فکر

مخوق کی دنیاوی زندگی میں بھی کوئی برا نتیجہ فوری نہیں ملتا۔ ہر غلطی اس کے نام نہاد علماء کے تحفیات اور اوہام کی پیروی سے اور ان کے خود ساختہ خیالات کی تقلید سے دین کا اصل منشا ہی گم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے علماء کے خیالات میں انتہوت ہوتا ہے اور اسی اعتقاد کی بنا پر گردہ بندیاں اور فرقہ آرائیاں ہوتی ہیں اور اس عاقلہ خطرے میں پڑ جاتا ہے اور جا بجا فسادات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

زمانہ حال کی رفتار سے یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے اور مزید جان کی احتیاج نہیں۔ ہر روز مذہب کے نام پر ہزاروں قتل و غارت گاہ مار۔ زد و کوب اور فسادات کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں اور یہ سب مذہبی علماء کی خود ساختہ ہدایت و نصائح سے پیدا ہوتی ہیں۔ میں ان تفصیلات میں نہ پڑنا چاہتا ہوں نہ اس کی ضرورت سمجھتا ہوں پس جب علمائے وقت اپنے دماغی تحفیات و اوہام دین کے اصول و تعلیمات میں داخل کرنا شروع کرتے ہیں تو پہلے تو ان میں آپس اختلاف شروع ہوتا ہے اور ان کے مقلدین الگ الگ گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں اور یہیں سے تعصب اور نفاق کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور دین کا مفہد اعلیٰ یعنی دنیا کا امن و برابروں شروع ہوتا ہے اور انسانوں میں بچائے محبت کے دشمنی۔ بچائے صلح کے نفاق اور بچائے امن کے فتنہ و فساد پیدا ہونا شروع ہوتا ہے۔

آپ یہ سمجھیں کہ یہ میرے دماغ کی تخلیق ہے اور صرف ایک معمولی قسم کا اندازہ ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ دماغ ایسا ہوا کرتا ہے۔ میں یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں عرض کرتا بلکہ زبان قدرت قرآن مجید بھی لعینہ امی سند اور اسی نظریہ کو بیان کر رہی ہے اور خدا کے بزرگ و برتر نے خود اپنی کتاب میں نصیحت کر کے بتا دیا ہے کہ دین میں فرقہ بندی اور گٹے ہو جانا ہی علامت شرک ہے۔ چنانچہ جناب باری عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ قَتَلُوا حَيْثُ مَا دَعَوْا لِشَيْعَا

شبیبہیں یا تصویریں ہیں اور انہوں نے ہم کو خدا سے ملایا ہے اور سرفرازی الہی کرائی ہے۔ یہی خدا کی درگاہ میں ہماری مدد کریں گے۔ باقی خدا تو ایک اور قدرت والا ہے۔ لیکن ان لوگوں کے خیالات بالکل بے بنیاد توجہ جن کا کہیں وجود ہی نہ تھا پس خدا نے اسی بنا پر کہہ دیا کہ یہ تو ایسی باتیں ہیں جن کا زمین و آسمان میں کہیں بھی وجود نہیں یعنی معمولی آدمیوں کی وہی باتیں ہیں اور ان لوگوں کی باتیں ان لینا شرک ہے۔ ظاہر ہے کہ مشرکین رب باوجود اس کے کہ خدا کو ایک ہی مانتے تھے صرف اپنے گذشتہ علماء کے خیالات کی تقلید اور محمد صم کو تسلیم نہ کر کے کیا پناہ شرک قرار دینے لگے اور نہ جیسا کہ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں ایک کے سواے دوسرا خدا کا مانتے والا کبھی کوئی تھا نہ اب ہے۔

اور اسی طرح یہود و نصاریٰ کے متعلق ارشاد ہے کہ

اتَّخَذُوا أَحِبَّاءَهُمْ وَرُحَمَاءَهُمْ رِجَالًا مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ وَاللَّهُ
الْمُسْمِعُ ابْنِ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ وَاحِدًا
كَلَّا اللَّهُ أَعْلَمُ سُبْحَانَ عَمَّا يُشْرِكُونَ تِلْكَ آيَاتُ

ترجمہ اور بولگ یہود و نصاریٰ انہوں نے ان پریم کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو رب بناتے ہیں۔ حالانکہ ان کو ایک ہی خدا کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے سواے کوئی خدا نہیں۔ یہ جو شرک کرتے ہیں خدا اس سے پاک و پاکیزہ ہے۔

قرآن مجید نے کس قدر صریح طور پر بیان فرمایا ہے کہ شرک حقیقی یہ ہے کہ لوگ خدا کی کتاب اور اس کے پیغمبر کی تعلیمات کو تو چھوڑیں اور اپنے علماء اور جبار اور رہبان۔ صوفیوں۔ مجتہدوں۔ مفتیوں۔ پیروں اور درویشوں کے دماغی تحفیات اور ادبی تقاسیر کی تقلید کرنے لگیں اور واقعی بات تو یہ ہے کہ اگر مخلوق میں سے ایک یا زیادہ آدمی خدا کو بچائے ایک اور وحدہ لا شریک کے دو یا زیادہ مانتے لگیں تو اگرچہ یہ عقیدہ غلط اور بالکل خلاف واقعہ ہے اور اپنی جگہ پر کذب بھض ہے لیکن اس سے خدا کو کوئی نقصان پہنچتا ہی نہیں

کُلّ جہنم بجمالدعیمہ فرعون (پتہ اردم ہے)

ترجمہ: اردم مشرکوں میں سے نہ بنو یعنی اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اپنے دین میں فرستے بناتے ہیں اور گردہ گردہ بن گئے ہیں اور ہر گردہ جو وہ خود دیکھتا ہے اسی میں مست اور گن ہے۔

اس آیت مبارکہ میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ بتایا کہ دین میں نگوشت کرنے والے عیسائی دین و مفتیان شرع متین اور ایسے فضلاء دہر و علمائے عصر جو اپنے دماغی تعلیمات اور ادا ام باطلہ دین میں داخل کر کے مخلوق کو ہدایت کے میلے سے گمراہ کرتے ہیں وہ درحقیقت خود بھی مشرک ہیں اور مخلوق کو بھی شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس قدرت نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر اپنے بندوں پر بڑا رحم اور کرم اور بڑی شفقت و رحمت فرمائی۔ گو یا کہ ڈوبتوں کو تڑپا دیا اور کھلے لٹکوں میں بتا دیا کہ خدا کے دین میں جب تک فرقہ بندی نہ ہو اس وقت تک جو ہر صدق اور روح ہدایت اس میں باقی رہتی ہے اور ایسے دین سے توحید و معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن جب کسی دین میں فرقہ بندی ہو جائے تو سمجھ لو کہ نجاتی رحمت۔ ہدایت غائب اور توحید و معرفت ناپید ہو چکی اور اب اس دین میں شرک ہی شرک ہے۔

لیکن خدا نے بزرگ و بڑے علیم و خیر ہے۔ گذشتہ آئندہ سب کو جاننا ہے اور ساتھ ہی بڑا شفیق و دہراں اور بندوں پر رؤف و رحیم ہے اس کی لہرانی اور مرحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ اسے علمائے سود کی شرارتوں اور فریب کاریوں کا خوب علم ہے جو اپنے طوے مانڈے کے لئے دین الہی میں فرقہ بندی کر کے بندگان الہی کو گمراہ کرتے جیتے ہیں اس نے اپنے غصے اور صاحب قہوٹی بندوں کے لئے علمائے سود کے ایسے دھوکوں اور اس شرک کا علاج بھی ہتیا کر دیا اور صریح اور شریح طور پر بتا دیا اور بتا دیا کہ دیکھو شرک و کفر کی دبا کا دفعیہ اور شرک پھیلنے کی بیماری کا علاج صرف ایک ہی طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ

جب دنیا میں شرک عام ہو جائے تو قدرت خود اپنا ایک صاحب کتاب مقرر فرما دینا میں مبعوث فرماتی ہے۔ اُن کی تعلیمات، اُن کی تربیت اور اُن کی تفرقت سے توحید کی دشمنی بھینکتی ہے اور ظلمت شرک کا پردہ چاک ہوتا ہے اور اس کے علاوہ دفع شرک اور حصول توحید کے لئے تمام صورتیں بیکار ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ یہ

لعمریک الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین
منفعلین حتی تاتیہم البیتہ رسول من اللہ
یتلو اصحفا مطهرة فیہا کتبہ قیمہ (پتہ البیت)

ترجمہ: کافرین اہل کتاب اور مشرکین (گمراہی سے) علیحدہ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ثبوت و دلیل یعنی قیمہ نہ آئے۔ اور وہ قیمہ خدا کا رسول ہے جو اس پر پاک و پاکیزہ رسالے پڑھے جن میں خدا کی مضبوط کتابتیں ہیں۔

یعنی بغیر صاحب کتاب رسول کے شرک و کفر کا وبال دور نہیں ہو سکتا۔ اور کتاب بھی پاک و پاکیزہ ہو۔ جو کتاب ان مشرکوں کے پاس ہے اس کے معانی اور تفاسیر میں انھوں نے اپنے ادا ام کو داخل کر لیا ہے اس لئے وہ پاک و پاکیزہ نہیں رہی۔ اس لئے وہی پاک و پاکیزہ کتاب جو رسول جتنا لائے ان کو شرک و کفر سے پاک کر سکتی ہے اور اُن کو موعودہ الہی بنا سکتی ہے۔ پس مسلم ہر اذ ظلمت شرک بغیر فریضہ الہی دفع نہیں سکتی اور مشرکوں کو موعودہ اور کافروں کو مومن بنانے کے لئے نئی کتاب الہی کی ضرورت ہے۔

پس محترم ناظرین کی خدمت میں بعد ادب التماس ہے کہ

کہ ذرا غور اور التفات فرمائیے کہ آج مذہبی دنیا میں کیا شور و باج ہے ہر چہ ہر مذہب کا پیرو اور ہر آسمانی کتاب کا ماننے والا یہی دعویٰ کرتا ہے کہ میں موعودہ ہوں اور میں خدا کو ایک آیتا ہوں لیکن خدا سے جو علمائے شرک بتاتی ہیں یعنی علمائے پرستی اور دین میں فرستے پیدا کرنا اور گردہ بندی کرنا۔ یہ ہر طرف عام ہے کوئی مذہب اور کوئی دین اور کوئی آسمانی کتاب

”قُلْ فَذَكِّرْ اِنِّی الْمَخْتَارِ فِی ظُلُمِ الْاَنْوَارِ لَیْسَی الْاِحْکَامُ

مَنْ تَفَحَّاتِ اِسْمُهُ الرَّحْمٰنُ (کتاب بین مسد)

کہدو دوشنیوں کے سایہ میں ہرگز وہ مالک و مقرر آپہنچا
تا کہ تمام کائنات کو اپنے رحمن نام کی خوشبو کی لہٹوں کی
زندہ کر دے ۷

اور آج کے دن صرت اسی ظہور عظیم یعنی حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ نے
یہ اعلان کیا ہے کہ آج کے زمانہ میں صرت میں ہی علم لدنی کا مالک ہوں
اور ضائع بزرگ و برتر نے عصر حاضر میں اور موجودہ وقت کے لئے
صرت مجھے ہی اپنا علم لدنی دیکر بھیجا ہے۔ اور جس طرح اس سے قبل
قرون سابقہ یعنی پچھلے وقتوں میں خدا کے رسول دنیا میں ایسا علم لدنی
لے کر آئے تھے جس کے سامنے سب علم والوں کی گردنیں جھک جاتی
تھیں آج میں بھی وہی علم لدنی احسن وجوہ لیکر آیا ہوں۔ بلکہ اس کو
بھی وسیع و اعلیٰ و افضل۔ اور اس علم کے مقابلہ میں کسی کو بھی مجال دم ندون
نہیں۔ چنانچہ زبان قدرت سے ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

”اعلموا انّ الشرائع قد اتهمت الی الشریعۃ

المنشعبۃ من البیۃ الاعظمۃ اقبلوا الیہا امرا

من لدنا انا کنا حاکمین۔ (کتاب بین مسد)

اور تم سب اس بات کو سمجھ لو اور جان لو کہ تمام شریعتیں (اس)

بجائے علم سے نکلنے والی شریعت پر ختم ہو گئیں۔ پس تم اس شریعت

کی طرف آجئے جسے ہمارا حکم بھی ہے اور ہم ہی حاکم ہیں۔“

پس آج حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ کا عام اعلان اور ضائع عام ہے کہ
جس طرح گزشتہ مشاہیر الہی اور رسولان ماسلم کا علم خدائی علم تھا
اور دنیا میں کوئی دس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اسی طرح جو علم آج میں نکلے
آیا ہوں وہ تمام علوم اولین و آخرین میں سبے بالاتر ہے اور سب سے
اعلیٰ ہوتی شرائع میں تمام گزشتہ شرائع مغرب ہو گئی ہیں۔

ایسی موجود نہیں جس کے ماتحت اور جس کے سامنے والوں میں متعدد
فرقے اور بہت سے گروہ موجود نہ ہوں۔ اور مسلمانوں کا تو یہ عالم ہے کہ
مگر کوئی قرآن مجید کا پرستار یہ کہے کہ میں صرت مسلمان ہوں تو کوئی
اس کے مسلمان ہونے کا یقین نہ کر سکا جیسا کہ اس کے ساتھ مسیحی۔ جعفری۔
شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ۔ اثنا عشری۔ اصولی۔ اخباری۔ شیخی۔ سنی۔ شافعی
ابنعلی وغیرہ وغیرہ نہ لگے ہو۔ گویا تنہا اسلام کوئی چیز نہیں۔ اصل مذہب
تو فرقہ بندی ہے اور جینک کوئی شخص کسی دوسری فرقہ میں داخل نہ ہو اس کا
اسلام بھی ٹھکڑا ہے۔ اور اس کی زندگی بھی مشکل۔

ایسی صورت میں جو مہیار خدا کی طرف سے سورہ بینہ میں تین
فرمایا گیا ہے اس کے ماتحت واجب و لازم ہے اور ضروری و لا بدی ہے
کہ خدا نے رحمن و رحیم کی رحمت پھر جو شش میں آئے اور وہ ایک
صاحب کتاب منہر ظہور الہی مبعوث فرمائے تاکہ اس نفس مقدس کے
نیو منات اور اس فی کتاب کی تعلیمات کی برکات کو دنیا پر انوار توحید
روشن ہوں اور ظلمت شرک و کفر اور خدائی بینہ دنیا میں ثابت
و قائم ہو۔

پس میں ناظرین کرام کو بشارت دیتا ہوں

مبارک ہو !

خدا کا بیٹہ آپہنچا !

جو دنیا کو ظلمت شرک سے نکال کر نور توحید کی طرف رہنمائی
کر رہا ہے۔

یعنی جمال اقدس ابھی حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاطی
نے

دنیا میں شریعت فرما کر اعلان کر دیا اور قدرت کا پیام لوگوں تک
پہنچا دیا کہ :-

مرکز ميثاق حضرت عبداللہؑ کی نصیحتیں

پامبرِ اربعہ کے فارسی صہ میں (برخی از نصائح مرکز عہد ميثاق) کے عنوان سے الواح مبارک کا اقتباس چھپ چکا ہے بعض احباب نے خواہش ظاہر کی کہ اس دفعہ ان کا اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا جائے تاکہ اردو داں اصحاب کے لئے بھی مفید ہو۔ چونکہ پہلی صدی کے تئیس سال گزر چکے اور صرف ایک سال باقی ہے اور اس سال میں بعض کاموں کی تکمیل کرنی ہے۔ امید ہے کہ اس مقصد کے لئے بھی یہ اقتباس کارآمد ہوگا۔ اس خیال سے کہ ہر شخص کو فائدہ پہنچ سکے خواہ وہ فارسی بالکل بھی نہ سمجھتا ہو ترجمہ کی قدر آزاہ ہے۔ لیکن حتیٰ المقدور اصل مغہرم کے مطابق ہے۔ (محنت عبداللہؑ)

کن باتوں کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور سنیں جانتا کہ آج کس بات کی ضرورت ہے نہ ہر ایک کی ہر رائے صحیح ہے۔ اگر ایسا ہو کہ ہر شخص منہا مطلق بن جائے اور جو کچھ اس کی نظر میں پسندیدہ ہو اسے کر بیٹھے تو کام کا شیرازہ کھجھڑ جائے گا۔ کاروبار میں بڑا فاصلہ ہو جائیگا۔ اور نظاہری و باطنی (یعنی جہانی و روحانی) پریشانی میں بھجسن جائیگا۔

فرماتے ہیں محفل روحانی کی اطاعت ضروری ہے اس لئے احباب میں سے جس کسی شخص کے خیال میں کوئی بات یا فرد یا تجویز آئے وہ جلسہ میں حضراتِ ایدوی (یعنی محفل مقدس روحانی کے ممبران) علیہم سہار اللہ و ثناء و عزہ و دلائل کے سامنے پیش کرے۔ اگر حضراتِ ایدوی (یعنی محفل مقدس روحانی) نے اس تجویز کو پاس کر دیا تو اس پر عمل کرے ورنہ سببیں۔

کتاب اللہ (حضرت سہار اللہ کی الواح) کی وہ عبارت جو مذکورہ بالا مضمون کی سند ہے۔

اے حزب اللہ! علمائے راشدین جو بندوں کو ہدایت کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور جو نفسِ انارہ کے دوسو سوسوں سے محفوظ اور مصون ہیں

فرماتے ہیں۔ چھوٹے بڑے کا لحاظ ضروری ہے حفظ مراتب (یعنی چھوٹے بڑے کے رتبہ کا لحاظ کرنا) بہت ضروری ہے اور اس قانون وجود کی رعایت بھی ضروری ہے کہ ہم میں سے کوئی نہیں جس کا مقام اور مرتبہ معین نہ ہو۔ کم عمر والوں کو چاہئے کہ بڑی عمر والوں کی عزت اور ان کا احترام کریں۔ اور بڑی عمر والے چھوٹی عمر والوں کے ساتھ منایت اور مہربانی سے پیش آئیں۔ جو ان کو چاہئے کہ بڑھوں کی خدمت اور عزت کریں اور بوڑھے جوانوں کی حفاظت اور رعایت کریں۔ یہ حقوق تبادلاً ہیں (یعنی ایک کا بدلہ دوسرا) ایسا نہ ہو کہ ہر شخص خود رائے مستقل الفکر ہو جائے (یعنی اپنی رائے کو سب سے اچھا سمجھے اور کسی سے شکر لینا اچھا نہ سمجھے) اتے ہیں اطاعت اور پابندی ضروری ہے

حضرت مجتہد ایدوی (یعنی محفل مقدس روحانی کے ممبر) علیہم سہار اللہ جب کبھی جلسہ میں کوئی قرار داد ریز و لیموشن تجویز کریں تو سب اطاعت اور پابندی کریں اور پوری خوشی اور رضامندی کے ساتھ اس پر عمل کریں کیونکہ یہ اطاعت فرض اور واجب ہے ہر شخص اپنی جگہ نہیں سمجھتا کہ

اگر یہ بنیاد مضبوط نہ ہو تو کسی وقت عمارت بالکل ڈھے جائیگی۔ اور ہر شخص حشرانِ معین میں گرفتار ہو جائیگا۔ اس بات کے لئے نتیجہ بخش کوشش اور محنت سے کام لو۔ یہ سب باتوں سے زیادہ ضروری بات ہے۔ کیونکہ بہت جلد بڑے کام کرنے میں اور ایامی (یعنی ممتاز لوگوں) میں اتحاد کا ہونا اور دوستوں (یعنی ہرزو) میں ایک دوسرے سے محبت نہ ہونا رکاوٹ اور جدائی کا سبب ہے۔ اگر حالت ایسی ہی رہی تو وقت ہاتھ سے جلتا رہیگا اور پھر کچھ بھل ہاتھ نہ لگیگا۔ اور سب کو ذرا مت اور بیٹھائی فانی نصیب ہوگی اور ذلت سب کو گھیر لے گی اس کا علاج بہت جلد کرو۔

فرماتے ہیں اکیڈمکس کی تعریف کرو

یہی روح جمالی قدم کے پیاروں پر سے قربان ہو۔ حضرت سید الدین کا حکم یہ ہے کہ سچی محبت کرو اور اتحاد و اُلفت کا سبب بنو۔ تاکہ سب ایک ہی سمندر کی موجیں بن جائیں اور ایک ہی آسمان کی بلندی میں چمکتے تارے ہو جائیں۔ توحید کی سیپکے موقی اور تقریدی کان کے چکدار حواہرات بن جائیں۔ ایک دوسرے کے غلام ہو جائیں اور اکیڈمکس کی تعریف۔ توصیف اور پرشش کرنے لگیں ہر (بتائی) دوست کی تعریف میں زبان کھولیں اور ایک دوسرے کا زیادہ سے زیادہ فکرا ادا کریں۔ عزت کے افق کی طرٹ نظر اٹھائیں اور آستان مقدس سے نسبت پیدا کریں۔ ایک دوسرے کی بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہ دیکھیں اور ایک دوسرے کی تعریف کے علاوہ اور کچھ نہ سنیں اور ایک دوسرے کی تعریف کے علاوہ زبان پر کوئی لفظ جاری نہ کریں۔

فرماتے ہیں عیب جوئی کی روک تھام ضروری ہے

اے یارانِ اہل! اگر کوئی شخص کسی شخص کی نصیحت کرے تو یہ بات بالکل خفا اور ثابت کہ خاموشی اور سردی کے علاوہ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتے گا۔

وہ اس (شخص) کے نزدیک چار سارے جہان کا مقصود (پیارا) ہے ورنہ ان کے آسمان کے تارے مٹنے لگتے ہیں۔ ان کا ادب (اور احترام) نہ کرنا لازم (ضروری) ہے۔ یہ لوگ جیتے ہوئے چمکتے ہوئے تارے۔ سدۃ مبارک کے پھل۔ خدا کی قدرت کے آثار اور (خدا کی) حکمتِ صمدی کے سمندر ہیں۔ مبارک ہے وہ جو ان لوگوں سے قلق پیدا کرتا ہے۔ عرشِ عظیم کے پروردگار خدا کی کتاب میں فائزین میں سے شمار کیا گیا ہے۔ بہاد زنازل ہو تم پر خدا کی طرٹ سے جو عرش اور فرش کا ملک ہے۔ اسے اہل بیتا۔ اداسے سرخ کشی کے بیٹھے والو! اور ان پر جو تھائی ٹھی آواز سنتا ہے اور اس عزیز اور مدینہ لوح میں جو حکم دیا گیا اس پر عمل کرتا ہے۔

فرماتے ہیں مشورۃ ضروری ہے

اے جماعت! ہر بڑے اور چھوٹے معاملہ میں انسان کو چاہئے کہ مشورۃ کرے تاکہ جو بات موافق (اور مناسب) ہو اس کا علم حاصل ہو۔ مشورہ کرنے سے معاملات پر روشنی پڑتی ہے اور مجہول (یعنی جن کا علم کم ہے) معاملات کی گہرائیوں میں آتا جاتا ہے حقیقت کا نذرانہ کے چہروں سے چمکتا ہے جن سے مشورہ کیا جائے۔ اور زندگی بخشنے والا پانی انسان کی حقیقت کے باغ میں بہتا ہے۔ عزتِ قدیمی کا نذرین ہوتا ہے۔ اور وجود کے درخت میں تازہ پھل اس کی نسبت کو بڑھاتے ہیں لیکن مشورہ میں شریک ہونے والے اعضا (ممبر) ایک دوسرے کے ساتھ نہایت درجہ محبت، اُلفت اور صداقت برتیں۔ مشورہ کرنے کا اصول (خدا کی بنیادی تعلیمات) میں سے سب سے بڑا اصول ہے اور حق کے افراد کو چاہئے کہ معمول (بذرتہ) کی باتوں میں بھی مشورہ کریں۔

فرماتے ہیں اتحاد اور اتفاق ضروری ہے

اتحاد کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ یہ بات خدا کے دین کی بنیادی تعلیم ہے

مشرق الاذکار امریکہ

امریکہ میں جو مشرق الاذکار یعنی عید سہائی تعمیر ہو رہا تھا۔
 احمدیہ اب اس کی تعمیر مکمل کر چکے تھے۔ اس مشرق الاذکار کا سنگ
 بنیاد حضرت عبدالہیہؒ کو اور اخذاء نے اپنے دست مبارک سے رکھا
 تھا۔ یکم مئی ۱۳۳۷ء کی صبح کو اجاب حضرت عبدالہیہؒ کی خدمت میں حاضر
 ہونے لگے حضرت عبدالہیہؒ اس وقت اجاب کے سامنے حضرت بہاء اللہ
 کے حالات و واقعات مصائب بیان فرما رہے تھے پھر ایک تار تمام
 مشرق و مغرب کے اجاب کو مشرق الاذکار کی بنیاد رکھنے کے متعلق
 دیا گیا جو خود حضرت عبدالہیہؒ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا
 ایک گھنٹے بعد حضرت عبدالہیہؒ مشرق الاذکار کی زمین پر تشریف
 لے گئے۔ اجاب وہاں جمع تھے اور ایک شاندار خیمہ بلند تھا حضرت عبدالہیہؒ
 نے سواری پر چڑھ کر گھر گھر ملاحظہ فرمایا۔ پھر خیمہ کے نیچے کھڑے ہو کر
 ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی پھر رنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ سوئے
 کی دہ کدال جو آج ہی کیلئے تیار کی گئی تھی اس میں حضرت عبدالہیہؒ کی
 خدمت میں پیش کی جس سے حضرت عبدالہیہؒ نے سنگ بنیاد کیلئے زمین کو
 پھر اجاب زمین کھودنے لگے۔ پھر تمام زمین کا ان امریکہ نے ایک ایک کر کے
 کدال چلائی۔ تھوڑی تھوڑی ہی کھالی۔ پھر مشرق کے اجاب کی نیابت میں
 چند اجاب کو ارشاد ہر انھوں نے اجاب مشرق کی نیابت میں زمین
 کھودی۔ اس کے بعد حضرت عبدالہیہؒ نے اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد
 رکھا۔ ۱۹۱۲ء سے اب تک برابر تعمیر کا کام ہوتا رہا جو اب مکمل ہو گیا ہے۔
 ہر سال ہزار ہا اشخاص اس علم الشان اور دور رس آدمی کی جہل مارت کو
 دیکھنے آتے ہیں اور وہاں سے روح امر اللہ کا اثر و احساس
 لے کر جاتے ہیں۔

(غبت) بیوٹ کا سبب اور جدائی کا سبب بڑا وسیع ہے۔ اگر
 کوئی شخص کسی کے پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرے تو سننے والے کا دل
 اور بلاشت کے ساتھ برائی کرنے والے کو سن کر ہی (اور کہیں) کہ اس
 غبت سے کیا نتیجہ اور کیا فائدہ۔ آیا اس سے جہاں مبارک کی رحمت
 حاصل ہوگی یا خدا کے پیاروں کو عزت ابری لگی۔ آیا خدا کے دین کے
 پھیلنے کا سبب ہوگا۔ یا خدا کا میثاق اس سے مضبوط ہوگا کسی شخص
 کو فائدہ ہوگا یا کسی کو فیض پہنچے گا۔ خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا بلکہ قلوب پر
 ایسا غبار بیٹھے گا کہ زبان نہیں سمجھے اور نہ آنکھ حقیقت کو دیکھ سکی۔

ستالشی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-
 مگر اگر کوئی شخص کسی کی تعریف اور بھلائی کرے اور مدح و ثنا میں
 زبان کھولے تو سننے والے خوشی اور مسرت سے بھر جائیگے۔ اور خدا کی
 خوشبودار ہوا میں ان کو مسرور کر دیں گی۔ دل فرحت اور سرور سے پر ہو
 جائیگے۔ اور ان کو بشارت احاطہ کر لگی کہ الحمد للہ کلام الہی کے سایہ
 میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو عالم انسانی کی خصلتوں اور فضیلتوں کا
 مرکز ہے۔ جو خداوند رحمن کے لطف و کرم کا منہر ہے۔ جس کا چہرہ روشن
 ہے اور جس کی زبان ناطق ہے۔ ہر انجن میں ان طریق سے شریک
 ہوتا ہے اور ان کی جان کو خدا کے رحمانی نعمات کی تائید حاصل ہے
 اب دونوں میں سے کون سی حالت زیادہ اچھی اور زیادہ دلکش ہے؟
 (خ غ)

دفتر پیامبر دہلی قریل باغ

پوسٹ آفس کے نئے انتظام میں دہلی قریل باغ "ایک متعلق ڈاکخانہ ہے
 دفتر پیامبر کو خط لکھنے والے حضرات قریل دہلی یا قریل باغ دہلی نہ لکھا کریں۔
 صرت اس طریق تحریر فرمایا کریں :-

دفتر پیامبر دہلی قریل باغ (نیچر)

قسمت نهم

گلدسته گلستان عبدالبهاء

لهای مخزنه ایست که در سفر اروپا و امریکا از منم اظهار صادر گشته است
جناب و کتور فرنگ از کتاب بدائع الآثار استخراج و جمع آوری نمود :-

گلزار اول

سوالات ارباب جرائد و محترمین مبنی بر مقصد از مسافرت مبارک اروپا و امریکا
موقی که سبیل مبارک در داخل کشتی عازم امریکا بودند شخص محترمی که صاحب مطبعه بزرگی در امریکا بود بصورتی
مشرف و از مقصد مسافرت بامریکا سوال نمود - منمودند :-

من حسب دعوتهای محافل صلح بامریکا میروم زیرا اساس این امر صلح عمومی و
وحدت عالم انسانی و مساوات بین بشر است چون این عصر عصر انوار است و
قرن اسرار لابد این مقصد جلیل عالمگیر شود دین امر اعظم محیط شرق و غرب گردد

در کلیولند در هتل اوکلد پس از استقرار یکساعت چند نفر از روزنامه نویسها مشرف شده از جمله یکی از آنها
سوال نمود پیام مبارک چیست ؟ منمودند :-

« پیام من وحدت عالم انسانی است و صلح عمومی و تطبیق مسائل دینی با علوم صحیح و تادیق عقوبتی
و دفع تعصب دینی و جنسی و طوینی و سیاسی و بیان حقیقت ادیان الهی و دفع تقلید و اوها مات مذہبی
و تربیت نساء بدرجه که حقوقشان بارجال مساوی شود و تعدیل معیشت افراد بشر که اگر
امیر بکریه غرت جالس است فقیر هم خانه و حصیری داشته باشد و همچنین تأسیس مذہبیت روحیه

و تعدیلِ اخلاقِ عالمِ انسانی و وحدتِ اساسِ ادیانِ الہیہ کہ اگر اعم عالم پی بہ حقیقتِ ادیان
برند چون حقیقتِ یکی است متحد شوند اما بسببِ تقالیدِ در اختلاف و جدال مانند سپہ کہ
تقالید مختلف است -

در سانفرانسیسکو عدہ از مدیرانِ جرائدِ مجنور مبارک مشرف از جملہ مدیرِ جریدہ پست را طرفِ خطاب خود
قرار دادہ منمودند :-

” در این قرنِ نورانیِ جمیع امور تجدید شدہ علوم تجدید یافتہ فنون جدید پیدا شدہ -
صنایع جدیدہ ظاہر گشتہ افکار جدیدہ جلوہ نمودہ اکتشافاتِ جدیدہ پدید شدہ اختراعاتِ جدیدہ
بہمان آمدن فی الحقیقت عالم وجود عالم جدید گشتہ لہذا اساسِ دین نیز تجدید یابد -
بمدیرِ جریدہ بولتین منمودند :-

” خداوند انسان را بصورت و مثالِ خود خلق کردہ ولی بالکس از حیوانات درندہ بی رحم تر
و بی باک تر است زیرا حیوان درندہ ہر روزی برایِ خوراک نہایت یک شکار می نماید
ولی انسان بی رحم روزی صد ہزار نفس را برایِ شہوت و ریاست میبرد - اگر گرگی
گوشتخوری را بدرد آن را میکشد اما اگر شخصی صد ہزار نفس را بخاک و خون آغشتہ
اورا مارشال و جزائی گویند و تعظیم و تکریم کنند اگر انسانی را بکشد یا فائدہ را
بسوزاند اورا قاتل و مجرم خوانند اما اگر اردوئی را برباد نماید و ملکئی را زیر و زبر کند اورا
فلاح نامند و پرستش کنند اگر کسی یک دولار را بزد و اورا جس نمایند اما اگر خانمان رعایا
را غارت و شہری را تالان کند اورا سردار نامند و آفرین گویند -

دقیق در لوس آنجلز محسینِ جرائدِ مجنور مبارک مشرف شدند خطاب با نہا منمودند :-
” در عالم وجود دو مدنیت موجود ” مدنیتِ مادیہ و ” مدنیتِ الہیہ - فلاسفہ موثرینِ مدنیتِ مادیہ بودہ اند
و انبیا ی الہی موثرینِ مدنیتِ آسمانی مثلاً فلاسفہ یونان تاسیسِ مدنیتِ جسمانی نمودہ حضرت مسیح
تاسیسِ مدنیتِ روحانی فرمودند ” مدنیتِ مادیہ سببِ سعادتِ دنیویہ است و مدنیتِ الہیہ وسیلہ
سعادتِ سرمدیہ اگر مدنیتِ الہیہ کہ جامع است تاسیس شود مدنیتِ مادیہ نیز اکمال یابد کمالِ روحانی
چون حاصل شود کمالِ جسمانی نیز حاصل است اما مدنیتِ جسمانیہ تنہا کفایت نکند کمالِ جسمانی سبب

حصول کمالات روحانی نگردد - بلکه مزید جنگ و جدال شود و طلبِ حرب و قتال با وجودین عیب است که دینیت الهیه بکلی فراموش شده و جمیع دین مستغرقند اینست که شب و روز آرام ندارند و دائماً در حرب و قتالند هر روز خونریزی و فزونی است و زحمت و پریشانی و تدارکِ حرب عمومی و تباهیِ عالم انسانی -

مدیر یکی از حزب‌های مشهور شکاف بخونِ مجبور مبارک مشرت شده سوال از پیام مبارک مینماید - پایی از قسم اطهر خطاب به عالم انسانی بوده میفرمایند :-

« الحمد لله قرون ظلمانی گذشت قرنِ نورانی آمد - الحمد لله آثارِ ادهام و تقلیدِ زائل شد و عقول و افکار بشر توسیع یافت اختراعات تجدید یافت علوم و فنون تجدید یافت مشروعات تجدید حاصل نمود اکتشافات تجدید یافت جمیع اشیاء تجدید یافت قوانین عالم تجدید پیدا نمود لهذا اقتصاد چنان بود که آئین الهی نیز تجدید یابد حقیقتِ ادیان الهیه تجدید شود زیرا تعالیم الهیه فراموش شده جزو تقلیدی در دست نمانده بود اساس ادیان الهی یکی است و آن حقیقت است و موردِ محبت و لعنت و سبب وحدت عالم انسانی اما تقلید مختلف است و علتِ اختلاف و ادهام بنیانِ روحانی پس بشارت باد بشارت که شرحِ حقیقت تجلی نمود - بشارت باد بشارت که نورانیتِ آسمانی را آفاق را احاطه کرد - بشارت باد بشارت که آفتابِ ملا اعلی بلند شد بشارت باد بشارت که نفحاتِ روح القدس حیات بخش است و عالم انسانی در تجدد ای اهل عالم بیدار شوید بسیار ای احزاب و ادهم مشیار گردید بسیار بنیانِ نزاع و جدال را بر اندازید از تقلید و تعصب که سببِ درنگست بگذرید تا بحقیقت پی برید و انوار وحدتِ عالم انسانی باشد آفتابِ ظاهر و عیان گردد علمِ صلح عمومی بلند شود لعنت و اتحادِ کامل بین اجناس و ادیان و ادیان حاصل گردد - عالم انسانی آسایش جوید و صورت و شالِ الهی یابد - اینست پیام من -

بیکل مبارک موقعیکه در ترن از سنناتی بعزم و اشتغلتی عازم و کتری در ترن بخونِ مبارک مشرت و مقصد از سفر مبارک بامریک جوایش شد - منبر مودند :-

مقصود من لعنت بین احزاب است و ترکِ تعصب و ضغینه و بغضا تا صل و ادهم عالم با یکدیگر برادر شوند جمیع خیر خواه جنس بشر گردند نه آنکه بجنگ و جدال پردازند و مصیباتی مثل بالکان پیش آید خونها ریخته شود خانها خراب و ویران گردد تا این وقواعت عالم انسانی آسایش نیابد خیر صلح عمومی بلند نشود وحدتِ عالم انسانی حصول نبوید ما همه اغتامِ الهی هستیم و جمیع نوع انسان

و بندگان یزدان دھندرا و بندھجبین ہریان و فیوضاتش نسبت بہمہ یکسان۔ شصت سال پیش حضرت بہاء اللہ در ایران اساس چنین تعلیمی نہاد۔ ترویج صلح عمومی و وحدت عالم انسانی نمود۔ پادشاہ ایران و سلطان ترکی مارا بھیس انداختند۔ بیت ہزار نفر از ماکشتند کہ شاید این امر محو شود و این تعلیم حضرت بہاء اللہ فراموش گر دو ولی با وجود این تفرقات روز بروز امر حضرت بہاء اللہ بلندتر گشت تا امور منقلب و مشروطہ برقرار شد و من آزاد گشتم و از بھن عکا بکابل افرہیت و اروپا و امریکا سفر نمودم و نفوس را باین تعلیم مبارکہ خواندم و ائمہ و احزاب را بوحدت اساس ادیان و ترک تعصب و جدال و لغت الید و اولام دعوت نمودم۔

موقعی کہ اسکل مبارک با سکہ لیور پول نزدی اجلال فرمودند جمعی از وقائع نگاران جرائد از ورود مبارک مسبق بودند تشریف حاصل نمودہ سوال از مسافرت و مقصد مبارک کردند۔ فرمودند :-

من از امریکائی آمیم نامہ در آن ممالک مسافر بودم در اکثر کنش و مجامع نطق کردم جمیعاً بوحدت عالم انسانی خواندم و صلح عمومی صلح بین ملل صلح بین ادیان صلح بین اجناس و صلح بین اقائیم دعوت نمودم فوائد صلح را بیان کردم مضرات جنگ و جدال را شرح دادم و اعلان نمودم کہ اساس ادیان الہی یکی است و این اختلافات از تقلید است اگر الہی ادیان تقلید را ترک کنند کل متفق شوند خلاصہ جمیع را دعوت بر محبت و اتحاد نمودم و بر ترویج صلح عمومی دلالت کردم تا بین بشر جدال و نزاع نماند جمیع یک خوانند و در نہایت محبت و الفت با یکدیگر معاشرت و سلوک نمایند و شرق و غرب دست درآغوش شوند۔ این تعلیم در قلوب خیلی تاثیر نمود در ہر محبتی جمعی در صلح عمومی متفق گشتند حالا در امریکا نفوس خیلی مائل بہ صلح اند و امید چنان است کہ نتائج عمدہ حاصل شود مقصد من از سفر بلندن بہین است۔

در لندن عدہ از ارباب جرائد و محسنین بھضور مبارک مشرف شدند چون پرسیدند وجود مبارک از کجا تشریف میآورند و مقصد مبارک از این سفر چیست۔ فرمودند :-

از امریکا میآیم نہ نامہ در صفحات امریکا بودم بہر شہرے رفتم در کنائش و مجامع ہر مدینہ ای صحبت داشتم و در کافراستہای مدینہ مثل کافرانس لک جہانگ مدعو بودم و در دار الفنونہا حاضر ہمہ جا بدعوت برای محبت رفتم و اساس گفتگوی من تعلیم حضرت بہاء اللہ بود۔ کہ بموجب آن تعلیم کل را دعوت نمودم بصلح عمومی بین ادیان و صلح عمومی بین اجناس و صلح عمومی بین دول و اقائیم و دلائل بر وجوب صلح

اقامہ نمودم و برابر این عقلیہ ثابت و محقق داشتیم کہ امروز اعظم و الزام امور صلح عمومی است و سبب
 آسائش عالم انسانی و اعظم وسیلہ حل مشکلات زیرا این قرن، قرن انوار است قرن ترقی معقول
 و افکار است قرن تربیت نفوس و اردو است قرن ظهور اسرار کائنات است و عصر طلوع شمس حقیقت
 است عصر صلح و سلام است و محبت و التیام سزاوار نیست کہ در چنین عصری جسیع ملل متفق شوند جسیع
 ادیان متحد گردند اقلیم اقلیم اقییم واحد شوند پس عالم انسانی حکم شجرہ واحد دارد و ادیان و ملل شاخہ ہفتان
 و افتان آن پس باید در نہایت الفت باشند از حرارت شمس حقیقت تربیت یابند و از باران مہبت لثوفا
 نمایند تا عالم انسانی نورانی شود و روحانی گردد و نہایت اتفاق بین لبشہ حاصل شود و اتحاد بین ملل
 محقق یابد فی الحقیقتہ مجامع صلح بسیار منعقد و نفوس خیل طالب و بانہایت اذعان این نادر را استماع
 نمودند حال بہ اروپا آمدیم الحمد للہ در این شہر کاغذ فرض صلح تشکیل شدہ و این بسیار سبب سرد است
 کہ در این مرکز ہمسہ و کلاہی ملل تائیس چنین کاغذی نشی شود لہذا امید دارم کہ صلح عمومی بتابد و این
 ملت نجیبہ و دولت عادلہ موفق بآن شود کہ این اساس متین صلح عمومی کہ بنیان آسائش نوع انسانی است
 در سبب تائیس شود حرب بالکل بانتہا رسد و حقوق طرفین محفوظ ماند و محافظہ گردد و الا شرارہ اش
 عالمگیر شود علی الخصوص اردپاکہ مانند جبت خانہ پر از مواد التہابیہ است و منتظر یک شرارہ است کہ
 اروپا را زیر و زیر نماید پس چارہ جز صلح عمومی نماند امروز این امر اعظم امور است کہ از خدا میخواہم کہ میسر
 شود امر یکا و اروپا در مدینت مادیہ نہایت ترقی نمودہ روز بروز در ترقی است امید است مدینت النبیہ
 نیز در این مالک تائیس شود یعنی مدینتی کہ انبیای الہی تائیس نمودند و تعلق بعالم اطلاق و تربیت
 روحانی دارد و سبب ترقیات منویہ عالم انسانیت -

جمعی از اشخاص محترم در جبال لندن کہ بمصوّر مبارک مشرف شدند چون مقصد سفر مبارک را سوال نمودند بانہایت قدرت
 و ہمینہ جواب فرمودند: کہ

ابن آمدہ ام تا مدینت الہیہ را ترویج نمایم مدینتیکہ حضرت بہاء اللہ در شرق تائیس فرمود
 مدینتی کہ خدمت بعالم اخلاق نماید مدینتی کہ سبب صلح عمومی است مدینتی کہ مروج وحدت عالم انسانی است

یکی از قافلہ نگاران جلالہ صلح زود در پاریس در بیت مبارک مشرف گردید - از جملہ بیانات مبارکہ باو این بود: -
 بنا پارت در عالم ملک یکی از نفوس عظیمہ بود ولی فتوحاتش محدود بود مہتی شد و نتایجش مفتود لکن نفوسیکہ

نذا بملکوت الهی میکنند فیوضاتشان ابدیت و سلطنتشان سرمدی. ملاحظه کنید که سلطنت ملوک عالم متنتی شد اما سلطنت حواریان باقی و دائم و غیر محدود است زیرا انچه تعلق با امر الله دارد هر خدمتیکه منسوب باستان الهیت محدود و نیست پس انسان عاقل را سزاوار نیست که خدا بملکوت الله نماید حیات ابدی بخشد اینست سلطنت باقیه و قوه قاهره که بحسب الله حصول یابد. امید داریم از این ملاقات نتایج حسنه مانند ملاقات زمین پاک و باران بهاری باشد و همچون نسیم سحر دانهار و شکوفه گلها می طلعه گردد.

تبریک و تهنیت

در حالتی که هنوز نسیم جانفزای نوروزی وزان و گلها از جلوه الهی روزی عید غلسم رضوان خنجرم و خندان است کارکنان بنگاه مجله شریفه پیامبر پیام دوستی و مودت و تبریکات صمیمانه خود را به یوم خوانندگان گرامی تقدیم داشته مزید موفقیّت و کامرانی کل را از درگاه ربّانی سائلند.

تقویم بدیع

در این سنه با وجود قلت وسائل طبع و چاپ برای لازمه باز هم بجزء مطبوعات و نشریات بهائی از فضل و عنایت الهی از خدمت باذنماندک امسال هم بطبع و در دستم تقویم دیواری یکی با جودت فارسی و دیگری انگلیسی که بر تخته برت مزینه بعکس مشرق الاذکار شهید کاغذ امریکا است موفّق گشته قیمت انگلیسی هشت آند و فارسی چهار آند بدون پست

آدرس: کتب خانه ملی بهائی مال - کراچی

تبریک عید نوروز

از جناب مهربان زائر مشرقی کمبئی

عید نوروز آمد و جانها همه سرشار شد
 آنشجر خشکیده که ز ظلمت باد حنران
 چشمه ها خشکیده بود از کثرت سرما و کج
 در چمن جبهه ناله زار و زغن صوته نبود
 باغ و بوستان سبز و خرم از نسیم نو بهار
 غنچه لب گفتم و اشکو نه لب خنده زن
 لاله بر لب داغ دارد از فراق روی دوست
 گو به یعقوب زمانه نور چیست شد عیاں
 نور چشم اهل عالم شوقی غصین بهار
 آن در مجسمین امکان بود پنهان در صدف
 ساقی بزم البت مایه فخر زمان
 با جزو اسم اعظم فتح شهرستان جان
 رایت صلح عمومی زدند از ملک دل
 غرب را بر شرق پیوست و جنوبش بر شمال
 هر کج بینی ندان اسم اعظم مرتفع
 ملک ملک عبودیت ولی امر حق
 آرزو دارم بیوسم خاک پای اقدس

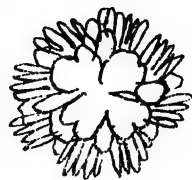
باد فروردین دزید و کاشفت اسرار شد
 یاز از باد بهاری زنده و حیاتدار شد
 آبها از چشمه جاری گشت دهم افشار شد
 حال جای ببل شورید یک در گلزار شد
 تسنیل و سوسن پریشان تیز زلف یار شد
 لاله پر تاله چون خال رخ دلدار شد
 شکر شد دوست آمد موسم دیدار شد
 پس به کنعان ده بشارت دیده پراوار شد
 آنکه نامش در وصیت یار با تکرار شد
 از دو موج بحر انسان این در شهوار شد
 عالم کون و مکان را صاحب و سردار شد
 بر علمیه اهل عدوان او علم بردار شد
 آیت امر بیار در جهان اخبار شد
 شصت اقلیم جهان را خایل اسرار شد
 بر زبان هر سخنرانی این سخن گفتار شد
 حضرت شوقی ربانی مرا غمخوار شد
 خاک پای اقدسش چون سرمه در نظار شد

روز و شب دارد امید خاک بوی درش

گر چه ترا نزد حضورش خوار تر از غار شد



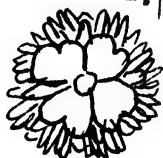
محوالہ



تا بنوشم خمر باقی از جمالِ کردگار
زان شرابِ معنوی ساقی ہی بجزی بیار
تا کہ این محمودِ ربانی بر آید زین حُسنار
کی چشی خمر بقا از لعلِ نوشین نگار
پس قدم بردار و اندر کویِ عشاقان گذار
تا بہ بینی ملک باقی را کنون از ہر کنار
ورنشاہِ جانِ دول داری بیا و ہم بیا
گر نباشی مردِ این رہ دور شو ز حمتِ میار
چشمِ عبرت برگشا بر بند را و انتہار
تا بہ بینی روحِ عیسی را ز عشقش معیتِ رار
تا بخوانی مصحفِ تجرید از خدینِ یار
تا بھیں درزی سر اندازی ہی در پایِ دار
تا فضائی لامکان در ظلِ صاحبِ اقتدار

ساقی از غیب بقا برقع بر آنگن از عذار
آنچہ در خم نہ داری نشکن صغریٰ عشق
تا کہ این مستورِ شیدائی در آید در خروش
تا نگردی فانی از وصفتِ وجودایِ مردِ راہ
تا عشقی بر سر روز و جلہ سہتیا بپسوز
پای نہ بر فرقِ ملک آنگہ در آ در ظلِ فقر
گر خیالِ جان ہی ہست بدلِ اینجبا میا
رسمِ رہ نیست اگر وصلِ بہا داری طلب
گر ہی خواہی کہ گردی واقف از اسرارِ عشق
تا بہ بینی طورِ موسیٰ طائفِ اینجبا آمدہ
تا بیانی دفتِ توحید از زلفینِ دوست
ہیں کبش خمرِ فرخ از چشمہٴ حیدانِ عشق
تا کہ بر پندِ اطیار وجود از سجنِ تن

مردگان در این بادید اندر رہِ دُکوت امی سیحای زمانِ کیفیس گرم بر آ



دروشِ میانِ سوخت از این شعلہٴ جانسوزِ الہی
و متانت کنی زندہ از این نغمہٴ زار



THE FOUNDATION OF WORLD UNITY

Selected addresses delivered by Abdul Baha at Universities, Churches, Synagogues, Peace Societies and similar public meetings during His journey through America in 1913. 112 P.P. (Bound in cloth) ... **Rs. A. P. 3 0 0**

THE PROMISE OF ALL AGES

By CHRISTOPHIL :

An important contribution to the literature expounding the significance of the Baha'i Faith. The author traces the true spiritual content of religion through the dispensations of the past, to culminate in the World Order revealed by Baha-u'llah. (Bound in cloth) ... **5 10 0**

SOME ANSWERED QUESTIONS

An exposition of fundamental spiritual and philosophic problems. (Bound in cloth) ... **5 10 0**

THE ONENESS OF MANKIND

Essays on inter-racial amity. (64 pages) ... **0 9 0**

HIDDEN WORDS

The essence of the teachings of all the prophets (54 pages) **0 15 0**

THE REALITY OF MAN

Words of Abdul Baha explaining the relations of mind body and soul ... **1 15 0**

THE UNIVERSAL RELIGION

By HIPPOLYTE DREYFUS :

An introductory work on the Baha'i cause by a French Orientalist, who translated many of the writings of Baha'u'llah. (176 pages) ... **3 12 0**

BAHA'U'LLAH AND THE NEW ERA

By J. E. ESTLEMONT :

An authoritative and comprehensive survey of Baha'i history and teachings related to present religious, scientific and social conditions. (*Translated into 35 languages*).

English	2 0 0
Urdu, Hindi, Gujrati, Sindhi,	1 0 0

Catalogue of many other books on request.

The Secretary,

Baha'i Publishing Committee,

C/o THE BAHAI HALL,

Dipchand Ojha Road, Garden Quarters, KARACHI.

میا میر حیات عالم
میر حیات عالم

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار شدہ
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔
